تذکرۃ الکرام

تاریخ

خلفائے عرب و اسلام

رسولِ کریم کے حالات و واقعات سے لے کر
دورِ حاضر تک کے خلفائے اسلام
اور صاحبانِ کمال کا تذکرہ

مصنفہ
مولانا سیّد شاہ محمد کبیر ابو العلا داناپوری

نفیس اکیڈمی تیرتھ داس روڈ اردو بازار کراچی

ناشر
چوہدری طارق اقبال گاہندری
مالک
نفیس اکیڈمی - اردو بازار - کراچی

نام کتاب :	تذکرۃ الکرام / تاریخ خلفائے عرب و اسلام
تالیف :	مولانا سید شاہ محمد کبیر ابوالعلادانا پوری
ناشر :	نفیس اکیڈمی - اردو بازار - کراچی
طبع اوّل :	اکتوبر ۱۹۸۶ء
ضخامت :	۷۳۶ صفحات
ٹیلیفون :	۲۱۳۳۰۳

قیمت روپے

طابع : احمد برادرز پرنٹرز - ناظم آباد - کراچی

عرضِ ناشر

مسلمانوں کو یہ فخر حاصل ہے کہ انہوں نے تاریخ کو کہانیوں کے حدود سے نکال کر حقیقت سے آشنا کیا اور مختلف طریقوں پر اس کو فنی ترقی دی اور حالات اور واقعات کی جانچ پڑتال کے اصول مقرر کیے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فن میں کوئی دوسری قوم مسلمانوں کی برابری نہیں کرسکی۔ دوسری قوموں کے مقابلے میں مسلمانوں کا تاریخی سرمایہ ہر زبان اور ہر ادب میں محفوظ اور قابل استناد ہے۔ اس کے ساتھ عربی کی بہت سی تاریخیں اُردو میں منتقل ہوئیں ابن خلدون طبری، ابن کثیر، سیوطی اور اسی قسم کے دوسرے مورخوں کے کارنامے سامنے آئے لیکن یہ تاریخیں تمام موضوعات کا احاطہ نہیں کرسکیں، ان میں زمانی اور واقعاتی تسلسل موجود ہے لیکن ان مورخوں کی نظر سے کل عالم اسلام کے واقعات اوجھل رہے غالباً اس کمی کو دور کرنے کے لیے تاریخ خلفائے عرب واسلام لکھی گئی۔ اگرچہ اس کا عنوان، اس کے موضوع کے محدود ہونے کی دلالت کرتا ہے اور خیال ہوتا ہے کہ یہ تاریخ خلفائے راشدین کے دور کے خاتمہ پر ختم ہوجائے گی لیکن فی الواقعہ ایسا نہیں ہے۔ تاریخ کی کئی اقسام ہیں ابتداء میں جتنی بھی تاریخیں لکھی گئی ہیں۔ ان کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کے حالات سے ہوتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک اور خلافت راشدہ کے واقعات

درج ہوتے ہیں، اس سلسلہ میں جب ہم فارسی اور عربی کی تاریخوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو دونوں میں یہ صورت حال یکساں طور پر پائی جاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مورخوں نے زمانی تفصیل کی کوئی کڑی گم نہیں ہونے دی۔ البتہ بعض تاریخوں میں حالات تفصیل سے لکھے گئے ہیں اور بعض میں اختصار کے ساتھ، ابن خلدون، طبری اور دوسرے مورخوں نے اس امر کا خاص التزام رکھا ہے۔ اس کے علاوہ بیشتر تاریخیں ایسی بھی لکھی گئی ہیں جن کو تاریخ تو نہیں البتہ تذکرے ضرور کہا جاتا ہے، اگرچہ یہ بھی قدر و قیمت کے لحاظ سے تاریخ کا ایک ناگزیر حصہ ہوتی ہیں، لیکن تاریخ میں ان کے مشمولات کے نام آتے ہیں۔ تفصیل نہیں، اس سلسلہ میں لکھی جانے والی تاریخوں میں طبقات ابن سعد، تذکرۃ الحفاظ، وفیات الاعیان اور اسی قسم کی دوسری کئی کتابیں مشہور ہیں۔ فارسی تاریخوں میں بھی ایسے تذکروں کی کمی نہیں۔ ان سے کم سے کم اتنا ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں دور میں فلاں زمانے میں کون کون امراء اور اکابر تھے۔ بعض تاریخوں نے اس امر کا بھی اہتمام کیا ہے کہ تاریخ کے ساتھ شعراء اور علماء کا بھی جو معاصرین میں سے تھے ذکر کر دیا ہے۔ ایسی تاریخوں میں طبقات اکبری، منتخب التواریخ تذکرۃ الکرام قابل ذکر ہیں، جہاں ان تاریخوں سے ان کے عہد کے تفصیلی حالات معلوم ہوتے ہیں، وہیں ان کے دور کی تمام اہم شخصیتوں کا بھی تعارف ہو جاتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دور میں کون کون سی شخصیتیں اہم اور موقر تھیں بعد میں جتنی بھی تاریخیں لکھی گئیں ان میں اس نہج اور اسلوب کو برقرار رکھا گیا ہے لیکن ہمارے دور کے آتے آتے تاریخ نویسی میں بڑی تبدیلیاں آئیں، لکھنے کے اسالیب اور آہنگ بدل گئے۔ واقعات کی چھان بین کا کام زیادہ ہوا محض روائیتوں کو جمع نہیں کیا گیا۔ اس طرح ہمارے دور کے مورخ کے فرائض پہلے مورخوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہو گئے اور وہ تاریخ لکھنے والے ہر ممکنہ ماخذ سے فائدہ اٹھانے لگا۔ چنانچہ

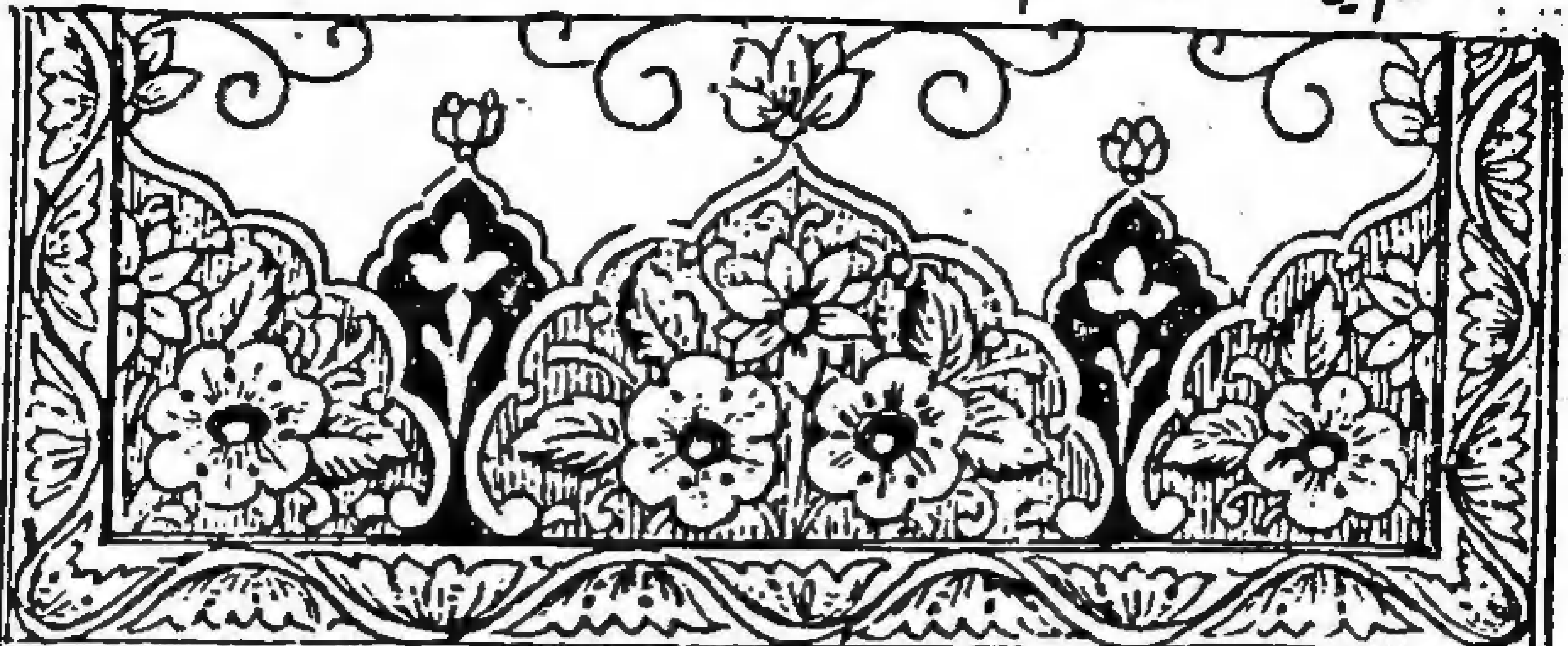
سندھ، عرب اور اسی طرح کے دوسرے موضوعات پر ایسی کئی کتابیں منظر عام پر آئیں جن میں واقعی تحقیق سے کام لیا گیا تھا۔ زیر نظر تاریخ خلفائے عرب و اسلام بھی ایسی ہی تاریخ ہے۔ اس کے لکھنے والے نے اس میں اپنے ماخذوں کی تفصیل نہیں دی ہے لیکن چونکہ وہ انگریزی، عربی، اُردو اور فارسی پر پوری طرح قادر تھا اور ان زبانوں پر کما حقہ عبور رکھتا تھا اس لئے یہ شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ اس نے کسی ماخذ کو نظر انداز کیا ہوگا اس نے تمام ماخذ اپنے سامنے رکھے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ کے وقت ماخذوں کا کوئی حوالہ نہیں ملتا ہے لیکن اس کے متن سے یہ بات خاص طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ اس نے اس کتاب کی تیاری میں کئی کتابوں سے مدد لی ہے اور فائدہ اٹھایا ہے۔ خصوصاً وہ دور جو مصنف کے عہد و زمانے سے پہلے کا ہے وہ حوالوں سے ممکن نہیں؟ اس کے لئے ظاہر ہے کہ مصنف نے کئی ماخذ استعمال کئے ہیں اگر ہم دقیق مطالعہ کریں تو ان کے ماخذوں تک ہماری رسائی ہو سکتی ہے۔

اس تاریخ کے مولف کا نام محمد کبیر بن محمد وزیر بن سید شاہ محمد واحد بن سید شاہ تراب الحق ہے جو مختلف سلسلہ ہائے تصوف سے نسبت رکھتا تھا اس نے اس کتاب کے لکھنے کی ضرورت یوں بیان کی وہ انگریزی اور فارسی تاریخوں کا مطالعہ کرتا تھا اور اس نے اس مطالعہ کے دوران کوئی ایسی کتاب نہیں دیکھی تھی جس میں تمام خلفائے عرب و اسلام کے حالات یکساں ہوں چنانچہ یہی وجہ اس کتاب کی تصنیف و تالیف کا سبب بن گئی۔ اس کتاب میں مصنف نے بے شمار کتابوں کو حوالے کے طور پر استعمال کیا ہے لیکن جس زمانے میں کتاب لکھی گئی اس وقت حوالہ کا اندراج آج کی طرح لازمی اور ناگزیر نہیں تھا۔ اس لئے عام قاری کو یہ جاننے میں بڑی دشواری ہوتی ہے کہ کون سا واقعہ کہاں سے لیا گیا ہے۔ اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ وہ حوالہ کسی نہ کسی کتاب میں ضرور موجود ہوگا۔ سب سے اہم بات اس تاریخ کی یہ ہے کہ اس میں معاصرین

کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ یہ دراصل مصنف کا اضافہ ہے جو بڑا اہم ہے اور اس کی وجہ سے اس کتاب کی حیثیت دوسری کتابوں کے مقابلے میں زیادہ ہو جاتی ہے۔

ہم اس کتاب کو چھاپتے ہوئے اس امر پر خوشی محسوس کر رہے ہیں کہ ہمارے ادارے سے ایک ایسی کتاب شائع ہو رہی ہے جو کسی کتاب کا ترجمہ نہیں ہے لیکن اتنی ہی اہم اور ناگزیر ہے جتنی دوسری کتابیں۔

طارق اقبال



بسم اللہ الرحمن الرحیم

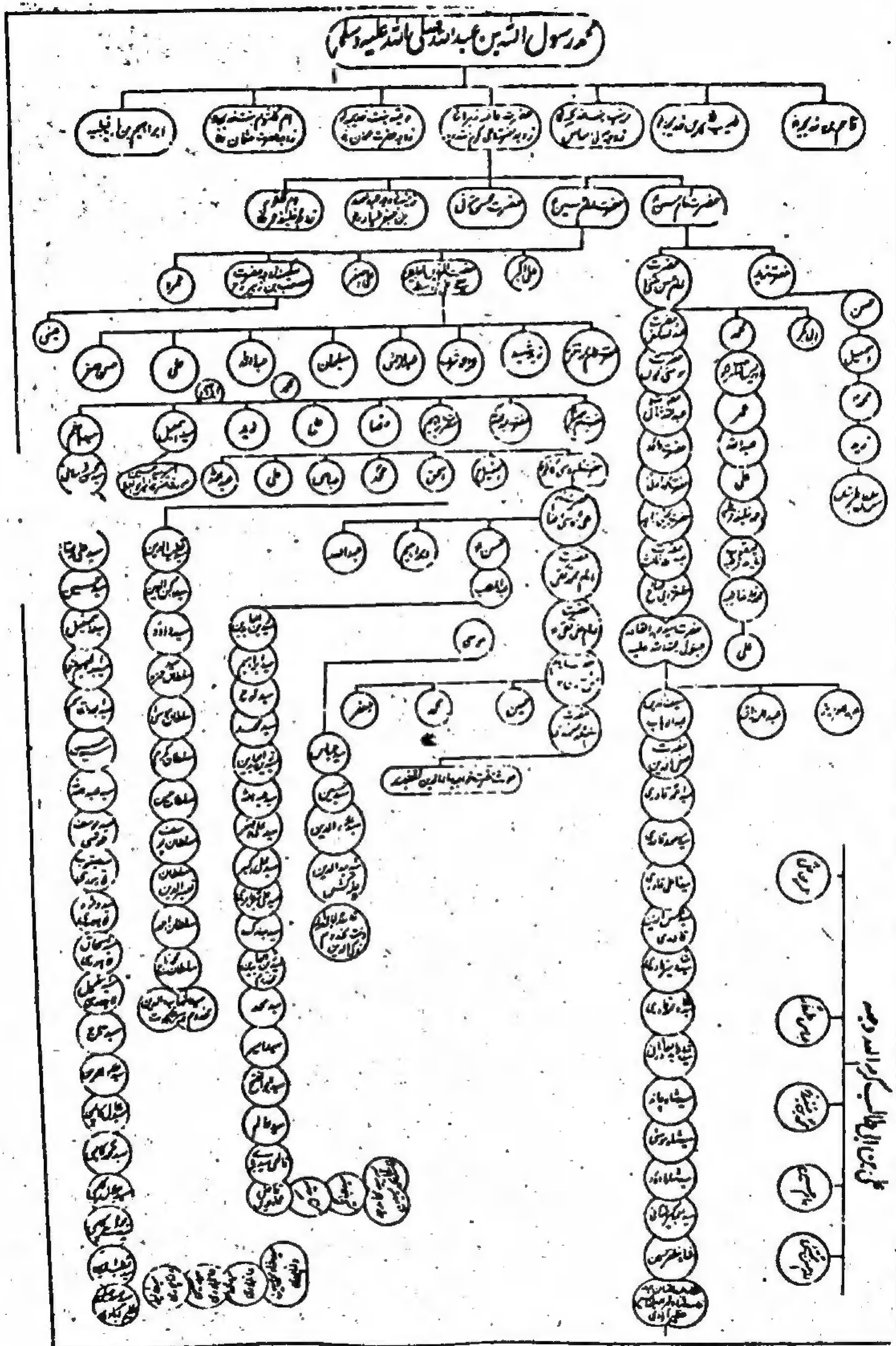
الحمد للہ والنعت لرسولہ صلے اللہ علیہ وآلہ واہلبیتہ وازواجہ واصحابہ وسلم بعد اس کے بندۂ حقیر محمد کبیر بن مولوی محمد وزیر ابن سید شاہ محمد واجد ابن سید شاہ تراب الحق بہاری داناپوری حنفی نقشبندی ابوالعلائی قاسمی السجادی کہ بالفعل عہدۂ سرکل افسری ضلع پٹنہ مین ممتاز ہے یون عرض کرتا ہے کہ انگریزی و فارسی تواریخون کے دیکھنے سے دل مین شوق ہوا کہ ابھی اس قسم کی کوئی کتاب زبان اُردو مین نہین دیکھی گئی کہ جس مین مفصل احوال آنحضرت صلعم کا اور اُن کے خلفاء راشدین اور خلفاء بنی اُمیہ اور خلفاے عباسیہ وغیرہ کا یکجا درج ہو اور اُس کی عبارت سلیس اور بامحاورہ ہو اس لیے مین نے قصد کیا کام کو انگریزی اور فارسی اور عربی کتابون سے منتخب کرکے انجام دون بارے بفضلہ تعالے یہ کام انجام کو پہونچا اور اس کتاب کا نام تاریخ خلفاے عرب واسلام رکھا۔ اور دوسرا نام تاریخ کبیر اور تذکرۃ الکرام ہے۔

باب اوّل

قبل لکھنے تواریخی حالات خلفاے عرب واسلام کے یہ نہایت ضروری امر ہے کہ کچھ

حالت اور کیفیت ملک عرب اور اُس کے بانی کی بیان کیجائے۔ عربستان ایک جزیرہ نما ہی جو برّاعظم ایشیا کے جنوبی اور مغربی گوشہ کی حد پر واقع ہی۔ اُسکی مشرقی حد بحیرہ فارس اور دریاے عمان ہی جنوبی حد بحر ہند ہی اور مغربی حد بحر احمر (لال دسی) ہی یہ جزیرہ نما بالفعل چار حصون مین تقسیم ہی۔ الحضہ۔ اور حجاز (جس مین یمن شامل ہی۔ اور نجد اور عمان پہلے دونون حصہ سلطان روم (ترک) کے قبضے مین ہین۔ نجد ایک وہابی امیر کے تصرف مین ہی۔ اور عمان امام مسقط کے زیر حکومت ہی اس جزیرہ کا اکثر حصہ بلکہ قریب القریب کل ریگستان اور کوہستان ہی۔ اس مین کسی قسم کی زراعت نہین ہوسکتی ہی سواے بعض خاص جگہون کے جیسے طائف موخہ وغیرہ ہی۔ اس جزیرہ نما کے باشندون کی گذراوقات گوشت اور دودھ پر اکثر ہی مویشی پالتے ہین اور کوہستانون مین چراتے ہین لیکن سمندر کے کنارے کے رہنے والے تجارت کا پیشہ بھی کرتے ہین۔ درمیان اُن زمانون کے کہ واقعات سے تمام دُنیا پر اثر پڑا جیسے اقلیم ایشیا و افریقہ و فرنگ (یورپ) زیر و زبر ہوئے۔ صرف یہ جزیرہ نما جس کو عربستان کہتے ہین ابتداے زمانہ سے لغایت ساتوین صدی عیسوی تک محفوظ رہا۔ ہر گاہ چھوٹے چھوٹے ملک اور سلطنتین عروج پہ ہوئین اور نزول مین درآئین۔ ہر گاہ بہت قدیم خاندان گذر گئے ہر گاہ حدود اور تمام ملکون کے بدل گئے اور اُنکے باشندے تمام ہوگئے اور قیدی بنائے گئے۔ صرف عربستان اپنے ریگستانون کے بیچ مین اصلی حالت پر آزاد رہا اور نہ اُسکے خانہ بدوش باشندے کسی کے غلام ہوے۔ اس جزیرہ نما کی ابتدائی حالت یون بیان کرتے ہین کہ ملک عرب سام بن نوح کی اولاد سے بعد طوفان نوح کے آباد ہوا جو تھی پشت مین سام کے ایک شخص ہوا تھا جسکا نام قحطان تھا۔ اُسکے فرزندون مین سے ایک کا نام عرب تھا جس نے یمن کو بسایا۔ اور دوسرے بیٹے کا نام برحام تھا جس نے حجاز کو آباد کیا۔ حجاز وہ سرزمین ہی جو بحر احمر (لال دسی) کے کنارہ پہ ہی۔

اور جس مین شہر مکہ اور مدینہ واقع ہی۔ الغرض سام بن نوح کی اولاد سے بہت قومین
ہوئین انھین مین سے قوم عاد اور ثمود بھی تھی جن کی بربادی کا حال قرآن مجید مین مذکور ہی
بعض ان مین سے پہاڑون پر جا بسے جو بدو اور اعرابی کہلاتے ہین اور بعض
شہرون مین آباد ہوئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بی بی ہاجرہ
اور اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو فاران کے پہاڑ پر چھوڑ گئے۔ اور پیاس کی شدت سے
انکی حالت غیر ہوئی۔ قدرت خدا سے چاہ زمزم ظاہر ہوا۔ حضرت اسمٰعیلؑ نے اسی جگہ
اپنی اقامت کی اور شہر مکہ کی بنیاد پڑی۔ آپ کے بارہ بیٹے ہوئے انکی اولاد سے اس
علاقہ کی آبادی خوب ہوئی۔ جب حضرت ابراہیمؑ دوسری مرتبہ اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کی
ملاقات کے لیے فاران کی طرف آئے۔ خانہ کعبہ کی بنیاد ڈالی۔ اور اس تاریخ سے
مکہ عظمت کے قابل ہوگیا۔ خانہ کعبہ کی زیارت کو دور دور سے لوگ آنے لگے۔
حضرت اسمٰعیلؑ ہی کے خاندان مین اس علاقہ کی حکومت اور خانہ کعبہ کی خدمت برابر
رہی۔ اسی خاندان مین ایک شخص قریش نامے ہوا اسان کے وقت مین خانہ کعبہ کی
خدمت انھین کے ذمہ رہی۔ اور قریش کے قوم کی بہادری اطراف مین مشہور
ہوئی لیکن کبھی کسی بڑے بادشاہ نے مثل قیصر روم اور کسرے فارس کے
اس ملک کی طرف رُخ نہ کیا اور یہ ملک ہمیشہ آزاد رہا۔ قوم قریش مین جب ہاشم بن
عبد مناف کے بیٹے عبد المطلب کا زمانہ پہونچا کعبہ کی خدمت ان کے سپرد
کی گئی۔ اور بنی ہاشم تمام قومون سے عرب کی ممتاز سمجھے جانے لگے۔ انھین کے زمانے
مین حبشہ کے بادشاہ نجاشی ابرہہ نے جسے اصحاب فیل کہتے ہین ہاتھیون سے
کعبہ کے توڑنے کیواسطے فوج کشی کی۔ آخر اسکی فوج تباہ ہوئی۔ اب اہل عرب کی شہرت
غیر ملکون مین پھیلنے لگی۔ لیکن اسوقت تک عرب کی قومین جہالت کی تاریکی مین مبتلا
تھین آپس مین برابر لڑائی جھگڑا کرتی تھین۔ خانہ کعبہ کو بتون سے بھر دیا تھا۔


محمد رسول اللہ بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابراہیم

اور اصلی ابراہیمی مذہب سے درگذر کر بت پرستی کرنے لگے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے بادل سے دنیا کو شاداب کرنا چاہا اور حضرت سیدنا حبیب خدا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نوشیروان کے سنہ جلوس مین یعنی اسی سال مین جس مین اصحاب فیل حملہ کیا تھا شہر مکہ مین پیدا ہوئے اور آسمان سے زمین تک اپنی ہدایت کی روشنی سے منور کر دیا

باب دوسرا

فصل اوّل

حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ابن خواجہ عبداللہ ابن عبدالمطلب شہر مکہ مین ماہ ربیع الاول مین یعنی اپریل کے مہینے ۵۶۹ء مین پیدا ہوئے آپ شجاع اور مشہور قوم قریش کے تھے جنکی دو شاخین مشہور تھین۔ایک بنی ہاشم اور دوسری بنی امیّہ ہاشم آپکے مورث اعلیٰ شہر مکہ کے بڑے ہی خیر خواہ تھے۔یہ شہر درمیان ریگستان اور سنگستان کے آباد ہے اور سابق زمانون مین اکثر قحط سالی غلہ کی یہان رہا کرتی تھی۔شروع مین چھٹوین عیسوی صدی مین ہاشم نے دو سالانے قافلے قائم کیے۔ایک جاڑے کے موسم مین یمن کی طرف اور دوسرا ایام گرما مین ملک شام کی طرف جاتا۔ان وسیلون سے رسد وغیرہ کثرت سے مکہ مین لائی جانے لگی اور علاوہ انکے تجارت کی چیزین بھی آنے لگین۔اب یہ شہر تجارت کا مرکز ہوگیا۔اور اس قوم کے لوگ جو اکثر اس تجارت مین مصروف ہوے مالدار اور قوی ہوگئے اسوقت چونکہ خانہ کعبہ کی خدمت بھی ہاشم کے متعلق تھی۔اس خدمت سے اعزاز ظاہری اور بھی بڑھا۔اور شہر مکہ پر پورا اختیار بھی رہا۔ہاشم کے انتقال کے بعد انکے بیٹے خواجہ عبدالمطلب جانشین ہوے۔اور ایسے ہی خدمات ان سے ظہور مین آئے جس سے خانہ کعبہ کی خدمت بنی ہاشم مین موروثی ہوگئی۔اس سے بنی امیہ کو نہایت اضطراب اور رشک ہوا خواجہ عبدالمطلب کے تیرہ بیٹے اور کئی بیٹیان تھین۔لیکن جنکا نام تواریخون مین

مذکور ہیں وہ ابوطالب اور ابولہب اور حضرت عباس اور حضرت حمزہ اور خواجہ عبداللہ اور زبیر ہیں خواجہ عبداللہ سب سے خوبصورت اور پیارے تھے۔ انکی شادی حضرت آمنہ سے ہوئی تھی جو اسی مشہور خاندان سے قریش کے تھیں۔ خواجہ عبداللہ اپنے حسن و جمال میں بیمثل تھے کہ اکثر عورتوں کو اس شادی کا رشک ہوا۔ اس مناکحت کے درخت کے ثمر صرف حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

آپ کی ولادت میں اکثر باتیں تعجب خیز ظہور میں آئین۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو بارحمل سے کسی قسم کی تکلیف جو عورتون کو پیش آتی ہے نہ ہوئی۔ جب آپ صلعم پیدا ہوئے ایک نور ظاہر ہوا جس سے اطراف کے ملک روشن ہوگئے۔ اور آپ صلعم نے سر آسمان کی طرف اٹھاکر فرمایا۔ اللہ اکبر و لا الہ الا اللہ انا رسول اللہ۔ آپ کی پیدائش کے وقت آسمان اور زمین کانپنے۔ اور دریائے ساوہ جو جاری تھا خشک ہوگیا۔ ہرگاہ دجلہ اسقدر امڈا کہ کنارے سے ابل گیا۔ اور کسرے کے ایوان مین زلزلہ آیا۔ اور چودہ کنگرے اسکے گرگئے۔ اسی رات کو فارس کے قاضی نے خواب دیکھا کہ وحشی اونٹون کو عربی گھوڑون نے زک دی۔ اسنے یہ خواب بادشاہ سے ذکر کیا اور اس کی تعبیر کہی کہ عرب کی جانب سے اس ملک کو نقصان پہونچے گا۔ اسی رات کو آتش پرستون کا آتشکدہ جو ہزار برس سے روشن تھا بجھ گیا۔

آپ کی مان کے ایک قرابت مند نے جو بڑے منجم تھے آپکو دیکھکر پیشین گوئی کی کہ آپ بڑی سلطنت کے بانی ہونگے اور نیا مذہب قائم کرینگے۔ آپ کے جدامجد خواجہ عبدالمطلب نے آپکی پیدائش کے ساتوین روز تمام سرداران قریش کی دعوت کی۔ اور آپ صلعم کو سب کے سامنے لاکر فرمایا کہ یہ لڑکا فخر خاندان اور ممدوح خلائق ہوگا۔ اور اسی لیے آپکا نام محمد صلعم یعنے سراہے ہوئے رکھا۔ آپ کی ولادت کے جیسے تعجب خیز واقعات ہین ویسی ہی آپ کی طفولیت کی بھی حیرت افزا باتین ہین۔

ہنوز آپ پیدا نہوے تھے کہ آپ کے والد خواجہ عبداللہ نے وفات فرمائی۔ اور سواے پانچ اونٹ اور کچھ بھیڑون اور ایک حبشی کنیز برکات کے اور کچھ ترکہ نہ چھوڑا تھا۔
آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کو اس حادثہ سے نہایت صدمہ ہوا۔ اور خاص مکہ کی آب و ہوا لڑکون کے حق مین ناموافق ہونے کے باعث اُنکو تلاش ہوئی۔ کہ کسی ہمسایہ کی قوم بدو کی عورت کے سپرد آپ کو دودھ پلانے کے لیے کرین۔ اقوام بدو کی عادت تھی کہ سال مین دو مرتبہ یعنے موسم بہار اور موسم سرما مین لڑکون کے دودھ پلانے کے واسطے آیا کرتے تھے لیکن اُنکو مالدارون کے لڑکون کی طرف توجہ رہتی تھی اور آپ صلعم کی طرف بوجہ غربت کے کسی کو رغبت نہوئی۔ آخرش حلیمہ سعدیہؓ کو یہ دولت نصیب ہوئی۔ اور آپ صلعم کو اپنے گھر لے گئین۔
قوم بنی سعد قحطانی عرب کے خاندان سے ہین۔ اور اُنکی سکونت اُن پہاڑون کے درون مین ہی جنکا سلسلہ طائف سے جنوب کی طرف چلا گیا ہے۔
حلیمہؓ کے اس کام سے اللہ تعالی کی رحمت اُن کے گھر پر نازل ہوئی اور جب تک آپ صلعم اُنکے مکان مین رہے اُنکو برابر ترقی رہی۔ کنوئین اور چشمے اُن کے علاقے کے کبھی خشک نہوے۔ اور چراگاہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے۔ اُنکی بکریون کے گلون مین بڑی افزایش ہوئی۔ اور اُنکی زراعت مین خوب پیدا ہوا اور اُنکے مکان مین برابر امن وامان رہا۔
آپ صلعم مین نمو کی قوت اپنے سن کے اعتبار سے بہت زیادہ تھی جب آپ تین مہینے کے ہوئے تو کھڑے ہونے لگے۔ جب سات مہینے کے ہوئے تو چلنے لگے۔ اور دس مہینے مین لڑکون کے ساتھ تیر اور کمان لئے پھرتے آٹھوین مہینے مین آپ ایسا بولنے لگے کہ لوگ سمجھنے لگے اور ایک مہینے بعد آپ اسطرح بولنے لگے کہ اُس سے سننے والے کو آپ کی عقلمندی پر تعجب ہوتا۔

تین برس کی عمر مین جب آپ اپنے رضاعی بھائی مسعود کے ساتھ میدان مین تھے کہ دو اکیلے فرشتے ظاہر ہوئے فرشتون نے آپ کو زمین پر لٹایا اُن مین سے ایک نے جنکا نام جبرئیل تھا۔آپ کا سینہ چاک کیا لیکن اُس سے آپ کو ایذا نہوئی۔آپ کا دل نکالکر صاف کیا۔اور اُس سے وہ سیاہ خون دُور کیا جو حضرت آدمؑ کے صلب مین پشت در پشت چلا آتا ہے۔اور اصل عصیان کی بنیاد وہی ہے۔جب اُس کو صاف کر چکے تو اُس مین نور ایمان اور علم اور رسالت کا نور بھرا۔اور اسکو سینہ مین رکھکر پھر سینہ کو برابر کر دیا۔اب آپ کے چہرہ مبارک سے وہ نور چمکنے لگا جو حضرت آدمؑ کے وقت سے برابر حضرت اسمٰعیلؑ تک آیا تھا۔

علاوہ اس نشانی کے آپ کے دونون شانون کے بیچ مین مُہر نبوت تھی جو کافرون کی نظرون مین بھی مثل کبوتر کے انڈے کے مسّون کی طرح معلوم ہوتی تھی۔جب اس واقعہ کی خبر حلیمہ سعدیہؓ اور اُن کے شوہر کو ملی۔اُنھون نے اُسکو کسی قسم کی آفت مثل پری اور جن کے سایہ کے گمان کر آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے پاس پہونچا دیا۔آپ اُس وقت سے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ رہے۔یہان تک کہ جب آپ چھ برس کے ہوئے۔آپ کی والدہ ماجدہ کسی اہل قرابت کی ملاقات کو آپ صلعم کو ساتھ لیکر مدینہ گئین اور جب وہان سے واپس ہوئین تو اثنا سے راہ مین ابوا کے مقام مین انتقال فرمایا۔اور وہین دفن کی گئین۔آپ کی خادمہ برکات آپ کو وہان سے خواجہ عبدالمطلب کے پاس لائین جنھون نے آپ کی پرورش فرمائی دو برس بعد جب خواجہ عبدالمطلب نے دیکھا کہ ہمارا زمانہ آخر ہے آپ کو اپنے بڑے بیٹے خواجہ ابی طالب کے سپرد کیا اور اُنھون نے نہایت شفقت سے آپ کی پرداخت کی خواجہ ابی طالب اپنے باپ کے بعد خانہ کعبہ کے بھی محافظ ہوئے۔

فصل دوسری

یہان پر خانۂ کعبہ کی اصلیت اور حج کا ذکر لکھا جاتا ہے۔ جب حضرت آدمؑ اور حواؑ بہشت سے نکالے گئے۔ تو متفرق زمین پر ڈالے گئے حضرت آدمؑ جزیرہ سراندیپ مین اور حواؑ بحر احمر (دروسی) کے کنارے جہان اسوقت شہر جدہ آباد ہے دو سو برس تک حضرت آدمؑ زمین پر پھرا کیے۔ آخرش جبل عرفات پہ جو مکہ سے قریب ہے حضرت حواؑ سے ملاقی ہوے اپنی افسردگی مین حضرت آدمؑ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دعا کی۔ کہ ایسا ہو کہ ویسی ہی مسجد جسمین وہ بہشت مین عبادت کرتے تھے۔ اور جسکے گرد فرشتے پھرتے تھے اس زمین پر بھی بنا کرین۔ چنانچہ حضرت آدمؑ کی دعا قبول ہوئی۔

ایک روشن ابر کی بنی ہوئی مسجد اُسی مسجد کے مقابل مین جو بہشت مین ہے فرشتے زمین پر لائے اور جہان اب خانہ کعبہ ہے قائم کیا۔ اسی طرح حضرت آدمؑ سجدہ کرنے لگے اور اُسکے گرد سات مرتبہ روزانہ طواف کرتے۔ بعد انتقال حضرت آدمؑ کے اُس مسجد کو فرشتون نے زمین سے اٹھا لیا لیکن اسی جگہ حضرت شیثؑ نے مٹی اور پتھر سے اُسی صورت کا مکان بنایا۔ اُسکا نشان طوفان نوحؑ کے باعث باقی نرہا۔ کئی پشت بعد حضرت ابراہیمؑ کے زمانے مین جب حضرت ہاجرہ اور اُنکے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ اس ریگستان مین پیاس سے قریب ہلاکت ہوے فرشتون نے ایک چشمہ اُنکو اُسی جگہ کے قریب جہان حضرت آدمؑ کیواسطے مسجد اُتاری گئی دکھایا۔ یہی چشمہ آب چاہ زمزم کہلاتا ہے اور خاندان اسمٰعیل مین اسکی تقدیس کیجاتی ہے۔ کچھ دنون بعد قوم الملکؔ کے دو اشخاص اپنے اونٹ کی تلاش مین یہان آئے۔ اور کنوئین کو دیکھکر شہر مکہ کی بنیاد ڈالی لیکن حضرت ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ کی خبرگیری اپنے تعلق لی۔ وہ لوگ مابعد مین شہر مکہ کے باشندون سے نکالے گئے لیکن حضرت اسمٰعیلؑ اُن مین رہے جب آپ جوان ہوے آپ کی شادی ایک شاہزادے کی لڑکی سے ہوئی جنسے آپ کی بہت اولاد ہوئی جو تمام عربستان مین پھیل گئی۔ اللہ تعالےٰ کے حکم سے حضرت اسمٰعیلؑ نے خانہ کعبہ کی

بنیاد اسی جگہ ڈالی جہان فرشتون نے پہلے مسجد آتاری تھی۔ اس متبرک کام مین حضرت ابراہیمؑ نے بھی آپ کی مدد کی جب حضرت ابراہیمؑ خانہ کعبہ کی دیوار بناتے تھے۔ ایک پتھر آپ کے معجزے سے اٹھتا اور گر جاتا۔ اور ابتک حضرت ابراہیمؑ کے پاؤن کا نشان اُسپر موجود ہی۔
ہرگاہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اسی طرح معروف تھے کہ حضرت جبرئیلؑ اُنکے پاس ایک پتھر لائے۔ اسکے بارے مین لوگون کو اختلاف ہی بعضون کا قول ہی کہ یہ بہشت کے قیمتی پتھرون سے ہی۔ جو حضرت آدمؑ کے ساتھ زمین پر آتارا گیا۔ اور بعد طوفان نوحؑ کے اُسکا کچھ نشان نرہا اور اب اسکو جبرئیلؑ نکال کر لائے۔ اور بعضون کا قول جو زیادہ مستند ہی یہ ہی کہ ایک فرشتہ حضرت آدمؑ کا محافظ تھا۔ لیکن جب آدمؑ عصیان مین مبتلا ہوے اسپر بھی اللہ تعالی کا عتاب ہوا اور وہ پتھر ہوگیا اور اُنکے ساتھ بہشت سے نکالا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے اُس پتھر کی عظمت کی۔
اور خانہ کعبہ کے بیرونی گوشے پر اُسکو نصب کیا۔ اس پتھر کو حجر اسود کہتے ہین۔ اور طواف کرنیوالے جب مرتبہ طواف کرتے ہین اُسی قدر بوسے اُسکو بھی دیتے ہین۔
ایسا مشہور ہی کہ جب یہ پتھر نصب کیا گیا تھا نہایت شفاف تھا لیکن گناہگارون کے بوسون سے سیاہ ہوتا گیا جنھون نے دیانت داری سے مراسم حج ادا کیے ہین قیامت کے دن یہ پتھر اُنکا گواہ ہوگا۔ یہی وجہ ہی کہ اسقدر قدیم زمانے سے خانہ کعبہ اور چاہ زمزم قابل عظمت ہی۔
شہر مکہ جسکی شہر پناہ کے اندر یہ متبرک چیزین قبل ظہور اسلام کے بھی مدت دراز سے تھین مقدس شہر سمجھا جاتا تھا اور ہی۔ اور عربستان کے ہر اطراف سے لوگ زیارت کو آیا کرتے تھے۔ اس متبرک جگہ کا لوگون کو ایسا خیال تھا کہ چار مہینے تک جس مین مراسم حج ادا کیے جاتے تھے۔ کسی قسم کی جنگ اور تشدد آپس مین نہین کرتے تھے معاند قومین بھی اپنے ہتھیارون کو پھینک دیتی تھین۔ اور ریگستانون مین امن کے ساتھ بسر کرتین

اور مکہ کے دروازے مین حاجیون کے ساتھ احرام مین جمع ہوتین۔ سات مرتبہ طواف کرتین۔ حجر اسود کو بوسہ دیتین۔ چاہ زمزم کا پانی پیتین۔ اُس سے وضو کرتین اور بعد انجام کرلے کل مراسم حج کے گھر کو واپس جاتین اور تب ہتھیار اُٹھاتین ایام جہالت مین یعنے قبل اجرائے مذہب اسلام کے بھی روزے اور نماز کا اہل عرب مین رواج تھا۔ دن مین تین مرتبہ نماز پڑھتے صبح اور دوپہر اور شام کو اور اپنا منھ خانہ کعبہ کی طرف رکھتے۔ اور روزہ تین زمانون مین رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ تین روز تک دوسری مرتبہ نو روز تک اور تیسری مرتبہ ایک مہینے تک۔

فصل تیسری

اب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن شریف بارہ برس کا ہوا۔ لیکن آپ کا ادراک بہ اعتبار سن کے بہت زیادہ تھا۔ آپ کے چچا خواجہ **ابو طالب** علاوہ اُس بزرگی کے کہ خانہ کعبہ کی حفاظت کے سبب سے تھی۔ قوم قریش کے بڑے تاجرون مین تھے اور اُس قافلہ کے ساتھ جس کو آپ کے جد امجد ہاشم نے جاری کیا تھا اور جو ملک شام اور یمن کو روانہ ہوا کرتا تھا۔ بڑے کوشان رہے۔ قافلہ کی آمد و رفت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوش پیدا ہوا کہ ہم بھی بیرونی ملکون کی سیر کرتے۔ اس لیے جب آپ کے چچا خواجہ **ابی طالب** قافلہ کے ساتھ شام کو چلے تو آپ اُن کے گلے مین لپٹ گئے۔ اور درخواست کی کہ ہمکو بھی ساتھ لے چلیے خواجہ **ابو طالب** نے آپ کی استدعا قبول کی۔ اُنھون نے خیال کیا کہ اب آپ کا سن شریف ایسا ہوا کہ بیرونی کامون کو آپ دیکھ سکینگے اور قافلہ کے ضروری کامون کو انجام دیا کرینگے۔ اسلیے خواجہ **ابی طالب** نے شوق سے آپ کی التجا قبول کی اور آپ کو ملک شام کی طرف لے گئے۔ راہ کے جانے مین آپ صلعم اُن جگھون سے

گذرے جہان واقعات حضرت ہاجرہ اور بنی ثمود کے پیش آئے تھے۔ اور انکے حالات سے واقفیت حاصل کی۔

قوم ثمود ایک قدیمی قوم تھی جو حضرت ابراہیمؑ کے قبل تھی۔ وہ لوگ جب بت پرستی مین مبتلا ہو گئے۔ تو اُنپر اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ پیغمبر کو بھیجا۔ کہ انکو ہدایت کرین۔ لیکن اُن لوگون نے نہین مانا۔ اور کہا کہ اگر آپ پیغمبر حق ہین تو اس پہاڑ سے ایک بڑی اونٹنی مع بچے کے ظاہر ہو چنانچہ حضرت صالحؑ نے دعا کی اور ایک بہت بڑی اونٹنی پہاڑ پھٹ کر نکل آئی اور اُس نے بچہ دیا۔ اس معجزہ سے قوم ثمود کے بعض آدمی ایمان لائے۔ لیکن اکثر کافر رہے حضرت صالحؑ نے اُس اونٹنی کو قوم ثمود مین چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ اگر تم اُسکو مضرت پہونچاؤ گے تو تمپر قہر الٰہی نازل ہوگا۔ کچھ عرصے تک لوگون نے اُس کی چرائی سے تکلیف اُٹھائی۔ اور جب وہ پانی پیتی تو چشمہ خشک ہو جاتا۔ اور اُس قوم کے مویشیون کو تکلیف ہوتی۔ لیکن اسقدر دودھ دیتی کہ تمام قوم کے واسطے کافی ہوتا۔ قوم ثمود اسپر اُس سے ناراض ہوئی اور اُسکو مار ڈالا۔ اور بچہ پہاڑ مین بھاگا اور غائب ہو گیا اسپر ایک مہیب آواز آسمان سے آئی اور سخت بجلی کڑکی اور صبح کو تمام قوم ہلاک ہوئی اور اس زمین پر قہر الٰہی رہا۔

دوسرا واقعہ اسی قسم کا شہر ایلا کا تھا۔ یہ جگہ سابق مین قوم یہود سے آباد تھی جو بت پرستی مین مبتلا ہو گئی۔ اور شنبہ کی احتیاط کو بھول گئی یعنے شنبہ کو مچھلی کا شکار کرنے لگی۔ اسلیے انپر قہر الٰہی نازل ہوا۔ اور بڈھے ان مین کے سور ہو گئے اور جوان بندر بنگئے بت پرستی سے ممانعت کرنے مین آنحضرت صلعم ان دونون واقعات کا اکثر بیان فرماتے۔

اس سفر مین حضرت صلعم کے کئی معجزے دیکھے گئے۔ دوپہر کے وقت فرشتون نے اپنے پرون سے سایہ کیا۔ اور ایک ابر کا ٹکڑا آپ کے سر پر ہمیشہ سایہ کرتا دکھائی دیتا۔ اور ایک خشک درخت کے نیچے جو آپ کھڑے ہوئے تو وہ شاداب ہو گیا اور

آپ کے سر پر اسکا سایہ ہوا۔
آپ صلعم کا قافلہ شہر بصریٰ مین جو ملک شام کی سرحد پر ہی پہنچا۔ یہان قوم مناسع آباد تھی لیکن یہ لوگ نصرانی عیسائی تھے۔ بڑی تجارت کی جگہ تھی۔ اور قافلہ یہان پر نصرانی درویشون کے معبد کے قریب ٹھہرا۔ ان درویشون نے کے اہل برادری نے آنحضرت صلعم اور آپ کے چچا ابوطالب کی بڑی خاطرداری کی۔ انھین درویشون مین سے ایک نے جسکا نام بحیرا راہب تھا آپ کی بڑی منزلت کی۔ اور اُسنے ابی طالب سے چلتے وقت کہا کہ اس لڑکے کی بڑی خبرگیری کرنا کہ یہود ان کے بڑے دشمن ہونگے۔ آپ صلعم کی پیٹھ کی مُہر نبوت کو دیکھکر کہا کہ یہ نبی آخرالزمان ہین۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ملک شام کی منزلت فرماتے تھے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم جب اُس ملک مین گئے اور اللہ کی توحید پھیلائی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے شام کو چالیس ابدال سے دنیا کی حفاظت کے واسطے ہمیشہ آباد رکھا ہی جب ایک اُن مین کا مرجاتا ہی۔ دوسرا اُس کی جگہ قائم ہوجاتا ہی اور دوسرا قول آپ کا ہی۔ کہ اہل شام کو بشارت ہو کہ اللہ کی رحمت کے فرشتے اپنا بازو اُسپر پھیلائے رکھتے ہین۔

فصل چوتھی

ایک مرتبہ جب آپ صلعم کا سن شریف سولہ برس کا ہوا۔ آپ صلعم اپنے چچا زبیر کے ساتھ کہ اس کاتب کے مورث اعلیٰ ہین یمن کو گئے۔ اور پھر دوسری مرتبہ انھین کے ساتھ بنی ہوازن کی لڑائی مین گئے جس مین قوم کنانہ کی مدد اہل قریش نے بمقابلہ ہوازن کے کی تھی۔ اور آپ صلعم اس لڑائی مین تیر وغیرہ سے اپنے چچا زبیر کو مدد دیتے رہے یہ پہلا معرکہ تھا جس مین آپ ہتھیار بند ہوئے۔ لیکن خود نہ لڑے صرف اپنے چچا زبیر کی حفاظت ڈھال وغیرہ سے اور تیرون کے مہیا کرنے سے کرتے رہے اہل عرب

اس لڑائی کو فجار کہتے ہین چونکہ یہ لڑائی ماہ حرام مین ہوئی۔ اسکے بعد اکثر لوگون نے آپ کو
یمن اور شام کا امین مقرر کیا۔ جس سے آپ کا تجربہ بڑھتا گیا اور آپ کی استعداد اور
لیاقت ظاہر ہوتی گئی اور امین کا لقب پایا۔ اسی زمانہ مین شہر مکہ مین ایک بیوہ
عورت تھین جنکا نام خدیجہؓ تھا اور وہ قوم قریش سے تھین۔ اُنکے دو نکاح ہو چکے
تھے اُنکے آخری شوہر نے کہ بڑے مالدار تاجر تھے انتقال کیا۔ اسلیے اُنکو خانگی امورات
کی انجام دہی کے لیے کارندہ درکار ہوا۔ اُنکے بھتیجے قطیمہ آنحضرت صلعم کے بڑے
دوست تھے اور آپ صلعم کی لیاقت ذاتی اور خوبی سے خوب واقف تھے اُنھون
نے خدیجہؓ سے آپ کی سفارش کی۔

خدیجہؓ نے آپ کا مشاہرہ المضاعف کیا۔ اور اُس قافلہ کے ساتھ جو شام کی طرف
جانے والا تھا آپ کو روانہ کیا۔ اُسوقت حضرت کا سن شریف بیس برس کا تھا اس سفر
مین آپ صلعم کے ساتھ خدیجہؓ کے بھتیجے اور اُنکے غلام میسرہ بھی تھے۔

اس کام کو آپ صلعم نے اس خوبی سے انجام دیا۔ کہ جب آپ صلعم واپس آئے خدیجہؓ
نے آپ کا مشاہرہ المضاعف کر دیا۔ خدیجہؓ نے اسکے بعد آپ صلعم کو یمن کی جانب روانہ
کیا۔ اور جب یہ قافلہ پھرا خدیجہؓ کو آپ صلعم کا انتظار تھا۔ ہنوز آپ صلعم راہ مین
تھے کہ خدیجہؓ نے سائبان سے دیکھا۔ کہ کوئی چیز آپ کے سر پر سایہ کیے ہے۔
اسلیے اُنکو حضرت سے اعتقاد ہوا۔ اور اپنی دایہ سے کہا کہ دیکھو اللہ تعالی اپنے
پیارے پر فرشتون سے سایہ کرتا ہے۔

اسی شام کے سفر مین ایک راہب نے جسکا نام نسطورا تھا آپ کی بڑی منزلت
کی اور آپ کے قافلہ کی دعوت کی اور کہا کہ آپ نبی آخرالزمان ہین اور میسرہ نے
یہ سب حال دیکھا اور سنا۔ اور خدیجہؓ سے کہا۔

اب خدیجہؓ نے اپنے غلام میسرہ کے ذریعہ سے آپ صلعم کے پاس نکاح کا پیغام کیا میسرہ نے

آپ سے کہا آپ کو تعجب ہوا۔ آخرش باتین مقابل مین طے ہوئین اور ایک روز نکاح کا قرار پایا خدیجہؓ کے باپ کو آپ صلعم کی غربت پر عذر ہوا تھا۔ لیکن خدیجہؓ نے نہ مانا نکاح کے روز خدیجہؓ نے بڑی دعوت کی جس مین اُنکے باپ اور حمزہ اور خواجہ ابی طالب بھی شریک تھے خواجہ ابی طالب نے آپ صلعم کی طرف سے اور ورقہ نے خدیجہؓ کی طرف سے مبارکبادی کی تقریر پیش کی۔ اور جھون نے بخوشی وخرمی اس کام کو انجام دیا۔ آپ صلعم نے اُسکے بعد طعام ولیمہ کیا۔ اور ایک اونٹ ذبح کرکے سب کی دعوت کی۔ اسوقت آپ کا سن شریف پچیس برس کا اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال کی تھی۔

فصل پانچوین

ابوالفدا مورخ کا قول ہی کہ اللہ تعالےٰ نے آپ صلعم مین کل اوصاف جمع کیے تھے جسکی وجہ سے لوگ آپ صلعم کو امین کہتے تھے۔

آپ کی منصف مزاجی کے باعث اکثر لوگ امور متنازعہ مین آپ صلعم کو ثالث مقرر کرتے تھے۔ ایک واقعہ آپ صلعم کے تذکرے مین لوگ بیان کرتے ہین کہ خانہ کعبہ مین آتش زدگی کے باعث آگ لگ گئی تھی۔ اور اُس کی مرمت ہوتی تھی۔ اس سبب سے سنگ اسود کو قائم کرنا ضرور ہوا۔ اس بارہ مین ایک نزاع متفرق قومون کے سرداروں مین پیش ہوئی کہ کون شخص اس عہدے کا مستحق ہے کہ سنگ اسود کو اپنی جگہ پر قائم کرے اور یہ سعادت حاصل کرے۔ آخرش یہ تصفیہ پایا کہ جو شخص کل کے روز حرم کے دروازے مین پہلے داخل ہو اُسی کا فیصلہ سب قبول کرین۔ اتفاقاً وہ شخص کہ پہلے داخل ہوئے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے آپ صلعم نے اس امر مین یہ فیصلہ کیا کہ ایک لنبی چادر منگوائی اور اس مین سنگ اسود کو رکھ کر ہر قوم کے ایک ایک شخص سے اُسکے اٹھانے کے واسطے کہا۔ اس طرح

ہر شخص اُس کے اُٹھانے مین شریک ہوا - اور جب اپنی جگہ پر آیا تو حضرت صلعم نے اُس کو نصب کیا - اس فیصلہ سے ہر شخص راضی ہوا -

حضرت خدیجہ رض کے بطن سے آپ کے چار بیٹیان اور دو بیٹے ہوئے جنکا نام طیب طاہر اور قاسم - تھا اور اسی وجہ سے آپ کو ابوالقاسم کہتے ہین لیکن اُنھون نے بچپن ہی مین قضا کی - بعد نکاح کے بھی آپ صلعم نے کئی سفر شام اور یمن کے کیے - لیکن اب آپ صلعم کے مال مین کچھ ترقی نہوئی - روز بروز گھٹتا گیا - اب آپ کا خیال ریاضت اور عبادت کی طرف مائل ہوا - اور روز بروز ترقی ہوتی گئی - آپ کے اس خیال مین ورقہ بن نوفل خدیجہ کے چچیرے بھائی بھی اکثر شریک رہے - جنھون نے توراۃ و زبور اور انجیل کا ترجمہ عربی زبان مین کیا ہے -

آپ صلعم کے دل مین توحید کی بڑی عظمت تھی - اور بُت پرستی سے کمال نفرت - اُسوقت خانہ کعبہ بتون سے بھرا ہوا تھا - اور ہر روز کے واسطے ایک بت تھا - اور بتون کی تعداد تین سو ساٹھ تک پہونچی تھی - کیونکہ سال مین تین سو ساٹھ روز ہوتے ہین -

اُن مین ایک بڑا بت تھا جسکا نام ہبل تھا وہ ملک شام سے لایا گیا تھا اور سمجھا جاتا تھا کہ پانی برسانا اُسکے اختیار مین ہے - ان مین حضرت ابراہیم ع اور اسمٰعیل ع کی بھی تصویر تھی اور اُنکے ہاتھون مین تیر و کمان اور پانسے تھے -

جسقدر آپ صلعم کے علم مین ترقی ہوتی گئی اُسی قدر بت پرستی سے نفرت بڑھتی گئی - آپ صلعم کے ادراک مین یہ باتین آتی گئین - کہ پیغمبرون کو اللہ تعالے نے وقتاً فوقتاً بت پرستی کے دُور کرنے کیواسطے بھیجا تھا چنانچہ نوح ع کا مبعوث ہونا اسی واسطے تھا - اور حضرات ابراہیم و موسیٰ ع و عیسیٰ ع اسی لیے پیغمبر ہوئے - کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پھیلاوین اور بت پرستی دور کرین - اُن لوگون نے دین کو سچی صورت مین قائم کیا تھا -

آپ صلعم کو یہ بھی تحقیق پہونچی تھی کہ یہ وہی زمانہ آیا ہے کہ اللہ تعالے اپنے رسول ص کے

توسل سے سچے دین کو وسعت دیگا اور بت پرستی زائل کریگا۔ آپ صلعم اکثر فرماتے کہ ہم اپنے جد
ابراہیم ع کے مذہب کو مستحکم اور پاک کرنے کو آئے ہین۔ اور کوئی نیا مذہب قائم کرنے کو نہین آئے
آپ اکثر پہاڑون کے غارون مین غائب ہو جاتے۔ آپ اکثر کوہ حرا کے غار مین رہتے جو مکہ سے
تین کوس کے فاصلے پر ہے۔ اور شبانہ روز اُسی مین بسر کرتے آپ صلعم اکثر رمضان کے مہینے مین وہین
رہتے۔ ایک مرتبہ آپ صلعم چھ مہینے تک برابر اسیطرح غائب رہے آپ صلعم کو اکثر بیخودی کی حالت طاری
ہوتی اور زمین پر پڑے رہتے۔ خدیجہؓ جو کبھی تنہائی مین آپکا ساتھ دیتین ان حالتون کو ملاحظہ
کرتین۔ اور آپ صلعم سے سبب دریافت کرتین۔ اور جواب اسرار کے طور پر پاتین قبل نبوت کے
آپ صلعم کو سچے خواب اور دل کا انکشاف ہوتا تھا۔ آپ صلعم کو چالیس برس کی عمر مین نبوت ہوئی
اور اُسکی حالت یون لکھی ہے کہ جب آپ غار حرا مین ترقیات روحانی مین مصروف تھے کہ ایک
روز رمضان کے مہینے مین کہ لیلۃ القدر تھی اور آپ منھ چھپائے سوتے تھے۔ ایک آواز
پکارتے ہوئے کی آپ نے سنی۔ جب آپ نے منھ کھولا بڑی روشنی دیکھی کہ جس سے آپکو بیخودی کی
حالت طاری ہوئی جب پھر آگہی ہوئی۔ ایک فرشتے کو آدمی کی صورت مین دیکھا کہ نزدیک آیا
اور اُسنے ایک ریشمی کپڑا دکھلایا۔ جسپر لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي الخ
اور اُس فرشتے نے کہا کہ پڑھئے۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ ہم پڑھنا نہین جانتے تب وہ فرشتہ آپ صلعم
سے بغلگیر ہوا جس سے آپ صلعم پر علم کا نور چمکا اور موافق کہنے فرشتے کے آپ صلعم نے آخر تک پڑھلیا
جب آپ اس تحریر کو پڑھ چکے اُس فرشتے نے کہا کہ اے محمد صلعم آپ نبی ہوئے۔ اور ہم اللہ کے فرشتے
جبرئیل ہین۔ آپ صلعم کے جسم مبارک پر اسکے بعد بھی لرزہ رہا اور آپ صلعم اسی حالت سے
اپنے مکان مین آئے۔ اور خدیجہؓ سے سب حال کہا۔ لرزے کا جسم مبارک پر ہونا کیفیت
کے آثار سے تھا جسکو حضرات صوفیہ بخوبی سمجھ سکتے ہین۔ دوسرے کو اس سے بہرہ نہین خدیجہؓ نے
آپ صلعم کو مبارکباد دی اور فرمایا کہ ہم تمھاری پیغمبری پر پہلے ایمان لاتے ہین۔ اور آپکی بہت
تشفی کی خدیجہؓ نے اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس آپ صلعم کو لیجاکر کل حال کہا

انھون نے کہا کہ اے خدیجہ تم سچ کہتی ہو قسم اسکی جسکے ہاتھ مین ورقہ کی جان ہے۔ یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ ع بن عمران پر نازل ہوا تھا اور تمھارے شوہر کا بیان نہایت صحیح ہے۔ اور وہ فی الحقیقت پیغمبر ہین۔ جب آپ صلعم نے ورقہ کا بیان سنا آپ صلعم کو سکون ہوا۔ اور کیفیت پہلی زائل ہوگئی جب ابوبکر رض نے جنکا نام عبداللہ بن ابوقحافہ تھا یہ خبر سنی فوراً ایمان لائے یہ آپ صلعم کی کمسنی سے بڑے دوست تھے اور کامون کے مشیر۔ اور لڑکون مین سب سے پہلے حضرت علی ع ایمان لائے

فصل چھٹوین

کچھ عرصے تک آپ صلعم نے اپنی نبوت کے اعلان کرنے مین تامل کیا پہلے ایمان لانے

واضح رہے کہ توریت اور زبور ایسی کتابین ہین کہ جنپر تین گروہون کو اعتبار ہے۔ یعنی یہود نصاریٰ اور مسلمان اور علاوہ انکے جتنی کتابین ہین سوائے ایک قوم کے اسکو دوسری قوم اعتبار نہین کرتی جیسے بید۔ یا زردشت کی کتاب اور انجیل کو دو قوم اعتبار کرتی ہین نصاریٰ اور مسلمان اس صورت مین جو باتین ان تینون کتابون سے ثابت ہون ان سے زیادہ محقق اور قابل اعتبار دوسری بات نہین ہے اور ان تینون کتابون سے ہمارے حضرت محمد صلعم کی نبوت ثابت ہے چنانچہ بعض باتین بیان کی جاتی ہین۔ توریت کی جلد ثانی مین ہے کہ آفتاب جمال پیغمبری کا فاران کے پہاڑ سے (کہ مکہ کے پہاڑ کا نام ہے) چمکیگا۔ اور وہ بنی اسرائیل سے نہوگا۔ اور اسکو متوکل کہین گے۔ اور اسکی امت کے لوگ تکبیر مین مشغول ہونگے۔ اور چار عضو کا وضو کرین گے۔ اور انجیل مین مذکور ہے کہ عیسیٰ ع نے اپنی قوم سے کہا کہ جب فارقلیطا (یعنی محمد صلعم) مبعوث ہون جو انکا زمانہ پاوے ایمان لاوے۔ اور انجیل برناس مین کہ پانچوین جلد انجیل کی ہے۔ عیسائیون نے چھپایا اور ترجمہ نہ کیا جا بجا صاف لفظ محمد آیا ہے اور بالکل آپ کی تعریف ہے۔ سیلس کے ترجمۂ قرآن مین انجیل برناس کا ذکر ہے۔ اور زبور داؤد مین لکھا ہے کہ اے داؤد شمشیر حائل کر۔ اور لڑائی مین آ یہان تک کہ امت تیری طرف مخاطب ہون اور پیغمبر ہاشمی خلق کو تلوار کے زور سے اپنا مطیع کرے۔ اور شعیب ع کے صحیفہ مین ہے کہ میرا ایک بندہ ہے کہ مہر نبوت اسکے مونڈھون کے درمیان مین ہے۔ ۱۲

والوں مین آپ صلعم کے خادم زید بن الحارث ہی تھے جو قوم کلب سے تھے - اُنکو قوم قریش کی ایک جماعت نے لڑکپن مین قید کیا - اور بیچ ڈالا - اُنکو ورقہ بن نوفل نے خرید کر کے حضرت خدیجہؓ کے نذر کیا حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت کو نذر کیا - کئی برس کے بعد جب زید کے باپ کو خبر ملی تو آئے اور بہت کچھ زر فدیہ دینا چاہا - آپ صلعم نے زر فدیہ لینے سے انکار کیا - اور فرمایا کہ اگر وہ جانے کو چاہین تو ہم اُنکو اجازت دیتے ہین - زید نے باپ کے ساتھ رہنے سے انکار کیا - اور آپ کی خدمت بابرکت کو اپنی رہائی پر ترجیح دی - اسلیئے آپ صلعم نے اُنکو آزاد کیا اور متبنٰی کیا - لیکن واضح رہے کہ اہل اسلام مین متبنٰی کو ترکہ نہین ملتا ہو جیسا موافق اہل ہنود کے مذہب کے اُنکو ترکہ ملتا ہی - کیونکہ کوئی شخص بیٹا کہنے سے اصلی بیٹا نہین ہوتا ہی اسی وجہ سے جب زید متبنٰی نے اپنی بی بی زینب کو بسبب ناموافقت مزاج کے طلاق دی - تو آپ صلعم نے اُنسے بحکم خدا نکاح کیا - اور اُسکا ذکر قرآن مین بھی آیا ہی چونکہ کفار آپ صلعم پر طعن کرتے تھے کہ اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کیا اس لیے قرآن مجید مین بھی وارد ہوا کہ محمد صلعم کسی مرد کے باپ نہین ہین بلکہ اللہ تعالے کے رسول ہین - اور زید کا نکاح زینب سے جو ہوا وہ بھی آپ ہی نے کیا تھا - اور ایک انگریز ڈیوپورٹ نے بھی اس اعتراض کا کفار کے جواب دیا ہی کہ آنحضرت صلعم کے نکاح مین جو تعدد ہوا وہ بعد پچاس برس کی عمر کے ہوا تھا یعنی بعد وفات خدیجہؓ کے - اور یہ بات تجربہ سے ہر شخص پر بخوبی ظاہر ہی - کہ شہوت رانی کا زور بعد چالیس برس کے نہین رہتا - اس لیے آنحضرتؐ کا متعدد نکاح کرنا معاذاللہ منہا بنظر شہوت پرستی کے نہ تھا بلکہ اللہ کے حکم اور حکمت سے تھا - آپ صلعم کی نبوت کے اظہار سے اپنی قوم کے لوگ یعنے اہل قریش اور بنی اُمیہ اور بعض بنی ہاشم آپ صلعم کے مخالف ہوے - قوم قریش اور بنی اُمیہ کا سردار اُسوقت ابوسفیان ابن حرب تھا - جو اُمیہ کا پوتا اور عبدالشمس کا پرپوتا تھا یہ شخص نہایت مالدار ذی اقتدار اور شجاع تھا - اور عرصہ دراز تک آپ صلعم کا دشمن جانی

رہا - اس سبب سے آپ تین برس تک اسلام کی دعوت پوشیدہ کرتے رہے چنانچہ تین برس مین اہل اسلام کی تعداد صرف اتنالیس تک پہونچی - ان مین سے اکثر کمسن مسافر اور غلام تھے - یہ لوگ اپنی نماز اپنے گھرون مین یا پہاڑیون کے درون مین چھپ کر پڑھتے تھے - لیکن اس کام کے چھپانے سے بھی ابنر کشار دن کا خوف رہا - چنانچہ یہ لوگ پوشیدہ ایک جگہ فراہم تھے کہ اسپر لوگ آپڑے - جن مین سے ایک کے سر کو سعد بن ابی وقاص نے زخمی کیا - اور اُس تاریخ سے انکی ممتازی اسی درجہ ہوئی کہ انھون نے کافر کا خون پہلے بہایا آپ صلعم کے بڑے مخالفین سے آپ کا چچا ابولہب تھا جو نہایت مالدار مغرور اور بدمزاج تھا - اُسکے بیٹون عتبہ اور عتیبہ سے آپکی بیٹون ام کلثوم اور رقیہ کی شادی کمسنی مین ہوئی تھی - اور ابی لہب کی بی بی ابی سفیان کی بہن ام جمیل تھی - اور ابی لہب کی مخالفت بسبب اسکی زوجہ کے تھی کہ اسکا وہ نہایت فرمانبردار تھا - آپ صلعم کو اس مخالفت سے ام کلثوم اور رقیہ پر نہایت تاسف ہوتا -

آپ صلعم کو اس مخالفت سے سخت تردد تھا - کوئی آپ کو مجنون کہتا - کوئی تخیفہ پر محمول کرتا - خاص کر ام جمیل ابی سفیان کی بہن نہایت تنگ کرتی کہ دوسری وحی نازل ہوئی کہ جس مین حکم ہوا کہ اعلان حق علانیہ کرو اور اہل قرابت کو اسلام کی دعوت کرو - چنانچہ اپنی نبوت کے چوتھے برس مین آپ صلعم نے کوہ صفا پر اپنی قوم بنی ہاشم کو فراہم کیا - اور اظہار اپنی نبوت کا کیا - اسپر ابولہب نہایت رنجیدہ ہوا اور اُسکی بی بی ام جمیل نے پتھر سے مارا - اسی باعث سے سورہ تبت یدا نازل ہوئی جس مین ذکر ہی کہ ابی لہب کے ہاتھ ٹوٹین گے - اور اس کی بی بی لکڑیون کا بوجھا جائیگی جو جہنم کا ایندھن ہوگا اور اُن کی گردنون مین مونج کی رسی ہو گی - اسپر جو متشکر ہوگا اور ابی لہب اور اُن کی زوجہ کو اس قدر رنج ہوا - کہ اپنے بیٹے عتبہ اور عتیبہ کو ترغیب دی کہ آپ کی بیٹیون کو طلاق دیدین - اور انھون نے

ایساہی کیا۔لیکن کچھ عرصہ بعد اُنکے نکاح عثمان بن عفان سے ہوئے۔ان باتون سے آپ کی دعوت اسلام کے طریقے مین فرق نہ آیا۔اور آپ صلعم نے بنی ہاشم کی دعوت اپنے مکان مین کی۔اور لوگون کو کھانا کھلایا۔آپ صلعم علانیہ اپنے نبوت کا اظہار کرتے۔اور جبل حرا اور ابو قبیس پر اکثر وعظ فرماتے اور مذہب عیسائی اور موسوی کی تنسیخ کی بہ نسبت ذکر کرتے۔

فصل ساتوین

جب کفار قریش مسلمانون پر زیادتی کرنے لگے۔تو آپ صلعم نے اپنے اصحاب کو ہجرت کی اجازت دی۔اور اکثر مسلمان ملک حبشہ کو چلے گئے۔اُن مین آپ صلعم کے چچا کے بیٹے جعفر طیار اور آپ کے داماد عثمان بن عفان بھی تھے۔اور آپکی صاحبزادی رقیہ اُنکے ساتھ تھین۔بادشاہ حبشہ جسکو نجاشی کہتے تھے مسلمانون پر نہایت مہربان ہوا۔اور اُنکو رہنے کے لیے جگہ دی۔جب یہ خبر کفار قریش کو ملی حسد کی آگ مین جل گئے۔اور ایک قافلہ جسکا سردار عمرو ابن العاص کو بنایا مع اسباب تحفہ حبشہ کو روانہ کیا۔عمرو ابن العاص نے تحفے سب نجاشی کے حضور مین گذرانکر مسلمانون کی شکایت کی۔نجاشی نے مسلمانون کو طلب کر کے فریقین کی گفتگو سنی اور جعفر طیار کی تقریر کو بہت پسند کیا۔اور کہا کہ کاش بادشاہی کی خدمت مجھ سے متعلق نہ ہوتی تو مین پیغمبر عربی کی خدمت مین حاضر ہوتا۔اور تحفہ سب کفار قریش کا پھیر دیا اس سبب سے کفار مکہ اور بھی جلے۔

ایک شخص ابوجہل نام کفار قریش سے تھا۔حال مذکور کو سنکر نہایت غصہ ہوا اور اپنے مجمع مین بولا کہ جو آدمی آپ صلعم کا سر کاٹ کر لاوے اُسکو سو اونٹ یا چالیس ہزار دینار انعام دینگے۔اسپر عمر بن الخطاب کہ جنکا سن اسوقت پچیس۲۵ برس کا تھا

اور شخص قوی الجسم تھے۔ اُنکی ذمہ داری اپنے ذمہ لی۔ اور آپ صلعم کی جستجو مین روانہ ہوئے راہ مین حضرت نعیمؓ سے ملاقات ہوئی۔ اُنھون نے پوچھا کہ اے عمرؓ تم کہان جاتے ہو۔ جواب دیا کہ محمد صلعم کے قتل کو۔ نعیمؓ نے کہا کہ تم بنی ہاشم کے انتقام سے نہین ڈرتے عمرؓ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ تم بھی مسلمان ہوگئے۔ بہتر ہو کہ پہلے تمھین کو قتل کرلین نعیمؓ نے کہا کہ ہم مذہب آبائی پر ہین لیکن تمھاری بہن اور بہنوئی جو مسلمان ہوے ہین پہلے اُنکو قتل کرلو کہ تمھاری قرابت قریب ہے۔ ہین عمرؓ نے کہا مسلمان ہونے کی کیا پہچان ہو۔ نعیم نے جواب دیا کہ وہ تمھارا ذبیحہ نہین کھا دینگے۔ اسپر عمرؓ اپنی بہن کے مکان کو چلے۔ اور حضرت خباب صحابی گھر کا دروازہ بند کرکے اُن کی بہن کو سورہ طٰہٰ کہ اُسی زمانہ مین نازل ہوئی تھی تعلیم کرتے تھے کہ عمرؓ نے دروازے پر آواز دی۔ حضرت خباب اُس وقت چھپ گئے۔ اور عمرؓ نے گھر مین داخل ہوکر ایک بکری آپ سے ذبح کی۔ اور اپنی بہن اور اُنکے شوہر سعد بن زید کو کہ اصحاب عشرہ بشرہ سے ہوئے دعوت کی لیکن اُن لوگون نے کھانے سے انکار کیا۔ اسپر عمرؓ نے اُن لوگون کو خوب مارا کہ سر اور رخسارے سے خون جاری ہوا اُسپر اُنکی بہن نے کہا کہ اگر مجکو مار بھی ڈالیے۔ تب بھی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے ہم نہ گذرینگے اور اُنکی پیروی سے باہر نہونگے۔ اس بات سے عمرؓ کے دل مین رحم آیا۔ اور نور ایمان پرتو افگن ہوا۔ اور کہا کہ تم کیا پڑھتی تھین۔ سناؤ۔ اسپر سورہ طٰہٰ سنایا۔ اور جب آیہ لا الٰہ الا ہو لہ الاسماء الحسنیٰ پڑھا عمرؓ نے کہا کیا اچھا کلام ہو۔ حضرت خباب کو اس بات کے سُننے سے یقین ہوا۔ کہ عمرؓ کے دل مین ایمان کا اثر آیا۔ اور پردے سے نکلکر کہا کہ اے عمرؓ مبارک ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا تمھارے حق مین قبول ہوئی۔ اور اُنکو اپنے ساتھ حضرت صلعم کے پاس لے گئے۔ آپ صلعم نے عمرؓ سے معانقہ کیا کہ جوڑ جوڑ سے عمرؓ کے آواز آئی اور اُنھون نے کلمہ طیبہ پڑھا۔ جب عمرؓ ایمان لائے مسلمانون کی تعداد چالیس ہوئی۔ اور یہ واقعہ نبوت کے سنہ ۶ مین ہوا۔ اور اسی وقت

سے ارکان اسلام لوگ مسجد حرم مین علانیہ ادا کرنے لگے - اسی سال حضرت صلعم کے چچا امیر حمزہ جو بڑے شجاع تھے ایمان لائے -

فصل آٹھوین

آپ صلعم کے چچا خواجہ ابی طالب ہر حال مین آپ صلعم کے حامی تھے بلکہ کفار قریش اسی وجہ سے اُنکے خلاف ہوئے - اور لڑنے پر آمادہ ہوئے - اس وجہ سے اُنھون نے قوم بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ایک پہاڑ کی گھاٹی مین آپ صلعم کے ساتھ پناہ پکڑی - اور کفار قریش نے ایک عہدنامہ آپس مین کر کے خانہ کعبہ مین لٹکایا جس کی رو سے سبھون نے بنی ہاشم اور بنی مطلب سے قطع رحم کیا - اور رسم و راہ اور خرید فروخت بازار کا بند کر دیا - جسکے باعث سے ابی طالب مع بنی ہاشم اور بنی مطلب کے تین برس تک بڑی تنگ حالی مین رہے - آخرش جب حضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو وحی کے ذریعون سے معلوم ہوا کہ اُس عہدنامہ کو کیڑون نے کھا لیا - اور سوائے اللہ تعالےٰ کے نام کے اس مین کچھ باقی نہ رہا - اس حال کو ابی طالب نے کفار قریش سے کہا اور سمجھایا کہ اگر یہ خبر محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی صحیح ہو تو مناسب ہی کہ سب لوگ اُنپر ایمان لاؤ اور اگر ایسا نہ کرو تو یہ ضرور کرو کہ عہدنامہ کو منسوخ سمجھو - جب کفار قریش نے عہدنامہ کے بہ نسبت خبر ٹھیک پائی - ایمان تو نہ لائے لیکن عہدنامہ کو منسوخ کیا اور حضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مع بنی ہاشم اور بنی مطلب کے پہاڑ کی گھاٹی سے باہر نکل آئے اور سابق دستور مکہ مین رونق افروز ہوئے - اور وعظ و نصائح مین مصروف رہے دسوین سال مین بعثت کے خدیجہؓ اور خواجہ ابی طالب نے انتقال کیا اس سے آپ کو نہایت غم ہوا - اور آپ صلعم نے اس سال کا نام سنۃ الحزن رکھا - خواجہ ابی طالب نے اگرچہ اقرار لسانی نہین کیا یعنے کسی کے سامنے کلمہ طیب نہین پڑھا

لیکن حضرت صلعم کے ساتھ بہت محبت کرتے تھے۔ اور لوگون کو آپ صلعم کے دین کیطرف دعوت فرماتے بعد انتقال خدیجہ رض کے آپ صلعم نے دو عقد اپنے کیے۔ ایک حضرت سودا سے جو ثیبہ تھین (یعنی ایک نکاح اُنکا ہو چکا تھا) اور دوسرا عائشہ رض بنت ابی بکر سے جو باکرہ تھین اور آپ صلعم کی بیبیون مین سوائے عائشہ صدیقہ رض کے سب ثیبہ تھین عائشہ کا سن شریف وقت نکاح کے سات برس کا تھا آپ صلعم بیبیون مین سب سے زیادہ عائشہ رض کو عزیز رکھتے اور وہ بڑی عالمہ اور سمجھدار تھین قریب دو ثلث کے حدیثون مین اُن سے روایت ہے۔ اور اکثر اصحاب قرآن اور حدیث کی صحت اُن سے کرتے تھے۔

فصل نوین

اہل مکہ جب آپ صلعم کے پند و نصائح کی طرف مخاطب نہوے بلکہ طرح طرح کی ایذائین دینے لگے تو آپ صلعم نے طائف کا قصد کیا۔ اور آپ صلعم وہان تشریف لے گئے لیکن طائف کے لوگ بھی مخاطب نہ ہوے بلکہ آپ صلعم پر ڈھیلے پھینکنے لگے۔ اور آپکا پائے مبارک زخمی ہوا۔ آپ صلعم وہان سے مکہ کو واپس آئے۔ اور صرف غیر شہر والون کو جو بنظر تجارت یا زیارت کعبہ کے آتے پند و نصائح فرماتے۔ اور اسلام کی دعوت کرتے بعثت کے گیارھوین سال مین مدینہ کی قوم انصار سے کچھ لوگ مکہ مین آئے اور آپ کی دعوت مین شریک ہوے۔ اور چھ آدمی اُن مین سے مسلمان ہو گئے۔ مدینہ کی قوم یہود اور قوم انصار مین برابر تکرار تھی اور قوم یہود جب مغلوب ہوتی تو کہتی کہ نبی آخر الزمان کے ظہور کا زمانہ آپہونچا ہم لوگ اُنکے ساتھ ہو کر تم سے لڑینگے۔ اور تم پر غالب آوینگے۔ جب انصار مدینہ مکہ مین پہونچے۔ اور خبر آپ کے نبوت کی دعوت کی سُنی سمجھے کہ یہ وہی پیغمبر ہین جن کی خبر یہود دیتے ہین۔ اور مسلمان ہو گئے

اور اسلام لانے مین پیش قدمی کی کہ یہودیون پر اب بھی غالب رہین - اور ان لوگون سے
یہ بھی کہا کہ ہم آیندہ سال مین پھر آوینگے - اور زیارت سے مشرف ہونگے - جو انصار کہ مدینہ کو
واپس گئے - اُنسے آپ کی نبوت کی خبر گھر گھر پھیلی - اور سنہ ۱۲ بعثت مین بارہ آدمی انصار کے
آئے - پانچ آدمی اُن مین کے مؤمن تھے - اور نئے سات آدمی ایمان سے مشرف ہوے -
اور اُن لوگون نے ایک پہاڑسی کی گھاٹی پر معاہدہ کیا - کہ اگر آپ مدینہ تشریف لیجاوین توہم
لوگ آپ کے حامی رہینگے - اور آپ صلعم کے دشمن سے جو ایذا رسانی کو جائیگا لڑینگے اسی کو
پہلا معاہدہ عقبہ کا کہتے ہین عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہین - جب یہ لوگ مدینہ کو جانے لگے تو
آپ صلعم نے حضرت مصعب کو کہ فقیہ اور قاری تھے قرآن اور فقہ سکھانے کے واسطے
اُنکی خواہش کے موافق ساتھ کر دیا - اُنکے وعظ و نصایح سے مدینہ کے تمام انصار مین ایمان
پھیل گیا - اور تیرھوین سال مین بعثت کے ستر آدمی مدینہ کے انصار مین کے آپ
صلعم کے حضور مین حاضر آئے - اور آپ صلعم سے بدل تشریف بری کے طالب ہوئے
تب دوسرا معاہدہ عقبہ کا تکمیل پایا -

فصل دسوین

ایک شب رجب کے مہینے مین بارھوین سال مین بعثت کے جب آپ صلعم اُمہانی کے
گھر مین سوتے تھے - اور سب لوگ خواب مین تھے - کہ جبریل آپ صلعم کے پاس آئے
اور اُٹھا کر آپ کو اپنے ساتھ کعبہ کے حرم مین لے گئے اور آپ کا شق صدر کیا اور مثل سابق
کے شستہ اور صاف کرکے پھر بند کر دیا - اور آپ کو ایک بہشتی جانور پر جسکو براق کہتے ہین سوار
کرکے مسجد اقصیٰ مین لے گئے جو بیت المقدس مین ہے - وہان سب انبیا کی ارواحون سے
ملاقات ہوئی - اور آپ صلعم نے سبھون کے ساتھ نماز مین امامت کی اور وہان سے روانہ
ہو کر سدرۃ تک پہونچے کہ ایک درخت ساتوین آسمان پر ہے - وہان پر حضرت جبرئیل ع
رہ گئے - اور اُنھون نے کہا کہ اگر ہم آگے بڑھین تو ہمارے بال و پر تجلی کی روشنی سے

جل جائینگے ۔اسی جگہ براق بھی رہ گیا ۔اور آپ ایک تخت پر جسکو رفرف کہتے ہین روانہ ہوئے ۔اور قرب الٰہی سے فائز ہوکے جو دیکھا سو دیکھا ۔سنا سو سنا ۔اور اسی اثنا مین بہشت اور دوزخ کی بھی سیر کی ۔اور ہر امت کا مقام ملاحظہ فرمایا ۔اور جب واپس آئے تو آن کی آن مین آپہونچے ۔اس مین علما کو اختلاف ہے کہ یہ سیر آپ کا جسمانی تھا یا روحانی ۔

بعد عقبۂ ثانی کے معاہدہ کے آپ صلعم نے اپنے اصحاب کو مدینہ کی جانب ہجرت کی اجازت دی اور ایک ایک کر سبھون نے ہجرت اختیار کی ۔صرف خود بدولت صلعم اور حضرت ابو بکرؓ مع اپنے متعلقان اور حضرت علی رضؓ رہ گئے ایک روز ابو جہل نے آپکے قتل کا مشورہ کیا ۔اور یہ خبر آپ کو مل گئی ۔آپ صلعم فوراً ابو بکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ابو جہل نے ایسا مشورہ کیا ہے ۔اور میرا قصد آج کی شب ہجرت کا ہے ۔اور تم ساتھ چلنا ۔حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ مین نے دو اونٹ اسی لیے خریدے ہین ۔آپ صلعم نے ایک اونٹ کی قیمت حضرت ابو بکرؓ کو دی اگرچہ انھون نے اسکے لینے مین بہت عذر کیا ۔جب آپ صلعم اپنے گھر واپس آئے اُسی رات حضرت علیؓ آپ کے پاس تشریف لائے ۔اور جو امانت کہ آپ صلعم کے پاس اہل مکہ کی تھی اُسکو حضرت علیؓ کے حوالہ کیا کہ اہل مکہ کو دیدینگے اور فرمایا کہ اگر کوئی میری تلاش مین اس گھر مین آوے نہ ڈرنا کہ تمکو کچھ نہ کہینگے اور اپنے بچھونے پر حضرت علیؓ کو سونے کی اجازت دی ۔اسی وقت کفارون نے آپ کے مکان کو آگھیرا لیکن آپ صلعم نے ایک مشت خاک اُنکی طرف پھینکی ۔اور اُنکے درمیان سے نکل آئے اور اُنھون نے آپ صلعم کو نہ دیکھا ۔اور آپ صلعم ابو بکرؓ کے مکان پر آپہونچے اور اُنھون نے غار ثور تک آپ صلعم کو اپنے کندھون پر لیجا کر پہونچایا ۔جب کفار قریش آپ صلعم کے مکان مین داخل ہوئے ۔انھون نے حضرت علیؓ کو آپ صلعم کے بستر پر پایا ۔اور اُن سے پوچھا کہ محمد صلعم کہان ہین انھون نے لاعلمی بیان کی ۔کفار نے حضرت علیؓ سے مواخذہ

نہ لیا اور مکان سے نکلکر انحضرت صلعم کی جستجو مین ہوے۔ لیکن آپ صلعم کو نہ پکڑ سکے۔ آپ صلعم تین روز تک مع ابوبکرؓ کے غار ثور مین رہے۔ وہان ایک سانپ نے اُن کو کاٹا لیکن آپ صلعم کے لعاب دہن لگانے سے چنگا ہو گیا۔ اور زہر کا اثر نہوا۔ آیت ثانی اثنین سے ابوبکرؓ کی منزلت معلوم ہوتی ہی۔ اس غار کے منھ پر عامر ابن فہیرہ جو آزاد غلام ابوبکرؓ کے تھے اپنی بکری چرایا کرتے تھے۔ اور اُن بکریون کا دودھ دونون صاحبون کو پلایا کیے۔ اور رات کو عبدالرحمن بن ابوبکرؓ غار مین آتے اور آپ صلعم اور اپنے باپ کو کفارون کے مشورے سے خبر دیتے۔

چوتھے روز حسب فرمانے آنحضرت صلعم کے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ نے اونٹ کو غار کے منھ پر بھیجا۔ اور وہان سے آپ صلعم مع ابوبکرؓ اور عامر بن فہیرہ کے روانہ ہوے۔ شتربان جو آپ صلعم کے ساتھ ہوا اُسکا نام اریقط تھا۔ اور آپ صلعم سواحل کی راہ سے چلے اثناے راہ مین جب آپ صلعم ام معبد کے خیمہ مین پہونچے۔ آپ صلعم نے اُس سے گوشت اور چھوارے طلب کیے۔ لیکن اُس کے پاس نہونے سے اُسنے معذرت کی تب آپ نے ایک دُبلی بوڑھی بکری اُسکے خیمہ کے گوشے مین دیکھی۔ آپ نے اُسکے دوہنے کی اجازت مانگی۔ اُم معبد نے جواب دیا کہ آپ کو اختیار ہی لیکن وہ ایک عرصہ سے دودھ نہین دیتی ہی۔ آپ نے اُسمین ہاتھ لگایا اور دوہنا شروع کیا۔ اُس مین اس قدر دودھ ہوا کہ آپ صلعم کے ساتھیون نے اور ام معبد نے سیر ہو کر پیا اور اسقدر دودھ بچ رہا کہ ابو معبد جب آیا اُسنے پیا۔ اور دونون آدمی بعد فتح مکہ کے مسلمان ہوے۔

جب آپ صلعم کی ہجرت کی خبر مشہور ہوئی۔ کفار قریش نے منادی کردی کہ جو شخص انحضرت صلعم کا سر لادے اُسکو سو اونٹ اور جو ابوبکر کا سر لادے اُسے بھی سو اونٹ انعام دیے جاوینگے۔ اسپر ایک شخص سراقہ جسکا گھر مدینہ کی راہ پر تھا۔ اس خبر سے مطلع ہوا۔ اور جستجو مین رہا کسی نے آپ صلعم کو اونٹ پر دیکھکر اُسے جاکر خبر دی۔ وہ گھوڑے پر سوار

پیچھے سے آپہونچا۔ اور آپ صلعم کو قرائن سے معلوم ہوا کہ یہ شخص میری گرفتاری کو آتا ہے۔ اس سبب سے آپ صلعم نے فرمایا کہ اے زمین اسکے گھوڑے کو نگل جا۔ اُسپر اُسکا گھوڑا تا بزانو زمین مین دھنس گیا۔ لیکن اُسنے اپنے اس فعل سے توبہ کی اور التجا کرنے لگا تب آپ نے اُسکی خلاصی کی دعا کی اور اُسکا گھوڑا صحیح و سالم زمین سے نکل آیا۔ اور وہ بعد فتح مکہ کے مسلمان ہوا۔

فصل گیارھوین

جب مدینہ کے انصار کو آپ صلعم کی ہجرت کی خبر ملی روزانہ پہاڑ پر جاتے اور آپ صلعم کے منتظر رہتے اور جب دھوپ نہ برداشت ہوتی مکان کو آتے۔ یہان تک کہ آپ صلعم مدینہ کے قریب پہونچے۔ اور انصار مدینہ انتظار دیکھکر مکان کو واپس جانے لگے۔ کہ ایک یہود نے آپ صلعم کے اونٹ کو دور سے دیکھکر انصار کو پکارا کہ ہذا جدکم اور وہ لوگ فوراً پہاڑ پر چڑھ آئے۔ اور آپ صلعم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ انصار کی لڑکیان بھی آپ صلعم کے آنے کی تہنیت مین غزلین گاتی ہوئین پیش قدمی کو آئین۔

جب آپ مدینہ مین داخل ہوئے۔ چودہ روز تک محلہ قبا مین رہے اور یہ جگہ اگرچہ شہر سے باہر ہی لیکن شہر کے محلون مین اُسکا حساب ہی۔ تیسرے روز وہان حضرت علیؓ بھی آپ صلعم کے پاس مع الخیر آپہونچے۔ آپ صلعم نے شہر مدینہ کے اندر داخل ہونیکا قصد کیا۔ اس پر ہر شخص کو آرزو تھی۔ کہ آپ صلعم میرے مکان کے قریب مقام کرین۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ میرا اونٹ اللہ تعالے کے حکم سے مامور ہی اور ہم وہین ٹھہرینگے جہان وہ آپ سے بیٹھ جائے گا۔ آخرش آپ صلعم کا اونٹ اُس جگہ بیٹھا جو مقام حضرت ابوایوب انصاری کے مکان کے قریب تھا۔ اب اُسی جگہ منبر نبوی کا ہی۔ اُس زمین کو جہان اونٹ بیٹھا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

دس دینار کو خرید کیا اور مسجد نبوی اور حجرہ ازواج طیبات اسی زمین مین بنایا گیا قبل طیار ہونے حجرۂ ازواج طیبات کے آپ صلعم نے اپنا اسباب ابوایوب انصاری کے مکان مین آتارا اور انھون نے آپ صلعم کو اعلیٰ درجے مین رہنے کی جگہ دی ابوایوب کو آنحضرت صلعم کی ہجرت کی خبر بطور پیشین گوئی کے اپنے مورث اعلیٰ سے پہونچی تھی اور ایک نوشتہ بادشاہ یمن کا تھا۔ جس مین آپ صلعم کی ہجرت کی خبر درج تھی اور اُنکے خاندان مین برابر چلا آیا تھا انھون نے وہ بھی آپ کے سامنے پیش کیا۔

ابوایوب انصاری کی قبر دارالاسلام قسطنطنیہ مین اسوقت موجود ہی۔ وہ امیر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ خلافت مین ایک لشکر کے ساتھ جسکے سالار سفیان تھے اور جس مین امام حسینؑ اور یزید بن معاویہ بھی تھے ۵۵ھ ہجری مین جو قسطنطنیہ کے محاصرہ کے واسطے بھیجا گیا تھا شہید ہوئے۔ اور وہین دفن ہوئے۔ اب سلطان روم جو جانشین ہوتا ہی پہلے وہین حاضر ہو کر تاج شاہی سر پر رکھتا ہے۔

فصل بارھوین

سلنہ پہلی ہجری مین ایک بڑے عالم قوم یہود کے جنکا نام عبداللہ بن سلام تھا اسلام سے مشرف ہوئے۔ انھون نے پہلے آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ بہشت مین پہلی غذا آدمیون کی کیا ہوگی اور پہلی علامت قیامت کی کیا ہوگی۔ اور لڑکا کس سبب سے باپ کی جانب مشابہت رکھتا ہی اور کس سبب سے مان کی جانب۔ آپ صلعم نے جواب دیا کہ پہلی غذا اہل جنت کی مچھلی کا جگر گوشہ ہوگا۔ اور پہلی علامت قیامت کی آگ ہوگی کہ لوگون کو مشرق سے مغرب کو ہانک لائے گی۔ اور جب نطفہ مان کا غالب ہوتا ہی تو لڑکا مان یا اُسکے اقران کے مشابہ ہوتا ہی۔ اور جب نطفہ باپ کا غالب ہوتا ہی تو لڑکا باپ کے مشابہ یا اُسکے اقران کے مشابہ ہوتا ہی۔

اسی سال حضرت سلمان فارسی بھی دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ انکا سن شریف

اسوقت ڈھائی سو برس کے قریب تھا پہلے یہ مجوسی تاجر تھے۔ بعد یہود ہو گئے پھر مذہب نصاریٰ قبول کیا۔ اور کتب سابقہ کے عالم ہوے۔ اور بعض علامتوں کو نبی آخرالزمان صلعم کے کتب سابقہ سے دریافت کرکے اور مدینہ کو اُن کی جاے ہجرت جان کر وہین مقیم ہوے۔ اور کسی وجہ سے ایک نصاریٰ کی غلامی مین درآئے۔ جب آنحضرت صلعم ہجرت کرکے مدینہ مین تشریف لائے تو آپ صلعم کے پاس کوئی چیز وہ مثل صدقہ کے لائے آپ صلعم نے اُسکو قبول نہ کیا۔ پھر کچھ چیز بطور ہدیہ کے پیشکش کیا۔ آپ صلعم نے اُسکو لیلیا پھر کسی طرح آپ صلعم کی پشت کی مہر نبوت کو دیکھکر فوراً ایمان لائے۔ آپ نے فرمایا کہ اب صورت اپنی آزادی کی کرو۔ اُنکے آقا نے شرط آزادی کی یہ کی۔ کہ سلمان ایک باغ لگاوین جب وہ بارور ہوگا اور بھی جب ایک اوقیہ سونا دینگے تب آزاد ہونگے حضرت سلمان کی خاطر آپ صلعم نے باغ لگایا۔ اور درخت اپنے ہاتھوں سے نصب کیے اور وہ درخت اُسی سال مین آپ کے ہاتھ کی برکت سے بارور ہوے۔ اور کچھ سونا کہ غنیمت مین آیا تھا۔ سلمان کے حوالہ کیا۔ لیکن حضرت سلمان کو اُسکے ایک اوقیہ ہونے مین شک ہوا تو آپ صلعم نے اپنا لعاب دہن لگایا۔ اور کہا کہ تو لو پورا ہوگا۔ چنانچہ جب تولا گیا تو پورا اترا حضرت سلمان کے انتساب باطنی کی تکمیل حضرت ابوبکرؓ سے تھی اور اُن سے قاسم بن محمد بن ابی بکر خیرالتابعین فیضیاب ہوئے حضرت سلمان کی وفات ۳۳ ہجری مین ہوئی۔ واضح رہے کہ امام جعفر صادقؑ کہ نواسہ قاسم بن محمد بن ابی بکر کے تھے پہلے اپنے نانا سے مستفید ہوے اور بعد اُسکے اپنے والد ماجد امام محمد باقرؑ سے بہرہ اندوز ہوے۔ اسی سبب سے اُنکو ذوبحرین کہتے ہین

فصل تیرھوین

بعد ہجرت کے جہاد کے احکام نازل ہوئے۔ اس سبب سے آپ صلعم نے کفار کے ساتھ غزوات شروع کیے منجملہ غزوات کے ایک واقعہ بدر کا ہے کہ جس سے

مسلمانون کی ترقی ہوئی - اور قوت بڑھی جب آپ صلعم کو خبر ملی کہ ابی سفیان کا
قافلہ مع سامان تجارت ملک شام سے واپس آتا ہے - آپ صلعم مع مہاجر اور انصار کے کہ
جملہ تین سو تیرہ آدمی تھے - اُس سے لڑنے کو گئے - ابی سفیان - اُس وقت قریش
کے کفار سے تھا - اور آپ کا جانی دشمن سے تھا - اور قوم بنی امیہ سے تھا - عبد مناف
جو عبد المطلب کے دادا تھے - اُن کے چار بیٹے تھے ہاشم - عبد الشمس -
نوفل - اور مطلب عبد الشمس کا بیٹا امیہ تھا اور ہاشم کی اولاد مین ہمارے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے مطلب کی اولاد مین امام شافعی رح تھے
اور نوفل کی اولاد مین عبداللہ بن جبیر - الغرض جب ابی سفیان کو آپ صلعم کے
ارادون کی خبر ہوئی - اُس نے ایک تیز قاصد مکہ کو روانہ کیا - اور لکھا کہ اگر قافلہ
کی خیریت چاہتے ہین تو اہل قریش فوراً مدد کے واسطے آدین - ابی جہل نے
یہ خبر سنکر تمام عمائد قریش کو فراہم کیا - اور سامان لڑائی کا کر کے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے کو روانہ ہوا - اُس کے لشکر مین آپکے چچا عباس رض اور آپ صلعم کے
داماد ابی العاص کہ اسوقت تک ایمان نہ لائے تھے شریک ہوئے - لیکن اس عرصہ
مین - ابی سفیان دوسری راہ سے قافلہ کو بخیریت لے گیا اور ہر چند بعد ازین منع بھی
کر بھیجا کہ حاجت فوج کشی کی نہین ہے - لیکن ابی جہل نے نہ مانا اس سبب سے ابی سفیان
مکہ پہونچکر پھر مدینہ کی طرف واپس آیا - اور لشکر سے آملا - کفار کے لشکر مین ایک ہزار
آدمی تھے - اور مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے - اور دونون بدر کے میدان مین
مقابل ہوئے - پہلے شیبہ - اور عتبہ - اور ولید - آگے ہوئے - مسلمانون
کی جانب سے انصار اُن کے مقابلے کو بڑھے - اُس پر اُن لوگون نے کہا کہ ہم لوگ
اپنے برادران قریش سے لڑنے کو آئے ہین - نہ انصار سے - تب حضرت علی رض
اور امیر حمزہ اور عبیدہ بن حارث اُن کے مقابل ہین حضرت صلعم کے حکم سے ہوئے

حضرت علیؓ اور امیر حمزہؓ نے اپنے اپنے فریق شیبہ اور عتبہ کو قتل کیا عبید بن حارث کی مدد کو آپہونچے۔ اور اُن کے فریق ولید کو بھی قتل کیا۔ اس کے بعد فریقین مین یعنی مسلمان اور کفار مین خوب جنگ ہوئی۔ اور میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا۔ ابی جہل اس لڑائی مین مارا گیا اور ابی سفیان زخمی ہوا۔ اور ستر آدمی کفار کے گرفتار ہوئے۔ جن مین عباس اور ابی العاص بھی تھے اور باقی مفرور ہوئے بعد ختم ہونے لڑائی کے حضرت صلعم نے عبداللہ[1] ابن مسعود سے کہ اصحاب مین بڑے فقیہ تھے کہا۔ کہ دیکھو۔ ابی جہل کی نعش کہان ہے۔ انھون نے دیکھا کہ اس مین کچھ جان باقی تھی۔ اُس نے پوچھا کہ فتح کسکی ہوئی عبداللہ نے کہا کہ مسلمانون کی اور اس کے سینہ پر چڑھکر اُسکا سر کاٹ لیا۔ سر کے کاٹتے مین اُس نے کہا کہ میرا سر کندھون کے پاس سے کاٹنا کہ دیکھنے مین بڑا معلوم ہو کہ کسی سردار کا ہے حضرت صلعم نے اُسکا سر دیکھکر فرمایا۔ کہ یہ ہمارا فرعون تھا۔ اس لڑائی مین اہل اسلام کو غنیمت اور ہتھیار خوب ہاتھ آئے حضرت عثمانؓ اگرچہ اس لڑائی مین شریک نہ ہوسکے کہ وہ اپنی اہلیہ کی بیمارداری مین آپ صلعم کے حکم کے موافق مصروف تھے۔ لیکن اُنکو بھی غنیمت کا حصہ ملا۔ جب اہل اسلام اپنی کامیابی پر خوشی بخوشی مدینہ مین داخل ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کی تعزیت مین شریک ہوئے یہ واقعہ سنہ ۲ ہجری مین پیش آیا۔

بعد وفات رقیہ کے حضرت صلعم نے اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح عثمانؓ

---

[1] واضح رہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے ممتاز تھے۔ اور بڑے عالم حدیث اور قرآن کے اور بڑے فقیہ تھے۔ متواتر حدیث اُنکی شان مین آئی ہے جن مین سے مشکوٰۃ مین بھی درج ہین اُن کے شاگرد رشید علقمہ تھے جنکے شاگرد رشید حضرت ابراہیم نخعی تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین قاضی تھے اُنکے شاگرد رشید حضرت حماد رضی اللہ عنہ تھے جنکے شاگرد رشید امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

سے کردیا۔ اور اسی سبب سے لقب ذی النورین ہوا۔ آپ صلعم نے قیدیون کے
کے بارے مین اپنے اصحاب سے مشورہ کیا مشورہ مین یہ بات طے پائی کہ ہر ایک سے فدیہ
لیکر چھوڑ دینا چاہیئے۔ چنانچہ یہی بات عباس عم رسول اللہ صلعم کو بھی سنائی گئی۔ انھون
نے آپ صلعم سے کہا کہ یہ بات آپ صلعم کو اچھی معلوم ہوتی ہے کہ آپ صلعم کے چچا
دوسرون کے سامنے ہاتھ پھیلا دین۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ ضرورت ہاتھ پھیلانے
کی کیا ہے۔ وہ نقد جو چلتے وقت اپنی بی بی کے پاس چھوڑ آئے ہو منگا لو۔ اسپر عباس
بے اختیار بول اُٹھے کہ آپ صلعم بیشک برحق نبی ہین۔ کیونکہ اس نقد کی کسی
دوسرے کو خبر نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ صلعم کو مطلع کیا۔ اور
ابی العاص کے فدیہ مین جو زیور آیا وہ حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ
صلعم کا تھا جو اصل مین خدیجہؓ کا تھا اور انکو جہیز مین دیا تھا۔ انکو دیکھکر آپ صلعم کو خدیجہؓ
یاد آئین۔ اور آپ صلعم بہت روئے اور اصحاب کی اجازت لیکر وہ زیور سب واپس کیا۔
اور ابی العاص سے کہا کہ زینبؓ کو مدینہ بھیجدو کہ وہی مبادلہ ہو جائیگی۔ چنانچہ
وہ مدینہ مین آئین اور انتقال کیا۔

اسی سال حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کا عقد کہ آپ کی سب بیٹیون مین چھوٹی اور
سب سے ممتاز اور عزیز تھین حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے ہوا اور آپ صلعم نے
اپنا عقد حفصہ بنت عمرؓ سے کیا۔

فصل چودھوین

منجملہ غزوات کے غزوۂ احد بھی ہے۔ وہ کفار کہ جنکو بدر کے مقام مین شکست ہوئی
دوسرے سال مین یعنی سلنہ ہجری مین لڑائی کے واسطے پھر آمادہ ہوئے۔ اور بڑا
سامان فراہم کیا۔ یہ خبر جب آپ صلعم کو ملی۔ مع اصحاب مقابلے کے واسطے روانہ ہوئے اور
لڑائی شروع کردی۔ اہل اسلام کو فتح نمایان ہوئی۔ اور کفار پس پا ہوئے۔ اہل اسلام

غنیمت لوٹنے لگے۔ اسوقت خالد بن الولید کہ ہنوز ایمان نہ لائے تھے اور کفار قریش
مین سے تھے۔ ایک پہاڑ کے درے سے ہو کر مسلمانون کی پشت پر چڑھا۔ اور اسپر
عبداللہؓ بن جبیر۔ آپ صلعم کے حکم سے پچاس تیر اندازون کے ساتھ تعینات تھے
مسلمانون کی پشت پر آپہونچے۔ اور مسلمانون مین انتشار ڈالا۔ عبداللہ کے ساتھی
غنیمت کے لالچ مین اُنسے جُدا ہو گئے۔ صرف دس آدمی اُنکے ساتھ رہ گئے تھے کہ
لڑکر شہید ہوئے۔ بعض اصحاب کے پاؤن اس معرکہ مین اُکھڑ گئے تھے لیکن حضرت
ابو بکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور ابو عبیدہؓ آپ صلعم کے برابر ساتھ رہے۔ ایک کافر
ابن قمیہ نے آپ صلعم کو تلوار ماری جسکے باعث سے آپ صلعم غار مین گر پڑے۔
اُسوقت آپ کے بدن مین دو زرہین تھین۔ اُنکے بوجھ سے اور نیز زخم کی تکلیف سے
آپ صلعم اپنے سے اُس غار مین سے نکل نہ سکے حضرت طلحہؓ نے اپنی پیٹھ پر چڑھا کر
نکالا۔ ابن قمیہ نے کفار کے لشکر مین مشہور کر دیا کہ آپ شہید ہوگئے پتھر کی
ضرب سے صرف ایک دانت آپ صلعم کا ٹوٹا تھا۔ اور زرہ آپ صلعم کے رخسارہ
مبارک مین گڑ گئی تھی۔ اُسکو ابو عبیدہ نے اپنے دانتون سے پکڑ کر کھینچا کہ جس کی وجہ
سے اُن کے دانت ٹوٹ گئے۔ آپ صلعم نے ابو عبیدہ سے بہت راضی ہو کر
اُن کو بہشت کی خوشخبری دی۔ اور آپ صلعم غار سے نکلکر مع اصحاب پہاڑ پر چڑھ
گئے۔ جہان کفار نہ پہونچ سکے۔ جب ابی سفیان کو معلوم ہوا کہ آپ صلعم زندہ ہین۔
وہ ڈرا کہ کہین اہل شہر آپ کی خاطر سے اُسپر نہ چڑھ آدین اور اسی قدر ظفر کے نام کو
غنیمت سمجھکر وہان سے چلا کر کہا کہ آیندہ سال مین پھر لڑائی ہوگی۔ کفار کے جانے
کے بعد آپ صلعم پہاڑ سے اُترے اور مسلمانون کے لعش کی شمار کی ستر آدمی
شمار مین ٹھہرے۔ ان مین حضرت امیر حمزہ بھی تھے۔ جنکو وحشی نے قتل کیا تھا۔
ہندہ ابی سفیان کی زوجہ نے اُن کا جگر نکلوا کر چبا ڈالا۔ اور اُن کا مثلہ کیا۔

بیٹے ناک کان کٹوا ڈالے۔ جب آپ مدینہ کو پھر آئے کسی نے خبر دی کہ ابی سفیان پھر آتا ہے اسلیے آپ صلعم نے اُسکا تعاقب کیا لیکن وہ نہ ملا تو آپ صلعم پھر لوٹ آئے۔

فصل پندرھوین

قریب مدینہ کے دو قومین یہود کی تھین جو بنی قریظہ اور بنی نضیر کہلاتی تھین وہ آپ صلعم کے ساتھ ہم عہد تھین۔ کہ جنگ اور صلح مین آپ صلعم کی مددگار رہینگی۔ اور جو فریقین کے ساتھ دوسری قومین بھی ہم عہد تھین وہ بھی آپس مین شامل قوم ہم عہد کے تصور کی جائینگی۔

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ دو شخص اُس قوم کے کہ بنی نضیر کے ہم عہد تھے۔ ایک مسلمان عمرو ابن اُمیہ کے ہاتھ سے مارے گئے۔ چونکہ عمرو کے ساتھیون کو جن مین عامر بن فہیرہ تھے ایک کفار کی قوم نے فریب دیکر مارا تھا۔ اس لیے اُنکے دھوکے مین اُس قوم ہم عہد نے بنی نضیر کے دو آدمی کو مار ڈالا۔ اس سبب سے آپ صلعم نے عمرو بن اُمیہ کے حق مین دیت کا حکم فرمایا۔ اور شوری کیواسطے چند اصحاب کے ساتھ بنی نضیر کے محلہ مین گئے لیکن اُنکے دل مین فریب آیا۔ اور آپ صلعم کو ہلاک کرنا چاہا آپ صلعم کو دیوار کے نیچے بٹھلایا۔ اور اوپر سے دیوار کے پتھر گرانا چاہا۔ اس کی خبر آپ صلعم کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوئی اور آپ صلعم وہان سے اٹھکر ایسا چلے کہ جیسے کوئی حاجت رفع کرنے کو اٹھتا ہے۔ اصحاب نے آپ صلعم کو جاتے دیکھکر آپ صلعم کی اقتدا کی اور مدینہ مین آپہونچے۔ اس سبب سے آپ صلعم نے بنی نضیر پر فوج کشی کی۔ لیکن وہ نہ لڑسکے اور جلاوطنی پر راضی ہوے۔ اور مال و اسباب چھوڑدیا کہ مسلمانون کے ہاتھ آیا یہ واقعہ سکنہ ہجری مین پیش آیا۔

فصل سولھوین

مجملہ غزوات کے غزوہ خندق ہی جسکو غزوہ احزاب بھی کہتے ہین بنی نضیر مین سے

جو جلا وطن ہوئے۔ ایک اُن مین سے حیی بن اخطب بھی تھا۔ جو خیبر مین آ بسا اُس نے لوگون کو آپ صلعم کی طرف سے بہکایا۔ اور کئی اقوام کو لڑائی پر آمادہ کیا۔ اور پھر ابو سفیان سے ابی سفیان کے پاس گیا کہ وہ بھی اس لڑائی مین شریک ہو چنانچہ اُس نے اہل قریش مین سے چار ہزار آدمی لڑائی کے واسطے فراہم کیے۔ اور قوم قینقاع اور قریظہ۔ اور غطفان کے یہود کہ قریب چھ ہزار آدمیون کے تھے۔ سبھون نے آپس مین مین عہد کیا کہ آپ صلعم سے لڑیے اور اپنے اپنے سوانہ سے روانہ ہوے۔ جب یہ خبر آپ صلعم کو ملی۔ آپ صلعم نے اس بارہ مین اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی نے کہا کہ اہل فارس کا دستور ہی کہ جب اُن پر کوئی بڑا دشمن چڑھ آتا ہی جس سے وہ مقابلے کی طاقت نہین رکھتے ہین تو شہر کے گرد کھائی کھودتے ہین۔ اور اُسکی پناہ مین دشمن سے لڑتے ہین۔ اُنکی رائے کو آپ صلعم نے پسند کیا۔ اور کوہ سلع کی طرف خندق کھودنے کا حکم دیا۔ چونکہ مدینہ کے اور طرف مضبوط شہر پناہ تھی۔ اسلیئے صرف کوہ سلع کی طرف کھائی کھودنے کے لیے فرمایا۔

اسی اثنا مین کہ لوگ کھائی کھودتے تھے۔ اور آپ صلعم بھی اس کام مین شریک تھے آپ صلعم کو بھوک کی شدت ہوئی۔ اور آپ صلعم نے پیٹ پر پتھر باندھا جب جابر بن عبداللہ نے یہ حال دیکھا۔ اپنی زوجہ سے دعوت کے واسطے کہا۔ اُنھون نے چار سیر آٹا ہر کا لیا اور ایک بکری ذبح کی۔ اور آپ صلعم کو اس حال سے خبر دی جابرؓ سے آپ صلعم نے کہا کہ آٹا گوندھا جائے اور روٹیان تا آنے ہمارے نہ پکائی جائین اور ہانڈی گوشت کی نہ اُتاری جائے اور آپ صلعم نے تمام اہل خندق کو کہ ایک ہزار آدمی تھے طلب کیا۔ اور سب جابرؓ کے مکان پر پہونچے جابرؓ اس حال سے نہایت متردد ہوئے۔ لیکن آپ صلعم نے اُن مین مینے آٹے اور گوشت مین اپنا لعاب دہن ڈالا۔ جسکی یہ برکت ہوئی کہ تمام لشکر نے سیر ہو کر کھایا۔ اور کچھ رہ گیا۔

کر جابر رضہ کے مصرف مین آیا۔ اسی عرصہ مین کہ خندق کھودتے تھے۔ ایک پتھر ایسا پیش آیا کہ
کسی اصحاب سے نہ ہٹ سکا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے اُسپر چوٹ ماری پہلی
چوٹ مین اُس مین سے ایسی چمک پیدا ہوئی۔ کہ جس مین ملک شام کے مکانات آپ کو
نظر آئے۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے ملک شام مجھکو دیا۔ دوسری ضرب
مین اسی طرح فارس کے بارے مین فرمایا۔ کہ اللہ تعالے نے فارس مجھکو دیا تیسری
ضرب مین یمن کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالی نے یمن مجھکو دیا۔ اور ان تینون ضرب مین
وہ پتھر پاش پاش ہوگیا۔

جب کفار کا لشکر آیا۔ خندق دیکھکر متحیر ہوا۔ وہ سب خندق کے مقابل مین خیمہ زن ہوگئے
اور تیر اور پتھر سے لڑنا شروع کیا۔ اسی عرصہ مین ایک شخص عمر ابن عبدود کہ
نہایت قوی تھا اور ایک معرکے مین اکیلے پچاس آدمیون کو ہلاک کیا تھا۔ خندق مین
اتر آیا حضرت علیؓ اُسکے مقابلہ کو گئے علیؓ کو کم سن تھے دیکھکر ہنسا۔ لیکن اُنھون نے
ایک تلوار اس کافر کو ایسی ماری کہ اُسکا سر بدن سے جدا ہوگیا۔

جب لڑائی ہو رہی تھی کہ ایک شخص قوم غطفان سے جنکا نام نعیم تھا حضرت صلعم کے
پاس آئے اور مسلمان ہوئے۔ اُنھون نے آپ صلعم سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم کفار مین
جسپر ہماری مسلمانی ظاہر نہین ہے پھوٹ ڈالین۔ وہان سے بنی قریظہ مین آئے
اور اُن پر اپنی خیرخواہی ثابت کر کے کہا کہ مجھکو مستحکم ذریعون سے معلوم ہوا ہے کہ
قریش محمد صلعم سے مل گئے۔ اور تمنے جو محمد صلعم سے خلاف عہد کیا تھا اچھا نہین کیا۔
کیونکہ قریش کو اگر شکست ہوئی تو محمد صلعم تمھارا کام تمام کرینگے اور اگر قریش کامیاب
ہوئے تو وہ تمپر غالب رہین گے۔ اور اگر قریش کا ملنا محمد صلعم سے صحیح ہی تو بھی اس
صورت مین تمھارے واسطے بہتری نہین ہی انھون نے کفار قریش کے عہد کے جانچنے
کا طریقہ پوچھا۔ نعیم نے کہا کہ اب اگر قریش تم سے اول مدد طلب کرین تو اُن سے

اول طلب کریعنی دو چار معزز آدمی اُنکی قوم کے اپنے اختیار مین ضمانت کے طور پر کرلو
تب مدد کرو اگر قریش ایسا کرنے سے انکار کرین تو سمجھو کہ کفار قریش کے دل مین فریب
ہے بنی قریظہ نے اُن کی راے کو بہت پسند کیا۔ نعیم وہان سے روانہ ہوئے۔
اور کفار قریش کے لشکر مین آکر کہا کہ تمھارے واسطے ایک بھید کی بات لایا ہون
یعنی بنی قریظہ محمد صلعم سے مل گئے اور تم سے اب اول مدد طلب کرین گے ہرگز نہ
دینا۔ اس بات سے قریش بہت مشکور ہوئے اور اسی قسم کی باتین قوم غطفان
مین بھی کہین جب کفار قریش نے ان قومون سے مدد طلب کی موافق نعیم کے
کہنے کے جواب پانے پر یقین ہوا کہ یہ قومین حضرت صلعم سے مل گئین اور آپس مین تفرقہ
پیدا ہوگیا۔ اور مشیت ایزدی سے تند ہوا چلنے لگی۔ اور جاڑے کی شدت ہوئی۔ کہ
کفار قریش کا حال تنگ ہوا۔ اس بات سے مایوس ہوکر واپسی کا قصد کیا۔ یہ خبر جب
ملی آپ صلعم نے حذیفہؓ بن الیمان کو مخفی طور پر خبر کی سچائی دریافت کرنے کے لیے بھیجا
انھون نے واپس آکر خوشخبری سنائی کہ ابی سفیانؓ کا خیمہ کوچ ہوا۔ آپ صلعم نے
فرمایا کہ اب کفار قریش ہم پر حملہ آور نہون گے۔ بلکہ ہم اُن پر حملہ آور ہونگے۔ یہ واقعہ
سنہ ۵ ہجری مین پیش آیا۔

فصل سترھوین

جب آپ صلعم غزوۂ خندق سے فارغ ہوئے۔ اور اپنے مکان مین آئے۔ آپ صلعم
غسل فرمانے لگے کہ جبرئیلؑ آئے اور کہا کہ بنی قریظہ۔ پر بہت جلد فوج کشی کیجیے
اس سبب سے آپ صلعم نے تاکید روانگی کی فرمائی۔ اور وقت عصر کا تھا اس لیے آپ
آپ صلعم نے فرمایا کہ نماز کوئی مسلمان نہ پڑھے بنی قریظہ۔ کے محلہ مین جاکر پڑھے
چنانچہ لوگ روانہ ہوئے۔ راہ مین عصر کا وقت فوت ہونے لگا۔ اور بعضون نے راہ
مین نماز پڑھ لی۔ اور بعضون نے ظاہری حدیث کے لفظ پر عمل کیا۔ اور نماز قضا کی جب آنحضرتؐ

کو اس اختلاف کا حال معلوم ہوا- آپ صلعم نے کسی فریق کو برا نہ کہا- اسی جگہہ سے اختلاف حنفی اور شافعیؒ کے مسائل کا نکلا ہے حنفی حدیث کے معنے اور مراد پر عمل کرتے ہین اور شافعیؒ ظاہری لفظ پر عمل کرتے ہین- اس اختلاف سے ایک دوسرے کو برا سمجھنا ہرگز درست نہین عمل کی جزائیت کے موافق ہوتی ہے لیکن ایک مذہب معین کو اختیار کرنا اس سبب سے بہت بہتر ہے کہ اُس مین اپنی خواہش اور نفسانیت کو دخل نہین ہوتا- اور اسی سبب سے اس بارہ مین علما کا اجماع ہے-

الغرض اصحاب نے بنی قریظہ مین پہونچکر اُنکا محاصرہ شروع کیا اور اُنکی حالت تنگ ہوئی- یہان تک کہ اُنھون نے سعد بن معاذ کے فیصلہ پر رضامندی ظاہر کی کہ وہ اُنکی قوم سے تھے اور وہ قوم اُنکی ہم عہد تھی لیکن سعد بن معاذ کو جنگ خندق مین بنی قریظہ کے ہاتھ سے نہایت زخم اور تکلیف پہونچی تھی- اسلیئے اُنھون نے عہد کیا تھا کہ اگر ہم اچھے ہوئے تو بنی قریظہ سے بدلا لین گے چنانچہ وہ وقت آگیا اور سعد نے فیصلہ کیا کہ سب مرد بنی قریظہ کے قتل کیے جاوین- اور اُنکی عورتین اور لڑکے لونڈی اور غلام بنائے جاوین- اور اُنکا مال مسلمانون کا ہو- چنانچہ ایسا ہی کیا گیا- یہ واقعہ ۵ھ سنہ ہجری مین پیش آیا-

فصل اٹھارھوین

۵ سنہ ہجری مین مسلمانون کو غزوہ بنی مصطلق پیش آیا- اس غزوہ مین آپ صلعم کے ساتھ حضرت عائشہ رضؓ بھی تھین- جب اسلام کا لشکر فتح کے بعد واپس چلا حضرت عائشہ رضؓ راہ مین چھوٹ گئین چونکہ وہ رفع حاجت کو گئین- اور اُنکے گلے کا ہار ٹوٹ گیا- اور گر گیا- اُس کے ڈھونڈھنے مین دیر ہوئی- اور کسی کو خیال نہ رہا اور قافلہ وہان سے کوچ کر گیا- جب عائشہؓ اپنی جگہ پر آئین- اپنے اونٹ اور لشکر کو نہ پایا- ایک شخص اصحاب سے کہ جنکا نام صفوانؓ تھا لشکر کے پیچھے چھوٹے ہوئے

اسباب کی حفاظت کے لیے رہا کرتے تھے۔ وہاں پہونچے۔ اور عائشہ رض کو اونٹ پر بٹھلا لیا۔ منافقین کو کہ درپے بے حرمتی آپ صلعم کے رہتے تھے موقع ملا۔ اور حضرت عائشہ رض کو صفوان رض سے متہم کیا۔ اور بعض مخلصین بھی نادانی سے اس غوغا مین شریک ہوے۔ آخرش جب یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی آپ صلعم نے اسکی تفتیش کی۔ اور آیت تطہیر نازل ہونے سے حضرت عائشہ رض کی صفائی ہوئی اور متہمون کو سزا دی گئی۔

اسی طرح ایک راہ مین عائشہ رض کے گلے کا ہار گم ہوگیا اس سبب سے لشکر کو ٹھہرنا پڑا اور وہان وضو کے لیے پانی نہ تھا۔ اور نماز کا وقت فوت ہوتا تھا اسلیئے ابوبکر عائشہ رض کو ڈانٹنے لگے۔ کہ آپ صلعم کو ایسی جگہ ٹھہرا دیا کہ وضو کے واسطے پانی نہین ملتا۔ اسی وقت آیت تیمم نازل ہوئی۔

فصل انیسوین ۱۹

سنہ ۶ ہجری مین حضرت صلعم نے خواب مین دیکھا کہ عمرہ کے واسطے مکہ تشریف لیگئے ہین پس آپ صلعم نے اصحاب سے اس خواب کو ذکر کیا۔ اصحاب اس خبر کو سنکر بیتاب ہوے۔ اسلیئے آپ نے مکہ کی روانگی کا قصد کیا۔ پندرہ سو آدمی کہ اصحاب سے تھے آپ صلعم کے ساتھ روانہ ہوے۔ جبکہ مکہ کے قریب اصحاب پہونچے۔ اونٹ آپکا مکہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ ہم کعبہ پر حملہ کرنے کی نظر سے نہین آئے ہین بلکہ عمرہ کے لیے آئے ہین۔ یہ سنکر اونٹ اٹھا۔ تب آپ صلعم نے پھر کر حدیبیہ مین کہ قریب مکہ کے ہی قیام کیا۔ جب کفار قریش کو اس حال کی خبر ہوئی وہ لوگ لڑائی کے واسطے آمادہ ہوے۔ اسلیئے بدیل کو قاصد مقرر کر کے روانہ کیا کہ آپ صلعم پر لڑائی کی طیاری ظاہر کرے۔ آپ صلعم نے بدیل سے فرمایا کہ ہم لوگ یہان لڑنے کو نہین آئے صرف عمرہ کے واسطے آئے ہین جب بدیل نے ان حالات سے قریش کو مطلع کیا

اسپر بھی وہ راضی نہوے۔ بلکہ عروہ کو آپ صلعم کے پاس بھیجا کہ اہل قریش کی ناراضی
اس امر مین ظاہر کرے آپ صلعم نے عروہ سے فرمایا کہ اگر قریش ہمارے عمرہ کرنے پر
یون راضی نہین ہین تو ہمسے صلح کا معاہدہ کرلین کہ ہم تا میعاد معاہدہ کے دوسری قوم
سے لڑینگے۔ اگر اس عرصہ مین ہمارا کام دوسرے کے ہاتھ سے تمام ہوا تو اہل قریش کا
مطلب برآئے گا۔ اور اگر ہم ظفریاب ہورہے تو قریش کو اختیار رہے گا ہم سے
لڑین یا صلح کرین عروہ نے اصحاب کے آداب کو کہ آپ صلعم سے کرتے تھے
ملاحظہ کیا۔ اور عروہ جب اہل قریش مین واپس گیا اور سب حالات کہے
یہ بھی کہا کہ محمد صلعم کے اصحاب جس قدر اُن کا ادب کرتے ہین قیصر اور کسریٰ کا آنکی
مجلس مین بھی اُسقدر ادب کرتے کسی کو نہین دیکھا۔ اور یہ کہ سب اصحاب آپ صلعم کے
جانباز ہین اور شہادت کو غنیمت جانتے ہین۔ لیکن اس مرتبہ عروہ کے ساتھ حضرت
عثمان رض بھی جو ایلچی قاصد ہوکر گئے تھے۔ اور صلح کا پیغام پیش کیا گیا پہلے قریش راضی
نہوے تھے آخر ش اُنھون نے چند شرائط پیش کیے۔ ما سپر بعضون نے کہا کہ اگر عثمان رض
اکیلے عمرہ کرنا چاہتے ہین تو کرلین لیکن وہ آپ راضی نہوئے اور آنکی خاطر داری قریش
نے بہت کی۔ اور اسی مین دیر ہوئی۔ اور اسلام کے لشکر مین ایسی شہرت ہوئی کہ عثمان رض
شہید ہوے۔ اس سبب سے حضرت صلعم نے لڑائی کا قصد کیا اور اصحاب سے بیعت
رضوان جسکا ذکر سورۃ انا فتحنا مین مذکور ہے لینی شروع کی اور اس سے مطلب یہ
تھا کہ اصحاب جنگ کے میدان مین بھی امر حق سے غافل نہ رہین۔ آپ صلعم نے
سب کا ہاتھ ایک ایک کر کے پکڑا۔ اور اسی طرح بیعت لی۔ اس بیعت سے اللہ تعالی نے
اپنی بڑی رضامندی ظاہر کی۔ اور اسی سبب سے حضرات صوفیہ کہ ایک گروہ اہل اسلام

؎ واضح رہے کہ حضرات صوفیہ کی اصل اصحاب صفہ ہین۔ یہ ستر آدمی تھے کہ مجرد محض تھے سوائے
یاد الٰہی اور جہاد اسلام کے دوسرا کام نہ تھا۔ یہ لڑکے بالے نہین رکھتے تھے اور اُن کا کھانا کپڑا

سے ہین اور اپنا اصل کام اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اُسکی قدرت مین فکر کرنا ٹھرا لیا ہی اس بیعت کو نہایت ضروری سمجھتے ہین۔ الغرض اسی عرصہ مین کہ آپ بیعت لے رہے تھے حضرت عثمان رضؓ آئے۔ اور خبر صلح کے پیغام کی سنائی۔ اور شرائط صلح کے پیش کیے۔ قریش بھی مع سہیل وغیرہ کے آئے صلح کے شرائط یہ تھے:

ما۔ دس برس صلح کی میعاد رہے گی۔

ما۔ جو لوگ ہم عہد فریقین کے ہونگے وہ بھی اس معاہدہ سے ہم عہد سمجھے جاوینگے۔

مس۔ اس سال اہل اسلام عمرہ نہین کرنے پاوینگے۔

مع۔ سال آیندہ سے عمرہ کر سکتے ہین۔

مھ۔ جب عمرہ کے واسطے آوین کوئی ہتھیار سوائے تلوار کے نہ لاوین کہ وہ بھی میان مین ہو۔

مو۔ اور تین روز سے زیادہ حرم مین نہ ٹھہرین۔

مز۔ اگر اہل قریش کا کوئی مفروری اسلام مین جا رہے تو وہ اُسے واپس کر دین۔

مح۔ اگر اہل اسلام کا مفروری قریش مین جا ملے تو وہ واپس نہ کرین۔

آخری دونون شرائط پر اکثر اہل اسلام کو اعتراض ہوا۔ لیکن حضرت صلعم نے اُسے قبول کر لیا اور معاہدہ لکھا گیا۔

آخری دونون شرائط سے اصحاب ناخوش تھے۔ بلکہ حضرت عمر رضؓ نے کہا کہ یا حضرت صلعم جب ہمارا مذہب برحق ہی تو ہم اسقدر رعب کر کیون صلح کرتے ہین۔ آپ صلعم نے جواب دیا کہ صلح کے شرائط ہمارے حق مین برے نہین ہین۔ غور سے معلوم ہوگا۔ کہ سوا اسے

تتمہ لصفحہ اہم حضرت صلعم کے متعلق تھا اور ایک مکان مین رہتے تھے جسکو صفہ کہتے تھے۔ یہین سے خانقاہ کی اصل ہے اور حضرت صوفیہ کے دو گروہ ہین۔ بعض اہل سماع سے ہین اور اسکو جائز سمجھتے ہین اور دوسرے ناجائز۔ جو اہل سماع سے ہین وہ اپنی دلیل اُس حدیث سے لاتے ہین جسکو حضرت مخدوم شرف الدین احمد بہاری نے اپنے مکتوبات صدی کے مکتوبات نمبر ۹۳ مین نقل کیا ہی ۱۲

منافق کے ہم مین سے کوئی کیون جانے لگا۔ اور منافق کا ہمسے جدا ہونا ہی بہتر ہی اور مسلمان مین کا
جو ہم مین آوے گا۔ واپس جانے پر بھی اُس کا دل اُن سے نہ ملے گا۔ اور اُسکے آنے کی
راہ خدا پیدا کر دیگا۔ تب حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ صلعم نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ عمرہ بھی کرینگے۔
آپ صلعم نے جواب دیا کہ یہ سچ ہی لیکن ہمنے یہ تو نہین کہا تھا کہ اسی سال کرینگے شرائط کے
لکھنے مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لکھا تھا کہ یہ عہدنامہ ہی درمیان محمد صلعم رسول اللہ اور
اہل قریش کے۔ اسپر قریش نے اعتراض کیا کہ جب ہم محمد صلعم کو رسول اللہ ہی مان لین پھر
ہمارے تمہارے کیا تکرار رہی محمد ابن عبداللہ لکھنا چاہیئے۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ ہم محمد
رسول اللہ اور ابن عبداللہ بھی ہین اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ لفظ رسول اللہ کو قلمزد
کرکے ابن عبداللہ لکھدو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا یہ کام ہمسے نہین ہو سکتا۔ اسپر آپ صلعم نے
اُسکو لیکر خود قلمزد کیا اور ابن عبداللہ لکھوایا۔

بعد انجام معاہدہ کے آپ صلعم نے ہدی کے ادا کاری کا حکم حدیبیہ مین دیا۔ اس سبب سے
اصحاب اور بھی افسردہ ہوئے۔ اور انجام دینے مین سستی کی اسپر آپ صلعم ملول ہوکر اپنے
خیمہ مین تشریف لے گئے ام سلمہؓ کہ آپ کی ازواج مطہرات سے تھین اور اس سفر مین
ساتھ تھین۔ انھون نے سبب ملولی کا پوچھا آپ صلعم نے اصحاب کی ناراضی کا سبب
بیان فرمایا۔ اسپر ام سلمہؓ نے کہا کہ آپ صلعم پہلے اپنے ہدی ادا کیجئے تو اصحاب بھی
ویسا ہی کرینگے۔ چنانچہ آپ صلعم نے ویسا ہی کیا اور تمام اصحاب نے بھی دیکھکر ویسا ہی کیا۔
اور سب خوشی خوشی مدینہ کو واپس آئے۔ آپ صلعم اس شرط کے باعث سے جو
کی تھی کہ جو قریش سے آپ کے پاس آوین اُنکو واپس کر دین۔ ایک شخص ابو جندل
ابن سہیل کو کہ مسلمان ہوگیا تھا اور آپ صلعم کے ساتھ آنا چاہتا تھا لانے سے مجبور رہے
لیکن اس شرط نے آیندہ کو عجب رنگ دکھایا یعنے ایک شخص ابو بصیر کہ مکہ مین رہتا تھا
خود بخود مسلمان ہوکر مدینہ کو چلا۔ اُسکے پیچھے سے قریش نے دو شخصون کو

معاہدہ کے موافق واپس لانے کے لیے آپ صلعم کے پاس بھیجا۔ آپ صلعم نے موافق عہد کے حوالہ اُسکو کردیا۔ اگرچہ اُسیر اور سب مسلمانون پر بوبصیر کا واپس جانا بہت شاق تھا بوبصیر۔ مدینہ سے قریش کے دونون آدمیون کے ساتھ روانہ ہوا۔

بوبصیر نے راہ مین موقع پاکر ایک کو ان مین سے قتل کیا اور دوسرا ڈر سے بھاگ کر حضور صلعم مین مدینہ آیا اور اُسکے پیچھے بوبصیر بھی آیا جب آپ صلعم کو صورت واقعہ کی معلوم ہوئی۔ آپ صلعم نے بوبصیر کو ڈانٹا۔ کہ عجب لڑائی لگانے والا ہی۔ بوبصیر نے سمجھا کہ اگر ہم ٹھہرے تو پھر آپ صلعم قریش کے حوالہ کردین گے۔ اور وہان سے چپکے روانہ ہوا۔ اور مکہ کے قریب ایک جگہ اپنی پناہ کی کرلی۔ اور جو آتا اُسکو لوٹتا اُسکے ساتھ۔ ابوجندل بن سہیل بھی کہ بانی صلح حدیبیہ کا تھا جا ملا۔ اور اسی طرح جو مکہ مین نومسلم ہوتا اس سے آملتا۔ اور اس کی گروہ کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اور قریش کے کفار کو بہت دق کرنے لگے۔ تب کفار قریش نے خود اس شرط کے توڑنے کی استدعا کی اور لکھا کہ آپ اِن لوگون کو بلالین چنانچہ آپ صلعم نے اُن کو بلا لیا۔ لیکن بوبصیر کا انتقال ہو چکا تھا۔

فصل بیسوین

جب حدیبیہ سے آپ صلعم پھرے آپ صلعم نے اپنا ارادہ خیبر پر حملہ کرنے کا ظاہر کیا اسکی شہرت اہل خیبر کو پہونچی اور انھون نے بہت اچھی طرح سامان لڑائی کا آمادہ کیا۔ سنہ ۷ مین آپ نے خیبر پر فوج کشی کی۔ اہل خیبر اپنی زراعت کے واسطے قلعہ سے باہر جاتے تھے کہ مسلمانون کی لشکری جماعت کو دیکھکر اپنی جگہہ پر واپس گئے۔ اور مقابلہ کرنا شروع کیا۔ اس قلعہ مین سات قلعہ تھے۔ اصحاب رضوان اللہ علیہم نے چھ قلعون کو یکے بعد دیگرے فتح کیا۔ جب ساتوین قلعہ کی باری پہونچی اصحاب عاجز رہے۔ ایک دن

آپ صلعم نے فرمایا کہ کل کے روز یہ قلعہ فتح ہوگا۔ ہر شخص کو انتظار تھا کہ کسکو حکم ہوتا ہی اور
کس کو یہ سعادت حاصل ہوتی ہی۔ جب صبح ہوئی آپ صلعم نے حضرت علیؓ کو طلب فرمایا
آپکی آنکھیں جوش کرآئی تھیں اور بالکل مجبور تھے۔ لیکن آپ صلعم نے اپنا لعاب دہن انکی
آنکھوں مین لگا دیا۔ اور وہ بالکل اچھے ہوگئے۔ اور آپ صلعم نے اپنا دلدل اور ذوالفقار
بھی انکو دیا۔ اس لڑائی مین حضرت علیؓ نے بڑی بہادری دکھلائی۔ تمام دن لڑتے
اور خیبر کا دروازہ کہ نہایت بھاری تھا اکھاڑ لیا۔ اور بجاے سپر کے اُس کو کام مین لائے
اور بعد لڑائی کے جب حضرت علیؓ نے اُسکو پھینکا۔ اور اُسے لوگون نے اُٹھانا چاہا
سات آدمیون سے بھی نہ اُٹھ سکا۔ اس لڑائی مین سات افسر یہود کے کہ بڑے نامی
تھے۔ اور ان مین بڑا نامی مرحب بھی تھا مارے گئے۔ اہل اسلام کی فتح ہوئی اور
بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ اسی خوشی کی حالت مین جعفر طیار ابن عم آپ صلعم کہ آپ صلعم
کی مرضی سے حبشہ کو سفر کر گئے تھے واپس آئے اور ان کے ساتھ حضرت ام حبیبہ
ابی سفیان کی بیٹی بھی تھین جن کا نکاح نجاشی نے حبشہ کے اُن کے شوہر کے
انتقال کے بعد حضرت صلعم سے غائبانہ کر دیا اور دین مہر بھی دے دیا۔ اسی جہاز پر
ابو موسیٰ اشعریؓ بھی تھے۔ ان لوگون کو دیکھکر آپ صلعم نے خوشی کا اظہار کیا اسی عرصہ
مین ایک یہودیہ آئی اور اُسنے گوشت کی دعوت کی آپ صلعم نے قبول فرمایا جیسے ہی
اس کھانے مین سے آپ صلعم نے ایک لقمہ اپنے منھ مین دیا آپ صلعم نے اصحاب کو
کھانے سے باز رکھا کہ اس مین زہر ہی نہ کھاؤ ایک صحابہ نے جو کچھ اُس مین سے کھالیا فوراً
ہلاک ہوئے اس یہودیہ کو آپ نے سزا دی۔ اس جنگ مین منجملہ غنیمت کے صفیہ
بنت حی اخطب بھی تھین جن سے آپ صلعم نے نکاح کیا۔ اُنکے رخسارے پر ایک
نیلا داغ بھی تھا۔ آپ صلعم نے اسکا سبب پوچھا۔ اُسکے جواب مین اُنھون نے کہا
کہ جس روز مسلمانون نے پہلے خیبر کا محاصرہ کیا مین نے خواب دیکھا کہ چاند میری گود مین ہے

اُسکو مین نے اپنے سابق شوہر سے کہا تھا۔ اُسپر اُسنے مجھکو تپانچہ مارا اور کہا کہ اس حملہ آور بادشاہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم آغوش ہونا چاہتی ہے چنانچہ اُسکی تعبیر پوری ہوئی۔

فصل اکیسوین

اسی سال ۷ سنہ ہجری مین آپ صلعم نے عمرۃ القضا ادا فرمایا۔ عمرہ کہتے ہین کعبہ کے گرد طواف کرنے اور صفا مروہ پہاڑ کے درمیان مین دوڑنے کو جس طرح حج مین کرتے ہین۔ آپ صلعم نے چلتے وقت اصحاب کو فرمایا کہ جو لوگ صلح حدیبیہ مین شریک تھے اس سفر مین ضرور ساتھ ہون چنانچہ سب ساتھ آئے اور سبھون نے عمرہ ادا کیا اسی زمانہ مین میمونہ رضؓ نے نکاح کا پیغام بھیجا اور آپ صلعم نے قبول فرمایا اور نکاح ہوگیا اسلیے آپ چاہتے تھے کہ تین روز سے زیادہ ٹھہرین۔ اور ولیمہ کی دعوت فرماوین لیکن قریش راضی نہ ہوے۔ اس سبب سے آپ صلعم مدینہ کو واپس آئے اسی سال خالد بن الولیدؓ اور عمرؓو عاصؓ جنھون نے آپ صلعم کی ہجو نظم مین کی تھی اور مابعد مین اسلام کے بڑے حامی اور فاتح مصر ہوے اور عثمانؓ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ صاحب مفتاح کعبہ مدینہ مین آپ صلعم کے پاس آئے اور اسلام سے مشرف ہوے اُنکی نسبت آپ صلعم نے فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشون کو بھیجا ہے۔

فصل بائیسوین

آپ صلعم نے حسب مرضی الٰہی بادشاہون کے پاس بھی مکتوب ایمان لانے کے لیے روانہ فرمائے۔ اسی سبب سے آپ صلعم نے ایک مہر کھدوائی چونکہ لوگون نے آپ سے کہا کہ بادشاہان عجم بے مہر کے خطوط قبول نہین کرتے۔ آپ صلعم نے قیصر ہرقل سلطان روم اور خسرو پرویز بادشاہ پارس اور مقوقس حاکم مصر اور نجاشی بادشاہ حبشہ اور حاکم یمن کے پاس خطوط روانہ کیے۔ قیصر ہرقل نے جب آپ صلعم کا خط آیا۔ اسکا دل اسلام کی طرف مائل ہوا۔ لیکن اُس کے

ارکان دول راضی نہوے۔ اس سبب سے وہ ایمان لانے سے مجبور رہا۔ آپ صلعم کا نامہ جب پرویز کو ملا اور اُس نے آپ صلعم کا نام اپنے نام پر مقدم دیکھا۔ نہایت غصہ کیا اور نامہ مبارک کو پارہ پارہ کرڈالا۔ جب آپ صلعم کو یہ حال معلوم ہوا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے اُس کی سلطنت کو پارہ پارہ کرڈالے گا چنانچہ ایساہی ہوا۔ جب حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آپ صلعم کا نامہ پایا اُس کی تعظیم کی آنکھون سے لگایا اور ایمان سے مشرف ہوا جب سنہ ۹ ہجری مین اُس نے انتقال کیا۔ آپ صلعم نے اُسکے مرنے کی خبر سنائی اور اُسکی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی۔

اسی طرح آپ کا نامہ مقوقس یعنے مصر کے حاکم کو ملا۔ اُس نے اسلام قبول کیا اور پے درپے بہت تحفے آپ صلعم کے پاس بھیجے۔ منجملہ تحفون کے ماریہ قبطیہ رض بھی تھین جن سے آپ صلعم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم ع تھے لیکن انھون نے بچپن ہی مین انتقال فرمایا۔

ملک یمن بھی خسرو پرویز کی تحت مین تھا۔ وہان کے حاکم کو پرویز نے لکھا کہ جو شخص نبوت کا دعوی کرتا ہے اُسکو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجدو۔ اس لیئے وہان کے حاکم نے دو شخصون کو آپ صلعم کے لانے کے واسطے روانہ کیا۔ جب آپ صلعم کے پاس وہ لوگ پہونچے اور اُس حکم سے مطلع کیا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ آج کی شب خسرو کو اُس کے بیٹے شیرویہ نے مارڈالا اس خبر کو سُنکر وہ دونون یمن کو واپس گئے اور وہان کے حاکم سے یہ خبر کہی۔ اُسنے کہا کہ اگر یہ خبر صحیح ہوگی تو وہ بے شک پیغمبر ہین اور ہم اُنپر ایمان لاوینگے۔ چنانچہ اُسی وقت شیرویہ کا خط آیا کہ پرویز ظالم تھا وہ مارا گیا اور ہم بادشاہ ہوے ہماری اطاعت کرو اور عرب مین جو نبوت کا دعوی کرتے ہین ابھی اُن سے تا حکم ثانی ہمارے نہ بولو۔ چنانچہ یمن کا حاکم مع اور لوگون کے اُسی وقت ایمان سے مشرف ہوا اور یمن مین اسلام پھیل گیا

فصل تیئسوین

آپ صلعم نے ایک قاصد بصریٰ کے حاکم کے پاس کہ شام کی سرحد پر ہے ایمان لانے کے لیے روانہ کیا تھا۔ راہ مین موتہ کے حاکم نے اسکو پکڑ لیا۔ اور ہلاک کیا۔ آپ صلعم کو جب یہ معلوم ہوا آپ صلعم نے تین ہزار آدمیون کا لشکر تادیب کے واسطے روانہ کیا۔ اس فوج کی سالاری زید بن حارث کو دی گئی۔ زید آپ صلعم کے آزاد غلامون مین تھے اور اول ایمان لانے والون مین۔

آپ صلعم نے روانگی کے وقت فرمایا کہ زید اگر شہید ہون تو اُن کی جگہ جعفر سالار ہون اور اگر وہ بھی نہ رہین تو عبداللہ بن رواحہ ہون اور اگر وہ بھی باقی نہ رہین تو جس کو مومن لوگ پسند کرین موتہ کے حاکم کو جب اس حال سے خبر ہوئی۔ اُس نے ایک لاکھ آدمی فراہم کیے۔ اہل اسلام نے شہادت کو غنیمت سمجھکر مقابلہ کیا۔ اور اہل اسلام نے بڑی بہادری دکھائی لیکن وہ تینون سردار یکے بعد دیگرے شہید ہوے تب مسلمانون نے خالد بن الولید کو اپنا سردار بنایا جنھون نے اپنے کفر کے زمانے مین مسلمانون کو شکست دی تھی۔ خالد بن الولید کی حکمت عملی سے مسلمانون کو فتح ہوئی اور بخیریت تمام مدینہ کو واپس آئے۔ حضرت صلعم جنگ موتہ کے حالات سے خبر مدینہ مین دیتے رہے۔ یعنی پہلے زید بن حارث کی شہادت کا حال کہا پھر جعفر طیار پھر عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کو بیان کیا۔ اور فرمایا کہ اب سیف اللہ لشکر کا سردار ہوا۔ اور اہل اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ اگرچہ آپ صلعم سو کوس کے فاصلہ پر تھے لیکن باطن کی صفائی سے یہ سب حال بیان فرماتے تھے۔ جب جعفر طیار کی شہادت کی خبر آپ صلعم نے سنی۔ اُنکے گھر مین ماتم برپا رہا اور کھانا کسی نے نہ پکایا۔ اس لیے آپ صلعم نے تین یا چار دن تک کھانا اپنے یہان سے بھیجا یہ واقعہ سنہ ۸ ہجری مین پیش آیا۔

فصل چوبیسوین

اسی سال مکہ بھی فتح ہوا۔ اور اسکا سبب یہ ہوا کہ بنی بکر اور بنی خزاعہ دو قومین عرب
کی تھین بنی بکر صلح حدیبیہ کی رو سے اہل قریش کی ہم عہد تھین اور خزاعہ اہل اسلام
کی۔ ان دونون قومون مین اُس رو سے صلح رہنی چاہیے تھی۔ لیکن بنی بکر نے زیادتی کی
اور بنی خزاعہ پر شبخون مارا۔ اور بیس آدمی بنی خزاعہ کے مارے گئے اور اس مین
کفار قریش بھی مثل عکرمہ ابن ابی جہل وغیرہ کے شریک تھے۔ بنی خزاعہ نے
عین معرکہ مین آپ صلعم کا نام لیکر فریاد کی۔ اُس فریاد کو اللہ تعالیٰ نے آپ صلعم کے کانون
تک پہونچایا۔ اسوقت آپ صلعم حضرت میمونہؓ کے حجرے مین تھے۔ اور عشا کی نماز کے
واسطے وضو فرماتے تھے اس فریاد کو سُنکر لبیک جواب مین بولے میمونہؓ نے آپ صلعم
سے پوچھا کہ لبیک آپ صلعم نے کس کے جواب مین فرمایا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ
بنی خزاعہ کی فریاد میرے کانون تک پہونچی۔ اُس کا جواب مین نے دیا۔ اور
آپ صلعم نے لبیک جو اپنے مکان مین فرمایا وہ بنی خزاعہ نے میدان معرکہ مین سُنا۔
دوسرے روز حضرت عائشہؓ سے آپ صلعم نے فرمایا کہ اہل قریش نے جو بدعہدی
کی اس مین اللہ تعالےٰ نے حکمت رکھی ہے کہ اس کے ذریعہ سے ایک حکم اپنا ظاہر کرے
حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یہ آپ صلعم کا گمان ہے اہل قریش ایسے نادان نہین ہین اسی
گفتگو مین عمرو بن سالم کہ بنی خزاعہ سے تھا آیا اور کُل حالات عرض کیے۔ یعنی قریش
کا شریک ہونا۔ اور بنی خزاعہ کا فریاد کرنا اور لبیک جواب مین سُننا۔ اُس
عرصہ مین اہل قریش ڈرے کہ یہ حال آپ صلعم کو معلوم ہو گیا اور ہم پر فوج کشی
کرینگے۔ اس لیے ابی سفیانؓ کو قاصد کرکے روانہ کیا کہ صلح کے شرائط نئے
سرے سے قائم کرے چنانچہ ابی سفیان آیا اور سیدھا ام حبیبہؓ اپنی بیٹی کے
مکان مین گیا۔ جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ تھین ام حبیبہؓ

نے اپنے باپ کو دیکھکر آپ کا بستر جو بچھا ہوا تھا لپیٹ لیا۔ کہ اُس پر ابی سفیان
نہ بیٹھے۔ اُنھون نے کہا کہ اے باپ تم کفر کی نجاست سے ناپاک ہو۔ پیغمبر برحق کے
بستر پر بیٹھنے کی لیاقت نہین رکھتے ہو۔ ان باتون سے وہ افسردہ ہو کر اُٹھا اور باہر آکر
حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ سے مقدار صلح کی درمیانگی کے واسطے کہا۔ اُن لوگون نے انکار
کیا تب حضرت علیؓ سے کہا حضرت علیؓ کے مزاج مین ظرافت تھی اُنھون نے فرمایا کہ
حضرت صلعم کے حضور مین جاؤ اور کہو کہ مینے قریش کو آپ صلعم کی طرف سے امن دی ہے
اس خیال سے کہ آپ صلعم میری بات کو رد نہ کرینگے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور کہا
لیکن آپ صلعم نے کچھ جواب نہ دیا۔ ابی سفیانؓ نے سمجھا کہ میرا مطلب برآیا۔ اور مکہ کو چلا گیا
جب اُس نے اپنی قوم سے یہ بات کہی۔ اُن لوگون نے بیوقوف بنایا۔ حضرت صلعم نے
لڑائی کا سامان مخفی طور پر کیا۔ اور مکہ کی خبر بند کردی۔ ایک شخص نے کہ اُن کا نام۔
حاطبؓ تھا قریش کے نام مخفی خط لکھا۔ اور ایک عورت کی معرفت روانہ کیا اس
حال کی خبر آپ صلعم کو وحی کے ذریعہ سے ملی۔ اور آپ صلعم نے حضرت علیؓ اور
زبیرؓ اور مقدادؓ کو روانہ کیا کہ روضۂ کلخ مین ایک عورت سے ملاقات ہوگی اُسکے
پاس خط ہے اُسکو ساتھ لیتے آنا۔ جب یہ لوگ روضۂ کلخ مین پہونچے ایک عورت سے
ملاقات ہوئی۔ اُسنے خط سے انکار کیا۔ لوگون نے اُسکی تلاشی لی۔ تب بھی خط کا پتا نہ
لگا۔ اسپر حضرت علیؓ نے اُسپر تلوار کھینچی کہ حضرت صلعم کا فرمانا غلط نہین ہوسکتا ضرور
تیرے پاس خط ہے نکال اور نہین تو ابھی تجھکو قتل کرتا ہون تب اس عورت نے اپنے
بال کے جوڑے سے خط نکالکر دیا اُس مین لکھا تھا کہ اے اہل قریش حضرت صلعم نے تمپر فوج کشی
کا قصد کیا ہے۔ خبردار رہو۔ لیکن وہ تمپر ضرور ظفریاب ہونگے اگرچہ تنہا بھی ہونگے پس
آپ صلعم نے حاطبؓ کو طلب کیا حاطبؓ نے لکھنے سے اقرار کیا اور کہا کہ اس مین
نیکی کی نیت تھی ضرر کی نہین۔ اسپر حضرت عمرؓ حاطبؓ پر غصہ ہوے آپ صلعم نے فرمایا کہ

اے عمر حاطب رضؓ اہل بدر سے ہین۔ اور قابل عفو کے ہین۔ اگرچہ اس امر مین اُن سے خطا ہوئی۔ پھر آپ صلعم دس ہزار آدمی سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ایسی راہ سے گئے کہ اہل مکہ کو مطلق خبر بھی نہوئی اور آپ صلعم مکہ کے قریب پہونچ گئے۔ راہ مین حضرت عباس رضؓ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ہجرت کیے آتے تھے ملے تو اُنسے آپ صلعم نے کہا کہ تم خاتم ہجرت ہوئے جیسا ہم خاتم النبیین ہین۔ اور آپ صلعم اُن کو واپس مکہ کی طرف لے گئے اور اُنکی اہلخانہ کو مدینہ کی طرف بھیجدیا جب مکہ کے قریب پہونچے آپ صلعم مع لشکر قیام کیا۔ رات کے وقت آپ صلعم نے ہر شخص کو آگ روشن کرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت عباس رضؓ اپنے خیمہ سے نکلکر شہر کی طرف چلے۔ کہ کوئی راہ مین ملے تو اہل شہر کو لشکر کی خبر کردین۔ چنانچہ ابی سفیان مع حکیم اور بدیل کے آگ کی جستجو لینے کو آئے بدیل نے کہا اے ابی سفیان یہ لوگ بنی خزاعہ سے ہین ابی سفیان نے کہا اتنے آدمی بنی خزاعہ مین کہان ہین ابی سفیان کی آواز سنکر عباس رضؓ نے اسکو پکارا۔ اُس نے ملاقات کی اور جماعت کا حال پوچھا عباس نے اہل اسلام کی جماعت اور اُن کے قصد سے مطلع کیا ابی سفیان کے ہوش اُڑ گئے۔ لیکن عباس رضؓ نے سمجھایا کہ ہمارے نبی کریم رحم دل ہین۔ اگر تم اُن کے پاس جاؤ گے اور صلح چاہو گے تو وہ پسند کرین گے۔ چنانچہ وہ راضی ہوا اور اُن کے ساتھ چلا حضرت عمر رضؓ راہ مین ملے اور ابی سفیان کو پہچان کر مار ڈالنے کا قصد کیا عباس رضؓ نے باز رکھا کہ وہ ہماری پناہ مین ہے۔ اور حضرت صلعم کے پاس صلح کے لیے جاتا ہے عمر رضؓ جھپٹ کر حضرت صلعم کے پاس پہلے پہونچے۔ اور ابی سفیان کے مار ڈالنے کی اجازت چاہی عباس رضؓ نے پھر یہ جواب دیا کہ میری پناہ مین ہے چنانچہ حضرت صلعم نے رات بھر کے واسطے عباس رضؓ کے حوالہ کیا اور کہا کہ اس کا فیصلہ کل صبح کو کیا جائے گا۔ ابو سفیان کو عباس رضؓ نے اپنے خیمہ مین لیجا کر سمجھایا کہ اب ایمان

لانے کے سوا چارہ نہین ہی۔ ورنہ عمرؓ تم کو ہلاک کرین گے۔ چنانچہ صبح کو ابی سفیان آپ صلعم کے حضور مین اسلام سے مشرف ہوا۔ عباسؓ نے وقت روانگی لشکر کے کہا کہ ابی سفیان کو تمام لشکر دکھلایا جائے۔ کہ اُس کے دل مین ڈر ہو ورنہ مکہ مین جاکر کہین مرتد نہو جائے۔ چنانچہ ابی سفیان کو پہاڑ پر لیجاکر تمام لشکر اسلام کا دکھلایا۔ اُس نے کہا کہ اے عباسؓ تمہارے بھتیجے بڑے بادشاہ ہوگئے۔ اُنھون نے کہا کہ اگر تم ابھی تک اُسکو بادشاہی سمجھتے ہو۔ یہ بادشاہی نہین ہی نبوت کا زور ہی اور عباسؓ نے حضرت صلعم سے یہ بھی کہا کہ ابی سفیان فخر کا بہت طالب ہے اُس کے خوش کرنے کو ایسی بات کہی جائے۔ کہ جس کا اُسکو فخر ہو۔ چنانچہ آپ صلعم نے فرمایا کہ جو کافر ابی سفیان کے گھر مین داخل ہوگا۔ اُسکو امن ہی آپ صلعم جب مکہ مین داخل ہوے امہانی حضرت علیؓ کی بہن کے گھر مین ٹھہرے غسل کیا اور چاشت کی نماز ادا کی اور شکر کا سجدہ بجا لائے۔ اور آپ صلعم نے حکم فرمایا کہ جو شخص نہ لڑے اُس سے کوئی نہ لڑے اور جو شخص وار کرے اُس سے لڑو چنانچہ خالد بن الولید سے عکرمہ ابن ابی جہل اور صفوان وغیرہ نے لڑائی کی اور شکست اُٹھائی ستر آدمی کفار کے مارے گئے اور دو مسلمان شہید ہوے۔ بقیہ کفار مفرور ہوے آپ صلعم نے گیارہ مرد اور چھ عورتون کا خون ہدر فرمایا کہ جہان پاؤ مارڈالو۔ وہ لوگ عکرمہ بن ابی جہل وحشی۔ صفوان۔ کعب۔ عبد اللہ بن سعد۔ ہبار۔ عبد اللہ مقیس عبد العزے۔ حارث۔ اور حویرث تھے۔ آخری چار شخص مارے گئے۔ لیکن بقیہ اسلام سے مشرف ہوے۔ اور عورتون مین ہندہ ابی سفیان کی زوجہ۔ اور قرتنا اور قریبہ اور ارنب اور سارہ اور ام سعدیہ تھین اُن مین سے پچھلی چار دن قتل ہوئین۔ اور بقیہ اسلام سے مشرف ہوئین عبد العزے بن خطل آکر کعبے کے پردون سے لپٹ گیا۔ لوگون نے حضور اقدس

عــہ مؤلف کتاب نے عبد اللہ بن لکھکر تھوڑی جگہ خالی چھوڑ دی تھی یعنی عبد اللہ کے باپ کا نام نہین لکھا تھا عبد اللہ کے باپ کا نام زبعری ہی تو پورا نام یہ ہوا عبد اللہ بن زبعری ۱۲ محمد مرتضی بندی

ہے؟

مین یہ حال عرض کیا۔آپ صلعم نے فرمایا یہین مار ڈالو۔چنانچہ اُسے وہین قتل کر ڈالا اللہ تعالیٰ جلشانہ نے اُس دن حرم مین بھی اجازت قتل کی دی لہذا آپ صلعم نے وہین قتل کا حکم دیا۔وہ پہلے مدینہ مین آکے مسلمان ہو گیا تھا۔آپ صلعم نے اُسکا نام عبداللہ رکھا تھا آپ صلعم نے ایک قبیلہ کی زکوٰۃ لانے کو اُسے بھیجا۔اُس سفر مین اُس نے اپنے خدمتگار کو کہ کھانا پکانے مین اُسنے دیر کی تھی مار ڈالا۔پھر اس ڈر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصاص مین اُسے قتل کرین گے۔مدینہ کو نہ گیا۔اور زکوٰۃ کا مال لیکر مرتد ہو گیا۔اور مکہ کو چلا گیا۔آپ صلعم نے اُس کا خون ہدر فرمایا۔کہ مارا گیا مقیس ابن صٌبابہ کا یہ جُرم تھا کہ اُس کے بھائی ہشام کو ایک انصاری نے بشرک جان کر قتل کیا۔حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے دیت دلوادی۔مقیس نے بعد لینے دیت کے انصاری کو قتل کیا۔اور مرتد ہو کے بھاگ گیا۔

مکہ کے فتح کے روز ایک گوشہ مین اور مشرکون کے ساتھ مکہ مین شراب پی رہا تھا۔نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو خبر ہوئی۔اُنھون نے اُسے قتل کیا حارث بن طلا طلا بھی حضرت صلعم کو ایذائین دیتا تھا۔حضرت علی رضہ نے اُسے قتل کیا۔

حویرث بن نقید کو بھی حضرت علی رضہ نے قتل کیا۔گھر مین بیٹھ رہا تھا۔حضرت علی رضہ اُسکے دروازے پر اُس کی تلاش کے لیے گئے۔گھر مین کسی نے کہا کہ جنگل کو گیا ہی۔حضرت علی رضہ وہان سے چلے آئے تب وہ گھر سے نکلا۔حضرت علی رضہ کو مل گیا اُنھون نے قتل کیا یہ شخص شاعر تھا۔حضرت صلعم کی ہجو لکھکر شائع کرتا تھا۔اس لیے اُسکا خون ہدر ہوا عکرمہ بن ابی جہل کا یہ حال ہوا کہ وہ مکہ سے بھاگ گیا۔ام جمیل اُسکی جورو مسلمان ہو گئی۔اور حضور اقدس مین عرض کیا کہ عکرمہ کو امان ملے۔آپ صلعم نے عکرمہ کو امان دی۔اور ام جمیل نے عکرمہ سے جا کر کہا جبکہ وہ بھاگنے کے قریب تھا اور جہاز پر سوار ہوتا تھا۔کہ اُسکو امن ملا ہی۔اُس نے کمال تعجب کیا۔کیونکہ وہ بوجہ اپنی عداوت

خاندانی کے اُسکو محال سمجھتا تھا۔ لیکن ام جمیل نے کہا کہ آپ صلعم بڑے رحیم اور کریم ہین کہ آپ صلعم کی تعریف نہین ہوسکتی عکرمہ۔ آپ صلعم کے پاس ام جمیل کے ساتھ حاضر ہوا اور کہا کہ یہ عورت کہتی ہو کہ آپ صلعم نے مجھے امن دیا ہو۔ آپ صلعم نے کہا کہ سچ کہتی ہو۔ اور عکرمہ ایمان سے مشرف ہوے۔ اور آخر مین اُنکا یہ حال ہوا کہ قرآن مجید کو دیکھکر ہذا کتاب ربی فرماتے اور وجد کرتے۔ یہ حمص کے معرکہ مین شہید ہوے عبداللہ بن سعد کا یہ جرم تھا کہ کاتب وحی تھے لیکن وحی کا عکس اپنے سے وقت لکھنے کے بعض لفظ تبدل بتانے کے بول اُٹھتے اور اُسکو آپ صلعم صحیح مانتے اس سبب سے وہ سمجھے کہ آپ صلعم جی سے گڑھ کر بتاتے ہین۔ اور اللہ تعالی کے حکم سے نہین بتاتے اور مرتد ہوگئے۔ اس لیے آپ صلعم نے انکے حق مین بھی قتل کا حکم دیا۔ لیکن عثمان غنی کے وہ رضاعی بھائی تھے اور اُنھون نے اُنکو چھپایا۔ اور آپ صلعم کے پاس سفارش کی۔ تب اُنکا قصور معاف ہوا۔ اور ایمان قبول کیا۔ بارقہ اور سودان کے فاتح یہی ہین۔ وحشی کہ امیر حمزہ۔ کا قاتل تھا۔ بعد فتح مکہ کے بھاگا رہا۔ دفعتہً مکہ مین آپ صلعم کے پاس حاضر ہوا اور تائب ہوا اور ایمان لایا۔ آپ صلعم نے اُسکی توبہ قبول کی۔ مسیلمہ کذاب کا قاتل بھی یہی شخص تھا۔ کعب۔ بن زہیر نے آپ صلعم کی ہجو شعر مین لکھی تھی۔ یہ بھی چھپا رہا لیکن مدینہ مین دفعتہً حاضر ہوا اور توبہ کر کے مسلمان ہوگیا اور اشعار آپ صلعم کی تعریف مین اپنی تصنیف سے پڑھے آپ صلعم نے اس مین ایک شعر کی اصلاح بھی کی اور سیف کی جگہ نور کا لفظ بنایا۔ اور اُسکی طبیعت کی جودت پر بہت راضی ہوے۔ صفوان جو عکرمہ کے ساتھ لڑائی مین شریک تھا بھاگا۔ اور ایمان لانے کے واسطے مہلت لی۔ یہان تک کہ حنین کی لڑائی مین جو غنیمت بہت ہاتھ آئی اُس نے تعجب کیا۔ اور آپ صلعم نے ایک پہاڑ غنیمت کا اُسے بخشدیا۔ اُسکو بہت تعجب ہوا اور سمجھا کہ یہ بخشش سواے نبی کے کوئی آدمی نہین کرسکتا۔ اور فوراً ایمان لایا۔ ہبار کا یہ قصور تھا

کہ جب آپ صلعم کی صاحبزادی زینب مکہ سے مدینہ کو روانہ ہوئین اُس نے نیزہ اونٹ پر مارا جس سے اُنکو زخم پہونچا۔ اور اُنکا حمل ضائع ہوا۔ اور اسی صدمہ مین مدینہ پہونچکر اُنکا انتقال ہوا۔ اس سبب سے ہبار کا خون ہدر رہا۔

فصل چھبیسوین

بعد فتح مکہ کے سنہ ہجری مین حنین کی لڑائی ہوئی جب آپ صلعم مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو پھرے۔ آپ صلعم کے ساتھ بارہ ہزار آدمی تھے۔ آپ صلعم نے اُن آدمیون کے ساتھ بدوؤن پر فوج کشی کی۔ یہ لوگ حنین مین مجمع تھے۔ یہ حنین۔ طائف کے قریب ہے جب لڑائی شروع ہوئی مسلمانون کو اُن کی تھوڑی جماعت دیکھکر ایسا گمان ہوا کہ فوراً اُنپر ظفریاب ہونگے۔ لیکن بدوؤن نے خوب مقابلہ کیا۔ اور قریب تھا کہ مسلمانون کا پانون اُکھڑ جائے۔ لیکن حضرت صلعم مسلمانون کو اس ضیق مین دیکھکر خود لشکر کے آگے ہوئے۔ اور اُس وقت آپ کے چچا عباس رضؓ اور چچیرے بھائی ابی سفیان بن حارث آپ صلعم کے بغل کے دونون جانب تھے۔ اور آپ صلعم نے یہ رجز پڑھا۔ انا النبی لاکذب انا ابن عبدالمطلب۔ یعنی مین نبی ہون جھوٹا نہین ہون۔ مین عبدالمطلب کا بیٹا ہون۔ اور فرمایا کہ لشکر کو پکار دو کہ پیچھے سے آگے بڑھے۔ چنانچہ عباس رضؓ نے پکارا اور سب لشکر ٹوٹ پڑا اور دشمن پسپا ہوئے۔ میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا۔ اسی لڑائی مین مویشی بہت غنیمت مین ہاتھ آئے۔ انھین مین سے۔ صفوان کو کہ اُس سے آپ صلعم نے کچھ ہتھیار اُدھار لیا تھا۔ ایک پہاڑ مویشی کا دیا۔ اسی سخاوت پر آپ صلعم کی وہ ایمان لایا۔

انھین دشمنون نے اوطاس کے مقام مین بھی اجماع کیا۔ لیکن مسلمانون نے اُن کو بھی زک دی۔ تب اُن لوگون نے طائف مین اجماع کیا۔ اور اُس کا محاصرہ بھی کیا گیا۔ لیکن آپ صلعم نے ایک خواب دیکھا کہ اُسکی تعبیر کے بموجب محاصرہ اٹھا لیا گیا

لیکن آخر شش اُنکا سردار ابن مالک آپ سے آکر مسلمان ہو گیا اور وہ قلعہ بھی اطاعت مین در آیا۔

فصل چھبیسوین

جب فتح مکہ کی خبر شائع ہوئی۔ عرب کے ہر فرقہ اور گروہ کے لوگ جوق جوق مسلمان ہوتے گئے۔ کیونکہ کل عرب کا اعتقاد بسبب قصہ اصحاب فیل کے یہ تھا کہ اُس پر کوئی شخص اہل باطل اور گمراہ سے قابض نہ ہوگا۔ اس لیے اکثر عرب بلکہ کل آپ صلعم کے تابع ہو گیا۔ اور عرب کی ہر قوم سے دو ایک شخص آپ صلعم کے پاس علم اور ادب سیکھنے کے واسطے آئے۔ ان لوگون کا نام آپ صلعم نے وفود رکھا۔ اور اُن کی قدر کرتے۔ اور اُن کو انعام دیتے۔ اسی سال یعنے ۹ سنہ ہجری مین وفود اس کثرت سے آئے کہ آپ صلعم نے اس سنہ کا نام سال وفود رکھا ان وفود مین سے صرف دو شخص مرتد ہوئے۔ ایک اسود عنسی تھا کہ آپ صلعم ہی کے زمانہ مین فیروز صحابی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور دوسرا مسیلمہ کذاب تھا کہ ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے زمانے مین مارا گیا۔

فصل ستائیسوین

اسی نوین سال مین ہجرت کے غزوہ تبوک پیش آیا۔ اس معرکہ مین آپ صلعم تیس ہزار آدمیون کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہ جگہ شام کی سرحد پر واقع ہے۔ اور یہ مقام قیصر ہرقل کے دخل مین تھا۔ اس فوج کشی کا یہ سبب ہوا کہ ایک شخص نے مدینہ مین یہ خبر پہونچائی کہ قیصر ہرقل بڑے لشکر کے ساتھ مدینہ پر آتا ہے۔ اس سبب سے آپ صلعم نے پیش قدمی مقابلے کے لیے کی لیکن تبوک پر پہنچکر معلوم ہوا کہ یہ صحیح خبر نہ تھی آپ صلعم وہان دو مہینے مقیم رہے لیکن ہرقل کا کوئی لشکر نہ آیا۔ اس لیے آپ صلعم نے موافق مشورہ اصحاب کے واپسی کا قصد فرمایا۔

اور خالد ابن الولید کو کچھ لشکر کے ساتھ اکیدر کی گرفتاری کے لیے کہ جنگ موتہ

کا باعث وہی تھا بھیجا- اور وہ نیل گاؤ کے شکار کے وقت گرفتار ہو گیا- خالد اسکو حضور مین لائے اور اُس نے جزیہ دینا قبول کیا- اُسی کے ساتھ قوم بنی طے جس مین حاتم کی بیٹی بھی گرفتار آئی تھی-

اس فوج کشی کا سامان نہایت خشک سالی مین ہوا تھا- اور وہ عسرت اور تنگی کا زمانہ تھا- اس لئے آپ صلعم نے اصحاب کو اعانت کے لیے فرمایا تھا چنانچہ دو ثلث لشکر کا سامان حضرت عثمان رضؓ نے کیا- اور اُن سے آپ صلعم بہت راضی ہوے- اس واقعہ مین کل اصحاب شریک تھے- صرف بعض منافق نہ گئے- اور جھوٹا حیلہ پیش کیا- آپ صلعم نے اُن سے تعرض نہ کیا- لیکن اہل اخلاص سے بھی دو شخص نہ گئے تھے- اُنھون نے جھوٹا حیلہ پیش نہ کیا- اور کہا کہ صرف اپنی سستی سے نہ پہونچ سکے اور اپنے فعل پر نادم تھے- وہ کعب رضؓ اور صفوان رضؓ تھے- آپ صلعم نے اُنپر عتاب فرمایا اور کہا کہ انسے کوئی مسلمان بات نہ کرے- چنانچہ یہ لوگ پندرہ روز تک اسی مین مبتلا رہے- اور برابر روتے رہے- آخرش جب وحی آئی کہ قصور معاف ہوا تو سب مسلمانون سے ملے- لیکن اسپر کعب بہت خوش تھے کہ ہم جھوٹ پیغمبر خدا سے نہ بولے- اور میرا حساب منافقین مین نہوا- اور اللہ تعالے اور اُسکے رسول کے ساتھ معاملہ صاف رہا- اس کاتب نے غور سے دیکھا تو یہی برتاؤ اُستاد و مرشد باپ اور شیخ کے ساتھ بھی چاہیئے- یعنی اُن کے ساتھ حیلہ اور جھوٹ بولنا نہ چاہیئے ایک شخص کہ نام اسکا لکھنا مناسب نہین ہے- اپنے شیخ سے اکثر جھوٹ بولتا تھا- اور شیخ کی شفقت اُس پہ بہت تھی اور ظاہرا اُس کے اعمال صالح بھی تھے- لیکن مین نے دیکھا- کہ بعد شیخ کے فوراً بلا مین مبتلا ہوا اور اُس سے ایک ایسا فعل قبیح ظہور مین آیا کہ اُس سے سب لوگ بدظن و متنفر ہو گئے اور وہ اپنی نکبت مین گرفتار رہے-

فصل اٹھائیسوین

جب آپ صلعم تبوک سے واپس آئے۔ اور حج کا زمانہ پہونچا۔ آپ صلعم بسبب کثرت وفود کے حج کو نہ جا سکے۔ حضرت ابو بکر کو امیر الحاج کرکے حجاج کا قافلہ روانہ فرمایا۔ اُن کی روانگی کے بعد سورۂ برات نازل ہوئی جس مین حکم تھا کہ حج فرض ہوا۔ اور سال آیندہ سے کوئی کافر حج نہ کرنے پاوے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کو سورۂ برات تعلیم فرما کر روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ تم خروج حج کے بعد ان احکام کو خطبہ کے طور پر سُنا دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

فصل اُنتیسوین

سنہ ہجری مین آپ صلعم نے ایک قاصد بنی نجران کے پاس کہ قوم نصارا سے تھے روانہ کیا۔ اور اُنکو اسلام کی دعوت فرمائی اُن مین سے چودہ آدمی آپ صلعم کے پاس آئے اور بحث بیجا کرنے لگے۔ آپ صلعم نے موافق وحی کے جواب دیا جیسا کہ آیۂ ثم نبتہل قرآن مین شاہد ہے۔ کہ اگر تم کو شک ہو تو ہم تم مباہلہ کرین یعنے قسم کھاوین کہ جو بر سر خطا ہو اُسکو خدا غارت کرے۔ چنانچہ اُنھون نے مہلت لی کہ اس کا جواب کل دینگے اور آپس مین مشورہ کیا۔ آخرش اُن لوگون نے مباہلہ سے انکار کیا۔ اور آپ صلعم مع فاطمہؓ زہرا اور علیؓ اور حسنینؓ کے ایک میدان مین مباہلہ کے لیے آمادہ تھے۔ اُن کے انکار پر آپ صلعم نے فرمایا کہ اگر یہ گروہ مباہلہ کرتے تو کوئی نصارا روے زمین پر قیامت تک نہ رہتا۔ یہین سے یہ بات نکلتی ہی۔ کہ قیامت کے قرب مین نصارا زیادہ ہونگے۔

فصل تیسوین

اسی سنہ ہجری مین آپ صلعم نے حج وداع فرمایا۔ یعنے اس حج کے بعد پھر حج کا اتفاق نہوا۔ اور ایک لاکھ آدمی سے زیادہ آپ صلعم کے ساتھ حج مین آئے۔

بعد انجام دینے حج کے ارکان کے اور ادائے خطبہ کے آپ صلعم نے وعظ فرمایاکہ مسلمانون کی جان ومال کی حفاظت مین ہر مومن کو کوشش کرنا چاہیئے اور مسلمانون کے قتل و قتال سے پرہیز۔ دوم یہ کہ اگر قرآن پر جیساکہ چاہیئے عامل رہوگے تو راہ راست سے نہ بھٹکوگے تیسرے۔ کہ آیندہ برس مین شاید ہم نہ رہین اور یہ بھی فرمایاکہ مسلمانون کو تین چیز لازم ہی کہ دنیا کی آلائیش سے پاک رہے گا۔ ایک نیت کا خلوص ہی۔ ہر کام مین نیت کو خالص رکھنا اور نمائش کو ترک کرنا۔ دوسرے یہ کہ مسلمانون کے ہر مجمع مین جانا اور ہر حال مین اُن کی اصلاح کے کوشان رہنا تیسرے یہ کہ مسلمانون کا ہر حال مین خیر خواہ رہنا۔ اور اُن کی ناقدری سے دلتنگ نہ ہونا۔ اس زمانہ مین حضرت علیؓ یمن کے والی تھے۔ اور آپ صلعم کی حج کی خبر سنکر وہ بھی آئے اور اس مین شریک ہوے۔

جب آپ صلعم مدینہ کو واپس چلنے لگے۔ حضرت علیؓ کو بھی ساتھ لے لیا اور غدیر کے مقام مین کہ مکہ کے قریب ہی خطبہ پڑھا۔ اور حضرت علیؓ کی تعریف کی اور فرمایاکہ جو میرا دوست ہی وہ علیؓ کا دوست ہی اور جو علیؓ کا دشمن ہی وہ میرا دشمن ہی۔ اس خطبہ کا یہ سبب ہواکہ بعض اہل یمن نے حضرت علیؓ کی شکایت کی تھی۔ اُن کے سمجھانے کے واسطے آپ صلعم نے ایسا فرمایا یعنی حضرت علیؓ کا فعل نفسانیت سے نہ تھا بلکہ اہل یمن کی سمجھ کا قصور تھا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو مبارکباد دی کہ آج سے آپ میرے مولا ہوے۔

جس زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مین تھے عرفہ کے دن آیہ اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔ بعض اصحاب نے اسپر بڑی خوشی کی کہ دین اسلام کی تکمیل ہوئی۔ لیکن مثل ابوبکرؓ کے کہ فہمیدہ اور زیرک تھے۔ بہت روئے کہ اس سے فراق کی بو نکلتی ہے کہ جب دین کی تکمیل ہوئی تو نبی کے رہنے کی ضرورت نہ رہی۔

فصل اکتیسوین

۱۱ سنہ ہجری مین آپ صلعم نے فرمایا کہ مجھکو اس لقمہ کا اثر کہ خیبر مین کھایا تھا معلوم ہوتا ہے اور اب اس سے میری رگ جان کٹ گئی - شاید اس سال اب ہم نہ بچین اگے ایک روز آپ صلعم کو بلغمی بخار آیا اور بڑھتا گیا کہ آپ صلعم مسجد مین نماز کے واسطے نہ جا سکے امامت کا حکم ابوبکرؓ کو فرمایا - جب ابوبکر امامت کین مشغول ہوئے آپ صلعم کی جگہ خالی دیکھکر بے اختیار روئے اور آواز رونے کی بلند ہوئی - یہان تک کہ آپ صلعم کے کانون تک پہونچی اور آپ صلعم مسجد مین آئے - اور حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی - بعد نماز کے آپ نے تسکین کے کلمے فرمائے - اور مسلمانون کو نیکی کی بھی نصیحت کی - اسی عرصہ مین ایک لشکر آپ صلعم نے شام کی طرف روانگی کے لیے آمادہ کیا - اور اسامہ بن زید کو اُسکا سردار کیا - اور اُن کی ماتحتی مین اصحاب کرام سے مثل ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بھی رہے - لیکن یہ لشکر ہنوز روانہ نہوا تھا کہ عارضہ آپ صلعم کا بڑھ گیا - اور لشکر ٹھہر گیا - یہان تک کہ ابوبکرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ مین اُسکو روانہ کیا - صحیحین مین مذکور ہی کہ آپ صلعم نے اسی بیماری مین ایک روز حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ کہ تمھارے باپ کے لیے خلافت نامہ لکھدون پھر آپ صلعم نے فرمایا کہ اُسکی ضرورت نہین ہی کیونکہ مومن لوگ انکے سوا دوسرے کو سردار نہ کرینگے - اور اللہ تعالے کی مشیت بھی یہی ہی -

اسی طرح صحیحین مین یہ بھی مذکور ہی کہ ایک روز بیماری کی حالت مین کاغذ اور قلم مانگا - چونکہ اسوقت عارضہ کی شدت تھی حضرت عمرؓ نے کہا کہ اسوقت لکھوانے مین آپ صلعم کو تکلیف ہوگی - ہمارے لیے آپ صلعم کے فرمانے کے بموجب قرآن مجید کافی ہی بعضون نے اُسکے خلاف تقریر کی اور اسی قیل و قال مین آواز بلند ہوئی - کہ آپ کے کانون مین گران معلوم ہوا اور آپ نے فرمایا کہ سب لوگ باہر جاوین - جب آپ صلعم کے عارضہ مین تخفیف

ہوئی آپ نے سب کو بُلایا اور فرمایا کہ تین چیزون کو خوب نگاہ رکھو۔ اوّل یہ کہ وفود کو انعام دیا کرو۔ دوم یہ کہ جو کفارؔ عرب مین ہین اُن کو عرب سے نکالنے کی۔ کوشش کرو۔ سوم یہ کہ اسامہ کا لشکر روانہ کردو۔ انھین تینون باتون کے واسطے کاغذ اور قلم مانگا تھا کہ زبانی فرما دیا۔ ایک گروہ مسلمانون کے اُس کو قصّۂ قرطاس کہتے ہین اور یون سمجھتے ہین کہ اس سے یہ مطلب تھا کہ حضرت علیؓ کے لیئے خلافت نامہ لکھتے۔ لیکن خلافت نامہ کا حال تو پہلی ہی روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے لیے خلافت منظور تھی۔

الغرض اُسی بخار مین آپ صلعم نے حضرت عائشہؓ کے حجرے مین دو شنبہ کے روز بارھوین ربیع الاول کو سالنہ ہجری مین انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اصحاب رضوان اللہ علیہم کو اس حادثہ سے بڑا صدمہ ہوا۔ اکثرون کے ہوش جاتے رہے۔ حضرت عثمانؓ ایک مدت تک سکوت مین رہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ صلعم مرے نہین ہین۔ یہ منافقین کا شعبدہ ہے۔ جو ایسا کہیگا اُسکو قتل کرینگے۔ اور اسی لیے ننگی تلوار لیے پھرتے تھے۔

حضرت ابو بکرؓ اپنے مکان پر اُسوقت نہ تھے۔ خبر وفات کی سُنکر دوڑے آئے۔ اور حجرے مین چلے گئے۔ آپ کے چہرۂ مبارک کو بوسہ دیا۔ اور رونے لگے۔ اور بولے کہ جیسا کہ آپ صلعم زندگی مین خوشبو تھے۔ ویسا ہی بعد ممات بھی ہین۔ جب باہر آئے اور عمرؓ کا حال دیکھا۔ منبر پر خطبہ فرمایا کہ اے مسلمانو مضطر نہو۔ آیۂ و ما محمد الا رسول الخ پڑھا اور کہا کہ اگر اُس اللہ کے بندے ہو جس نے محمدؐ کو پیدا کیا اور اُن کو رسول بنایا اور اسی کو پوجتے ہو بہت درست ہے اور ایمان تمھارا حق پر ہے۔ اور اگر تم محمد صلعم کو پوجتے تھے تو انھون نے انتقال فرمایا۔ جب عمرؓ نے یہ مضمون سُنا اُن کو ہوش آیا اور اپنے قول سے تائب ہوئے۔

اسی اثنا مین کہ لوگ کفن کے سامان مین تھے ایک شخص جسیم اور خوشرنگ آئے

عـه یعنی کفار یہود و نصاریٰ جو عرب مین ہین ۱۲

اُنکی داڑھی کے بال کچھ سپید اور کچھ سیاہ تھے۔اُنھون نے کچھ کلمات تعزیت کے نعش مبارک کے پاس فرمائے اور بہت روئے اور واپس چلے گئے۔بعد جانے کے حضرت ابوبکرؓ اور علیؓ نے فرمایا کہ یہ خضرؑ تھے۔

حضرت صلعم کی قبر کے بارے مین لوگون کو اختلاف ہوا۔لیکن اکثر اصحاب نے اس مضمون کی حدیث سنائی کہ پیغمبر کو وہین دفن ہونا چاہیئے جہان اُس کی روح قبض ہو۔اسلیے عائشہ صدیقہ کے حجرے مین مدفون ہوئے۔حضرت فاطمہؓ کو اس حادثہ سے اس قدر صدمہ ہوا کہ چھ مہینے تک کہ زندہ رہین نہ ہنسین۔

حلیہ۔حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد مبارک میانہ تھا۔لیکن آدمیون کے مجمع مین سب سے بالا معلوم ہوتے۔چہرۂ مبارک کا رنگ گندمی تھا۔اور اُس مین بڑی ملاحت تھی۔آپ کا سر مبارک بڑا تھا اور سر مبارک کے بال کالے۔زلفین نہ بہت پیچیدہ تھین نہ سیدھی آپ کی زلفین کبھی نرمۂ گوش تک رہتین۔اور کبھی کندھے تک زلفون کے بیچ مین شگاف کی طرف شگاف رہتا جس کو مانگ کہتے ہین۔آپ صلعم کے کان نہ بہت بڑے تھے نہ چھوٹے۔دیکھنے مین خوشنما معلوم ہوتے تھے۔بھوین آپ صلعم کی مُجتی ہوئی تھین۔لیکن ایک باریک رگ درمیان مین فاصل تھی کہ غصہ کے وقت ظاہر ہوتی تھی۔دونون آنکھین آپ صلعم کی بڑی اور خوشرنگ تھین۔اور سپیدی مین سُرخ ڈورے تھے اُنکھون کی پتلی سیاہ تھی۔

پیشانی۔آنکھون کی کسی قدر لمبی تھین۔اور رخسارے مبارک نرم اور پُرگوشت تھے۔دانت آپ کے مثل موتی کے صاف اور چمکیلے۔اور بات کرنے مین اُن کی چمک مثل بجلی کے ہوتی۔آپ صلعم کے جسم مطہر مین سایہ نہ تھا کیونکہ وہ سراپا نور تھا۔شمع مین کہان سایہ ہوتا ہے۔اور آپ کے بدن سے خوشبو آتی۔اور آپ کا پسینہ عطر کی جگہ پر لوگ استعمال کرتے۔درمیان دونون شانون کے مہر نبوت تھی۔کفار کی

آنکھ مین شل ستون کے کبوتر کے انڈے کے برابر معلوم ہوتی تھی۔

خُلق۔ آپ صلعم کے اخلاق کا یہ حال تھا کہ کبھی ایک غریب بڑھیا کا کہنا بھی رد نہ کیا امیر اور غریب سب آپ صلعم سے یکسان راضی اور خوش رہتے تھے۔ کسی کو آپ صلعم سے شکایت نہ تھی۔ ایک لاکھ سے زیادہ اصحاب تھے اور سب سے ایسا ملتے کہ اُن کو ماں باپ بھول گئے۔

اپنا کام بیشتر آپ ہی کرتے۔ جو خوبیان نبیون مین جُدا جُدا تھین آپ مین اکٹھی تھین خود اللہ تعالےٰ قرآن مجید مین آپ کے خلق کی تعریف کرتا ہی۔ بشر کی کیا طاقت۔

معجزات۔ واضح رہے کہ نبی آدم مین مخصوص ہوتے ہین۔ اور مخصوص ہونا خلاف عادت ہی۔ (نیچر کے خلاف) اسلئے خلاف عادت یعنی معجزہ سرزد ہونا اُن سے ممکن ہے بلکہ ضروری ہی۔ اگرچہ یہ مسئلہ اہل فلسفہ کا بہت صحیح ہی کہ خلاف عادت کوئی بات نہین ہوتی لیکن ہمارے ایسے عام لوگون مین نہ کہ مخصوص لوگون مین شل انبیا اور اولیا کے۔ کہ اُن مین ایک خاص بات روحی ترقی سے حاصل ہوتی ہی۔ اور روحی ترقیات آدمی مین ہونا اختیاری نہین ہی۔ اگرچہ کوشش کو ہر امر مین اللہ تعالیٰ نے بڑا دخل دیا ہی لیکن طبیعت کی مناسبت بھی اک چیز ہی جو خلقی ہوتی ہی۔

حضرت صلعم کے معجزات اس قدر نہین ہین کہ احاطہ تحریر مین آسکین معجزے سے کتابین بھری ہین۔ اور چونکہ اولیا کی کرامتین بھی نبی کے معجزے کے تحت مین ہوتی ہین اس سبب سے معجزے کی انتہا ہی نہین ہی۔ ایک معجزہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن مجید ہی کہ آج تک کوئی ایک آیت کے مثل بھی نہ لکھ سکا۔ اور ایک بڑی بات یہ ہی کہ تیرہ سو برس ہوے اور قرآن مجید کے ایک حرف مین بھی شل اور کتب سماوی کے تحریف نہ ہوئی۔ ایک معجزہ چاند کا پھٹ جاتا ہی کہ جس کا ذکر ہنود کی کتاب مین بھی پایا جاتا ہی۔ دوسرا معجزہ حضرت علی رضہ کے لیے سورج کا لوٹ آنا پھر اُستن حنانہ کا

فراق میں مثل آدمی کے فریاد کرنا۔ پھر سو برس کے مردے کا زندہ ہونا۔ آپ کے لعاب دہن سے بیماروں کا شفا پانا۔ انگلیوں سے پانی کا فوارہ جاری ہونا۔ اور چار سیر آٹے میں ایک ہزار آدمیوں کا آسودہ ہونا۔ شجر اور حجر کا کلمہ پڑھنا۔ اور آپ کی نبوت کو برحق کہنا۔ حق تو یہ ہے کہ آج تک آپ صلعم کے معجزے ظاہر ہوتے ہیں آنکھ ہو تو دیکھے۔

واضح رہے کہ موافق آیۂ کریمہ وازواجہ اُمہاتہم یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیاں اُن کی اُمت کی مائیں ہیں۔ ازواج طیبات قابل تعظیم ہیں اور اُن کا ذکر بقید نام لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی گیارہ بیبیاں اور پانچ سریہ تھیں۔ پہلی بی بی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں کہ ان کا انتقال پانچ برس پہلے ہجرت کے ہو چکا تھا اور اُن سے آپ کے صاحبزادے **قاسم** اور **طیب طاہر** ہوئے کہ بچپن ہی میں انتقال فرمایا۔ اور چار صاحبزادیاں حضرت **زینب** ابی العاص کی زوجہ اور رقیہ اور ام کلثوم جنکا نکاح حضرت **عثمان غنی** رضہ سے یکے بعد دیگرے ہوا۔ اور حضرت **فاطمہ زہرا** رضہ جنکا نکاح حضرت **علی** رضہ سے ہوا۔ اور انھیں کی نسل اب آل نبی یعنے سادات ہیں۔ دوسری بی بی حضرت صلعم کی حضرت **سودہ** بنت زمعہ تھیں جو آپ کے سامنے ضعیفہ ہو گئیں اور اپنی نوبت حضرت عائشہ کے لیے چھوڑی اور بماہ شوال سنہ ۵۴ ہجری کو انتقال فرمایا۔ تیسری بی بی آپ صلعم کی حضرت عائشہ صدیقہ تھیں بیٹی **ابوبکر صدیق** کی تین برس ہجرت کے پہلے انکا نکاح مکہ میں ہوا انکا انتقال سنہ ۵۵ ہجری میں ہوا۔ چوتھی بی بی آپ کی حفصہ بنت عمر تھیں انکا انتقال سنہ ۴۵ ہجری میں ہوا۔ پانچویں **زینب** بنت خزیمہ تھیں جنکا انتقال سنہ ۴ ہجری میں ہوا۔ اور وہ صرف آٹھ مہینے بعد نکاح کے زندہ رہیں چھٹی بی بی آپ صلعم کی ام سلمہ تھیں کہ اُن کی ماں عبدالمطلب کی بیٹی تھیں اُن کا انتقال سنہ ۵۹ میں ہوا۔ حضرت **حسن بصری** کی ماں آپ کی لونڈی تھیں اور حسن بصری نے

اُنکا دودھ وغیرہ ایام رضاعت مین پیا تھا - ساتوین بی بی حضرت کی زینب بنت جحش
تھین کہ یہ بھی عمہ رسول اللہ کی بیٹی تھین ان کا انتقال سنہ ۲۰ ہجری مین ہوا آٹھوین
بی بی آپ کی ام حبیبہ تھین جو ابی سفیان کی بیٹی تھین اُن کا انتقال سنہ ۴۴ ہجری مین ہوا
نوین بی بی آپ کی جویریہ بنت حارث تھین جن کا انتقال سنہ ۵۶ ہجری مین ہوا -
دسوین بی بی آپ کی صفیہ بنت اخطب تھین کہ اولاد سے ہارون پیغمبر کی تھین -
ان کا انتقال سنہ ۵۲ ہجری مین ہوا - گیارھوین بی بی آپ کی میمونہ بنت حارث
تھین کہ ان کا انتقال سنہ ۵۱ ہجری مین ہوا - اور سریہ مین سے پہلی ماریہ قبطیہ
تھین کہ ان کا انتقال سنہ ۱۶ ہجری مین ہوا - ان سے ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوے کہ بچپن ہی مین انتقال کیا - دوسری ریحانہ تھین کہ سنہ
ہجری مین انتقال کیا تیسری ام ایمن چوتھی سلمہ - پانچوین برصوی - اور مہر ازواج
مطہرات کا دین مہر پانسو درم تھا - صرف صفیہ اور ام حبیبہ کا چار سو درم تھا -

باب تیسرا خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ

فصل پہلی

واضح رہے کہ بعد وفات حضرت صلعم کے جس وقت اصحاب آپ کے دولت خانہ مین مجتمع
تھے - اور غسل اور کفنانے کے سامان مین تھے - کہ اسی اثنا مین مغیرہ بن شعبہ آئے
اور حضرت عمر رضہ سے کہا کہ انصار سقیفہ بنی سعدہ مین جمع ہو کر چاہتے ہین کہ امر ریاست کو قبضہ مین
سعد بن عبادہ کے کہ انصار سے تھے سپرد کرین - یہ سنکر حضرت عمر رضہ اور ابو بکر رضی اللہ
عنہ نے ابو عبیدہ وغیرہ کے اس خیال سے کہ امور شریعت مین خلل نہ واقع ہو وہان سے
چلے - اور سقیفہ مین پہونچے - اور ابو بکر رضہ نے کہا کہ اے انصار محمد صلعم اللہ تعالی کے
جوار رحمت مین پہونچے - اگر کسی کو امر ریاست کے لیے سردار نہ مقرر کیا جاے تو
امور دین مین فتور آجانے کا احتمال ہی - اس لیے مناسب ہی کہ ہم لوگ نصب

اور بزرگی مین مہاجر اور انصار کے غور کرکے ایک شخص کو سردار مقرر کرین سعد بن عبادہ نے جواب دیا کہ جو بزرگی اللہ تعالیٰ نے انصار کو عنایت کی وہ کسی کو نہین ہو سکتی کیونکہ انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے یارون کو پناہ دی اور انکے لیے دشمنون سے لڑے اور جان و مال فدا کیا۔ کہ جس سے اسلام کے کامون مین ترقی ہوئی حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ جو بزرگی انصار کی اور انکے احسانات ہین اُسکے مقر ہم بھی ہین لیکن قریش کی قوم کو اللہ نے تمام عرب کی قومون پر ترجیح اور بزرگی دی ہے اس لیے جبتک اُن مین سے لوگ اس امر کے قبول کرنے سے انکار نہ کرین دوسری قوم مین سے کسی کا سردار ہونا مناسب نہین پس مناسب ہے کہ امارت قریش مین رہے اور وزارت انصار مین عمرؓ نے کہا کہ آپ لوگون نے نہین سنا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے الائمۃ من قریش یعنے امارت قریش مین ہونی چاہیئے۔ سعد کے بیٹے بشیرؓ نے کہا کہ یہ حدیث ہمنے نہین سُنی۔ لیکن یہ امر آپ لوگون مین سے کسی کے ساتھ ہونا زیادہ مناسب ہے ابو بکرؓ نے کہا کہ یہ امر ہم اپنے لیے نہین چاہتے۔ اور خلافت کے لیے ان دونون مین سے یعنی عمرؓ اور ابو عبیدہؓ سے کسی کو چن لو اور مقرر کرو۔ اسپر اُن لوگون نے ابو بکرؓ سے کہا کہ اس امر کی بزرگی اور قابلیت آپ کی پیشانی سے ظاہر ہے۔ آپ کے ہوتے ہوئے دوسرا شخص خلیفہ نہین ہو سکتا۔ اور حضرت عمرؓ نے ہاتھ بڑھا کر وہین بیعت کی۔ دوسرے دن حضرت ابو بکرؓ نے خطبہ منبر پر پڑھا۔ اور سب لوگون نے ثانیہ بیعت کی ایک فرقہ مسلمانون کا حضرت علیؓ کی بیعت مین اختلاف کرتا ہے۔ لیکن یہ خبر درست نہین معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اُس فرقہ کا ہونا اُسی وقت سے ظاہر ہوتا حالانکہ اُس فرقہ کی بنیاد حضرت علیؓ کے بعد سے ظاہر ہوتی ہے بلکہ یعنی مین کہ بہت معتبر اور پرانی کتاب ہے ایسا لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے جب سُنا کہ لوگون نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تو گھبرا کر دوڑے آئے اور بیعت کی۔ اس پر ابی سفیان نے اُن سے کہا بھی کہ تمھارے رہتے ابو بکرؓ کو خلیفہ ہونے کا کیا حق تھا۔ اور

تم کو تو تمھارے بیٹے پر میاں ان لشکروں سے بھر دون۔ اسپر حضرت علیؓ نے کہا کہ تمھارے دل مین ہمیشہ سے فساد ہے۔ بعد ایمان کے بھی اسکا اثر باقی ہی۔ اور خلفاے راشدین کا خلافت قبول کرنا محض اللہ کے واسطے تھا۔ جیسا اُن کی مابعد کی کارروائیون سے ظاہر ہوا اور اس مین نفسانیت کو ذرا بھی دخل نہ تھا۔ غیر مذہب کے فرقے بھی مثل نصارا اور یہود کے اس بات کے مقر ہین۔ کہ اگر نفسانیت کو ذرا بھی دخل ہوتا تو اپنے بیٹون کو یہ لوگ اپنا جانشین کر جاتے۔ اور عمرؓ اپنے بیٹے کو دُرّے سے نہ مار ڈالتے۔ حضرت علیؓ کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی صحابہ شہید ہوتے نہایت غم کرتے اور کہتے کہ مین اُن سے پہلے کیون نہ شہید ہوا اور اپنی صاحبزادی اُم کلثوم کا عقد حضرت فاطمہؓ سے تھین حضرت عمرؓ سے کر دیا۔ اگر آپس مین عداوت ہوتی تو ایسا امر کیونکر ظہور مین آتا اور حضرت علیؓ کی شجاعت مشہور ہی۔ کچھ بزدل تو بھی نہ تھے کہ دب کر ایسا کام کیا ہوگا جس وقت خلافت کی بیعت ہوئی ۳۰۰۰۰ صحابہ موجود تھے۔ آپ کی راے اور فہم ہماری فہم و راے سے کہین بہتر ہوگی۔ پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ سب سے بہتر ہمارا زمانہ ہی اسکے بعد ہمارے صحابہ کا اور اس کے بعد انکے تابعین پیروان کا۔ اگر ۳۰۰۰۰ صحابہ کی روایت اور راے اعتبار نہ کیجاے تو قرآن مجید بالکل باطل ٹھہر جاتا ہی کہ انھین سے ہم تک آیا ہے۔ و ہذا خیال۔

فصل دوسری

حضرت ابوبکرؓ بارجود خلیفہ ہونے کے بادشاہ اور شاہزادے کا خطاب لینے سے انکار کیا۔ بعض مسلمانون نے خلیفۃ اللہ کا لقب دینا چاہا لیکن آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ مین خدا کا خلیفہ نہین ہون بلکہ اپنے نبی کا خلیفہ ہون جس کی مرضی اور ارادے کے موافق کرنا ہمارا کام ہی آپ نے فرمایا کہ ایسا کرنے مین ہم رسومات اور جانب داری سے پرہیز کرنے کی کوشش کرین گے۔ اللہ اور رسولؐ کا

کہ بادشاہ کی اطاعت کریں۔ اگر تم ان حدود سے باہر جاؤ گے تو تم پندار کے
اشتیاق میں ہو۔ اور تم نفسی حرکت و تبدیلیات چاہو گے تو تم مستوجب سزا کے ہوں گے
آپ نے خوب مثلیں دیں۔ ... خطاب ملوک کے شایان ... بیٹے مرگئے
ستوں درست تھے ان لوگوں نے حضرت ابی کو خطاب ... سب کو اکثر وقت سے
بادشاہت لقب خلیفہ و خلیفۃ رسول اللہ کا لیا۔

اصلی نام حضرت ابوبکر کا عبداللہ عتیق ابن ابو قحافہ تھا اور آپ کو صدیق بھی کہتے ہیں۔ جبکہ آپ نے معراج کے سفر کی صداقت پہلے کی تھی۔ لیکن آپ زیادہ ابوبکر کے نام سے مشہور تھے۔ وقت بادشاہی کے حضرت ابوبکر کا سن قریب ۶۰ برس کے تھا۔ آپ کا قد کشیدہ تھا۔ اور خوبصورت رنگ گندمی اور داڑھی حنا سے رنگی ہوئی تھی۔ آپ بڑے عادل اور صاحب یقین تھے۔ آپ بے غرض اور ایماندار اور اسلام کے بڑے خیرخواہ تھے۔ آپ دولت۔ نمائش۔ عیش۔ اور خواہشات نفسانی سے محض بیزار اور بے پرواہ تھے۔ آپ نے مشاہرہ لینے سے انکار کیا۔ آپ نے صرف بعد اخراجات جو محض ایک عام عرب کو درکار ہو مثل ایک گھوڑے یا ایک اونٹ کے اپنے اور اپنے متعلقین کے واسطے بیت المال سے لینا قبول کیا۔ اور جو کچھ آپ کے اخراجات سے بچ جاتا اس کو ہر جمعہ کو ذی حاجات اور مساکین کو خیرات کرتے۔ اور لاوارثوں کی مدد کرنے میں آپ ہمیشہ مستعد رہتے۔ آپ نے ایام خلافت میں حضرت عائشہ کو اپنے ذاتی اخراجات کا حساب و کتاب سپرد کیا تھا اور کہا تھا کہ خوب نگران رہنا کہ کہیں میں دولت جمع کروں۔ باوجود اسکے کہ آپ بڑے دانشمند تھے۔ تاہم آپ کے کل کام شورے پر منحصر تھے اکثر عرب کی قومیں جو تلوار کے زور سے ایمان لائی تھیں۔ اور ان کو دین پر قائم رکھنے کے لیے عذاب سے ڈراتا اور جہاد دونوں درکار رہا۔ بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبائل عرب نے کی اطاعت سے باہر جانا چاہا اور زکوۃ اور عشر نکالنے سے انکار کیا۔

اکثر قوموں نے یکے بعد دیگرے بغاوت کا جھنڈا اڑانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ خلافت کے احکام صرف تین ہی شہروں میں باقی رہ گئے۔ یعنے مدینہ منورہ۔ مکہ معظمہ۔ اور طائف۔ بلکہ ایک بڑی مضبوط قوم نے باغیوں کی مدینہ پر حملہ آور ہونے کی تیاری کی۔ اُنکا سوار ایک قوی اور مشہور شیخ تھا جس کا نام مالک ابن نویرہ تھا۔ وہ ایک عالی خاندان شجاع عمدہ سوار اور نامی شاعر تھا۔ یعنی سب صفتیں جس کے خواہان عرب ہوتے ہیں اُس میں موجود تھیں اور اُس کی بی بی تمام عرب میں خوبصورتی میں مشہور تھی۔ اس بہادر شاعر اور اُس کے لشکر کی خبر سنکر حضرت ابوبکرؓ نے شہر کی مضبوطی کی۔ اور قریب کے پہاڑوں اور غاروں میں تمام آدمیوں کیمرد سے عورت تک اور لڑکوں سے بوڑھوں تک تعینات کیا۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا۔ لیکن آپ صلعم کے اسلام کی تلوار ہنوز باقی تھی۔ یعنی خالد بن ولید آپ کے آگے آکر کھڑے ہوئے تاکہ وہ اسلام کی شہرت قائم رکھیں خالد بن ولید ساڑھے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ اور مع گیارہ جھنڈوں کے باغیوں کے مقابلہ کو روانہ ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ باغی سردار کے چال چلن اور قابلیت کا لحاظ رکھتے تھے۔ اور اُس پر نرمی سے کامیاب ہوجانا چاہتے تھے۔ اس لیے خالد بن ولید سے فرمادیا تھا کہ جب مالک بن نویرہ گرفتار ہوجائے۔ تو اُس کو عزت کے ساتھ رکھیں۔ اور قیدی پر رحم کریں۔ اور سہل ذریعوں سے اُن کو اسلام کی قید میں در لادیں۔ چونکہ خالد بن ولید بڑے بہادر اور شجاع تھے۔ اُنکو اپنی شجاعت میں سہل ذریعوں کی طرف کم لحاظ رہتا تھا۔

باغیوں کو ایک سخت لڑائی میں خالد نے شکست فاش دیکر اُنکے ملکوں پر قبضہ کرلیا۔ اور اپنے لشکر کو لوٹ کی اجازت دی۔ قیدیوں کے زمرے میں مالک ابن نویرہ اور اس کی بی بی بھی تھی خالد نے مالک سے پوچھا کہ تم زکوۃ نکالنے

سے کیون انکار کرتے ہو۔ اُسنے کہا کہ ہم خدا کی عبادت بے خرچ کر سکتے ہین۔ اسی گفتگو مین خالد نے قتل کا حکم دیا۔ اور ضرار بن الازور نے اُسے قتل کیا۔ یہ خبر مدینہ مین پہونچی۔ حضرت عمر رضنے فرمایا کہ خالد نے ایک مسلمان کا خون کیا۔ کتاب اللہ کے خلاف کیا لیکن حضرت ابو بکر رضنے فرمایا کہ بہت ٹھیک کیا۔ اور جس تلوار کو کہ اللہ نے خود میان سے باہر کیا اُس کو ہم کیونکر میان مین کرین۔ اور مالک کی زوجہ سے خالد نے عقد کیا۔

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خالد بن ولید مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کو بھیجے گئے مسیلمہ نے حضرت صلعم کی علالت کی خبر سُنکر اپنے مذہب کے قواعد جاری کرنا شروع کیے۔ اور جب آپ صلعم کے وفات کی خبر سُنی تو اور بھی خوش ہوا۔ روز بروز اُس کے اقران اور ہمسائے اُس کے گروہ مین آتے گئے یہانتک کہ صوبہ یمامہ جو درمیان بحر احمر۔ اور بحیرۂ فارس کے ہے اُس کے تصرف مین آگیا۔ درمیان اُن لوگون کے جو اُس کے مذہب مین در آئے۔ ملکہ شجاع زوجہ ابو قحصلہ قوم تمیمہ کی بڑی شاعرہ بھی تھی۔ وہ مسیلمہ کو دیکھنے آئی تھی۔ جیسے بلقیس سلیمان ع کے جاہ و حشم کو دیکھنے گئی تھی۔ شجاع بھی شہر سبا کی ملکہ تھی۔ لیکن وہ مسیلمہ پر فریفتہ ہو گئی اور اُس کے نکاح مین در آئی۔ اس سبب سے اسکے لشکر والے اُس سے بگڑ گئے۔ اور مالک بن نویرہ کو کہ سالار لشکر تھا اپنا سردار مقرر کیا۔ شجاع نے مسیلمہ کا مذہب بھی اختیار اور اُس سے پیشین گوئی سیکھی اور اُسکے بدلے مین مسیلمہ کو شاعری تعلیم کی۔ اکثر اشعار مسیلمہ کے ایک مورخ نے جمع کیے ہین۔

خالد بن الولید کے آنے سے مسیلمہ کے خیالات بدل گئے۔ خالد کے ساتھ جو کل فوج تھی یعنے دس ہزار آدمی تھے مسیلمہ ایک لاکھ آدمیون سے مقابل ہوا۔

عقربہ کے قریب جو یمامہ کی دارالخلافت سے دو منزل پر ہے سخت لڑائی ہوئی۔ پہلے باغیوں کو کسی قدر فتح نمایاں ہوئی۔ اور بارہ سو مسلمان شہید ہوئے۔ پھر خالدؓ نے اپنے لشکر سے حملہ کیا اور دشمن کو ہٹا دیا۔ دشمن کے دس ہزار آدمی مارے گئے مسیلمہ نااُمیدی کے ساتھ لڑا۔ لیکن آخرش زخمی ہو کر گرا اسی وحشی نے جس نے امیر حمزہؓ کو شہید کیا تھا مسیلمہ کو قتل کیا۔ خالد نے ایسے مشکل وقت میں اور بھی جنگی کارروائیاں کیں اور دوسرے مسلمان سرداروں کو بھی مدد دی جو اطراف و جوانب میں بغاوت کے دفع کرنے میں مصروف تھے۔ اور یہ صرف خالد ہی کی تیزی اور چستی کا سبب تھا کہ خلافت کے پہلے ہی سال کے ختم ہونے سے پیشتر اسلام کی سلطنت میں پھر تسلط قائم ہوا۔ بعد ختم ہونے مسیلمہ کی لڑائی کے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر کو رائے دی کہ کلام اللہ ایک جگہ جمع ہونا چاہیئے کیونکہ بہت صحابہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے اور اُنکے ساتھ پیغمبر خدا کی بہت باتیں گذر گئیں۔ اسی طرح چند عرصے بعد اصحاب کے شہید ہونے سے جمع ہونا قرآن کا دشوار ہو جائے گا۔ آپ نے اس امر کو پسند کیا۔ لیکن اسکا انجام مابعد کی خلافت میں ہوا۔

فصل تیسری

جب باغی قومیں عرب کی پھر موافقت میں درآئیں۔ اور صلح قائم ہو گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے پھر اپنے ارادوں کو پیغمبر حق صلعم کے حکم کی تعمیل کی طرف مذہب اسلام کو تمام دنیا میں پھیلانے کے واسطے متوجہ کیا۔ کہ تمام دنیا کی قومیں خواہ بزور تلوار یہ تالیف مسلمان ہو جاویں۔ اب وہ خوفناک لڑائیاں جو درمیان فارس اور روم کے مدت سے تھیں اگرچہ ختم ہو چکی تھیں لیکن اُنکے اثر نے ان قوی ملکوں کو ضعیف کر دیا تھا اور اُنکی سرحدوں کو حملہ کے قابل چھوڑ دیا۔ اس لیے اپنی خلافت کے دوسرے برس حضرت ابوبکرؓ نے حسب منشاء پیغمبر حق فتح شام کی تیاریاں کیں۔ اُسوقت

ملک شام مین سرزمین بیت المقدس و فونیشیا و کل زمین جو درمیان دریائے فرات و بحر روم کے واقع ہی داخل تھی۔ اسوقت یہ سب ملک مع اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستون اور بادشاہون کے قیصر ہرقل بادشاہ قسطنطنیہ کے تحت مین تھے۔

ملک شام پہلے فراعنہ مصر کے تحت مین اُسکے بعد فارسیون کے قبضہ مین رہا اُسے سکندر اعظم کے وقت سے یونانیون نے لیا۔ یونانیون سے رومیون نے لیا۔ رومیون سے مسلمانون نے لیا۔ اور اسوقت تک کہ تیرہ سو برس ہوئے مسلمانون کے قبضہ مین ہی۔ اور اُن سلطنتون کے بادشاہون کا ذکر اس کتاب کے آخر مین ہوگا۔

مطابق آسمانی کتابون کے ملک شام زمانہ دراز سے عربون کو موعود تھا اور وہ بہت دلون سے بوجہ رحم وراہ قافلہ اوزلانے غلہ کے اُسکو جانتے تھے۔ یہان غلہ افراط سے ہوتا تھا۔ کچھ حصہ اس ملک کا زراعت وکاشتکاری مین غلون کی اور کچھ حصہ باغون مین عمدہ قسم کے پھلدار درختون کی اور کچھ حصہ چراگاہون مین مویشیون کے منقسم تھا۔ عرب کے سرحدون پر شہر تھے جو اندرونی تجارتون سے معمور تھے۔ ہرگاہ اُن کے بندرگاہ اگرچہ قدیم زمانے کے طائر اور سائڈون کے مانند جاہ وجلال کے نہ تھے لیکن تاہم بڑے تجارت گاہون کے مرکز تھے۔

سنہ ۱۲ ہجری مین حضرت ابوبکرؓ نے مکاتیب ذیل ریگستانی عرب اور حجاز عرب کے سردارون کے نام لکھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم منجانب عبداللہ عتیق ابن ابو قحافہ بنام کل سچے مسلمانون کے الحمد للہ والثنا والرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اس خط کے ذریعہ سے تم لوگون کو مطلع کرتے ہین کہ ہمارا ارادہ مسلمانون کا ایک لشکر شام کی طرف اس غرض سے روانہ کرنے کا ہے کہ وہ لوگ اُس ملک کو کافرون سے نجات دین اور ہم تمکو یاد دلاتے ہین کہ سچے مذہب کے لیے لڑنا اللہ تعالے کی طاعت کرنا ہے۔ اس سے

زیادہ لکھنے کی حاجت نہ تھی۔ ہر عرب جس کے پاس ایک گھوڑا یا اونٹ یا بھالا تھا۔ آپ کے اسلامی جھنڈے کے نیچے حاضر تھا۔ روزانہ ایک شیخ اپنی جنگجو قوم کے ساتھ حاضر آتا۔ اور تھوڑے ہی دنون مین مدینہ کے اطراف کے میدان اقوام عرب کے خیمون سے بھر گئے۔ اس فوج کی سالاری یزید بن ابی سفیان۔ کو دی گئی۔ فوج کو روانگی اور خیمہ اُکھاڑنے کی بے صبری ہوئی۔ اُنھون نے کہا کہ ہمارے یہان شست پڑے رہنے سے کیا فائدہ جنکو آنا تھا آچکے اب زیادہ کی اُمید نہین۔ مدینہ کے میدانون مین ہماری اور ہمارے گھوڑون کی غذا کہان ہی۔ ہمکو حکم ملے۔ اور ہم شام کے زرخیز ملک کو روانہ ہون۔

حضرت ابوبکر رضی نے اُنکی استدعا منظور کی۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر آپ نے فوج کو ملاحظہ کیا۔ آپ کا دل خوشی سے جوش مین آگیا جس وقت جوق جوق قومون کو اُن کے ہتھیارون کو چمکتے۔ اُن کے گھوڑون کے رسالے۔ اُن کے اونٹون کی قطارون کو دیکھا اور یاد کیا کہ رسول اللہ صلعم کے جھنڈے کے نیچے کتنی قلیل فوج تھی۔ اور اب کس قدر ہین۔ بارہ برس بھی نہین گذرے تھے جبکہ حضرت صلعم تنہا مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ آئے تھے اور کوئی ساتھ سوائے معدودے چند کے نہ تھا۔ اور اب آپ صلعم کے خلیفہ کی طلب پر ہزارون آدمی جمع ہو گئے۔ اور دُور دُور کی سلطنتین اسلام کی تلوار سے کانپنے لگین۔ ان سب باتون کو خیال کر کے حضرت ابوبکر رضی نے ہاتھ اُٹھایا۔ اور اُن کی کامیابی کی دعا کی۔ تب روانگی کا حکم دیا۔ خیمے اُکھاڑے گئے۔ اور اونٹون پر بار کیے گئے۔ اور عرصہ قلیل مین فوج نے پہاڑون اور درون کے ایک بڑے سلسلہ کو طے کیا۔

حضرت ابوبکر رضی ایک روز کی راہ پیدل فوج کی مشائعت مین آئے۔ سردارون نے اُتر کر اپنا اپنا گھوڑا دینا چاہا۔ آپ نے قبول نہ فرمایا اور کہا کہ تم سوار رہو۔

اگر تم اللہ کی راہ مین جاتے ہو۔ اور میری پیادہ روی پر خیال نہ کرو کہ مین ہر قدم پر جزا پاتا ہون۔ آپ کی آخری نصیحت جو یزید سالار لشکر کو کی تھی نرمی اور گرمی سے مشترک تھی آپ رضہ نے فرمایا کہ اپنے سپاہیون پر مہربانی اور لحاظ رکھنا۔ اُن کے کُل معاملات مین منصف رہنا۔ اور اُن سے مشورہ اور رائے لینا۔ دلیری سے لڑنا اور دشمن کی طرف کبھی پیٹھ نہ کرنا۔ جب فتحیاب ہو بوڑھون کو ضرر نہ پہونچانا اور لڑکون اور عورتون کی حفاظت کرنا۔ کھجور اور دوسرے پھلدار درختون کو برباد نہ کرنا۔ کھلیانون مین آگ نہ لگانا۔ اور کسی جانور کو سوائے اپنے کھانے کے لیے نہ مارنا۔ کُل دینداروں کی جو صومعہ مین رہتے ہین اعزاز کرنا۔ اور اُن کی عمارتون کو ضرر نہ پہونچانا لیکن اگر اور قسم کے کافرون سے ملو۔ جو تراشیدہ ٹوپی پہنے پھرتے ہین اور شیطانی یہودیون کے عبادت خانہ سے علاقہ رکھتے ہین۔ بیشک ان کا سر کاٹو۔ یہان تک کہ اسلام قبول کرین یا جزیہ دین۔

یزید بن ابی سفیان ان سب نصیحتون کو سُنتے ہوئے اپنی روانگی مین مصروف رہے اور مقدس خلیفہ مدینہ کو واپس گئے۔ وہ دعائین جو آپ رضہ نے فتحیابی کے لیے کی تھین قبول ہوتی نظر آئین۔ عرصۂ قلیل مین ایک رسالہ گھوڑون خچرون اور اونٹون کا لوٹ کے اسباب سے لدا ہوا مدینہ کے دروازے مین داخل ہوا۔

شام کی سرحد پر یزید بن ابی سفیان کو ایک لشکر قیصر ہرقل کا بھیجا ہوا ملا۔ اور اُس سے مقابلہ کی ٹھہری یزید نے اُسکو شکست دی اور اُس لشکر کا سردار مع بارہ سو آدمیون کے مارا گیا۔ یزید بن ابی سفیان مابعد کی بھی کئی لڑائیون مین کامیاب ہوئے کل لوٹ کے اسباب جو ان لڑائیون مین ہاتھ آئے۔ خلیفہ وقت کے پاس بطور تحفہ کے پہلے پہل شام سے بھیجے گئے۔ حضرت ابوبکر رضہ نے اس کامیابی کی خبر مکہ مین اور دوسرے اطراف مین بھیجی۔ اور کل سچے مسلمانون کو اس فتحیابی کی اقتدا کے

لیے طلب فرمایا۔
ایک دوسرا لشکر فوراً ہی سعید بن خالد کے زیر حکومت روانہ کیا گیا۔ یہ تقرری حضرت عمرؓ کے خاطر خواہ نہونے سے جنگی رائے اور خواہشون پر اہل مدینہ کو نہایت وثوق تھا۔ حضرت عایشہؓ نے اپنے والد سے کہا کہ سعید کو واپس بلا لیجیے۔ اور اُنکی جگہ عمرو ابن العاص۔ کو مقرر کیجیے یہ وہی ابن جنہون نے حضرت صلعم کی مذمت نظم کی تھی۔ اور بعد ایمان لانے کے اسلام کے بڑے بڑے اُمورات انجام دیتے رہے اور بڑے لائق سردار اور دلیرون مین شمار کیے گئے۔ اُس زمانہ مین اہل اسلام مین ایسی بے نفسی اور جہاد کا جوش تھا کہ سعید نے اس حکم کے بجا لانے مین کوئی عذر نہ کیا اور اُسی لشکر مین مثل ایک معمولی سپاہی کے رہنا قبول کیا۔
فوج کی روانگی کے وقت حضرت ابوبکرؓ نے کہ صلاح و مشورہ مین بے نظیر تھے عمرو بن العاص کو چند ضابطے انتظام سلطنت کے بتائے۔ اور اُنکو نصیحت کی کہ راستبازی سے رہنا۔ گویا کہ خدا کے سامنے موجود ہو۔ اور فنا تمھارے لیے ہی۔ اور تم کل چیزون کے لیے کہ واقع ہونگی جوابدہ ہوگے۔ دوسرون کے خانگی اُمورات مین دست اندازی نہ کرنا۔ اور اپنے آدمیون کو مذہبی تکرار سے بہ نسبت واقعات یا مسائل کے کہ ایام جہالت مین ہوے باز رکھنا۔ اور قرآن پڑھنے کی تاکید کرنا کہ اُس مین کل ضروری احکام جن کا جاننا لازم ہی درج ہین۔
اب چونکہ بہت سی فوجین شام مین جمع ہوگئین۔ اور اکثر سردار فراہم تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ہر ایک کے واسطے جُدا جُدا جنگ کے میدان تجویز کیے عمرو بن العاص کو بیت المقدس یعنے فلسطین کا علاقہ سپرد ہوا۔ ابوعبیدہؓ کے لیے حمص و شام کا علاقہ تجویز ہوا۔ یزید بن ابی سفیان کے حوالے دمشق کا علاقہ کیا گیا۔ اور شرحبیل بن حسنہ کو وہ ملک سپرد ہوا جو دریاے جاردن کے اطراف مین بیت المقدس سے پورب کو

سب لوگون کو ہدایت کی گئی کہ جہان تک ہو سکے صلاح سے کام کرین اور ایک دوسرے کو ضرورت کے وقت مدد دین۔ اور جب اکٹھے ہو جادین تو سب ابو عبیدہؓ کے زیر حکومت رہین جنکو شام (سیریا) کی حکومت عام سپرد کی گئی تھی حضرت ابو عبیدہؓ کا اعزاز حضرت ابو بکرؓ کے دل مین تھا اسلیے انھون نے خلافت کی تجویز کے وقت بھی اُنکا نام لیا تھا۔ اُنکی عمر قریب پچاس برس کے تھی اسلام کے کامون مین نہایت سرگرم لیکن لڑائی مین سہولیت فرماتے۔

ہر گاہ یہ بڑی لڑائی رومیون سے شروع کی گئی۔ ایک چھوٹی فوج عراق عرب پر حملہ کے لیے بھیجی گئی۔ یہ صوبہ جس مین کلدیہ یعنی بابلستان شامل ہے۔ یون محدود ہے۔ پورب اسکے ملک ساسانیان (اہواز) اور کردستان ہے۔ اور اسیریا (عراق عجم) اور میدیہ کے پہاڑ ہین۔ پچھم اسکے شام اور عرب کا ریگستان ہے۔ یہ ایک ملک تھا۔ جو ایران کا خراج گزار تھا۔ اس سبب سے ایک حصہ اس ملک کا کہلاتا ہے اس علاقہ مین المثنیٰ تھے۔ لیکن حضرت ابو بکر کو خالد بن ولید کی دلیری پر بہت بھروسا تھا۔ وہ اُسوقت تک ایک مختصر فوج کے ساتھ کسی باغی صوبہ مین جنوبی عربستان کے تھے جسکو انھون نے سر کیا تھا حضرت ابو بکرؓ نے اس مضمون کا خط ان کے نام پر روانہ کیا۔

اب تم عراق عرب کی طرف جاؤ۔ علاقہ حیرہ اور کوفہ کا تمھارے سپرد کیا گیا۔ بعد کامیابی ان سب جگہون کے ایلا کی طرف رخ کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اُسکو بھی سر کرنا۔ حیرہ ایک چھوٹا سا ملک بابلستان سے پچھم شام کے ریگستان کے کنارے پر ہے۔ اُسکی بنیاد کسی قحطان کی قوم عرب نے ڈالی تھی۔ اور چھ سو برس کے پہلے سے قائم تھا۔ یہ ایک عرصہ سے خاندان مندار کے شہزادون کے علاقہ مین تھا۔ جو کسرائے فارس کے باج گزار تھے۔ اور اُنکی نیابت

عراق عرب پر متصرف تھے۔
تیسرے عیسائی صدی مین اکثر یعقوبی نصرانی بسبب شدت اور بدانتظامی کے مشرق گرجون سے نکال دیے گئے تھے۔وہ سب درمیان عرب کی قوم کے حیرہ مین پناہ گزین ہوے۔اُنکی تعداد مابعد مین دوسرے حصہ کے مفرورون سے بہت بڑھ گئی۔ یہان تک کہ حضرت صلعم کی پیدائش کے تھوڑے ہی زمانے پہلے ملک حیرہ کا بادشاہ اور اُسکی کُل رعایا عیسائی ہوگئی۔
بہت کچھ تعریف اس ملک کے دارالسلطنت کی جو اس ملک کے ہمنام تھا لکھی ہے یہان دو جگہ نہایت مرصع تھین۔اور ان مین سے ایک کی خوبصورتی معمار کے ہلاکت کی باعث ہوئی۔کیونکہ بادشاہ نے یہ خیال کرکے کہ کوئی ایسی ہی عمارت دوسرے ملک مین بھی نہ بنادے معمار کو مینارے گرادیا۔خالدبن الولید نے اپنی معمولی طاقت اور کامیابی سے اس ملک پر بھی حملہ کیا۔دس ہزار آدمیون سے شہر حیرہ کا محاصرہ کیا اُسکی شہر پناہ پر دھاوا کیا۔ اور بادشاہ کو عین لڑائی مین قتل کیا۔ملک کو سر کیا۔ اور ستر ہزار اشرفیون کا سالانہ خراج مقرر کیا۔یہ پہلا خراج ہے۔جو مسلمانون نے غیر ملک سے لیا۔اور اسکو مع بادشاہ کے بیٹے کے مدینہ روانہ کیا۔
دوسرا حملہ۔خالدبن الولید کا ایلا پر ہوا۔اُسکے پارسی حاکم ہرمز کو شکست دی اور اُسکا تاج مع پانچوین حصے اسباب لوٹ کے پاس خلیفہ کے بھیجا۔وہ ٹوپی نہایت قیمتی تھی۔ چونکہ اول درجہ کے تاج سے تھی جسکو صرف سات شاہنشاہ کے نائبون سے پارس کے پہنتے تھے۔درمیان لڑائی کی غنیمتون کے ایک ہاتھی بھی تھا کہ مدینہ کو روانہ کیا گیا۔تین اور بھی فارس کے سردارون نے کئی کوششین قوی لشکرون کے ساتھ خالد بن الولید کی کامیابی رد کرنے کے لیے کین لیکن سبھون نے شکست اُٹھائی۔کل شہر یکے بعد دیگرے خالدؓ کے قبضہ مین دآئے۔کوئی چیز اُن کے ہتھیارون کو

روکنے والی نہ تھی - اپنے کامیاب جھنڈے کو دریائے فرات پر نصب کر کے اُنھون نے کسرائے فارس کو لکھا کہ اسلام قبول کرے یا جزیہ دے اور اگر دونون سے انکار کرے گا تو مین ایسے لشکر سے آپڑون گا - جو زندگی سے موت کو زیادہ عزیز رکھتے ہین -

خالد بن الولید کا بار بار اسباب غنیمت کامیابی کے بعد مدینہ کو بھیجنا - اور قیمتی ٹوپی اور شاہزادہ مقید کا ملاحظہ کرنا - اور پہلا جزیہ روانہ کرنا - اہل مدینہ کی نہایت گرمجوشی اور مسرت کا باعث ہوا - حضرت ابوبکرؓ کو خصوصاً ان کارروائیون سے زیادہ خوشی تھی کیونکہ خالد بن الولید کے انتقام کے لیے حضرت عمرؓ نے رائے دی تھی - اور صرف حضرت ابوبکرؓ کی رائے سے وہ بری رہے چونکہ برابر فتوحات خالد بن الولید کے ہاتھ پر ظہور مین آئے - اور گاڑیون پر اسباب غنیمت یکے بعد دیگرے مدینہ کے دروازے مین داخل ہوا کیا - آپؓ نے اپنی دوراندیشی پر نہایت خوشی کی اور جوش مین فرمایا کہ ایسی کوئی عورت اور بھی ہے کہ دوسرا خالد پیدا کرے -

فصل چوتھی

ملک شام کی خبرون سے لوگون کے جوش مسرت مین کمی آگئی - حضرت ابوعبیدہؓ مین - جنکو ملک شام کی عام حکومت سپرد تھی بیجا حملہ آورون کی ایسی لیہ نہ تھی کسی قدر شکست ہونے سے اُنکا دل تنگ ہو جاتا - اور اُن کو یہ سُننے سے کہ قیصر ہرقل نے ایک بہت بڑی فوج مقابلہ کے لیے فراہم کرنا شروع کی ہے نہایت اضطراب تھا - اُنکی پراگندگی اس خط سے جو حضرت ابوبکرؓ کو لکھا ظاہر تھی - حضرت ابوبکرؓ کو کہ جن کا دل خالد بن الولید کے فتوحات سے جوش مار رہا تھا - حضرت ابوعبیدہؓ کے حملہ نہ کرنے سے دلتنگی ہوئی - ہرگاہ خالد اپنی کامیابیون مین پیشرو تھے - حضرت ابوعبیدہؓ صرف حفاظت خوداختیاری مین مصروف تھے - ایسی حالت مین حضرت ابوعبیدہؓ پر حضرت ابوبکرؓ نے تاسف کیا - اور خالد کے پاس قاصد روانہ کیا کہ

وہ اپنے عراق عرب کی کارروائیون کو کسی اپنے ماتحت سردار کے سپرد کرین۔ اور خود بہت جلد شام کی حکومت عام کی طرف مدد کے لیے روانہ ہون خالد بن الولید اپنی عراق کی فوج مثنی ابن حارث کی تحت مین چھوڑکر خود پندرہ سو سوارون کے ساتھ شام کے مسلمانون کی فوج سے ملنے کو روانہ ہوئے۔ جس کی خبر عیسائی شہر بصرے کے قریب آتے ہوئے سنی۔

اس کتاب کے پڑھنے والے کو یاد ہوگا کہ یہ شہر بصرے شام کی حد پر بڑا تجارت گاہ تھا۔ جہان سالانہ عرب کے قافلے آیا کرتے تھے۔ اور حضرت صلعم نے اپنی جوانی مین بحیرا نصرانی (نسطورا راہب؟) سے یہین ملاقات کی تھی۔ یہ ایک جگہہ تھی کہ تجارت کے اسباب سے بھری ہوئی تھی۔ اور یہان غنیمت کے اسباب ہاتھ آنے کی زیادہ اُمید کیجاتی تھی۔ لیکن بڑی مضبوط دیوارون سے گھرا ہوا تھا۔ اور اُس کے رہنے والے بارہ ہزار جنگی آدمی ضرورت کے وقت لا سکتے تھے۔ شام کی زبان مین اُسکے نام ہی سے اُسکی مضبوطی معلوم ہوتی ہی جس کے معنی محفوظ برج کے ہین۔ اس شہر کے حملہ کے لیے حضرت ابوعبیدہ نے شرجیلؓ بن حسنہ کو دس ہزار سوارون کے ساتھ روانہ کیا۔ اُن کے پہونچنے پر رومنس شہر کا حاکم بلا لحاظ جگہہ کی مضبوطی اور سپاہیون کی دلیری کے خراج گزاری قبول کرتا۔ کیونکہ مسلمانون کے واقعات اور دلیری سُن کے اُس کی ہمت ٹوٹ گئی تھی۔ لیکن اس کے آدمیون نے جو نہایت قوی دل تھے لڑنے پر آمادہ کیا۔

حضرت شرجیلؓ نے جب شہر کے قریب پہونچے اللہ تعالیٰ سے کامیابی کی دعا کی۔ کہ توحید قائم ہو اور مخالفین منتشر ہون۔ اُنکی دعا دمبدم قبول ہوتی نظر آئی کیونکہ لشکر کے بعد لشکر شہر بصرے کے دروازے سے نکلے اور مسلمانون پر ہر طرف سے حملہ آور ہوئے۔ اور اُن کو منتشر کر ڈالا۔ اور بڑی خونریزی کی۔ بہت بڑی جماعت سے

گھرجانے کے باعث قریب تھا کہ شرجیلؓ واپسی کا حکم دین - کہ ایک بڑے غبار کے ظاہر ہونے سے معلوم ہوا کہ دوسرا لشکر آتا ہو -

فریقین کچھ عرصے تک متامل رہے - لیکن اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی اور خالد بن الولید کا جیل والا جھنڈا غبار مین دکھائی دیا - خالد بن الولید مع اپنے سوارون کے میدان جنگ مین غبار مین لپٹے ہوئے آپہونچے - اپنی معمولی بہادری کے ساتھ دشمنون پر حملہ کیا - اور انکو شہر کے اندر ہٹا دیا - اور اپنا جھنڈا زیر دیوار شہر نصب کیا لڑائی ختم ہونے سے شرجیلؓ نے اپنے قدیم دوست خالدؓ کے بغلگیر ہونا چاہا لیکن اُنھون نے ملامت کی کہ تم کو کیا خبط ہوا تھا کہ اتنے قلیل آدمیون سے ایسے مضبوط قلعہ پر دھاوا کیا تھا جو اسقدر اسباب جنگ اور فوج سے مہیا ہو -

شرجیلؓ نے کہا کہ مین نے یہ کام اپنی راے سے نہین کیا - بلکہ ابوعبیدہؓ کے حکم سے کیا - خالدؓ نے کہا کہ - ابوعبیدہؓ لائق آدمی ہین لیکن لڑائی کا حال بہت کم جانتے ہین - شام کی فوج نے فرق دونون سردارون مین دریافت کر لیا - خالدؓ کی سپاہ بسبب ماندگی راہ کے اور لڑائی کے سویرے کھانا کھا کر زمین پر سو رہی لیکن خالدؓ نہ سوئے بلکہ نئے دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر رات بھر شہر اور خیمہ کے گرد پھرے - اس خیال سے کہ مبادا دشمن شب خون نہ مارین - صبح ہوتے ہی اُنھون نے لشکر کو نماز کے واسطے اُٹھایا - بعضون نے وضو کیا اور بعض نے تیمم - خالدؓ بن الولید نے صبح کی نماز پڑھائی - تب ہر شخص نے ہتھیار لیا اور گھوڑے کی طرف بڑھے - کیونکہ بصری کے دروازے سے دشمن نکلتے ہوئے نظر آے - خالدؓ کی آنکھین انکو میدان جنگ مین کودتے دیکھکر چمکین اور اُنھون نے کہا کہ کفار ہمکو سفر زدہ اور تھکا ہوا سمجھتے ہین لیکن انشاء اللہ وہ گھبرا جاوینگے لڑائی کے واسطے آگے بڑھو کیونکہ اللہ کی رحمت میرے ساتھ ہی -

۹۰

جب فوج ایک دوسرے کے قریب پہونچ گئی۔ روفس سوار ہو کر آگے بڑھا اور مسلمان سردار سے اکیلے لڑائی چاہی۔ خالد مقابلہ کے لیے آگے بڑھے روفس نے بجائے سیدھا کرنے اپنے نیزے کے صلح کی گفتگو شروع کی اُس نے اظہار کیا کہ ہم دل سے مسلمان ہین۔ اور اپنے آدمیون کو خراج گزاری کی ترغیب دیتے ہین۔ اُس نے اسلام قبول کرنے کا وعدہ کیا۔ اور واپس جاکر شہر کو بشرط حفاظت جان و مال اور آزادی کے مطیع کرانے کا عہد کیا۔

خالدؓ نے شرائط قبول کیے لیکن کہا کہ ہلکے زخم لگالو۔ تاکہ اہل شہر کو آمیزش کا گمان نہ ہو۔ رونس راضی ہوا اور کچھ نشان ہتھیار سے بنا لینا چاہا۔ لیکن خالدؓ نے اپنے سخت ہاتھون سے ایسا مارا کہ اگر ضرب دھار کی جانب سے ہوتا تو دو آدھے کر دیتا۔ رونس نے کہا آہستہ سے۔ اسی کو تم جنگ زرگری کہتے ہو۔ یا تم ہم کو مار ڈالنا چاہتے ہو۔

خالدؓ نے کہا نہین۔ لیکن زخم ایسا تو ہو کہ سچا معلوم ہو۔

رونس۔ گر کر۔ چلا کر اور زخمی ہو کر خوشی سے اپنی جان لیکر اپنی فوج مین واپس آیا۔ اُس نے خالدؓ کی طاقت کی نہایت تعریف کی اور اہل شہر کو اطاعت اور صلح کا مشورہ دیا۔ لیکن اُنھون نے اُسکی بزدلی پر ملامت کی اور سرداری سے معطل کر کے اُس کو گھر مین قید کیا۔ اور اس سردار کو اپنا افسر بنایا جو رومی تائیدی فوج ہرقل کے ساتھ آیا تھا۔

یہ نیا حاکم اپنے لشکر کے آگے بڑھا۔ اور خالدؓ کو لڑائی کے واسطے آواز دی عبدالرحمان خلیفہ وقت کے بیٹے نے جو ہونہار جوان تھے خالدؓ سے دشمن کے مقابلے کے لیے اجازت چاہی۔ اُنکی التجا قبول ہوئی۔ وہ خوب ہتھیار بند ہو کر مقابلے کے واسطے سوار ہوے۔ لڑائی تھوڑی دیر رہی۔ رومی حاکم نے اُس جوان کی صورت

اُنکی گفتگو - اور ہتھیار بندی دیکھکر خوف کھایا - پہلے ہی زخم مین اُس کے ہوش جاتے رہے - اور گھوڑے کی باگ موڑی اور بھاگنا چاہا - اُس کا گھوڑا نہایت تیز تھا - وہ بھاگنے مین کامیاب ہوکر اپنے لشکر مین آپہونچا - لیکن تیز جوان (عبدالرحمن) نے اُسکا پیچھا کیا - اور دہنے بائین تلوار سے کاٹتے ہوے گھس پڑے خالد رضہ اُن کی بہادری سے خوش ہوے لیکن اس خطرناک حالت مین عام حملہ کا حکم دیا - لڑو - لڑو - بہشت ہی - بہشت ہی - یہ صدا بلند ہوئی - گھوڑے پر گھوڑا آدمی پر آدمی گرا - اس سخت لڑائی کو شہر پناہ کی دیوار کے اوپر سے اہل شہر نے دیکھا - اور شہر مین خوف پھیل گیا - عیسائی گرجون مین گھنٹیان بجنے لگین عورتون اور لڑکون کے رونے اور عابدون کے دعا کی آواز ہر گلی مین شہر کی بلند ہوئی -

مسلمان بھی لڑائی کے ساتھ دعا کرتے جاتے تھے - آخرش بصری کا لشکر بھاگا - اور شہر کے دروازے مین شکست خوردہ اور تباہ لوگ واپس گئے - ہرگاہ وہ تھکے ہوے اور خوف زدہ اپنے قلعون مین داخل ہوے قلعہ کی دیوار پر جھنڈا اُڑایا گیا - اور بادشاہ ہرقل قیصر روم کے پاس مدد کے واسطے قاصد بھیجے گئے -

رات ہو جانے سے لڑائی کا تماشا بند ہو گیا زخمیون کی کراہ عورتون اور لڑکون کی فریاد شہر بصری کی ہر گلی مین سُنی جاتی تھی - اور سنتری عرب کے خیمون کے گرد پہرا دیتے تھے -

شہر پناہ کے دروازے کے محاذی مین عبدالرحمن بھی خیمہ زن تھے رات کو شہر کی دیوار کے سایہ مین گھومتے وقت اُنھون نے ایک شخص کو نکلتے ہوے دیکھا جو لباس فاخرہ پہنے ہوے تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی معزز آدمی ہی -

عبدالرحمن نے اپنا نیزہ اُسکے سینہ کی طرف بڑھایا - لیکن اُس نے اظہار کیا کہ ہم

رومنس ہین۔ اور خالد بن الولید کے پاس جانا چاہتے ہین خالد کے خیمہ مین
داخل ہوکر اُسنے بیان کیا کہ اہل شہر نے اُس کے ساتھ بدسلوکی کی۔ اور اسکا بدلا
اُن کو ملا۔ اہل شہر نے رومنس کو اُس کے گھر مین قید کیا تھا۔ لیکن وہ گھر شہرپناہ
سے ملا ہوا تھا۔ اُس نے اپنے بیٹون اور نوکرون سے شہرپناہ مین سوراخ کرایا
جس مین سے ہوکر وہ نکل آیا اور جسکے ذریعہ سے چند مسلمان سپاہیون کو داخل کرانا
چاہا۔ کہ شہر کا دروازہ کھول سکین۔
رومنس کی التجا قبول ہوئی۔ اور عبدالرحمٰن کو اس خوفناک کارروائی کا تعلق دیا گیا
اُنھون نے ایک سو چُنے ہوے آدمیون کو اپنے ساتھ لیا اور رومنس کے ساتھ
رات ہی کو اُس دیوار کے سوراخ سے رومنس کے مکان مین داخل ہوے یہان
اُنھون نے کچھ غذا کی۔ اور اپنا لباس بدل کر قلعہ کے سپاہیون کا لباس پہنا عبدالرحمٰن
نے پچیس پچیس آدمیون کا چار گروہ بنایا۔ تین گروہون کو متفرق سمت مین روانہ کیا۔
کہ خموش چھپے رہین۔ یہان تک کہ اللہ اکبر کی آواز سُنین۔ تب اُنھون نے
رومنس سے اس حاکم کے رہنے کی جگہ دریافت کی جو اُن کے مقابلہ سے لڑائی کے
وقت بھاگا تھا۔ تب وہ اپنے پچیس ہمراہیون کے ساتھ رومنس کی رہنمائی سے
ایک کوچہ مین داخل ہوے۔ اکثر بدنصیب باشندے بصرے کے سو رہے
تھے لیکن کبھی کبھی زخمیون کی کراہ اور عورتون کے رونے کی آواز سُنی جاتی
تھی۔ محلسرا کے دروازے پر پہونچکر اُنھون نے دروازے کے محافظ کو تعجب
مین ڈالا کہ اُسنے سمجھا کہ دوست ہین اور رومی حاکم کے دروازے تک پہونچ گئے
رومنس پہلے داخل ہوا۔ اور اُس نے آواز دی کہ تمھارا دوست آیا ہی رومی حاکم
نے پوچھا کہ ایسی رات مین اس وقت کون دوست آیا ہی رومنس نے
خوشی سے جواب دیا کہ تمھارا دوست عبدالرحمٰن آیا ہی کہ تم کو جہنم واصل کرے

وہ رومی حاکم بھاگ چلا کہ عبدالرحمن نے کہا کہ دوبارہ ہم سے کہان بھاگتا ہی۔ اور ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے کر ڈالا۔ تب اُنھون نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی اُن کے ساتھیون نے بھی دروازے پر یہی صدا پکاری۔ اور دوسرے لوگ جو متفرق سمت مین تھے اُنھون نے بھی یہی پکارا اور شہر پناہ کے دروازے کھول دیے گئے۔ خالدؓ بن الولید اور شرجیلؓ کا لشکر گھس پڑا۔ اور تمام شہر مین اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی شہر کے باشندے نیند سے چونک پڑے اور دوڑے کہ اس صدا کے معنے دریافت کرین۔ لیکن اپنے دروازے ہی پر قتل کیے گئے۔ سخت خونریزی ہوئی یہان تک کہ امن کی صدا بلند ہوئی۔ تب خالدؓ بن الولید نے اسلام کے قاعدے کے موافق پناہ دی۔ بعد دور ہونے انتشار کے شہر کے باشندون نے شہر مین داخل ہونے کا حال دریافت کیا۔

خالدؓ بن الولید نے رونس کا حال ظاہر کرنے مین تامل کیا۔ لیکن اُس نے خود ہی بیان کیا کہ مین نے تم سے بدلا لیا ہی۔ اور مین نے تمکو اِس دنیا مین اور اُس جہان مین چھوڑا مین نے اُس سے انکار کیا جو صلیب پر چڑھایا گیا۔ اور جو اُس کے پوجنے والے ہین اُس سے بھی۔ مین اسلام کو از روے مذہب کے پسند کرتا ہون۔ کعبہ کو قبلہ اور مسلمانون کو بھائی مانتا ہون اور محمد صلعم کو رسول۔ اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہدان محمدا عبدہ و رسولہ اس طرح سے پہلے مذہب کو چھوڑ کر اور نئے مذہب مین مددگار اُسنے بصری کو چھوڑا اور خالدؓ نے اُسکو غنیمت کا محافظ مقرر کیا۔

فصل پانچوین

بصری کے قبضہ ہو جانے سے مسلمانون کی جرأت اور بھی بڑھ گئی اور خالد بن الولید نے دمشق کی فتحیابی کا ارادہ کیا۔ یہ مشہور اور خوبصورت جگہ کہ مشرقی اطراف کا نہایت مرجع اور بڑا شہر تھا۔ اور قدیم زمانہ مین بھی شہرت رکھتا تھا نہایت

شاداب اور زرخیز زمین مین واقع تھا۔ جس مین اشجار اور باغات بہت تھے اور دامن مین کوہ لبنان کے پہاڑون سے گھرا ہوا تھا۔ ایک دریا جس کا نام گرامی سورداہی یعنی سونے کا دریا اس میدان مین جاری ہی۔ جو نہرون اور منبھا اور چشمون کو اس شہر کے شاداب کرتا ہی۔

اس جگہہ کی تجارت سے یہان کی زرخیزی ظاہر ہوتی ہی۔ اور تجارت کا کاروبار شراب اور ریشم اور اون اور سوکھے بیر اور کشمش اور انجیر اور بے نظیر گلاب اور خوشبو چیزون مین ہوتا تھا۔ باغات خوشبو پھولون سے بھرے ہوے تھے اور دمشق کا گلاب اب بھی دنیا مین مشہور ہی۔ یہ ایک ایسا شہر تھا کہ نایاب شہرون مین شمار کیا جاتا تھا جس مین قدیم عیش کے سامان موجود تھے۔ ایک مسافر کا بیان ہی کہ یہان کے ترنج کوسون تک شہر کے گرد ہوا کو معطر کرتے ہین اور یہان انجیر کے درخت بہت بڑے مقدار کے ہوتے ہین۔ یہان انار اور نارنگی بھی بہت کثرت سے ہوتی ہین۔ اور پانی کے دھارے ہر طرف بہتے ہین۔ جہان جایئے وہان پانی کا پرشور چشمہ یا پرجوش دھارا ہی اور جس طرف جایئے وہان ایک سبزہ زار سے دوسرے سبزہ زار مین کشتی یا چھوٹے چھوٹے پل سے عبور کرنا ہوتا ہی۔

اسی شہر مین اُس ریشمی چیز کی ایجاد ہوئی جس کو دمشق کہتے ہین۔ اور وہ اسی نام سے مشہور ہی۔ اور تلوار اور تیغ یہان کی لاثانی صفت کی وجہ سے ضرب المثل ہی جب خالدؓ نے اس بڑے معرکہ کا قصد کیا تو اُنکے پاس پندرہ سو گھوڑے سوار جو عراق سے ساتھ آئے تھے موجود تھے۔ علاوہ اس کے وہ لشکر بھی تھا جو شرجبیل رضؓ کے تحت مین تھا۔ چونکہ اب خالدؓ بن ولید کو شام کے لشکرون کی حکومت نام ملی تھی اسلیے اُنھون نے ابوعبیدہؓ کو لکھا کہ آپ سینتیس ہزار آدمیون کے ساتھ دمشق کی طرف آئیے۔ چنانچہ وہ آگئے۔

اہل عرب جو ریگستان کے عادی تھے نہایت تعجب سے دمشق کی زرخیز زمین کو دیکھتے تھے دو دریا کے کنارون سے درمیان باغات اور خوشبو میدانون کے گذرے اُن کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا وہ بہشت موعود میں پہونچ گئے اور جس وقت اُنھون نے دمشق کے میدانون اور مینارون اور برجون کو دیکھا خوشی کی آواز بلند کی۔ اُس وقت قیصر ہرقل انطاکیہ مین جو شام کا دارالسلطنت تھا موجود تھا جب اُس کو عربون کی دمشق پر حملہ آوری کا حال معلوم ہوا اُس نے خالدؓ کے لشکر کو صرف معمولی لوٹ مار کرنے والون کی جماعت سمجھا۔ اور شہر کی حفاظت کا چندان خیال نہین کیا۔ کہ یہ شہر اپنی مضبوطی اور لشکر کی کثرت کے واسطے مشہور تھا۔ اُس نے اس لیے ایک افسر کو جسکا نام کیلوس تھا پانچ ہزار آدمیون کے ساتھ شہر کی مدد کے واسطے روانہ کیا راستے سے گذرنے مین کیلوس نے آدمیون کو قلعون اور برجون مین بھاگتے دیکھا۔ جب وہ بعلبک پہونچا۔ کچھ عورتین جن کے بال پریشان تھے باتین کرتی ہوئی آگے آئین۔ اُنھون نے کہا افسوس عربون نے ملک کو لے لیا اور کوئی اُنکا مقابلہ نہ کر سکا۔ عراقہ۔ سکنہ۔ تدمر۔ اور بصریٰ اُن کے قبضہ مین در آیا۔ اب دمشق کو کون بچائے گا کیلوس نے حملہ آور کے لشکر کی تعداد دریافت کی۔ وہ صرف۔ خالد بن الولید کے لشکر کی تعداد جانتے تھے۔ اور کہا کہ پندرہ سو گھوڑے سوار ہین کیلوس نے خوش ہو کر کہا کہ بہت بہتر۔ ہم چند روز مین خالد کے سر کو واپس لادین گے وہ قبل پہونچنے مسلمانون کے لشکر کے دمشق پہونچ گیا۔ اُس نے اپنی حکومت کا فخر کر کے عزرائیل کو کہ پہلا حاکم قابل سپاہی اور ہر دل عزیز تھا نکال دیا۔ آپس مین اختلاف ہونے لگا۔ اور دمشق مین مقابلے کی تیاری ہونے کے بدلے خانہ جنگی شروع ہوگئی اس اختلاف مین خالدؓ بن الولید کا لشکر تعدادی چالیس ہزار آدمیون کا میدان مین دکھائی دیا۔ اس خطرناک حالت مین اُن لوگون نے نزاع کو دور کیا۔ اور دونون

حاکم قلعہ کے لشکر کے ساتھ حملہ آورون کے مقابلے کے واسطے آمادہ ہوے۔ فریقین کے لشکر صف آرا ہوے خالدؓ بن الولید مسلمانون کے آگے بڑھے۔ اور اُن کے بھائی ضرار بن الازور اُن کی بغل مین تھے۔ یہ عمدہ عربی گھوڑے پر سوار تھے۔ اور ہاتھ مین برچھا لیے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اچھے سپاہی ہین۔ خالدؓ نے اُن کے کام کو نمایان کرنا چاہا۔ اِس لیے کچھ گھوڑے سوارون کے ساتھ دشمن کی قوت دریافت کرنے کو روانہ کیا۔ اور کہا کہ اے ضرار یہ وقت مردانگی دکھانے کا ہے اور اپنے باپ اور دوسرے شجاعان اسلام کی مثال ظاہر کرنے کا۔ حق بات مین سبقت کرنا اور اللہ تعالیٰ تمھاری مدد کرے گا۔

ضرارؓ بن الازور نے اپنا نیزہ سیدھا کیا اور اپنی تھوڑی جماعت کے ساتھ دشمنون کی بھیڑ مین گھس پڑے پہلے ہی حملہ مین چار سوارون کو گرا یا تب پیادون پر آپڑے اور چند آدمی کو اپنے ہاتھ سے مارڈالا۔ اور بہتون کو پامال کیا۔ اور دشمنون مین بڑی انتشار ڈالی۔ عیسائیون نے بہت بڑی تعداد سے رومی قواعد کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ضرارؓ نے تعداد کی زیادتی دیکھکر قاعدہ کے ساتھ واپس آنے مین عرب کی ہوشیاری ظاہر کردی۔ مسلمانون کے لشکر مین اُن کے بخیریت واپس آنے مین بڑی خوشی پیدا ہوئی۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے بھی بڑی بہادری ظاہر کی لیکن اُن کے رسالہ کے مقابلہ کو ایک پیادون کا لشکر آیا جن کے پاس بڑے بڑے بھالے تھے اور تیر اور ڈھیلون نے دور سے سوار اور گھوڑون کو زخمی کیا۔ وہ بھی حملہ اور خونریزی کر کے واپس آئے خالدؓ نے بھی اپنے دوستون کی طرح بہادری دکھانا چاہی اور دشمنون سے مقابلہ مین ہوشیار فرادا لڑائی کا آوازہ دیا۔ دونون عیسائی حکام کے درمیان حد کی کارروائی جاری تھی عزرائیل نے کیلوس کو کہا کہ تم شہر کی حفاظت کے واسطے بھیجے گئے ہو جاؤ اور لڑو۔ کیلوس کا فخر

گزرا ختم ہو چکا تھا۔ اور اُس کا قصد ایسے دشمن سے لڑنے کا نہ تھا۔ لیکن غرور کے باعث انکار بھی نہ کر سکا۔ وہ شکستہ خاطر مقابلے کو آیا اور تھوڑے ہی عرصے مین اپنے لشکر کو بھاگ چلا۔ لیکن خالدؓ اُس کے لشکر اور اُس کے درمیان مین آ گئے تب وہ ناامیدی کے ساتھ لڑا۔ اور لڑائی سخت ہوئی۔ یہان تک کہ کیلوس نے اپنی زرہ سے خون بہتا دیکھا۔ یہ دیکھکر اُس کا دل چھوٹ گیا۔ اور ضعف آگیا تب وہ صرف حملہ کو روکتا رہا خالدؓ بن الولید یہ دیکھکر اُس کے قریب پہنچ گئے اُس کا نیزہ بائین ہاتھ مین لیا۔ اور داہنے ہاتھ سے پکڑکر زین سے کھینچ لیا اور اُس کو قید کر کے اسلام کے لشکر مین لائے۔ مسلمانون نے خوشی کی صدا بلند کی۔

پھر دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر خالدؓ بن الولید نے لڑائی کی تیاری کی ضرار نے کہا اے دوست ٹھہرے رہو۔ کسی قدر آرام کر لو۔ اور اب تمھاری جگہ پر مین جاتا ہون۔ خالدؓ نے کہا اے ضرارؓ جو آج محنت کرے گا کل آرام پاویگا بہشت مین بہت آرام ملیگا۔

جب میدان جنگ مین جانے لگے کیلوس نے کہا کچھ سُن لو۔ اور رومس مترجم ہوا اُس نے کہا کہ عزرائیل حاکم سابق کے مطیع کرنے کی خوب کوشش کیجیے جسکے مرنے سے فتحیابی حاصل ہوگی۔

خالدؓ بن الولید اپنے دشمن سے بھی مشورہ لیتے تھے۔ خاصکر جب وہ خود مشورہ دے تب وہ سامنے آئے۔ اور عزرائیل کا نام لیکر مقابلے کے واسطے طلب کیا فوراً حاضر ہوا۔ خوب مرصع اور ہتھیار بند تھا۔ خالدؓ نے پوچھا کیا تمھارا نام عزرائیل ہے۔ اُسنے کہا ہمارا نام عزرائیل ہے خالدؓ نے کہا قسم اللہ کی تمھارا ہمنام تمھاری روح قبض کرنے کو کھڑا ہے۔ اُنھون نے لڑائی شروع کی۔ عزرائیل

نہایت تیز گھوڑے پر سوار تھا۔ مجبور ہو کر اُسنے عرب کے طریق پر گزرنا چاہا۔ اور باگ گھوڑے کی چھوڑ دی جس سے معلوم ہو کہ بھاگا جاتا ہے۔ اپنے دشمن سے دور اگر اور گھوڑے کو تھکا کر پھر پھرا۔ اور خالدؓ پر حملہ آور ہوا۔ خالدؓ اس مکر کو سمجھ گئے اور جب وہ نزدیک آیا گھوڑے سے آہستہ اُتر پڑے اور دشمن کے پاؤن مین ایسا مارا کہ وہ گر پڑا اور سوار کر قید کر لیا۔ خالدؓ بن الولید مین بوجہ سخت بہادری کے کافرون پر رحم نہ تھا اُنھون نے عزرائیل کی بہادری کی تعریف کی لیکن اُسکے کفر سے متنفر تھے اُنھون نے دونون کیلوس اور عزرائیل کو مقابل کیا۔ اور اسلام قبول کرنے کو کہا۔ انکار کرنے پر دونون کا سر کاٹ لیا گیا۔ اور شہر کی دیوارون پر اہل شہر کے ڈرانے کو پھینکا گیا۔

فصل چھٹی

دمشق کا محاصرہ بڑی کوشش کے ساتھ جاری رہا۔ شہر کے باشندے اپنے دونون حکام کے ضائع ہونے سے بڑی مشکل مین تھے۔ اور گھبرا گئے تھے اور قلعہ کا لشکر روز بروز کم ہوتا گیا۔ کیونکہ بڑے بڑے دلیر اس لڑائی مین مارے گئے۔ آخرش سپاہیون نے حملہ کرنا چھوڑ دیا۔ خالدؓ بن الولید مع آدھے لشکر کے پورب طرف شہر پناہ کی دیوار کے قریب آ گئے۔ ہرگاہ دوسرے آدھے لشکر کے ساتھ ابوعبیدہ پچھم کی جانب رہے۔ باشندون نے خالد کو ہزار اشرفی اور دو سو دمشق کی عبا کی لالچ دی کہ وہ اپنا محاصرہ اُٹھالیوین۔ لیکن اُنھون نے جواب دیا کہ اسلام لاؤ جزیہ دو۔ جب کہ عرب اس طرح شہر کے گرد محاصرہ کیے پڑے تھے ایک نہایت خوشی کی آواز شہر کے اندر سے سُنی گئی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ اُن کو خبر ملی ہے کہ بہت بڑا لشکر اُن کی خلاصی کے لیے آ رہا ہے فی الحقیقت محصورین نے ایک رات کو ایک شخص کو دیوار سے اُتار دیا تھا اور اپنی خطرناک حالت کی خبر قیصر ہرقل کو جو انطاکیہ مین تھا کہلا بھیجی تھی اور مدد کی التجا

کی تھی ہرقل اس مرتبہ اصلی حالت سے مطلع ہوا۔ اور ایک لاکھ آدمی وردان کے تحت مین کہ حمص کا سردار اور نہایت تجربہ کار جرنیل تھا روانہ کیا۔

خالد بن الولید دشمن کے مقابلہ کے واسطے فوراً ہی روانہ ہوے۔ کیونکہ یہ خیال ہوا کہ اتنا بڑا لشکر اکٹھا نہین آتا ہوگا۔ اور جدا جدا شکست کھائے گا لیکن بردبار ابو عبیدہ نے مشورہ دیا کہ محاصرہ جاری رہے۔ اور کوئی لائق افسر کسی قدر لشکر کے ساتھ روانہ کیا جائے کہ بڑھتے ہوے لشکر کو روکے۔ اُن کا مشورہ اختیار کیا گیا۔ اور ضرار رضی اس کام کے واسطے چُنے گئے وہ دلیر افسر کتنے ہی مختصر لشکر کے ساتھ دشمن پر حملہ آوری کے لیے آمادہ تھے۔ لیکن خالد رضی نے انکو نصیحت کی کہ ہم لوگ اسلام کے واسطے لڑتے ہین نہ یہ کہ اپنے کو ہلاکت مین ڈالین۔ اُنھون نے اس لیے ایک ہزار گھوڑے سوار چُنے کہ دشمن کے بازو کو بڑھنے سے روکین ضرار رضی کے جلد باز ساتھی بہت جلد وردان کے لشکر عظیم کے مقابل ہین آگئے۔ جو آہستہ آہستہ آتا تھا۔ وہ فقط دشمن کے ڈرانے کے لیے بھیجے گئے تھے لیکن ضرار کی بہادری نے جوش مارا۔ اور اُنھون نے قسم کھائی کہ بغیر سخت لڑائی کے ایک قدم پیچھے نہ ہٹینگے۔ اُن کی مدد مین رفیع ابن عمیرہ بھی تھے جنھون نے کہا کہ تھوڑے مسلمان کافرون کے بڑے لشکر کو شکست دینے کو کافی ہین۔ لڑائی کی آواز دی گئی۔ ضرار رضی نے مع چُنے ہوے آدمیون کے دشمن کے دستے پر حملہ کیا۔ اور تلاش مین تھے کہ افسر لشکر کو گرفتار کرین جس کو محافظین سے گھرا ہوا دیکھا۔ ایک حملہ مین اُنھون نے اُس افسر کے داہنے بازو کے آدمی کو مار ڈالا۔ اور تب نشان والے کو کئی شخص ضرار رضی کے پیروان سے جھنڈا لینے کو بڑھے۔ یہ ایک صلیب تھا کہ جواہرات سے مرصع تھا۔ اُس کے لینے کو جو بڑھتا مارا جاتا۔ آخرش مسلمانون نے کامیابی کے ساتھ اُسکو لے لیا۔ لیکن ضرار رضی کو ایک زخم وردان کے بیٹے کے نیزے کا لگا۔ اسپر اُنھون نے پھر کر اپنا نیزہ اُس جوان کے بدن پر مارا لیکن کھینچنے مین نیزے کا

لوہا ٹوٹ گیا۔ اور وہ اس طرح سے بے ہتھیار ہو گئے۔ کچھ عرصہ تک ضرارؓ نے صرف نیزے سے روکا۔ لیکن جب بہت دشمن اُنپر لپٹ پڑے تو گرفتار ہو گئے۔ مسلمان اُنکی خلاصی کے واسطے نہایت دلیری سے لڑے۔ لیکن بیکار تھا۔ کفار اُنکو میدان جنگ سے لے بھاگے مسلمانون کے پاؤن اُٹھ جاتے۔ لیکن رفیعؓ نے پکار کر کہا کہ جو بھاگے گا وہ اللہ اور اُسکے رسول سے بھاگتا ہے۔ اگرچہ تمھارا سردار تم مین نہ رہا لیکن اللہ زندہ ہے اور وہ اور تمھارے کامون کو دیکھتا ہے۔

رفیعؓ نے دشمن پر پھر بھی حملہ کیا اور اپنی جگہ پر قائم تھے۔ لیکن دو دن اُن کے خلاف تھا۔ اُنپر دس گونہ آدمی حملہ آور تھے۔ اور شاید سب مارے جاتے۔ اگر ایسے مشکل وقت مین خالدؓ اپنے اکثر لشکر کے ساتھ نہ آپہونچتے جن کے پاس ایک تیز گھوڑے سوار ضرارؓ کی گرفتاری کی خبر لیکر گیا تھا۔

اس خبر کے سنتے سے ہی خالد صلح کی گفتگو مین مصروف نہوے بلکہ دشمن کے جھنڈ مین گھس پڑے۔ جہان پر بہت جھنڈے دیکھے سمجھے کہ شاید ضرار قید مین وہین ہون لیکن جس طرف گئے اُس طرف راہ کی مگر ضرار کو نہ پایا۔ آخرش ایک قیدی نے خبر دی کہ وہ حمص بھیجے گئے۔ خالدؓ نے فوراً رفیعؓ ابن عمیرہ کو ایک سو سوارون کے ساتھ روانہ کیا۔ اُنھون نے فوراً محافظین کو پالیا۔ اُن پر حملہ کیا اور اکثر کو مار ڈالیا۔ اور بقیہ ضرارؓ کو چھوڑکر بھاگے۔

اُس وقت تک کہ رفیعؓ اور ضرارؓ اسلام کے لشکر سے آملے۔ خالدؓ نے کل وردان کے لشکر کو شکست دی۔ اس طرح ایک لاکھ آدمیون نے اپنے تیسرے حصّہ سے کم سے شکست اُٹھائی ہزارون مفروری مارے گئے اور بحساب غنیمت اور خزانہ اور ہتھیار اور اسباب اور گھوڑے فتحیاب مسلمانون کے ہاتھ آئے۔ خالدؓ معہ لشکر دمشق کے محاصرہ کو پھر واپس آئے۔

فصل ساتوین

وردان اور اُسکے قومی لشکر کی شکست کی خبر سنکر قیصر ہرقل اپنے انطاکیہ کے محل مین ملک شام کے استحفاظ کی بہ نسبت کانپ گیا۔ فوراً ہی ایک دوسرا لشکر ستر ہزار آدمی کا قائم کیا۔ اور پھر وردان کے تحت مین۔ اجنادین کی طرف واسطے خلاصی دمشق کے روانہ کیا کہ عربون پر حملہ آور ہون کہ اُن کی تعداد ان لڑائیون مین کم ہو گئی ہوگی۔

خالدؓ نے ابو عبیدہؓ سے مشورہ کیا کہ اس طوفان سے بچنے کے لیے کیا کرنا چاہیے۔ یہ رائے قرار پائی کہ دمشق کا محاصرہ اُٹھا لیا جاے اور دشمنون سے اجنادین مین مقابلہ کیا جاے۔ خالدؓ کو اپنا لشکر ناکافی معلوم ہوا اسلیے اپنے ماتحت جرنیلون کے پاس خطوط لکھے کہ فوراً چلے آوین۔ خط کا مضمون درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم منجانب خالد بن الولید بنام عمرو بن العاص۔ اے برادران اسلام ہم ستر ہزار یونانی ورومی کے مقابلے کو جاتے ہین کہ وہ اجنادین۔ مین ہین۔ تم بھی مع اپنے لشکر کے وہین آؤ۔ اور ہم کو وہان پاؤ گے۔ یہ پیغام بھجکر انھون نے اپنا خیمہ اکھاڑا اور دمشق کا محاصرہ اُٹھا کر اجنادین کو روانہ ہوے خالدؓ ابو عبیدہؓ کو آگے روانہ کرتے۔ لیکن اُنھون نے یہ کہکر کہ آپ سردار ہین یہ جگہ آپ کو زیبا ہے۔ انکار کیا۔ اور لشکر کے پیچھے جہان اسباب اور عورتین تھین رہنا قبول کیا۔

جب دمشق کے قلعہ کے لشکر نے دیکھا کہ اُن کے دشمن واپس جاتے ہین اُنھون نے زیر حکومت دونون بھائی اور رئیس پیٹر اور پال کے حملہ کیا۔ پیٹر کے ساتھ دس ہزار پیادہ تھے اور پال کے ساتھ چھ ہزار سوار پال مسلمانون کے پچھلے لشکر پر آپڑا۔ اور درمیان مین گھس کر اکثر کو مارا اور پامال کرڈالا۔ ہر گاہ

پیٹر نے اپنے پیادوں کے ساتھ خیمے اور اسباب کو لوٹا۔ اور عورتوں کو قید کر لیا۔ اور دمشق کو واپس آیا۔ جب یہ خبر خالد کو آگے ملی۔ انھوں نے ضرار رضؓ و عبدالرحمن و رفیع ابن عمیرہ کو دو دو سو سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ اور خود اصل لشکر کے ساتھ آئے ضرار اور اُنکے ساتھیوں کے آنے سے لڑائی کی حالت بدل گئی۔ پال اور اُسکے ساتھی قتل کیے ساتھ شکست دیے گئے۔ ایسا کہ چھ ہزار سواروں میں سے بہت کم دمشق کو واپس پہونچے اور پال گھوڑے سے گر کر بھاگنا چاہتا تھا کہ گرفتار ہو گیا۔ لیکن کامیاب مسلمانوں کی خوشی یہ سُنکر کہ اُن کی عورتیں دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئی ہیں جاتی رہی اور ضرار یہ سُنکر اور بھی مغموم ہوئے کہ اُن کی بہن خولہ بھی گرفتار ہو گئی ہیں۔ اس عرصے میں پیٹر اور اُس کا لشکر مع اسباب غنیمت دمشق کے واپس جانے میں درخت کے سایہ میں ٹھہر گئے۔ اور تازگی لینے لگے خولہ معہ غنیمت کے پیٹر کے حصہ میں پڑیں تقسیم کے بعد وہ لوگ اپنے اپنے خیموں میں پہونچے اور عورتوں کو اسباب کے پاس چھوڑ دیا۔

خولہ نہایت لائق اور دلیر مثل اپنے بھائی کے تھیں بجائے رونے کے اُنھوں نے اپنے ساتھیوں کو ملامت کی۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم شجاعان حرب کی بیٹی اور محمد صلعم کی اُمت ہو کر ان جنگلی بت پرستوں کی اطاعت کیوں کریں ہمکو بہت جلد مرنا چاہیئے۔ اُن کے ساتھیوں میں حمیر قوم کی اور حمیار قوم کی عورتیں بھی تھیں جو بچپن سے گھوڑے پر چڑھنے اور نیزہ لگانے کی عادی ہوتی ہیں اُن کو خولہ کے اس کلام سے جرأت ہوئی۔ اُنھوں نے کہا ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس نہ نیزہ ہے نہ تلوار۔ خولہ نے کہا ہم لوگ خیمہ کے بانس سے ہتھیار بند ہوں اور اپنی حفاظت کریں یہاں تک کہ ہلاک ہو جاویں۔ اللہ ہمکو بچاوے۔ ورنہ مر جانا بہتر ہے کہ آرام سے رہیں گے اور کوئی دھبا ہماری ملک پر نہ آوے گا۔ اُن کی تائید ایک تو ی عورت نے بھی جسکا نام

زرعہ

عفیرہ بھاگی اس امر کی غرض سے سبھون نے تعمیل کی اور خیمہ کے بانس سے ہتھیار بند ہوئین
اور قائلہ نے سب کو ایک دوسرے سے بغلگیر کرکے دائرے کی شکل مین قائم کیا
اُنھون نے کہا مضبوطی سے کھڑی رہو اور کسی کو اپنے درمیان مین مت آنے دو
اپنے حملہ آور کا وار روکو اور اُن کے سر پر مارو۔ اس درمیان مین ایک یونانی سپاہی جو
قریب آیا اُسکو قائلہ نے ایسا مارا کہ اسکا سر پھٹ گیا اور گر پڑا۔ شور ہونے سے خیمے
والے نکل پڑے اور اُنھون نے عورتون کو گھیر لیا اور اُن پر نرمی سے غالب آنا چاہا
لیکن جو شخص اُن کی ضرب کے اندر پہونچتا وہ ایذا اُٹھاتا تھا۔ کفارون نے بہت سمجھایا
لیکن عورتون نے ایک نہ سُنا۔ تب پیٹر نے اپنے سپاہیون کو تلوار لینے کا حکم
دیا۔ اور عورتون کی جماعت فوراً قتل ہوجاتی لیکن خالدؓ اور ضرارؓ کو اپنے
رسالے کی پشت پر آتے دیکھتے ہی پیٹر کے ہوش جاتے رہے اُس نے
عورتون پر حملہ کرنے سے سپاہیون کو باز رکھا۔ اور کہا ہماری بھی جو بیوا اور عورتین ہین
اور ہم تمھاری بہادری کی عزت کرتے ہین تم اپنے ملک کو جاؤ۔
اُسنے اپنے گھوڑے کو پھیرا لیکن قائلہ نے گھوڑے کا پاؤن توڑ ڈالا۔ اور اُس کو
زمین پر گرایا۔ اور ضرارؓ نے جون ہی وہ زمین پر گرا ہو نیکر ایسا بھالا مارا کہ اُٹھ نہ سکا
اور اُسکا سر کاٹ کر نیزے پر بلند کیا۔ اس پر ایک سخت لڑائی ہوئی جس مین
دشمنون کو شکست ہوئی اور اُن کا تعاقب دمشق کے دروازے تک کیا گیا۔
اور بہت غنیمت گھوڑون اور ہتھیار کی ہاتھ آئی۔
لڑائی ختم ہوجانے پر پال قیدی خالدؓ کے سامنے لایا گیا۔ اور اُسکو اُسکے
بھائی کا سر دکھایا گیا اور کہا گیا کہ تم اسلام قبول کروگے یا تمھارا بھی یہی حال
کیا جائے وہ بہت رویا اور کہا کہ اپنے بھائی کے مرنے کے بعد جینا ناگوار ہے
چنانچہ خالدؓ کے حکم سے اُسکا بھی سر کاٹا گیا۔

اب مسلمانون کا لشکر اپنے قدیم خیمہ مین جہان ابو عبیدہؓ نے مفروریون کو فراہم اور اپنے کو مورچہ بند کیا تھا واپس آیا - یہان مسلمانون نے کسی قدر آرام کیا -

فصل آٹھوین

وردان کا یہ لشکر اگرچہ ستر ہزار آدمیون کا تھا - لیکن اکثر اُن مین کے ناتجربہ کار تھے وہ اجنادین مین مقیم تھے - اور اکثر لوگ شاہی خیمہ کے مرصع ہونے کی بڑی تعریف لکھتے ہین - اور چمکیلے سپاہی اور چمکتے ہوئے ہتھیار اور تلوار اور نیزے کی بھی - ہر گاہ کفار کا لشکر اس طرح مقیم تھا - ایک روز وردان ہر طرف سے غبار اُٹھتے ہوئے دیکھکر نہایت متعجب ہوا جس مین ہتھیارون کی چمک اور باجے کی آواز معلوم ہوئی یہ وہی لشکر تھا جسکو خالدؓ نے خط لکھکر طلب کیا تھا اور سب کا ایک وقت معلوم پر پہونچنا کرامت سمجھا گیا -

مسلمانون کو پہلے دشمنون کی تعداد دیکھکر کسی قدر خوف ہوا لیکن خالدؓ نے اُن کو جرأت دی اور کہا کہ یہ آخری مرتبہ ہے کہ دشمن اس قدر جمع ہوئے ہین - اس لشکر کے شکست کھانے پر پھر کوئی لشکر نہ آوے گا - اور کل شام کا ملک ہمارا ہو جائے گا فریقین تمام رات ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے اور صبح ہوتے ہی لشکر صفون مین آراستہ ہوا خالد نے پوچھا کہ کون آدمی دشمن کے قریب جائے گا - اور اُس کی تعداد کا اصل حال لائے گا - ضرارؓ آگے بڑھکر اس کام کے واسطے آئے - خالدؓ نے کہا جاؤ - اللہ تمھارے ساتھ ہے - لیکن ہم تم کو نصیحت کرتے ہین کہ بغیر اشتعال کے وار نہ کرنا - اور اپنے کو خطرے مین نہ ڈالنا -

جب وردان نے ایک تنہا سوار کو اپنے لشکر کے پاس دیکھا - اُس نے تیس سوار جنگ اُن کی گرفتاری کو بھیجا -

ضرار اُنکے آگے سے بھاگے یہان تک کہ پیچھا کرنے مین لشکر سے بہت دور ہو گئے تب ضرار رضؓ نے منھ موڑا اور یکے بعد دیگرے سب سے مقابلہ کیا اور نیزہ چلایا یہان تک کہ اُنھون نے سترہ آدمیون کو مار ڈالا۔ اور گھوڑے سے اُتار دیا۔ اور اسیطرح اور دن کو ڈراتے بحفاظت تمام اپنے لشکر مین واپس آئے۔ خالدؓ نے ضرار رضؓ کو حکم کی نافرمانی پر ملامت کی ضرار رضؓ نے جواب دیا کہ ہم نے لڑائی نہین چاہی تھی لیکن دشمن ہم پر آ پڑے اور ہم ڈرے کہ اگر اللہ ہکو پیٹھ پھیرے دیکھے گا۔ تو ناراض ہوگا۔ اللہ نے بیشک ہماری مدد کی اور اگر آپ کا حکم نہوتا تو ہم لڑائی سے باز نہ آتے دشمن کی تعداد اور جگہ کا حال ضرار سے دریافت کرکے خالدؓ نے اپنا لشکر اس کے موافق درست کیا۔ اُنھون نے دہنے بازو کی حکومت نعمان معاذ کو دی۔ اور بائین بازو کی حکومت سعد ابن ابی وقاص۔ اور شرجبیل رضؓ کو اور وسط لشکر کو اپنے تحت مین رکھا۔ اور عمرو اور عبدالرحمن اور ضرار اور قیس اور رفیع وغیرہ مشہور لوگون کو اپنے ساتھ لیا۔ چار ہزار آدمیون کا رسالہ عورتون اور اسباب کی حفاظت کے لیے یزید بن ابی سفیان کے ساتھ کیا۔

لیکن اس لڑائی مین صرف مرد ہی آمادہ نہ تھے بلکہ عورتین بھی قائلہ اور عفیرہ سے لے حالی کی کامیابی پر خوشدل ہو کر اپنے کو ہتھیار بند کیا۔ اور لڑائی مین شریک ہونا چاہا خالدؓ نے اُنکی بہادری کی تعریف کی اور انکو دو گروہ مین تقسیم کیا۔ ایک کا سردار قائلہ کو بنایا اور دوسرے کا عفیرہ کو۔ اور کہا کہ علاوہ اس کے کہ اپنی حفاظت کرو جو تمھارے مردون مین سے منھ موڑے اور بھاگنا چاہے اُسکو مار ڈالو تاکہ تنبیہ رہے۔ آخرش خالدؓ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور سب کو دیکھتے اور جرأت دیتے اور کہتے کہ آخری وقت تک لڑنا آگے گئے لڑائی کی صدا فریقین سے بلند ہوئی

عیسائیون نے کہا مسیح اور اُس کا دین - اور مسلمانون نے کہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ -

قبل اس کے کہ لشکر کارزار مین مصروف ہو - ایک ضعیف آدمی عیسائیون مین سے آگے آیا اور خالد کے پاس آکر پوچھا کہ کیا تم ہی سردار ہو خالدؓ نے جواب دیا کہ ہان - اُس نے کہا کہ تم بلا اشتعال عیسائیون کے ملک پر حملہ کرنے کو آئے ہو دوسرون نے تمھارے پہلے جو ایسا کیا ہے - اُن کو بجائے فتح کے اِس زمین مین قبر میسر ہوئی - اس غنیم کی طرف دیکھو کہ کتنے ہین اور کس طرح آراستہ ہین تم سے بہت زیادہ ہین اور بہتر قاعدہ دان ہین کیون ان سے لڑتے ہو جس مین تمھاری شکست اور خونریزی ہو بہتر ہے صلح کے ساتھ واپس جاؤ - اگر تم ایسا کرو نگے تو ہم کو اختیار حاصل ہے تمھارے ہر سپاہی کو ایک جوڑا کپڑا ایک پگڑی اور ایک اشرفی دین اور تمھارے لیے سو جوڑے اور دس ریشمی عبا اور سو اشرفی اور تمھارے خلیفہ کے لیے ہزار اشرفی اور ایک سو عبا -

خالدؓ نے جواب دیا کہ ایک حصہ اُس چیز کا جس کو ہم پورا لینا چاہتے ہین دیتے ہو تمھارے لیے تین شرطین ہین - اسلام قبول کرو - خواہ جزیہ دو - خواہ لڑو - اس جواب سے وہ ضعیف عیسائی اپنے لشکر مین واپس گیا -

خالدؓ بن الولید کو حملہ آوری مین کسی قدر تامل تھا - انھون نے کہا ہماری تعداد سے دشمن کی تعداد دونی ہے - ہم لوگ خموش رہین - یہان تک کہ رات آجائے کیونکہ وہی وقت پیغمبر برحق کی کامیابی کا تھا - دشمنون نے اپنے ارمنی تیراندازون کو آگے کیا جس سے کئی مسلمان زخمی ہوے اور شہید ہوے - تب بھی خالدؓ نے اپنے لشکر کو جگہ سے ہلنے نہ دیا - آخرش ضرارؓ نے حملہ کی اجازت چاہی اور اپنے لشکر سے نکلکر تیزی کے ساتھ اُنپر آپڑے غنیم کانپنے لگے لیکن اُنکو بھر مدد پہونچ گئی -

اور ضرارؓ کی مدد کو بھی لشکر آیا۔ فریقین کے بہت آدمی مارے گئے۔ لیکن فتح مسلمانون کو نمایان ہوئی۔ قریب تھا کہ لڑائی عام ہو جاے۔ کہ ایک آدمی سوارون مین سے آگے بڑھا اور دریافت کیا کہ مسلمانون کا کون سردار ہی۔ خالدؓ نے یہ خیال کر کے کہ مقابلہ کو آیا ہی نیزہ سیدھا کیا۔ وہ چلایا کہ ہمپر نیزہ نہ چلائیے۔ ہم ایلچی ہین اور صلح کا پیغام لائے ہین۔

خالدؓ نے آہستہ سے اپنا گھوڑا پھیرا اور اپنا نیزہ گرا دیا اور کہا کہ کہو لیکن جھوٹ مت بولو۔ اُس نے کہا ہم سچ کہین گے لیکن سچ کہنے مین ہمارے لئے خطرہ ہی پہلے ہماری اور ہمارے خاندان کی حفاظت کا وعدہ کیجئے یہ وعدہ لیکر قاصد جس کا نام داؤد (ڈیوڈ) تھا آگے آیا اور بولا کہ وردان نے ہمکو بھیجا ہی کہ لڑائی موقوف رہے اور دلیرون کی خونریزی بند کیجائے۔ اور یہ کہ تم۔ وردان سے سویرے ملاقات کرو یہی میرا پیغام ہی لیکن اے خالدؓ اس مین کچھ فریب ہی۔ دس اچھے ہوے آدمی خوب ہتھیار بند رات کو ملاقات کی جگہ مین چھپے رہین گے۔ کہ تمکو مار ڈالین یا گرفتار کرلین۔ تب اُس نے پھرنے کی جگہ وغیرہ بیان کی۔ خالدؓ نے کہا بس کرو وردان کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہمکو ملاقات کرنا منظور ہی۔

مسلمانون کو واپسی کا حکم سنکر تعجب ہوا کیونکہ قریب تھا کہ اُن کو فتح حاصل ہو وہ جبراً میدان جنگ سے واپس آئے۔ اور ابو عبیدہؓ اور ضرار نے پوچھا کہ اس مین کیا بھید تھا۔ خالدؓ نے کل حالات اُن سے کہے اور کہا کہ مین اکیلے کل جاؤن گا اور سب کا سر لاؤنگا۔ ابو عبیدہ نے اس خطرہ مین ڈالنے سے اُنھین روکا اور کہا کہ دس آدمیون کے لیے دس آدمی ساتھ لینا چاہیئے ضرارؓ نے کہا کہ ان مکارون کی سزا کل کیون ہو آج ہی ہونا چاہیئے دس آدمی ہم کو دو ہم اُنکے مکر کو اُلٹ دیتے ہین۔ اجازت لیکر اُنھون نے دس آدمی متحمل اور دلیر چنے اور مقررہ جگہہ پر چلے

جب نزدیک پہو پہنچے - ضرار رضؓ نے اپنے ساتھیون کو ٹھہرایا اور اپنا کپڑا آتار ڈالا کہ کپڑے کی کھڑکھڑاہٹ نہ ہو اور ٹپکینا ننگی تلوار لیے اُس جگہ کو چلے۔ یہان پر اُنھون نے آدمیون کو سوتے ہوئے دیکھا کہ اپنی تلوار سر تلے رکھے سوتے ہین۔ ضرار رضؓ اپنے آدمیون کے پاس واپس آئے۔ اور ایک ایک آدمی پر ایک ایک کو تعینات کیا۔ یہان تک کہ ایک ہی وار مین سب مارے گئے تب اُنھون نے مردون کو گھسیٹ کر پھنکوا دیا۔ اور خود اُنکا لباس پہن لیا۔ اور وقت معینہ کے منتظر رہے۔

صبح ہوتے ہی دونون طرف کے لشکر صفون مین آراستہ ہوے۔ اور اپنے افسرون کی گفتگو کے منتظر رہے۔ وردان۔ ایک سفید خچر پر سوار ہوا اور مرصع کپڑے پہنے تھا۔ سونے کی زنجیر اور جواہرات لگائے۔ خالد رضؓ زرد ریشمی جبا اور سبز عمامہ باندھے تھے۔ وہ وردان کی مقرری جگہ مین گئے۔ تب فرش پر بیٹھ گئے اور صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ دونون کے کلام مختصر اور فخر آمیز تھے۔ کیونکہ ہر شخص اپنے کو دوسرے پر قابض سمجھتا تھا۔ وردان نے کہا کہ مسلمان لوٹیرے ہین اور مال کے واسطے اس زرخیز زمین پر حملہ کرتے ہین اور ہم لوگ مالدار ہین اور صلح چاہتے ہین۔ تم کو کیا چاہتے ہو۔

خالد رضؓ نے جواب دیا کہ اے کافر ہم لوگون کو غریب اور بھیک منگا سمجھتا ہی اللہ تعالے ہمکو دیتا ہی۔ تو ایک حصہ اُس چیز کا ہمکو دیتا ہی جو کل ہمارا ہی اگر تم صلح چاہتے ہو تو ہماری تین شرط ہین۔ ایمان لاؤ۔ خواہ جزیہ دو۔ خواہ لڑو۔ کیا تم اس سے انکار کرتے ہو۔ کیون ہمکو بلایا کل تمکو معلوم ہو چکا تھا۔ کیا تم یہان تنہا لڑا چاہتے ہو تو آؤ ہمارے ہتھیار اس کا فیصلہ کر دین گے۔ یہ کہکر وہ کھڑے ہو گئے وردان بھی کھڑا ہو گیا اور مدد کے منتظر رہ کر تلوار ہنوز نہ نکالی تھی کہ

خالدؓ نے اُسکا گلا پکڑلیا۔ اسپر اُسنے اپنے آدمیون کو پکارا مسلمان یونانی لباس پہنے نکل آئے۔ وردان نے کچھ عرصہ تک سمجھا کہ ہم محفوظ ہین جب وہ نزدیک پہونچے تو اُسنے اپنی غلطی دریافت کی۔ ضرارؓ کو دیکھکر ڈرا اور گڑگڑا کے رحم کرو رحم کرو۔ خالدؓ نے جواب دیا کہ اُسکے لیے رحم نہین جسکو ایمان نہین۔ تمھاری زبان پر صلح اور دل مین فساد تھا۔ تمھارا قصور تمھارے سر پر ہوگا۔ جون ہی حکم دیا کہ ضرارؓ نے فوراً سر کاٹ ڈالا۔ اور نیزہ پر بلند کرکے اُن آدمیون نے جنھون نے یونانی لباس پہنا تھا دشمن کے لشکر کی طرف پھینکا۔ جنھون نے خالد کا سر سمجھکر خوشی کی صدا بلند کی۔ جب اُنھون نے اچھی طرح دیکھا کہ وردان کا سر ہے اُن مین انتشار آگیا۔ خالدؓ نے اُن کو انتشار سے نکلنے نہ دیا بلکہ عام حملہ کا حکم دیا قیصر کے لشکر کو شکست ہوئی۔ اور اُنکے سپاہی ہر سمت سے فرار ہوے۔ کچھ۔ قیصریہ کی جانب۔ کچھ۔ دمشق کی طرف اور کچھ لوگ۔ الطاکیہ مین پہونچے بہت غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آئی۔ سونے اور چاندی کی صلیب جواہرات سے مرصع سونے کی زنجیر قیمتی گلو بند۔ زیور۔ ریشمی عبا۔ ہتھیار اور ہر قسم کے اوزار اور بہت جھنڈے لیکن خالد نے تا قبضہ دمشق تقسیم ہونے سے باز رکھا۔

اس بڑی فتحیابی کی خبر مدینہ کو خلیفہ وقت کے پاس اُن کے عزیز اور بہادر بیٹے عبدالرحمن کے ذریعہ سے روانہ کی گئی یہ خبر سُنکر حضرت ابو بکرؓ نے سجدہ کیا اور اللہ کا شکر بجالائے۔ یہ خبر تمام عرب مین شائع ہوئی۔ تمام سپاہ جمع ہوئی خاصکر مکہ کی۔ چونکہ اب فتح نمایان ہوئی اور بہت غنیمت ہاتھ آئی سب اسلام کے کام مین جانفشانی کے واسطے حاضر ہوے۔

حضرت ابو بکرؓ نے لوگون کی استدعا قبول کرنا چاہی لیکن حضرت عمرؓ سے مشورہ لینے پر اُنھون نے عذر کیا۔ آپ نے فرمایا اکثر ان مین کے وہ ہین جو اب ہماری

کامیابی پر ہم سے ملنے کے خواہشمند ہین - اور سابق مین جب ہم قلیل اور ضعیف تھے
ہم کو تباہ کرنا چاہتے تھے۔
یہ اسلام کی چندان پروا نہین کرتے بلکہ شام کے زرخیز ملک کو لوٹنا چاہتے ہین اور
دمشق کی غنیمت کا حصہ لینا چاہتے ہین - ان کو لشکر مین مت بھیجو کہ فتنہ اور فساد ڈالین گے۔
جنھون نے کام شروع کیا ہی وہی لوگ انجام کے لیے کافی ہین جنھون نے کامیابی
حاصل کی ہو اُنھین کو غنیمت سے بہرہ ور ہونا چاہیئے اس مشورہ پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
نے سائلون کی استدعا نا منظور کی - اسپر مکہ کے باشندون نے خاص کر اہل قریش نے
ابو سفیان کو سردار کر کے خلیفۂ وقت کے پاس التجا کے لیے بھیجا - اُنھون نے
کہا کہ میری التجا کیون نہین قبول کیجاتی ہی - یہ درست ہی کہ ایام جہالت مین ہمنے
اصحاب رسول اللہ صلعم کے ساتھ لڑائی کی - اس خیال سے کہ ہم راستی پر نہین تھے
اللہ تعالےٰ نے ہمپر ایمان کی روشنی پھیلائی - ہم نے اپنی غلطیون پر آگاہی پائی۔
ہم از روے اسلام کے تمھارے بھائی ہین - اور ایک خون ہین - اور اسی سبب
سے تمھارے حال کے شریک ہو کر دشمن سے لڑا چاہتے ہین ہمارے دل مین
حسد اور عداوت نہین ہونی چاہیئے - ان باتون سے خلیفۂ وقت کے دل مین رحم
آیا اُنھون نے حضرت علی رضہ اور عمر رضہ سے مشورہ لیا اور یہ بات طے پائی کہ قوم قریش کو
لشکر مین شریک ہونے کی اجازت دیجائے - ابو بکر رضہ نے اسلیئے خالد رضہ کو اُنکی کامیابی پر
مبارکبادی دی اور لکھا کہ ایک بڑا امدادی لشکر ابو سفیان کے تحت مین جاتا ہی اس
خطپر اُنھون نے رسول اللہ صلعم کی مُہر ثبت کی اور اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی معرفت روانہ کیا۔

فصل نوین

اجنادین کے مفروریون سے نے - دمشق مین شاہی لشکر کی شکست کی خبر پہنچائی

اور یہ کہ آخری مدد کی اُمید قطع ہوئی۔ شہر کے باشندون مین بڑی گھبراہٹ ہوئی۔
تاہم وہ بہادری اور مایوسی کے ساتھ استحفاظ کی کارروائی مین مصروف رہے
مفروریون نے قلعہ کے لشکر کو کئی ہزار سے مدد دی۔ نیو استحکام جلدی سے تیار
کی گئی۔ دیوارون پر انجن ڈھیلے اور پتھر پھینکنے کے لیے قائم کیے گئے
اس کام کو یہودیون نے جو اس مین ہوشیار تھے انجام دیا۔ اپنی تیاری کے
درمیان مین اُنھون نے دیکھا کہ دور کے درختون سے رسالے کے بعد رسالے
مسلمان سوارون کے چلے آتے ہین۔ ہرگاہ بڑی قطار پیدل باغی سپاہیون کی نمودار
ہوئی مسلمانون کے لشکر کا یہ انتظام تھا۔ پیشرو محافظین نو ہزار آدمیون کے ساتھ۔
عمرو بن العاص کے تحت مین تھے۔ اور دو ہزار قریشی سوار ابوسفیان کے تحت مین
آئے اور اُسی قدر آدمی شرجیلؓ کی تحت مین پہونچے۔ اور عمیر ابن ربیعہ اسیقدر آدمیون
کے ساتھ آئے۔ اور اصل لشکر حضرت ابوعبیدہؓ کے تحت مین پہونچا۔ اور آخر مین خالدؓ
کا لشکر اپنے دستور چیل والے جھنڈے کیساتھ آیا۔
خالدؓ بن الولید نے اپنے متفرق سردارون کو اب جمع کیا۔ اور اُن کو متفرق جگہ دی۔
ابوسفیان کو جنوبی دروازے کے مقابل مین قائم کیا۔ اور شرجیل سنٹ ٹامس
کے دروازے کے مقابل مین رہے۔ عمرو بن العاص بہشت کے دروازے کے
سامنے تھے۔ اور قیس ابن ہبیرہ فارادان کے دروازے کے مقابل تھے۔ اور
حضرت ابوعبیدہ جابیہ کے دروازے کے مقابل فاصلہ پر تھے۔ اور خالد نے
اپنے واسطے پورب کا دروازہ تجویز کیا تھا۔
ایک دروازہ جنوب مین تھا جس کا نام سینٹ مارک تھا۔ یہ ایسے موقع پر تھا۔
جہان سے کوئی لڑائی نہین ہوسکتی تھی۔ اس لیے اُسکا نام صلح کا دروازہ ہوا۔
ضرار کے بہ نسبت یہ تجویز ہوا کہ وہ دیوار کے گرد دو ہزار سوارون کے ساتھ

گردآوری کرین اور اُسکی حفاظت کرین کہ خیمہ پر اچانک حملہ نہ ہونے پاوے اور
شہر کے اندر کسی قسم کی مدد نہ جانے دین۔ خالدؓ نے کہا کہ اے ضرارؓ اگر تم پر حملہ
ہو۔ ہم کو فورًا خبر دینا کہ ہم تمھاری مدد کرینگے ضرارؓ نے کہا کہ اے خالدؓ تا آنے
تمھارے ہم نہ لڑین گے۔ اپنی حفاظت مین رہین گے۔ خالدؓ نے کہا کہ لڑنا لیکن
حفاظت کے ساتھ اور ہم ضرور آوین گے۔

اب مسلمانون کے پاس ایسے ہتھیار تھے کہ ویسے سابق مین نہ تھے۔ اور اب وہ
لڑائی کے واسطے اور سب لڑائیون کی بہ نسبت زیادہ تیّار تھے۔ کیونکہ غنیمت کا اسباب
اُن کے ہاتھ خوب آیا۔ لیکن تاہم وہ اپنے عرب کے سادے لباس مین تھے اور
فائقہ دار کھانے اور فاخرہ لباس مین جنکے عادی اُن کے فریق تھے مشغول نہوئے۔
حضرت ابوعبیدہؓ اپنے قدیم اونٹ کے چمڑے کے خیمہ مین سادگی کے ساتھ
آرام کرتے تھے باوجودیکہ عمدہ عمدہ خیمے عیسائی افسرون کے اُن کے ہاتھ آئے
تھے۔ پہلے حملہ مین مسلمان بہادری کے ساتھ تیر وغیرہ کے ذریعے سے ہٹا دیے گئے
اور قلعہ کے لشکر نے نکلکر حملہ کی جرأت کی لیکن بڑی خونریزی کے ساتھ ہٹا دیے گئے
محاصرہ بڑی تیزی کے ساتھ کیا گیا یہانتک کہ کسی کو اپنی دیوار سے باہر آنے
کی جرأت نہ ہوئی۔

اکثر باشندون نے اس سبب سے کہ اُمیدوار تھے کہ اور بھی عمدہ شرائط ہاتھ آوین۔
صلح قبول نہ کی۔ اسوقت دمشق مین ایک شریف یونانی جسکا نام ٹامس تھا جسکی
شادی قیصر ہرقل کی بیٹی سے ہوئی تھی موجود تھا۔
اُسکا کوئی عہدہ نہ تھا۔ لیکن شہر مین بسبب لیاقت اور دلیری کے بڑی منزلت تھی
اُس نے لوگون کو یہ کہکر جرأت دی کہ حملہ آور لوگ جنگلی ننگے بھوکے۔ اور
بے قاعدہ دان مین اپنے جوش مین بہادری سے لڑتے مین جو چند روز وحشت

اور صرف اُنکا ڈر تمام پھیل گیا ہے۔
کل باتون کو بیکار پاکر اُسنے لشکر کی سرداری خود قبول کی۔ اس غرض سے کہ وہ حملہ کرین اُنکا وعدہ قبول کیا گیا۔ اور دوسرا روز مقابلہ کے واسطے قرار پایا خالدؓ نے رات کی تیاریون کو دریافت کرلیا۔ اور اپنے آدمیون سے کہا کہ ہشیار رہنا کیونکہ یاد رہے دشمن کے حملہ کی اُمید کیجاتی ہے۔ ہم لوگ رات کو نہ سوئین مرنے کے بعد برابر نیند ہی نیند ہے۔
عیسائی غم کے ساتھ تیاری مین رہے۔ یہان تک کہ صبح ہوگئی۔ اور پادری اُس دروازے کے پاس جہان سے حملہ ہونے والا تھا انجیل اور صلیب لیے ہوے آیا۔ جب ٹامس گذرنے لگا اُسنے انجیل پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اے اللہ اے اللہ اگر ہمارا عیسائی مذہب سچا ہے تو ہمکو مدد دے۔ اور ہم کو دشمنون کے قبضہ مین مت ڈال اہل اسلام جو اپنے فوق کی حرکت کے نگران تھے دروازہ سے نکلتے ہی دشمن پر حملہ آور ہوئے۔
لیکن پتھر اور ڈھیلے سے جو انجن کے ذریعہ سے اُنپر پھینکے گئے وہ ہٹ آئے ٹامس اپنے لشکر کے ساتھ اُنکے مقابلے کو آیا۔ لیکن لڑائی سخت اور خونریز تھی ٹامس نہایت تیرانداز تھا اُس نے چن چنکر اچھے اچھے مسلمانون کو مارا۔ اور اچھے اچھے لوگ شہید ہوئے۔ اُن مین ابان ابن زید بھی تھے۔ جنکو زہرآلود تیر لگے تھے۔ اُنھون نے ہرچند اپنے زخم کو کپڑے سے باندھا۔ لیکن جب زہر نے اثر کیا اور گرنے لگے لوگ اُن کو خیمہ مین لے آئے۔ اُنھون نے حال مین ایک عورت سے جو قوم حمیار سے تھی شادی کی تھی۔ قوم حمیار کی عورتین بھی تیرانداز جانتی تھین۔
وہ عورت یہ سنکر کہ اُسکا شوہر زخمی ہوا دوڑی لیکن قبل پہونچنے اُس کے انتقال ہوچکا تھا اُسنے شوہر کو مردہ پاکر نہ غم کیا نہ رودی۔ اُس نے کہا کہ اے میرے

پیارے تم اللہ کے پاس ہو اچھے ہو۔ لیکن مین تمھارے خون کا بدلا لونگی اور تب
تم سے بہشت مین آملونگی۔ کیونکہ مین اب اپنے کو اللہ کے واسطے وقف کرتی ہون
تب وہ اپنے شوہر کی تیر و کمان کو لیکر ٹامس کی تلاش مین میدان جنگ مین گئی اپنی
جگہہ پہونچکر جہان وہ لڑرہا تھا اُس نے ایک تیر مارا کہ نشان والے کے ہاتھ مین
لگا نشان گر پڑا اور مسلمانون کے ہاتھ آیا ٹامس نے اُس نشان کا تعاقب کیا اور
اپنے آدمیون سے کہا کہ چھین لو۔ وہ ہاتھون ہاتھ شرحبیل رض تک پہونچا۔
ٹامس نے اُنپر تلوار سے حملہ کیا۔ اُنھون نے نشان کو اپنے لشکر مین پھینک دیا اور
خود اُس سے مقابلہ کرنے لگے۔ لیکن دونون برابر رہے بلکہ۔ ٹامس کسی قدر
دور رہنا چاہتا تھا کہ زوجہ ابان نے ایک تیر مارا کہ ٹامس کی آنکھ مین لگا
وہ زخم کے باعث سے گرنے لگا کہ اُسکے آدمی نشان کا تعاقب چھوڑ کر اُس کی مدد کو
دوڑے اور اُسکو شہر مین لیگئے اُسکے زخم کی اصلاح فوراً کی گئی اور وہ چاہتا تھا کہ
لڑائی مین پھر شریک ہون کہ اُسکے آدمیون نے روکا۔ اُسنے اپنی جگہہ شہر کے دروازے
پر قرار دی جہان سے وہ جنگی کارروائی دیکھ سکے اور حکم کر سکے۔
لڑائی برابر جاری رہی اور انجن کے ذریعہ سے ڈھیلے اور پتھر یہودیون نے پھینکے
جسکے باعث سے مسلمان دیوار سے دور رہے اور نزدیک نہ آسکے۔
رات آجانے سے لڑائی ملتوی رہی۔ اہل اسلام تمام دن کی لڑائی سے تھک گئے
تھے اور خودرا زمین پر سو رہے۔ ٹامس نے دیکھا کہ قلعہ کے لشکر مین کسی قدر جرأت
آگئی اُسنے بڑے حملہ کی تیاریان کین اور شہر کے ہر دروازے سے حملہ کا حکم دیا۔
صبح ہوتے ہی سب دروازے کھول دیے گئے اور ایک آواز مین سبھون سے نے
حملہ کیا۔ ایسی آہستگی سے حملہ کی تیاری کی کہ مسلمان غافل رہے۔ باجے کی آواز
لشکر مسلمان جاگے۔ اور اپنے ہتھیار کو اُٹھایا لیکن ۱۴ جانک مین اُن پر آپڑے

اور کچھ عرصہ تک لڑائی کے بدلے خونریزی رہی۔ خالدؓ یہ دیکھکر روئے اور کہا کہ اے اللہ مسلمان بندون کی مدد کر اور چار ہزار سوارون سے جہان مدد کی ضرورت دیکھی دوڑے۔ اس دروازے کے سامنے جہان سے ٹامس نے حملہ کیا سخت لڑائی ہوئی یہان شرجیلؓ تھے اور اپنی بے نظیر دلیری سے لڑے۔ ان کے قریب زوجۂ ابان بھی تھی۔ اسنے اپنے کل تیرون کو صرف کیا۔ صرف ایک تیر باقی تھا کہ ایک یونانی سپاہی نے اُسکو پکڑنا چاہا۔ لیکن اس تیر کو بھی اُسنے صرف کیا اور اُسکو مار ڈالا۔ لیکن اب بے ہتھیار ہوجانے سے گرفتار ہو گئی۔ اُس وقت شرجیلؓ اور ٹامس پھر سینہ بسینہ لڑے لیکن شرجیلؓ کی تلوار ٹامس کی ڈھال پر ٹوٹ گئی اور گرفتار ہونے کے قریب تھے کہ خالدؓ اور عبدالرحمٰن سوارون کے ساتھ آپہنچے اور ٹامس کو شہر مین واپس جانے پر مجبور کیا۔ اور شرجیل اور زوجۂ ابان کو چھڑا لیا۔

وہ لشکر جو جابیہ کے دروازے سے نکلا سب سے زیادہ تباہ ہوا تھا۔ ابو عبیدہؓ اس دروازے کے سامنے تھے جس وقت غنیم نے حملہ کیا وہ سو رہے تھے۔ اُنھون نے پہلے صبح کی نماز پڑھی۔ اور ایک چُنا ہوا مختصر رسالہ دشمن کی روک کے واسطے روانہ کیا۔ تب وہ لڑائی مین مصروف تھے۔

اُنھون نے آہستہ ایک رسالہ بھیجا کہ درمیان غنیم اور درمیان شہر کے دروازے کے حائل ہو جائے۔ یونانی مسلمانون کو آگے اور پیچھے دیکھکر نہایت منتشر ہوئے اور بہت مایوسی کے ساتھ لڑے لیکن یہ کارروائی ایسی کامیابی کی ہوئی کہ کوئی آدمی جو دروازے سے نکلا تھا واپس جانے کو نہ بچا۔ رات کو بھی ویسی ہی لڑائی رہی جیسی دن کو تھی۔ عیسائیون کو ہر جگہ شکست ہوئی اور اپنے شہر کی دیوارون مین پھر پناہ گزین ہوئے۔ اور ہزار دن مرد سے

جنگ کے میدان میں چھوڑ گئے۔ مسلمانوں نے دروازے تک پیچھا کیا۔ لیکن یہودیوں کے ڈھیلے اور پتھر دیواروں سے پھینکنے کی وجہ سے واپس آئے۔

فصل دسوین

ستر روز تک دمشق کا محاصرہ مسلمانوں نے کیا۔ اور باشندوں کو حملہ کی تاب نہ رہی اور پھر صلح کی گفتگو ہونے لگی تھامس کا سمجھانا بیکار تھا اور اُس کا یہ کہنا بھی کہ قیصر کو مدد کے واسطے لکھا ہے۔

اہل شہر کو بہت خوف ہوا اور اُنھوں نے خالدؓ سے صلح کے لیے مہلت چاہی لیکن اُنھوں نے کچھ نہ سُنا۔ اُن کی خواہش تھی کہ شہر کو تلوار کے زور سے سر کریں کہ مسلمانوں کو غنیمت ہاتھ آوے۔

اس تنگ حالت میں شہر کے باشندے حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس گئے۔ جنکو لوگ متحمل اور بردبار جانتے تھے۔ پہلے قاصد بھیجکر اُن کا استمزاج لیا۔ پھر ایک رات ایک سو آدمی جس میں پادری بھی تھے۔ خانگی طور پر جابیہ کے دروازے سے اُنکے پاس گئے۔ اُنھوں نے اس افسر کو جبّے کے خیمے میں نہایت سادہ لباس میں دیکھا اُنھوں نے باشندوں کی رائے کو اچھی طرح سُنا۔ کیونکہ اُن کی رائے یہ تھی کہ سب ایمان لاوین اور غنیمت اور جزیہ کا چندان خیال نہ تھا۔

ایک معاہدہ اِن شرائط کے ساتھ لکھا گیا کہ شہر کا قبضہ مسلمانوں کو دیدیا جاسئے اور مخالفت موقوف کیجائے۔ اور جو باشندے اگر چاہیں شہر کو بحفاظت تمام چھوڑ سکتے ہیں اور اپنا اسباب بھی لیجا سکتے ہیں۔ اور سات گرجے اُن کے واسطے چھوڑ دیے جاوین۔ یہ طے ہو کر ابو عبیدہؓ نے معاہدہ پر اس خیال سے دستخط نہیں کیا کہ عام سالار لشکر نہ تھے۔ لیکن یہ اقرار کیا کہ کل مسلمان اُسکو مانیں گے

شرائط منظور ہوئے اور ضمانت دے کر جابیہ کا دروازہ کھولا گیا - اور ابو عبیدہؓ ایک سو آدمیوں سے شہر پر قبضہ کرنے کو داخل ہوئے۔

جب یہ سب جابیہ کے دروازہ پر ہو رہا تھا ایک دوسرا امر پورب کے دروازے پر واقع ہوا۔

خالد کو عمرو کے بھائی کے مرنے سے نہایت صدمہ ہوا - اسی حالت مین ایک پادری جسکا نام یسوع تھا آیا - اور اپنے خاندان کی امان چاہی تاکہ وہ شہر مین داخل ہونے کی راہ بتادے - اس شخص کے ذریعہ سے ایک سو عرب شہر پناہ کی دیوار مین داخل ہوئے - اور پورب کے دروازے کی گلی اور کنواڑ کھول دیے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی - خالدؓ اپنے لشکر کے ساتھ دروازے مین داخل ہوئے اور سب کو قتل کیا - اور خون کا پرنالہ گلی مین بہایا - رحم کرو رحم کرو۔

خالدؓ نے کہا کافرون کے لیے رحم نہین - اور مریم کے گرجے تک خونریزی کرتے چلے گئے - یہان پر اُنھون نے متعجب ہو کر ابو عبیدہؓ اور اُنکے ساتھیون کو دیکھا کہ اُن کی تلوار میان مین ہے - اور عورتین اور لڑکے گھیرے ہوئے ہین۔

ابو عبیدہؓ نے خالد کو غضبناک دیکھا اور اُن کو نرم کرنے کے لیے دوڑے اُنھون نے کہا کہ اللہ تعالی نے یہ شہر ہم کو صلح سے دلوایا ہے بغیر خونریزی اور لڑائی کے خالدؓ نے غیظ مین آکر فرمایا ایسا نہین ہے ہم نے اسکو تلوار کے زور سے حاصل کیا - اور ہم اُن کو پناہ نہین دیتے ہین - ابو عبیدہؓ نے کہا لیکن ہم نے باشندون کو ایک عہدنامہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا ہے - خالدؓ نے کہا آپ کو کیا حق تھا - کہ بلا مرضی ہماری عہدنامہ کیا - کیا ہم افسر نہ تھے - قسم اللہ کی یہ ثابت کرنے کو ہم ہر باشندے کو قتل کرینگے۔

ابو عبیدہ نادم ہوئے کہ ہم نے غلطی کی - لیکن اُنھون نے خالدؓ کے راضی

کرنے میں بڑی کوشش کی۔ اور یہ کہا کہ ہم نے یہ سب بہ نظر بھلائی کے کیا تھا۔ اور یہ کہ جو عہدنامہ ہم نے کیا ہی وہ قبول کیا جائے۔ اور یہ سب مسلمان جو حاضر ہین ان کی رائے سے کیا گیا ہی۔

اکثر مسلمان افسرون نے ابو عبیدہؓ کی تائید کی۔ اور خالدؓ کا بچھا کیا کہ عہد نامہ کو منظور کرین۔ جبتک خالدؓ کو تامل تھا کہ انکی فوج کو بے صبری ہوئی اور انھون نے قتل پھر شروع کر دیا۔ ابو عبیدہؓ یہ دیکھ کر بے قرار ہوئے۔ اور کہا قسم اللہ کی میری باتین کچھ وزن نہین کیجاتی ہین اور میرا عہد نامہ جوتے کے نیچے ڈالا جاتا ہی۔ اپنے گھوڑے کو مہمیز دیکر قاتلون کے پاس پہونچے۔ اور انکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیکر کہا کہ جب تک ہمارے اور خالدؓ کے درمیان مین کوئی امر طے نہ پاوے قتل ملتوی رکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا اثر ہوا اور سپاہیون نے قتل موقوف کیا۔ اور دونون سردار مریم کے گرجے مین داخل ہوے۔

یہان خالدؓ اور ابو عبیدہؓ سے بحث رہی۔ اور خالدؓ صلح کے خلاف رہے جب اُنسے کہا گیا۔ کہ یہ امر مصلحت کے خلاف ہی۔ کیونکہ ابھی بہت شہر فتح کرنے کو اس اطراف مین باقی ہین۔ اپنے ماتحت افسر کی بات نہ رکھنے سے مسلمانون کی بے اعتباری اور شہر والون کو ہو جائے گی اور اسی شہر دمشق کی نظیر دینگے اور اخیر وقت تک لڑنے کو آمادہ ہو جائین گے۔ اور معاہدہ کے قریب نہ جاینگے۔

بڑی مشکل سے ابو عبیدہؓ نے خالدؓ کو راضی کیا۔ کہ کل امر خلیفۂ وقت کے پاس تصفیہ کے لیے بھیجا جائے۔ ہر شرط پر اُن کو اعتراض تھا۔ اکثر لوگون نے شہر مین رہنا قبول کیا۔ لیکن کچھ لوگون نے ٹامس کا ساتھ انطاکیہ تک دینا چاہا ٹامس نے مسلمانون کے ملک سے گذرنے کے واسطے پاسپورٹ چاہا۔ بڑی مشکل سے خالدؓ نے تین روز کی مہلت دی کہ اتنے عرصے تک اُن کا تعاقب نہ کیا جائے۔

اس شرط پر کہ وہ اپنے ساتھ سوائے کھانے کے کچھ نہ لیجادین۔
یہان پر ابو عبیدہؓ نے کہا کہ ہمنے شرط کی ہے کہ وہ اپنے اسباب کے ساتھ جادین تب اُنھون نے کہا کہ بے ہتھیار جادین۔ پھر ابو عبیدہؓ نے روکا۔ اور خالدؓ آخرش راضی ہوئے۔ کہ اتنے ہتھیار لیجادین کہ اپنے کو ڈاکوؤن سے بچا سکین۔ جس کے پاس تیر ہو اُس کو بھالے کی ضرورت نہین ٹامس اور ہربس نے کہ اس قافلہ کے رہنما تھے اپنا خیمہ چراگاہ مین شہر کے قریب نصب کیا۔ جہان پر سب جلا وطن ہونے والے جمع تھے۔ سب چیزون مین قیصر ہرقل کی ایک عبا تھی کہ نہایت قیمتی تھی۔ سب نے جمع ہو کر اپنی راہ اختیار کی۔
جن لوگون نے بسبب غرور یا بہادری یا اختلاف مذہب کے جلا وطنی اختیار کی وہ لوگ بڑے عالی خاندان اور آسائش کے پلے ہوئے تھے۔ اور محلون کے رہنے والے تھے۔ انھین مین سے ٹامس کی زوجہ قیصر ہرقل کی بیٹی بھی تھی۔
اُنکی طرف دیکھنے سے افسوس آتا تھا کہ بوڑھے آدمی اور روتی ہوئی عورتین اور مایوس لڑکے یون اپنے گھر سے نکلے جاتے ہین اور جنگلون اور میدان اور پہاڑ کو طے کر رہے ہین اکثرون نے پھر پھر کر مینارون اور برجون اور محلون اور شہر کے باغون کو دیکھا کہ ایک دن اُن مین کس عزت سے اور آسائش کے ساتھ بسر کرتے تھے اور بعض روتے تھے اور سینہ پیٹتے تھے۔
اس طرح سے سخت محاصرہ دمشق کا جس کو ایک نامی شاعر والٹر سے بہ اعتبار مضبوطی اور چھوٹی چھوٹی لڑائی اور فرادالڑائی کے ٹرائی کے محاصرہ سے تشبیہ دی ہے ختم ہوئی۔
جب سے مسلمانون نے پہلا خیمہ نصب کیا تھا اور تاریخ کامیابی تک ایک برس سے زیادہ گذر گیا۔

فصل گیارھوین

ضرار کو ناگوار تھا کہ اسقدر غنیمت ہاتھ سے نکل جائے خالدؓ کو بھی اسکا خیال ہوتا لیکن اُنکے دل مین یہ بات تھی کہ سب اسباب دشمن سے واپس لینگے اسلیے اُنھون نے اپنے آدمیون کو آرام اور تازگی لینے کیواسطے فرمایا - اور مستعد رہے کہ تین روز گذر جانے پر پھر اُنکا تعاقب کرینگے کسی قدر اختلاف جو غلہ کی بہ نسبت حضرت ابو عبیدہؓ سے ہوا - وہ کہتے تھے کہ غلہ شہر والون کا ہی خالدؓ کو اُس کے تصفیہ مین ایک روز کا اور بھی وقفہ ہوا اور خالدؓ تعاقب کے قصد سے گذر چکے تھے کہ ایک شخص رہنما ہونے کو آگے آیا اور کہنے لگا کہ ہم نہایت مختصر پہاڑون کی راہ سے لیچلین گے - اس رہنما کا عجیب قصہ ہی - وقت محاصرہ کے ضرار دو ہزار آدمیون سے گرد شہر کے گرداوری کررہے تھے - جب یہ لوگ ایک رات قریب دیوار کے گھومتے تھے کہ اُنھون نے دور سے گھوڑے کا ہنہنانا سُنا اور چارون طرف دیوار کے دیکھا - قازان کے دروازے سے ایک سوار کو آتے دیکھا - وہ ایک غار مین چھپ رہے - اور جب نزدیک آیا اُس کو گرفتار کر لیا - یہ نوجوان شامی تھا - اور بہت عمدہ اور فاخرہ لباس پہنے تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ معزز آدمی ہی جون ہی اُنھون نے اسکو گرفتار کیا - ایک دوسرا سوار اُسی دروازے سے آتے دیکھا جس نے اُس قیدی کو آہستہ یونس کے نام سے پکارا - اُنھون نے یونس سے کہا کہ اپنے ساتھی کو بلاؤ - اسپر اُسنے کچھ یونانی زبان مین کہا اور وہ سوار دروازے مین واپس گیا - عربون نے یونانی زبان نہ سمجھکر یہ سمجھا کہ قیدی نے اسکو آنے سے باز رکھا - عرب یونس کو وہین مار ڈالتے لیکن اور خیال سے اُس کو خالدؓ کے پاس لائے - اُس نوجوان نے کہا کہ مین دمشق کے عالی خاندانون سے ہون اور میری نسبت ایک خوبصورت عورت سے جسکا نام

یوڈو کیشا ہی ہوئی تھی لیکن اُس کے والدین نے کسی لالچ سے میری نسبت کو قطع کیا اسلیے ہم لوگوں نے خفیہ مشورہ کیا کہ دمشق سے نکلجادین اور محافظ کو ایک اشرفی دی کہ رات کو میرا انتظار رہے۔ وہ عورت مرد کے لباس مین اور دو آدمیون کے ساتھ پیچھے آتی تھی لیکن میرا جواب تھا کہ چڑیا پکڑ گئی۔ اُسپر وہ واپس گئی۔

خالدؓ نے کہا کہ تمھارے لیے یہ شرط ہے کہ ایمان لاؤ۔ اور نہین تو تمھارا سر کاٹا جائے گا اور دمشق ہمارے قبضے مین آنے سے تمھاری منسوبہ تم کو ملیگی۔ اُسنے فوراً اسلام قبول کیا اور دمشق کے قبضے کے لیے خوب لڑا۔

جب دمشق قبضے مین آگیا۔ اُسنے یوڈوکیشا کا مکان تلاش کیا اور اُسکی محبت کا فسانہ سُنا۔ اُسنے یہ سمجھکر کہ۔ یونس عربون کے ہاتھ سے ایمان کے لیے مارا گیا۔ دنیا کو چھوڑکر معبد مین رہنا قبول کیا بڑے جوش کے ساتھ یونس معبد کی طرف گیا لیکن جب اُس عورت نے دیکھا کہ یونس نے اپنا مذہب بدل دیا اُس نے نفرت کی اور واپس گئی۔ اور اُسکو پھر دیکھنا نہین چاہا۔ اُس نے بھی ٹامس اور ہربس کے ساتھ جلاوطنی اختیار کی یونس نے خالدؓ سے کہا کہ وہ عورت دلوا دیجائے لیکن خالدؓ نے معاہدہ کی حالت بیان کی۔

جب یونس کو معلوم ہوا کہ خالدؓ کا ارادہ تعاقب کا ہے لیکن زیادہ وقفہ ہونے سے متامل ہین۔ اُس نے وعدہ کیا کہ ہم مخفی مختصر پہاڑون کی راہ سے لے چلین گے اور یقینی جلاوطنون کو پالین گے۔ اُسکا وعدہ قبول کیا گیا۔

چوتھے روز اس روز سے کہ جلاوطن روانہ ہوئے تھے۔ خالدؓ نے چار ہزار سوارون سے تعاقب شروع کیا۔ جو یونانیون کے لباس مین یونس کے مشورے سے تھے کچھ عرصہ تک جلاوطنون کے گھوڑے وغیرہ کے پانون کے نشان سے پتہ لگاتے چلے آئے۔ آخرش کوہ لبنان کے پہاڑون کے قریب وہ نشان گم ہو گیا۔

سلطان

مسلمان سراسیمہ ہوئے۔ لیکن یونس نے کہا ان پہاڑون مین وہ راہ بھولے ہونگے اور ہم سے اب دو شب بچ سکین گے۔ مسلمان برابر چلتے رہے صرف نماز کے وقت ٹھہر جاتے۔ اب یہ لوگ بلندی پر پہاڑون کی چوٹی کے چڑھ گئے اور ناہموار چٹانون کی تکلیف اٹھانے لگے۔ گھوڑے کی نعلون سے آگ نکلنے لگی۔ انکے نعل نکال دیئے گئے۔ بعض گھوڑے چٹانون کی ٹھوکر سے لنگڑے ہوگئے۔ سوار اتر پڑے اور پیدل چلنے لگے۔ اُن کے کپڑے جھاڑیون مین پھنس کر پھٹنے لگے۔ اب شکایت ہونے لگی۔ ایسی مشکل ان کو کہین پیش نہ آئی تھی۔ اُن لوگون نے آرام کرنے کے لیے اور گھوڑون کے آرام پر اصرار کیا۔ بلکہ خالدؓ بھی یونس پر ناراض ہوئے۔ کہ کس تکلیف مین ڈالا۔

یونس نے کہا کہ آگے آیئے۔ تازے پاؤن کے نشان دکھلائے اور گھوڑون کے سُم کی علامت بھی بتائی۔ کئی گھنٹون کی آسائش کے بعد انھون نے پھر تعاقب شروع کر دیا۔ مقام جبلہ اور لاودیشیا کے سامنے سے گذرنے مین اُن کو ایک دہقانی سے معلوم ہوا کہ قیصر ہرقل نے جلاوطنون کو انطاکیہ مین آنے سے باز رکھا ہے کہ شاید وہان کے باشندون مین انتشار نہ آجاوے۔ اور کنارے کنارے ہو کر قسطنطنیہ جانے کو کہلا بھیجا اس سے تعاقب کرنے والون کو اور بھی موقع اُن تک پہونچنے کا ملا۔ لیکن خالدؓ کو معلوم ہوا کہ ایک اور لشکر اُن کے مقابلے کے واسطے تیار کیا جاتا ہے اور اُنکے درمیان مین صرف ایک پہاڑ حد فاصل ہے۔ اِن کو خوف ہوا کہ مبادا یہ لشکر پیچھے مین دمشق پر نہ آپڑے یا پیچھے پر نہ آجائے اور ایک پریشان خواب بھی دیکھا تھا لیکن عبدالرحمن نے بہت عمدہ تعبیر کی۔ اور تعاقب جاری رہا۔ ایک طوفان رات کو آیا اور پانی برسا اور آدمی اور جانور پریشان ہوگئے لیکن تب بھی یہ لوگ نہ ٹھہرے۔ اور آگے بڑھتے گئے یہان سے

مغروری قریب تھے۔ اور قصد ایسا تھا کہ اُن کو غارت کیجیے اور واپس آئیے۔ صبح ہو گئی۔ ابر صاف ہوا اور آفتاب چمکا۔ بہرکیف وہ آگے بڑھے یہاں سے ایک سبزہ زار پھولوں سے معمور نظر آیا۔ اور اُس میں چشمہ دکھائی دیا۔ اس چشمہ کے کنارے پر جلا وطنوں کا قافلہ تھا۔ رات کے طوفان سے تھک کر آرام لے رہے تھے۔
بعض لوگ گھاس پر سوئے تھے بعض کھا رہے تھے۔ چراگاہ چراگاہ دھیلی ہوئے بھیگے کپڑوں سے رنگین تھی۔ تھکے ہوئے۔ مسلمان پہاڑ کی تکلیف سے تنگ آ گئے تھے۔ ان تازگیوں کو دیکھکر خوش ہوئے۔ لیکن خالدؓ قافلہ کی تلاش میں تھے۔ اور وہ نومسلم (ریوس) اپنی منسوبہ کی جستجو میں تھا۔ اور اُن عورتوں کی طرف دیکھتا تھا جو خیمہ کے کنارے پر پڑی تھیں۔ خالدؓ نے ہوشیاری سے قافلہ کو دیکھکر اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک کی حکومت ضرار کو دی دوسرے کی۔ رفیع ابن عمیرہ کو اور تیسرے کی عبدالرحمٰن کو اور چوتھے کے خود حاکم ہوئے۔ اور انھوں نے حکم دیا کہ ہر حصے کو یکے بعد دیگرے آنا چاہیئے کہ دشمن کو تعداد کا اصل حال معلوم نہ ہو۔
نماز پڑھکر خالدؓ نے اپنے لشکر کو حکم دیا۔ عیسائی اپنے آرام سے چونکے جب دیکھا کہ ایک قافلہ اُنکی طرف پہاڑ سے آتا ہے۔ اُن کو یونانی لباس سے کچھ دھوکا ہوا۔
لیکن فوراً ہی اصلیت دریافت کر لی تھامس نے پانچ ہزار آدمیوں کو جمع کر لیا اور جو ہتھیار اُنکے پاس تھے اُن سے لڑنے کو آمادہ ہو گیا۔ دوسرا حصہ جلد آتے ہوئے دیکھا پھر تیسرا حصہ۔ تب سخت لڑائی ہوئی تھامس۔ اور خالدؓ سینہ بسینہ لڑے۔ لیکن۔ تھامس گرا اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے اُسکا سر کاٹ لیا اور صلیب کے نیزے پر بلند کر کے عیسائیوں کو دکھلایا۔
رفیع بن عمیرہ عورتوں کی جماعت کی طرف گئے۔ کہ اُن کو گرفتار کریں لیکن

وہ دلیری سے مقابلہ کرنے لگیں۔ اور تیر اور ڈھیلے اپنے دشمن کی طرف پھینکے اُن میں ایک نہایت خوبصورت عورت عمدہ کپڑا اور زیور پہنے تھی۔ یہ قیصر ہرقل کی مشہور بیٹی تھی۔ اور ٹامس کی زوجہ تھی رفیع نے اُس کی گرفتاری میں کوشش کی لیکن اُسنے ایک پتھر پھینکا کہ گھوڑے کے سر میں لگا۔ اور وہ مر گیا۔
عربی سوار نے تلوار نکالی اور اُسکو مار ڈالتا لیکن وہ چلائی کہ رحم کرو۔ اسلیئے وہ گرفتار کرلیگئی اور ایک معتمد شخص کے سپرد کی گئی۔
اس کارزار کے درمیان میں یونس اپنی منسوبہ کی تلاش میں دوڑا۔ وہ پہلے یونس کو کافر سمجھتی تھی اب اُس سے خوف کرنے لگی کہ یہی شخص تباہی لانے والا ہے کل کوششیں اسکی کہ اسکی خطا معاف کیجائے بیکار تھیں۔ اُس نے قسم کھائی کہ قسطنطنیہ جاکر کسی معبد میں رہینگے یونس نے التجا بیکار دیکھ کر اُسکو گرفتار کرلیا۔ اُسنے زیادہ انکار نہ کیا۔ اور گھاس پر خموش بیٹھ رہی اور موقع وقت کی منتظر رہی۔ ایک تلوار نکالکر اپنے سینہ پر ماری اور مرگئی۔ ہرگاہ یہ ہورہا تھا کہ خالدؓ کو ہربس کی تلاش تھی۔ ایک جماعت میں وہ بھی تھا اور پیچھے سے آکر خالدؓ کو ایک ایسی تلوار ماری کہ اُن کا خود ٹوٹ گیا۔ اور اگر پگڑی سر پر نہ ہوتی تو خالدؓ کا سر پھٹ جاتا۔ ہربس کے ہاتھ سے تلوار اُس ضرب میں گر پڑی۔ اور خالدؓ کے پیروان نے اُسکو ٹکڑے کر ڈالا عیسائیوں کی لڑائی ختم ہوگئی۔
سب مارے گئے یا قید ہوئے سوائے ایک شخص کے کہ اس قتل عام کی خبر قسطنطنیہ لے گیا۔ یونس اپنی منسوبہ کے مرنے پر زار زار روتا تھا۔ لیکن مسلمانوں نے اُسکی تشفی کی کہ اللہ تعالیٰ نے مقدر میں یہی لکھا تھا۔ اور رفیع ابن عمیرہ نے اُس شاہزادی کو بدلے میں دینے کے لیے فرمایا اور خالدؓ نے اس شرط پر کہ قیصر زر خلصی دے کر اُسکو نہ منگوائے منظور کیا۔

اب وقت تعاقب کرنے کا موقع نہ تھا۔ ڈیڑھ سو میل اس تعاقب مین دشمن کے ملک کو طے کیا تھا۔ اور خوف تھا کہ دشمن پیچھے پر آکر ٹکڑے ٹکڑے نہ کر ڈالے۔ سوار ہو۔ اور چلو یہی کلام تھا۔ غنیمت خچرون پر بار کیا گیا۔ اور قیدی محفوظ کیے گئے۔ اور سب دمشق کو روانہ ہوئے۔

جب راستے ہی مین تھے کہ ایک غبار دیکھکر ڈرے جس مین کچھ صلیب نظر آئے انھون نے مقابلے کی تیاری کی لیکن صلح کا پیغام معلوم ہوا۔ ایک بوڑھا پادری کئی مصاحبون کے ساتھ خالدؓ کے پاس قیصر کی طرف سے اُس کی بیٹی کی رہائی کے لیے آیا۔ مسلمانون نے اُسکو بلا زر مخلصانہ کے رہا کیا۔ اور کہا کہ اس کے بدلے ہم اسی کو گرفتار کرین گے۔ ہم یہ لڑائی موقوف نہ کرین گے۔ جب تک ہم اُس کا ملک نہ لے لین گے۔

اُس نو مسلم یونس کو اُس کے بدلے مین بہت اشرفی دیگئی کہ قیدیون مین سے جس عورت کو پسند کرے خرید لے۔ لیکن اب اُسنے دنیاوی نعمتون سے منھ موڑا اور اسکا منتظر رہا کہ اس کے بدلے اُسکو بہشت کی نعمتین ملین گی۔

اور اسلام کے کامون مین بڑی جانفشانی کی۔ یہان تک کہ یرموک کی لڑائی مین اُسکے سینے مین تیر لگا۔ اور شہید ہو گیا۔ عیسائیون کی تواریخ مین اس نو مسلم کا حال اسی قدر لکھا ہے۔ لیکن واقدی رحمہ اللہ قاضی بغداد اور بھی لکھتے ہین کہ اُس کے مرنے کے بعد رفیع ابن عمیرہ نے اُسکو خواب مین دیکھا کہ یونس ایک نہایت عمدہ کپڑا پہنے ایک چمن مین ٹہلتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے ستر حورین بہشت مین خدمت کو دی ہین جو آفتاب اور ماہتاب سے بھی زیادہ روشن ہین۔ رفیع نے اس خواب کو خالدؓ سے کہا۔ اُنھون نے فرمایا کہ اسلام کی شہادت مین یہی فائدہ ہے۔ زہے نصیب اُس کے جس کو یہ دولت ملے

خالدؓ مع اپنے لشکر کے کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔ اور اپنے ساتھیوں سے ملے جنھوں نے نہایت خوشی کی اور اُنکے جانے پر اندیشناک تھے اُنھوں نے اب غنیمت تقسیم کی۔ غنیمت کے چار حصے سپاہیوں اور افسروں مین تقسیم ہوئے۔ پانچوان حصہ بیت المال کے واسطے رکھا گیا اور خلیفہ وقت کے پاس بھیجا گیا۔ اور خط بھی لکھا جس مین دمشق کے قبضے مین ہوجانے کا حال درج تھا۔ اُس مین جو اختلاف ابوعبیدہؓ سے ہوا وہ بھی اور جلا وطنون کا تعاقب کرنا۔ اور غنیمت ہاتھ آنا۔ یہ سب لکھا تھا۔

یہ بھی مقدر تھا کہ اس کامیابی کی خبر خلیفہ وقت اپنے کانون سے نہ سُنین۔ کیونکہ جس روز دمشق فتح ہوا اُسی روز حضرت ابوبکرؓ نے انتقال فرمایا۔ مورخین آپ کے انتقال کے سبب مین اختلاف کرتے ہین۔ ابوالفدا کا قیاس ہی کہ آپ کے کھانے مین ایک یہودی نے زہر دیا۔ لیکن آپ کی بیٹی حضرت عائشہؓ کا قول زیادہ معتبر ہی۔ جن کا بیان ہی کہ آپ نے ایک سرد روز مین غسل کیا جس سے بخار ہوگیا۔ جب آپ بیمار ہوئے آپ نے اپنی جگہ حضرت عمر بن الخطابؓ کو کام کے لیے فرمایا۔ کہ خلافت کے اُمورات کو انجام دین۔

آپ نے یہ سمجھکر کہ موت قریب پہونچی اپنے کاتب حضرت عثمانؓ کو بُلایا۔ اور چیدہ مسلمانون کے مقابل مین ذیل کا مضمون فرمایا۔

مین۔ ابوبکر ابن قحافہ مرنے کے قریب ہونے سے اور ایسے وقت مین کہ کافر ایمان لاتے اور مشکک یقین پر آتے۔ اور جھوٹے سچے ہوگئے کل مسلمانون کے سامنے یہ اظہار کرتا ہون۔ بلا جبر۔ اپنے دل سے کہ مین اپنا جانشین نامزد کرتا ہون۔ یہ کہکر آپ کو غش آگیا۔ اور خوش ہوگئے۔ حضرت عثمانؓ نے جو آپکے ارادون سے واقف تھے عمر بن الخطابؓ کا نام لکھا جب آپ کو ہوش آیا اور دیکھا کہ عثمانؓ نے

کیا لکھا ہے آپ نے فرمایا تمھاری دوراندیشی پر آفرین ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے۔
تب آپ نے فرمایا کہ عمرؓ کا کہنا سننا۔ اور اطاعت کرنا کیونکہ جہاں تک میں جانتا ہوں وہ بجائے خود عقیل ہیں۔ وہ جو کرتے ہیں اُسکے سزاوار ہیں۔ وہ انصاف کے ساتھ حکومت کرینگے اور اللہ جو سب جانتا ہے جزا دے گا۔ ہم بہتری چاہتے ہیں ظاہر کو دیکھتے ہیں دل کا حال اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ بس رخصت۔ راست بازی سے کام کرو اور اللہ کی رحمت تم پر ہو۔ آپ نے اس وصیت نامہ پر مُہر چپکائی۔ اور اس کی نقل سب حکام کے پاس بھیجنے کے لیے کہا۔
تب آپ نے حضرت عمرؓ کو بُلوایا اور کہا کہ تم جانشین نامزد کیے گئے۔ حضرت عمرؓ شدید اور سادے آدمی تھے اور کسی عہدے یا مرتبے کے خواستگار نہ تھے۔ آپنے فرمایا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلعم ہم کو اس بوجھ سے معاف رکھیے۔ ہمکو خلافت کی ضرورت نہیں حضرت ابو بکرؓ نے کہا لیکن خلافت کو تمھاری ضرورت ہے۔ تمھارا قبول کرنا اس عہدے کو اس وقت بنظر رفاہ عام اور اُن کی شفقت کے ہے کیونکہ ہم تم کو اُسکے لائق سمجھتے ہیں۔ اور آپ نے حضرت عمرؓ سے قبول کرایا۔ اور اُن کے جانے کے بعد اُنکی کامیابی کے لیے اور اسلام کی سلطنت کے استحکام کے لیے بہت دعا کی یہ سب خلافت کا انتظام فرما کر آپ نے حضرت عائشہؓ کے آغوش میں انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔
اُس وقت سن شریف آپ کا ترسٹھ برس کا ہوچکا تھا۔ اور چونسٹھواں سال تھا۔ آپ نے خلافت دو برس تین مہینے نو روز فرمائی۔ جس وقت آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کے والدین زندہ تھے۔ آپ کے والد کا سن ستانوے برس کا تھا۔ جب آپ کے والد نے انتقال کا حال سنا اُنھوں نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے دیا اور لیا۔ لیکن اُنکا بھی انتقال اُسی زمانے میں ہوا۔

حضرت ابوبکرؓ کی چار بیبیاں تھین آخری بی بی حضرت جعفر طیار کی منکوحہ تھین۔ جو موتہ مین شہید ہوے۔ اُن سے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام محمد بن ابی بکر تھا۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے تھے کہ عورتین بُرائی کی جڑ ہین لیکن سب سے زیادہ خرابی یہ ہے کہ اُنکی ضرورت ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے انتقال سے عامۂ خلائق کو نہایت افسوس اور صدمہ ہوا اور واقعی آپ اس افسوس کے سزاوار تھے کیونکہ آپ نہایت ہی عمدہ حاکم تھے منصف مزاج متحمل۔ اور سادہ دل اور اپنے نفع سے بیغرض تھے۔ آپ کی خلافت کا زمانہ اتنا قلیل تھا کہ سلطنت اسلام کی وسعت خوب نہو سکی۔ لیکن آپکی لیاقت اور سرگرمی رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد باغیون کے سرکرنے سے ظاہر ہو گئی آپنے اپنے پیچھے ایسا نام چھوڑا کہ ضرب المثل تھا اور حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ اُنکے جانشین کو اُن کے قدم بقدم ہونا دشوار ہے۔

باب چوتھا

فصل پہلی

حضرت عمرؓ کے نامزد ہونے مین حضرت عایشہؓ نے تائید کی اور حضرت علیؓ بھی رضامند تھے جس روز حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہوا اُسی روز عمر بن الخطابؓ منتخب کیے گئے۔ خلیفۂ جدید کی چال چلن سے اس کتاب کے پڑھنے والے کسی قدر واقف ہو چکے ہین تاہم اُسکا بیان کرنا قابل قبول ہوگا۔ اُسوقت اُنکا سن ترپن برس کا تھا آپ کشیدہ قد اور تاریکی مائل تھے۔ چہرہ بھاری اور سر بڑا تھا۔ آپ اس قدر لنبے تھے کہ ایک مورخ نے لکھا ہے کہ جسوقت آپ بیٹھے رہتے تھے اُسوقت بھی اُن لوگون سے جو کھڑے رہتے اونچے معلوم ہوتے۔ آپ کی قوت غیر معمولی تھی اور آپ جیسا دہنے ہاتھ سے کام کرتے تھے ویسا ہی بائین ہاتھ سے بھی۔ اگرچہ ابتدا مین اسلام کے

ایسے مخالف تھے کہ رسول اللہ صلعم کی ہلاکت کا قصد کیا تھا۔
لیکن اسلام لانے کے بعد اسلام کے بڑے حامی اور بہادرون مین تھے۔ آپ نے رسول اللہ صلعم کا ساتھ بڑے بھاری کامون اور واقعات مین دیا۔ آپ کا نام بدر۔ احد۔ حنین۔ خیبر اور تبوک کے سپاہیون کے افسرون مین اور مدینہ کے حملہ اور مکہ کی فتح مین دیکھا جاتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اکثر اسلامی ابتدائی کارروائی کی آپ روح تھے۔ آپ کا جوش ہر وقت آمادہ اور کامون مین مستعد تھے۔ آپ اسلام کے احکام مثل ایک سپاہی کے نافذ فرماتے جب کوئی منطقی گرہ پیش کی جاتی آپ اسکو تلوار کے زور سے کاٹ ڈالتے اور جو بیہودہ بحث اور بداعتقادی ظاہر کرتا اُسکا سر بھی قطع کرتے۔
خلافت کے اُمورات کے انتظام مین آپ کی دیانت داری راست بازی اور عدل ضرب المثل ہی۔ خانگی اُمورات مین بھی آپ کی پرہیزگاری۔ سادگی۔ اور جھوٹی نمائش سے احتراز مشہور تھا۔ سادہ پانی آپ کا شربت تھا۔ آپ کی غذا چند کھجور یا چند ٹکڑے جو کی روٹی کے اور نمک تھی۔ بلکہ نفس کشی کے وقت نمک بھی غذاے لذیذ سمجھا جاتا تھا۔ آپکی سخت پرہیزگاری۔ نفس کشی اور سادگی اور اظہار عزت کی وقعت ابتداے اسلام مین بھی کیجاتی تھی۔ آپ کے قواعد کے اصول نہایت ثبات کے تھے۔ جس پر آپ کی چال وچلن کا مدار تھا۔ منجملہ اُسکے ذیل کے جملے مین۔ آپ فرماتے تھے۔ چار چیزین واپس نہین آتی ہین۔ بات بولی ہوئی تیر پھینکا ہوا عمر گذری ہوئی اور موقع ہاتھ سے نکلا ہوا۔
آپ کی خلافت کے زمانے مین بیحساب مسجدین عبادت کے لیے بنین اور اُسی قدر قید خانے بھی مجرمون کی سزا کے لیے تعمیر پائے۔
آپ چھوٹے اور خفیف جرمون کے لیے کوڑے مع بٹے ہوئے تسمون کے

رکھتے اور ایسے جرموں مین جیسے مذمت یا تہمت تھی۔ اُسی سے سزا دیتے۔ اور اُسکا اُس کثرت سے استعمال ہوا۔ کہ یہ بات مشہور ہوئی کہ حضرت عمرؓ کا دُرّہ تلوار سے زیادہ قابل خوف ہے۔

عہدۂ خلافت کے اختیار کرنے پر آپ کو لوگون نے خلیفہ خلیفۂ رسول اللہؐ کے نام سے مبارکباد دی۔ آپؓ نے اُس پر عذر کیا۔ کہ اس قدر لنبا خطاب ہر خلیفہ کے وقت مین بڑھتا جاوے گا۔ یہان تک کہ نامحدود ہو جائے گا۔ اس پر یہ بات قرار پائی کہ آپ کو امیر المومنین کا خطاب ہونا چاہیے۔

پہلا کام آپ کا شام کے لشکر کی بہ نسبت تھا۔ آپ کا بردبار عدل خالدؓ کی جلد فتحیابیون سے چکاچوند ھ مین نہ آیا۔ اور آپ کو اُن کی حکومت کی قابلیت مین شک آیا۔ آپ کو خالدؓ کی بہادری اور جنگی ہنر کا اقرار تھا۔ لیکن ان کو جلد باز تند اور فضول خرچ اور زیادہ خطرے مین ڈالنے والے اور طرفدار سمجھتے تھے۔ اور سرداری کے قابل نہین جانتے تھے آپ نے اس لیے ایسے آدمی سے لشکر کی حکومت لے لینی چاہی۔ اور حضرت ابو عبیدہؓ کو واپس دینی چاہی جن کی بہ نسبت آپ نے فرمایا کہ ابو عبیدہؓ نے اپنی پرہیزگاری اور حلم اور عدل اور ایمانداری کے سبب سے اپنے کو اُسکے لائق ثابت کیا۔

اسلیے آپ نے ایک ٹکڑے چمڑے پر ایک خط حضرت ابو عبیدہ کے نام لکھا اور اُس مین حضرت ابو بکرؓ کے انتقال کا حال اور اپنے خلیفہ مقرر ہونیکی کیفیت اور ابو عبیدہؓ کے شام کے لشکر پر سالار ہونے کا احوال درج تھا۔

یہ خط حضرت ابو عبیدہؓ کو اُس وقت ملا کہ جب خالدؓ جلا وطنون کے قافلے کے تعاقب مین غیر حاضر تھے۔ حضرت ابو عبیدہؓ کو تعجب ہوا اور خط کے مضمون سے سراسیمہ تھے۔ اُن کی بردباری اعلیٰ حکومت کی خواستگار نہ تھی۔ اور آپ

یہ سمجھتے تھے کہ جب خلیفہ وقت کو۔ خالدؓ کی کامیابیون کا حال جو بالفعل فتح دمشق کے باعث ظہور مین آیا معلوم ہوگا تو ہمکو اس عہدے پر رہنے نہ دینگے۔ اسلیے اپنے خط کے مضمون کو مخفی رکھا۔ اور اسی لیئے جب۔ خالدؓ دمشق کو واپس آ گئے اُنھون نے خالدؓ کو سالار لشکر مانا اور اُنکو دوسرا خط ابوبکرؓ کے نام سے لکھنے دیا۔ جس مین قافلہ کے تعاقب اور اُسکی لوٹ کا احوال تھا۔

حضرت عمرؓ کو خلیفہ ہوے کچھ عرصہ نہین گذرا تھا۔ کہ پہلا خط خالدرضؓ کا جس مین دمشق کی فتح درج تھی ملا۔ اس کامیابی پر اہل مدینہ کو نہایت خوشی ہوئی۔ اور خالدؓ کی بہادری کی بہت لوگون نے بڑی تعریف کی اسی خوشی مین جب اُنکو خالدؓ کی برخاستگی کا حال معلوم ہوا تعریف کرنے والے شاکی ہوے کہ خالدؓ اپنی کامیابی کی حالت مین کیون برطرف کیے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کا جواب یاد کرو کہ ہم سیف اللہ کو کیون میان مین ڈالین۔ جب وہ تلوار اسلام کی وسعت کے لیئے نکالی گئی ہے۔

حضرت عمرؓ نے اُنکی شکایتون کو سن لیا۔ لیکن آپ کا قصد ویسا ہی رہا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوعبیدہؓ ایک نرم اور رحم دل آدمی ہین۔ تاہم دلیر ہین۔ وہ اپنے آدمیون کو خطرے مین ڈالنے سے باز رکھین گے اور بیکار لوٹ وغیرہ مین مصروف نہو وینگے اور لڑائی کے وقت حلم کے سبب سے کم قدر بھی نہونگے۔

اسی وقت خالدؓ کا دوسرا خط حضرت ابوبکرؓ کے نام سے آیا۔ جس مین قافلے کے تعاقب اور کامیابی کا حال درج تھا۔ اور جو اختلاف حضرت ابوعبیدہؓ سے ہوا۔ اُسکا تصفیہ چاہا تھا۔ خلیفۂ وقت اس خط سے متحیر ہوئے۔ جس سے ظاہر تھا کہ فوج کو ہنوز آپ کی جانشینی کا حال نہین معلوم ہوا۔ اور نہ حضرت ابوعبیدہؓ نے ہنوز سالاری اختیار کی۔ آپ نے پھر خط ابوعبیدہؓ کو لکھا جس مین اُن کی

تقرری درج تھی اور امر متنازعہ کا فیصلہ تھا۔ اور آپ نے لکھا کہ دمشق صلح سے فتح ہوا نہ تلوار سے اور یہ کہ معاہدہ کے شرائط کو ماننا چاہیئے اور آپ کے قافلہ کا تعاقب کرنا ناعاقبت اندیشی پر محمول کیا اور یہ کہ اگر نتیجہ خلاف ہوتا تو ہلاکت کا باعث ہوتا۔ اور قیصر کی بیٹی کو بلا زر خلصانہ کے چھوڑنا فضول ٹھہرایا۔ کیونکہ اس سے ایک زر کثیر ہاتھ آتا آپ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو کسی قدر شدید ہونے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ اُنکے حلم سے بخوبی واقف تھے۔ لیکن نہ ایسا کہ مسلمانوں کو لوٹ کی لالچ مین خطرے مین ڈالین۔ اور اس اشارہ سے خالدؓ کو ملامت کرتا تھا۔

شاید کہ یہ خط بھی حضرت ابوعبیدہؓ کے حلم سے دبا دیا جائے آپ نے یہ خط ایک ممتاز آدمی شداد۔ ابن عاص کی معرفت روانہ کیا گویا کہ انکو اپنا نائب بنا کر شام کو بھیجا۔ کہ مسلمانوں کے سامنے یہ خط پڑھین اور دمشق مین آپ کی جانشینی کا اظہار کرین۔

شداد نے خالدؓ کو لشکر کا سالار پایا۔ اور آدمیوں کو حضرت ۔ ابوبکرؓ کے انتقال سے ناواقف دیکھا۔ اس خبر سے ہر ایک شخص کو تعجب تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کے انتقال سے جنکو لوگ بجائے باپ کے سمجھتے تھے نہایت صدمہ ہوا ۔ اور خالدؓ کی معزولی سے متعجب ہوئے ۔ کہ ایسی کامیابیون مین کیون معزول ہوئے اور بہت سے سپاہی اور افسر اس امر سے سراسیمہ تھے۔

اگرچہ خالدؓ ابن الولید۔ اپنی فتوحات مین سخت تھے لیکن اس موقع پر اپنے کو بہت بڑا شخص ثابت کیا۔ آپ نے فرمایا ہم جانتے ہین حضرت عمرؓ ہمکو عزیز نہین رکھتے ہین لیکن چونکہ حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہوگیا اور عمرؓ کو جانشین مقرر کیا۔ ہم انکی اطاعت کرتے ہین۔ اسلیے اُنھون نے عمرؓ کی خلافت کا اعلان کیا۔ اور اپنی سالاری۔ ابوعبیدہؓ کو سپرد کی ۔ ابوعبیدہؓ نے جبراً قبول کیا۔ اور خوف تھا کہ شاید خالدؓ

کے بیدل ہو کر جانے سے اسلام کی ترقی مین فتور نہ آجائے۔ خالدؓ نے فوراً ہی ثابت کر دیا کہ اسلام کے واسطے دونون حالت مین مستعد تھے۔ خواہ مثل سپاہی کے ہون۔ یا سردار ہو کر رہین۔ خالدؓ کا اطاعت کرنا لوگون کے استعجاب کا باعث ہوا اور اُن کے دشمنون نے بھی تعریف کی۔ اور اُس پر اُن کی وقعت اور عزت اور ابو عبیدہؓ کا اعتبار اور بھی زیادہ بڑھا۔

اُس وقت ایک عیسائی قوم کے شیخ نے حضرت ابو عبیدہؓ سے رسوخیت پیدا کرنی چاہی اور ایک میلے کا حال آکر بیان کیا۔ کہ اُس مین غنیمت خوب ہاتھ آوے گی اور اُس نے بیان کیا کہ ایک جگہ درمیان طرابلس اور حاران کے ہے جو یہان سے دور نہین ہے۔ وہان پر دیر ابی القدوس ہے جو عیسائی پرہیزگارون سے آباد ہے۔ اور اُسکا پادری اپنی عقلمندی۔ پرہیزگاری اور گوشت کے احتراز کے لیے مشہور ہے۔ پس ہر جوان اور بوڑھا اُسکی دعا اور مشورہ لینے کو جاتا ہے۔ اور کوئی ایسی شادی نہین ہوتی ہے جس مین وہ شریک نہین ہوتا ہے۔

اس دیر کے مقابل مین ایک میلہ ہوتا ہے جس کا نام ابیلا ہے جہان اطراف کی دولت اور عمدہ قیمتی اسباب اور ریشمی کپڑے اور زیورات سونے چاندی کے اور دوسری قیمتی چیزین جمع ہوتی ہین۔ اور چونکہ میلہ ہتھیار بند آدمی کا نہین ہے۔ تھوڑی کوشش مین بہت غنیمت ہاتھ آوے گی۔ حضرت ابو عبیدہ نے یہ خبر لشکر مین سنا دی اُنھون نے فرمایا کہ اس کام کو کون کرے گا۔ وہ خالدؓ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کہ شاید یہ قبول کرین۔ لیکن آپ (خالدؓ) خموش رہے حضرت ابو عبیدہؓ اس لحاظ سے کہ خالدؓ ابھی سالار لشکر تھے بوجہ نہ سکے۔ جس وقت ابو عبیدہ کو تامل تھا۔ عبداللہ بن جعفر طیارؓ آگے آئے اور ایک جھنڈا اور پانسو عمدہ سوار آزمودہ کار اُنکو دیے گئے جنھون نے بہت سی لڑائیان دیکھی تھین۔

یہ سب دمشق کے دروازے سے نکلے اور اُن کے ساتھ نشان دینے والا وہی عیسائی ساتھ ہوا۔ قبل پہونچنے ابیلا کے اُنھوں نے کچھ آرام لیا۔ اور اُس عیسائی کو مثل جاسوسی کے آگے بھیجا جیسے ہی وہ وہاں پہونچا۔ اُس نے یہاں یونانیون ارمینیون قبطیون اور یہودیون کا مجمع دیکھا۔ کہ مختلف لباس پہنے ہین علاوہ اُس کے وہان بڑا جلسہ امیرون اور رئیسون اور پادریون کا تھا نہایت عمدہ لباس پہنے تھے۔ اور پانچ ہزار سوار حفاظت کے لیے تھے۔ اس کو ایسا معلوم ہوا کہ حاکم طرابلس کی بیٹی کی شادی تھی جو اپنے شوہر کے ساتھ اس پرہیزگار کی دعا لینے آئی تھی۔ عیسائی جاسوسی مسلمانون کے لشکر مین واپس گیا اور اُن کو واپسی کے لیے کہا عبداللہ بن جعفر طیار رضؓ نے کہا ہم ایسا نہین کر سکتے ہمکو ڈر ہے کہ اگر ہم پیٹھ پھیرین۔ ہم پر قہر الٰہی نہ آجائے۔ ہم ان کافرون سے لڑین گے۔ وہ جو ہماری مدد کرین گے اللہ تعالیٰ اُن کو جزا دے گا۔ جن لوگون کا دل نہین چاہتا وہ چلے جاوین۔ لیکن کوئی مسلمان نہ پھرا عبداللہ رضؓ نے اُس عیسائی سے کہا کہ آگے بڑھو۔ اور دیکھو کہ شجاعان اسلام کیا کرتے ہین۔ جاسوس کو تامل تھا اور اُس نے نہایت دشواری سے اس خطرناک راہ کی رہنمائی کی عبداللہ رضؓ اپنے ساتھیون کو ابیلا کے قریب لائے۔ جہان صبح تک پڑے رہے۔ صبح ہوتے ہی اُنھون نے معمولی نماز ادا کی۔ اپنے لشکر کو پانچ حصون مین تقسیم کیا۔

ہر حصے مین سو آدمی تھے۔ اور اُنکو کہا گیا کہ فوراً ہی پانچ موقع پر حملہ کرین اور اللہ اکبر پکارین اور بلالحاظ غنیمت کے قتل شروع کر دین یہان تک کہ فتح حاصل ہو تب اُنھون نے اُس جگہ کو ملاحظہ فرمایا اُس پرہیزگار کو اپنے معبد کے سامنے وعظ کہتے دیکھا۔ اور ایک مکان تھا کہ بہت سوارون اور عمدہ کپڑا پہنے ہوئے آدمیون سے گھرا ہوا تھا اسی مکان مین شاید وہ دُلھن تھی۔

عبداللہ بن جعفر نے اپنے پیروان کو جرأت دی۔ کہ انھین دشمنون سے لڑو۔ اور کہا یاد کرو کہ رسول اللہ صلعم کا قول ہی۔ کہ بہشت تلوار کے سایہ تلے ہے۔ اگر ہمکو فتح ہوئی غنیمت ہمارے لیے ہی اور اگر ہم مارے گئے۔ بہشت ہمارے انتظار مین ہے۔

لشکر کے پانچون حصون نے جس طرح کہا گیا تھا اللہ اکبر کی صدا کے ساتھ حملہ کیا۔ عیسائی گھبرا گئے۔ کہ کل اسلام کا لشکر ہم پر آ گیا۔ نہایت سخت انتشار پڑا۔ گروہ کے گروہ مختلف سمت مین بھاگے۔ عورتین اور لڑکے رونے لگے۔ خیمے اور خرگاہ چھوڑ دیے گئے۔ اور قیمتی تجارت کے اسباب گلیون مین منتشر تھے۔ دشمن کے لشکر نے حملہ آورون کی تعداد کم دیکھکر دل کو ڈھارس دی۔ اور اُن پر حملہ کیا۔ تاجرون نے بھی یہ دیکھکر اختیار بند ہوکر حملے کی شرکت کا قصد کیا۔

اور مسلمانون کی جماعت ایسے بڑے لشکر سے گھر گئی کہ عربی مورخ سفید داغ سے جو اونٹ کے چمڑے پر ہوتا ہی مثال دیتے ہین۔ ایک مسلمان سپاہی نے اس خطرے کو دیکھا اور اس جماعت سے نکل کر دمشق کی طرف مدد کی طلب مین گیا۔ ایسی حالت مین حضرت ابو عبیدہؓ اپنا لحاظ بھول گئے۔ اور خالدؓ ابن الولید کی طرف گئے۔ اور کہا کہ ایسے خطرناک وقت مین آپ عار نہ سمجھیے اور فوراً جا کر اپنے بھائیون کو تباہی سے بچائیے۔

خالدؓ نے کہا کہ اگر عمرؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک لڑکے کو بھی حکومت دیتے تو اُس کے حکم کو بے عذر بجا لاتے۔ اور آپ تو ایمان مین ہمارے سابقون مین ہین۔

اُنھون نے اپنے کو اُس زرہ سے جو مسیلمہ کذاب کی لڑائی مین ہاتھ لگی تھی مسلح کیا۔ اُنھون نے سر پر خود رکھا اور اُس پر سے ایک ٹوپی پہنی جس مین

حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موے مبارک تھا۔ تب گھوڑے پر سوار ہو کر چنے ہوئے آدمیون کے ساتھ جس مین ضرار بھی تھے ابیلا۔ کی طرف چلے۔ ہر گاہ وہ لشکر جو عبداللہ بن جعفرؓ کے تحت مین تھا تمام روز مایوسی کے ساتھ لڑتا رہا۔ مردون کے ڈھیر سے اُنکی قوت معلوم ہوتی تھی۔ لیکن مسلمانون کی جماعت گھٹتی گئی اور کوئی ایسا باقیون مین نہ تھا جس کو کئی زخم نہ لگے ہون۔ قریب غروب کے ایک غبار دکھائی دیا یہ دشمنون کا امدادی لشکر نہ تھا۔ ایک لشکر سوارون کا پہونچا اُنکے ہاتھ مین خالد بن الولید کا سیاہ جیل والا جھنڈا تھا اور ہوا سے اللہ اکبر کی صدا آئی۔ عیسائیون پر دونون طرف سے حملہ ہوا بعض بھاگے اور اُن کا تعاقب دریا کے کنارے تک کیا گیا بعض مسلمان عیسائی معبد کے گرد حملہ کر رہے تھے۔

ضرارؓ سینہ بسینہ طرابلس شام کے حاکم سے لڑے۔ ایک نے دوسرے کو پکڑا لپٹے زمین پر دونون گرے ضرار اوپر تھے۔ تلوار نکال کر اپنے مخالف کے سینہ مین ماری۔ وہ کھڑے ہو گئے حاکم مقتول کا گھوڑا پکڑ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے مخالفین کے مقابلے کو آئے۔ لڑائی ختم ہو گئی۔ میلہ لوٹا گیا۔ گھوڑے خچر اور گدھے ریشمی کپڑون سے بار کیے گئے تھے چاندی سونے کے زیورات قیمتی جواہرات خوشبو مصالح اور دوسرے قیمتی تجارت کے اسباب تھے۔ لیکن نہایت قیمتی حصہ غنیمت کا وہ دولھن مع چالیس خواصون کے تھی۔

وہ معبد بھی بالکل خالی ہو گیا اور سوائے اُس مقدس پادری کے کوئی نہ رہا خالدؓ نے اُس ضعیف کو پکارا۔ لیکن کچھ جواب نہ دیا آپ نے پھر پکارا لیکن جواب کچھ نہ تھا مگر کو سنا خالدؓ نے کہا۔ جو کچھ اللہ کا حکم ہے بجا لاتے ہین۔ اور اگر رسول اللہ صلعم کا حکم تمھارے ایسے لوگون کو چھوڑ دینے کا نہوتا۔ تو ہم تمکو بھی قتل کرتے وہ ضعیف آدمی اپنے خطرے کو دریافت کر کے خموش رہا۔ کامیاب لوگ اپنی غنیمت

اور قیدیون کو دمشق تک لائے غنیمت کا پانچوان حصہ بیت المال کیواسطے رکھا گیا اور بقیہ سپاہیون مین تقسیم پایا ضرار کو حاکم ایبلا کا گھوڑا حصے مین ملا لیکن اُسکو اُنھون نے اپنی بہن قائلہ کو دیا۔ ساز اور زین جواہرات سے مرصع تھے۔ اُنکو اُنھون نے چن لیا اور اپنے ساتھ کی عورتون کو تقسیم کیا۔ درمیان غنیمت کے اسباب کے ایک کپڑا تھا جس پر عیسیٰ کی تصویر تھی۔ جو بسبب متبرک ہونیکے دو گونہ قیمت پر اصلی قیمت سے بکا۔

عبداللہ بن جعفرؓ کی درخواست ایبلا کے حاکم کی بیٹی کے لیے تھی جو دُلھن ہو کر آئی تھی۔ اس بارہ مین خلیفہ وقت سے دریافت کیا گیا اور حسب منظوری ان کے وہ دُلھن عبداللہ کو دی گئی حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنے اس خط مین خالدؓ کی عظمت اور تعریف لکھی اور اُسکے صلہ مین اُن کو مبارکباد دینے کے لیے لکھا۔ کہ جس سے اُن کی شکستگی رفع ہو جائے۔ خلیفہ وقت نے اگرچہ کل مدونکا جواب حضرت ابو عبیدہؓ کو دیا۔ لیکن بہ نسبت خالدؓ کے جو لکھا تھا۔ نہ اُسکا جواب دیا اور نہ لحاظ کیا۔ آپ کا لحاظ سیف اللہ کی طرف کم تھا۔

فصل دوسری

انگریزی مورخین کی رائے ہے۔ کہ مسلمانون کی کامیابی اُن کی سادگی اور پرہیزگاری کے باعث تھی۔ اُن کو عیش و نشاط کی کچھ خبر بھی نہ تھی اور شراب نہین پیتے تھے اُنکا شربت سادہ پانی تھا۔ اُنکی اصل غذا دودھ چاول اور میوہ جات ارضی تھی اُنکا لباس موٹا کپڑا تھا۔ ایک لشکر ایسے آدمیون کا آسانی سے برداخت ہو سکتا تھا۔ اور ایک جگہ سے دوسری جگہ بہت جلد جا سکتا اور لڑ سکتا تھا۔ شام کے پرعیش ملک مین آرام کرنے سے مسلمانون پر بھی کچھ اثر آنے لگا۔ اور حضرت ابو عبیدہؓ نے خود ملاحظہ کیا۔ کہ شراب جس کی ممانعت رسول اللہ صلعم نے کی ہے

مسلمان استعمال کرنے لگے سا سکی اطلاع خط کے ذریعہ سے حضرت عمرؓ کو دی - اور آپ نے اسکو مسجد کے جلسۂ عام مین شایع اور فرمایا کہ یہ لوگ صرف غربت اور سخت محنت مین رہنے کے عادی ہین انکا کیا علاج - حضرت علیؓ نے فرمایا جو شراب پیئے اُسکے پائون مین بیس درّے لگائے جائین - حضرت عمرؓ نے اُسکو پسند کیا - اور آپنے ابو عبیدہ کو بھی لکھا - اس پر آپ نے مجرمون کو بلایا اور اُن کو بار عام مین سزا دی اور آپ نے فرمایا جس نے اس جرم کو مخفی کیا ہی - وہ بھی آپ سے آ دے - اقرار کرے اور باز آوے وہ سزا سے محفوظ رہے گا - چنانچہ اکثرون نے ایسا ہی کیا - اور آپ نے معاف فرمایا -

لائق سردار ابو عبیدہ نے اب دمشق مین پانچ ہزار سوار چھوڑے اور کل لشکر کے ساتھ شام کی فتح کے واسطے روانہ ہوے - یہ ملک بہ سبب شادابی اور مناسبت آب ہوا کے شہر اور قلعون سے معمور تھا اور اس لیے فتحیابون کیواسطے میدان کارزار نہایت عمدہ تھا ان مین سے دو جگہ نہایت مرجع اور فخر کے قابل تھین حمص کہ دار السلطنت تھا اور بعلبک کہ مشہور شہر آفتاب کا تھا وہ لبنانؑ کے درمیان مین واقع ہی - یہی میدان حضرت ابو عبیدہؓ کے کارزار کی جگہ تھی - اور آپ نے خالدؓ کو مع ضرار اور رفیع ابن عمیرہ کے آگے بھیجا - اور سوم حصہ لشکر کا اس ملک کو جو حمص کے اطراف مین ہی روانہ کیا - اور آپ اصل لشکر کے ساتھ آہستہ آہستہ جاتے تھے - اور جب - جالیشہ مین پہونچے - اُسکے حاکم سے مقابلہ ہوا - لیکن اُس نے چار سو اشرفی اور پچاس ریشمی عبا دے کر ایک برس کے واسطے صلح کر لی - اور یہ شرط کی کہ اگر حمص اور بعلبک مسلمانون کے قبضے مین آجاوے گا - تو سال کے آخر مین اطاعت کر لینگے - جب ابو عبیدہ شہر حمص کے سامنے پہونچے آپ نے خالدؓ کو کام مین نہایت چست پایا - اُس جگہ کا حاکم اُسی روز جب کہ مسلمان آئے

معرکہ لبنان اور بعلبک کے درمیان ہوا

مرگیا - اور شہر مین کافی سامان روزینہ کا محاصرے کے قابل نہ تھا - اور باشندون نے ایک برس کی دس ہزار اشرفی اور دو سو جوڑے دے کر صلح کرلی - اور یہ شرط کی کہ اگر حلب - الحضر اور کناسرن مسلمانون کے قبضہ مین آجائیگا اور قیصر کے لشکر کو شکست ہو گی تو سال کے آخر مین ہم اطاعت قبول کرلین گے خالد رض کی رائے محاصرہ کرنے کی تھی - لیکن - ابو عبیدہ رض نے یہ سمجھکر کہ اس وقت روپیہ ملتا ہی اس سے مسلمان اپنی حالت درست کر لینگے اور آیندہ کی کارروائی مین کام آئیگا - صلح قبول کی -

جیسے ہی صلح ہوئی کہ حمص کے رہنے والون نے شہر کا دروازہ کھولا - اور شہر کے زیر دیوار بازار قائم کیا - اور تجارت ہونے لگی - کیونکہ مسلمانون کے خیمے مین لوٹ کا اسباب بھرا ہوا تھا - ہر قسم کی چیزین تھین - اور اُن کو اُن کی قیمت کی خبر نہ تھی اسی عرصہ مین وہ لوگ کہ اطراف کے ملک شام فتح کرنے کے واسطے بھیجے گئے تھے - اسباب غنیمت اور قیدیون کے ساتھ پہونچے - اسباب مین بھیڑ بکری - مویشی - اور گھوڑے اور اونٹ خانہ داری کے مال سے لدے ہوئے تھے اُن آدمیون کے رونے سے جو اپنے گھر سے بے خانمان ہو کر غلامی مین فروخت ہونے کے واسطے آئے - حضرت ابو عبیدہ رض کو نہایت ترس آیا - آپ نے فرمایا جو اسلام قبول کریگا اُسکے لیے اُسکا گھر اُسکا اسباب ہی - اور جو کافر رہا چاہتا ہی وہ پانچ اشرفی فی کس سالانہ جزیہ دے اُن کا نام آپ نے ایک کتاب مین درج کیا - اور تب اُن کا اسباب - اُنکے جورو لڑکے اس شرط پر واپس دیے - کہ وہ ضرورت کے وقت رہنما اور مسلمانون کے مترجم ہون - ابو عبیدہ رض کی اس مترحم تدبیر سے اسلام کی کامیابی مین بڑی ترقی ہوئی بلکہ تلوار کے زور سے بھی زیادہ شام کے اکثر یونانی باشندون نے اپنا نام جزیہ دے کر درج رجسٹر کرایا - اور دوسرے شہر والون نے بھی ایک برس کی صلح مثل

حمص کے قبول کی خالدؓ نے جو صلح سے راضی نہ تھے شکایت کی کہ ہم شہروں کو بزور تلوار اس سے بھی کم عرصے مین قبضہ کر لیتے۔ لیکن ابو عبیدہؓ اپنی بردباری کی راہ سے نہ گذرے اس طرح سے عرصۂ قلیل مین کل ملک حمص، الحضر اور کناسرن کا خونریزی سے بچا۔ لڑنے والے مسلمان حدبندی اور روکے جانے کے باعث سے کسی قدر مکدر تھے۔ بلکہ ایک موقع ایسا آگیا تھا کہ قریب تھا کہ صلح ٹوٹ جاتی مسلمانون کا کچھ لشکر کناسرن کی سرحد پر ایسی جگہ پہونچ گیا تھا۔ جہان قیصر ہرقل کی مورت بنا کر سوانہ بندی کا نشان دیا تھا مسلمان جنگو بت سے نہایت احتراز اور نفرت ہوتی ہے۔ اس سے کھیل اور مضحکہ کرنے لگے۔ یہان تک کہ اُس بت کی آنکھ نیزے کی نوک سے اتفاقاً یا قصداً ضائع ہوئی۔ یونانیون کو اُس تشدد پر نہایت مخالفت ہوئی۔ اور ر۔ ابو عبیدہ سے پاس ایلچی بھیجا۔ کہ یہ امر صلح کے خلاف ہوا۔ اور بادشاہ کی توہین۔ کی گئی۔ ابو عبیدہ نے نرمی سے یقین دلایا۔ کہ میری دلی خواہش ہے۔ کہ ہم صلح قائم رکھین۔ اور یہ کہ جو ضرر بت کو پہونچا وہ اتفاقیہ تھا۔ اور اُس سے بادشاہ کی توہین منظور نہ تھی۔ آپکی رحم دلی سے ایلچی کو جرأت ہوئی۔ اور اُسنے کہا کہ بادشاہ کی بیشک اہانت ہوئی یہ خلیفہ وقت کا کام ہے کہ اسکا بدلہ دے یعنی آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اسپر بعض شدید مسلمان بول اُٹھے کیا اس کافر کی غرض یہ ہے کہ بت کی آنکھ کے بدلے خلیفہ کی آنکھ لیجاسے اور اپنے غصے مین اُسکو وہین مار ڈالتے۔ لیکن ابو عبیدہؓ نے اُنکا غصہ ٹھنڈا کیا۔ اور کہا کہ یہ استعارتاً بولتا ہے۔ اور قاصد کو ایک طرف لیجا کر سمجھایا۔ اگر تم صلح رکھنا چاہتے ہو۔ اور بدلا لینا چاہتے ہو تو اسی قدر کافی ہے کہ خلیفۂ وقت کی مورت شیشہ کی بنا کر اُسکی ایک آنکھ توڑ دو۔ ہر گاہ ابو عبیدہؓ دمشق فرعیون سے بلا لڑے جھگڑے ملک کو قبضے مین لارہے تھے خلیفۂ وقت کا مکتوب آیا جس سے ظاہر تھا کہ ابو عبیدہ کاہلی سستی کرتے ہین کیونکہ اس درمیان مین کسی

لڑائی کی خبر نہین پہونچی تھی۔ سپاہیون نے جب خط کا مضمون سنا بہت روئے۔ اور ابو عبیدہ رضہ کو صلح کا افسوس ہوا۔ اسی جوش مین آپنے ایک مشورہ کا جلسہ قائم کیا اور یہ بات قرار پائی کہ وقت نہین ضائع کرنا چاہیئے۔ اگرچہ صلح کی میعاد مین ایک مہینا باقی تھا تاہم آپنے خالد رضہ کو ایک قوی لشکر کے ساتھ حمص مین چھوڑا اور خود اصل لشکر کیساتھ بعلبک روانہ ہوئے

فصل تیسری

بعلبک کا نام مرکب ہے بعل سے جسکے معنی شامی زبان مین آفتاب کے ہین اور بک سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ جگہ آفتاب کے سکونت کی ہے۔ اسلیے وہان اُسکی پرستش ہوتی تھی۔ اور یہ شہر شام کے عمدہ شہرون مین تھا۔ سرزمین بلکہ کی تجارتگاہ کا یہ شہر مرکز تھا جو درمیان کوہ لبنان اور قدیم لبنان کے واقع ہے۔ یونانی سلطنت کے زمانے مین اسکو ہلی یولس کہتے تھے جسکے معنے آفتاب کے شہر کے ہین۔ یہ شہر آفتاب کے مندر کے واسطے مشہور ہے جسکی تعمیر سلیمان ؑ نے اپنی کسی زوجہ کے خوش کرنے کیلیے جو آفتاب پرست اور سائدون کی رہنے والی تھی کی تھی۔ ایسا مشہور ہے کہ بحساب پتھر وہ سب جن جو سلیمان ؑ کے تابع تھے لائے تھے۔ اُسوقت بھی وہ پتھر دیکھنے والون کو تعجب مین ڈالتے ہین اور انجینیرون کو حیرانی ہوتی ہے بعلبک کی راہ مین۔ ابو عبیدہ نے چار سو اونٹون کا قافلہ گرفتار کیا۔ اور جزیہ لیکر اپنی معمولی رحم دلی سے رہا کیا۔ جنھون نے آپ کے پہونچنے کی خبر شہر والون کو دی ہربس حاکم شہر مسلمانون کو تھوڑا سمجھ کر چھ ہزار سوار اور بے قاعدہ پیادون کے ساتھ غنیمت واپس لینے کے لیے مسلمانون پر حملہ آور ہوا لیکن مقابلہ کے وقت اُسنے اپنے کو ناقابل پایا۔ اور سات زخم کھا کر بڑے نقصان کے ساتھ شہر مین واپس گیا۔ ابو عبیدہ رضہ نے اپنے کو شہر کے سامنے قائم کیا۔ اور ایک خط باشندون کے نام لکھا کہ تم لڑائی مین مسلمانون پر غالب نہ آؤ گے اور تم خواہ اسلام

قبول کرو خواہ جزیہ دو- یہ خط آپنے ایک دہقانی کے ہاتھ مین دیا- اور اسکو بخشش دینا اس اُجرت مین دیے- اور فرمایا کہ بلا مزد کام نہین لینا چاہیئے اللہ تعالےٰ منع فرماتا ہے-

شہر پناہ کی دیوار سے رسی لٹکائی گئی اور اُس کو پکڑ کر شہر مین قاصد داخل ہوا اور خط دیا- اور اکثر باشندے اطاعت کی طرف رجوع ہوئے- لیکن ہرقلس نے کہ ہنوز زخم مین مبتلا تھا- خط کو پھاڑ ڈالا اور قاصد کو بلا جواب جانے کو کہا-

حضرت ابو عبیدہؓ نے حملے کا حکم دیا لیکن قلعہ کے لشکر نے بہادرانہ مقابلہ کیا- اور انجن وغیرہ سے دیوار کے اوپر سے اس قدر ڈھیلا بازی کی کہ مسلمانون کو نقصان کے ساتھ دیوار کے پاس سے ہٹنا پڑا- ہوا سرد تھی- اور ابو عبیدہؓ نے جو اپنے لوگون کے بڑے خیر خواہ تھے- اپنے لشکر مین منادی کردی کہ کوئی آدمی کل صبح کو لڑائی مین نہ جائے کل سب کی دعوت ہی- سب لوگ پکانے مین مصروف تھے کہ شہر کا دروازہ کھلا- اور یونانیون نے حملے کیے اور مسلمانون مین بڑی خونریزی کی لیکن یونانی وقت کے ساتھ پسپا کیے گئے- تاہم کچھ قیدی اور غنیمت لے گئے- حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنا خیمہ اور ہٹا لیا- جہان انجن کا اثر نہ پہونچ سکے- اور سوارون کو اور وسعت ملے- آپنے چھوٹے چھوٹے لشکر مختلف سمت مین بھیجے کہ کئی جگہ دشمن کو مخاطب کرین سعد بن زید پانسو سوار اور تین سو پیادون کے ساتھ اُس دروازے کے مقابل تھے- جو دمشق کی طرف تھا- اور ضرار تین سو سوار اور دو سو پیادون کے ساتھ اُس دروازے کی جانب تھے جو پہاڑ کی طرف تھا- ہرقلس مسلمانون کا خیمہ ہٹا دیکھکر یہ سمجھا کہ وہ حال کے نقصان سے ڈر گئے- اور کہا کہ یہ عرب ننگے ریگستان کے رہنے والے بیکار لڑتے ہین- اور ہمارا لڑنا اپنے جورو لڑکے اور مال اور زندگی کے واسطے ہے اسلیے اپنے لشکر کو ایک اور حملہ کا مشورہ دیا- اور سخت لڑائی ہوئی-

ایک شخص مسلمان افسرون مین جنکا نام سہیل ابن صباح تھا وہ بسبب دہنے بازو مین زخم لگنے کے لڑ نہین سکتے تھے۔ گھوڑے سے اُتر کر شہر کے قریب کی پہاڑی پر جا بیٹھے جہان سے میدان جنگ اور شہر اور اُسکا اطراف معلوم ہوتا تھا۔ یہان سے وہ لوگ لڑائی کو دیکھتے تھے۔ اُس دروازے کے مقابل مین جہان ابو عبیدہؓ تھے حملہ ہوا۔ بلکہ کل حملہ اُسی طرف آپڑا۔ لڑائی سخت ہوئی اور سہیل کو ایسا معلوم ہوا کہ مسلمان اس طرف کے دبے ہوئے ہین اور سالار لشکر خطرناک حالت مین ہین۔ ہرگاہ ضرار اور سعد دوسری جانب بیکار تھے۔

چونکہ اُس جانب سے حملہ ہوا تھا۔ پس سہیل نے کچھ لکڑی فراہم کی اور آگ جلائی جس سے دھوان ظاہر ہوا۔ اور یہ ایک علامت عربون کے درمیان مین مدد کی طلب کی تھی۔ پس۔ ضرارؓ اور سعدؓ نے اس علامت کو دیکھا اور ابو عبیدہؓ کی طرف رجوع ہوئے۔ اُنکے آنے ہی سے لڑائی کی حالت بدل گئی ہربس نے جو سمجھا تھا کہ اُسکو عنقریب مین فتح ہوگی اپنے کو ہر طرف مغلوب دیکھا۔ اور اپنے اور شہر کے درمیان مین مسلمانون کو حائل پایا یونانیون کی قاعدہ دانی نے اُن کی جانین بچائین اُسکے آدمیون نے سینہ بسینہ مقابلہ کیا۔ اور آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے گئے۔ اور مسلمان انپر حملہ آور تھے۔ ابو عبیدہ کو ضرارؓ اور سعدؓ کے آنے کا حال معلوم نہ ہوا۔ اور عیسائیون کے ہٹنے کو حیلہ سمجھا۔ اس سبب سے اپنے آدمیون کو واپس بلایا سعدؓ جنھون نے افسر کے حکم کو نہ مانا تعاقب مین رہے یہانتک کہ اُنھون نے دشمن کو پہاڑ کے سرے تک پہونچایا۔ اور وہ لوگ ایک معبد مین پناہ گزین ہوئے۔

جب ابو عبیدہ نے اس موقع پر امدادی لشکر کے آنے کا حال سنا۔ آپ نے اقرار کیا کہ دھوان ہونے سے میرا خیمہ بچا۔ لیکن آپنے منع فرمایا کہ کوئی اُسکا اظہار نہ کرے۔

اسی اثنا مین کہ ہربس نے اپنے کو مختصر لشکر سے معبد مین گھرا ہوا پایا اُسنے اپنے

لشکر سے حملہ کیا تاکہ اپنی راہ کر کے شہر مین داخل ہو - اور ایسی دلیری سے کوئی نہین لڑ جیسے وہ لڑا تھا - لیکن کچھ اور اسلامی لشکر آنے سے وہ پھر اُسی مین محصور رہا - جہان اُن کی ایسی سخت نگرانی کی گئی کہ جس نے روزن سے جھانکا تو اُسکی آنکھون کو مسلمانون کے تیر نے لے لیا - ابو عبیدہؓ نے اب شہر کا محاصرہ نہایت قریب سے کیا - اور سعدؓ کو معبد کے محاصرہ مین چھوڑا - ہربس نے یہ سمجھکر کہ اس شکستہ معبد مین روزینہ کا انتظام ہونا اور اپنی حفاظت دشوار ہوگی - وہ نہایت دل شکستہ ہوا اپنی ریشمی عبا اور عمدہ کپڑا اتار کر پھٹا کپڑا پہنکر سعدؓ سے صلح کی گفتگو کرنے آیا - سعدؓ نے کہا کہ ہم صرف اُنھین لوگون کی بہ نسبت صلح کی گفتگو کر سکتے ہین جو اس معبد مین محصور ہین اور شہر والون کی بہ نسبت میرا اختیار نہین - اُسکو ابو عبیدہؓ جانین - اگر یہ لوگ ایمان لائین تو میرے بھائی ہین یا یہ شرط کرلین کہ مسلمانون پر ہتھیار نہ اُٹھائین تو آزاد ہین - اُنھون نے ہربس کو ابو عبیدہؓ کے پاس لیجانے کا وعدہ کیا - اور کہا کہ اگر تصفیہ نہوا تو تم کو اور تمھارے آدمیون کو اسی معبد مین آنا پڑے گا - یہانتک کہ اسی جگہ ہمارا تمھارا فیصلہ تلوار کرے ہربس اس سبب سے ابو عبیدہؓ کے خیمے مین لایا گیا - اور مسلمانون کی تعداد دیکھکر دانتون سے اُنگلی کاٹنے لگا اُسنے شہر کی جانب سے ایک ہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ اور ایک ہزار ریشمی عبا دینے کا وعدہ کیا - لیکن ابو عبیدہؓ نے دونی جمع کردی اور ایک ہزار تلوار اور کل ہتھیار اُن لوگون کے جو معبد مین تھے مانگے - اور سالانہ جزیہ چاہا - اور یہ کہ سنئے عیسائی گرجے نہ بنانے پاوین - اور مسلمانون سے نہ لڑین - ان سخت شرائط کے قبول کرنیکے بعد ہربس کو شہر کے اندر جانے کی اجازت دی گئی - تاکہ یہ شرائط باشندے بھی قبول کرین - اور اُسکے کل ساتھی مسلمانون کے خیمے مین بطور ضمانت کے کفیل رکھے گئے - باشندون نے پہلے اطاعت کرنے سے انکار کیا - اور کہنے لگے کہ ہمارا شہر شام کے تمام شہرون سے مستحکم ہے لیکن ہربس نے سالانہ جزیے کی چوتھائی خود دینی کہا تب وہ راضی ہوئے ایک مرا اُنکے حسب دلخواہ تھا

کر رفیعؓ ابن عبداللہ کہ ابو عبیدہؓ کے نائب تھے اپنے پانسو آدمیوں کے ساتھ
شہر بعلبک کے باہر خیمہ زن رہیں اور شہر میں نہ داخل ہوں - ان سب امورات کا انتظام
کر کے ابو عبیدہؓ دوسری طرف کو طلب ہوئے - رفیعؓ کے اسلامی لشکر نے تھوڑا ہی
بعلبک کے باشندوں کے دل میں جگہ کی - اور انھوں نے اطراف کے ملک کو
لوٹا - اور بعلبک کے باشندوں نے لوٹ کے اسباب ارزان لیے - اور اس سبب سے
اہل شہر بہت جلد مالدار ہو گئے ہربس حاکم نے اس نفع میں شرکت چاہی اُسنے یاد دلایا کہ میں نے
مسلمانوں سے کیسے اچھے شرائط کیے - اور تمھارے واسطے کس قدر زر مخلصی صرف کیا ایسی حالت میں دسواں
حصہ اپنے نفع کا اُسکو بھی دیویں - انھوں نے جبراً قبول کیا تھوڑے ہی دن بعد اُسنے چوتھائی
طلب کیا - باشندوں کو اسپر نہایت غصہ آیا اور اُسکو مار ڈالا - ہنگامے کی صدا رفیعؓ کے خیمے
تک پہونچی - اور کچھ باشندے شہر کے آئے کہ آپ شہر میں چلیے اور حکومت قبول کیجیے -
رفیعؓ کو معاہدہ کے خلاف کرنے میں تامل ہوا - اور حضرت ابو عبیدہؓ سے اجازت لیکر
شہر میں داخل ہوئے - اسطرح آفتاب کا مشہور شہر بعلبک یعنی قدیم ہلی پولس مسلمانوں کے
قبضے میں ۲۰ جنوری ۶۳۶ء میں آیا مطابق سنہ ۱۵ ہجری کے -

فصل چوتھی

شہر حمص کا معاہدہ ایک سال کا ختم ہونے پر - ابو عبیدہؓ اُسکے مقابل میں
آئے اور حسب ذیل خط لکھا - بسم اللہ الرحمن الرحیم منجانب ابو عبیدہؓ بن الجراح
سالار لشکر امیر المومنین عمر بن الخطابؓ بنام باشندگان شہر حمص -
تم اپنی دیواروں کی بلندی اور شہر کے استحکام اور اپنی جسامت پر نہ بھولو - اللہ تعالی نے اپنے
بندوں کے ہاتھ پر اس سے بھی زیادہ مستحکم شہر فتح کرایا ہے - تمھاری مثال ہمارے لشکر کے آگے
مثل شوربے کی دیگ کے ہوگی - میں تمکو اپنے مذہب مبارک اسلام کی دعوت کرتا ہوں اور ان مسائل کو کہ

محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہتا ہون - اور ہم پرہیز گارون کو تمھاری رہنمائی کیلئے بھیجین گے اگر تم انکار کروگے تب بھی تمھارا اسباب تمھارے قبضے مین چھوڑا جائے گا۔ بشرطیکہ سالانہ جزیہ تم دوگے - اگر تم ان دونون شرائط سے انکار کرتے ہو تو اپنی دیوارون سے نکل آؤ اور اللہ ہمارا تمھارا فیصلہ کردے گا۔

اس گفتگو کو باشندون نے حقارت سے سُنا - اور قلعہ کے لشکر نے دلیرانہ حملہ کیا - اور اپنے محاصرین سے ایسے لڑے کہ جب رات کے باعث لڑائی ختم ہوئی تو وہ خوش تھے شام کو ایک بدنصیب عرب نے ابو عبیدہؓ کا خیمہ تلاش کیا اُسنے جگہ کی مضبوطی سپاہیون کی بہادری اور غلہ کی کثرت کا حال بیان کیا - کہ جس سے معلوم ہوا کہ محاصرہ بیکار دیر پائیگا آپ نے ایک قاصد شہروالون کے پاس بھیجا کہ ہم یہان سے دوسرے شہروالون سے لڑنے کو جائینگے بشرطیکہ خیمہ اکھاڑ لےین اور پانچ روز کے روزینہ سے مدد کرین - آپکا پیام قبول کیا گیا - اور روزینہ مہیا ہوا پھر آپ نے ظاہر کیا کہ چونکہ ہمکو دور جانا ہی - اس سے زیادہ غلہ قیمتاً چاہیئے اسلیے عیسائی جسقدر غلہ بیچ سکے وہ سب آپنے خرید لیا - اور چونکہ اور شہروالون نے حمص کا دروازہ کھلا دیکھا - اور باشندون کو کاروبار مین مصروف اسلیے مشہور ہوا کہ حمص نے اطاعت قبول کرلی اسلیے ابو عبیدہؓ وعدہ کے موافق دوسری جگہون کی طرف مخاطب ہوئے۔

پہلی جگہ ارستن تھی کہ مضبوط اور شاداب تھی اور وہان سب سامان مہیا تھا آپکی استدعا پیش ہونے اور نامنظور کیے جانے پر آپ نے اُس جگہ کے حاکم سے کہا کہ بیس صندوق اسباب سے بھرے ہوئے جنکا لیجانا اُسوقت ہمکو دشوار ہی - ہم تمھارے پاس چھوڑے جاتے ہین - یہ استدعا نہایت خوشی کے ساتھ منظور کیگئی - یہ بیس صندوق تالے لگے ہوئے شہر کے اندر لائے گئے لیکن ہر صندوق مین ایک سلح بند سپاہی تھا - ان چیدہ سپاہیون مین کہ چھپے ہوئے ضرارؓ اور عبداللہؓ بن جعفر اور عبدالرحمنؓ بن ابی بکر تھے۔

ہرگاہ خالدؓ کچھ لشکر کے ساتھ اُنکی مدد کے لیے کمین گاہ مین تھے۔
ابو عبیدہؓ اپنی فوج کے ساتھ نبتانہ ہوئے۔ عیسائی اپنے گرجون مین ادائے شکر کے واسطے گئے۔ ہرگاہ۔ عبداللہ چودہ آدمیون کے ساتھ گرجے کی طرف گئے اور اسکا دروازہ بند کر دیا۔ اور ضرار نے چار آدمیون کے ساتھ شہر پناہ کے دروازے کا قصد کیا اور اللہ اکبر کہتے ہوے۔ اسکو کھول ڈالا۔ اسپر خالدؓ فوج کے ساتھ شہر مین داخل ہوگئے اور وہ شہر بلا خونریزی کے قبضے مین آگیا۔ اسکے بعد شہر شہزار پر حملہ کیا گیا۔ اور وہ بھی مناسب شرائط پر اطاعت مین درآیا۔ ابو عبیدہؓ حمص مین پھر آئے۔ شہر کے حاکم نے معاہدے کے خلاف ہونا بیان کیا۔ اور کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ہم جاتے ہین۔ اور دوسرے شہر سے لڑینگے۔ ابو عبیدہؓ نے کہا کہ مین نے کہا تھا کہ جاتا ہون لیکن آپ نے سے انکار نہین کیا تھا مین دوسری جگہ سے لڑا اور ارستان اور شہزار کو قبضہ مین لیا۔ حمص کے رہنے والون نے اپنی غلطی دریافت کر لی۔ اُن کے میگزین مین غلہ نہ رہا اور اُنکو محاصرہ مین رہنا دشوار تھا حاکم شہر نے اُنکو لڑائی کی ترغیب دی۔ اُنھون نے لڑائی کی تیاری کی اور گرجون مین فتحیابی کی دعا کرنے لگے۔ اور حاکم شہر نے گرجہ سینٹ جرجیس مین دعا کرائی۔ لیکن اُس نے رات کو خوب کھایا پیا۔ اور صبح تک شراب پی صبح ہوتے ہی اُسنے عمدہ لباس پہنکر پانچ ہزار سوارون کے ساتھ جو نہایت مضبوط دلیر اور ہتھیار بند تھے حملہ کیا۔ اُنھون نے مسلمانون پر ایسا زور ڈالا کہ قریب تھا کہ اُن کے پانون اُٹھ جاتے۔ لیکن خالد بن الولیدؓ نے آپ اپنے کو آگے کیا۔ اور اپنے سپاہیون کو جرأت دلائی۔ ایک یونانی کے ساتھ سینہ بسینہ لڑنے مین اُنکی تلوار ٹوٹ گئی۔ اور وہ بے ہتھیار ہوگئے۔ لیکن اُنھون نے دشمن سے لپٹ کر اُسکو بغل مین دبا کر اُسکی پسلی توڑ دی۔ اور اُسکو زین سے کھینچکر زمین پر مردہ گرا دیا۔ اس خطرناک لڑائی مین مسلمانون نے بڑے جوش دکھلائے عین لڑائی مین عکرمہؓ خالدؓ کے چچیرے بھائی بڑے جوش مین گھس پڑے اور ہر مسلمانکو

جو لڑتا تھا بہشت کی خوشخبری سُنائی۔ اُنھوں نے کہا میں بہشت کی حوروں کو دیکھتا ہوں۔ ایک بھی اُنمیں کی اگر دنیا میں دکھائی دیتی تو سب اُسکی محبت میں مرتے۔ وہ ہمپر ہنس رہی ہیں۔ ایک اُنمیں سے سبز ریشم کا رومال ہلا رہی ہے اور ایک ہاتھ میں جواہرات کا پیالہ لیے ہے۔ وہ ہماری طرف اشارہ کرتی ہے۔ وہ پکارتی ہے کہ یہاں جلد آؤ۔ اسی حالت میں وہ الجنان الجنان کہتے اُس جگہ گھس پڑے جہاں حاکم شہر تھا جسنے اُنکو ایسا تیر مارا کہ وہ شہید ہو گئے۔

رات آجانے سے لڑائی موقوف ہوئی اور مسلمانوں نے آرام کیا۔ خالدؓ نے بھی ابو عبیدہؓ سے مشورہ کیا کہ کوئی تدبیر کرنا چاہیئے کل لڑائی شروع کیجائے۔ اور غنیم کو منتشر کر کے اپنی جگہ سے دور بُلایا جائے کیونکہ جبتک وہ اکٹھے رہتے ہیں ہمارے سواروں کا بہت نقصان ہوتا ہے اسلیے صبح ہوتے ہی مسلمان ہٹے پہلے باقاعدہ طور پر اور بعد اُسکے منتشر ہو کر کیونکہ عرب کا دستور تھا کہ پیچھے ہٹتے تھے۔ پھر دفعتاً اکٹھے ہو کر حملہ کر بیٹھتے تھے۔ عیسائیوں نے یہ سمجھکر مسلمان بیدل ہو کر بھاگے بعضوں نے تعاقب کیا اور بعض لوٹ کی فکر میں ہوئے۔ فوراً عربوں نے منتشر یونانیوں پر حملہ کیا۔ ابدا تیر اگرے خالدؓ اور ضرارؓ نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی اور اپنے لشکر کو جرأت دی اور نہایت خونریزی کی عیسائی مردوں کی تعداد سولہ سو اسنے یا دہ تھی اور حاکم شہر اُنسی زمرے میں تھا۔ وہ بڑی جسامت اور بھاری چہرہ اور خوشبو لگانے کے باعث سے پہچانا گیا۔

اس لڑائی کے بعد شہر حمص نے اطاعت قبول کی۔ لیکن مسلمان نہ قبضہ کرنے کے لیے نہ قلعہ کیلیے فوج چھوڑنے کو ٹھہر سکے۔ اُنکو خبر ملی کہ بہت بڑا لشکر یونانیوں اور عربوں کا بڑی تعداد میں آرہا ہے۔ کہ اُنسے مقابلہ کرے اور اُنکو دبوچ لے۔ اس موقع پر لوگوں کی رائے مختلف ہوئی۔ بعضوں نے کہا کہ ملک عرب کو واپس چلیے۔ جہاں کے ریگستان میں غنیم کو کچھ غذا نہ ملے گی لیکن ابو عبیدہؓ نے رائے دی کہ اس قسم کی واپسی بزدلی سمجھی جائے گی اور بعضوں کی یہ رائے ہوئی کہ ہملوگوں نے یہ زرخیز ملک تلوار سے حاصل

کیا ہم اب چھوڑ کر جانا مناسب نہیں جو ہونا ہو وہی ہو۔ لیکن خالدؓ نے فیصلہ کر دیا آپ نے فرمایا یہاں پڑے رہنا مناسب نہیں کیونکہ قیصر ہرقل کے بیٹے قسطنطین کے پاس کہ یہاں سے قریب ہی چالیس ہزار آدمی ہیں۔ اسلیے آپ نے مشورہ دیا کہ یرموک کو جا رہیں۔ بیت المقدس اور عرب کی سرحد پر ہی جہاں پر خلیفہ وقت کی مدد آنے میں آسانی ہوگی اور قیصر کے لشکر پر حملہ ہو سکے گا خالد بن الولید کا مشورہ قبول کیا گیا۔

فصل پانچویں

مسلمانوں کی اس تیز کامیابی سے قیصر ہرقل کو اپنے ملک شام کے استحفاظ کا نہایت خوف ہوا اقلیم یورپ اور ایشیا سے لشکر فراہم کیے گئے۔ اور خشکی اور تری سے جہاں جہاں ضرورت دیکھی گئی بھیجے گئے۔ انکا اصل لشکر ۲۸۰۰۰۰ دو لاکھ اسی ہزار آدمیوں کا مسلمانوں کی تلاش میں مشہور افسر ماہان کے تحت میں روانہ کیا گیا۔ عرب اسکو ماہان کہتے ہیں اور یونانی مینول۔ راہ میں اس لشکر کو جبلہ بن الایہم ملا جو عیسائی عرب کی قوم غسان کا بادشاہ تھا۔ اس جبلہ نے اسلام قبول کیا تھا لیکن فی یل کے واقعات کے باعث وہ اسلام سے پھر گیا۔ وہ خلیفہ عمرؓ کے ساتھ حج کے لیے مکہ معظمہ گیا۔ اور کعبہ کے گرد طواف کر رہا تھا۔ کہ ایک عرب قوم فزارہ سے اسکے دامن پر چڑھ گیا اور وہ احرام گلے کے پاس سے ایسا پھٹ گیا۔ کہ گلا کھل گیا۔ وہ غضب ناک ہو کر اس عرب کی طرف پھرا۔ اور چلایا کہ تجھپر اللہ کا قہر نازل ہو کہ تو نے میری پیٹھ اس متبرک گھر میں کھولی۔ اس عرب نے عاجزی کی کہ یہ ایک امر مجھسے بلا قصد اتفاقیہ ہوا۔ لیکن جبلہ نے اسکو طمانچہ مارا اور خوب کچلا یہاں تک کہ اسکے چار دانت ٹوٹ گئے اس حاجی عرب نے حضرت عمرؓ کے پاس نالش کی لیکن جبلہ نے کہا کہ ہمنے بہت ٹھیک کیا ہے کیونکہ ہمکو اس سے صدمہ پہونچا ہے اگر ہم حرم کے اندر نہوتے اور خونریزی منع نہوتی تو ہم اسکو مار ڈالتے حضرت

عمرؓ نے کہا کہ تم نے اپنے قصور کا اقرار کیا اور تاوقتیکہ تمہارا فریق معاف نہ کرے تم کو سزا دیجائیگی آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت جبلہ نے غرور کے ساتھ جواب دیا کہ ہم بادشاہ ہین اور یہ شخص دہقانی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم دونون اللہ کی نظر دن مین مسلمان ہو۔ دونون برابر ہو۔ اور اُسکے یہان کسی کی عزت نہین حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمکو سزا کل دیجائیگی۔ یہ سُنکر رات ہی کو یہ شخص بھاگا۔ اور قسطنطنیہ پہونچا۔ اور اسلام ترک کرکے پھر عیسائی ہوگیا۔ اور قیصر ہرقل کی خدمت مین تھا۔ اب یہ شخص مینول (ماہان) کی مدد کیواسطے ساٹھ ہزار عرب لایا۔ اتنے بڑے لشکر کے پہونچنے کی خبر مسلمانون کو معلوم ہوئی جسکے باعث سے مسلمانون نے حمص۔ کو چھوڑا۔ اگرچہ وہ شہر اطاعت مین در آیا تھا۔

مسلمان لوگ اب یرموک پہونچے۔ یہ ایک جگہ ہے کہ اچھے درخت اور اچھی آب و ہوا کیواسطے مشہور ہے۔ اور ایک چشمے کے کنارے کہ وہ بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ خیمہ زن ہوئے۔ اسوقت تک یہ جگہ کچھ ایسی مشہور نہ تھی لیکن بعد لڑائی اور فتح شام کے مشہور ہوئی ماہان اپنے بڑے لشکر کے ساتھ آہستہ آہستہ آتا تھا۔ لیکن اُسنے جبلہ کو ساٹھ ہزار عربون کے ساتھ میدان صاف کرنے کے لیے آگے روانہ کیا۔ کہ وہ جلد مسلمان عربون سے مقابلہ کرین کہ ہیرے کو ہیرا کاٹتا ہے۔ ان متفق لشکر دن سے لوگون کو بڑی تکلیف پہونچی جہان گئے اُسکو ویران کر ڈالا۔ اور جن عیسائیون نے مسلمانون کی اطاعت کرلی تھی اُنکو بھی لوٹا۔

ہر گاہ۔ ماہان فاصلہ پر تھا حسب نشائے حکم قیصر ہرقل اُسنے صلح کا پیغام ابو عبیدہؓ کے پاس بھیجا۔ ابو عبیدہؓ نے نمانا اور اسلام سے اُسکے پھر جانے پر ملامت کی۔ اور یہ کہ وہ اپنے ملک الوہیر اسقدر ظلم و تشدد کیون کرتا ہے جبلہ نے جواب دیا کہ میرا مذہب قیصر کا مذہب ہے اور ہم اُسی کیواسطے لڑینگے۔ اسپر خالدؓ آگے آئے۔ اور کہا کہ اس کافر کو ہمارے حوالے کیجئے۔ آپنے کہا کہ اصل لشکر سے وہ بہت آگے ہے۔ ہمکو تھوڑے سے چنے ہوئے آدمی دیجیئے کہ اُسپر اور اُسکے عربون کے

لشکر پر جا پڑین۔ قبل اسکے کہ ماہان اُنکی مدد کر سکے اُنکی رائے کو اکثرون نے ناپسند کیا لیکن خالد رضہ اپنے جوش مین چلائے کہ کسی طرح ان شیطانون کا لشکر اللہ کے لشکر کو نہین پہونچ سکتا اللہ مدد کریگا۔ اسکا جواب کسی کے پاس نہ تھا خالد رضہ کو چن لینے کی اجازت دی گئی سے چنے ہوؤن مین سب شجاع اور آزمودہ کار تھے۔ ان لوگون سے خالد رضہ جبلہ پر آپڑے کہ بالکل غیر آمادہ تھا۔ اور اُسکے لشکر کو انتشار مین ڈالا۔ اور بڑی خونریزی کے ساتھ اُسکو اصل لشکر پر پلٹنے کے لیے مجبور کیا خالد رضہ کی اس کامیابی پر بسبب قید ہوجانے یزید اور رفیع رضہ اور ضرار رضہ کے دھبا آگیا عیسائی مفروریون نے واپسی کیوقت انکو گرفتار کرلیا اور ماہان کے لشکر مین لیگئے اسی اثنا مین ایک خاص قاصد جسکا نام عبداللہ ابن قرط تھا مدینہ مین پہونچا اور ابو عبیدہ رضہ کا خط حضرت عمر رضہ کے نام لایا جس مین خطرناک حالت درج تھی۔ اور مدد کی استدعا کی۔ خلیفہ وقت منبر پر چڑھ گئے۔ اور جہاد کا وعظ فرمایا۔ فرمایا۔ کہ اسلام کے واسطے اور اللہ و رسول صلعم کے لیے لڑنا کیسا ہی۔ تب آپ نے ایک خط ابو عبیدہ رضہ کے نام کا جو قرآن کی آیت سے بھرا تھا عبداللہ کو دیا اور اُس مین لکھا تھا کہ ہم دعا کرتے ہین اور امدادی لشکر بھی بھیجتے ہین یہ لکھکر آپنے عبداللہ کو دعا دی اور اُنکو رخصت کیا کہ جلد جاوین۔

عبداللہ کو واپس جانے مین یاد آیا کہ ہم نے رسول اللہ صلعم کے روضہ کی زیارت نہین کی یہ یاد آنے سے وہ واپس آئے۔ اور حضرت عائشہ رضہ کے حجرے مین جہان آپکا مزار تھا گئے۔ اُنھون نے مزار کی بغل مین عائشہ صدیقہ رضہ کو دیکھا کہ حضرت علی رضہ اور عباس رضہ کا قرآن پڑھنا سن رہی تھین ہر گاہ امام حسن ع اور امام حسین ع آپکے صاحبزادگان اور رسول اللہ صلعم کے نواسے دوزانو بیٹھے تھے۔ بعد ادائے تعظیم روضۂ اطہر کے عبداللہ نے اپنا مطلب اظہار کیا۔ کہ ہم چاہتے ہین کہ قبل یرموک کی لڑائی کے اور دشمن کے مقابلہ کے ہم لشکر مین پہونچین۔ اسپر سب متبرک لوگون نے ہاتھ اُٹھایا۔ اور حضرت علی ع نے جلد پہونچنے کی دعا کی۔ تب وہ روانہ ہوئے۔ اور اسقدر جلد لشکر مین پہونچے کہ انکا پہونچنا حضرت

عمر اور حضرت علیؓ کی کرامت اور دعا کے باعث سے سمجھا گیا۔ موعودہ مدد بھی فوراً ہی روانہ کی گئی۔ یہ آٹھ ہزار آدمیوں کا لشکر تھا اور سعید بن عمرو کے تحت مین بھیجا گیا انکو خلیفہ وقت نے ریشمی سرخ جھنڈا دیا۔ اور چلتے وقت نصیحت کی کہ اپنے پر اور اپنے لشکر پر جابر رہو اور خود غرضی کی باتین نہ کہو۔

سعید نے بھی دینداری کی راہ سے بیان کیا کہ اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔ آدمی سے نہین۔ اور کل مسلمانون کو خواہ قرابت مند ہون یا غیر عزیز رکھنا چاہیئے۔ اور حاضر اور غائب کی یکسان پرورش چاہیئے۔ اور جو حق ہو اُسکو امر کرنا اور جو ناحق ہو اُس سے باز رکھنا۔ خلیفۂ وقت سر کو عصا پر رکھکر اور نظر زمین پر گڑائے سنتے رہے۔ جب سعید کہہ چکے آپنے سر اُٹھایا اور آنسو آپکے گالون پر دوڑ رہے تھے۔ اور کہا کہ حیف ہی کون آدمی بلا اللہ کی مشیت کے یہ سب کر سکتا ہے۔

سعید ابن عمر ریگستان کی مختصر راہ سے چلے اور راہ بھول گئے۔ ہر گاہ ایک رات وہ آرام کر رہے تھے۔ کہ ایک چشمہ کی اطراف مین اُن کو معلوم ہوا کہ ماہان۔ کا حاکم پانچہزار آدمیون سے قریب ہی سو اُس پر آپڑے اور اُسکے پیادون کو قتل عام کیا۔ وہ حاکم کچھ پیادون کے ساتھ مفرور ہو گیا۔ لیکن مسلمانون کے اس لشکر کے پاس کہ حضرت زبیرؓ کے تحت مین میدان صاف کر رہا تھا آپہونچا۔ زبیرؓ نے اُسکو ایک نیزے مین مار گرایا۔ اور اُسکے لشکر مین سے دونون طرف کے مسلمانون کی ضرب سے ایک بھی نہ بچا مسلمان اُنکا سر اپنے نیزے پر لیے خیمہ گاہ مین لے آئے۔ اور اُنکے لشکر کو اُس سے بڑی جرأت ہوئی قیصر کا لشکر اب قریب پہونچا اور ماہان نے پھر صلح کا پیغام بھیجا خالدؓ نے کہا کہ ہم جا کر گفتگو کرینگے۔ لیکن آپکا اصل ارادہ تھا کہ ضرار اور یزید اور رفیعؓ وغیرہ کو چھوڑا لاوین کہ جبلہ کی لڑائی مین گرفتار ہو گئے تھے۔

جب خالد عیسائی خیمہ گاہ کے مقابل پہونچے۔ اُن سے کہا کہ اپنے ایک سو ساتھیون کو

چھوڑ دیجئے۔ اور تنہا ماہان کے خیمے مین جایئے۔ لیکن آپنے انکار کیا۔ آپنے اس سے بھی انکار کیا کہ آپ اور آپکے ساتھی بے تلوار آوین۔ کچھ گفتگو کے بعد آپ کو اپنے طور پر آنے کی اجازت ملی۔

ماہان ایک قسم کے تخت پر بیٹھا تھا۔ جسکے گرد اُسکے ماتحت افسر تھے ہر گاہ خالدؓ اپنے ایک سَو آزمودہ کار سوارون کے ساتھ سادے لباس مین داخل ہوئے کرسیان اُنکے اور اُنکے ساتھیون کے واسطے لائی گئین۔ لیکن اُنھون نے ہٹا دیا۔ اور چار زانو فرش پر بیٹھ گئے۔ جب ماہان نے اُسکی وجہ دریافت کی آپنے قرآن کے بیسوین پارہ سے آیت پڑھی جسکے معنی یہ ہین کہ تم مٹی سے بنائے گئے ہو اور مٹی ہی مین ملو گے اور مٹی سے پھر نکالے جاؤ گے (منھا خلقنا کم و فیھا نعید کم و منھا نخرجکم تارۃ اخری) آپنے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالے نے زمین کو پیدا کیا ہے۔ اور جسکو اللہ نے بنایا تمھارے ریشمی پردون سے زیادہ قیمتی ہے۔

ماہان نے گفتگو شروع کی۔ اُس نے شکایت کی کہ مسلمان بے انصاف ہین۔ بلا اشتعال کے اپنے ہمسائے سے لڑنے آئے ہین۔ اور اُنکے مذہبی اُمور مین دخل دیتے ہین۔ اور اُنکے جورو لڑکے کو لوٹتے ہین۔ اور اُنکو غلام بناتے ہین۔ خالدؓ نے کہا کہ یہ صرف اُنکی ہٹ کا باعث ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک نہین کہتے اور محمد صلعم کو رسول نہین مانتے۔ اُنکے آپس مین باتین تند ہونے لگین اور خالدؓ نے اپنے جوش مین کہا کہ ہم تمھین ایک روز حضرت عمرؓ کے سامنے گلے مین پٹا ڈال کر کھینچین گے۔ اور تمھارا سر کاٹ لینگے۔ کہ جس سے تمام کافرون کو ڈر ہو۔

ماہان نے بھی غصہ ہو کر جواب دیا کہ چونکہ آپ اسوقت ایلچی ہین اس لیے محفوظ ہین لیکن آپکی گستاخی کی سزا یہ ہے کہ آپکے پانچون قیدی دوستون کو آپ کے سامنے قتل کراتا ہون۔ خالدؓ نے جواب دیا۔ کہ اگر اس دھمکی کا ذرا بھی اجرا ہوا اور

اگر بال برابر بھی نقصان ہوا تو ہم تم کو اللہ اور اسکے رسول صلعم اور کعبہ کی قسم اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے - اور ہر شخص ان مسلمانون سے تمھارے آدمیونکو مار ڈالینگے - یہ کہکر آپنے اپنی تلوار نکالی اور آپکے ساتھیون نے بھی ایسا ہی کیا - عیسائی سردار اس بہادری کو دیکھکر متعجب ہوا اسنے کہا کہ جو کچھ ہمنے کہا صرف دھمکی تھی - مسلمان ٹھنڈے کیے گئے - اور تلوار میان مین رکھی گئی اور پھر گفتگو سہولیت سے ہونے لگی -

آخرش ماہان نے پانچون قیدیون کو رہا کیا - اور اسکے بدلے مین - خالدؓ نے اپنا قرمزی خیمہ - ماہان کو دیا جو عیسائی خیمے کے مقابل گوڑا گیا تھا اور جسکی نسبت اسنے اپنی خواہش ظاہر کی تھی - اس طرح یہ گفتگو طے ہوئی اور فریقین اپنے اپنے خیمہ مین بہ اعزاز کے ساتھ واپس گئے -

فصل چھبیسوین

وہ بڑی لڑائی جس سے ملک شام کا فیصلہ ہوا عنقریب ہر کہ پیش ہو کیونکہ - قیصر نے اس ملک کی قسمت کو ایک ہی بہت بڑی لڑائی پر منحصر کیا تھا حضرت - ابو عبیدہؓ نے وقت کے اشکال کو دریافت کر کے اور اپنی ناقابلیت میدان کارزار مین بھکر لشکر کی حکومت عام خالدؓ کو سپرد کی اور خود لشکر کے پیچھے عورتون اور لڑکون کی حفاظت کے لیے رہنا قبول کیا کہ جو مسلمان پیچھے بھاگنے کا قصد کرے گا - اسکو پھر آگے بھیجین گے یہان پر آپنے زرد جھنڈا جو آپکو حضرت ابو بکرؓ نے دیا تھا - اور جس کو حضرت صلعم نے خیبر مین لیا تھا نصب کیا قبل شروع ہونے لڑائی کے خالدؓ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکر کے آگے گئے - اور ایک مختصر تقریر کی کہ بہشت تمھارے آگے ہے اور شیطان اور جہنم تمھارے پیچھے ہے - بہادری سے لڑو تمکو بہشت ملیگی اور اگر بھاگے تو جہنم مین گرو گے دونون لشکر قریب ہوئے لیکن عیسائیون کی کثرت اور یونانیون کی قاعدہ دانی نے

مسلمانون کے دبنے ... زور کر ہٹا دیا۔ جو لوگ بھاگے انپر پیچھے کی عورتین حملہ آور ہوئین
اور سخت ملامت کرنے لگین۔ یہانتک کہ انکو لڑائی مین مرنا اس ملامت سے پسندیدہ
معلوم ہوا۔ ابوسفیان رض بھی بھاگے انکو خیمہ کے بانس کا زخم چہرہ پر لگا۔
جب تین مرتبہ مسلمان پسپا ہوئے اور تین مرتبہ انکا عورتون نے جرأت دیکر میدان
جنگ مین بھیجا۔ آخرش رات آجانے سے لڑائی ملتوی رہی۔ ہر گاہ ابو عبیدہ رض
زخمیون کے پاس گئے۔ انکے زخمون کو دھویا۔ اور مرہم لگایا اور عورتون نے خبرگیری کی
دوسری صبح کو پھر لڑائی شروع ہوئی۔ اور مسلمان سخت دبائے گئے عیسائی تیراندازون
نے بہت تنگ کیا۔ بہت سے مسلمان جنکو تیراندازون سے صدمہ پہونچا ان مین
سات سو ایسے آدمی تھے کہ جنکی ایک آنکھ یا دونون آنکھ ضائع ہوئی اور اسی وجہ سے
عورون نے اس دن کا نام یوم العمی رکھا۔ اور جنکی آنکھ اس لڑائی مین ضائع ہوئی مابعد
مین اس نشانی کا فخر کرتے تھے۔ تنہا تنہا کی لڑائیان بھی قابل لحاظ کے ہوئین۔ انمین سے
شرجیل رض کا ایک مضبوط عیسائی سے لڑنا تھا شرجیل رض بسبب کثرت روزے اور
پرہیزگاری کے نہایت ضعیف تھے۔ اور قریب تھا کہ مضبوط عیسائی غالب آجاتا۔
لیکن پیچھے سے ضرار رض نے ایک ہاتھ مارا اور وہ مر گیا۔ دونون شخصون نے اسکے
اسباب کا دعوی کیا لیکن آخرش اسی کو ملا جسنے مارا تھا۔ اس دن بھی مسلمان ایک مرتبہ
سے زیادہ پسپا ہوئے۔ اور عورتون کی غیرت دلانے سے پھر بڑھے قائلہ ضرار کی
بہن اس لڑائی مین خوب لڑین۔ اور زخمی ہوکر گر پڑین لیکن عفیرہ رض نے انکے مخالف کو
مار ڈالا اور انکو چھڑا دیا۔ لڑائی اسوقت تک رہی جب تک روشنی رہی۔ رات ہونے سے
مسلمانون کو خوشی ہوئی اور سمجھے کہ باوجود قلیل ہونے کے اس قدر ٹھہرنا صرف اللہ اور اسکے
رسول کی مدد سے تھا اور آخر مین بیشک کامیاب ہونگے اس رات مین ابوعبیدہ رض نے
دونون وقت کی نماز اکٹھی پڑھی۔ کہ آپ کے سپاہی بعافیت تمام سوئین کئی روز

تک یہ لڑائی ہوتی رہی - آخر مین مسلمان کامیاب ہوئے اور عیسائی لشکر کو پوری شکست ہوئی - اور وہ سب پریشانی کے ساتھ بھاگے - اکثر پہاڑون کے درون مین مارے گئے اور دریا کے گہرے حصتون مین ڈوب گئے - انھین کے آدمیون نے جا کر تکلیف پہونچی دھوکھا دے کر ایسے موقع پر لیگئے - ماہان لشکر کا سردار ایک شخص نعمان بن علقمہ کے ہاتھ سے مارا گیا ابو عبیدہ رضہ میدان کارزار مین خود گئے - اور ملاحظہ کیا کہ زخمیون کی حفاظت کس طرح کیجاتی ہے - اور مردے گاڑے جاتے ہین - آپ کچھ لاشون کو بے سر پاکر متحیر تھے کہ مسلمان ہی یا کافر لیکن آخر شش اُسکو مسلمانون کی طرح گاڑ دیا غنیمت کی تقسیم مین ابو عبیدہ رضہ نے پانچوان حصہ خلیفۂ وقت اور بیت المال کے واسطے نکال دیا - اور ہر پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو تین حصے دو حصے اپنے اور ایک حصہ گھوڑے کا لیکن عربی گھوڑون کے واسطے دو حصے نکالے - اس مین کسی قدر اختلاف بھی ہوا لیکن یہ بات خلیفۂ وقت کی منظوری سے طے ہو گئی بسبب قیمتی ہونے عربی گھوڑون کے ایسا کیا گیا یہی بڑی لڑائی یرموک کی تھی کہ کنارے پر دریاے یرموک کے ماہ نومبر ۶۳۶ء مین مطابق ۱۵ھ ہجری کے واقع ہوئی

فصل ساتوین

حملہ آور مسلمانون نے ایک مہینے تک دمشق مین اُس محنت کے باعث سے کہ فتحیابی کے سبب سے ہوئی ستآرام کیا - اس عرصے مین حضرت ابو عبیدہ رضہ نے حضرت عمر رضہ سے دریافت کیا - کہ اب وہ کس سمت کو رُخ کرین قیصریہ یا یروشلم (بیت المقدس) کی طرف حضرت علی رضہ اُس وقت حضرت عمر رضہ کے قریب تھے انہون نے رائے دی کہ پہلے یروشلم کا محاصرہ ہونا چاہیئے - کیونکہ وہ قدیم جگہ پیغمبرون کی ہے - اور وہان موسیٰ و عیسیٰ و محمدؐ کے واقعات گذرے ہین اور پیغمبرون کے مقابر کی وجہ سے متبرک بھی ہے - خلیفۂ وقت نے حضرت علی رضہ کی رائے کو پسند کیا - اور ابو عبیدہ رضہ کو لکھا کہ بیت المقدس کیطرف جاؤ اور یروشلم کا

محاصرہ کرو۔ اُس خبر کو پاکر ابو عبیدہؓ نے یزید بن ابی سفیان کو پانچ ہزار آدمیون سے روانہ کیا کہ محاصرہ شروع کرین۔ اور اُسکے بعد پانچ روز تک برابر مدد کثیر بھیجتے رہے یروشلم کے باشندون نے مسلمان حملہ آورون کو آتے دیکھا جنھون نے مشرق مین اس قدر حیرانی پھیلائی تھی اور اُنھون نے حملہ یا صلح کی گفتگو نہین کی بلکہ انجن وغیرہ کو شہر پناہ کی دیوارون پر واسطے مقابلہ کے مستحکم کیا۔

یزیدؓ شہر کے سامنے آئے اور اُنھون نے اپنے شرائط پیش کیے۔ یعنی اسلام لاؤ یا جزیہ دو۔ لیکن اُنھون نے دونون باتین نامنظور کین۔ اہل اسلام حملہ کرتے لیکن حضرت ابو عبیدہؓ نے اس بارے مین کچھ ہدایت نہین کی تھی۔ اسلیے تا آنے آپکے وہ بیٹھے رہے۔ آپ کے آنے پر یزیدؓ نے حملے کی تیاری کی۔ صبح کو مرغ کے بانگ دیتے ہی مسلمانون کے لشکر نے نماز پڑھی۔ اور سبھون نے ایک شامل قرآن کی آیت پانچوین پارے کی پڑھی جہان موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا ہے کہ اے لوگو تم اس متبرک زمین مین کہ تمھارے لیے مقرر کی گئی ہے داخل ہو۔

دس دن تک مسلمان بیکار حملے کرتے رہے۔ گیارھوین روز حضرت ابو عبیدہؓ اپنا کل لشکر مدد کے لیے لائے۔ آپنے ایک تحریری پیغام باشندون کے نام بھیجا۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کی توحید مانو۔ اور محمد صلعم کو اُسکا رسول سمجھو۔ یا ہماری موافقت مین در آؤ اور ہمکو جزیہ دو۔ اور نہین تو ہم تمھارے مقابلے کے واسطے ایسے آدمی لاوینگے جنکو موت اس سے بھی زیادہ عزیز ہے جیسا تمکو سور کا گوشت اور شراب عزیز ہے۔ اور ہم تم کو انشاء اللہ تعالےٰ نہ چھوڑین گے۔ یہان تک کہ تمھارے لڑنے والون کو ہلاک کرینگے۔ اور تمھارے لڑکون کو غلام بنا دینگے۔

یہ تحریر ایلیا (یروشلم) کے حاکم شہر اور باشندون کے نام تھی۔ یروشلم کی تعمیر قیصر ایلیاس ادرین نے بھی کی تھی۔ اُسی تاریخ سے یہ شہر اُسکے نام سے ایلیا ہی مشہور ہوا۔

یروشلم کے عیسائی امام سفرونیس نے جواب دیا کہ یہ مقدس شہر ہی اور پاکیزہ جگہ ادرجو شخص اسکی مخالفت کی نظر سے آیا - وہ اللہ کا دشمن ہی - اسکو اسپر بھروسا تھا - کہ چونکہ شہرپناہ اور برجون کا استحکام خوب کیا گیا ہی - اور اندر کا لشکر بھی یرموک کے مفروریون سے کچھ کم نہ تھا مقابلہ خوب ہوگا - یہ شہر بھی نہایت مستحکم جگہ مین واقع تھا - چونکہ سرطرف خیمون سے گھرا تھا - اور علاوہ اسکے اسی مین پرہیزگار لوگ تھے جو حضرت عیسیٰؑ کی قبر کے استحفاظ کے لیے جرأت دینے کو کافی تھے -

سردی کے چار مہینے گذر گئے روزانہ ایک مختصر لڑائی ہوتی رہی - اگرچہ محاصرہ کرنیوالون پر حملہ ہوتا تھا اور انجن وغیرہ سے سخت صدمہ اٹھایا - اور آب وہوا بھی ناموافق تھی لیکن تاہم محاصرہ نہ اٹھایا - یہانتک کہ ایک عیسائی امام نے جسکا نام سیمبرونیس - تھا دیوار کے اوپر سے ابوعبیدہؓ سے صلح کی گفتگو شروع کی - اُسنے کہا کہ تم نہین جانتے کہ یہ مقدس جگہ ہی اور جو اسکو صدمہ پہونچاتا ہی وہ قہر الٰہی مین مبتلا ہوتا ہی -

ابوعبیدہؓ نے جواب دیا ہم کو معلوم ہی کہ یہ پیغمبرون کی جگہ ہی - یہان وہ دفن ہین اور ہمارے نبی محمد صلعم بھی یہین سے معراج مین آسمان پر گئے - اور ہم جانتے ہین کہ ہم اسپر قبضہ کرنیکے مستحق تم سے زیادہ ہین - اور ہم اسکا محاصرہ نہ اٹھا دینگے جبتک اللہ تعالےٰ یہ جگہ اور جگہون کی طرح ہمکو نہ دیدے - عیسائی امام نے ناامید ہوکر کہا کہ ہم تمکو اس شرط پر قبضہ دیتے ہین کہ خود تمھارے خلیفہ آدین اور شرائط پر خود دستخط کرین اور قبضہ کرین -

جب یہ شرط خلیفۂ وقت کے پاس پیش کی گئی حضرت عثمانؓ اسکے برخلاف ہوئے لیکن حضرت علیؓ نے راے دی کہ نہین یہ جگہ عیسائیون کی نظر مین متبرک ہی اگر انکو مدد پہونچگی اور اخیر وقت تک لڑے تو مشکل ہوگی - علاوہ اسکے خلیفۂ وقت کے جانے سے سپاہیونکو ہمت اور مسرت ہوگی -

حضرت علیؓ کی باتون کا وزن خلیفۂ وقت کے دل مین ہوا - اور بعض مورخون نے

یہ بھی لکھا ہے۔ کہ یروشلم مین یہ بات پیشین گوئی کے طور پر لکھی تھی۔ کہ ایک شخص اس نام اور مذہب اور صورت کا خود آکر اس متبرک جگہ کو فتح کریگا۔ بہر نوع حضرت عمرؓ نے خود جا کر اس شہر کو اطاعت مین در لانا پسند کیا آپنے اپنی غیر حاضری مین حضرت علی رضؓ کو قائم مقام کیا اور مسجد نبوی مین نماز پڑھکر اور حضرت رسول صلعم کے روضہ کی زیارت کر کے روانہ ہوئے اس بڑے بادشاہ کی ترقی جسکے ہاتھ مین ان بڑی سلطنتون کی عنان تھی اور بیحساب غنیمت اسکے قبضۂ اقتدار مین تھی۔ اسلام کی سادگی کے قاعدہ پر منحصر معلوم ہوتی تھی آپ سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار ہوئے۔ جسکے دونون جانب جھولی لٹک رہی تھی ایک مین کھجور اور سوکھے میوے تھے اور دوسرے مین بھونی ہوئی جنس مثل گیہون جو وغیرہ کے تھے۔ آپکے آگے کیجانب کو ایک مشکیزہ پانی کا لٹکتا تھا اور پیچھے ایک لکڑی کا لنگار تھا۔ آپکے ساتھی بلا امتیاز درجے کے ایک ہی رکابی مین کھاتے تھے۔ اور آپ رات کو درخت کے نیچے چٹائی بچھا کر سوتے۔ یا معمولی بدوون کے خیمے مین رہتے۔ اور بغیر صبح کی نماز پڑھے روانہ نہین ہوتے۔

جب آپ اس سادگی سے عرب کے درمیان جا رہے تھے۔ آپنے کئی آدمیون کی نالش سنی اُنکا درمان کیا۔ اور ٹھیک انصاف کیا اسکی خبر پہونچی کہ ایک عرب ہے کہ دو بہنون کو نکاح مین ایک ساتھ رکھتا ہے یہ اسلام کے مسائل کے خلاف تھا۔ اگرچہ کافرون مین رائج تھا۔ یہ شخص مسلمان تھا آپنے اُسکو اور اسکی بی بی کو بلایا۔ اور اسکو اسکی غلطی پر مطلع کیا اُسنے کہا کہ ہم اس قاعدے سے اسلام کے نہین واقف تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ تو جھوٹا ہے ابھی ایک کو اُن مین سے چھوڑ دے نہین تو تیرا سر کاٹا جائیگا۔ اُسنے کہا کہ کیا خراب وہ دن تھا کہ ہمنے اس مذہب کو اختیار کیا۔ یہ ہمارے کون کام آویگا۔ آپنے فرمایا میرے پاس آؤ اور دو چھڑیان اُسکے سر پر مارین اور کہا کہ تو اپنا اور اپنے اللہ کا دشمن ہے۔ اسی تادیب سے اپنا چال چلن درست کر اور اُس دین کی تعظیم کر جسکو اللہ نے اُتارا ہے۔ اور اُسکے

عمدہ بندوں نے قبول کیا ہی۔ تب آپنے اُس سے کہا کہ دونوں مین ایک کو جسے پسند کرتا ہو رکھ
اور جو آدمی اسلام لاتا ہی اور اُسکو چھوڑ دیتا ہی اُسکے واسطے موت کی سزا ہو۔ اور اب اگر اپنی دجہ
کی بہن کو ہاتھ لگایگا تو سنگسار کیا جائیگا۔

دوسری جگہ آپ نے کچھ آدمیون کو دھوپ مین کھڑے دیکھا۔ اس سبب سے کہ انھون
نے مسلمانون کو جزیہ حسب وعدہ نہین دیا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ بالکل بے
سروسامان ہین۔ آپنے اُن کو رہائی کا حکم دیا۔ اور ایذا دینے والون کو ملامت کی کہ اس
سے زیادہ کسی پر شدت نہ کرو کہ تم نہ سہہ سکو۔ کیونکہ ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا ہی کہ جو شخص کسی اپنے ساتھی کو دنیا مین تکلیف دیتا ہی۔ اُسکو جہنم
کی آگ سے تکلیف پہونچے گی۔

جب آپ یروشلم سے ایک روز کے فاصلہ پر تھے۔ ابو عبیدہؓ آپ کی پیش قدمی
کے واسطے آئے۔ کہ آپ کو خیمہ تک لیجاوین۔ آپ کچھ غور کے ساتھ چلتے تھے اور آپنے اپنے
فرائض پیشوائی اور نصیحت کو فراموش نہین کیا۔ صبح کی نماز کے بعد آپنے وعظ فرمایا جسمین
آپ نے فرمایا کہ اللہ جسکو رہنمائی کرے اُسکو کوئی ڈگا نہین سکتا۔ اور جسکو اللہ
ضلالت مین ڈالے اُسکی مدد کون کر سکتا ہی۔ ایک عیسائی پادری بول اٹھا کہ اللہ کا
کلام ضلالت مین ڈالنے کا نہین ہی اسپر آپ نے فرمایا کہ اگر پھر بولے تو اسکا سر کاٹ
ڈالو۔ وہ شخص چپ رہا اسلام کی تلوار کے آگے کس کی مجال تھی کہ بولے۔ آپ نے اپنی
راہ مین کچھ عربون کو اپنا لباس چھوڑ کر شام کا فاخرہ لباس پہنے دیکھا اُسی وقت اُن کا
کپڑا پھاڑ دیا گیا۔ جب یروشلم کے سامنے آئے آپنے اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ اور کہا کہ
اللہ تعالیٰ نہایت قوی ہی۔ اور اللہ ہمکو فتح آسانی سے حاصل کراتا ہی۔ تب خیمہ گاڑنیکا حکم دیا
اور اُس مین اُترے اور فرش پر بیٹھ گئے۔ عیسائیون نے اس قوی لشکر کے بادشاہ کو کہ
تمام دنیا کو فتح کیا چاہتا تھا دیکھنا چاہا۔ مسلمان اس خوف سے کہ شاید قتل کا قصد کرین روکنا

چاہتے تھے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ جبتک اللہ کا حکم نہو ہمکو کچھ نہ ہوگا۔ اسی پر بھروسا رکھو خلیفہ وقت کے آتے ہی شہر نے اطاعت قبول کر لی۔ جو لوگ کہ شہر کی طرف سے صلح کا پیغام لائے آپکو اس سادہ لباس مین دیکھکر متعجب تھے۔ صلح کے شرائط کو آپ نے خود لکھا۔ اور وہ مابعد کے فتوحات مین نظیر ہو گئے۔ شرائط یہ تھے کہ عیسائی نئے گرجے اس ملک مین نہ بنادین اور گرجون کے دروازے برابر مسافرون کے لیے کھلے رہین۔ اور مسلمان اُن مین دن رات جب چاہین جاسکین۔ گھنٹیان بلائی جاوین اور بجائی نہ جاوین۔ اور گرجون پر صلیب بلند کیجاوین اور نہ گلیون مین دکھائی جاوین۔ عیسائی اپنے لڑکون کو قرآن نہ تعلیم کرین اور نہ اپنے مذہب کی باتین علانیہ بولین۔ اور نہ کسی کو شاگرد کرین۔ اور نہ اپنے ہمسائے کو عیسائی ہونے کی ترغیب دین۔ اور مسلمانون کا لباس نہ اختیار کرین۔ خواہ جوتا پگڑی یا ٹوپی جو کچھ ہو اور نہ اپنے بالون کو مسلمانون کی طرح چیرین۔ وہ مسلمانون کی زبان تحریر مین نہ استعمال کرین اور مسلمانون کی طرح سلام بھی نہ کرین۔ اور نہ اُن کے نام رکھین جب کوئی مسلمان آوے تو اُنکو کھڑا ہو جانا چاہیئے یہان تک کہ اُن سب کو ہر مسلمان مسافر کی تین روز تک خاطر داشت کرنا ہوگی اُنکو شراب نہ بیچنا چاہیئے۔ اور ہتھیار بند نہ چلے اور گھوڑے پر زین نہ رکھے۔ اور جو خدمتگار مسلمانون کی خدمت مین ہو اُسکو اپنے یہان جگہ نہ دے۔

یہ سب ذلیل شرائط یروشلم کے رہنے والون کو قبول کرنا پڑے عیسائیون کے ان شرائط قبول کرنے پر حضرت عمرؓ نے اُنکے جان و مال کی حفاظت اپنے اوپر اختیار کی۔

حضرت عمرؓ اس سلیمانؑ کے شہر مین پیادہ پا گئے۔ اور آپکے ہاتھ مین عصا تھا اور اُنکے ساتھ پادری سفرونیس تھا جس سے آپ نے سہولیت سے گفتگو کی۔ اور آپ نے قدیم عمارتون کا حال اُس سے پوچھا اور اُس عیسائی پادری نے مسلمانون کی ظاہری تعظیم بخوبی کی بہرگاہ عیسائی حشر کے معبد مین آپ تھے کہ نماز کا وقت آیا۔ اور آپ نے نماز کے لیے جگہ تلاش کی اُس پادری نے اُسی گرجے مین پڑھنے کے لیے کہا لیکن آپ نے نامنظور۔

کیا۔ تب وہ گرجہ قسطنطین مین لے آیا۔ وہان بھی آپنے ناپسند کیا۔ لیکن واپسی کے وقت اس گرجے کے مشرقی دروازے مین جو سیڑھی تھی اسپر نماز ادا کی۔ نماز پڑھکر آپنے اس پادری سے فرمایا۔ کہ اگر ہم گرجے کے اندر نماز پڑھتے۔ تو میرے بعد مسلمان اُسکو توڑکر مسجد بنا لیتے پھر آپنے فرمایا اس سیڑھی پر مسلمانون مین سے ایک سے زیادہ آدمی نماز نہ پڑھے چنانچہ آپکے بعد آدمی اُس سیڑھی کی توڑکر مسجد بنائی گئی۔ اور آپنے تلاش کیا کہ سلیمانؑ کا معبد کہان ہے چنانچہ وہان آپنے ایک مسجد بنائی لیکن مابعد مین وہ اس قدر بڑھائی گئی اور مرصع ہوئی کہ قرطبہ (کرڈوا) جو اسپانیہ مین ہے اُسکی مسجد کی ثانی ہوئی یروشلم کا اطاعت مین آنا ۱۷ھ ہجری مین تھا مطابق ۶۳۷ء کے۔

فصل آٹھوین

خلیفہ عمرؓ دس روز تک شہر یروشلم مین رہے۔ اور اسلام کی کامیابیون کا بندوبست کیا۔ شام کے فتوحات پورے کرنے کے لیے آپ نے اُس کو دو حصون مین تقسیم کیا شمالی اور جنوبی جنوبی شام جس مین بیت المقدس اور بحری اطراف داخل ہین یزید بن ابی سفیان کے حوالہ کیا کہ اُسکو قبضے مین در لادین ہرگاہ ابو عبیدہؓ بہت بڑے لشکر کے ساتھ شمالی شام کی فتح کے لیے تعینات ہوئے۔ اُس مین ملک داخل تھا جو درمیان حوران اور حلب کے ہے اور عمرو بن العاص کو مصر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ہرگاہ اس اطراف مین اسلام کے فتوحات ایسی حالت مین تھے سعد بن ابی وقاصؓ دوسرے سالار لشکر حضرت عمرؓ کے اسوقت فارس مین اپنے فتوحات کی پیروی کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کے مدینہ واپس آنے سے لوگون کو خوشی ہوئی کیونکہ آپکے یروشلم جانے سے اُنکو انتشار تھا۔ چونکہ وہ جانتے تھے کہ وہان کی آب و ہوا۔ نہایت مناسب ہے اور زمین زرخیز ہے۔ اور بسبب پیغمبرون کی مزارات کے یہ جگہ مقدس تھی۔ اور موافق عقیدہ اسلام کے حشر کی بھی جگہ ہے۔ اسلیئے اُن کو خوف تھا کہ کہین آپ اپنی بقیہ عمر وہان بسر نہ کرین

اور وہین سکونت نہ اختیار کریں اسلیے وہ لوگ خلیفۂ وقت کو پھر اپنے شہر کے دروازے مین
اسی عرب کے سادہ لباس مین داخل ہوتے دیکھکر اور اونٹ پر وہی تھیلے سوکھے میوون تھم
اور بھونے غلے بھرے ہوئے اور مشک اور زنگار لٹکے ہوئے ملاحظہ کرکے نہایت خوشنود ہوئے
ابو عبیدہ تھوڑے ہی عرصہ بعد روانگی خلیفۂ وقت کے یروشلم سے اپنے فتوحات
کی ترقی کے لیے روانہ ہوئے۔ اور اپنی راہ مین شہر کنسرن اور الحضر سے اطاعت قبول
کرائی جسکے باشندون نے پانچ ہزار اشرفی اور اسی قدر روپیے اور دو سو جوڑے ریشمی کپڑے
اور اسی قدر انجیر اور معتبر دیے کہ پانسو خچر پر لادے گئے۔ تب آپ شہر حلب کی طرف
روانہ ہوئے جسکے محاصرے کا حکم خلیفۂ وقت نے دیا تھا۔ اس شہر کے باشندون نے بڑی
دولت تجارت سے جمع کی تھی اسلیئے وہ مسلمانون کو دیکھکر کانپے۔ کہ ہمارے شہر کو بھی
مثل اور شہرون کے تاراج کرینگے۔ شہر حلب مضبوط شہر پناہ سے گھرا ہوا تھا۔ لیکن
اسکا پورا بھروسا قلعہ کے استحکام پر تھا کہ شہر پناہ سے باہر ایک مصنوعی پہاڑی سے مین
کونیہ صورت مین بنا ہوا تھا۔ اور اسلیئے زرخیز پر تیر تھا۔ یہ بہت بڑا قلعہ تھا۔ اور اطراف کے
میدانون پر کوسون تک حاوی تھا۔ اور چارون طرف کے غار سے گھرا ہوا تھا جس مین
چشمونکا پانی آسکتا تھا۔ اور یہ قلعہ شام کے تمام قلعون سے مستحکم سمجھا جاتا تھا۔ وہ حاکم جس کو قیصر
ہرقل نے مقرر کیا تھا۔ اور جسکی حکومت مین حلب سے فرات تک تھا عنقریب مین مر گیا تھا۔ اور
اسکے دو بیٹے تھے۔ یوقنا اور یوحنا کہ اس قلعہ مین رہتے تھے اور اپنے باپ کی جگہ پر حکومت کرتے
تھے۔ دونون کے چال چلن ایک دوسرے بالکل مخالف تھے۔ یوقنا جو بڑا تھا جنگجو تھا اور حکومت کا
انتظام کرتا تھا اور یوحنا اپنی زندگی فقیری مین بسر کرتا تھا یعنی مذہبی تعلیم اور عبادت مین۔
یوحنا مسلمانون کو دیکھکر ڈرا اور رائے دی کہ انکو جزیہ دیکر صلح کر لو۔ کہ مالدار تاجرون کو
پناہ ہو۔ تب یوقنا نے جواب دیا کہ تم بھی فقیرون کی سی گفتگو کرتے ہو تم نہین جانتے ہو کہ
سپاہی کی عزت کیا ہے۔ کیا ہمارا قلعہ مضبوط اور سپاہی کثیر اور جنس وافر ہماری پناہ کے لیے

نہین ہو کہ ہم بلا لڑے صلح کر لیں۔ تم اپنی کتابین دیکھو اور عبادت کرو۔ اور شہر کی حمایت میرے ذمہ چھوڑ دو۔ دوسرے روز اُسنے سپاہیون کو روپیہ بانٹے۔ اور اس طرح سے انکی ہمت دی۔ اور کہا کہ عربون نے اپنے لشکر کے کئی حصے کیے ہین ایک حصہ بیت المقدس کو چھوڑا۔ اور دوسرا مصر کو روانہ کیا ہے۔ جو حصہ ہماری طرف آتا ہے صرف ایک جزو ہی کچھ بڑا لشکر نہین ہے۔ ہم چاہتے ہین کہ اُنکے یہان پہونچنے سے پہلے اُن سے راہ مین مقابلہ کرین اسکے لشکر نے خوشی سے قبول کیا۔ پس اُسنے بارہ ہزار آدمیون کو لیا اور مقابلہ کو گیا۔

جیسے ہی یہ شخص لڑنے کو گیا کہ بزرگ اہل تجارت نے تیس آدمیون کو ابو عبیدہ کے پاس صلح کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اور اُسکی غیر حاضری سے اُنکو یہ موقع ہاتھ آیا۔ یہ لوگ جب مسلمانون کے خیمہ مین داخل ہوئے۔ اُنکی سہولیت اور آرام عمدہ سردار کے باعث سے دیکھکر متحیر ہوئے۔ اُن سے۔ ابو عبیدہ اخلاق سے ملے اور اُنھون نے کہا کہ ہم بلا اطلاع اپنے حاکم یوقنا کے آئے ہین۔ جو حملہ آور ہوا ہے اور اُسکے ظلم ہم پر بہت ہی ہمت گفتگو کے بعد ابو عبیدہ نے شہر حلب کو پناہ دی۔ اس شرط پر کہ زر مقررہ ادا کرین۔ اور لشکر کو اُنکی غذا پہونچا دین۔ اور جو مسلمانون کے نفع کی بات ہو اُسکو ظاہر کرین۔ اور یوقنا کو قلعہ مین جانے سے روکین۔ ان لوگون نے سب شرائط قبول کیے سوائے قلعہ والے کے جس کا نفاذ اُن سے غیر ممکن تھا ابو عبیدہ نے اس شرط کو نکال دیا۔ اور بقیہ شرائط کے پورا کرنے کی قسم لی اور یہ کہ ایفائے وعدہ پر ہم تمہاری جان و مال کی حفاظت کرینگے۔ اور خلاف ہونے پر پھر پناہ نہ دینگے۔ تب آپنے کچھ آدمی حفاظت کے لیے ساتھ دینا چاہے۔ لیکن اُنھون نے انکار کیا کہ ہم جس طرح چپ چاپ آئے ہین اُسی راہ چلے جاوینگے۔

اسی اثنا مین دوسرے روز مسلمانون کے آگے کے لشکر پر یوقنا نے حملہ کیا۔ اور یہ مسلمانون کا لشکر کعب بن ضمرہ کے تحت مین ایک ہزار آدمیون کا تھا۔ یہ لوگ جب اپنے گھوڑون کو پانی پلا رہے تھے۔ اور گھاس پر بلا پروا پڑے تھے۔ کہ اچانک مین وہ آپڑا

ایک سخت لڑائی مایوسی کے ساتھ ہوئی مسلمانون کو پہلے فتح ہوئی لیکن آخرش ان بے بیحساب آدمی آپڑے ایک سو ستر آدمی شہید ہوئے اور سائی یا محمد صلعم کی صدا سے مایوسی ظاہر ہوئی تھی۔ رات نے تمام آدمیون کو ہلاکت سے بچایا۔ اور **یوقنا** نے سوچا صبح ہوتے ہی انکو شہید کرینگے۔ رات ہی کو ایک شخص خبر لایا کہ **حلب** کے باشندون نے **یوقنا** کے پیچھے مسلمانون سے صلح کر لی۔

اس خبر کو سنکر اُسنے کعب رضہ اور اُنکے ساتھیون کا خیال دل سے اُٹھا دیا۔ اور حلب کو واپس جاکر اپنی فوج کو آراستہ کیا۔ اور سب چیز جلا دینے اور سب کو قتل کرنیکی دھمکی دی۔ تاوقتیکہ باشندے مسلمانون کی صلح سے درگذرین۔ اور اُن کی مخالفت مین کوئی کارروائی نہ کرین۔ اور اُنکے متامل ہونے سے اُسنے حملے کا حکم دیا اور تین سو آدمیونکو تہ تیغ کیا۔ آدمیون کا شور و غل **یوحنا** کے کان تک اُسکے گوشہ عافیت مین پہونچا وہ قتل گاہ تک آیا۔ اور اس کو نصیحت اور دعا و التجا کرکے ٹھنڈا کرنا چاہتا تھا **یوقنا** نے کہا کیا ہم باغیون کو چھوڑ دین کہ ہمارے دشمن سے مل گئے ہین اور ہم کو اپنے مال کے واسطے بیچتے ہین **یوحنا** نے جواب دیا کہ وہ چونکہ لڑاکو آدمی نہین ہین۔ اس لیے اپنی حفاظت کی تدبیر کی ہے **یوقنا** نے غصہ ہوکر کہا۔ اے تبہ کار تو بھی اس قصور کا شریک ہے۔ ننگی تلوار اُسکے ہاتھ مین تھی۔ اُس کا کام اُس کی زبان سے بھی زیادہ سخت تھا۔ ایک ہی ہاتھ مین **یوحنا** کا سر زمین پر گر پڑا۔ **حلب** کے آدمی قریب تھے کہ اپنے ہی آدمی کے ہاتھ سے زیادہ تر صدمہ اُٹھاتے بہ نسبت اُسکے کہ وہ مسلمانون کی ایذا سے ڈرتے تھے۔ کہ اسی اثنا مین مسلمانون کا لشکر جس کے سردار خالد رضہ تھے دکھائی دیا۔ ایک سخت خونریز لڑائی شہر کی دیوار کے نیچے ہوئی تین ہزار آدمی **یوقنا** کے مارے گئے۔ اور وہ بہت آدمیون کے ساتھ قلعہ مین محصور ہونے کے لیے مجبور کیا گیا جسکی دیوارون پر اُسنے انجن قائم کیا۔ اور اخیر تک لڑنے کی تیاریان کرنے لگا۔

مسلمانون کے لشکر مین شور ہوا۔ حضرت ابو عبیدہ کی رائے ہوئی کہ محاصرہ کیا جائے یہان تک کہ شہر والے بھوکون مر کر صلح کرین۔ لیکن خالدؓ کی رائے ہوئی کہ حملہ کیا جائے قبل اسکے کہ قیصر اُن کو مدد پہونچا سکے خالدؓ کی رائے قائم رکھی گئی۔ قلعہ پر حملہ ہوا۔ اور حملہ آور دن سے سرگردہ آپ ہی ہوئے۔ لڑائی نہایت سخت تھی بہت لوگ پتھرون سے زخمی ہوئے۔ اور مارے گئے۔ آخرش خالدؓ اس قصد سے درگذرے اُسی رات کو کہ لوگ سو رہے تھے۔ یوقنا نے شب خون مارا۔ ساٹھ آدمیون کو قتل کیا۔ اور پچاس کو گرفتار کر کے لے گیا۔ خالدؓ نے سخت تر مقابلہ کیا اور اُسکے سو آدمیونکو مار ڈالا۔ قبل اسکے کہ اپنے قلعہ مین پناہ گزین ہون دوسرے روز یوقنا نے ان پچاس قیدیونکو قتل کیا۔ اور اُنکے سر محاصرین کے بیچ مین پھینکے۔ یہ سُنکر کہ مسلمانون کا کچھ لشکر اطراف کے میدان کو صاف کر رہا ہے اُسنے رات کو کچھ لشکر بھیجا کہ جنھون نے ستر آدمیون کو قتل کیا۔ اور پہاڑ کے درون مین اُنکے گھوڑے اور خچرے کر چھپ رہے اور منتظر رہے۔ کہ رات آوے تو شہر کو واپس جاوین۔ بعض مفرورین نے اُس خبر کو مسلمانون کے خیمہ گاہ مین پہونچایا۔ اور خالدؓ اور ضرارؓ کچھ سوارون کے ساتھ اس جگہ کے تماشے کو پہونچے انھون نے اُس جگہ کے آدمی اور جانورون کی لاشون سے پہچانا اور دہقانیون سے معلوم ہوا کہ مخالفین کدھر گئے۔ اور کس درے سے واپس جائینگے خالدؓ اور ضرارؓ نے اپنے لشکر والے کو اُس درے کی کمینگاہ مین چھپایا۔ اور رات کے وقت اُنھون نے غنیم کو آتے دیکھا۔ اُنھون نے اُن کو پوری طرح درے مین آنے دیا۔ اور تب اُسکے نزدیک ہو کر اور ہر طرف سے گھیر کر اکثرون کو قتل کیا۔ اور تین سو آدمیون کو گرفتار کر لیا۔ یہ لوگ کامیابی کے ساتھ مع قیدیون کے اپنے خیمون مین آئے۔ اور قیدیون کے بدلے اُن کو بہت کچھ زر مخلصانہ ملتا۔ لیکن اُنھون نے قلعہ کے سامنے تنبیہاً سب کو قتل کیا۔

پانچ مہینے تک اس شہر کا محاصرہ ہوتا رہا۔ سب مسلمانون کے حملے بیکار گئے۔ اور انکا کوئی کرنہ چلا۔ سب حیلے غنیم پر ظاہر ہوگئے۔ اور انکا جواب ملتا گیا۔ کیونکہ یوقنا کا جاسوس انکے عین لشکر مین تھا۔ ابو عبیدہؓ نے مایوس ہوکر حضرت عمرؓ کو لکھا۔ کہ اسکا محاصرہ ہم اٹھا لیتے ہین۔ اور انطاکیہ کا قصد کرتے ہین۔ لیکن حضرت عمرؓ نے رائے دی کہ مخالفین کو اس سے دلیری ہوجائے گی۔ مناسب ہے کہ اور بھی زیادہ مستعدی سے محاصرہ کیا جائے۔ اور اللہ تعالےٰ پر بھروسا رکھنا چاہیئے۔ اور آپ نے کچھ لشکر سوار اور پیادون کا مدد کے واسطے بھیجا جس مین ۲۰۰ اونٹ بھی تھے اس مدد کے بعد بھی پھر محاصرہ سینتالیس ۴۷ روز رہا۔

جب ابو عبیدہؓ اسوقت اور پریشانی مین تھے کہ اُس نئے آئے ہوئے لشکر مین سے ایک شخص نے کہا کہ اگر ہمکو تیس ۳۰ آدمی ملین۔ تو ہم اس قلعہ پر شرطیہ قبضہ کرتے ہین۔ اس شخص کا نام دامس ابی الحول تھا۔ اسکی صورت نہایت مہیب اور بڑا قوی ہیکل اور غیر معمولی طاقت کا آدمی تھا۔ لیکن بوجہ غلامی کے ناخواندہ تھا۔ اسکی عرب کی کارگذاریون کو سنکر خالدؓ نے اسکی استدعا کی تائید کی۔ ابو عبیدہؓ ایسے گھبرا گئے تھے کہ انکو کسی کی استدعا قبول کرلے مین کہ کسی طرح قبضہ اُس قلعہ پر کرسکے باک نہ تھا۔ اور آپ نے تیس ۳۰ آدمی نہایت قوی اور تجربہ کار چھانٹکر اسکو دیے۔ اور کہا کہ اگرچہ یہ شخص قوم اسفل سے ہے اسکی اطاعت سے منھ نہ موڑنا۔ اسی وقت اسکی ہدایت کے موافق ابو عبیدہؓ نے اپنے لشکر کو تین میل کے فاصلہ پر ہٹا لیا۔ کہ معلوم ہو کہ محاصرہ اٹھا لیا گیا۔ جب رات ہوگئی اور دامس تیسون آدمیون کو لیکر نہایت آہستہ آہستہ قلعہ کے نزدیک پہونچا۔ اور انکو ایک جگہ چھپایا۔ اور منع کیا کہ نہ کھنکارین اور نہ کسی قسم کا شور کرین۔ وہ اکیلا نکلا اور چھ ۶ آدمیون کو قید کر لایا۔ اور عربی مین اُن سے پوچھا لیکن وہ نہ سمجھے۔ اور اپنی زبان مین جواب دیا۔ یہ کمکر کہ اللہ کی قہر ان عیسائی کتون پر

اور اُنکی زبان پر جسکو کوئی نہین سمجھتا۔ اُسنے چھوٹون کو مار ڈالا۔
پھر وہ آگے گیا اور دیکھا کہ ایک آدمی دیوار سے اُترا آتا ہے۔ جونہی وہ زمین پر آیا کہ دامس نے اُسکو پکڑ لیا۔ وہ ایک عیسائی عرب تھا۔ اور یوقنا کے ظلم سے بھاگا جاتا تھا۔ یوقنا کا حال اُس سے معلوم ہوا۔ اُسنے دو آدمیون کو ابو عبیدہؓ کے پاس بھیجا کہ صبح ہوتے ہی۔ کچھ سوار بھیجدین۔ اُسنے بکری کا چمڑا نکالا۔ اور اُسکو اوڑھکر اور سوکھی روٹی ہاتھ مین لیکر چارون ہاتھ پاؤن سے چلنے لگا۔ اور اُسکے ساتھی بھی اسی طرح آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ جب وہ کوئی آواز سنتا کتون کی طرح بھونکنے لگتا۔ اور اُسکے ساتھی چپ ہو جاتے۔ اسی طرح وہ قلعہ کی دیوار تک آگیا۔ جہان عبور کرنا آسان تھا۔ تب وہ زمین پر بیٹھ گیا۔ اور اپنے کندھون پر دوسرے کو چڑھا کر اُسکے کندھے پر تیسرا شخص سوار ہوا۔ اسی طرح سات آدمی ایک دوسرے کے کندھے پر سوار ہوئے پہلے سب سے اوپر والا کھڑا ہوا تب دوسرا تب تیسرا یہانتک کہ دامس جو سب سے نیچے تھا کھڑا ہوا۔ اب اوپر والا آدمی دیوار کے سرے پر چڑھ گیا۔ اور سنتری کو نشہ مین پاکر گرا دیا جسکو نیچے کے لوگون نے مار ڈالا۔ تب اُسنے اپنی پگڑی لٹکائی جسکو پکڑکر دوسرا چڑھ آیا تب تیسرا اسی طرح دامس بھی چڑھ آیا۔ دامس نے اُن کو چپ رکھا اور اُن کو چھوڑکر اُس نے دو اور سنتریون کو کہ سوتے تھے قتل کیا۔ اور تب وہ ایک مکان کی طرف گیا جس کے روزن سے اُسنے دیکھا کہ یوقنا ایک نفیس کمرے مین نہایت عمدہ قیمتی کپڑے پہنے ریشمی فرش پر بیٹھا ہوا اور بڑی جماعت کے ساتھ شراب خواری اور عیش کر رہا ہے۔ اُس روزن سے تیر مارنا چاہتا تھا لیکن یہ سوچکر کہ تنہا ہے کافی نہوگا۔ اپنے ساتھیون کے پاس گیا۔ اور اُنسے قلعہ کا حال کہا۔ دفعۃً قلعہ کے پھاٹک پر آکر اُنھون نے محافظین کو قتل کر ڈالا۔ اور دروازہ کھولدیا۔ اور کاٹھ کا پل لگایا۔ کہ اُس سے اُنکے ساتھی جو باہر تھے آگئے اتنے مین ہنگامہ ہوا اور قلعہ کا لشکر آگیا مسلمانون نے اپنے کو پل اور دروازے

بر سنبھالا یہانتک کہ صبح ہوگئی۔ اور خالد رضی اللہ عنہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے سوارون کے ساتھ داخل ہوئے۔ عیسائیون نے ہتھیار رکھدیا اور رحم چاہا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اُنسے کہا کہ قتل ہونا قبول کرو یا اسلام لاؤ۔ یوقنا ہی وہ پہلا شخص تھا کہ ایمان لایا۔ اُسکی اقتدا اکثرون نے کی۔ انکو اُنکے اسباب اور لڑکے ملے۔ اور بقیون کا اسباب لوٹا گیا اور پانچوان حصہ خلیفہ کے لیے نکالکر غنیمت تقسیم ہوئی دامس اور اُنکے ساتھیون کی کہ اکثر اُنمین کے مارے گئے آسمان تک تعریف کی گئی اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر سے پڑے رہے جب تک بقیہ لوگ اپنے زخم کے خطرے سے چنگے نہ ہوگئے۔

فصل نوین

اگرچہ بعض مورخ لکھتے ہین کہ حضرت صلعم اور اُنکے اصحاب دونون کی تواریخ مین تمام نہایت تعجب خیز ہے کہ اسلام کے بہت بڑے مخالف نے بھی جہان ایک مرتبہ تبدیل مذہب کیا۔ اور اسلام مین در آیا۔ اگرچہ اُسکا ایمان بزور تلوار کیون نہو لیکن اسلام کے لاتے ہی اُسکے بڑے حامی ہوگئے۔ یہ سب حقیقت دین اسلام کا ہے۔ یوقنا کا بھی یہی حال ہوا کہ اسلام بزور تلوار لاتے ہی اسلام کے بڑے حامیون مین ہوا۔ اس لیے نسل حامیون کے ثابت کرنا چاہا۔ اپنے قدیم مذہب کی حمایت مین اُسنے حقیقی بھائی یوحنا کو قتل کیا۔ اب اُسنے اس نئے مذہب کی تائید مین اپنے چچیرے بھائی کو پکڑوانا چاہا۔ یہ شخص جس کا نام تھیوڈرس تھا ایک مستحکم شہر اور قلعہ کا جسکا نام اعزاز تھا حاکم تھا۔ اور یہ جگہ حلب سے کچھ دور نہ تھی مسلمانون کو خوف دہشا کہ اسکو قبضہ کرکے دوسرے اطراف مین جاوین۔ یہ قلعہ بڑی مضبوطی کے ساتھ تھا۔ اور اس قلعہ مین لشکر بھی بہت تھا۔ لیکن یوقنا نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اُسکا قبضہ حیلہ سے کرانا چاہا۔ اسلیئے رائے دی کہ ایک سو آدمی عیسائی سپاہیون کا لباس پہن لین۔ اور ہمارے ساتھ چلین۔ اور کچھ لشکر عرب کے لباس مین ہمارا تعاقب کرے۔ اور جب ہم اعزاز کے سامنے جاوین تو پیچھا کرنے والے واپس آوین۔

اور اُسکے اطراف مین چھپ رہین۔ یوقنا کو اُسکا چچیرا بھائی جو اُسکی مسلمانی سے ناواقف رہکر جگہ دیگا تب رات کو ساتھ کا لشکر جو عیسائیون کے لباس مین ہونگے قلعہ کے لشکر پر اچانک مین حملہ آور ہوجائینگے۔ اور دروازہ کھولدینگے۔ اور باہر والے چھپے ہوئے آدمی گھس پڑینگے۔ اور اسی طرح سے شہر بلا تردد قبضے مین آجائیگا۔ ابو عبیدہؓ نے خالدؓ سے مشورہ کیا جنھون نے اس حیلہ کو پسند کیا۔ اس شرط پر کہ یوقنا اپنی صداقت اور اعتماد ثابت کرنے کے لئے کسی طرح یقین دلایا اور ایک سو آدمی دس قومون مین سے دس دس کر چنے گئے جب وہ روانہ ہوئے تو ایک ہزار آدمی مالک الاشتر کی تحت مین جنکو پورے اس حیلے سے خبر دی گئی تھی اُنکے تعاقب مین بھیجے گئے۔

جیسے ہی اس حیلہ کا ارادہ کیا گیا۔ کہ اُسکی خبر اعزاز کے حاکم کو معلوم ہوگئی کیونکہ اُسکا ایک جاسوسی مسلمانون کے لشکر مین تھا۔ اور وہ **غسان** سے تھا۔ اُسنے ایک خط کبوتر کے پر مین باندھا جس مین یوقنا کا فریب درج تھا لیکن اُسکو مالک الاشتر کے آدمیونکا حال معلوم نہ تھا۔ تھیوڈرس نے اس خبر کو پاکر اپنے قلعہ کا استحکام کیا۔ اور اطراف کے عیسائی عربون کو طلب کیا جو ہتھیار بند ہوسکتے تھے اور ایک قاصد جسکا نام طارق الغسانی تھا لوقاس حاکم ارلوندان کے پاس لشکر کی تائید کی طلب مین روانہ کیا قبل پہونچنے لوقاس کی تائید کے یوقنا اپنے آدمیون کے ساتھ اعزاز کے دروازے کے مقابل مین پہونچا۔ اور ظاہر کیا کہ مسلمانون نے ہمارا قلعہ لے لیا اور ہمارے لشکر کا تعاقب کرتے ہیان تک آگئے اور ہم اس مختصر آدمیون کے ساتھ گویا کہ اپنے بھائی کے پاس پناہ لینے کو آئے ہین۔ اُسنے یوقنا کو تعظیم کے ساتھ اوتارا اور بوسہ دیا۔ لیکن فوراً ہی زین کو کاٹ ڈالا اور اُسکو گھوڑے سے کھینچ لیا۔ اور اسی طرح جتنے اُسکے ایک سو ساتھی تھے اُتارے گئے۔ اور قید کیے گئے تھیوڈرس نے اُسکو غبار آلودہ کیا۔ اور سخت ملامت کی اور کہا کہ ہم تم کو قیصر ہرقل کے پاس اسکا جوابدہ ہونے کو روانہ کرینگے اور تمھارے

سب ساتھیون کو قتل کرینگے۔
اس درمیان مین طارق غسانی اپنا پیغام پہونچا کر واپس آتا تھا۔ کہ مالک کے قبضے مین پڑگیا۔ جو کمینگاہ مین چھپے تھے۔ طارق سے معلوم ہوا کہ یوقنا۔ کا حیلہ ظاہر ہوگیا۔ اور وہ خود لوقاس حاکم اراوندان کے پاس مدد کا پیغام لایا تھا۔ جو پانسو سوارون کے ساتھ آتا ہی۔ یہ خبر پاکر مالک نے اپنے لشکر کو اسطرح قائم کیا کہ جسوقت لوقاس اپنے آدمیون کے ساتھ گرفتار ہوگیا۔ تب اُنھون نے حاکم۔ اعزاز کے ساتھ دوسرا حیلہ کرنا چاہا تب اُسنے اسلام قبول کیا۔ تب اُنھون نے کہا کہ اپنے ایمان کا ثبوت دکھاؤ تھیوڈرس حاکم اعزاز سے کہو کہ حاکم اراوندان پانسو آدمیون کے ساتھ مدد کیواسطے آتا ہی تب سب روانہ ہوئے اور اُسکے ساتھ ایک معتمد مسلمان روانہ کیا گیا۔ کہ اگر یہ شخص کچھ خلاف کرے تو اُسکا سر کاٹ لو۔
جیسے ہی طارق اور اُسکے ساتھی اعزاز کے قریب پہونچے۔ اُنھون نے خوشی اور باجے کی آواز سُنی۔ اور یہ بسبب انقلاب کے تھا تھیوڈرس۔ یوقنا اور اُس کے آدمیون کو اپنے بیٹے نیون کے سپرد کیا تھا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ یہ نوجوان اپنے ہمسایہ کی ملاقات کو اکثر حلب جایا کرتا تھا۔ اور یوقنا کی بیٹی پر فریفتہ ہوگیا تھا۔ لیکن لوگ اسکے مخالف تھے۔ جب اُسکے باپ اور یوقنا سے اس موقع پر خلاف ہوا۔ اسکو قبول کرنیکا موقع ملا۔ اُس نوجوان نے کہا کہ اپنی بیٹی میرے نکاح مین دو۔ تو مین اسلام قبول کرونگا۔ اور تمکو اور تمھارے ساتھیون کو رہا کردونگا۔ اسکی استدعا قبول کیگئی ٹھیک رات کے وقت جب قیدی ہتھیار بند سب رہا کیے گئے۔ وہ قلعہ کی فوج پر آپڑے۔ ایک پر شور لڑائی ہوئی جس مین تھیوڈرس اپنے بیٹے کے ہاتھ سے مارا گیا۔
اسی حالت مین طارق اور اُسکے ساتھی پہونچے۔ اور یہ خبر سُنکر مالک شاہ لاشتر کے پاس لوٹ گئے مالک بہت جلد اپنے لشکر کے ساتھ آپہونچا۔ اور شہر پر قبضہ کر لیا۔

مالک نے یوقنا کی تعریف کی لیکن اُسنے اس نوجوانکا ہاتھ پکڑکر کہا کہ اللہ تعالیٰ کی اوس جوان کی شکر گذاری کرو۔ اور سب قصتہ کہہ سُنایا۔ مالک نے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی اور کہا کہ جب اللہ کی مرضی ہوتی ہے۔ تو وہ سامان بھی پیدا کرتا ہے۔

سعد ابن عمرو اور یوقنا کے آدمیون کے حوالہ کرکے مالک مالا سترمع اسباب غنیمت اور قیدیون کے واپس گئے۔ یوقنا نے ساتھ جانے سے انکار کیا۔ یوقنا کو اسکے ارادون کامیابی ہونے سے دلتنگی تھی۔ کیونکہ یہ قلعہ اور ذریعون سے ہاتھ آیا تھا۔ اسلیے اُسکو یہ فکر تھی۔ کہ کوئی کارروائی اسلام کی بہتری کی کرین۔ کہ اُسکا ایقان ظاہر ہو۔ اُسی وقت مسلمانون کا ایک لشکر ہزار آدمیون کا جو اعزاز کے اطراف کو صاف کر رہا تھا۔ اعزاز مین پہونچا۔ اُن مین وسے تو مسلم حلب کے تھے جنکے لڑکے بالے حلب کے قلعہ مین تھے۔ وہ اُسکے کام کے آدمی تھے اور یوقنا اُنکو ساتھ لیکر انطاکیہ کی طرف حیلہ کی نظر سے روانہ ہوا۔

فصل دسوین

انطاکیہ کا شہر اُسوقت رومی شام کا دارالسلطنت تھا اور رومیون کی حکومت کی جگہ تھی اُسکی بڑی وسعت تھی لمبے پتھر کی دیوارون سے گھرا تھا۔ اور اُسکے اطراف وجوانب مین بہت قلعے تھے۔ اور کنوؤن اور چشمون سے نہایت شاداب تھا۔ یہان قیصر ہرقل دربار کرتا تھا اور یونانیون اور رومیون نے یہین کی آسایش مین اپنی جنگی قواعد اور بہادری کو بھلادیا۔

دوسو آدمیون کے ساتھ یوقنا اس شہر کی طرف چلا۔ لیکن ایک رات قریب آکر اُسنے ساتھیون کو چھوڑدیا۔ اور کہا کہ پہاڑون پر قافلہ کے نگران رہو۔ اور جب شہر مین داخل ہو اپنے کو حلب کے مفرورون مین ظاہر کرو۔ اور خود اپنے دو نزدیکی رشتہ دارون کو لیکر دوسرے راستے سے چلا۔ اور قیصر ہرقل کے پولس والون کے ہاتھ گرفتار ہو گیا لیکن یہ ظاہر کرنے پر کہ وہ یوقنا تھا کہ حال تک حلب کا حاکم تھا۔ وہ محافظین کے ساتھ انطاکیہ

کو روانہ کیا گیا قیصر ہرقل بوجہ دل شکستگی کے جو اسکو ان لڑائیوں مین ہوئی ۔ یوقنا کو دیکھکر رو دیا ۔ اور آہستہ سے فریب کے باعث سے ملامت کی لیکن اُسنے کہا کہ جو کچھ مینے کیا ۔ اپنی جان بچانے کو کیا ۔ اور کس طرح حلیب کے محاصرے کا مقابلہ کیا ۔ اور اس کا انطاکیہ مین خود آنا ۔ اعتماد ظاہر کرتا ہی قیصر ہرقل اس فقرے مین آ گیا ۔ کیونکہ اُسکو اپنے بہادر افسرون مین شمار کرتا تھا ۔ اور قیصر ۔ کا تھوڑا مخاطب ہونا اُسکے جلیسون کی آمیزش کا باعث ہوا جیسے ہی اُسکے دو سو مفرور ہی ساتھی ۔ انطاکیہ مین آئے وہ تسلی کے واسطے اُنکا سردار بنایا گیا ۔ اب اُسکے ساتھ دو سو ساتھی ہموطن مل گئے جن کے ذریعہ سے وہ کوئی کارروائی پوشیدہ کر سکتا تھا علاوہ اسکے قیصر ہرقل نے دو ہزار آدمیون کے ساتھ اپنی چھوٹی بیٹی کو لانے کے لیے جو کسی قریب جگہ مین تھی بھیجا ۔ اور اسکو اُس نے دیانتداری سے انجام دیا جب وہ اپنے ساتھیون کے ساتھ واپس آ رہا تھا ۔ اُس کو گھوڑون کے ہہنانے سے معلوم ہوا کہ ایک ہزار عیسائی عرب حاطم بن جبلہ بن الایہم کے تحت مین ہین جنھون نے دو سو مسلمانون کو مع ضرار بن الازور کے گرفتار کیا ہر ملک ایک ساتھ انطاکیہ کو گئے ۔ جہان قیصر ہرقل اپنی بیٹی سے نہایت مسرت کے ساتھ ملا ۔ اور یوقنا ۔ کو اپنا مشیر بنایا ۔

ضرار رضی اللہ عنہ اور اُنکے ساتھی قیصر ہرقل کے پاس لائے گئے ۔ اور اُن کو سجدہ کے لیے حکم دیا ۔ لیکن وہ سیدھے کھڑے رہے ۔ اور حکم نہین بجا لائے ۔ ضرار رض نے کہا کہ ہم مخلوق کو سجدہ نہین کرتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حکم ہی کہ صرف اللہ کی بندگی کرو ۔ اس جواب سے متعجب ہو کر کچھ سوال بہ نسبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُنکے احکام کے کیا ۔ لیکن ضرار رض نے جنکی تقریر مین اُس قدر قوت نہ تھی جتنی دل مین تھی قیس ابن عامر رض کی طرف جواب کے لیے اشارہ کیا ۔ ایک بڑی گفتگو رہی جنکے جواب مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تواریخی حالات عرض کیے ۔

اور مختلف طریقے وحی کے نزول کے بیان کیے کبھی مثل صدا کے کبھی جبرئیل کے
واسطے سے بصورت آدمی کے اور کبھی خواب میں۔ اور کبھی صبح کی شکل میں اور یہ کہ جب
وحی آتی پسینہ آپ صلعم کی پیشانی سے چلتا۔ اور بدن کو لرزہ ہوتا۔ انھوں نے آپ صلعم
کے معجزے بیان کیے۔ اور آپ صلعم کا معراج میں جانا اور اللہ سے باتیں کرنا قیصر
نے ان باتوں کو تعظیم سے سنا لیکن ایک پادری کو غصہ آیا۔ اور حضرت صلعم کو مکار
کہہ بیٹھا۔ ضرار کو اسی وقت جرأت آگئی۔ اور اُس پادری کو علانیہ جھوٹا کہا۔ اور
اُسپر حملے کے آثار ظاہر کیے۔ عیسائیون کی تلوار فوراً ہی کھنچ گئی۔ اور ہر طرف سے قریب تھا
کہ ضرب پڑے۔ مسلمانون کا بیان ہے کہ اُس جگہ کرامت سے بچگئے۔ لیکن عیسائیون کا
بیان ہے کہ آپس کے حملے کے ہنگامے سے محفوظ رہے اور بہ سبب دست اندازی
یوقنا کے ہلاک نہوے۔ اس جگہ قیصر نے چاہا۔ کہ اُن کو قتل کرا دین۔ لیکن پھر یوقنا
نے سمجھا کر باز رکھا۔ اسی درمیان مین کہ ابو عبیدہ کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتے
تھے۔ اور کل شام اُن کے قبضہ اقتدار مین آرہا تھا قیصر نے اپنا پورا اعتماد یوقنا پر
رکھکر اُسکو تمام شہر اور اپنے لشکر کی حکومت دے دی وہ ضرار رضی اللہ عنہ
اور اُن کے ساتھیون کو مروا ڈالتا۔ لیکن یوقنا نے رائے دی کہ انکو عیسائیون
سے مبادلہ کے لیے زندہ رہنے دیجیے۔ تب اُن کو عیسائی گرجون مین لے گئے
اور اُن سے کہا گیا کہ عیسائی مذہب قبول کرو لیکن انھون نے
انکار کیا۔

پادری نے سوال کیا کہ تم کو عیسائی ہونے سے کیا چیز روکتی ہے۔

جواب۔ میرے اسلام کی حقیقت۔

سوال قیصر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے موٹے لباس کا حال سنا تھا پوچھا کہ وہ کیون
نہین مثل اور بادشاہون کے پہنتے ہین۔

جواب۔ اُن کو اس دنیا کا مطلق خیال نہین ہے۔ بلکہ اُن کو عقبیٰ کا خیال ہے۔
سوال کس قسم کے محل مین وہ رہتے ہین۔
جواب۔ کچے مکان مین۔
سوال۔ اُن کے مصاحبین کون ہین۔
جواب۔ محتاج اور غریب۔
سوال۔ وہ کیسے فرش پر بیٹھتے ہین۔
جواب۔ انصاف وعدل کے فرش پر۔
سوال۔ اُن کا تخت کیا ہے۔
جواب۔ پرہیزگاری اور ایقان۔
سوال۔ اُن کا خزانہ کیا ہے۔
جواب۔ اللہ پر توکل۔
سوال۔ اُنکے محافظین کون ہین۔
جواب۔ بڑے شجاع موحدین۔
سب مسلمان قیدیون مین سے ایک شخص نے تبدیل مذہب کرنا چاہا۔ اور یہ شخص نوجوان تھا۔ اور ایک یونانی لڑکی پر فریفتہ ہو گیا تھا۔
اُسکے عیسائی ہونیکی بڑی خوشی ہوئی۔ اور اُسکی بڑی عزت کی گئی۔
اور قیصر نے اُسکو ایک گھوڑا اور خوبصورت عورت اُسکے نکاح مین دی۔
اور اُسکا نام عیسائی عربون کے لشکر مین درج کیا گیا۔ جس کا سردار جبلہ تھا۔
لیکن اُس جوان کے باپ نے اُسکو بہت ملامت کی جو قیدیون مین تھا۔ اور اسلام کیواسطے جان دینے کو حاضر تھا قیصر نے اب اپنا لشکر جو دیوار کے باہر قائم کیا گیا تھا ملاحظہ کیا۔

لشکر کے ہر حصّہ کے ساتھ لکڑی کا ایک صلیب تھا۔ ہر گاہ ایک قیمتی مرصع صلیب کہ گرجے کے باہر رہتا تھا یوحنا کے آگے جاتا تھا۔
ہرقل کو انطاکیہ کی حفاظت کے لیے بھروسا آہنی پل پر بہت تھا۔ اس پل کا اس نام سے پکارا جانا بسبب مضبوطی کے تھا۔ یہ ایک پُل دریاے اورنٹس پر تھا۔ کہ پتھر سے بنایا گیا تھا۔ اور اُسکے دونوں طرف دو مستحکم محفوظ برج بنے ہوئے تھے۔ اور اس مین بہت بڑا لشکر تھا جسکے تین سو فقط افسر تھے اسی کی بدقسمتی سے یونانی۔ قاعدہ دانی کا ادبار اور اُنکی نشہ بازی کی حالت معلوم ہوتی ہے جس سے مسلمانون کی کامیابی کا موقع اور بھی ملا۔ ایک افسر کو انتظام دیا گیا تھا کہ روزانہ ان قلعون کا بلاحظہ کرے۔ ایک موقع پر اُس نے قلعہ کے لشکر کو شراب پیتے دیکھا۔ اُس پر اُنکو پچاس کوڑا مارا۔ انھون نے اس ذلت کو دل مین رکھا۔ اور جب مسلمانون کے لشکر نے اس بڑے قلعہ کے محاصرے کا قصد کیا۔ اور قیصر کو اُمید قوی تھی کہ اس کا محاصرہ دیرپا ہوگا۔ وہ اس خبر کو سُنکر نہایت متعجب ہوا۔ کہ وہ پل بلامزاحمت مسلمانون کے قبضے مین آگیا۔
ہرقل کا دل چھوٹ گیا۔ اور بجاے فراہم کرنے سردارون کے مشورہ کے لیے اُسنے پادریون اور شہر کے مالدارون کو جمع کیا۔ اور شام کے اُمورات پر رویا۔ یہ مشورہ کا وقت تھا۔ جبلہ نے خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کا مشورہ دیا۔ کہ جس سے اسلام کے احکام برہم ہوجاوین گے۔ اور قیصر نے اُسکو قبول کیا اور واثق ابن مسافر ایک شجاع نوجوان عرب قوم جبلہ کا اس کام کے واسطے تعینات کیا گیا اور مدینہ روانہ کیا گیا۔ جب وہ مدینہ پہونچا۔ اُس نے اپنے کو ایک درخت پر چھپایا۔ جہان خلیفہ وقت کے ٹہلنے کا معمول تھا۔ کچھ عرصے بعد خلیفہ عمرؓ وہان آئے کر اور درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ اس نوجوان نے تلوار نکالی اور اُترنا چاہا۔

کر ایک شیر کو آپ کے گرد گھومتے دیکھا۔ اور آپ کی تلوار چاٹتے ہوئے۔ اور جب تک آپ سوتے رہے حفاظت کرتا رہا۔ جب آپ اُٹھے شیر چلا گیا۔ اسپر واثق کو یقین ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ کی پناہ میں ہیں۔ درخت سے اتر آیا آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور اپنا فریب ظاہر کیا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ لوہے کے پل پر قبضہ ہونے سے انطاکیہ میں ابو عبیدہ رضی اللہ کا داخل ہونا آسان ہو گیا اور اُسکے شہر پناہ کے قریب آپہونچے۔ جہاں عیسائیوں کا لشکر صفوں میں قائم تھا۔ ایک عیسائی حاکم جس کا نام نسطورلیس تھا اپنے لشکر کے آگے بڑھا۔ اور مسلمانوں کو فرادی مقابلہ کے واسطے طلب کیا۔ اُسکے مقابلے کو داس گیا جسنے حلب کا قلعہ فتح کیا تھا لیکن اُسکے گھوڑے نے ناخنہ لیا۔ اور وہ گر پڑا۔ اور قید ہو گیا۔ اور اُسکے خیمہ میں روانہ کیا گیا۔ جہاں اُسکے ہاتھ اور پاؤں باندھے گئے اُسکی جگہ دوسرے مسلمان نے جنکا نام ضحاک تھا لی۔ اور ایک بڑی لڑائی درمیان اُسکے اور نسطورلیس کے ہوئی بہت دیر تک لڑائی ہوتی رہی اور دونوں تھک گئے۔ تب دونوں آپس کی رضامندی سے جدا ہو گئے۔ جسوقت یہ لڑائی ہو رہی تھی فریقین کے پیادے اور سوار اُسکو دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے تھے۔ اور اسی ہنگامے کے باعث سے نسطورلیس کا خیمہ گر گیا تین شخص اس خیمے کی حفاظت میں تھے اپنے مالک کے خوف سے اُسکو فوراً اُٹھانے لگے اور داس کی رسی کھول دی کہ اُن کی مدد کرے داس نے دو آدمیوں کا سر دونوں ہاتھ سے پکڑا اور تیسرے سے ٹکرا دیا۔ اور تینوں کو مار ڈالا۔ اُسنے صندوق کھول کر نسطورلیس کا کپڑا نکال کر پہنا۔ اور تلوار لیکر ایک گھوڑے پر سوار ہوا جو ساز دیا تیار تھا۔

اور اپنی راہ عیسائی قوم جبلہ میں ہو کر مسلمانوں کی طرف لی۔

جب یہ سب واقعات شہر پناہ کے باہر گذر رہے تھے۔ شہر کے اندر حیلے ہو رہے تھے یوقنا نے ضرار رضی اللہ اور اُنکے ساتھیوں کو رہا کر دیا۔ انکو ہتھیار دیا۔ اور اپنے نو مسلموں کو

بھی اُنکے ساتھ کردیا۔ اس فریب کی خبر اور اپنے لشکر کے خوف بغاوت نے ہرقل کا دل توڑدیا۔ اور اُسنے خواب بھی دیکھا تھا۔ کہ وہ تخت سے گر گیا اور اُسکی ٹوپی گر پڑی اُسکی تعبیر آگے آئی۔ اُسنے چند گھر کے آدمیون کو فراہم کیا۔ اور لب سمندر پہونچا اور وہان سے قسطنطنیہ روانہ ہوا ہرقل کی سالار فوج جواس سے زیادہ دلیر تھی شہر کے زیر دیوار سخت لڑتی رہی لیکن یوقنا کے مکر اور ضرار رضہ کی بہادری نے جو اپر اچانک مین پیچھے سے آپہونچے اُن کے دلیرانہ مقابلہ کو بیکار کردیا۔ انطاکیہ کے باشندون نے اپنے کو لڑائی مین مغلوب پاکر اطاعت کرلی۔ اور تین لاکھ اشرفی دینا قبول کیا۔ اور ابو عبیدہ کامیابی کے ساتھ شام کی دار السلطنت مین داخل ہوئے۔ یہ واقعہ ۲۱۔ اگست ۶۳۵ء مین ہوا

فصل گیارھوین

ابو عبیدہ رضہ اس خوف سے کہ اُن کا لشکر انطاکیہ کی آسایشون مین اور عورتون کے حُسن مین مبتلا نہوجاے تین روز رہکر روانہ ہوے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفۂ وقت کو خط لکھا جس مین اس بھاری کامیابی کا حال اور قیصر ہرقل کے بھاگنے کی کیفیت درج تھی اور اُس مین یہ بھی لکھا تھا کہ یہ بات لشکر مین خراب جاری ہوگئی کہ یونانی عورتون سے نکاح کیا چاہتے ہین۔ اور ہمنے اُنکو اس سے باز رکھا ہے۔

یہ خط حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ مین اُس وقت پہونچا۔ کہ مکہ کو حج کیواسطے مع ازواج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روانہ ہوتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُسکو پڑھکر شکر کیا۔ اور نماز ادا کی۔ اور ابو عبیدہ رضہ کے سپاہیون کو نکاح سے روکنے پر بہت روئے۔ زمین پر بیٹھ گئے۔ اور اسکا جواب فوراً دیا جس مین کامیابیون پر خوشی کا اظہار تھا۔ لیکن اُس مین اجازت تھی کہ لشکر پر اس قدر سختی نہ ہو جیسے

جنھون نے اسلام کے لیے اسقدر تکلیف اُٹھائی ہی اُنکو آرام و راحت لینے اور جو حاصل کیا ہو اُس سے منتفع ہونے دیجیے۔
آپنے یہ بھی لکھا کہ جنکی بیبیان نہین ہین وہ وہان نکاح کر سکتے ہین اور جنکی خواہش لونڈیون کی ہو وہ جسقدر چاہین خرید کرین۔ ہرگاہ اصل لشکر بعد لینے انطاکیہ کے آرام مین تھا۔ خالدؓ نے تھوڑے لشکر کے ساتھ دریاے فرات کے کنارے تک صاف کیا۔ منبج (قدیم ہیراپوس) اور۔ براہ اور بیلس کو اور بھی دوسری جگھون کو لے لیا۔ اور یہ سب معاہدے کی روسے دخل مین در آئے اور ایک لاکھ اشرفی سالانہ خراج مقرر کیا۔
ابو عبیدہؓ نے شام کے پہاڑون کے فتح کرنے کا قصد کیا۔ اور اپنے لشکرون کے افسرون سے مشورہ لیا۔ لیکن کسی نے جرأت نہین کی۔ یہ پہاڑ کھڑے اور اکثر برف سے ڈھکے رہتے تھے۔ اور لشکر پر سرد آب وہوا اور شام کے عیش کا اثر ہونے لگا۔ آخرش ایک امیدوار اس کام کے لیے جس کا نام میسرہ ابن مسروق تھا۔ حاضر آیا۔ بہت چیدہ آدمی اُنکو دیے گئے۔ اور ایک سیاہ جھنڈا جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا حوالہ کیا گیا۔ داس بھی ایک ہزار حبشی غلامون کے ساتھ اسی کے ساتھ چلا۔ ان لشکرون کو پہاڑ کی سرد آب وہواے جس کے وہ عادی نہ تھے نہایت ایذا پہونچی۔ اور پہاڑی باشندے بھی تھوڑے ہونے کے باعث مسلمانون کی جماعت دیکھکر بھاگ گئے ان مین سے ایک قید ہو گیا جس نے خبر دی کہ بہت بڑا قیصر کا لشکر فلان درے مین تین میل کے فاصلہ پر تمھارا منتظر ہے۔ ایک جاسوس بھیجنے سے اس کی تصدیق ہوئی اسپر اُنھون نے اپنے کو مورچہ بند کیا۔ اور ایک تیز قاصد ابو عبیدہؓ کے پاس واسطے اطلاع اپنی خطرناک حالت کے روانہ کیا۔

قاصد ایسا تیز آیا کہ سو پہنچتے ہی بیہوش ہو گیا۔ خالدؓ جو ابھی ابھی لب فرات کے فتوحات سے پھر آئے تھے۔ فوراً ہی میسرہ کی مدد کو تین ہزار آدمیوں سے دوڑے عیاض ابن غنم بھی اُنکے پیچھے روانہ ہوئے۔

خالدؓ نے میسرہ کو بایوسی کیساتھ مقابلہ کرتے دیکھا کیونکہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی مسلمانوں کا امدادی لشکر خالدؓ کے تحت میں دیکھکر یونانی اپنے خیمہ گاہ کو واپس گئے۔ اور وہان سے خیمہ چھوڑکر رات ہی کو فرار ہوئے اور عبداللہ بن حذیفہ کو کہ نزدیکی قرابت مندوں سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے یعنے ابن عم تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بڑے دوست تھے۔ قید کرکے لے گئے۔ اور فوراً قیصر ہرقل کے پاس قسطنطنیہ روانہ کیا۔ مسلمان دشمن کا تعاقب ان پہاڑوں میں نہ کر سکے لوٹ اُنکا خیمہ لوٹ کر اپنے خیمہ گاہ مین واپس آئے۔

جب خلیفہ عمرؓ کو عبداللہ کی گرفتاری کا حال معلوم ہوا۔ نہایت صدمہ ہوا۔ اور فوراً ایک قاصد قیصر ہرقل کے پاس قسطنطنیہ روانہ کیا۔ اور اس مضمون کا خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم سب تعریف اللہ کو ہے جو اس جہان کا مالک ہے اور اُس جہان کا کہ آویگا۔ جسکا نہ کوئی بیٹا ہے نہ جورو اور درود ہو محمدؐ پر جو پیغمبر ہین منجانب عبداللہ عمرؓ بن الخطاب بنام ہرقل۔ قیصر یونانیان جیسے ہی یہ خط پاؤ مسلمان قیدی عبداللہ ابن حذیفہ کو میرے پاس بھیجنے مین باز نہ آؤ۔ اگر تم ایسا کروگے ہم دعا کرتے ہین اللہ تم کو راہ راست پر رکھے۔ اگر اسکی تعمیل نکروگے۔ ہم تمھارے پاس آدمی بھیجین گے کہ مثل تاجروں کے ہین اور اللہ کے ڈر سے پیٹھ نہین پھیرتے۔ جو لوگ راہ راست پر چلین اُن کو عافیت ہو۔

اسی اثنا مین۔ قیصر نے اس قیدی کی بڑی تعظیم کی تھی اور چونکہ عبداللہ آپ صلعم کے چچا کے بیٹے تھے۔ اسلیے قسطنطنیہ کے لوگوں کو نہایت تعجب ہوا۔ قیصر کی بڑی استدعا

تھی کردہ صلیب کی طرف کچھ پرستش کرین - اگر مذہب عیسائی قبول کرین تو انکو بہت انعام دیا جایگا - لیکن انھون نے دونون سے انکار کیا ہرقل نے تب ایسا سلوک کرنا ترک کیا - اور تین روز تک ایک مکان مین جس مین سور کا گوشت اور شراب تھی بند کیا اور کچھ کھانے کو ندیا - لیکن چوتھے روز وہ سب چیز اُسی طرح پایا - اس سے زیادہ عبد اللہ کی آزمائش نہ کی گئی چونکہ خلیفہ وقت کا خط پہونچا اور اسکا اثر بھی ہوا - عبد اللہ بن حذیفہ بہت انعام کے ساتھ رہا کیے گئے - اور قیصر نے ایک بڑے مقدار کا ہیرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تحفہ بھیجا جسکی قیمت مدینہ کے جوہری نہ لگا سکے متقی عمر رض نے اُسکے استعمال سے انکار کیا - اگرچہ اورون کو اجازت دی - وہ بیت المال مین رہا - اور کچھ دن بعد بہت دام سے بکا - ایک قصہ مسلمانون کی تواریخ مین درج ہے لیکن کسی عیسائی تواریخ مین اسکا نشان نہین ہے - ایسا کہا جاتا ہے کہ قیصر ہرقل اگرچہ اسلام نہین لایا - لیکن اُسکو اسلام سے عقیدہ تھا - کیونکہ اُسکو درد سر رہتا تھا - اور کسی دوا سے اچھا نہوا - لیکن خلیفہ عمر رض نے اُسکے پاس ایک ٹوپی بھیجی جسکے پہننے سے اُسکو درد نہین ہوتا تھا - اور جب اُسنے اُس ٹوپی کو اُدھڑوایا - تو اُس مین ایک کاغذ پایا جسپر لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم وہ ٹوپی عیسائیون مین برابر رہی - لیکن ۸۳۳ء مین جبکہ خلیفہ معتصم نے کسی عیسائی قلعہ کا محاصرہ کیا تو اُس ٹوپی دینے کی شرط پر محاصرہ اُٹھا لیا گیا - اور اُس مین وہ اثر ہنوز باقی تھا -

فصل بارھوین

اس تواریخ کی مخاطبت اب دوسری طرف پھرتی ہے - اور عمرو بن العاص کی کامیابون کا حال درج کیا جاتا ہے - جنکے متعلق بعد قبضہ یروشلم کے خلیفہ عمر رض نے ملک مصر کی فتوحات سپرد کی تھی - عمرو عاص فوراً ہی روانہ نہوئے - بلکہ بیت المقدس کی بعض جگہون کے قبضہ مین مصروف رہے - جو ابھی تک قیصر ہرقل کا

علاقہ شمار کیا جاتا تھا۔ ذاتی مذہبی سادگی پر مسلمانون کے کسی قدر شام کی آسائشون کا ضرر پہونچا۔ بعض مسلمان افسرون نے بوجہ سردی ہو جانے کے کچے انگور کھانے سے ایک پر فریب عیسائی کے مشورے سے علانیہ شراب پی۔ اُسنے دوا کے بہانے سے پلایا۔ یہانتک کہ وہ نشہ مین ہنگامہ کرتے ہوئے عمرو بن العاص کے پاس پہونچے۔ جو سزا حضرت علیؓ نے شراب کے لیے تجویز کی تھی اور حضرت عمرؓ نے جاری کی سب کو دیگئی۔ اس سے شراب خواری موقوف ہوئی۔ لیکن اُس عیسائی سے اس قدر ناخوش ہوے کہ اُسکو مار ڈالتے۔ اگر وہ معاہدے کے رو سے مسلمانون کی پناہ مین نہوتا عمروؓ بن العاص اب شہر قیساریہ کی طرف بڑھے۔ جہان قسطنطین قیصر کا بیٹا بڑے لشکر کے ساتھ تھا۔ مسلمانون کے خیمون مین عیسائی حکام نے جاسوسی بھیجے۔ یہ عیسائی عرب تھے۔ جنھین کوئی تمیز نہین کر سکتا تھا۔ ان مین ایک شخص آگ کے پاس بیٹھا تھا۔ جب اُٹھنے لگا اُسکا دامن پیر کے نیچے پڑ گیا۔ اور وہ گر گیا جب گرنے لگا۔ تب اُسنے کہا کہ قسم مسیح کی۔ قریب والے نے یہ سُنکر سمجھا کہ یہ عیسائی جاسوسی ہے اور اُسکو مار ڈالا۔ جب امیر عمروؓ بن العاص کو یہ خبر معلوم ہوئی اُنھون نے ملامت کی۔ کہ کیون مارا اُس سے دشمن کے لشکر کا حال معلوم ہوتا۔ اور سمجھایا کہ آیندہ جو ایسا شخص پکڑا جائے میرے پاس لاؤ قسطنطین کا خوف مسلمانون کے لشکر کے قریب آنے سے بڑھتا گیا۔ اور اب اُس نے ایک عیسائی پادری عمروؓ بن العاص کے پاس بھیجا کہ کوئی شخص مسلمانون سے آکر مجھ سے گفتگو کرے۔ ایک حبشی تھے جنکا نام بلالؓ ابن رباح تھا۔ طبعی ہونا جانا۔ یہ ایک شخص قوی ہیکل اور بھاری آواز کے آدمی تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو موذن مقرر کیا تھا۔ چونکہ آپ صلعم کے ساتھ زندگی مین یہ کام کیا تھا بعد وفات آپ صلعم کے اس کام کو ترک کیا۔ صرف ایک مرتبہ جب عمرؓ بیت المقدس مین تھے تو اُنھون نے نماز کے وقت اذان پکاری تھی۔

جسکو سنکر یہود متعجب ہوے عمرو رضؓ بن العاص نے انکار کرنا چاہا تھا لیکن بلال رضؓ کے اللہ اور رسول صلعم کا واسطہ دینے سے اُنھون نے جبراً منظور کیا۔ جب بلال رضؓ ان پادری کے ساتھ چلے اُسنے نفرت سے دیکھا اور کہا کہ قسطنطین نے گفتگو کے لیے کسی افسر کو طلب کیا ہی نہ کہ غلام حبشی کو۔ لیکن بلال رضؓ نے اصرار کیا۔ اور جب قسطنطین نے اپنے دربار مین اُنکو داخل ہونے نہ دیا۔ اسلیے مایوس ہوکر پھرے۔

عمرو رضؓ عاص کا قصد ہوا کہ خود جاوین۔ عیسائی خیمہ گاہ کی طرف جانے سے اُنکو قسطنطین کی بارگاہ مین لیگئے عمرو رضؓ نے اُسکو تخت پر بیٹھا پایا۔ اُن کے واسطے کرسی منگوائی گئی۔ لیکن اُسکو کنارے کرکے فرش پر چارزانو بیٹھ گئے۔ اور تلوار کو زانو پر اور نیزے کو گھٹنے کے نیچے رکھا۔ جو گفتگو ہوئی اُسکو امام اور قاضی بغداد الواقدی نے اپنی تواریخ اور فتوح الشام مین مفصل لکھا ہی قسطنطین نے عربون کی حملہ آوری پر ملامت کی۔ اور عمرو رضؓ عاص سے کہا کہ رومی یونانی اور اہل عرب بھائی ہین کہ سب نوح کی اولاد سے ہین۔ اگرچہ یہ صحیح ہی کہ عرب نیچے ہین کہ اسمٰعیل عؑ بن ہاجرہ کی اولاد سے ہین کہ لونڈی تھین۔ تاہم بھائی ہین۔ اور آپس مین لڑنا بڑا گناہ ہے۔ عمرو رضؓ عاص نے جواب دیا کہ جو کچھ قسطنطین نے کہا سچ ہے اور عرب اسمٰعیل عؑ کے اولاد ہونے کا خوشی سے اقرار کرتے ہین۔ اور یونانیون کے مورث اعلیٰ یسوع سے عداوت نہین کرتے جس نے اپنے حق اولاد کو حلوا کے بدلے بیچا۔ اور یہ بھی ہی کہ اُن سے تفرقہ مذہب کا ہی جسکے باعث سے اپنے بھائی مین لڑائی ہوسکتی ہی عمرو رضؓ عاص نے کہا کہ نوح عؑ نے بعد طوفان کے ملک کو اپنے تینون بیٹون مین تقسیم کیا۔ سام و حام و یافث اور ملک شام سام کو دیا۔ کہ اُن کی اولاد مین قحطان تک پایا اور اُنسے جودیا تک آیا اور اُن سے الملک جو اصلی عرب کے مورث تھے۔ لیکن عربون کو اُنکے موروثی ترکہ سے شام کے باہر کرکے ریگستان مین عرب کے

نکالدیا عمرو نے کہا کہ اب ہم سابق موروثی دعوے کی رو سے آئے ہین۔ اب تم عرب
کا ریگستان کانٹا اور سنگستان لو اور ہم کو شام کا زرخیز ملک دو۔ اسپر قسطنطین نے
کہا کہ تقسیم تو طے ہو چکی۔ اور عرصہ گذرنے سے اور قبضہ رہنے سے اُسکا استحکام ہو گیا
اور حال کے باشندون نے کتنے درخت اور شہر آباد کیے۔ پس جسکے حصہ مین جو پڑ گیا۔ اسپر
شاکر رہنا چاہیے عمرؓو عاص نے کہا کہ دو شرطین ہین جس سے حال کی حالت قائم
رہ سکتی ہی۔ ایمان لاؤ یا جزیہ دو۔ جیسا سب کافرون سے شرط ہے قسطنطین نے
کہا ایسا نہو گا۔ عمرؓو عاص اسپر کھڑے ہو گئے۔ اور کہا کہ ایک شرط اور ہی چونکہ تم
ہمارے شرائط سے انکار کرتے ہو۔ جیسا تمھارے مورث یسوع نے اپنی مان
سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ اور تلوار کو ہمارا فیصلہ کرنے دو۔ اور جیسے ہی وہ واپس چلنے لگے
اُنھون نے یہ بھی کہا۔ کہ جب تک تم کافر ہو تمکو ہم ہمسایہ نہین سمجھتے۔ تم یسوع کی اولاد
ہو اور ہم اسمٰعیلؑ کی جنکی صلب مین مورث اعلیٰ آدم سے پیغمبری برابر چلی آئی۔
یہانتک کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوئی اسمٰعیلؑ اپنے باپ کی اولاد مین سب
سے بہتر تھے اُنسے قوم کنانہ ہوے جو عرب کی قومون مین سب سے بہتر ہین اور خاندان
قریش قوم کنانہ مین سب سے بہتر ہی۔ اور بنی ہاشم خاندان قریش مین سب سے بہتر ہین اور
عبدالمطلب ہاشم کی اولاد مین سب سے برگزیدہ ہین اور انکے تیرہ بیٹون مین
خواجہ عبداللہ سب کے منتخب تھے جنکے اکلوتے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے
اور جنکو پیغمبری جبرئیل علیہ السلام نے پہونچائی۔
یہ گفتگو اس طرح ختم ہوئی اور عمرؓو عاص اپنے لشکر مین آئے فریقین کے لشکر
مقابل ہوئے۔ لیکن کسی نے جنگ شروع نہین کی۔ ایک روز ایک افسر نہایت
عمدہ لباس پہنے عیسائی لشکر سے آگے آیا۔ اور فرد الڑائی چاہی۔ اکثرون نے
مقابلہ کرنا چاہا لیکن عمرؓو عاص نے کہا کہ جسکو غنیمت کا لالچ ہی۔ وہ قصد نہ کرے

بلکہ تصدق دل سے لڑے۔ جو شخص اللہ کی محبت میں مارا جائیگا اُسکے لیے بہشت ہے۔ لیکن جو اور کسی ارادے سے لڑیگا اور وہ مارا جائیگا۔ تو وہ چیز بھی اُسکو نہ ملیگی۔ ایک شخص مین کا آگے بڑھا جسنے کہا کہ ہم یہ لڑائی شام کی دولت یا آسایش دنیا کیواسطے نہیں کرتے بلکہ اللہ اور رسول صلعم کیواسطے کرتے ہیں اُسکی ماں اور بہن نے اُسکو اس خطرناک ارادہ سے گھر ہی پر باز رکھا تھا لیکن اُسنے کہا کہ اگر ہم اللہ کی راہ میں مارے جائینگے تو شہید ہونگے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شہید ہمیشہ کیواسطے زندہ ہیں لیکن سمجھانا بیکار سمجھکر اُسکی ماں اور بہن میدان جنگ تک ساتھ آئی تھیں جب وہ عیسائی افسر کے مقابلہ کو چلا۔ تب بھی وہ روکتی تھیں۔ لیکن وہ رخصت ہوکر مقابل ہوا۔

وہ دشمنوں میں گھس پڑا لیکن فوراً ہی شہید ہوگیا۔ اُسکے پیچھے کے آدمی آئے اور شہید ہوتے گئے۔ تب شرجبیل بن حسنہ بڑھے۔ سابق کی طرح انکا جسم بسبب کثرت روزے اور تقوے کے لاغر ہوگیا تھا۔ اور ضعیف تھے۔ تھوڑی لڑائی کے بعد وہ عیسائی افسر غالب آیا۔ اور جیسے ہی اُنکا سینہ چاک کرنا چاہتا تھا۔ کہ اُس کا ہاتھ کٹ گیا۔ شرجبیل کو اپنے رہا کرنے والے پر نہایت تعجب ہوا۔ کیونکہ وہ یونانی لباس میں تھا۔ اور یونانیوں کے زمرے سے آیا تھا۔ اُس نے اپنے کو طلیعہ ابن خوالد بتایا۔ جو سابق میں کاذب دعویدار تھا اور مسیلمہ کا بڑا دوست تھا۔ اُسکے مرنے کے بعد جھوٹے دعوی کا اُسکو افسوس ہوا۔ اور دل سے مسلمان ہوگیا۔ اور اسلام میں کارنمایان کرنا چاہا۔

شرجبیل رضؓ نے کہا اے بھائی اللہ کی رحمت نہایت وسیع ہے۔ اور ندامت تمام گناہوں کو دھو دیتی ہے۔ شرجبیلؓ نے اُسکو مسلمانوں میں لیجانا چاہا۔ لیکن طلیعہ کو تامل ہوا۔ اور آخرش اقرار کیا۔ کہ اُسکے پہلے ہی لشکر اسلام میں جا ملتا۔ لیکن

خالدؓ سے ڈرتا تھا جنھون نے مسیلمہ کو مارا۔ کہ اُسکو بھی کہین نہ مار ڈالین ۔ شرحبیلؓ نے
کہا کہ۔ خالدؓ یہان نہین ہین۔ اور اُسکو عمروؓ عاص کے پاس لیگئے جنھون نے اُسکے ساتھ
محبت کی۔ اور ایک خط خلیفۂ وقت کے نام سے دیا جس مین اُسکی کارگزارین کا بیان
تھا۔ وہ اُسکے بعد مسلمانون کے لشکر مین ذارس والون کے مقابلے کو بھیجا گیا ہوا
سرد اور پر شور ہونے سے اور عیسائیون کو برابر شکست ہونے سے اُن کے دل
چھوٹ گئے۔ اور روزانہ لشکر سے بھاگنا شروع کیا قسطنطین کو اپنے ایسے دل شکست
لشکر کے ساتھ جسکی تعداد روزانہ گھٹتی گئی۔ ایسے دشمن سے مقابلہ کرنا جن کی تعداد
روزانہ بڑھتی جاوے نہایت دشوار رہوا۔ اسلیے اُسنے ایک طوفان کی شب مین اپنے
خیمے کو چھوڑکر جسکو مسلمانون نے لوٹا۔ اپنے لشکر کے ساتھ قیساریہ مین بھاگا اور
شہر کے اندر اپنے کو مقید کیا۔ عمروؓ عاص نے تعاقب کیا اور قیساریہ کا محاصرہ
قریب سے شروع کیا۔ لیکن شہر پناہ نہایت مستحکم اور قلعہ کا لشکر بہت تھا۔ اور
قسطنطین کو اُمید تھی کہ وقت پر امدادی لشکر بھی آجائیگا۔ لیکن مابعد کی شکست
کی خبرون نے اُسکا دل توڑدیا۔ اور یہ شکست بھی یوقنا کے مکر کے باعث سے
ظہور مین آئی۔ بعد قبضۂ الاذاکیہ کے یوقنا اپنے دوسو نو مسلمون کے ساتھ طرابلس
شام کے بندرگاہ مین آیا۔ جو بحر روم (میڈی ٹرینین) کے کنارے پر ہے۔
لیکن عیسائی لباس مین تھا عیسائیون نے اپنا ہی خواہ سمجھکر جگہہ دی ۔ اُسنے شہر پر
دھوکھے مین قبضہ کرلیا۔ اور عیسائی جھنڈا اُتار دیا اور ابوعبیدہؓ کو خفیہ خبر دی۔
اُسوقت ایک بیڑہ جہازون کا حربہ جنگ سے لدا قبرس اور کریٹ سے قسطنطین
کے لیے آیا تھا قبل اسکے کہ انکو اس حال سے خبر ہو یوقنا نے اُسپر قبضہ کرلیا۔ اور
مسلمانون کے لشکر کے حوالہ کیا۔
یوقنا اب جہاز پر سوار ہوکر نوسو آدمیون کے ساتھ طائر کی بندرگاہ مین پہونچا

اور عیسائی جھنڈا دکھا دکھا کر ظاہر کیا کہ اُسکو قسطنطین کی مدد کے واسطے قیصر نے بھیجا ہے ۔ ٹرہن کے حاکم نے اُسکو عزت کے ساتھ اُتارا یوقنا چاہتا تھا کہ رات کو قلعہ کے لشکر پر شبخون مارے۔ لیکن اُسی کے ایک شخص نے اس مکر کو ظاہر کردیا۔ اور یوقنا اور اُسکے ساتھی گرفتار ہو گئے۔

اُسی درمیان مین یزید بن ابی سفیان جو دو ہزار آدمیون سے قیساریہ کی طرف گئے تھے۔ لیکن عمرو عاص کو قبضہ مین لانے کے واسطے چھوڑا تھا۔ طائر کے اطراف مین بہ اُمید قبضہ یوقنا کے آئے حاکم طائر نے اُنکی مختصر جماعت دیکھکر قلعہ کے لشکر سے حملہ کیا۔ شہر والے تماشا دیکھنے کو شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔

یوقنا نے حکمتون سے عیسائی افسر کو جو اسلام کی طرف رجوع تھا اور اُسکی حفاظت کے لیے تعینات تھا ملا لیا۔ اُسکا نام باصل تھا۔ اور اس خبر کو کسی جاسوس کے ذریعہ سے یزید بن ابی سفیان کو کہلا بھیجا۔ ہر گاہ مقابلہ والا لشکر بھی نہین لڑا تھا۔

ہنوز لڑائی شروع نہین ہوئی تھی۔ کہ۔ یوقنا اور اُنکے ساتھیون کو۔ باصل تو سلم نے رہا کر دیا۔ اور سلاح خانہ کی طرف لے گیا جہان سب کے سب ہتھیار بند ہو گئے اور متفرق سمت مین چلے گئے۔ اور بعضون نے گلی کوچوں کا اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ اور دوسرون نے اس راستے پر دیوار کے جگہہ کی جہان سے اکیلے لوگ اُترتے تھے اور کچھ لوگ بندرگاہ کی طرف گئے۔ جہان لوگ جہاز سے اُترکر اُنکے ساتھ چلے۔ اور دوسرون نے دروازہ کھولدیا۔ اور یزید بن ابی سفیان کے لشکر کو شہر مین داخل ہونے دیا۔ یہ سب کام دفعۃً ہوئے۔ اور بہت جگھون مین پیش آئے۔ اور ایسے موقع سے کیے گئے کہ فوراً تمام شہر مسلمانون کے قبضے مین آگیا۔ اکثر شہر والون نے اسلام قبول کیا۔ اور بقیہ تہ تیغ ہوئے اور غلامی مین درآئے

طرابلس شام اور طائر کے ضائع ہونے کی خبر سے اور حجاز کے قبضے مین آجانے سے
شہزادہ قسطنطین کا دل ٹوٹ گیا - اور ڈر سے کانپنے لگا - اُسکو ایسا معلوم ہوا کہ گویا
عمروؓ عاص اور انکا لشکر شہر مین داخل ہو گیا - اور اپنے باپ کی اقتدا کی یعنے
قیصریہ (قیساریہ) سے مع عیال واطفال اور خزانہ کے قسطنطنیہ (روم جدید) کو روانہ
ہوا - قیساریہ کے آدمیون نے ایک صبح یہ دریافت کرکے کہ انکا شہزادہ رات کو
فرار ہو گیا مسلمانون کی اطاعت کر لی - اور قیصر کا کل خزانہ حوالہ کر دیا -
اور دو لاکھ روپیہ سالانہ اپنی جائداد کی حفاظت کے لیے دینا قبول کیا - اور اُنکے شرائط
کو عمرو عاص نے بسبب مصر کی روانگی کے قبول کر لیا - قیساریہ کی اطاعت سے
اور شہرون نے بھی اطاعت کر لی - اور اس طرح چھ برس کی لڑائی کے بعد
مسلمانون نے شام کے فتوحات کو پورا کیا - یعنی حضرت عمرؓ کی خلافت کے سنہ ۵
مین اور قیصر ہرقل کے سنہ ۲۹ جلوس مین اور سنہ ۱۷ ہجری مین اور سنہ ۶۳۸ء مین -
اس فتحیابی کی تکمیل کے بعد دیار شام مین طاعون یعنے وبا آئی اور شام کے بہت لوگ
ہلاک ہوئے - اور اُنکے ساتھ پچیس ہزار مسلمان عرب اُنکے فاتح بھی ہلاک ہوئے
جن مین - ابو عبیدہؓ سالار لشکر یعنی عمر کے اٹھاون برس مین اور یزید بن ابی
سفیان اور شرجبیل اور ضرار اور یوقنا اور رد اس ابو الحول بھی تھے اس سبب
سے یہ سن سنۃ الفوت کہلایا -
یزید بن ابی سفیان اس زمانہ مین حاکم دمشق تھے - اور اُنکے ساتھ اُنکے بھائی
امیر معاویہ بن ابی سفیان بھی تھے یزید بن ابی سفیان کے انتقال سے
امیر معاویہ حاکم دمشق ہوئے - اور اُسکے بعد تمام شام کے حاکم تھے شام کے
فتوحات کے ختم کرنے مین اُنکے سب سے اعلیٰ فاتح خالدؓ بن الولید کا خاتمہ بھی
قابل تحریر رہی - وہ حضرت عمرؓ کے کبھی عزیز نہوے - بلکہ آپ ہمیشہ فضول خرچ

غیور غنیمت کے شائق۔ اور سالاری کے ناقابل سمجھا کیے۔ خالدؓ بن الولید کا عراق اور شام میں ایسے چمکیلے فتوحات حاصل کرنا۔ اور اس بزرگی سے حضرت ابو عبیدہؓ کی اطاعت کرنا۔ اور اسکے بعد بھی خلوص اور جوش کے ساتھ لڑنا اور جہاد کرنا حضرت عمرؓ کو نرم کرنے کا ذریعہ نہوا۔

حمص کی فتح کے بعد ہر طرف سے حضرت خالدؓ بن الولید کو مثل فاتح کے مبارکباد پہونچنے لگی۔ کیونکہ وہ شہر فقط آپؓ ہی کی کوشش سے فتح ہوا۔

ایک عربی شاعر (اسکوس) نے انکی شان میں قصیدہ لکھا اور شام کے کل فتوحات کا بانی آپؓ کو ٹھہرایا۔ خالدؓ بن الولید نے اس صلہ میں اسکو تیس ہزار روپیہ انعام دیے۔ جب حضرت عمرؓ کو اس بات کی خبر ملی آپ بہت ناخوش ہوئے اور شک کیا کہ خالدؓ نے مال غنیمت کو خفیہ تصرف کیا۔ اور اگر تصرف بھی نہ کیا ہو اور واقعی انکا خاص حصہ ہو تاہم اس قدر خرچ بیوجہ کرنا اسراف ہوا جسکی ممانعت قرآن مین ہی اور یہ کام اللہ کے حکم کے خلاف ہوا۔

حضرت عمرؓ نے ایک مجمع اسکی تحقیقات کیواسطے متعین کیا۔ اور انکو لشکر سے بالکل معطل کیا۔ بعد تحقیقات کامل کے تصرف کرنا بالکل بے بنیاد ٹھہرا۔

اور اس سے اہل لشکر کو نہایت صدمہ ہوا لیکن خلیفہ عمرؓ نے لکھا کہ ہمنے خالدؓ کی سزا بسبب فریب اور جھوٹ کے نہین کی ہی۔ بلکہ فضول خرچی کے باعث سے کی کہ انھون نے شاعر کے صلے مین کی۔ نیک و بد اللہ کی طرف سے ہوتا ہی خالدؓ کے کیے نہین ہوتا۔ اس بیعزتی سے خالدؓ کا دل بالکل شکستہ ہو گیا۔ اور حال کی لڑائی کی مصیبتون اور زخم سے کمزور ہو گئے تھے۔ اور آپؓ نے رفتہ رفتہ اسی مین انتقال کیا۔ لیکن انتقال کے وقت نہایت افسوس کرتے تھے۔ کہ میدان جنگ مین کیون نہ مرے۔ لیکن انھون نے ایسا نیک نام چھوڑا کہ ہمسایہ مین ہر دل عزیز تھا۔

اور سپاہیوں میں اُنکی ایسی عظمت تھی کہ جیسے دیوتاؤں کی ہوتی ہے۔ اُنکی قبر پر اُنکی قوم کی عورتوں نے بال ترشوائے جس سے اُنکا غم ظاہر ہوتا ہے جب حضرت عمرؓ کو خالدؓ کے انتقال کے بعد معلوم ہوا کہ اُنھوں نے سوائے ایک گھوڑے اور حربہ جنگ و ایک غلام کے کچھ نہ چھوڑا۔ آپنے اپنی غلطی پر تاسف کیا۔ اور خالدؓ کی قبر پر بہت روئے جب خالدؓ یمن کی طرف لڑائی میں گئے تھے۔ کفار نے زہر کی بوتل بھیجی کہ شہد ہے اور آپنے شہد سمجھکر نوش فرمایا۔ اور واقعی شہد ہو گیا۔ لانے والا یہ تصرف دیکھکر مسلمان ہو گیا۔

فصل تیرھوین

مسلمانوں کے مذہبی جوش اور تقدیر پر بھروسا کرنے کی دلیل یہ بھی ہے۔ کہ اُنھوں نے فرعون کے کیسے وسیع ملک۔ یعنی مصر پر پہلے پہل صرف پانچہزار آدمیوں سے حملہ کیا۔ خلیفۂ وقت جنھوں نے اس حملہ کی تجویز کی تھی۔ خود ہی اپنی غلطی پر منفعل تھے۔ یا یہ حضرت عثمانؓ کا مشورہ ہو۔ لیکن آپ نے امیر عمرو عاص کو خط لکھا کہ اگر تم ملک مصر مین نہ داخل ہوئے ہو تو پھر آؤ اور اگر داخل ہو گئے تو اللہ پر بھروسا رکھو ہم مدد روانہ کرتے ہین جب اس خط کا لیجانے والا اُنکے لشکر مین پہونچا۔ تو ملک شام ہی کی حد مین تھے لیکن کسی طرح اس خبر کے معلوم ہونے سے یہ جنگجو سالار نہ ٹھہرے۔ بلکہ روانہ ہو کر ملک مصر کے موضع ارش مین پہونچے۔ اور دریافت کیا کہ یہ کس حد مین ہے اور جواب ملنے سے کہ ملک مصر مین ہے آپ وہان ٹھہر گئے اور خلیفۂ وقت کے اُس خط کو پڑھا آپ نے کہا کہ اب خلیفۂ وقت کے حکم کی تعمیل کرین گے۔

پہلی جگہہ جسکو آپ نے محاصرہ کیا فراوق۔ (پلوسیم) تھی جو بحر روم کے کنارے پر اس گردہ زمین مین واقع ہے جو بحر روم کو خلیج عرب سے جُدا کرتا ہے اور مصر کو عرب اور شام سے ملاتا ہے۔ اسلیئے وہ جگہہ مصر کی کلید سمجھی جاتی تھی۔

ایک مہینے کے محاصرے کے بعد امیر عمرو عاص اُس پر قابض ہو گئے۔ آپ نے اطراف کے ملک کو پیش بینی کے ساتھ دیکھا۔ اور ایک نہر درمیان بحر روم (میڈیٹرینین) اور بحر احمر (رِڈ سی) کے بنانے کی تجویز کی تھی جہاں اب نہر سویز ہے۔ لیکن خلیفہ عمرؓ نے اسوجہ سے ناپسند کیا کہ شاید عیسائی تو بین بحری حملے ملک عرب پر اسکے ذریعہ سے نہ کرین۔ عمرو عاص اب مصر کی طرف جسکو قدیم مفس کہتے تھے اور قدیم مصر کے بادشاہون کی جگہہ تھی۔ روانہ ہوئے یہ شہر اُس وقت سوائے اسکندریہ کے سب سے مستحکم قلعہ تھا۔ اور اپنی قدیم خوبصورتی پر ہنوز حاوی تھا۔ یہ شہر دریائے نیل کے مغربی جانب کو ایک مثلثی جزیرے پر کنارہ سے کسی قدر پورب کو واقع تھا۔ اسکا قلعہ نہایت قوی تھا اور اُس مین بڑا لشکر رہتا تھا۔ اور اُسی کے چارون طرف کھائی تھی جس مین کانٹے اور میخین حملہ آورون کو روکنے کے لیے پھینکی گئی تھین عرب کے لشکرون مین انجن وغیرہ جو مستحکم جگہون پر حملہ کرنے کیواسطے درکار ہے نہ تھا اسلیے وہ صرف گھیر لیتے تھے اور جنس کی آمد و رفت موقوف کر دیتے اور قلعہ کا لشکر جب گھیر لیتا اُسکو تباہ کر دیتے۔ اور اسطرح سے قلعہ کے لشکر کی تعداد گھٹاتے ۔ اور بھوکے مارتے۔ یہان تک کہ وہ اطاعت مین آ جاتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اُنکو محاصرہ کرنے مین عرصہ گذر جاتا۔ اس مصر کا محاصرہ سات مہینے تک رہا جس مین درمیان مین عمرو کا لشکر چھوٹی چھوٹی لڑائیون مین بہت گھٹ گیا۔ اس محاصرہ کی انتہا مین اُنکے پاس لکھنے پر چار ہزار کی مدد خلیفہ وقت کے پاس سے آئی۔ تاہم اُن کا لشکر قبضہ کرنے کے واسطے ناکافی تھا۔ اگر مقوقس حاکم شہر مسلمانون سے نہ مل جاتا۔

یہ شخص جو اصل مین قبطی خاندان سے تھا عیسائی منافق تھا۔ اور قبطیون کی طرح وہ یعقوبی نصرانی تھا۔ جو حضرت عیسیٰؑ کی اُلوہیت کے قائل نہین ہین۔ اُس نے قیصر ہرقل کا اعتماد پیدا کرنے کے لیے اپنے مذہب سے علیحدگی اختیار کی اور اسی

باعث سے وہان کا حاکم ہوا۔ وہان کے اکثر باشندے یعقوبی عیسائی تھے۔ اور اپنے یونانی ہمسایہ سے کیتھولک تھے بڑی مخالفت رکھتے تھے۔ مقوقس نے اپنی حکومت کے زمانے مین ٹکس اور جزیہ کے ذریعہ سے بہت خزانے فراہم کیے۔ اور اب قیصر کا اقتدار نزول مین دیکھکر اُسکو تصرف کا موقع ملا۔ اُسنے مسلمانون کے سردار سے خفیہ خط وکتابت کی اور عہد لیا کہ ہمارا خزانہ ہمکو ملے تو ہم اس ملک کو تمھارے اختیار مین دیدیتے ہین اسلیے وہ اپنا بہت خزانہ شہر سے دریائے نیل کے ایک جزیرہ مین لے گیا۔ عمرو نے نئے لشکر کے ساتھ اس قلعہ پر حملہ کیا۔ اور قبضہ کرلیا۔ کیونکہ قبطیون نے مدد نہ کی۔ عیسائی مسلمانون کا جھنڈا قلعہ کی دیوار پر دیکھکر گھبرائے۔ اور سمجھے کہ سب ہاتھ سے نکل گیا اور جہاز پر فرار ہوئے۔ اس پر حاکم نے شرط کرکے اطاعت کرلی سالانہ جزیہ فی کس دو روپیہ کل باشندون پر مقرر ہوا۔ اور بڈھے اور سولہ برس سے اندر کے لڑکے اور عورتین مستثنیٰ کی گئین۔ اور یہ بھی شرط ہوا کہ مسلمانون کی رسد کا بندوبست بقیمت رہے۔ اور یہ کہ اسکندریہ کی راہ پر تمام پل بنادین۔ اور یہ بھی شروط کیا گیا۔ کہ کوئی مسلمان مسافر جاوے اُسکی تواضع تین روز تک بلا مزد رہے مقوقس کو اُسکا خزانہ دیا گیا۔ اُسنے التجا کی کہ قبطیون کو ساتھ رکھا جاوے اور یونانیون سے نفرت اور اُنپر تشدد کیا جاوے۔ اُسنے مرنے کے وقت بھی وصیت کی اُسکی قبر یعقوبی گرجے مین اسکندریہ مین بنائی جاوے۔

عمرو عاص نے کہ مصلحت اور شجاعت دونون رکھتے تھے۔ یعقوبی عیسائیون کی عداوت یہودیون کی طرف سے دیکھکر یعقوبی بد مہربانی کی ہلا فسے اس ملک کی فتح مین کام لیوین یہان تک کہ اُنھون نے اُنکے پیشوا بنجامن سے ریگستان طے کرکے ملاقات کی۔ اور کہا کہ عیسائیون مین ہمنے ایسا متبرک اور وجیہ آدمی نہین دیکھا اسکا بہت بڑا اثر ہوا جتنے قبطی تھے سبھون نے خلیفۂ وقت کی موافقت ظاہر کی

اب عمرو نے اسکندریہ کی طیاری کی کہ سوا سو میل کے فاصلہ پر تھا - اور موافق عہدنامے کے سڑک اور پل درست کیا تھا - کہ مسلمانون کے جانے مین آسانی ہو گی یونانی جو مختلف اطراف سے جمع ہوئے تھے دریائے نیل کے ایک شاخی جزیرے مین فراہم ہوئے کہ مسلمانون کی ترقی کو روکین لیکن بیکار رہا - ایک بڑی رکاوٹ کرام الشوارق مین کیگئی - جہان حال کے یونانی مفروری جمع تھے - تین روز تک وہ مسلمانون کو روکے رہے - لیکن آخرش انتظام کے ساتھ پیچھے ہٹتے ہوئے اسکندریہ پہونچے باوجود اسکے کہ راہ مین اسقدر آسانی کی گئی - تاہم بائیس روز مین مسلمان اس بڑے شہر تک پہونچے اب اسکندریہ اُنکے سامنے تھا - یہ زرخیز مصر کا مرکز اور مشرق کا تجارت گاہ تھا - نہایت مضبوط جگہ تھی - اسباب حرب کا ذخیرہ تھا - جہان سمندر کے ذریعہ سے ہر قسم کے سامان اور مدد پہونچ سکتی تھی اور جسکے قلعہ مین یونانی مفروری ہر طرف سے فراہم تھے - جنکو اس آخری جنگ سے ملک مصر کی آرزو تھی - اس قوی شہر پر عمرو عاص کا حملہ آور ہونا صرف مذہبی جوش تھا - ظاہری عقل کے خلاف تھا مسلمانون کے سالار عمرو عاص نے اپنا جھنڈا دیوار کے سامنے نصب کر کے معمولی شرائط پر اطاعت چاہی جسکے انکار کرنے سے اُنھون نے محاصرہ شروع کیا جنھون نے مسلمانون کو زیادہ ایذا دی وہ مصر کے مفروری یونانیون کا لشکر تھا - امیر عمرو عاص نے یہ دیکھکر کہ اصل پناہ اُنکا مینار ہے اُسپر دلیرانہ حملہ کیا - اور اُسکو تلوار کے زور سے لے لیا ہر طرف کے یونانی اُسپر دوڑے ایک سخت لڑائی ہوئی - اور کچھ مسلمان نکل گئے -

عمرو عاص مع اپنے غلام وردان اور ایک سردار مسلمہ ابن المخلد کے گرفتار ہوگئے لیکن ان قیدیون کی قدر کوئی نہین جانتا تھا - اور اُنکو حاکم شہر کے پاس لے گئے اُس نے اسقدر حملہ آوری کی وجہ دریافت کی عمرو عاص نے جواب دیا کہ اسلام کو پھیلاتے مین - اور قبل لڑائی کے مصریون سے کہا گیا ہے کہ اسلام لاؤ یا جزیہ دو

اُنکے دلیرانہ جواب اور چہرے کی عظمت سے حاکم کو شک ہوا۔ کہ یہ کوئی افسر ہے۔ اور حکم دیا کہ اُنکا سر کاٹ لو۔ اسپر وردان غلام نے جو یونانی زبان سمجھتا تھا۔ اپنے آقا کا گلا پکڑا اور گلے پر طمانچے مارے اور نالائق گستاخ کہا۔ اور کہا کہ اپنے افسر کو بولنے دے اُسپر مسلمہ نے اُسکے ارادون کو سمجھ لیا۔ اور دخل درمعقول کرکے چرب زبانی سے بولنا شروع کیا۔ کہ عمرو عاص کا ارادہ محاصرہ اُٹھالینے کا ہے چونکہ خلیفہ وقت کے پاس سے اس مضمون کا خط آیا ہے۔ اور اگر ہماری مخلصی ہو تو ہم بھی اس بارہ مین کوشش کرین۔

اسپر حاکم نے اُنکو رہا کردیا۔ اور جب وہ شہر کے اپنے لشکر مین جاملے بڑی خوشی کی آواز بلند ہوئی جس سے شہر والے سمجھے کہ کوئی افسر تھا لیکن اس محاصرے کا احوال مفصل کسی تواریخ مین درج نہین ہے۔ تاہم یہ محاصرہ بہت عرصہ تک رہا اس مین چودہ مہینے گذر گئے اور کئی مرتبہ مسلمانون کا امدادی لشکر آیا۔ اور تیئیس ہزار آدمی اسمین مسلمانون کے ضائع ہوے یہان تک کہ کامیاب ہوئے۔ اور یونانی باشندے مختلف سمت مین بھاگے۔ اور مصر کا دارالسلطنت مسلمانون کے قبضے مین آگیا بعض ملک کے اندر بھاگے اور قلعہ بند ہوگئے۔ اور جنھون نے جہازون پر سوار ہوکر سمندر کی راہ لی۔

عمرو عاص نے اُسکو قبضہ کرتے وقت قریب القریب ویران پایا۔ اور اپنے لشکر کو لوٹ سے باز رکھا۔ اور کسی قدر لشکر بطور قبضہ کے چھوڑ کر فوراً ہی مفروریون کے تعاقب مین روانہ ہوے جب یہ خبر اُن مفروریون کو کہ جہاز پر روانہ ہوے تھے معلوم ہوئی کہ سالار لشکر نے اس شہر کو بلا لشکر کے چھوڑا ہے۔ وہ پھرے اور ایک رات کو شہر اسکندریہ مین داخل ہوئے۔ اور اسپر قبضہ کیا۔ اور اکثر مسلمانونکو مار ڈالا امیر عمرو عاص کو جبکہ پورے تعاقب مین یونانیون کے تھے۔ یہ خبر معلوم ہوئی

اپنی غلطی پر نہایت تاسف کرنے لگے اور وہان سے جلد پھرے اور اسپر پھر حملے کا قصد کیا۔ اُسوقت تک یونانیون نے اپنے کو مستحکم کر لیا تھا۔ اور مقابلہ کیا اسلیئے آپنے پھر محاصرہ کیا لیکن محاصرہ بہت تھوڑے عرصہ تک رہا۔ قلعہ حملے کے ساتھ لے لیا گیا۔ اکثر یونانی تہ تیغ ہوئے۔ اور بقیہ پھر جہاز پر سوار ہو کر مفرور ہوئے۔ یہ سب سنہ ۱۹ ہجری مین واقع ہوا۔ مطابق سنہ ۶۴۰ء سنہ ۲۱ ہجری و سنہ ۶۴۲ء مین دوبارہ اس شہر پر قبضہ ہونے سے لشکر نے غارتگری چاہی۔ عمرو عاص نے پھر باز رکھا اور کہا کہ اس بارہ مین خلیفہ وقت کے پاس لکھا گیا ہے۔ جیسا حکم ہوگا کیا جائیگا۔ ایسی کامل حکومت آپکی اپنے لشکر پر تھی کہ کسی نے ادنی چیز بھی نہ چھوئی۔ اس شہر مین کس قدر دولت آبادی اور کیسی آسائش تھی عمرو عاص کے خط سے کہ خلیفہ وقت کو لکھا ظاہر ہوتی ہے۔ اُس مین درج تھا۔ کہ چار ہزار محل پانچ ہزار حمام۔ چار سو تماشا گاہ۔ اور کھیل کی جگہ۔ بارہ ہزار باغ اور چالیس ہزار یہود ہین۔ اسکے مال و دولت کا حساب کرنا غیر ممکن تھا۔ چونکہ لشکر نے بزور تلوار اسکو فتح کیا ہے۔ اسلیئے لوٹ کی استدعا کرتا ہے۔ مینے ابھی تک اُن کو روکا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اُنکے فتوحات کی کمال تعریف کی۔ لیکن غارت گری کے مضمون پر ملامت کی کہ اس ذکر کو کرنا بھی مناسب نہ تھا۔ اسلیئے آپؓ نے لکھا کہ چیزون کی نہایت خبرگیری رکھنا۔ اور کسی کو ضائع نہونے دینا۔ آپؓ نے جزیہ کی فراہمی کا حکم بھی دیا کہ جس سے مسلمانون کے لشکر کا سامان درست کیا جاے۔ ملک مصر کے دارالسلطنت کے قبضے مین آجانے سے اور دوسرے شہر بھی قبضے مین آگئے۔ اور بارہ کرور روپیہ کا سالانہ جزیہ اس ملک سے فراہم ہوا۔ آگے دریافت مین یہ بات آچکی ہے۔ کہ عمرو عاص شاعر بھی تھے۔ اور بہ نسبت اور حملہ آور مسلمانون کے اُنھون نے اپنے فتوحات مین نرمی دکھلائی۔ وہ اپنی فرصت کے وقت ذی علم لوگون سے ملاقات کرتے۔ اور وہ باتین سکتے کہ جنکا علم انکو نہ تھا۔ منجملہ ایسے شخصون کے ایک شخص تھا۔ کہ جسکا نام یحیی (دجان) تھا۔

لیکن بسبب فلسفہ دانی کے فیلسوف (فیلو پونس) کہلاتا تھا۔ یہ یعقوبی عیسائی تھا اور
اسی کی تصانیف سے فلسفہ ارسطو اور موسیٰ ہو۔ اس شخص سے اور عمرو عاص سے
بڑی موافقت تھی۔ اُسنے اسکندریہ کے کتب خانہ کا حال عمرو عاص سے کہا اور
اُسکی استدعا ہوئی کہ یہ کتابیں ہمکو دیدی جائیں۔ لیکن اُنھون نے کہا کہ بلا اجازت
خلیفہ وقت کے ہم نہیں دے سکتے اسلیئے آپ نے اس بارے مین حضرت عمر کو لکھا
لیکن آپ کا جواب یہ تھا کہ اگر وہ کتابیں قرآن کے موافق ہین تب بھی انکا رہنا ضرور
نہین کیونکہ قرآن ہمارے لیئے کافی ہو۔ اور اگر قرآن کے خلاف ہین تب بھی انکا رہنا
ضرور نہین۔ اُنکو ضائع کردینا چاہیئے۔ کتابیں مثل ردی کے ضائع کی گئین یہانتک کہ
چھ مہینے اُنکے ضائع ہونے مین صرف ہوئے۔ اس واقعہ سے مورخ گبن نے انکار کیا ہو
اُسنے لکھا ہو کہ دو قدیم مورخون نے المالکن اور پادری اتی جبیس نے کہ اسکندریہ
کا پیشوا تھا اور محاصرہ کا حال لکھا ہو مگر اس امر کا ذکر نہین کیا۔ اور عمرو عاص سے
جنکو علمی ذائقہ بسبب شاعری کے تھا ایسا واقعہ ہونا اور تعجب خیز معلوم ہوتا ہے
اگرچہ کہا جاسکتا ہو کہ اُنھون نے اپنے حاکم اعلیٰ کے حکم کی بجا آوری مین ایسا
کام جبراً کیا ہو۔

اسکندریہ کی فتح سے کل ملک مصر قبضۂ اسلام مین در آیا اور قیصر ہرقل کی بدنصیبی ظاہر
ہوگئی۔ اُسکو استسقا ہوگیا۔ اور ملک شام اور اب ملک مصر کے ضائع ہونے سے
اُسکو اسقدر غم ہوا کہ آخرش وہ سات ہفتے بعد فتح اسکندریہ کے مرگیا۔ اور اُسکی
جگہ پر قسطنطین۔ اُسکا بیٹا جانشین ہوا۔ ہر گاہ عمرو عاص ملک مصر کو فتح کررہے
تھے تمام عربستان مین سخت قحط آیا یہانتک کہ خلیفہ عمرؓ نے عمرو عاص کو غلہ کے ارسال
کے واسطے لکھا۔ اسپر عمرو عاص نے اسقدر غلہ روانہ کیا۔ کہ لکھا ہو کہ اونٹون کی قطار کا
اگلا اونٹ جب مدینہ طیبہ پہونچا تو اُسکا پچھلا اونٹ سرزمین مصر مین تھا۔ لیکن

بھیجنے کا یہ طریقہ نہایت پر مصیبت معلوم ہونے سے عمروؓ عاص نے ایک نہر اسی میل کی یعنی دریائے نیل سے بحر احمر تک کھدوائی جسکے ذریعہ سے غلہ آسانی سے جاسکے اس نہر کو قیصر رومی تریجان نے آغاز کیا تھا اور اسی کو اب فرانسیسیون کے تجار نے وسعت دیکر خدیو مصر (اسمٰعیل پاشا) کی اجازت سے سلطان عبد العزیز (بادشاہ روم) کے عہد مین جاری کیا کہ شہر سوئز ملاتی ہو کر جہازات بخوبی جاتے ہین۔ الغرض لائق عمروؓ عاص نے اس حزم و ہوشیاری سے خلیفۂ وقت کے احکام کو انجام دیا۔ اور اس عدل و انصاف سے ملک پر حکومت کی۔ کہ اسلام کے عمدہ سرداروں مین شمار کیے گئے۔

فصل چہاردھوین

بنظر صفائی کے وہ واقعات جو ملک فارس مین اسی وقت پیش آرہے تھے جبکہ ملک شام اور مصر مین فتوحات ہورہی تھین۔ وہان درج کتاب ہذا نہین کیے گئے۔ اب کئی برس آگے کے واقعات اسوقت سے جبکہ خالدؓ نے ۱۳ہجری مین موافق حکم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اپنے کامیاب لشکر کو دریائے فرات کے کنارے چھوڑا لکھے جاتے ہین خالدؓ بن الولید کی کامیابی بوجہ نااتفاقی فارسیون کے اور بھی تھی۔ خسرو پرویز ۳۱ھ مین شکست قیصر ہرقل سے اُٹھاکر اپنے اراکین سے جنکا سرگروہ اسکا بیٹا شیرویہ تھا تخت سے اُتار اگیا اور اُسکے بیٹے شیرویہ نے اپنے محل کے زیر دیوار اسکو مار ڈالا۔ جہان اُسنے خزانہ فراہم کیا تھا۔ اپنا قبضہ مسلم رکھنے کے لیے شیرویہ نے اپنے سترہ بھائیون کو قتل کیا۔ یہ فعل اُسنے صرف بادشاہی کی طمع سے نہین کیا بلکہ بسبب عاشق ہوجانیکے اپنی سوتیلی مان پر جسکا نام شیرین تھا کیا۔ وہ بہت ڈری اور جب نہایت مجبور کیگئی۔ تو اپنے کو ہلاک کر ڈالا۔ اس افسردگی کے باعث اور بسبب ملامت کرنے اُسکی بہن کے باعث قتل کر ڈالنے اپنے باپ اور بھائیون کے اور بدمنتی کرنے اپنی مان پر اُسکو

خفقان ہوگیا - اور آٹھ مہینے کے اندر مر گیا - اُسکا بیٹا آردشیر ۶۲۰ء کے آخر مین تخت پر بٹھایا گیا لیکن وہ بھی مارا گیا - اور ایک فارسی رئیس نے تخت چھین لیا اور وہ بھی عرصۂ قلیل مین مارا گیا توران دخت خسرو پرویز کی بیٹی اب تخت پر بٹھائی گئی - اور اٹھارہ مہینے سلطنت کی - کہ اُسکو بھی اُسکے چچیرے بھائی شاہ سنانی دہ نے برطرف کیا - لیکن یہ بھی کچھ عرصہ کے بعد تخت سے اُتارا گیا - اور دوسری بیٹی خسرو پرویز کی جسکا نام آرزمی دخت یا ارزمیہ تھا ۶۳۲ء مین تخت پر بٹھائی گئی اسوقت فارس کا دار السلطنت مدائن تھا کہ دریاے دجلہ کے کنارے پر واقع تھا -

ارزمیہ اپنی قوت جسمانی اور حسن کیواسطے مشہور تھی اُسکے باپ خسرو نے اُسکی تعلیم عمدہ طور سے کرائی تھی - اور اس چار برس کی بدنظمی مین اُسکو تجربہ بھی خوب ہاتھ آیا تھا جنھون نے اُسکو تخت نشین کیا تھا اُسنے اُنکا مشورہ بھی نہین کیا - اور اچھے اچھے رئیسون کو سزا دی - اُسکو فوراً ہی اپنی بہادری مسلمانون کے حملے مین دکھلانی پڑی اس کتاب کے پڑھنے والے کو یاد ہوگا کہ خالدؓ بن الولید نے اپنے کامیاب لشکر کو مثنیٰ ابن حارث کے تحت مین دریاے فرات کے کنارے چھوڑا تھا - جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے آپ نے مثنیٰ - بن حارث کو سواد کا حاکم مقرر کیا یہ وہی ملک ہے جسکو خالدؓ بن الولید نے حال مین فتح کیا تھا - اور فرات اور دجلہ کے نچلے حصون کے درمیان مین واقع تھا اور اُسکو اہل فارس عراق عربی کہتے تھے - یہ صرف حضرت ابوبکرؓ کے حکم کی تعمیل تھی کہ حضرت عمرؓ نے اُنکو حاکم مقرر کیا - ورنہ آپ کو کچھ ایسا اعتماد اُنپر نہ تھا - چونکہ بعد جانے خالدؓ کے کوئی فتوح اُنکے ہاتھ پر نمایان نہوئی - اسلیے حضرت عمرؓ نے ابوعبیدہ ثقفی کو ایکہزار آدمی سے مثنیٰ - کی مدد کے لیے روانہ کیا - اور اُنکو سردار لشکر قرار دیا اور اُنکے ساتھ ثابت ابن قیس کہ اہل بدر سے تھے وہ بھی آئے بلکہ فارس نے مسلمانونکی اسطرح سے مدد پائی ہوئی فوج کے بڑھنے کی خبر سُنکر ایک لائق سردار رستم بن فرخ زاد کو

تیس ہزار آدمیون سے روانہ کیا۔ رستم عراق کی سرحد پر ٹھہر گیا۔ اور ایک سردار جس کا نام دسجیان تھا اور فارسی شہزادہ نرسی کے ساتھ کچھ لشکر آگے روانہ کیا۔ ان لوگون کو مسلمانون سے ایسی شکست ہوئی۔ کہ رستم کو اصل لشکر کے ساتھ مدد کے لیے آنا پڑا لیکن وہ دیر مین آیا۔ اُنکو پوری شکست ہو چکی تھی۔ اور بھاگے۔ اور کل ملک سواد مسلمانون کے قبضہ مین آگیا۔ ملکہ آزرمیہ نے اور بھی ڈر کر ایک امدادی لشکر بہمن شہدیو کے تحت مین جسکو برقع پوش بھی کہتے تھے اس سبب سے کہ اُسکی بھون بہت بڑی تھی۔ کہ آنکھون کو چھپائے تھی۔ روانہ کیا اُس مین تین ہزار آدمی اور تیس ہاتھی تھے۔ یہ بڑے جانور لڑائی کے مصرف کے نہین ہوتے۔ یہ صرف اس نظر سے لائے گئے تھے۔ کہ وہ لوگ جنھون نے کبھی نہ دیکھا ہو ڈر جاوین۔ یعنی اہل عرب کہ وہان ہاتھی نہین ہوتا۔ اُن مین ایک سفید ہاتھی تھا جسکا نام محمود تھا کہ اُسکو حبشی بادشاہ ابرہہ نے کعبہ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا تھا وہ فتح کا فال خیر سمجھا جاتا تھا۔ چونکہ وہ جس لڑائی مین بھیجا گیا وہ فتح ہوتی تھی۔

بہمن کے ساتھ کاوہ آہنگر کا جھنڈا بھی آیا تھا۔ کہ نہایت متبرک سمجھا جاتا تھا۔ وہ اصل مین کاوہ آہنگر کی بھاتھی چمڑے کی تھی جسکو اُسنے جھنڈا بنایا تھا۔ جبکہ ضحاک کے خلاف مین لوگ باغی ہوئے۔ وہ وقتاً فوقتاً بڑھتا گیا۔ اور اس مین قیمتی ریشمی کپڑے اور بھاتی چڑھائی گئی یہان تک کہ وہ تیس[۳۰] فٹ لنبا اور پندرہ[۱۵] فٹ چوڑا تھا۔ اور جواہرات سے مرصع کیا گیا تھا اسی جھنڈے کے ساتھ اس ملک کی قسمت سمجھی جاتی تھی۔

مسلمانون کا لشکر ابو عبیدؓ ثقفی کا امدادی لشکر ملا کر اُسوقت نو ہزار سے زیادہ نہ تھا اہل فارس جو بابلستان کے قریب فراہم ہوے۔ تعداد مین بہت زیادہ تھے مثنیٰ اور ثابت کی یہ راے ہوئی۔ کہ ہم لوگ ریگستان مین واپس آوین۔ جہان خلیفۂ وقت کی مدد آنے مین آسانی ہوگی ابو عبیدؓ کی راے بالکل اُسکے خلاف تھی۔

اُنھون نے فارسیون کی قوت کو کم سمجھا اُنھون نے مثنیٰ کو بدنام ور خالدؓ کو نیکنام بسبب

حملہ آوری کے بجاے اُنکا قصد ہوا کہ غنیم پر حملہ کرین دریاے فرات پر پُل باندھین اور اسکو عبور کر کے دشمنون کے عین خیمہ گاہ پر حملہ کرین۔ مثنیٰ اور ثابت کا سمجھانا بیکار تھا اُنھون نے کشتیون کا پُل دریاے فرات پر باندھا اور اُسکو عبور کیا۔ لیکن لشکر نے بیدلی سے اُنکی اقتدا کی۔ کیونکہ اُنکو اُسکا حال معلوم تھا ہر گاہ یہ لوگ پل سے عبور کر رہے تھے کہ غنیم کے تیراندازون سے روکے گئے جو پُل کے دوسرے سرے پر تھے۔ لڑائی سخت ہوئی اسلام کا جھنڈا اسات مختلف ہاتھون مین منتقل ہوا گیا۔ جیسے جیسے لوگ شہید ہوتے گئے اہل فارس پسپا کیئے گئے لیکن اُنکا اصل لشکر مع تیس ہاتھیون کے آپہونچا ابو عبیدہ نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اُنھون نے اپنے آدمیون سے کہا کہ ہاتھی سے نہ ڈرو بلکہ اُن کی سونڈ مین مارو اُنھون نے خود ایک ضرب مین اُس سفید ہاتھی کا سونڈ کاٹ ڈالا لیکن وار کرنے مین پاؤن پھسل گیا۔ اور گر پڑے۔ اسپر اُس ہاتھی نے غصہ مین پاؤن سے دبا دیا اور وہ مر گئے مسلمانون نے اپنے سردار کو مردہ پاکر اور غنیم کو تعداد مین زیادہ دیکھکر پل پر واپس جانا چاہا غنیم نے پل کی کشتیون پر آگ لگانیوالی چیز پھینکی۔ اور اُن مین آگ لگ گئی کچھ لشکر پانی مین جا پڑا اور ہلاک ہوا اور اصل لشکر دریا کے کنارے کنارے چلا۔ اور مثنیٰ پیچھے سے اسکی حفاظت کرتے رہے جنھون نے اسوقت لشکر کے لائق سردار کی ہنرمندی ظاہر کی۔ اور دشمنون کو دور رکھے رہے۔ یہانتک کہ ایک دوسرا مختصر پل تیار کیا گیا۔ اور مسلمان اُسپر سے عبور کر گئے ساُنھون نے خود سب سے پیچھے عبور کیا۔ اور پل کو توڑ ڈالا مسلمانون کے چار ہزار آدمی اس دفعہ مین کام آئے۔ اور ڈوب گئے دو ہزار آدمی مدینہ کو واپس گئے۔ اور تین ہزار مورچہ بند رہے۔ اور ایک تیز خبر خلیفہ کے پاس مدد کے لیے بھیجا۔ لیکن فارسی سردارون مین خود اختلاف پڑا۔ اور اُنھون نے تعاقب نہین کیا۔ بلکہ مدائن چلے گئے۔ کہ وہی دار السلطنت تھا یہی ایک شکست مسلمانون کو ہوئی کہ قابل یاد ہے۔ اور ایسی شکست ابتدا سے کبھی نہوئی تھی یہ لڑائی ۱۳ سنہ ہجری مطابق ۶۳۴ء کے ہوئی اسکا نام عربی مین غزوۃ الجسر ہے

فصل پندرھوین

کچھ تھوڑے سے امدادی لشکر کے آنے سے مثنیٰ نے عربون کے طریق پر حملہ آوری پھر شروع کردی - اور بابلستان (کلدانیہ) کی سرحد پر دریائے فرات کے کنارے میدان صاف کرنے اور غارتگری کرنے لگے - یہ انقلاب زمانہ اور اہل دنیا کی بے ثباتی کے باعث تھا کہ ایسی مشہور جگہہ کہ ایک وقت مین تمام دنیا کا دارالسلطنت ہو اور اسوقت تھوڑے سے عربون کے ہاتھ سے لوٹا جاوے۔

انکو روکنے کے واسطے ملکہ ازرمیہ نے ایک افسر کو جس کا نام ماہران تھا بارہ ہزار سوارون کے ساتھ روانہ کیا مثنیٰ نے اس خبر کو سنکر ان لشکرون کو جو غارتگری مین مصروف تھے - طلب کیا - اور مقابلے کی تیاری کی - فریقین - حیرا کی سرحد پر مقابل ہوئے مثنیٰ جو غزوۃ الجسر مین پچھلے واپس آنے والون مین تھے - اب اگلے حملہ آورون مین ہوئے عین لڑائی کے ہنگامے مین انھون نے تنہا دشمن کے لشکر مین راہ کی اور بڑی مشکل سے اپنے لشکر مین واپس آئے - مسلمانون کے بعض طرف کے لشکر پسپا ہونے سے - مثنیٰ نے انکو فراہم کیا - انکے آگے ہونے لگے - انکو ملامت کی انکو ڈرایا - اپنی ڈاڑھی کو غصہ مین نوچا ڈالی - اور وہ پھر ان کو مقابل لانے مین کامیاب ہوئے - اسی مین صبح سے شام ہوگئی اور نتیجہ پھر بھی مشتبہ تھا شام کے وقت مثنیٰ ماہران سے سینہ بسینہ لڑے اور اپنے محافظین کے درمیان مین سے ماہران نے ایک ضرب ایسی ماری کہ شاید مثنیٰ کا کام تمام ہوجاتا - لیکن صرف زرہ نقصان ہوگئی - انھون نے اسکے عوض مین ماہران کو مار ڈالا اور وہ زمین پر گر گیا - فارسیون نے اپنے سردار کو مردہ دیکھکر فرار کی راہ اختیار کی اور نہ ٹھہرے جب تک مدائن نہ پہونچے - مسلمانون نے دوسرا حملہ بغداد پر کیا - جو اسوقت صرف ایک دیہات تھا - لیکن میلے کے واسطے مشہور تھا عربون کے لشکر کا ایک حصہ

اُسکو لوٹا اور خوب غنیمت اور قیدی لائے۔ ماہران کی شکست کی اور بغداد کے میلہ کی
غارتگری کی خبر سے فارسیون کی دارالسلطنت مین تماشا پڑا۔ رئیس اور پادری جو اب تک
ملکہ ازرمیہ سے خوف کرتے تھے کہنے لگے کہ عورت کی بادشاہت کا یہی نتیجہ ہے۔ ملکہ ازرمیہ
پر ایک آفت یہ پہنچی فرخ زاد ایک قوی رئیس اور حاکم خراسان کا اُسپر عاشق ہو گیا پہلے
ازرمیہ سے نے اُسکے ساتھ مخاطبت کی پھر عدم اتفاقی کی اسپر اُسنے ایک روز رات کو اُسکے
محل مین گھسنا چاہا تھا اور گرفتار کرنا لیکن اُس مین ناکامیاب ہوا اور محافظین نے اُسکو
مارڈالا اُسکا بیٹا رستم جسکو اُسنے خراسان کی حکومت پر چھوڑا تھا اپنے باپ کے
مرنے کا حال سنکر بدلا لینے کو لشکر کے ساتھ آیا۔ وہ ایسے وقت آیا کہ جس وقت عامہ خلائق
اُس سے ناراض تھی اسلیے بلازحمت محل مین داخل ہو گیا۔ اور ملکہ ازرمیہ کو قید کر کے
مارڈالا ایک باقی اولاد خسرو پرویز کی اور تخت پر بٹھائی گئی لیکن چالیس روز کے عرصہ
مین اُسکو بھی زہر دیا گیا۔ خواہ غلام نے دیا ہو یا ارکین نے اب ارکین نے ایک نوجوان کو
جو پندرہ برس کا تھا تخت پر بٹھلایا۔ یہ خسرو پرویز کا پوتا تھا اور اس فتنہ و فساد مین شہر
اسٹکار (اصطخر) مین جسکو یونانی پرسیپولس کہتے ہین اور جو قدیم دارالسلطنت تھا
چھپا ہوا تھا اُسکو یزدجرد سوم کہتے ہین۔ اگرچہ بعض مورخ اُسکو ہرمس دوم اُس چہارم
بھی کہتے ہین کہ اُسکا خاندانی لقب تھا۔ اُسکا مزاج خوب تھا لیکن کسی قدر ضعیف دل تھا
اور اپنے ارکین کے ہاتھ مین جنھون نے تخت پر بٹھایا تھا آگیا۔ پہلا کام اس سلطنت کا
یہ ہوا کہ ایک بہت بڑا لشکر فراہم کیا گیا۔ اور رستم ابن فرخ زاد کے تحت مین کہ حاکم
خراسان کا تھا جسنے ملکہ ازرمیہ سے بدلا لیا تھا روانہ کیا۔ اور یہ قصد کیا کہ کل عرب کو
سرحد سے نکالدیا جائے حضرت عمرؓ نے تبدل اور لڑائی کی تیاریان ایران کی دارالسلطنت
مین سنکر لشکر تیار کیا اور خود ایران کی لڑائی مین جانے والے تھے لیکن حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بمشکل آپ کو باز رکھا۔ اور رائے دی کہ سعد بن

ابی وقاص رض بھیجے جاوین یہ سابق ایمان والون مین تھے۔ اور مسلمانون مین انھون نے پہلے کافر کو مارا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد مین جانے لگے تو آپ کو اپنا قائم مقام گھر مین خبر گیری کے واسطے بنا گئے تھے۔ اور فرمایا تھا کہ اے سعد تم ہمارے ماں اور باپ کے ہوا سلئے مین تمکو اپنا گھر سپرد کرتا ہون۔

سعد بن ابی وقاص رض کو ایران کے لشکر کی حکومت عام سپرد کی گئی اور مثنی رض کو اگرچہ اُنکا اعزاز انکی کامیابیون کے باعث سے بہت تھا۔ ماتحتی مین رہنے کا حکم دیا اس لشکر مین ایک ہزار ایسے آدمی تھے۔ کہ نہایت آزمودہ کار تھے۔ اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ لڑائیون مین رہے تھے۔ اور ایک سو اہل بدر سے بھی تھے اُن کے ساتھ اور بھی اسلام کے مشہور سالار تھے۔ اور بھی آدمی اطراف سے آکر اس لشکر مین ملے جب یہ لشکر مثنی کے لشکر سے آملا تو اُسکا شمار تیس ہزار آدمیون کا تھا مثنی نے سعد کے آنے کے تین روز بعد انتقال کیا۔ اُنکے انتقال کی وجہ کہین مذکور نہین ہو۔ اُنکا نام اُنکے بعد روشن رہا۔ اور اُنکی بی بی نہایت جمیلہ تھین سعد رض نے اُنسے نکاح کیا۔

فارسیون کا لشکر رستم کے تحت مین سواد (عراق عرب) کی سرحد پر قادسیہ مین مقیم تھا اور مسلمانون کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ سعد رض نے اور مدد خفیہ طلب کی اُسکا وعدہ آیا۔ لیکن یہ بھی لکھا کہ دل مین شک نہ رکھو۔ اور بلحاظ دشمن کی تعداد کے یہ سمجھ کہ ہم خلیفہ وقت کے سامنے یہ کام کرتے ہین۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ قبل لڑائی شروع کرنے کے یزدجرد سے ایمان کے واسطے کہلا بھیجو۔

اس پیغام کو لیکر سعد رض نے کئی پرانے تجربہ کار آدمیون کو روانہ کیا وہ لوگ۔ مدائن کے مرصع شہر مین داخل ہوئے۔ اور کسریٰ کے ایوان شاہی مین گذر کیا۔ جہان لباس فاخرہ اور تمغے پہنے ہوئے ارکین موجود تھے۔ اور بادشاہ کو زر تاج پہنا اور مرصع تخت پر بیٹھا دیکھا مسلمان ایلچیون کو عرب کے سادے لباس مین دیکھکر اپنے مرصع لباس والے

ارکین کے درمیان مین نوجوان بادشاہ کو کہ ناز و نعمت مین پرورده تھا اُن کی قدر نہ معلوم ہوئی۔ اس مین شک نہین کہ اُسکے ارکین نے بھی ایسا ہی مشورہ دیا ہوگا بذریعہ مترجم کے اس پیغام کا حال دریافت کیا گیا۔ اسپر ایک شخص نے جسکا نام نعمان ابن مسکری تھا کہا کہ اللہ کی وحی اُسکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آئی۔ اور اُنکی وصیت ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا جاوے۔ اور دو ہی شرطے صلح ہوتی ہے۔ خواہ اسلام لاوے یا جزیہ کرے۔ اور انھون نے بادشاہ سے کہا کہ خواہ تم ایمان لاؤ یا جزیہ دو۔ اور اگر دونون سے انکار ہے تو لڑنے کے لیے تیاری کر دیزدجرد نے اپنے غصے کو تحمل کیا۔ اور جواب دیا کہ تم عرب لوگ ریگستان کے پھرنے والے تمھاری غذا چوہا۔ چھپکلی اور سانپ ہے۔ تم کھاری پانی پیتے ہو۔ اور میلا کپڑا لومڑی کے چمڑے کا پہنتے ہو۔ تمھارے ملک کے بعضون نے ہمارے ملک مین سفر کیا۔ شیرین پانی پیا لذیذ غذا کھائی۔ اور نرم نرم نفیس لباس پہنا اور اپنے ساتھیون سے جاکر کہا۔ اسپر تم اکٹھے ہوکر آئے ہو کہ ہمارا ملک و مال لوٹ لو۔ ہمکو ملک سے نکالدو تمھاری نقل اس بھوکی لومڑی کی ایسی ہوگی کہ جسکو باغبان نے انگور کھلایا۔ اور جب وہ کھا کر توانا ہوئی۔ تو بہت سے ساتھیون کو بلا لائی۔ اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ باغبان کے ہاتھ سے وہ لومڑی ماری گئی۔ جو تم کو درکار ہو ہم سے کہو۔ تمھارے اونٹون پر غلے۔ چھوہارے لادے جاوین۔ اور صلح کے ساتھ اپنے ملک کو چلے جاؤ۔ لیکن اگر تم ہمارے فارس مین ٹھہرنا چاہوگے۔ تو یاد رکھو کہ جو باغبان نے لومڑی کا حال کیا وہی تمھارا بھی حال ہوگا۔ ایک نہایت ضعیف ایلچی نے جسکا نام شیخ بکیر ابن ضرارہ تھا۔ بڑے تحمل سے اور بے رعب ہو کے جواب دیا کہ اے بادشاہ جو کچھ آپ نے عربون کی نسبت فرمایا نہایت سچ ہے ریگستان کی سبز چھپکلی کسی وقت اُن کی غذا تھی؛ وہ کنوئین کا کھاری پانی وہ پیتے تھے۔ اُنکا لباس جو کچھ تھا اور لڑکیون کو زندہ

اگا ڑ دیتے تھے یہ سب ایام جہالت مین تھا۔ انکو اچھے برے کی تمیز نہ تھی۔ وہ مجرم تھے۔ اسکی جزا پائی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ان پر رحم کیا اور اپنے رسول صلعم اور قرآن مجید کو اُنکے درمیان مین بھیجا۔ اور اُن کو عقلمند اور شجاع بنایا۔ اُس نے اُن کو حکم دیا کہ سب کافرون سے لڑو یہان تک کہ سب سچے مذہب کو قبول کرین اُس کے حکم کے موافق ہم یہان آئے ہین۔ اور ہم فقط تم سے اتنا چاہتے ہین کہ تم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو اور اپنے خزانے سے معمولی زکوٰۃ دیا کرو۔ جو سب مسلمانون پر فرض ہے کہ غریبون کو دین۔ یہ کرو اور کوئی مسلمان بلا اجازت تمھارے ملک مین نہ داخل ہوگا۔ لیکن اگر تم اس سے اور جزیہ سے انکار کرتے ہو تو لڑنے کے واسطے تیار رہو۔

یہ سُنکر یزدجرد کو تحمل نہ رہا۔ اور کہا کہ اگر ایلچی کا مارنا بڑے بادشاہون کو ناسزا نہوتا تو ہم تمھین اس گستاخی کے بدلے تہ تیغ کرتے۔ اے دوسرے کے ملک کو لوٹنے والے چلے جاؤ۔ اور فارس کی مٹی جسکو تم چاہتے ہو لو۔ یہ کہکر اُس نے مٹی کا ٹوکرا کندھے پر رکھوایا کہ اپنے افسر کو دینا اور اس سے یہ مراد لیا کہ تمھارے لیے قبر اس جگہہ ہوگی جب وہ شہر سے باہر ہوئے۔ انھون نے مٹی کے بورون کو کندھون پر رکھا اور سعدؓ بن وقاص کے پاس واپس آئے اور کہا اے سعدؓ مٹی علامت ملک کی ہے جسطرح ہم یہ مٹی تمکو دیتے ہین اللہ تعالےٰ نے ملک فارس مسلمانون کے قبضے مین دے گا۔

فصل ۱۱ ہو تھوین

فریقین کا لشکر ایک دوسرے کے مقابل مین قادسیہ کے میدان مین اُس نہر کے قریب جو فرات سے نکلی ہے حاضر ہوا۔ انگریزی مورخ کی رائے ہے کہ فارسیون کی جسقدر تعداد تھی اگر وہ رومی یا یونانی قاعدے سے واقف ہوتے تو مسلمانون کے

مختصر لشکر پر غالب آجاتے لیکن اُن مین بڑا ہنگامہ بدانتظامی اور نشو و نما تھی برخلاف اسکے عرب کمن مشق جفاکش سادے اور مختصر سوار تھے گھسکر واپس جاتے اور پھر حملہ آور ہوتے کئی فرادا لڑائیان ہوئین۔ اگر عرب کامیاب ہوے تو اُن کو نہایت قیمتی غنیمت ہاتھ آئی اور اگر فارسی غالب رہے تو اُن کو سواے پُرانے کپڑون کے کچھ نہ ملا۔ پہلے روز سعد رضؓ شکلاً اپنے گھوڑے پر سوار ہوے۔ کیونکہ اُن کی رانون مین پھوڑے تھے تاہم آپؓ لشکر مین حاضر رہے اور اللہ اکبر کی صداے مدد دی۔ فارسیون کا لشکر بڑے زور کے ساتھ ہاتھیون سے حملہ آور رہا۔ مسلمانون کے گھوڑے اُنکو دیکھکر بھڑکے۔ اکثر سوار اُتر پڑے اور ہاتھیون کو تلوار سے مارنا شروع کیا۔ اور اُن کو لشکر کی طرف ہٹادیا۔ تب بھی وہ دن مسلمانون پر دشوار تھا۔ کیونکہ لشکر مختصر تھا اور سالار لشکر زخم سے مجبور تھا۔ ملک شام سے نیا امدادی لشکر آجانے سے اُن کی جرأت بڑھ گئی۔ اور وہ برابر لڑے یہان تک کہ رات آگئی۔ اور اپنے اپنے خیمہ گاہ کو واپس آئے۔ اہل فارس اُس پہلے روز کی لڑائی کو جنگ ارماض کہتے ہین۔ لیکن مسلمان اُسکو یوم النصر کہتے ہین۔

دوسرے روز بھی لشکر صف آرا ہوئے۔ لیکن لڑائی نہ ہوئی۔ سعدؓ زخم کے باعث گھوڑے پر سوار نہ ہو سکے۔ اور نہ لشکر مین جا سکے۔ اور فارسی ڈرے کہ مدد آگئی ہے مگر تمام دن فرادا لڑائی مین گذر گیا۔ اور دونون طرف کے کچھ آدمی نقصان ہوے سعدؓ اپنے خیمہ سے میدان جنگ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور اپنی نئی منکوحہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ کہ اس عورت کے خیال مین گذرا کہ کس طرح اس وقت مسلمان شہید ہوتے ہین اور اپنے سابق شوہر مثنیٰؓ کا خیال کیا اور بے ساختہ پکار اُٹھی کہ افسوس اے مثنیٰ ابن حارث تم کہان ہو۔ سعدؓ کو یہ سُنکر ملال ہوا کہ اُسنے ہمکو نامرد سمجھا۔ اور فرمایا کہ کل ہم گھوڑے پر سوار ہون گے کچھ حصہ

لشکر کا آپؓ نے دمشق کی طرف رات ہی کو خفیہ روانہ کیا۔ کہ وہ لوگ وہاں چھپے رہیں اور جب لڑائی شروع ہو تو آپہونچیں کہ معلوم ہو کہ تائیدی لشکر آتا ہے۔

صبح ہوئی پھر بھی۔ سعدؓ گھوڑے پر سوار نہو سکے تب آپؓ نے اپنے لشکر کی حکومت کسی افسر ماتحت کو دیکر روانہ کیا۔ یہ سخت لڑائی کا دن تھا اور دشمنوں کے سخت ہنگامے سے اس کا نام بھی اہل۔ عرب نے یوم اغواث رکھا۔

امدادی لشکر کے آنے سے مسلمانوں کا جوش اور بھی بڑھا۔ رستم نے ہاتھیوں سے حملہ کرایا۔ لیکن اہل عرب اُسکے عادی ہو چکے تھے۔ اور اُن پر اس شدت سے حملہ کیا کہ وہ بھاگے اور اپنے لشکر کو پامال کیا۔

لڑائی برابر جاری رہی تمام دن اور رات ہونے پر بھی موقوف نہ ہوئی رات نہایت تاریک اور خطرناک تھی۔ اکثروں نے ایک دوسرے کی ڈاڑھی پکڑی۔ رات بھر لڑائی رہی اور صبح کو بھی موقوف نہوئی دن کو سخت آندھی چلی کہ ایک کو دوسرے سے چھپالیا۔ لیکن یہ آندھی مسلمانوں کی تائید میں تھی اور فارسیوں کے خلاف میں۔ اس ٹھہراؤ میں رستم نے دھوپ سے اپنے خیمہ میں کہ پانی کے کنارے پر تھا آرام لیا۔ اور اُسکے چاروں طرف اونٹ تھے کہ خزانے اور اسباب عیش سے لدے ہوے تھے۔ آندھی نے خیمے کو گرا دیا۔ تب اُسنے اپنے کو ایک اونٹ کے سائے میں پہونچایا لیکن ایک جماعت عربوں کی اُسپر چانک میں آپڑی۔ ایک نے اُن میں سے جس کا نام ہلال ابن علقمہ تھا اونٹ کی رسی کاٹ ڈالی اور ایک بوجھا چاندی کا اُس پر گر پڑا اور اُسکی ریڑھ کو توڑ ڈالا۔ اسی ایذا میں وہ لڑھکتا ہوا پانی میں جا رہا لیکن لوگوں نے اُسکا پاؤں پکڑ کر نکالا اور ہلال نے اُسکا سر کاٹ کر اپنے نیزے پر بلند کیا۔ فارسیوں نے اپنے سردار کا سر خون آلودہ دیکھکر فرار اختیار کیا۔ اور اپنا خیمہ اور اسباب اور خزانہ اپنے کامیابوں کے واسطے چھوڑا بیحساب غنیمت ہاتھ آئی۔ فارسیوں کا متبرک

جھنڈا بھی غنیمت کے زمرے مین تھا جس سپاہی نے اُسپر قبضہ کیا تیس ہزار اشرفی اُس کو سعدؓ کے کہنے سے دی گئی - اور وہ جواہرات جس سے وہ مرصع تھا اسباب غنیمت میں تقسیم کے واسطے رکھا گیا ہلال جو رستم کا سر لائے اُنکو اُسکے جسم کے اُدھیڑنے کی اجازت دیگئی عربون کو ایسی غنیمت اسکے پہلے کبھی ہاتھ نہ آئی تھی رستم کی پوشاک نہایت مرصع تھی اور اُنمین جواہرات ٹکے تھے اور وہ دو کمربند باندھے تھا ایک کی قیمت ایکہزار اشرفی تھی اور دوسرے کی ستر ہزار درم اس لڑائی مین تیس ہزار فارسی مارے گئے اور سات ہزار مسلمان شہید ہوے فارسیون کو اپنے متبرک جھنڈے کے ضائع ہونے کا نہایت صدمہ تھا جس کے ساتھ اُن کے ملک کی قسمت وابستہ سمجھی جاتی تھی - یہ لڑائی ۱۵ سنہ ہجری مین مطابق ۶۳۶ء کے ہوئی - یہ لڑائی قدسیہ - کی عربون مین ویسا ہی مشہور ہے جیسا اربیلا کی لڑائی یونانیون مین کہ سکندر اور - دارا سے ہوئی - اُسکی شکایت ہونے پر کہ سعدؓ اس جنگ مین کیون شریک نہوے - آپ نے اکثرون کو اپنا جسم کھول کر زخم دکھایا جس کے باعث گھوڑے پر چڑھنے سے مجبور تھے اس پر لوگ رضامند ہوے -

فصل سترھوین

قدسیہ کی پوری کامیابی کے بعد سعدؓ ابن ابی وقاص خلیفۂ وقت کے حکم سے کئی مہینے تک اُسکے اطراف مین رہے - اور ملک مفتوحہ کی کامیابی کو پورا کیا - جزیہ فراہم کیا - اور مسجدین تعمیر کین کہ جس سے ہر طرف اسلام پھیلے -

اسی وقت حضرت عمرؓ نے عراق عرب کے نچلے حصے مین جہان فرات اور - دجلہ ملتا ہے شہر بصرہ بسانے کا حکم دیا اس شہر کی بنیاد سے مقصود یہ تھا کہ جو تجارت درمیان فارس اور ہند کے ہے اُسکو منقطع کرے اور ملک اہواز پر نگران رہے جس کے شہزادے ہرمزان نے قدسیہ کی لڑائی مین فارسیون کا ساتھ دیا شہر بصرہ کی بنیاد ۱۷ سنہ

مین عروہ بن عتبہ نے ڈالی۔ اُسنے فوراً ہی اطراف کے بہت آدمیون کو فراہم کرلیا۔ اور بہت جلد شہرت پکڑی۔ اور ہندوستان کی تجارت کا مرکز ہوگیا۔

قدسیہ کے اطراف کے ملکون کو قبضہ مین لاکر۔ سعدؓ خلیفۂ وقت کے حکم سے فتح فارس کے واسطے روانہ ہوئے۔ مسلمانون کی حال کی کامیابی سے اور اپنے متبرک جھنڈے کے ضائع ہونے سے اہل فارس نہایت خوف زدہ تھے۔ اُنھون نے سمجھا کہ اب اُنکے اُنکے ملک اور مذہب کے زوال کا وقت آگیا۔ اور اس سبب سے کچھ عرصہ تک اُنھون نے مقابلہ نہین کیا۔ اکثر شہر اور قلعے بلا مزاحمت مسلمانون کے قبضہ مین آگئے بابلستان کا بھی یہی حال رہا۔ بابلستان اگرچہ کسی زمانے مین فخر کے قابل تھا۔ لیکن اس وقت کچھ نہ تھا سعدؓ نے دجلہ کو عبور کیا۔ اور مدائن کی طرف کہ فارس کا دارالسلطنت تھا بڑھے۔ آپ کا لشکر جس وقت قدسیہ سے چلا تو بیس ہزار سے زیادہ نہ تھا کیونکہ بہت لوگ لڑائی مین اور بیماری سے مرگئے تھے لیکن بہت لوگ ملک مقبوضہ کے اُنکے ساتھ ہوئے جس سے اب اُنکی تعداد ساٹھ ہزار تک پہونچی۔ یہانتک کہ شہر مدائن مین داخل ہوئے۔

مدائن مین ہنوز شکست یافتہ لشکر کے آدمی بہت تھے اور مقابلہ کرسکتے تھے لیکن کوئی شخص حکومت کے قابل نہ ٹھہرا سب پر خوف غالب تھا۔ بادشاہ نے شیرون کو طلب کیا۔ لیکن سب کا مشورہ بھاگنے کا ہوا۔ اُنھون نے کہا خراسان اور کرمان۔ ہنوز ہمارا ہی۔ ہم یہان قیدی ہونے کیواسطے کیون رہین۔ یزدجرد۔ کو اسطرح بھاگنے مین تامل تھا۔ وہ ٹھہرا رہا۔ یہان تک کہ جب حملہ آور دن کو ایک روز کی راہ رہی اُسنے اپنی قیمتی چیزون کو لدوایا۔ اور اپنے مصاحبین اور راہخانہ کے ساتھ حلوان کو روانہ ہوا جو میدیہ کے پہاڑون کے دامن مین ہے اُس کی اقتدا تمام اہل شہر نے کی جسکے پاس اونٹ یا گھوڑا تھا نہایت خوش نصیب سمجھا گیا کہ اپنے اسباب کو لادلیا اور

جنکے پاس باربرداری نہ تھی انھون نے اپنے کندھون پر جو سکے لیا۔لیکن کہان تک اسباب لیجا سکتے تھے۔بہت اسباب شہر مین چھوٹ گیا۔اس طرح یہ شہر مدائن جسکو رومی سیفون کہتے ہین اور جسنے رومیون کے محاصرے کو توڑا جنکے ساتھ اسباب محاصرہ مثل انجن وغیرہ کے رہتا تھا بلا لڑے جھگڑے مسلمانون کے قبضہ کے واسطے چھوڑا گیا۔

سعدؓ اس خالی شہر مین داخل ہوے اور اُسکی عمارات اور باغات اپنے تصرف مین دیکھکر متعجب ہوئے۔اور آپنے جوش مین قرآن کی اُس آیت کو پڑھا جس مین فرعون کا اور اُسکے لشکر کا اپنے مکانون کو چھوڑنا اور بنی اسرائیل کا تعاقب کرنا مذکور ہے۔

آیت کا مضمون یہ ہے کتنے باغات اور چشمے اور غلے کے کھلیان اور عمدہ مکانات انھون نے اپنے پیچھے چھوڑے۔اس طرح سے ہمنے اُنکو بے قبضہ کیا۔اور اُسکا وارث دوسرون کو بنایا نہ تو آسمان نہ زمین اُنکے واسطے روئے۔اور نہ اُنپر کسی نے تاسف کیا۔

اس شہر کو لشکر نے لوٹا۔شہر کے گھومنے مین انھون نے کسریٰ کے مشہور محل مین گذر کیا۔جس کی تعمیر قباد ابن فیروز نے شروع کی تھی۔اور اُس کے بیٹے نوشیروان نے پورا کیا۔یہ سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا۔اسلیے سفید محل۔کہلاتا تھا جب انھون نے اُسکی طرف دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کو یاد کیا۔جبکہ آپنے کسریٰ فارس کا حال سنا کہ اُسنے آپکا نامہ چاک کرڈالا آپ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اُسکی سلطنت کو پارا پارا کریگا مسلمانون نے کہا کہ سفید محل دیکھو رسول اللہ صلعم کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔

سعدؓ سفید محل کے بلند دروازے مین شکر الٰہی بجالاتے ہوے داخل ہوے۔آپکا پہلا کام یہ تھا کہ آپ نے اُس مین شکرانہ کی نماز پڑھی۔اور ہر کمرے مین کلمہ پڑھا تب آپنے اُسکی باریکیون کو ملاحظہ کیا۔اور سپاہیون کو غارت گری سے باز رکھا۔اور اُسکو اپنا صدر دہڑ کوارٹر بنایا۔وہ شرقی میناکاریون سے مرصع تھا۔اُسکا توشہ خانہ نفیس کپڑون سے معمور تھا۔سلح خانے مین اسباب حرب جڑاؤ بھرے تھے۔ایک زرہ

اور تلوار ایران شاہی مین تھی جسپر بے بہا جواہرات ٹکے تھے۔ایک چاندی کا سوار سونے کے گھوڑے پر تھا اور ایک سونے کا سوار چاندی کے اونٹ پر اور سان پر بھی جواہرات جڑے تھے۔

گنبدون مین چاندی اور سونے اور جواہرات کے خزانے بے حساب تھے بعض کمرون مین سونے چاندی کے برتن عطریات سے بھرے ہوے تھے۔میگزین مین مصالح اور خوشبو مصالح اور ہر قسم کے ادویات فراہم تھے۔اور کافور بھی تھا جس کو بعض عربون نے غلطی سے نمک سمجھا۔ایک کمرے مین ایک بڑا ریشمی قالین تھا جسکو جاڑے کے ایام مین بادشاہ مصرف مین لاتے تھے۔اس مین ہنرمندی اور روپیہ دونون کا صرف معلوم ہوتا تھا۔وہ باغ کی شبیہ مین بنایا گیا تھا پیڑون کی پتیون کی جگہ زمرد تھا اور اپنے اپنے رنگ کے موافق موتی اور جواہرات سے بنائے گئے تھے۔اور پانی کے چشمے ہیرے اور نیلم کے بنائے گئے تھے کہ جس سے پانی کی چمک ظاہر ہو۔اسکی قیمت کا اندازہ قیاس سے باہر تھا۔اور عدالت دیوانی کی جگہ اور سب کمرون سے بہت زیادہ مرصع تھی۔مورخ دی ہربولوٹ کا بیان ہی کہ اسکی چھت برجون کے مانند تھی جس مین سونے کے کرّے گھومتے تھے۔ٹھیک اسیطرح جسطرح ستارے اور منطقۃ البروج کی نشانیان ہون۔تخت نہایت مرصع چاندی کے پائے پر تھا۔اور اُسپر خسرو نوشیروان کا تاج سونے کی زنجیر مین لٹکا ہوا تھا۔لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جب اسپر بیٹھتے تھے تو پہنتے تھے۔

ایک خچر پر ایک شخص پکڑا گیا کہ وہ کچھ جواہرات یزدجرد کے تاج کے مع کمربند اور تلوار اور گلوبند کے لیے جاتا تھا سعدؓ نے عمر بن مسکری کو غنیمت کا ذمہ دار کیا۔

کہ باضابطہ طور پر تقسیم کیا جائے گا۔اور لوگ شہر کی گلیون مین پکارنے کے واسطے بھیجے گئے۔کہ غنیمت کو عمر بن مسکری کے پاس لاوین۔اسقدر غنیمت تھی کہ بعد

بھیجنے پانچواں حصہ غنیمت پاس خلیفۂ وقت کے منظر ہزار آدمیوں مین فی کس بارہ سو درہم چاندی حصہ پڑا۔ پانچواں حصہ غنیمت کا خلیفۂ وقت کے پاس بیجانے مین نو سو اونٹ انبار کیے گئے انھین مین وہ قالین اور تاج شاہی بھی تھا۔ اہل مدینہ اس قدر خزانہ دیکھکر متعجب ہوے حضرت عمرؓ نے کہا اس غنیمت سے ایک مسجد بنا کرنی چاہیے سا اسکا مشورہ ہوا کہ قالین خلیفۂ وقت کے مصرف مین عدالت کے وقت بچھایا جائے۔ یا بیت المال مین رکھا جائے یا غنیمت کے ساتھ تقسیم کیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے اُس قالین کی تقسیم کا قصد اپنے سردارون مین کیا۔ آپنے اُسکا ٹھیک برابر حصہ کیا بلا لحاظ اُسکی یکجائی قیمت و حُسن کے یہ ایسی قیمتی چیز تھی کہ حضرت علیؓ نے اپنا حصہ آٹھ ہزار درہم چاندی مین فروخت کیا۔ اُس شہر کا پورا قبضہ ماہ صفر سنہ ۱۶ھ ہجری مین ہوا۔ مطابق سنہ ۶۳۷ء کے۔ اُسی سال جس سال یروشلم (بیت المقدس) فتح ہوا اس غنیمت کی خبر سُنکر معزز لوگ یمن اور مصر کی اُن قیمتی چیزون کی خریداری کے واسطے آئے۔

فصل اٹھارھوین

سعد یزدجرد کا تعاقب حلوان تک میدیہ کے پہاڑون مین کرتے۔ جہان وہ پناہ گزین ہوا تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اُنکو باز رکھا چونکہ مدینہ ہی سے اپنے سردارون کے نگران رہتے تھے۔ اس خوف سے کہ اپنی کامیابی کی حالت مین ہمارے احاطۂ تائید سے باہر نہو جاوین۔ اصل لشکر کے ساتھ وہ خود مدائن مین رہے۔ اور اپنے بھائی ہاشم کو بارہ ہزار آدمیون سے مفرورون کے تعاقب مین روانہ کیا ہاشم نے ایک بڑا لشکر فارسی مفرورون کا جیلولہ مین پایا کہ حلوان سے بہت دور نہین ہے۔ اور وہ لوگ مقابلہ کو تیار ہو گئے۔ انھون نے اُسکا محاصرہ کیا۔ لیکن وہ نہایت مستحکم جگہ تھی۔ اور چھہ مہینے تک محاصرہ کیے رہے۔ اس درمیان مین اتنی حملے ہوئے

آخر مین قلعہ کا لشکر گھٹ جانے سے اور سردارون کے مارے جانے کے باعث یہ جگہ بھی مسلمانون کے قبضہ مین آگئی۔

یزدجرد نے جیلولہ کا حال سُنکر حلوان کو چھوڑا اور کچھ لشکر بھی اپنے سردار جنش کے تحت مین مسلمانون کے روکنے کے واسطے اُس جگہ چھوڑا۔ اب جس جگہ یزدجرد نے پناہ لی وہ ۔رتے تھی جسکو ایرانی رگھس اور یونانی ۔رگھیا کہتے ہین۔ یہ نہایت قدیم شہر ہے بمقابل مین نینوا اور اکٹبانا کے جسکا ذکر مورخ ۔ثابت نے لکھا ہے کہ ہم نینوا سے رگھیا کو گئے۔ یہ جگہ قدیم زمانے مین فارس کے بادشاہون کو مرغوب تھی۔ اس سفر مین یزدجرد پالکی پر جاتا تھا جسکو خچرے جاتے تھے۔ جنش کو یہان شکست ہوئی۔ اور وہ پیچھے ہٹا۔

سعدؓ نے خلیفہ وقت کو پھر لکھا کہ اُنکو فارسی۔ بادشاہ کے تعاقب کی اجازت ملے قبل اسکے کہ وہ لشکر پہاڑون مین فراہم کر سکے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے پھر باز رکھا اور منع کیا کہ تمنے اس سال سواد اور عراق کی فتوحات پوری کی۔ کیونکہ حلوان عراق کے کنارے پر ہے تمھارے واسطے اسقدر کافی ہے مسلمانون کی خیریت چاہیئے کہ زیادہ قیمتی ہے اس طرح ۱۶؁ھ ہجری ختم ہوئی۔

مدائن کی آب و ہوا خلاف مزاج۔ سعدؓ اور اُنکے لشکر کے ہونے سے حضرت عمرؓ نے اجازت دی کہ کوئی ایسی مناسب جگہ ہو جہان کی آب و ہوا بہتر ہو اور وہ دریاے فرات کے پچھم ہو۔ اور جس مین اونٹون کے لیے خوب گھاس دستیاب ہو اُسکو اپنا صدر مقرر کرو۔

سعد نے اس قسم کی جگہ کوفہ کو تجویز کیا۔ جہان سے موافق بیان مورخین کے حضرت نوحؑ اپنی کشتی پر سوار ہوے۔ اور اہل عرب یہ بھی کہتے ہین کہ سانپ بعد وسوسہ دینے حواؑ کے یہین اُتارا گیا تھا۔ اس لیے وہ کہتے ہین کہ کوفیون مین دغابازی اسی کے

اثر سے ہی۔ یہ شہر بابعد مین ایسا مشہور ہوا کہ دریاے فرات اسی نام سے نہر کوفہ کہلانے لگا۔ خط کوفی عربون مین یہین سے جاری ہوا کوفہ کے تعمیر کرنے مین تھر اور سنگ مر اور لکڑیان اچھی عمارتون کے واسطے مدائن کے شکستہ مکانون سے لائی گئی تھین۔ کیونکہ بابلستان کیواسطے مدائن چیزون کی ایسی گرانی ہی۔ کہ وہان عمارتین کچی اینٹون کی بنائی جاتی ہین سعدؓ نے کہ جنکو کچھ ذائقہ فارس کی آرائشون کا تھا ایک محل گرمی کیواسطے بنوایا اور اُس مین بہت بڑا پھاٹک مدائن کے خسرو فارس کے محل کا لگایا جب اس محل کی خبر حضرت عمرؓ کو معلوم ہوئی آپ بہت ناخوش ہوے۔ کیونکہ آپؓ ڈرتے تھے کہ آپؓ کے سرداران کہین عرب کی سادگی چھوڑکر غیر ملکون کی آرائشون مین مبتلا ہو جاوین۔

حضرت عمرؓ نے اسلیے ایک معتمد ایلچی جنکا نام محمد بن مسلمہؓ تھا بھیجا کہ سعدؓ کو سخت ملامت کرین۔ کوفہ۔ پہونچکر محمد بن مسلمہؓ نے اُس محل کے دروازے کے پاس بہت لکڑیان فراہم کین۔ اور اُس مین آگ لگادی جب حضرت سعدؓ نکلے اور اس حرکت پر شکایت کی محمد بن مسلمہؓ نے خلیفہ وقت کا اس مضمون کا خط دکھلایا۔

"ہمکو معلوم ہوا ہے کہ تمنے بہت بلند محل تعمیر کیا ہی جیسا کسرے فارس کا تھا اور اُس مین بہت بڑا پھاٹک اُس کے محل کا لگا کر مرصع کیا ہی۔ اس نظر سے کہ اُسپر محافظ تعینات کروگے۔ کہ جو تمھارے پاس انصاف اور مدد کیواسطے آنا چاہے وہ تمھارے پاس نہ جاسکے جیسا کہ تمنے کسرے فارس کی اقتدا کی یاد رکھو کہ کسرے فارس مرکر قبر مین گئے ہر گا ■ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مٹی کے مکان سے اعلیٰ سے اعلیٰ آسمان پر گئے ہم نے محمد بن مسلمہؓ کو محل جلانے کو بھیجا ہی۔ اس دنیا مین دو مکان تمھارے لیے بس ہین۔ ایک رہنے کو اور دوسرا بیت المال کیواسطے"

حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کے حکم مین کچھ عذر نہ کیا۔ اور محل کو جلتے ہوے دیکھتے رہے بلکہ انھون نے محمد بن مسلمہؓ کے سامنے کچھ تحفے پیش کیے لیکن انھون نے انکار کیا اور مدینہ

کو واپس آئے۔ سعدؓ نے رہنے کیواسطے اور بیت المال کے لیے دو مکان بنائے کہ وہ دوسری سمت مین کوفہ کے تھے۔

جس سال کوفہ کی بنیاد پڑی اُسی سال حضرت عمرؓ نے ام کلثومؓ بنت حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا کہ نواسی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوتی تھین اس رشتہ داری سے آپکی محبت اور اعتماد حضرت علیؓ کے ساتھ اور بھی زیادہ ہوا۔ کہ آپ کے مشیر تھے اور دوسرے مشیر آپکے حضرت عثمانؓ تھے۔ اور یہ دونون بزرگ خلیفہ وقت کو انتظام مملکت مین بڑی مدد دیتے تھے۔ اگرچہ حضرت عمرؓ کے احکام کیسے ہی سخت معلوم ہوتے ہون لیکن اس مین شک نہین کہ بے جانبدار اور پُر انصاف تھے۔ اور ایک موقع پر جب آپکے بیٹے پر نشہ خواری ثابت ہوئی تو آپنے ضابطے کے موافق اُنپر بھی پچیس ۲۵ درے لگائے۔

فصل اُنیسوین ۱۹

بصرہ کی بنا سے ساسانیون کے حاکم (اہواز) کو جس کا نام ہرمزان تھا نہایت تکلیف ہوئی اُسکا علاقہ درمیان فارستان اور بابلستان کے تھا۔ اُسنے سمجھا کہ اس شہر کی ترقی سے ہماری رُکاوٹ ہی۔ یہ صوبہ فارس کے زرخیز صوبون مین تھا جہان روئی چاول۔ چینی اور گیہون ہوتے تھے۔ اس قدر شہرون سے معمور تھا کہ مورخ طبری نے ستارون کے غنچہ سے تشبیہ دی ہو۔ اسکے وسط مین سوسا بڑی تجارت کی جگہ تھی۔

بادشاہ فارس کے سیر و سیاحت کی جگہ تھی۔ اور ایسا کہا جاتا ہو کہ پیغمبر دانیالؑ کی قبر یہین ہے۔ یہ شہر ایک وقت محل اور ایوان شاہی سے معمور تھا اگرچہ اب بالکل جنگل اور شیر کے رہنے کی جگہ ہو۔

یہان ہرمزان نے بادشاہی دولت کو فراہم کیا اور ایوان بنایا۔ وہ خاندان عالی سے تھا۔ اور اُسکے مورث اعلیٰ نے ایک وقت تخت فارس پر جلوس کیا تھا۔

اسلیے اُنکے خاندان کے لوگ شاہی تاج پہنتے تھے چونکہ خاندان شاہی سے تھے اور
اُنکے خاندان کی عزت اہل فارس بادشاہون کی طرح کرتے تھے۔
اس دلیر شخص نے جسنے مسلمانون کی قوت جنگ قدسیہ مین دیکھی تھی بصرہ کی ترقی بخش
قوت پر حملہ کرنا چاہا۔ اُسکے بانیون نے مدینہ مین خلیفہ وقت کے پاس حفاظت کیواسطے
التجا کی اور خلیفہ نے کچھ لشکر مدد کے واسطے مدینہ سے اور سعدؓ نے کوفہ سے روانہ کیا ہرمزان
کو اس لڑائی کے برپا کرنے سے تاسف ہوا۔ اُسکو برابر شکست ہوتی گئی اور آخرش اپنا
نصف ملک دیکر اُسنے صلح کی اور اُس مین صرف چار شہر رہ گئے۔ اُسکو اسپر بھی آرام کرنے کا
موقع نہ ملا یزدجرد نے رے سے ہرمزان اور اُسکے ہمسایہ کے حاکم۔ فارستان کو
ملامت لکھی کہ کیون نہین اکھٹے ہوکر مسلمانون سے مقابلہ کیا۔ اُسکے حکم سے ہرمزان
نے بدعہدی کی ہرمزان کا اپنے مغروری بادشاہ کا اطاعت کرنا اُس کے زوال کا
باعث ہوا۔ خلیفۂ وقت نے مختلف اطراف سے فوج کی فراہمی کا حکم دیا اور اہواز کے
فتوحات کو پورا کرنے کیلیے چھ مہینے تک اُسکا محاصرہ رہا۔ اس درمیان مین بہت حملے ہوے
اور سخت لڑائی فریقین سے ہوئی۔ آخرش باراابن مالکؓ کو اس مسلمانون کے لشکر کی
سرداری ملی یہ رسول اللہ صلعم کے مرغوب تھے۔ اور اُنکے بہ نسبت لوگون کو حسن ظن
تھا۔ اُنکو ہر وقت موت و حیات یکسان معلوم ہوتی تھی خطرناک جگھون مین وہ سب کے
آگے ہوتے تھے۔ اور جس لڑائی مین وہ گئے فتح ہوئی۔ اُنکے سردار لشکر ہونے پر لشکر نے
خوشی سے اُنکو گھیر لیا اور کہا کہ اے بارا قسم کھائیے کہ ان کافرون کو شکست ہو۔ بارا نے
قسم کی کہ جگہہ قبضہ مین آجائیگی اور دشمن بھاگین گے۔ لیکن ہم شہید ہونگے۔
دوسرے ہی حملہ مین وہ ہرمزان کے ہاتھ سے شہید ہوے لشکر نے اُنکی شہادت کو فال خیر
سمجھا۔ اُنھون نے کہا کہ آدھی قسم اُن کی پوری ہوئی۔ لیکن آدھی باقی ہے ۔ وہ بھی
پوری ہوجائے گی۔

تھوڑے ہی عرصے کے بعد ایک پارسی باغی ابوشیرا کے پاس کہ بارا کی جگہ پر سردار ہوئے تھے آیا۔ اور انپر قلعہ کی ایک راہ ظاہر کی جسکے ذریعہ سے پانی اُس قلعہ مین جاتا تھا ایک سو مسلمان اُس راہ سے چلے۔ اور پھاٹک کھولدیا۔ کہ مسلمانون کا لشکر قلعہ کے اندر چلا آیا ہرمزان ایک مضبوط برج مین تھا۔ اُسکی دیوار سے اُس نے صلح کی گفتگو شروع کی۔ میرے ساتھ ایک ہزار تیر انداز ہین اور تمھاری جان لینے کو کافی ہین لیکن بہرکیف اس بیکار خونریزی کا کیا فائدہ۔ ہم کو عزت کے ساتھ جانے دو۔ اور ہمکو حفاظت کے ساتھ خلیفۂ وقت کے پاس لے چلو۔ اگر ہم کو تخت سے اُتارین گے تو ہم راضی ہین۔

اسپر لوگ راضی ہوئے۔ ہرمزان جب قلعہ سے نکلا تو اُسکی لوگون نے تعظیم کی اور محافظین کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا۔ وہ اس طرح جاتا تھا کہ جس طرح سردار محافظین کے ساتھ جاتے ہین قیدیون کی طرح نہین۔ جیسے ہی وہ اُس شہر مین پہونچا۔ اُسنے کچھ آرام کیا۔ اور کپڑا نہایت مرصع پہنا اور تاج شاہی سر پر رکھا اور مدینہ کے دروازے مین داخل ہوا۔ مدینہ کے باشندے اس پر تکلف لباس مین اُسکو دیکھکر متعجب ہوئے۔

حضرت عمرؓ اپنے مکان مین نہ تھے مسجد مین تھے اسلیے ہرمزان کو مسجد کی طرف لے گئے۔ جب مسجد کے قریب پہونچے تو دیکھا کہ خلیفۂ وقت کا لبادا اُسکا ہر جگہ سے پیوند لگا ہوا کپڑا پہنے ہین اور اپنا عصا سر کے نیچے رکھکر سوتے ہین۔ ساتھ کے آدمی تعظیم کے ساتھ کچھ فاصلہ پر بیٹھ گئے۔ اور آپکے جاگنے کے منتظر رہے۔ اُنھون نے ہرمزان سے آہستہ کہا کہ مسلمانون کے بادشاہ یہی ہین۔ اور یہ اسی طرح بلا محافظین کے سوتے ہین؟ جواب ملا ہان۔ آپ اکیلے آتے جاتے ہین اور جہان خوش آیا سو رہتے ہین۔ اور آپؓ کیا عدل و انصاف کی کارروائی بلا افسر اور ایلچی اور اراکین کے کرتے ہین؟ جواب ملا کہ ایسا ہی کرتے ہین۔ آخرش ہرمزان نے کہا کہ یہ حالت پیغمبرون کی ہے بادشاہون کی

نہین ہی جواب ملا کہ یہ پیغمبر نہین ہین بجائے پیغمبر صلعم کے ہین جب خلیفۂ وقت اُٹھے آپنے ساتھیون کو پہچانا۔ اور فرمایا کہ تم خبر لائے ہو۔ لیکن یہ شخص جو فضولی کے ساتھ آراستہ لباس پہنے ہی کون ہی لوگون نے جوابدیا کہ یہ ہرمزان اہواز کا بادشاہ ہی۔ آپ نے اپنا منھ پھیر کر فرمایا کہ اس کافر کو یہان سے لیجاؤ۔ اور اسکا مرصع کپڑا اُتار کر اسلام کے سادے لباس مین لاؤ۔

حسب الحکم آپکے ہرمزان کو لے گئے اور یمین کا سادہ لباس پہنا کر تھوڑے ہی عرصے مین اُسکو لے آئے۔ ہرمزان نے اپنی جان بچانے کیواسطے اُس خون کے بدلے مین کہ اُسنے بارا ابن مالک کو مارا تھا بہت طرح کے حیلے کیے اُسنے اپنی پیاس بجھانے کیواسطے پانی مانگا۔ اور ایک ظرف پانی کا پیالہ لایا گیا۔ اُسنے قبل پینے کے خلیفہ وقت سے اجازت چاہی کہ جبتک مین پانی نہ پی لون محفوظ رہون۔ خلیفۂ وقت نے اُسکو منظور کیا جب پانی آیا اُسنے اُسکو زمین پر پھینکا اور کہا کہ جبتک ہم پانی نہ پیین گے آپ کے قول کے موافق محفوظ رہین گے۔

حضرت عمرؓ اس نقرے مین کب آنیوالے تھے۔ آپنے فرمایا کہ کوئی چیز تمکو نہ بچائیگی لیکن اسلام قبول کرنا۔ اُسنے اطاعت کی اور اسلام قبول کیا۔ اور سچے مسلمانون مین شمار ہونے لگا۔

وہ اُس کے بعد مدینہ مین رہنے لگا اور خلیفۂ وقت نے اُس کو تحفے دیے۔ اور مابعد مین بڑے کام کی خبرین فارس کی نسبت اُس نے حضرت عمرؓ کو دین اہواز کے فتوحات سنہ ۱۹ ہجری مین پورے ہوئے۔

فصل بیسوین

حضرت عمرؓ اپنے دور کے ماتحت افسرون پر بھی نہایت تیز نظر رکھتے تھے کہ مبادا غیر ملک کی آرائشون مین جسکے وہ فاتح تھے مبتلا نہ ہوجاوین۔ اور اپنے عرب کی سادگی کو کم

کامیابی کا ذریعہ ہی بقول نجامین - باوجود اس بات کے کہ آپ نے سعدؓ کا کوفہ کا محل جلوا دیا - اور انکو سخت تنبیہ کی لیکن تاہم اُنکی شکایت متواتر پہونچی کہ آپ آرائش پسند ہین اور یہ کہ انصاف نہین کرتے اور ظلم کرتے ہین - اور غنیمت کی تقسیم مین عدل نہین رکھتے اور لڑائی کے کامون مین سست ہین - اکثر الزامون مین سے بے بنیاد ٹھہرے لیکن باتحقیقات کامل آپؓ معطل کیے گئے -

جب یہ خبر رے مین یزدجرد کو پہونچی کہ مسلمانون کے سردار جنھون نے قدسیہ مین فتح حاصل کی رستم کو مار ڈالا - اور مدائن پر قبضہ کر لیا - اور اُسکو پہاڑون مین نکالا حکومت سے معزول کیے گئے - اُسکی اُمید تازہ ہوئی اور خطوط اُن صوبون کے نام لکھے کہ ابتک فتح نہوے تھے اور بڑی کوشش واسطے حصول اپنی سلطنت کے کی - اس فراہمی کیواسطے نہاوند تجویز ہوا - یہ بہت قدیم جگہ تھی - بعضون کا بیان ہی کہ اُسکے بانی حضرت نوحؑ تھے - اور انھین کے نام سے یہ جگہ مشہور ہوئی اور ہمدان سے یہ مقام تیس ۳۰ کوس کے فاصلہ پر تھا - جسکو قدیم یونانی اکبٹانا کہتے تھے - یہان پر ڈیڑھ لاکھ آدمی جمع ہوے حضرت عمرؓ نے اپنے مشیرون کو مدینہ کی مسجد مین جمع کیا - اور اس خبر کو کہ اُسی وقت ملی تھی سُنایا - آپؓ فرمایا کہ شاید یہ آخری بڑی کوشش فارسیون کی ہی - اگر ہم لوگ اُس دفعہ اُنکو شکست دینگے - تو وہ پھر اس قدر فراہم کبھی نہو سکین گے - اسلیے آپ نے اپنی راے ظاہر کی کہ ہم خود اس دفعہ کے لشکر کی سالاری مین جایا چاہتے ہین - اسپر بڑے قوی عذر ہوے اور عثمانؓ نے کہا کہ اطراف سے لشکر فراہم کیجیے لیکن آپ خود خواہ کوفہ خواہ حلوان مین رہیے اور وہان سے مدد بھجوا دیجیے کہ اگر مسلمانون کو شکست بھی ہو تو پھر فوج فراہم کر کے اُنسے پھر حملہ کرایئے - اور دوسرون نے مختلف مشورے دیے - آخرش یہ امر حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب کے پاس کہ اسوقت کے بڑے دانشمندون مین قوم قریش کے شمار کیے جاتے تھے پیش کیا گیا - انکی راے ہوئی کہ خلیفہ وقت کو مدینہ مین رہنا چاہیئے اور لشکر کی سالاری

نعمان ابن مقرن کو کہ اسوقت اہواز مین تھے جب سے سعدؓ نے انکو وہان عراق سے تعینات کیا تھا۔ حضرت عباسؓ کا انتقال ۳۲ھ ہجری مین ہوا۔ انگریزی مورخ کا بیان ہے کہ ایسی بڑی بڑی سلطنتون کے مثل جیسے شام۔ خالدیہ بابلستان اور میدیہ (کردستان) کے امورات کا تجویز ہونا تھوڑے سے رئیش سفید عربون سے کہ چند برس اسکے پیشتر بے خانمان مفروری تھے تعجب خیز معلوم ہوتا ہے۔ نعمان کے پاس نہاوند جانے کا حکم بھیجا گیا اور انکو مدینہ بصرہ اور کوفہ سے مدد آپہونچی۔ انکا لشکر اس مدد کے پہونچنے پر بھی تھوڑا تھا لیکن سب تجربہ کار معتمد اور فتوحات حاصل کیے ہوے تھا۔ انکے پاس دس ہزار آدمی اور بھی سواد حلوان اور دوسری جگہ سے آپہونچے۔ فارسیون کا لشکر جو نہاوند مین جمع ہوا فیروزان کی تحت مین تھا۔ یہ شخص ضعیف اور کمزور تھا لیکن پر دلیر اور آزمودہ کار تھا۔ اور صرف ایک یہی سردار باقی رہگیا تھا کہ اس کام کے لائق تجویز پایا۔ اور سب پہلی لڑائیون مین ہلاک ہو چکے تھے۔ یہ پرانا شخص عربون کے میدان کے بہادرانہ حملے سے پوری طرح واقف تھا اسلیئے اسنے ایک مستحکم جگہ مین مورچہ بندی کی اور اسکے گرداگرد کھائی کھدائی اور اسکو پانی سے بھرا۔ یہان اسکا قصد ہوا کہ پہلے مسلمانون پر حملہ نکرے بلکہ ٹھہرا رہے یہان تک کہ انکو بے صبری ہو اور تب دفعۃً انپر آپڑے۔

نعمانؓ فارسی لشکر کے آگے آئے اور انہون بار بار آوازہ لڑائی کا دیا لیکن وہ پرانا آدمی مورچے سے نہ نکلا۔ دو مہینے بیکار گذر گئے۔ اور مسلمانون مین۔ فیروزان کی تجویز کے موافق ناراضی اور شکایت افسری کی ہونے لگی نعمانؓ نے ایک حیلے کی تجویز کی کہ غنیم کو مورچے سے نکالین انھون نے جلد جلد خیمے اکھاڑا اور پیچھے ہٹے۔ اور کم قیمت چیزون کو پیچھے چھوڑ دیا۔ یہ چال لگ گئی فارسیون نے حملہ کیا اگرچہ بہت ہوشیاری سے تعاقب کرتے تھے نعمانؓ دوسرے دن بھی پیچھے ہٹے اور انکا مخالف پیچھا کرتا رہا۔ جب اپنے مورچے سے اہل فارس دور پڑگئے تب انھون نے ایک جگہ رات کو قیام کیا اور انھون نے اپنے لشکر سے کہا کہ

کل صبح سے لڑائی کیواسطے آمادہ رہو۔ ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ اکثر لڑائیون مین رہے ہین آپکا معمول تھا کہ جمعہ کے دن نماز کے بعد لڑائی شروع کرتے تھے دوسرے روز جب لشکر جنگ کی صفون مین قائم کیا گیا۔ نعمانؓ نے اُنکے سامنے نماز پڑھی اور دعا کی کہ ای اللہ اسلام کی مدد کر۔ ہمکو کافرون پر فتح دے۔ تب ماتحت کے افسرون کی طرف مخاطب ہوے اور کہا کہ اگر ہم شہید ہون تو فلان کس میری جگہ پر سالار ہو۔

آپنے ایک نشانی لڑائی شروع کرنے کی بتائی۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہم تکبیر پکارینگے اور اپنا جھنڈا ہلاوینگے تیسری دفعہ جس طرح ہم حملہ آور ہون اسی طرح سب ہون۔ آپنے تکبیر اللہ اکبر کہکر پکاری تیسری مرتبہ جھنڈا ہلا کر تکبیر پکاری اور تمام ہوا تکبیر سے گونج گئی۔

دونون لشکر کی حرکت مہیب تھی۔ وہ سب فوراً ایسے گرد سے لپٹ گئے جس مین صرف تلوار کی ایسی آواز معلوم ہوتی تھی کہ کیا ہوتا ہی۔ ہر گاہ اللہ اکبر کی صدا اور فارسیون کا کوسنا اور زخمیون کی چلاہٹ سُنی جاتی تھی۔ ایک ہی گھنٹے مین فارسیون کو پوری شکست ہوئی لیکن نعمانؓ نے کہا ای اللہ میری دعا بہ نسبت فتحیابی کے قبول ہوئی اب میری شہادت کی بھی دعا قبول ہو۔ آپ اپنے جھنڈے کے ساتھ ایک دشمن کے تعاقب مین ہوئے لیکن اسیوقت ایک مغروری فارسی کا تیر آپکو لگا اور انتقال کیا۔ آنکی لاش خون اور گرد آلود اُنکے بھائی کے پاس لائی گئی۔ اور اُنکا جھنڈا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنکو اپنا قائم مقام نامزد کیا تھا دیا گیا۔

فارسیون کا تعاقب بڑی خونریزی کے ساتھ کیا گیا۔ فیروزان ہمدان کی طرف بھاگا لیکن رات کے وقت جب پہاڑ پر چڑھتا تھا۔ پکڑا گیا۔ اور اُسکے ساتھ بہت خچر اور اونٹ آسایش کے اسباب سے لدے ہوے تھے۔ یہان وہ مع کئی ہزار آدمیون کے مارا گیا۔ بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ چالیس خچرون پر شہد تھا۔ اور اسی سے اہل عرب ہنسی سے کہتے ہین کہ فیروزان اپنے شہد مین پھنس گیا۔ کل فارسی جو اس جنگ مین مارے گئے

ایک لاکھ آدمی تھے - یہ واقعہ ۲۱ ہجری موافق ۶۴۱ عیسوی کے پیش آیا اور اہل اسلام اسکو فتح الفتح کہتے ہین لڑائی کے دوسرے روز ایک شخص گدھے پر حذیفہ رض کے سامنے خیمہ گاہ مین آیا - یہ وہی شخص تھا جسنے آتش پرستون کے آتشکدہ مین خدمت کی تھا - اور ڈرتا تھا کہ کہین مسلمان اُسے نہ مار ڈالین اُسنے کہا کہ ہماری اور ہمارے ساتھی کی جان بخشی جاوے تو ہم آپ کو خزانہ بتا دیتے ہین جسکو یزدجرد نے ڑبے جاتے وقت میرے سپرد کیا ہے - اُس کے شرائط منظور ہونے پر اُس نے ایک مہر کیا ہوا صندوق دیا اور اُسکو کھولنے پر حذیفہ رض نے دیکھا کہ وہ لعل اور قیمتی جواہرات سے بھرا ہوا تھا - آپ رض نے اُسکو بیشمار دولت تصور کیا اور کہا کہ یہ جواہرات نہ لڑائی مین ہاتھ آئے نہ تلوار کے زور سے - اسلیے اُنکے تقسیم کیا حق ہمکو نہین ہے - اپنے ماتحت افسرون کی رائے سے اُنھون نے اُس صندوق کو خلیفہ وقت کے پاس مع خمس حصے غنیمت کے روانہ کیا - حضرت عمر رض نے اُن بادشاہی جواہرات کو حقارت سے دیکھا اور لینے سے انکار کیا اور فرمایا کہ ہم بھی اُسکے مستحق نہین جنھون نے اُسکے ملک کو حاصل کیا ہے وہی لوگ اسکے تقسیم کے سزاوار ہین - اسلیے جو آدمی لیگیا تھا اسی کی معرفت فوراً ہی واپس دیا - حذیفہ رض نے ان جواہرات اور زیورات کو فروخت کیا - اور جب اُن کی قیمت لشکر مین تقسیم کی گئی ہر سوار کو چار ہزار اشرفی ملی - جب حضرت عمر رض نے فتح نہاوند کی خبر سُنی آپنے پہلے اپنے ساتھی نعمان رض کی خیریت پوچھی - جواب لشکر آپنے فرمایا کہ اللہ اُنپر رحمت کرے وہ شہید ہوے - اور خوب روئے - اور آپ نے پوچھا کہ اور کون شہید ہوا جنسے آپ واقف تھے اُنکے نام لیے گئے اور جنسے واقف نہ تھے اُن کی نسبت آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اُنکو جانتا ہے اور اسی مضمون کی آیت پڑھی -

فصل اکیسوین

فارسی لشکر کہ - فیروزان کے تحت مین شکست اُٹھا چکا تھا ہمدان کے قریب جمع ہوا

لیکن حذیفہ رضؓ نے کچھ لشکر بھیجکر اُسکو بھی شکست دی اور اپنا صدر نہاوند مین مقرر کیا۔ تب شکست یافتون نے ہمدان مین پناہ لی اور ایک مضبوط قلعہ مین اپنے کو مستحکم کیا۔ ہمدان ملک فارس مین دوم شہر تصور کیا جاتا تھا۔ اسکے باشندون مین یہودی نسبت اور شہرکے زیادہ تھے۔ یہ ایک بلندی پر واقع تھا جسکے بغل سے ہوکر دھارے کوہ الوند سے جاری تھے۔ اس جگہ کی حکومت اسی جشن کو ملی تھی جو حلوان مین شکست اُٹھاچکا تھا۔ جشن نے نہاوند مین آکر حذیفہ رضؓ سے ملاقات کی اور صلح کرلی۔ لیکن صلح سازشی تھی۔ اور واپس جاکر ہمدان کو مستحکم کیا۔ اور اس درمیان مین آذربائجان سے اُسکے پاس امدادی لشکر بھی آگیا۔ خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ نے حاکم ہمدان کی اس بدعہدی کا حال سُنکر ایک قوی لشکر ایک لائق افسر کے ساتھ جسکا نام نعیم ابن مکرم تھا روانہ کیا جشن شجاع اور ہوشیار آدمی تھا۔ اپنے لشکر کی بڑی تعداد پر بھروسا کرکے وہ اپنے قلعہ سے نکل آیا اور مسلمانون سے میدان مین آلڑا۔ لڑائی تین روز تک رہی اور نہاوند سے بھی سخت تر تھی لیکن آخر مین مسلمان کامیاب ہوے۔ اور اُس شہر پر قابض ہو گئے۔

نعیم رضؓ اب رے کی طرف چلے۔ جہان یزدجرد نے پناہ لی تھی۔ اُسنے اس شہر کو اس خطرہ کی حالت مین چھوڑا۔ اور اُسکو ایک رئیس کے سپرد کیا جس کا نام سیاوش بن براہام تھا۔ یہان فارسی صوبون نے کہ ابھی تک مفتوح نہوے تھے امدادی لشکر بھیجے کیونکہ سیاوش نے اخیر تک لڑنیکا عہد کیا تھا۔ اُسکی حمایت بیکار تھی۔ دغابازی اور فریب فارسیون مین رائج تھا۔ زینؔ نے کہ ایک قوی رئیس شہر رے کا تھا۔ اور سیاوش کا دشمن تھا مسلمانون سے سازش کی۔ اور جب سیاوش ایک دروازے سے حملہ آور ہوا۔ تو زینؔ نے مسلمانون کے دو ہزار آدمیون کو دوسرے دروازے سے شہر مین داخل کیا۔ شہر کی گلیون مین سخت خونریزی ہوئی۔ اور دونون لشکر خوب لڑے سیاوش اپنے بہت سے لشکر کے ساتھ مارا گیا۔ اور وہ شہر قبضہ مین آگیا اور لوٹا گیا۔ اور اُس کا قلعہ توڑ دیا گیا۔

اور زین اپنی خیر خواہی کے صلہ میں وہان کا حاکم مقرر ہوا۔
نعیم رضی نے اب اپنا لشکر متفرق سمت مین روانہ کیا یعنی قومس اور دامغان اور جرجان قدیم ہرکانیہ اور طبرستان کی طرف۔ یہان خفیف مزاحمت ہوئی۔ لیکن قومی جرأت زائل ہوگئی تھی۔ بلکہ مذہبی جوش بھی جاتا رہا تھا۔ فرخام ایک جنگجو عاقل نے جب اس سے لوگون نے مشورہ لیا کہا کہ فارسیون کا مذہب کہنہ ہوگیا۔ نئے مذہب نے سبکو برطرف کیا میری رائے ہی کہ صلح کرلین اور جزیہ دین۔ اُسکی رائے قبول کیگئی کل طبرستان نے جزیہ دینا قبول کیا۔ پانچ لاکھ درہم دینا منظور کیا اور شرط کی کہ مسلمان اس اطراف مین لشکر نہ رکھین پھر آذربائجان پر حملہ ہوا۔ یہین سے ہمدان کو مدد گئی تھی۔ یہ صوبہ رے اور ہمدان سے اُترہی۔ اور کوہ قاف کے سلسلہ تک پہونچا ہوا ہی۔ یہ آتش پرستون کا قلعہ تھا یہان انکا آتشکدہ تھا۔ اور برابر آگ جلا کرتی تھی۔ اسی سے اسکا نام آذربائجان تھا۔ آذر کے معنی آگ کے ہین۔ اُسکے حکام نے مقابلہ کیا لیکن شکست اٹھائی۔ آتشکدے توڑے گئے اور آذربائجان قبضہ مین در آیا۔ اسلام کے فتوحات اب کوہ قاف کے سلسلے تک پہونچ گئے۔ لیکن یہ پہاڑ اطاعت مین در آنے کو ہنوز باقی تھے کوہ قاف کے سلسلے پورب کی طرف آذربائجان کو بازنز اور کنارہ بحر اخضر (کیسپین) سے جدا کرتے ہین۔ اور شمال کیجانب آذربائجان کو وسیع ملک سے سرماشیہ کے دینے جواب روس کہلاتا ہے اور سابق مین تاتاریون کے قبضے مین بادشاہ استرخان اور قازان اور کلاسک کے تھا جدا کرتا ہی۔ اس پہاڑ کے دردن کی حفاظت قدیم زمانے مین بذریعہ قلعے اور دیوار اور لوہے کے دروازون کے واسطے روکنے جنگی آدمیون کے حملے سے کر پر سایہ زمین سے یاجوج اور ماجوج کے (گوگ و میگوگ) کہ قدیم زمانے کے خوفناک تھے کیجاتی تھی۔ کیونکہ انھین راہون سے شمالی جنگلی اشخاص آئے تھے کہ نہایت قوی گھوڑے سوار تھے اور خیمون مین رہتے تھے اور اپنی ننگی تلوارون کی پرستش کرتے تھے

اور اپنے دشمنون کے سرون کے چمڑے سے جسکو لڑائی مین مارتے تھے۔ اپنے گھوڑون کو آراستہ کرتے تھے۔

مسلمانون کے لشکرون نے متفرق سردارون کے تحت مین ان درون مین پہاڑون کے گذر کیا۔ اور دربند پر قبضہ کر لیا۔

ان مین سے ایک شہر یا قلعہ تھا جسکے لیے بڑی سخت لڑائی مسلمانون کو کرنی پڑی۔ اُسکو اہل فارس دربند کہتے ہین۔ اور ترک ضمیر کاپی جسکے معنی لوہے کے دروازے کے ہین پکارتے ہین۔ اور اہل عرب اُسکو باب الابواب کہتے ہین یہ اُس درے کی حفاظت کرتا ہے کہ درمیان کوہ قاف کی بلندی کے اور بحر اخضر کے ہے۔ اس مین تین دروازے تھے۔ ایک ان مین سے تہ زمین ہو گیا۔ اور اب صرف دو باقی ہین۔ ان کی نسبت لوگون کا یہ عقیدہ ہے کہ جب یہ بھی تہ زمین ہو جاینگے تو قیامت آجائیگی۔

عبدالرحمٰن بن ربیعہ ایک اُن افسرون سے تھے جنھون نے کوہ قاف پر قبضہ کیا تھا۔ اُنکو حضرت عمرؓ نے دربند کی حکومت سپرد کی تھی اور فرمایا کہ انپر خوب نگران رہو۔ کیونکہ اُنکا مسلمانون کی حفاظت کا ان دور کے فتوحات مین بڑا خیال تھا۔ اور خدشہ تھا کہ شمالی حملون مین کہین مسلمانون کا لشکر تباہ نہو جاوے عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عمرؓ کی مرضی سے ایک سردار سے اُس ملک کے جسکا نام شہر زاد تھا اقرار نامہ کیا۔ کہ اُس سے اس

واضح رہے کہ ملک فارس کے شمال ایک نہایت بلند پہاڑ ہے جو ایشیا کو یورپ (فرنگستان) سے جدا کرتا ہے۔ اور اسکے دونوا طرف دو بڑے سمندر بحر اخضر اور بحر اسود ہین۔ اُنکو کوہ قاف کہتے تھے۔ قدیم زمانے مین جب علم جغرافیہ کم تھا۔ لوگ سمجھتے تھے۔ کہ اس پہاڑ کے بعد دنیا نہین ہے اور ایسی جگہ ہے کہ دیوون سے آباد ہے۔ حالانکہ وہ لوگ جنگلی آدمی بھی تھے۔ کہ آدمیون کو مار ڈالنا اور اُن کو کھا جانا اُن کے نزدیک کوئی بات نہ تھی۔ یہ لوگ آتے اور اہل فارس کو بہت تباہ کرتے۔ اس لیے سکندر ذوالقرنین نے ایسے آدمیون کی حفاظت کے لیے ان پہاڑون کے درون مین دیوار م

شرط پر جزیہ نہ لیا جائے گا - کہ وہ دربند کی حفاظت بمقابلہ جنگی شمالی آدمیون کے کرے -
عبدالرحمن رض سے اور شہرزادے ان پہاڑون کے بہ نسبت گفتگو رہی - کہ فارسی حکایات اور
قصص کی جڑ معلوم ہوتے ہین جب عبدالرحمن رض نے شہرزاد سے بہ نسبت قوم علانی
اور روس کے کہ ان درون سے پرے تھے اور نسبت دیوار یاجوج ماجوج کے کہ اُنکے
روکنے کیواسطے بنائی گئی تھی سُنا - اُنکے خیالات روشن ہوگئے -
ایک قصہ کہ شہرزاد نے کہا اُس سے الف لیلیٰ کے سندھ باد جہازی کے قصہ کی
اصلیت معلوم ہوتی ہے طبری مورخ نے یون لکہا ہے کہ ایک روز عبدالرحمن رض شہرزاد
کے پاس بیٹھے تھے - اور اُس سے گفتگو کر رہے تھے - کہ اُسکے ہاتھ مین انگوٹھی دیکھی جس مین
لعل جڑا ہوا تھا - جو دن کے وقت مثل آگ کے روشن تھا - اور رات کو اور بھی زیادہ
چمکتا تھا - شہرزاد نے کہا کہ یہ لعل یاجوج اور ماجوج کی دیوار سے آیا ہے - ایک بادشاہ نے
جسکے ملک مین یہ دیوار واقع ہے بھیجا ہے ہمنے اُسکے پاس تحفے بھیجے تھے - اور اُس سے
صرف ایک لعل چاہا تھا - اسپر عبدالرحمن رض کو متعجب پاکر اُسنے اُس آدمی کو بُلوایا کہ انگوٹھی
لایا تھا اور اُس سے اُس قصہ کو کہنے کے لیے حکم دیا - اُس آدمی نے کہا کہ جب ہمنے تحفے اور
خط شہرزاد کا اُس بادشاہ کو دیا - اُسنے اپنے شکاری سردار کو بُلایا اور اُس جواہر کے مہیا
کرنے کا حکم دیا اس شکاری نے ایک چیل کو تین روز تک بھوکا رکھا اور کچھ کھانے کو ند یا
تب وہ اُس چیل کو پہاڑون مین اُس دیوار کے پاس لے گیا - اور ہم بھی اُسکے ساتھ
ہوے - ان پہاڑون کی بلندی سے ہم لوگون نے ایک غار تیرہ و تار کی طرف نیچے کو دیکھا

ابنا نی جاتی ہے - اور وہ دیوار پتھر اور لوہے اور سیسے سے بنائی گئی اور بعض جگہ ان درون
مین مستحکم رہنے کے دروازے لگائے گئے - اُن کی کنجی اہل فارس کے ہاتھ مین رہتی - انھین
جنگی قومون کو ترک یاجوج اور قوم ماجوج کہتے تھے کہ انھین ترکون اور تاتاریون کے مورث
تھے - اس دیوار کا ذکر قرآن مجید مین آیا ہے - جس کا مضمون یہ ہے - اور اُنھون سے

اُس شکاری نے کچھ رنگین گوشت نکالا اور اُسکو اُس غار کی طرف پھینکا اور چیل کو کھولدیا۔ وہ اُسپر جھپٹی اور زمین پر گرتے ہی اُسکو چنگل مین اُٹھالائی۔ اور میر شکار کے ہاتھ پر پھر آکر بیٹھ گئی۔ اور یہ لعل جو چمکتا ہی اُسی گوشت مین سٹا ہوا پایا گیا۔

عبدالرحمٰن رضؓ نے اُس دیوار کا حال پوچھا۔ اُسنے جواب دیا کہ وہ لوہے اور پتھر اور پیتل سے بنی ہوئی ہی۔ اور ایک پہاڑ کی بلندی سے دوسرے پہاڑ تک ہی۔

عبدالرحمٰن رضؓ نے کہا یہ شاید وہی دیوار ہی جسکا ذکر قرآن مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی آپ رضؓ نے شہزادے سے اُس لعل کی قیمت پوچھی۔ اُسنے کہا کہ یہ بے بہا ہی اسکی قیمت نہین اور اُسنے انگوٹھی ہاتھ سے نکالکر دینا چاہا لیکن آپنے انکار کیا۔ کہ اس قیمتی جواہرات کے ہم سزاوار نہین شہزادے نے کہا کہ فارس کے بادشاہ اُسکو دیکھتے تو زبردستی لیتے لیکن تمھارے ایسے چال چلن کے لوگ دنیا کو فتح کرینگے۔

ان قصّون کا اسقدر اثر ہوا کہ عبدالرحمٰن رضؓ نے دربند کے پار جاکر پراسرار ملکون پر حملہ کرنا چاہا لیکن پوری طرح حملہ نہین کیا کیونکہ حضرت عمر رضؓ کی اس بارے مین سخت ممانعت ہے آپ رضؓ نے فرمایا اگر ہمکو خلیفہ وقت کی ناخوشی کا ڈر نہوتا۔ تو ہم یاجوج اور ماجوج تک جاتے اور اُن کافرون کو مسلمان کرتے عبدالرحمٰن رضؓ اُس میدان مین پہونچے۔ جو درمیان بحر اخضر اور بحر اسود کے ہی کہ حال کے ترکون کے وحشی مورث اعلیٰ سے آباد تھا۔ ایک شخص نے کہ اس معرکہ مین عبدالرحمٰن رضؓ کے ساتھ تھا۔ ذیل کے واقعات حضرت عمر رضؓ سے کہے اُسنے کہا کہ اُنھون نے ہم لوگون کو اپنے قدیم دشمن فارسیون سے مختلف پاکر پوچھا کہ تم فرشتے ہو یا بنی آدم جسکے جواب مین ہمنے کہا کہ ہم لوگ بنی آدم ہین لیکن آسمان کے فرشتے ہمارے ساتھ ہین۔ اُن لوگون نے ہمپر حملہ کرنے مین تامل کیا۔ کہ فرشتے اُنکے محافظ ہین لیکن ایک

کہا اے ذوالقرنین یاجوج و ماجوج ملک کو تباہ کرتے ہین۔ اُنھون نے فرمایا مین ایک دیوار تمھارے اور اُن کے درمیان مین حائل کرون گا۔ لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑے لاؤ کہ ان پہاڑون کے بیچ کے درون کو بند کرسکین۔ اور اُنھون نے معمارون سے اُنکو دھونکنی سے

شخص کہ کسی قدر زیادہ ہوشیار تھا۔ اسنے ایک درخت کے آڑ سے ایک مسلمان کو تیر مارے اور وہ مرگیا۔ تب یہ عقیدہ اُنکا زائل ہوگیا۔ اور سمجھے کہ یہ بھی اہل موت سے ہین یعنی فانی ہین۔ اور اسوقت سے سخت لڑائی ہونے لگی عبدالرحمن رضؓ ایک جگہ کا کہ جسکا نام بلند شہر تھا محاصرہ کیا۔ اور یہ شہر بلغاریونکا تھا کہ ترکون کے ہمسایہ تھے جو ترکون کی طرح ابتک دنیا مین غیر مشہور تھے ترک اپنے ہمسایہ کی مدد کو آئے۔ ایک سخت لڑائی مسلمانون سے ہوئی جسمین مسلمانونکو شکست ہوئی اور عبدالرحمن رضؓ شہید ہوے۔ تاہم ترک اپنے نئے حملہ آور کے ساتھ حسن ظن رکھتے تھے کیونکہ انکی لاش کو گاڑ دیا اور اسپر ایک یادگار بنایا۔ اور قحط سالی اور خشک سالی مین وہان جاکر دعا کرتے۔

عبدالرحمن رضؓ کا لشکر دربند کے اندر واپس آیا۔ اور اُنکے بھائی سلمان ابن ربعیہ کو اُنکا جانشین حاکم کوہ قاف کے درون کا بنایا۔ اور اس طرح سے یاجوج اور ماجوج کے ملک کی حملہ آوری ختم ہوئی۔

فصل بائیسوین

حضرت عمر رضؓ کی خلافت کہ بڑے بڑے اور مشہور واقعات کے باعث سے ممتاز تھی آخرش دفعتہً ختم ہوئی۔ فارسی قیدیون کے درمیان مین ایک شخص تھا جسکا نام فیروز تھا کہ مدینہ مین تھا۔ اور آتش پرست کا مذہب رکھتا تھا۔ اُسکا آقا دو روپیہ روز بوجہ غلامی کے اُسکی کمائی سے لیا کرتا تھا۔ اُسکی نالش اُسنے خلیفہ عمر رضؓ کے پاس کی۔ کہ یہ ہیر جبر ہے۔ آپ نے اُسکے حالات دریافت کیے۔

اس امر کے معلوم ہونے سے کہ وہ بڑھئی کا کام اور پن چکی بنانے مین ہوشیار ہے

دھونک کر دیکر سرخ کردا اور پگھلا ہوا تانبا اور سیسا اُوپر سے انبر بہا دیوین۔ اس لیے جب یہ دیوار تیار ہوئی تو یاجوج اور ماجوج آنے سے عاجز رہے نہ اُسکو کھود سکے اور نہ اُس پر

آپ نے فرمایا کہ تجھکو دو درہم روزانہ دینا آسان ہے فیروز نے کہا کہ ہم آپکے واسطے ین چکی بناوینگے کہ آپ کو قیامت تک پیسے گی۔ اُسکے اِس کہنے پر آپکو تعجب آیا۔ اور خلق کے سامنے فرمایا کہ یہ غلام مجھے دھمکی دیتا ہے اگر مجرد شک پر کسی کو سزا دیجانے کی اجازت ہوتی تو ہم اسکو قتل کرتے۔ اور اُسکو جانے دیا۔ اسکے تین روز بعد جب آپ مسجد مین نماز پڑھ رہے تھے کہ فیروز نے اچانک مین تین چھرے مارے۔ اُنکے ساتھی قاتل پر دوڑے اُسنے سخت مقابلہ کیا۔ کئی کو مار ڈالا اور زخمی کیا۔ ایک نے اُسپر اپنی چادر ڈالدی۔ اور اُسکو پکڑ لیا۔ اُسپر اُسنے خودکشی کی اور جہنم واصل ہوا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جسکے ہاتھ سے میرا قتل ہوا اللہ کا شکر ہے کہ وہ مسلمان نہ تھا۔ آپنے اپنے کو سنبھالکر نماز تمام کی جس مین آپؓ مشغول تھے اور فرمایا کہ جو شخص قصداً نماز ترک کرتا ہے۔ وہ اسلام مین نہین ہے۔

آپ تین روز تک مکان مین زندہ رہے لیکن کوئی شخص آپؓ کو جانشین نامزد کرنے پر مجبور نہ کر سکا۔ آپؓ نے فرمایا کہ مین وہ نہین کر سکتا جو رسول اللہ صلعم نے نہ کیا۔ بعضون نے کہا اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمر کو نامزد فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ عمرؓ کے خاندان مین صرف عمر ہی اس کام کے لیے بس ہے۔

آپؓ نے چھ آدمیون کا مجمع قرار دیا جنکی بہ نسبت آپؓ نے فرمایا کہ یہ سب خلافت کے سزاوار ہین لیکن ان مین سے شاید حضرت علیؓ یا عثمانؓ چنے جاوین۔ شاید کہ خلافت کے واسطے آپکے بعد تجویز کیے جاوین اسلیے آپؓ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اگر تم خلیفہ ہو تو اپنے خاندان کی بالائیش نہ کرنا۔ اور بنی ہاشم کو سب کی گردنون پر سوار نہ کرنا۔ اور یہی باتین آپنے حضرت عثمانؓ سے بہ نسبت بنی اُمیہ کے کہین۔ پھر دوات طلب کر کے ایک خط جانشین کے نام لکھا۔ کہ جو شخص جانشین ہو۔ اُسکو لازم ہے کہ انجام مین امور اعمال اشباز رو ہے

پڑھو سکے کلام آتی کا مضمون مرتب اسکندریہ پیغمبر اعظم نے اپنے فتوحات کے حالات مین ان دیوارون کے نشان نکالا ہے ہمارا اور ابھی تک کچھ نشانات باقی ہین۔ گو مٹی سے اکثر ان مین کے نشانات چھپ گئے ہین

اور اسلام کی ترقی مین کوشان ہو۔

آپ رضؓ نے اپنے بیٹے۔ عبداللہ بن عمر رضؓ سے کہ بڑے عالم فقیہ صحابی اور پرہیزگار شخص تھے اور ہر طرح لائق تھے کہا کہ اسلام کے کامون سے یہ نہایت ضروری کام ہے کہ اٹھارہ ہزار درہم جو ہمنے بیت المال سے قرض لیا ہے اُسکو ادا کرو۔ سبھون نے اس بارہ مین التجا کی کہ اسکی ضرورت نہین کیونکہ آپ رضؓ نے اُس مال کو کار خیر مین صرف کیا ہے لیکن آپ رضؓ نے فرمایا کہ یہ میری آخری مرضی ہے۔ تب آپ رضؓ نے حضرت عائشہ رضؓ کے پاس آدمی بھیجا۔ کہ اجازت دیجیئے کہ ہم آپ کے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بغل مین دفن کیے جاوین۔ ابن عباس رضؓ اور حضرت علی رضؓ نے آپکی بڑی تشفی کی۔ کہ آپ نے اللہ کی عنایت سے اسلام کے انتظام کو اس حسن سے انجام دیا ہے کہ کوئی شخص آپ کے بعد بے انصافی کا الزام نہین دے سکتا۔ آپ رضؓ نے فرمایا۔ کہ اسکی گواہی آپ قیامت مین دیجیئے گا۔ اُنھون نے اپنا ہاتھ دیا۔ اور وعدہ کیا۔ لیکن آپ رضؓ نے نوشتہ طلب کیا۔ کہ قبر مین ساتھ رکھا جاوے۔ کل اُمورات کا بندوبست کر کے اور اپنی قبر کے بہ نسبت تجویز فرما کر آپ رضؓ نے ساتوین روز قتل کے دن سے اپنی عمر کے ترسٹھوین برس مین بعد دس برس چھ مہینے کامیابی کے ساتھ خلافت کرنے کے انتقال فرمایا۔

آپ رضؓ کے قتل کا بدلہ بمشورہ محمد بن ابی بکر کے عبداللہ ابن عمر رضؓ نے بے طرح لیا۔ اُنسے کہا گیا کہ یہ قتل حضرت عمر رضؓ کا بہ صلاح چند شخصون کے ہوا۔ اور اس صلاح مین اُسکی بیٹی لولو اور ایک عیسائی جس کا نام صوفین تھا۔ اور ہرمزان حاکم ساسانیان شامل تھا۔ اپنے غصہ کی حالت مین عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے تینون کو قتل کیا۔

انگریزی مورخ کی رائے ہے کہ حضرت عمر رضؓ کے تمام تواریخی واقعات سے معلوم ہوتا ہے

کہ آپ بڑے قوی دماغ اور سلجھی ہوئی عقل اور سخت انصاف کے آدمی تھے۔ آپ ہی اصل اسلام کی سلطنت کے بانی تھے۔ اور آپکے بعد آپ کے ایسا کوئی نہین ہوا۔ آپ نے حضرت صلعم کی وحیون کا انجام دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُنکی مختصر خلافت مین مشورے سے مدد دی۔ اور دانشمندی کے قواعد واسطے انتظام سلطنت اسلام کے جو بہت جلد پھیل گئی۔ قائم کیے۔

وہ سخت دسترس جو آپنے اپنے دور کے بالشکر سردارون پر اُن کی کامیابیون کے درمیان مین رکھا آپؓ کی غیر معمولی حکومت کی لیاقت کو ظاہر کرتی ہی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی سادگی کے قائم رکھنے مین اور نشو ونما اور آرائش سے پرہیز کرنے مین اپنے پیغمبر برحق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کی پوری اقتدا کی۔ آپؓ نے اسبات کو اپنے خطوط مین جو آپنے سالار لشکر کے نام لکھے اکثر ظاہر کیا ہی۔

فارسی آرائشون سے غذا اور پوشاک مین بہت لحاظ رکھنا۔ اپنے ملک کی سادگی کی وضع رکھو اور اللہ تعالے تم کو کامیاب کرے گا۔ اور اقبال دے گا۔ آپ کا اس سادگی پر اسقدر یقین تھا کہ آپ نے آرائشون اور فضولی کے واسطے اپنے ماتحت کے افسرون کی سزا کی۔

آپ کے بعض قاعدون سے آپکے دل ودماغ کی قوت معلوم ہوتی ہی۔ آپؓ نے اُن لونڈیون کی بیع وشرا کی ممانعت کی جو ذی اولاد ہین۔ آپ ہر ہفتہ مین اپنے خزانے سے بہت خیرات کرتے۔ اور موافق حاجت کے دیتے نہ موافق اُسکے طلب کے آپؓ فرماتے کہ اللہ تعالے نے زائد کو دوسرون کی رفع حاجت کے واسطے دیا ہے۔ اور اُسکے اوصاف کا بدلہ اللہ تعالے آخرت مین دیگا۔

آپ نے ابتداے خلافت سے اکثر صحابہ کو پنشن دیا۔ جنھون نے اسلام کی ترقی مین کوشش کی تھی۔ حضرت عباسؓ عم رسول اللہ صلعم کا سالانہ دو لاکھ درہم تھا

اور آپ کے دوسرے قرابت دارون کا بھی اُنکے درجہ کے موافق تھا۔ جو لوگ جنگ بدر مین لڑے تھے۔ انکا سالانہ پانچ ہزار درہم تھا۔ اور اسی طرح جنھون نے جنگ شام اور فارس اور مصر مین کارگزاری کی تھی اُن کی پنشن کچھ کم تھی۔ حضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ہر ازواج کا سالانہ دس ہزار درہم تھا۔ لیکن حضرت عائشہؓ کا بارہ ہزار تھا حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ علیہما السلام ابن علیؓ و نواسہ رسول اللہ صلعم کا سالانہ پانچ پانچ ہزار درہم تھا۔ آپ ہی پہلے شخص ہین جنھون نے حساب و کتاب خزانہ کا قائم کیا۔ آپ ہی نے پہلے سنہ ہجری جاری کیا۔ اور آپ ہی پہلے شخص ہین جنھون نے سکہ جاری کیا۔ جسپر لکھا رہتا تھا لا الٰہ الا اللہ اور اُس خلیفہ کا نام جس کا زمانہ ہوتا تھا۔ آپؓ کی خلافت مین چھتیس ہزار شہر اور قلعہ فتح ہوئے۔ اکثر نئے شہر آباد کیے بہت سے تجارتگاہ قائم کیے بیحساب مسجدین بنائین۔ اور جتنے ملک فتح ہوئے اُن کی ایک بہت بڑی سلطنت قائم کر دی۔ آپ کے زمانہ خلافت مین تین بڑی سلطنتین فتح ہوئین۔ شام و فارس و مصر جو مسلمانون کی تاریخ مین یادگار رہے۔ یہ بڑی قوت سلطنت اسلام کی صرف دس برس کے عرصہ مین حاصل ہوئی۔

یہ بات اور بھی قابل یاد ہو کہ یہ بڑے فاتح یہ بڑے بانی قانون اور یہ بادشاہ اعظم صرف ایک نیم تعلیم یافتہ مکہ کے عرب تھے۔ ایک عیسائی مورخ کا قول ہو۔ ان ابتدائی حامیان اسلام کے بارے مین ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ آدمی نہ تھے دیو تھے۔ آپ کے نکاح مین چھ بیبیان آئین تھین زینب[1]۔ بنت مظعون۔ ملیکہ بنت[2] جرول۔ و ام حکیم بنت[3] حرث۔ و جمیلہ[4] بنت عاصم۔ ام کلثوم بنت علیؓ[5]

---

[1] والدہ عبد اللہ و عبد الرحمن و حفصہ ۱۲ [2] والدہ عبید اللہ کہ شہید بصفین شد ۱۲ [3] والدہ فاطمہ [4] والدہ عاصم کہ جد عمر بن عبد العزیز بود ۱۲ [5] والدہ زید و رقیہ۔

ونائلہ بنت زید۔ اور عبدالرحمٰن رضؓ اوسط۔ اور عبدالرحمٰن رضؓ اصغر بھی آپکے بیٹے تھے لیکن لونڈی سے تھے۔ اور آپ کے عمال عبداللہ خزاعی مکہ مین اور نافع بن عبداللہ طائف مین۔ اور ابوموسیٰ اشعریؓ بصرہ مین۔ اور مغیرہ بن شعبہ کوفہ مین۔ اور عمرو بن العاص مصر مین اور عمرو بن سعد حمص مین۔ اور معاویہ بن ابی سفیان دمشق مین۔ اور عمرو بن عتبہ اردن مین اور علی بن اُمیہ یمن مین۔ اور عثمان رضؓ ابی العاص بحرین مین تھے۔ اور عثمانؓ عفان قاضی تھے۔ اور زیدؓ اور ربیعہ رضؓ کاتب تھے۔

بعد وفات حضرت عمر رضؓ کے یہ چھ آدمی جانشین تجویز کرنے کے لیے جمع ہوئے۔ وہ لوگ یہ تھے۔ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ۔ طلحہؓ۔ و زبیرؓ و عبدالرحمٰن رضؓ وسعدؓ ابی وقاص یہ لوگ عشرہ مبشرہ سے تھے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نزدیکی قرابت مندوں سے ہین۔

بعد بڑی گفتگو کے خلافت حضرت علی رضؓ کے پاس پیش کی گئی۔ اور آپ سے کہا گیا کہ بشرطیکہ آپؓ موافق قرآن اور حدیث اور اقوال شیخینؓ کے عمل ہو۔ عامل

آپؓ نے فرمایا کہ ہم مطابق قرآن اور حدیث کے کرینگے۔ اور شیخین کی متابعت اپنے پر لازم نہ پکڑینگے بلکہ جو ہمارے انصاف مین آئے گا کرینگے چونکہ یہ جواب حضرت علی رضؓ کا مجمع کی رائے کے خلاف تھا۔ اسلیے لوگون نے حضرت عثمان رضؓ سے یہی بات کہی۔ اور اُنھون نے قبول فرمایا۔ اور تین روز بعد وفات عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین ہوئے۔ آپ کشیدہ قد تھے۔ رنگ سانولا تھا۔ اور آپ کی ڈاڑھی حنا سے رنگین رہتی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مذہبی اُمورات مین سخت تھے روزہ اور مراقبہ اور قرآن بہت تلاوت کرتے تھے۔ اور آپ ویسا سادگی

سلہ والدہ عیاض ۱۲

کو نہیں پسند کرتے تھے جیسا حضرت عمرؓ بلکہ مال بہت خرچ کرتے تھے۔
آپ سخاوت کے باعث ہر دل عزیز تھے۔ ایک سال قحط سالی میں آپؓ نے مدینہ کے محتاجوں کو غلہ دیا تھا۔ آپ نے خرچ کثیر کے ساتھ کچھ زمین مسجد نبوی کی بغل میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج طیبات کے لیے خرید کی۔ آپنے تبوک کی لڑائی کے واسطے ساڑھے چھ سو اونٹ اور پچاس گھوڑے دیے تھے۔
اصحاب آپ کی بڑی منزلت کرتے تھے۔ اس باعث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بیٹیاں آپکے نکاح میں آئی تھیں اور آپ دونوں ہجرتوں میں شریک تھے۔
حبش اور مدینہ کی ہجرت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ رفیقی فی الجنۃ عثمان
جیسے ہی آپؓ خلیفۂ وقت ہوئے۔ کہ عبداللہ ابن عمرؓ کے قتل کرنے کا مقدمہ پیش ہوا جنہوں نے ہرمزان کو صرف شبہ پر قتل کیا۔ آپ کو تامل ہوا کہ اس معاملہ میں کیا کیا جائے لیکن آپؓ نے غور کر کے فرمایا کہ یہ واقعہ نہ میری خلافت میں ہوا۔ اور نہ عمرؓ کی۔ اس لیے دونوں کی خلافت اسکی تجویز کے الزام سے پاک ہے۔ اور اس لیے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قصاص کا حکم نہ آیا۔

باب پانچواں

فصل پہلی

کسریٰ فارس کی سلطنت حضرت عمرؓ کی خلافت میں تباہ ہو چکی تھی لیکن اب بھی کچھ بچی کھچی تھی وہ بھی آپؓ کے زمانۂ خلافت میں مٹ ہو گئی۔ مسلمانوں کے لشکر نے اپنے لائق افسروں کی ماتحتی میں متفرق سمت میں رخ کیا۔ بعض عجم کو چلے اور قدیم اسیریہ (عراق عجم) میں گذر کیا۔ موصل کے پل کو جو دریائے

دجلہ پر سے عبور کر کے شہر نینوہ میں بلا مزاحمت مثل بابلستان کے داخل ہوئے اور الجزیرہ (مسوپٹامیہ) کے فتوحات کو پورا کر کے اپنے شام کے ساتھیوں سے جا ملے۔ اور بعضوں نے پورب اور دکھن کی راہ لی اور یزدجرد کا تعاقب کیا۔ ایک فرمان خلیفہ وقت کا جاری تھا کہ اس مفروری کا تعاقب کرو۔ یہانتک کہ وہ صفحہ زمین پر باقی نہ رہے۔

یزدجرد بعد ترک کرنے رے کے ایک شہر سے دوسرے شہر مین اور ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ مین مارا پھرا۔ کبھی اُسکا قیام شہر اصفہان مین سُنا گیا۔ پھر فارستان کے پہاڑون مین۔ کچھ زمانے وہ استکار یعنے اصطخر (پرسیونس) مین بھی تھا۔ جہان وہ بچپن مین پرورش پایا تھا فارستان سے وہ کرمان مین بھاگا اور وہان سے خراسان مین آیا۔ جسکے شمالی حصون مین شہر مرو ہے۔ وہان کچھ آرام لیا۔ یہ شہر بلخ کی سرحد مین فاصلہ پر واقع ہے۔ تمام سفر مین وہ مدائن کے باشندون کو جو مفرور ہوئے ساتھ لیے پھرا اور اُن کے پاس کھانے تک کو نہ رہا۔ مرو مین بھی اُسکے ساتھ چار ہزار آدمی تھے۔ اس اثنا مین اُسنے ایک آتشکدہ بنایا۔

اور جو شہر اب تک فتح ہونے کو باقی تھے اُن کو لکھا کہ جہان تک ہوسکے مسلمانون سے خوب لڑو۔

شہر اصفہان جو اُسکے ملک کے عمدہ شہرون مین تھا۔ اور جہان نہاوند کے شکست یافتہ لشکر جمع ہوئے تھے۔ وہ شاید کچھ عرصہ تک ٹھہرے۔ حاکم شہر کی نادانی سے ایک ہی لڑائی مین یہ شہر طے ہوگیا۔ اور اطاعت مین در آیا۔ اُس وقت سے اس شہر نے پھر سر نہ اُٹھایا۔

دا اصطخر استکار یعنی اطراف کے بہت لوگ فراہم ہوئے۔ چونکہ قدیم دارالسلطنت تھا۔ اور فارسیون کا مذہبی تعلق رکھتا تھا۔ یہان کے حاکم شاہرگ نے

ایک لاکھ بیس ہزار آدمی فراہم کیے تھے۔ لیکن سب بیکار تھا فارسیون کو پھر شکست ہوئی اور
انکا حاکم شادرگ مارا گیا۔ اور اشکار قدیم (پرسیونس) جو ایک وقت مین ممالک مشرقی
کا دارالسلطنت تھا۔ جزیہ دینے پر مجبور کیا گیا۔
اب مسلمانون کی کامیابی خراسان کی طرف رجوع ہوئی۔ ایک حصے کے بعد
دوسرا حصہ فتح کرتے ہوئے اُس جگہ پہونچے جہان یزدجرد تھا یعنے مرو یزدجرد اب
اپنی حد سے گذر کر دریاے جیحون کو عبور کرکے ریگستان مین جا پڑا اور درمیان توران۔
(ترکستان) کے وحشیون کے پناہ گزین ہوا۔ اُسکا سفر چین تک تھا جہان کے خاقان
سے مدد لینے مین وہ کامیاب ہوا۔ اور ایسا لکھا ہے کہ وہ جیحون عبور کرکے مع لشکرے بلخ
مین پہونچا۔ جہان کے لشکر نے اسکی مدد کی۔ ان لشکرون سے اُس نے مسلمانون کا
مقابلہ کرنا چاہا۔ لیکن اپنے ہی لوگون مین دغا پھیل گئی۔ خاقان تاتاری اپنے لشکر
کے ساتھ واپس گیا۔ یزدجرد کے ساتھیون نے اس پریشانی مین تنگ آکر اسکو
مسلمانون مین پکڑوا دینا چاہا۔ اس وقت یہ مرو مین تھا کہ دریاے جیحون کے
کنارے پر واقع ہے۔ اس لیے اُس کو۔ مرو الرود بھی کہتے ہین۔ اور یہ اُس
مرو سے ممتاز کرنے کے واسطے ہے کہ خراسان مین واقع ہے۔
جب اُسکو اس دغا کا حال معلوم ہوا اُسنے ایک رات اپنے غلام کو حکم دیا کہ بذریعہ کھڑکی
کے اُسکو اُتار دے۔ اور وہ پیادہ پا اکیلا رات کو چلا۔ جب صبح ہوئی تو اُس نے
ایک پنچکی والے کے پاس اپنے کو پایا۔ جو دریا کے کنارے تھا۔ اور پنچکی والے کو انگوٹھی
اور گوشوارے دیے۔ کہ دریا کے پار اُتارے۔ اُس پنچکی والے نے کہ اُن زیورات کی قدر
نہ جانتا تھا چار درہم مانگے۔
ہرگاہ یہ لوگ اس بحث مین تھے کہ ایک گروہ سوارون کا یزدجرد کی تلاش مین
آپڑا اور اُسکو اپنی تلوار سے ہلاک کیا۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ وہ اپنی

پوشاک کے بوجھ سے تھک گیا تھا۔ اور اُسنے پناد پنچکی والے کے گھر مین لی جس نے اُسکے
واسطے چٹائی بچھادی۔ اور اُسپر سو رہا اُسکے سونے کے کمربند جسپر جواہرات جڑے تھے
اور انگوٹھی اور گلوبند کے لالچ سے پنچکی والے نے سوتے مین مار ڈالا اور اُسکے بدن کو
دریائے ..... کے پانی مین ڈالدیا۔
صبح کے وقت سوار تعاقب مین پہونچے۔ اُسکے کمربند وغیرہ سے پہچانا۔ کہ پنچکی والے نے
مار ڈالا اُنھون نے اُس پنچکی والے کو قتل کیا۔
یہ عجیب پُر درد واقعہ ۲۳ اگست سنہ ۶۵۱ء مین واقع ہوا مطابق سنہ ۳۱ ہجری کے یزدجرد
اپنی چونتیس برس کی عمر مین تھا۔ اور نو برس قبل جنگ نہاوند کے سلطنت کرچکا تھا اور دس
برس مفروری رہا۔ بعد مرنے یزدجرد کے کُل سلطنت مسلمانون کی ہوگئی حضرت عبدالرحمٰن بن
عوف رضؓ نے جو اصحاب عشرۂ بشرہ سے تھے بچاسی برس کی عمر مین انتقال فرمایا سنہ ۳۲ ہجری
مین۔ اور بہت مال چھوڑا۔ اور بہت اولاد تھی۔

فصل دوسری

بعض فریق حضرت عثمان رضؓ پر اس امر کا الزام دیتے ہین کہ آپ رضؓ مقرر کرنے مین اپنے
ماتحتون کے ..... تھے۔ اور اپنے قرابت دارون کے جانب دار تھے۔ بمقابلہ عامۂ
خلائق کے۔ اسی وجہ سے ایک بہت بڑی غلطی یہ ہوئی کہ آپ رضؓ نے عمرو عاص
کو حکومت مصر سے برطرف کرکے اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد کو اُن کی جگہ پر
مقرر کیا۔ یہ وہی عبداللہؓ بن سعدؓ ہین کہ حضرت صلعم کے کاتب وحی تھے اور
عکس وحی پڑھنے سے یہ سمجھے کہ جو ہم کہتے ہین وہی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مانتے ہین شاید
وحی سے بناکر کہتے ہین۔ اس سبب سے مرتد ہوگئے۔ اور مابعد مین حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کی سفارش سے اُن کا قصور معاف ہوا۔ اور پھر مسلمان ہوگئے۔ اور

اُسکے بعد اسلام کے اُمورات کو دلی خواہش کے ساتھ بجالا ئے۔
یہ نہایت شجاع اور عمدہ سوار دل مین حرب کے تھے۔لیکن ملک کی حکومت کا کام اچھی طرح نہین جانتے تھے۔اور موافق حالات موجودہ کے وہ ناتجربہ کار تھے بمقابلہ عمرو عاص رضؓ کے کہ جنگجو اور آئین دان دونون تھے۔اور اہل مصر کے دل مین اُنکا اعزاز تھا۔عمرو عاص رضؓ کی برخاستگی کا غم سب اہل مصر کو تھا۔اور اسی سبب سے نئے حاکم سے گویا باغی ہوگئے قیصر قسطنطین نے کہ اپنے باپ ہرقل کی جگہ پر جانشین ہوا تھا اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیا۔جہاز مع لشکر ایک افسر کے تحت مین جس کا نام مینویل تھا اسکندریہ کو روانہ کیا۔شہر کے یونانی باشندے خفیہ جا ملے۔اور یہ شہر کچھ فریب سے اور کچھ تلوار کے زور سے تھوڑی خونریزی کے بعد اُن کے قبضہ مین آگیا۔

حضرت عثمان رضؓ اپنی غلطی سے آگاہ ہوئے۔اور عمرو عاص رضؓ کو پھر اُس حکومت پر مقرر کیا۔یہ لائق سردار فوراً ہی مصر کو روانہ ہوئے۔اور لشکر کے زمرے مین بہت قبطی تھے اور مقوقس خود بھی تھا۔اور اسی کے باعث سے اہل شہر مین دسترس پایا اور رسد کا سامان خوب مہیا ہوا۔

یونانیون نے دلیرانہ مقابلہ کیا عمرو عاص رضؓ کا چونکہ اس شہر پر تیسرا محاصرہ تھا اُنھون نے قسم کھائی کہ اس تیسری مرتبہ اگر اُس پر کامیاب ہوے تو اُسکو ایسا کرینگے کہ اُس مین آنا جانا آسان ہوجائے۔

آپ رضؓ نے اپنی بات قائم رکھی جب آپ کے قبضہ مین آگیا آپ نے اُس کا شہر پناہ اور قلعہ گروا دیا۔آپ اہل شہر پر مترحم رہے اور لشکر کو خونریزی سے باز رکھا۔اور اُسی جگہ جہان خونریزی موقوف کرائی ایک مسجد بنا کی اور اُس کا نام مسجد رحمت رکھا۔

مینویل یونانی افسر اپنے بقیہ لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ کو روانہ ہوا۔
جیسے ہی عمروؓ عاص نے کل بغاوت کو رفع کیا۔ اور اسلام کی مصر کی حکومت مین استحکام کیا۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر آپ کو برطرف کیا۔ اور پھر عبداللہؓ بن سعد کو اُنکی جگہ دوبارہ مقرر کیا۔
عبداللہؓ کو اسکندریہ کے نکل جانے کا نہایت صدمہ ہوا۔ کیونکہ اُن کی نالیاقتی پر محمول کیا جاتا تھا۔ اُنکو عمروؓ عاص کی شہرت اور ہر دلعزیز ہونے کی خواستگاری تھی اور اس لیے چاہتے تھے کہ کوئی ویسا ہی کار نمایان کرین۔ شمالی افریقہ اس کام کیلئے ٹھہرایا گیا یعنے وہ ملک مغرب جو لیبیا کے ریگستان یا بارقہ سے راس تن تک پھیلا ہوا ہے کہ طوالت مین سمندر کے کنارے کنارے دو ہزار میل سے زیادہ ہے۔ جس مین سابق۔ کما لک۔ ممالک ارکا۔ کوسٹرنیشیا وکارتھیج ونومیڈیہ وموریٹانیہ شامل تھے۔ اور حال کے جغرافیہ کے موافق اُنھین ملکون کو بارقہ وطرابلس۔ وتریپولی وٹیونس والجیرس وموراکو کہتے ہین۔
یہان پران ملکون کا حال جو سابق مین گذرا ذکر کرنا بے موقع نہ ہوگا۔ اصلی باشندے ان ملکون کے اقلیم ایشیا سے آئے تھے اور ایسا کہا جاتا ہے کہ اہل عرب کے گروہ نے اُن کو سمندر کے کنارے سے پہاڑون مین اور اندرونی ریگستانون مین نکالا۔ اور خود بحر روم کے کنارے گھوما کرتے تھے۔ نوسو برس قبل پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شہر طائر کی قوم فونیشین نے (ایک قدیم قوم ہے کہ بیت المقدس کے لب سمندر آباد تھی) انکے کنارون پر نو آبادیان بسائین جن مین ملک کارتھیج (ٹونس) ممتاز تھا۔ رفتہ رفتہ اس کارتھیج نے اپنے اقتدار کو افریقہ کے کنارے پر اور اپنے مقابل کے کنارے پر ملک۔ اسپانیہ مین جسکا ایک حصہ اندلس کہلاتا ہے پھیلایا۔ یہانتک کہ وہ رومہ کبریٰ کا کہ ملک اطالیہ کا دارالسلطنت

اور رشک افزا ہوا اسی شہر روم سے رومیون کی جمہوری سلطنت اول ہوئی- اور قریب زمانہ
پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے وہان سلطنت قیصریہ شخصی قائم ہوئی- اور ما بعد
مین دو حصون مین تقسیم پاکر رومۂ مغرب و رومۂ مشرق کہلانے لگی اور رومۂ
مشرق کا دار السلطنت قسطنطنیہ قرار پایا-

جو لڑائیان درمیان کارتھیج- اور روم کے جمہوری سلطنتون کے ہوئین انکا لکھنا
یہان کچھ ضرور نہین- رومیون کا سپہ سالار سیپیو تھا اور کارتھیج کا ہینبل تھا-
آخرش بربادی سے کارتھیج کی وہ جمہوری سلطنت ختم ہوئی اور رومہ کبریٰ
شمالی افریقہ- پر حاوی ہوگیا- رومیون کی سلطنت ان ملکون مین چار سو برس
رہی- یہان تک کہ ایک رومی سردار نے جس کا نام بونیفش تھا اسپانیہ کی قوم
ونڈال سے خانہ جنگی مین مدد لی- اور اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ قوم ونڈال اس ملک پر
قابض ہوگئی جنسرک قوم ونڈال کے ایک سردار نے کارتھیج- کو لوٹا- اور تمامی
شمالی افریقہ- پر قابض ہوکر جہازی تیاری کی اور ملک اطالیہ پر حملہ کرکے روم
کو لوٹا- اس قوم کا یہ زور شور پچاس برس تک رہا- سنہ ۵۳۳ء و ۵۳۴ء عیسوی مین
بلیساریس شمالی افریقہ کو تحت مین سلطنت روم کے پھر د لایا اور قوم ونڈال کو
نکالدیا- اسکے بعد شمالی افریقہ کے باشندون نے جن کو مور کہتے تھے
اکثر بغاوت کی- لیکن رومیون نے اُس کو دفع کیا اور رومی سلطنت پھر
قائم ہوگئی-

ان سب انقلاب کا اثر شمالی افریقہ پر بہت سخت ہوا قوم ونڈال بالکل نابود ہوگئی
اور خاندان مور ختم ہوگئی- اور مالدارون نے جلا وطن ہوکر جزیرۂ صقالیہ (سسلی) جسکو
سقلاب بھی کہتے ہین اور قسطنطنیہ مین جگہ کی-

اور برسون تک یہ ایسا ویران رہا کہ اگر کوئی سیاح جاتا تو کسی شخص سے ملاقات نہوتی

اگرچہ کسی زمانے مین شہرون اور قصبون اور آدمیون سے معمور تھا۔ ایک سو برس تک ان ملکون سے کسی کو تعلق نہ رہا۔ یہان تک کہ اہل اسلام کا حملہ وہان ہوا۔

فوڑا ہی بعد تقرر عبداللہؓ ابن سعد کے حکومت مصر پر وہ چالیس ہزار آدمیون سے اس ملک پر حملہ آور ہوئے۔ بعد طے کرنے مغربی سرحد مصر کے عبداللہؓ نے لیبیا کے ریگستان کو قطع کیا۔ اگرچہ اُنکے لشکر مین اونٹ وغیرہ جو ریگستان کےلیے درکار ہین مہیا تھے۔ تاہم بڑی محنت کے بعد طرابلس کی دیوار کے نیچے آپہونچے کر بربرد (مغرب) کے ملکون سے ایک مستحکم ملک اُس وقت یہی تھا۔ یہ بڑی مستحکم جگہ تھی اور خوب مقابلہ رہا۔ ایک یونانی لشکر مدد کے واسطے آیا اور تعجب کے ساتھ سمندر کے کنارے پر انتشار مین ڈالا گیا۔ اور بڑی خونریزی ہوئی۔

ایک رومی افسر جس کا نام گریگوریس (جرجیس) تھا ایک لاکھ بیس ہزار آدمی سے جس مین اکثر بیقاعدہ دان تھے۔ مقابلہ کو اس ملک مین آیا۔ اُسکی بیٹی قوم امیزون کی کہ نہایت جمیلہ تھی اُسکے ساتھ تھی۔ اور فن سپہگری بھی خوب جانتی تھی۔ اور ہمیشہ اپنے باپ کے بغلگیر رہتی تھی۔

اس لشکر کے قریب آنے کی خبر سُنکر عبداللہؓ نے محاصرہ ملتوی رکھا۔ اور اُسکے مقابلہ کو گئے۔ کسی قدر صلح کی گفتگو درمیان مین فریقین کے سردارون کے پیش ہوئی۔ عبداللہؓ نے دو نون شرطین پیش کیے ایمان لانا یا جزیہ دینا۔

دونون سے انکار کیا گیا۔ شہر طرابلس کے زیر دیوار لڑائی شروع ہوئی عبداللہؓ نے بسبب اسکے کہ اُنکی نیکنامی اور بدنامی کا مدار اسی لڑائی کے فیصلہ پر تھا۔ اسپنے قول اور فعل کی تمثیل سے لشکر کو ہمت دلائی جس طرف وہ مخاطب ہوئے کامیابی اُدھر رجوع ہوئی۔ اور علی ہذا گریگوریس بھی مایوسی کے ساتھ لڑا۔

کر اُسکے ملک کی قسمت کا مدار اسی پر تھا۔ اور جہان جہان وہ گیا اُسکی بیٹی ساتھ رہی۔ اور اُسنے بڑی بہادری دکھائی۔ لڑائی طویل اور بے نتیجہ تھی۔ اور صبح سے دوپہر تک کئی مہینے متواتر رہی۔ بسبب دوپہر کی دھوپ کے لوگ اپنے خیمہ کو واپس آتے گئے۔

سردار گریگوریس اپنے لشکر کی تعداد سے بہت کم تعداد پر کامیاب نہونے سے سخت حیرت مین اور پریشان تھا۔ چونکہ سمجھتا تھا کہ مسلمانون کی چھوٹی تعداد کو دبوچ لین گے اُس نے دریافت کرکے کہ عبداللہؓ اس لشکر کی روح تھے۔ اشتہار دیا۔ کہ جو شخص اُنکا سر لادے اُسکو ایک ہزار اشرفی انعام دیوین گے۔ اور اپنی جمیلہ لڑکی سے اُسکی شادی کردین گے۔ اس اشتہار کی خبر سُنکر عبداللہؓ کے ماتحت افسرون کو تردد ہوا اور اُن سے کہا کہ وقت جنگ کے میدان جنگ مین نہ جائیے۔ لیکن اُنکی غیرحاضری کا اثر لشکر پر پڑا اور لشکر کی ویسی ہمت نہ رہی۔

انھین لڑائیون کے درمیان مین ایک عرب قوم قریش کے جنکا نام حضرت زبیرؓ تھا کسی قدر امدادی لشکر کے ساتھ عین لڑائی کے وقت پہونچے۔ اُنھون نے دیکھا کہ لشکر بیدلی سے لڑتا ہے اور سالار لشکر کو جب تلاش کیا نہ پایا۔ یہ سُنکر کہ عبداللہؓ اپنے خیمہ گاہ مین ہین حضرت زبیرؓ اُنکی طرف دوڑے اور اُن کو سخت ملامت کی عبداللہؓ شرمندہ ہوئے اور اپنی غیرحاضری کی وجہ بیان کی۔ زبیرؓ نے کہا کہ تم بھی اشتہار دو کہ جو شخص گریگوریس کا سر لادے اُسکو ایک ہزار اشرفی انعام اور اُس کی بیٹی اُس کے نکاح مین دی جائے گی۔ یہ مشورہ قبول کیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ایک چال بھی کی گئی۔

دوسری صبح کو عبداللہؓ نے کچھ آدمی صرف دشمن کا حملہ اُٹھانے کو اور دُور دُور دسے کنے کو بھیجا۔ لیکن جب دوپہر ہوگئی۔ اور فریقین اپنے اپنے خیمہ کو واپس آئے عبداللہؓ اور حضرت زبیرؓ بقیہ لشکر کے ساتھ عین دوپہر مین دشمن پر سخت حملہ آور ہوئے

حضرت زبیرؓ نے سردار گریگوریس کو تنہا لڑائی میں مخاطب کیا۔ اور بعد سخت لڑائی کے اسکو مار ڈالا۔ اُسکی بیٹی بدلا لینے کو دوڑی لیکن گرفتار ہو گئی۔ یونانیون کے لشکر کو پوری شکست ہوئی۔ اور صیفتولہ کے قصبہ مین بھاگے جسکو مابعد مین مسلمانون نے قبضہ کر لیا۔ اور غارت کر ڈالا۔

لڑائی ختم ہوئی۔ اور گریگوریس مردہ پایا گیا۔ لیکن کوئی شخص انعام کا دعویدار کھڑا نہ ہوا۔ اُس کی بیٹی زبیرؓ کو دیکھکر پھوٹ کر رونی۔ اسپر جب لوگون نے سبب دریافت کیا تو اُسنے کہا کہ اُسی شخص نے میرے باپ کو مارا حضرت زبیرؓ نے اُس لڑکی کو اور اشرفی کے لینے سے انکار کیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہم نے اللہ اور اسلام کے واسطے یہ لڑائی کی۔ دنیاوی انعام کے واسطے نہین کی۔ اور اس کی جزا ہم کو بہشت مین ملے گی۔
اس کامیابی کے صلہ مین آپؓ مثل ایلچی کے اس کامیابی کی خبر لیکر خلیفۂ وقت کے پاس بھیجے گئے۔ لیکن جب آپ نے اس کامیابی کی خبر مدینہ کی مسجد مین سنائی آپؓ نے اپنی کارگزاری کا احوال کسی سے ذکر نہین کیا اس اخفا کے باعث جب لوگون کو آپؓ کی کارگزاری کا احوال معلوم ہوا۔ لوگون کے دلون مین آپ کے اعزاز نے گھر کیا۔ اور آپؓ کا نام خالد بن الولید و عمروؓ عاص کے بعد حامی اسلام مین شمار کیا گیا۔ عبداللہ نے بسبب اپنے لشکر کی تعداد گھٹ جانے کے اُس ملک پر قابض رہنا نامناسب سمجھا۔ اور پندرہ مہینے کی بیکار لڑائی کے بعد ملک مصر مین اسباب غنیمت کے ساتھ مع قیدیون کے واپس آ گئے۔

اُنھون نے مابعد مین کچھ لشکر اسواد (اپر ایجپٹ) مین خلیفۂ وقت کے حکم سے فراہم کیا اور کئی کامیاب حملے سوڈان پر کیے جس کے ذریعہ سے بہت حبشی غلام مصر مین بھیجے۔

فصل تیسری

اسلام کے ممتاز حاکمون مین جن کی حکومت مدینہ سے فاصلہ پرتھی امیر معاویہ بن ابی سفیان تھے جیسا کہ ان کے نام سے ظاہر ہے۔وہ ابی سفیان کے بیٹے تھے جو ابتدا مین حضرت صلعم کے جانی دشمن تھے اور آخر مین اصحاب مین شمار کیے گئے اپنے باپ کے مرنے پر وہ بنی اُمیہ کے سردار مقرر ہوئے حضرت عمر رضہ نے چار برس قبل اپنی وفات کے اُنکو شام کا امیر مقرر کیا تھا اور وہ اسی عہدے پر حضرت عثمان رضہ کی خلافت مین برابر بحال رہے۔آپ اُسوقت تیس اور چالیس برس کی عمر کے درمیان مین تھے۔آپ دلیر اور تیز فہم اور عالی خیال اور بلند حوصلہ تھے۔قدیم بندرگاہ اور سمندر کا کنارہ اُنکے علاقہ مین ہونے سے اُنکا حوصلہ ہوا۔کہ بری اور بحری ذریعون سے ملک کو وسعت دین۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت مین بھی اُنھون نے استدعا کی تھی کہ بحری ذریعہ سے حملہ آوری کی اجازت ملے۔لیکن حضرت عمر رضی اللہ نے انکار کیا تھا۔کیونکہ ملک کی وسعت بہت بڑھ گئی تھی۔اور بلا استحکام اُسکے آگے بڑھنا پرخطر تھا۔حضرت عثمان رضہ کی خلافت مین اپنی استدعا مین کامیاب ہوے۔اور سنہ ۲۷ھ مین جہازی تیاریاں ہوئین۔اور بحر تارشش (بحر فونشین) سے بیڑہ جہازونکا روانہ ہوا اسی نام سے یہ شرقی حصہ بحر روم کا (مڈیٹرینین) اُسوقت پکارا جاتا تھا۔

اُنکا پہلا حملہ جزیرہ قبرس پر ہوا۔جو قیصر قسطنطنیہ کی موافقت مین تھا۔عیسائی قلعہ کی فوج ضعیف تھی۔اس لیے جزیرے کے باشندون نے فوراً ہی اطاعت قبول کرلی۔اور جزیہ دینا قبول کیا۔ان کا دوسرا حملہ جزیرہ ارادس پر ہوا۔یہان اُن کا لشکر اُترا اور قلعہ کا محاصرہ شروع کیا۔اور راعجون وغیرہ قلعہ شکن چیز استعمال مین لائی گئی۔شہر کے باشندون نے سخت مقابلہ کیا۔اور

حملہ آوروں کو جزیرہ سے نکالدیا جب دوبارہ زیادہ لشکر کے ساتھ حملہ ہوا۔ وہ سب مطیع ہوے اکثر باشندے نکالدیے گئے۔ اور انکا قلعہ توڑ دیا گیا۔
انکی بڑی کامیابی اُس بیڑۂ جہازات کے ساتھ تھی جسپر قیصر خود بحر قوزنشین کے کنارے پھر رہا تھا۔ اس لڑائی کو اہل عرب مستول کی لڑائی کہتے ہین۔ عیسائی صلیب لیے بھجن گاتے تھے۔ اور مسلمان اسلام کے جھنڈون کے ساتھ اللہ اکبر۔ پکارتے تھے۔
لڑائی سخت تھی اور قیصر کے جہازات کے بیڑے کو منتشر کردیا۔ اور قیصر ملاحی ہنرمندی سے محفوظ رہا۔
امیر معاویہؓ اب کامیابی کے ساتھ جزیرۂ کنڈیہ (خندقہ)۔ اور مالطہ مین اُترے جزیرہ رودس پر قبضہ کیا۔ اور اُسکی مشہور تانبے کی مورت کو توڑ ڈالا اور اُسکے ٹکڑے اسکندریہ کو بھیجے گئے۔ جہان وہ سب ایک یہودی تاجر کے ہاتھ کہ اونٹ بار ہونے والا تھا بکے۔ ایک دوسری لڑائی عیسائی جہازات کے بیڑے سے خلیج فنک مین کیسٹل رولوسے ہوئی جس مین فریقین کو کامیابی کا دعوےٰ تھا۔ یہ اپنی بحری کامیابی کو ایشیاے کوچک کے کنارے کنارے بلکہ خاص بندر قسطنطنیہ تک لے گئے۔ اس نئی قسم کی کامیابیون سے کہ اہل عرب مین نئی تھی امیر معاویہؓ کی شہرت بہت ہوئی۔ اور اہل شام کے لوگون مین وہ ایسے عزیز ہوے کہ انکی آیندہ کے بڑے اقتدار کا باعث ہوا۔
انگریزی مورخ کی راے ہی کہ یہ کیسی تعجب کی بات ہی کہ ایک جاہل قوم جن کا ذکر کسی تواریخ مین اب تک نہ تھا کتنا جلد دنیا کے تواریخی اور شاعرانہ قدیم ملکون پر قبضہ کرلیا۔ اور قدیم مذہبی بندرگاہون سے طائر اور سائڈون کے جہاز پر سوار ہوکر جزیرونکو فتح کرکے اپنے کو مشہور اور اہل یورپ کا فسانہ بنایا۔
ان فتوحات کے درمیان مین حضرت عثمانؓ کے ساتھ نیا واقعہ پیش آیا۔

آنکے ہاتھ سے مہر نبوت ایک چشمہ مین گر گئی جس مین لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ لکھا تھا - اور جو بعد وفات حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت ابو بکر و حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہم کو اپنے اپنے زمانۂ خلافت مین پہونچی تھی - اس لیے وہ حکومت کی مہر سمجھی جاتی تھی - یہ چشمہ بہت تلاش کیا گیا لیکن وہ انگوٹھی نہ ملی -

اسی درمیان مین حضرت عثمانؓ نے مختلف اصحاب اور سردارون کو فراہم کیا - اور حکم دیا کہ جو قرآن حضرت حفصہ کے قرآن سے نہ ملے اُسکو شکست کر دیا جاے - چنانچہ سات جلدین قرآن کی نقل کی گئین - اور چھ جلدین مکہ - کوفہ - یمن - شام - بحرین - بصرہ کو روانہ کی گئین - اور ایک جلد مدینہ مین رکھی گئی اور سب جلدین جو مخالف تھین آگ لگا دی گئین - اسی باعث سے آپ کو جامع القرآن کہتے ہین - اُسوقت سے آجتک قرآن مین فرق نہ آیا - علاوہ اس متبرک کام کے حضرت عثمانؓ نے کعبہ کے گرد دیوار بنائی جسکو حطیم کہتے ہین - اور مدینہ کی مسجد کو وسعت دی -

بلا لحاظ ان سب اُمورات کے خلیفۂ وقت کے خلاف مین سازشین ہونے لگین - آپ صاف دل - دلیر اور نیک طینت تھے - لیکن اہل قرابت کے طرفدار تھے - اور اپنے مسبوق کے مثل تیز فہم نہ تھے - اور دھوکھے مین جلد آجاتے تھے - اب آپ کی شکایت ہونے لگی - اور روزانہ بڑھتی گئی - اور آپ کے چال چلن پر عام خلائق سخت نگران ہوئی - اور جو خفیف الزام تھے اُنکو بھاری جرم کی صورت مین ظاہر کیا -

لوگون نے اُسکو بھی جرم ٹھہرایا کہ جب حضرت ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے آپؓ نے منبر کے اعلیٰ زینہ پر جسپر رسول اللہ صلعم کھڑے ہوتے تھے - چھوڑ دیا - اور دوسرے زینہ پر کھڑے ہونے لگے - اور حضرت عمرؓ نے تیسرے زینہ کو اختیار کیا - لیکن جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوے - آپ اعلیٰ زینہ پر جسپر رسول اللہ کھڑے ہوتے تھے

قدم رکھا۔ اُسکو عوام عرب نے بے ادبی ٹھہرائی۔ اس سے بھی زیادہ یہ الزام دیا گیا۔ کہ آپ نے سرداروں کو مثل عمروؓ عاص کے بوجہ معزول کیا اور اُن کی جگہ پر عبداللہ بن سعد یہ کو کہ آپؓ کے بھائی تھے مقرر کیا جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک وقت میں مردود کیا تھا۔ اور تیسرا الزام یہ تھا کہ آپؓ نے بہت روپیہ بیت المال کا بیکار صرف کیا۔ ایک لاکھ روپیہ ایک رکابیہ مذہب کو دیا۔ اور چار لاکھ دوسرے کو اور اپنے کاتب مروان بن الحکم کو پانچ لاکھ روپیہ سے زیادہ دیا۔ اور یہ شخص بسبب ذہن وذکا اور فراست ظاہری کے اُسوقت اسلام کی حکومت پر سخت حادی تھا۔ اور حضرت عثمانؓ اُسکو بہت مانتے تھے۔ حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس الزام پر کہ آپ کی سخاوت کو لوگوں نے اسراف پر محمول کیا۔ سخت غصہ آیا۔ آپؓ نے منبر پر چڑھکر فرمایا کہ بیت المال کا روپیہ اللہ کا ہی۔ اور خلیفۂ وقت اُسکو خرچ کرنے کا مستحق ہے۔ اور جو شخص جھوٹ بہتان کرے اُسپر اللہ کا قہر ہو۔

اسپر حضرت عمارؓ یاسر کہ اسلام کے پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکے بارے میں فرمایا تھا۔ کہ یہ شخص سر سے پاؤں تک ایمان سے معمور ہی۔ اور ہمیشہ حق کا جانبدار ہوگا۔ اُٹھے اور حضرت عثمانؓ کی باتوں پر اعتراض کیا اسپر حضرت عثمانؓ کے اقران نے اُنکو اسقدر مارا کہ وہ بیہوش ہو گئے۔

اس بے اعتنائی کی خبر سے کہ حضرت صلعم کے ایسے معزز صحابہ کے ساتھ ایسا واقعہ ہوا۔ دُور دُور تک ناراضی بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ بغاوت کی صورت ہو گئی اس بغاوت کا سرگروہ ایک منافق یہودی تھا جسکا نام ابن کعبہ تھا۔ اس شخص نے ایک سفر یمن سے حضرموت تک اور وہاں سے بصرہ کوفہ و شام و مصر تک کیا۔ اور خلیفہ وقت اور اُنکے امیروں کی تعیناتی کی شکایت کی۔ اور بیان کیا کہ خلافت اصل میں حضرت علیؓ کی تھی اُس کو حضرت عثمانؓ نے غصب کیا۔ اور سازشی خطوط بھی لکھے۔ کہ

آپس میں نااتفاقی پھیلے۔ اور حاجیوں کا احرام پہنکر حج کے لیے مکہ میں آیا۔ اس سازش میں وہ یہودی کامیاب ہوا۔ اور ڈیڑھ سو آدمی بصرہ سے اور دو سو آدمی کوفہ سے مالک اشتر کے ساتھ اور چھ سو آدمی مصر سے محمد بن ابوبکر کے ساتھ علاوہ بہت سے خارجیوں کے سرگروہ ہوکر آئے۔ یہ لوگ مثل لشکر کے مدینہ سے کئی کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے اور خلیفۂ وقت کے پاس التجا ایلچی کے ذریعہ سے پیش کی۔ کہ اُن کی التجا قبول کرین یا خلافت سے باز آوین۔

حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کی درمیانگی چاہی۔ آپؓ نے رائے دی کہ ہم اس شرط پر درمیانگی قبول کرتے ہین کہ آپؓ منبر پر کھڑے ہوکر اپنی غلطیون کی اصلاح کرین چنانچہ آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور رو کر فرمایا اے اللہ مین تیری عفو چاہتا ہون اور تیری طرف رجوع لاتا ہون۔ تمام جماعت پر اسکا اثر ہوا۔ اور خلیفۂ وقت کیساتھ رو دیے۔ اور دھیمے ہو گئے۔

اس درمیان مین پر فریب اور دغاباز۔ مروان بن الحکم غیر حاضر تھا جب آیا خلیفۂ وقت کے اس فعل پر سخت ملامت کی۔ اور انکو بزدل کہا۔ اور اُن کی اجازت سے اُسنے جماعت کو ایسی باتین سُنائین کہ وہ ایک گونہ برانگیختہ ہوگئی اسپر حضرت علیؓ کو ملال ہوا اور آپ نے زیادہ دست اندازی سے انکار کیا۔ آپؓ کی بی بی نائلہ نے کہ مروان کی باتین سُن رہی تھین حضرت عثمانؓ کو بہت سمجھایا کہ مروان کی باتون سے درگذر کر حضرت علیؓ کی درمیانگی اختیار کیجئے۔ اسپر حضرت علیؓ باغیون کے درمیان مین گئے اور انکو سمجھایا۔ کسی کو کچھ دے کر اور کسی کو اندوے تحریر کے راضی کیا۔ یہان تک کہ سب راضی ہوگئے سوائے اہل مصر کے جنھون نے خلیفۂ وقت کے بھائی عبداللہ کی شکایت کی۔ کہ انھون نے ہم پر بہت ظلم کیا ہے۔ اور ہمارے خون کو افریقہ کی لڑائی مین بیکار ضائع کیا ہے۔ صرف اپنی نام آوری کے واسطے ایسا کیا تھا۔ اور

اُسپر قبضہ رکھا۔ اِس الزام کے رفع کرنے کے واسطے حضرت عثمان رضؓ نے اُن کو معطل کیا۔ اور باغیون کو حاکم نامزد کرنے کا اختیار دیا۔ اُنھون نے محمد بن ابی بکرؓ کو نامزد کیا۔ باغیون نے اپنا خیمہ اُٹھایا۔ اور محمد بن ابی بکرؓ اپنے عہدے پر چلے۔ اور حضرت عثمان رضؓ نے بھی سمجھا کہ بغاوت رفع ہو گئی۔

تین روز کی راہ محمد بن ابی بکر نے اپنے ساتھیون کے ساتھ طے کی۔ کہ ایک غلام حبشی اُنکو ملا۔ اُنھون نے پوچھا کہ تم اِس قدر تیز کہان جاتے ہو۔ اُسنے کہا کہ ہم مروان۔ کے غلام ہین اور خلیفۂ وقت کا خط حاکم مصر کے نام لیئے جاتے ہین محمد بن ابی بکرؓ نے کہا کہ ہم امیر مصر ہین اُسنے کہا کہ ہماری مراد امیر۔ عبداللہ سے ہے۔ اُس سے خط طلب کیا گیا۔ اُسنے چھپایا۔ آخرش اُسکی تلاشی لی گئی۔ اور وہ خط پیالہ مین ملا اُس مین لکھا تھا کہ محمد بن ابی بکرؓ کو حکومت نہ دینا اور اُن کو سازش کر کے مروا ڈالنا یا قید کر لینا۔ اور اُن کی سند ضائع کر دینا۔ اور یہ خط خلیفۂ وقت کی طرف سے لکھا ہوا تھا۔

محمد بن ابی بکرؓ غضبناک مدینہ کو واپس آئے اور اُس پر فریب خط کو حضرت علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ کو دکھلایا۔ اور وہ خلیفۂ خلیفۂ وقت کے پاس آئے آپ نے اُس خط کے علم سے انکار کیا۔ تب اُنھون نے کہا کہ مروان کا یہ فریب ہوگا اُسکو طلب کیجیئے۔ اسپر آپؓ نے فرمایا کہ یہ مروان۔ کا فعل ہرگز نہین۔ ہمارے کسی دشمن نے یہ جعل کیا ہے۔ تمام مدینہ مین ہنگامہ ہوا۔ اور سبھون نے کہا کہ اگر یہ بدعہدی خلیفۂ وقت کی جانب سے ہے اُنکو خلافت سے کنارہ کشی چاہیئے۔ اور اگر مروان کیجانب سے ہے تو اُسکی سزا ہونی چاہیئے لیکن اُسکا کچھ نہ ہوا۔

باغی۔ محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھ پھر آئے تھے اور خلیفۂ وقت کا گھر محاصرہ کیا گیا۔ اور دو شرطین پیش کی گئین خواہ خلع خلافت کیجیئے۔ یا مروان کو دے دیجیئے آپ رضؓ نے دونون سے انکار کیا۔ آپ نے اپنے کو خانہ نشین کیا۔

آپ پر پانی بند کیا۔ اگر آپ برآمدہ مین آتے تو آپ پر پتھر پھینکے جاتے حضرت علیؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ نے باغیون کو نرم کرنا چاہا۔ لیکن اُنھون نے نہ سُنا۔ سعدؓ بن العاص نے خلیفۂ وقت کو مشورہ دیا کہ آپ حج کے لیے مکہ جایئے۔ کہ احرام کی تقدیس کے باعث باغی قریب نہ آوینگے۔ آپ نے فرمایا کہ جب وہ میری زندگی کے خواہان ہین تو احرام کا اعزاز نہ کرین گے۔

حضرت علیؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ نے اس خطرناک حالت کو دیکھکر اپنے اپنے بیٹون امام حسنؓ اور عبد اللہ ابن زبیرؓ اور محمد بن طلحہؓ کو گھر کی حفاظت کے واسطے بھیجا وہ دروازے پر رہے اور باغیون کو ہٹاتے تھے۔ لیکن اُن کے غصے کی انتہا نہ تھی اُنھون نے مکان پر سنگ باری کی یہان تک کہ حضرت امام حسنؓ زخمی ہوئے اور باغی گھس آئے محمد بن ابی بکرؓ اور عمارؓ یاسرؓ سب کے آگے تھے۔ اُنھون نے دیکھا کہ آپ مسند پر بیٹھے تھے۔ اور آپؓ کی داڑھی آپ کے سینۂ مبارک پر لٹک رہی تھی اور قرآن کھلا ہوا آپؓ کے سامنے تھا۔ اور آپ کی بی بی نائلہ آپ کے پاس تھین۔

باغیون مین سے ایک نے آپ کے سر مبارک مین مارا اور دوسرے نے کئی تلوارین بدن پر مارین۔ بعض کا بیان ہی کہ محمد بن ابی بکرؓ نے بعد وفات کے آپؓ کے بدن پر نیزہ مارا۔ یہ بالکل غلط ہی صرف اس قدر صحیح ہی کہ ریش مبارک پکڑی تھی اور بے ادبی کیا چاہتے تھے کہ حضرت ابی بکرؓ کی صورت مثالی دیکھی کہ منع کرتے ہین اور پسپا ہوئے۔ آپ کی بی بی نائلہ آپ کی حفاظت مین زخمی ہوئین اور اُن کی جان صرف نمک حلالی سے ایک غلام نے بچی۔

جیسے ہی حضرت عائشہؓ نے یہ سُنا آپؓ نے انتقام کی صدا بلند کی اور اس امر مین خاندان بنی اُمیّہ کا ساتھ آپ نے دیا۔

حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے امام حسنؓ کو اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے بیٹونکو ملامت

نے کر خلیفۂ وقت کی حفاظت مین اپنی جان کیون نہ فدا کی - اسپر حضرت طلحہؓ نے کہا کہ اے ابوالحسن اگر حضرت عثمانؓ مروان کو حوالہ کردیتے تو یہ نوبت نہ آتی -
اس مین شک نہین کہ خط لکھا ہوا مروان کا بلا علم حضرت عثمانؓ کے تھا اور ایسا کہا جاتا ہے کہ اُس نے یہ سمجھکر لکھا تھا کہ اُس سے وہ نتیجہ پیدا ہوگا جو ہوا مروان اس عداوت مین آخر مین باغیون کے ساتھ ہوگیا -
حضرت عثمانؓ کی لاش تین روز تک کھلی پڑی رہی - تیسرے روز اُنھین کپڑون مین مثل شہدا کے دفن کیے گئے - آپ رضؓ اپنی عمر کے بیاسی برس مین شہید ہوے اور یہ واقعہ ۳۵؁ ہجری مین مطابق ۶۵۵؁ع کے ہوا - بلا لحاظ اُس خرچ زر کثیر کے کہ آپ نے اپنے قرابت مندون کے ساتھ کیا - بہت مال آپ کے گھر مین ملا -
حضرت عثمانؓ نے ۲۷؁ ہجری مین کچھ لوگون کو اپنے خرچ سے جہاز کے ذریعہ سے ہندوستان کی طرف بہ سرداری مغیرہ ابن شعبہ روانہ کیا - اور وہ ملبار مین پہونچے یہ جگہ صوبۂ دکن کے پورب طرف ہے - یہان کے شہرون مین سے ایک شہر کالیکٹ ہے جہان اُس زمانہ مین راجہ تھا جسکو زمورن کہتے تھے - اُس نے مسلمانون سے حضرت صلعم کے واقعات سنے اور شق قمر کا بھی حال سُنا - اسپر اُن سے وقت اور تاریخ دریافت کی - کیونکہ اس واقعہ کو خود اُسنے اور اہل شہر نے دیکھا تھا - اور ٹھیک پایا - اہل شہر اور خود زمورن مسلمان ہوگیا - آپؓ کے نکاح مین آٹھ بیبیان درآئین - رقیہؓ - وام کلثومؓ بنتان رسول اللہ صلعم - اُن سے کوئی اولاد نرہی نا جیہؓ بنت مروان ام عمرؓ بنت جندب و فاطمہؓ بنت ولید وام البنینؓ - بنت عقبہ و رملہ بنت سعید و نائلہ بنت عبد العزیٰ - آپکے گیارہ بیٹے تھے عمرؓ و عبد اللہؓ اکبر و عبد اللہ اصغر و ابانؓ و خالد و سعیدؓ و عتبہؓ و ولیدؓ و شعبہؓ و مغیرہ و عبد الملکؓ - اور چھ لڑکیان تھین - اور عمال آپکے عبد اللہ حضرمی مکہ مین اور قاسم بن ربیعہ طائف مین اور یعلی ابن اُمیہ یمن

ہین۔ اور عبداللہ امیر بصرہ مین اور ابوموسیٰ اشعری۔ کوفہ مین۔ اور امیر معاویہ بن ابی سفیان دمشق مین اور عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید حمص مین اور علقمہ بن الحکم فلسطین مین اور اشعث بن قیس آذربائجان مین اور صائب بن اقرع۔ اصفہان مین اور بشیر بن امیہ ہمدان مین اور سعید بن قیس رے مین اور احنف خراسان مین اور مدینہ کے قاضی زید بن ثابت اور مکہ کے قاضی حضرت ابوہریرہؓ تھے اور شام کے قاضی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ تھے۔ اور مروان کاتب تھا۔

چھٹوان باب

فصل پہلی

جو وقت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جانشین نامزد ہونے مین پیش آئی تھی۔ وہی پھر پیش ہوئی۔ سب سے زیادہ سزاوار خلافت کے حضرت علیؓ تھے۔ آپؓ اہل قریش کی عمدہ شاخ سے تھے۔ اور آپؓ مین تینون صفتین جنکی قدر اہل عرب کرتے ہین۔ موجود تھین۔ سخاوت۔ فصاحت۔ اور شجاعت۔

آپؓ اپنی دلیری کے باعث سے اسداللہ کہلاتے تھے۔ یہ لقب حضرت صلعم نے دیا تھا۔ آپکی فصاحت آپؓ کے آثار اور اشعار سے کہ عربون مین ضرب المثل ہین ظاہر ہے اور آپ کی سخاوت ہر جمعہ کو ظاہر ہوتی تھی۔ آپؓ مین ہر طرح کی بزرگی موجود تھی۔ آپکا نفرت کرنا جھوٹ اور جھوٹی باتون سے۔ اور خودغرضی کی باتون سے ہمیشہ دور رہنا آپؓ کی خلافت کے بارے مین اہل کوفہ اہل مصر اور اکثر اہل عرب کہ خاندان نبی کے خواستگار تھے۔ متفق ہوئے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اختلاف تھا۔

دوسرے شخص سزاوار خلافت حضرت زبیر بن العوام سمجھے جاتے تھے۔

یہ وہی شخص جنہوں نے شمالی افریقہ مین کامیابی حاصل کی تھی۔اور اپنا نام ظاہر نہین کیا اور نہ عورت قبول کی نہ روپیہ لیا۔آپ کی خلافت کے واسطے اہل بصرہ نے استدعا کی۔

تیسرے شخص خلافت کے لائق حضرت طلحہ رضؓ تھے کہ حضرت عثمان رضؓ کے مچلنے مین شریک تھے اور عشرہ ذبشرہ سے تھے اور حضرت عائشہ رضؓ انکی جانبدار تھین۔

چوتھے امیدوار امیر معاویہ تھے کہ ملک شام کے حاکم تھے۔اور بسبب اپنی بحری اور بری کامیابی کے وہان ہر دلعزیز تھے۔علاوہ اسکے انکے پاس بڑی دولت بھی تھی اور قوی قوم بنی امیہ کے سردار تھے۔لیکن بسبب فاصلہ پر ہونے کے ان کے جانب داردن نے ہنگامہ کرنا شروع کیا کہ جانشینی مین توقف ہو۔یہان تک کہ وہ ملک شام سے آجاوین۔آدمیون نے نا اتفاقی کے خیال سے خلیفہ کے نامزد کرنے کی جلدی کی۔وہ لوگ کہ حضرت عثمان رضؓ کی شکایت لیکر آئے تھے بے صبر ہوئے۔بابلستان۔الجزیرہ تمام حصۂ فارس۔مصر۔اور تینوں حصون عرب کے رہنے والے جمع تھے۔اور حضرت علی رضؓ۔طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ کو ڈرایا کہ اگر ۲۴ گھنٹے کے اندر کوئی خلیفہ نامزد نہوا تو ہم آپ لوگون کو ہلاک کرینگے۔

اس خلفشار مین چند معزز مسلمان حضرت علی رضؓ کے پاس گئے اور خلافت قبول کرنے کے واسطے عرض کیا۔آپ راضی ہوئے۔لیکن آپنے اسوقت ہاتھ پکڑکر بیعت لینے سے انکار کیا۔اور فرمایا کہ یہ فعل مسجد مین جلسہ عام مین ہونا چاہیئے۔کہ کسی کو اعتراض کی جگہ نہ رہے۔آپ رضؓ نے فرمایا کہ اگر ہمکو خلیفہ مقرر کیا چاہتے ہو تو ہم اپنے اجتہاد کے موافق کام کرینگے۔اور انصاف سے کرین گے۔اگر تم کسی اور کو خلیفہ نامزد کرتے ہو ہم اُس کی اطاعت کرنے کو حاضر ہین۔سبھون نے منظور کیا۔اور اسلام کے واسطے خلافت قبول کرنے کے لیے پھر عرض کی۔دوسری صبح کو بہت لوگ مسجد

نبوی مین جمع ہوئے۔ اور حضرت علیؓ دروازے پر آئے اور آپ عرب کے سادہ لباس مین تھے۔ اور ایک موٹا عمامہ باندھے تھے۔ اور کمان کو بجاے چھڑی کے لیے تھے۔ مسجد کی عظمت کے باعث سے آپؓ نے جوتا اُتار دیا۔ اور اپنے بائین ہاتھ مین لیے آئے۔

آپ نے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کو نہین دیکھکر اُن کو بلا بھیجا۔ وہ لوگ آئے اور اُنھون نے اپنا ہاتھ بیعت کے واسطے بڑھایا۔ حضرت علیؓ کو تامل تھا۔ اور آپؓ نے فرمایا کہ اگر آپ لوگون کو میری تقرری منظور نہو تو مین آپؓ لوگون مین سے ایک کو ہاتھ دینے کو راضی ہون۔ لیکن اُن لوگون نے اپنی پوری تشفی ظاہر کی اور ہاتھ بڑھایا۔ حضرت طلحہؓ کا داہنا ہاتھ جنگ اُحد مین زخمی ہو گیا تھا جس کے باعث لولا ہو گیا۔ اُنھون نے اُسکو مشکل سے آگے بڑھایا۔ اس سبب سے اہل عرب نے بدفالی لی۔ کہ چونکہ لولے ہاتھ سے بیعت شروع ہوئی۔ خلافت بھی لولی ہو گی۔ جیسا کہ پیش آیا۔ امیر معاویہ جو تھے اُمیدوار اپنی شام کی حکومت مین اُسوقت غیرحاضر تھے۔ اِس لئے کل خاندان بنی اُمیہ اس جلسہ مین شریک نہ ہوئے اس سبب سے آیندہ کے مشکلات اور بھی زیادہ بڑھے۔

بعد استقرار خلافت کے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے حضرت عثمانؓ کے قاتلون کی تحقیقات اور تدارک کے لیے راے دی۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ یہ وقت اسکی تحقیقات کا نہین ہی۔ اگر آپؓ کی راے مین اُنکا کوئی قاتل ٹھہرے تو ہم اُسکا تدارک کرنے کے لئے حاضر ہین۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کی اب استدعا ہوئی کہ ہم کو امارت دیجائے۔ طلحہؓ نے کوفہ کی امارت اور زبیرؓ نے بصرہ کی چاہی۔ حضرت علیؓ نے اس سے بھی انکار کیا۔ اور فرمایا کہ آپ لوگون کا ہمارے پاس رہنا زیادہ ضروری ہے۔

کچھ عرصہ بعد اُن لوگون نے مکہ جانے کی اجازت حج کے لئے چاہی۔ اور روانہ ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے سے جاچکی تھین۔
حضرت علی رضؓ نے دیکھا کہ آپکے مسبوق کی خلافت مین بہت سی برائیان ہوگئی تھین اور اکثر صوبجات ایسے امیرون کے تصرف مین تھے جنکا اعتبار نہ تھا۔ اس لئے آپ نے یکبار گی انقلاب چاہا۔ کہ جتنے امیر حضرت عثمان رضؓ کے مقرر کیے ہوئے ہین۔ کنارہ کیے جاوین۔ آپ رضؓ کی اس رائے کو اکثر مشیرون نے ناپسند کیا۔ اُن لوگون نے کہا کہ ابھی آپکے اختیارات مستقر نہین ہوئے ہین۔ اور آپ رضؓ کے اس فعل سے وہ لوگ بھی آپکے مخالف ہوجاوینگے کہ اطاعت کرنے کو آمادہ ہین۔ حضرت علی رضؓ نے اس بات کو نہ مانا آپ نے فرمایا کہ بغاوت مثل آگ کے ہی ابتدا مین جلد فرو ہوجاتی ہے۔ لیکن زیادہ عرصہ تک رہنے سے وہ زیادہ قوت کے ساتھ جلاتی ہے۔ لوگون نے یہ بھی مشورہ دیا کہ آپ اپنے بڑے فریق امیر معاویہ کو ضرور اُن کی شام کی حکومت مین رہنے دیجئے چونکہ اُنکے پاس بڑی دولت اور اختیار ہے اور ایک قوی لشکر اُن کے ساتھ ہے تمام شام کو کبھی طرف سے باغی کردینگے۔ ایسی حالت مین کہ حضرت طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ بھی آپ سے افسردہ ہین۔ اُنکے ساتھ ہوجائین گے۔ امیر معاویہ نے فی الحال اپنا اختیار اہل شام کے دلون پر دکھلایا۔ جبکہ خون آلودہ کپڑا حضرت عثمان رضؓ کا وہان لایا گیا۔ اُنھون نے منبر پر چڑھکر مسجد مین دکھلایا۔ مسجد غم کی آواز اور انتقام کی صدا سے گونج گئی کیونکہ اہل شام مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سخاوت کے باعث نہایت ہردلعزیز تھے۔ اکثر دمشق کے شریف باشندون نے قسم کھائی کہ اپنی بی بی سے الگ رہینگے اور تکیہ سر تلے نہ رکھین گے جبتک حضرت عثمان رضؓ کے خون کا بدلہ نہ لینگے آخرش حضرت عثمان رضؓ کا کپڑا بجائے نشان کے بلند کیا گیا اور شام کے لشکر مین انتقام کا شور اٹھا۔

حضرت علیؓ کے مشیرون نے ان سب باتون کو پیش کیا۔ اور کہا کہ امیر معاویہ کو امیر شام رہنے دیجئے۔ یہان تک کہ آپ کی خلافت کو مان لین۔ اور تب وہ اپنے عہدے سے معزول کیے جاوین۔ اور ہم حلف کرتے ہین کہ ہاتھ اور پاؤن اُنکا باندھکر آپؓ کے سامنے لاوین گے۔

آپؓ نے اِن مشورون سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ ہم فریب نہین چاہتے۔ ہم امیر معاویہ کو صرف تلوار سے سیدھا کرینگے۔ آپؓ نے انتظام شروع کیا۔ اور نئے نئے امیر نامزد کیے۔ کہ آپؓ کی محبت مین سرگرم تھے۔

عبداللہؓ ابن عباسؓ حجاز کے حاکم مقرر ہوئے۔ اور عمارؓ ابن سہیلؓ کوفہ کے اور عثمانؓ ابن حنیف بصرہ کے۔ اور سہیلؓ ابن حنیف شام کے۔ اور سعدؓ ابن قیس مصر کے۔ یہ لوگ فوراً ہی اپنی حکومت کی طرف روانہ ہوئے لیکن جو نتیجہ پیش آیا اُس سے ثابت ہوا کہ آپ کے مزاج مین جلدی تھی۔

جعلی۔ حاکم حجاز نے اپنا علاقہ جلدی سے حضرت عبداللہ ابن عباس کے حوالہ کیا۔ لیکن کل خزانہ لیکر مکہ کو آیا۔ اور حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو برانگیختہ کیا۔ اور بغاوت کی تیاریان ہونے لگین۔

عثمانؓ بن حنیف جب بصرہ مین آئے۔ سب کو ناراض اور باغی پایا۔ اِس لئے اپنی حفاظت اسی مین سمجھی کہ خلیفۂ وقت کے پاس واپس آوین۔

جب عمارؓ بن سہیلؓ کوفہ کی سرحد پر پہونچے۔ اُنھون نے لوگون کو ابوموسیٰ اشعری کی محبت مین کہ وہان کے حاکم تھے۔ سرگرم پایا۔ اُن کو آمادہ دیکھا کہ جس طرح ہو دغا سے فریب۔ یا جبر سے اُن کی مدد کوین۔ عمارؓ نے جبر دینا ناپسند کیا۔ کیونکہ اہل کوفہ کی بیوفائی کا حال جانتے تھے۔ اِس لئے اُنھون نے گھوڑا پھیرا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس واپس آئے۔

سعدؓ بن قیس جب مصر پہونچے۔ انھون نے لوگون کو قتل عثمان رضؓ کا شاکی پایا۔ اور حضرت علیؓ کی خلافت سے اسوقت تک تو قتل کا انتقام نہ لیا جائے انکاری تھا اس لیے وہ بھی۔ مدینہ۔ کو واپس آئے۔

سہیلؓ ابن حنیف بھی شام سے ایسے ہی ناکام رہے جب وہ تبوک مین پہونچے انھون نے کچھ سوارون کو دیکھا انھون نے پوچھا کہ تمھارا نام اور کام کیا ہے۔ انھون نے کہا میرا نام سہیلؓ ابن حنیف ہے اور مین امیرالمؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کی جانب سے اس صوبہ کا حاکم ہو کر آیا ہون انھون نے کہا کہ اس صوبہ مین ایک لائق افسر موجود ہین دوسرے کی حاجت نہین یہ کہکر انھون نے تلوار نکالی اسلیئے یہ بھی واپس گئے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے پانچ امیرون مین سے صرف ابن عباسؓ کامیاب ہوئے۔ اور باقی ناکام واپس آئے۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو ملک شام کی ناراضی کی خبر معلوم ہوئی آپؓ نے ایک خط امیر معاویہ کے نام لکھا جسکا مطلب یہ تھا کہ انکو خلیفۂ وقت کی اطاعت کرنا چاہیئے۔ اور اس خط کو ایک خاص ایلچی کی معرفت روانہ کیا آپؓ کا قاصد کئی روز تک ٹھہرایا گیا۔ اور اُسکے بعد واپس کیا گیا۔ اور اُسکے ساتھ ایک اپنا ایلچی بھیجا اور اُسکو ایک خط دیا جس پر لکھا تھا منجانب معاویہ بن ابی سفیان بنام علیؓ اور اُسپر مہر کیا ہوا تھا۔ دونون قاصد شام کے وقت مدینہ مین پہونچے۔ اور اُس خط کو ایک چھڑی مین آویزان کیے مجمع سے آدمیون کے گذرے۔ اس نظر سے کہ سب اُسکو دیکھین۔ تمام آدمی حضرت علیؓ کے پاس خط کا مضمون سُننے کو حاضر آئے جب خط کھولا گیا بالکل سادہ کاغذ تھا اُسپر کچھ لکھا نہ تھا جس سے اشارہ آپ کی حقارت کی طرف تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے قاصد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف

سادہ کاغذ ہی نہیں بھیجا گیا ہے بلکہ ساٹھ ہزار آدمیوں کا لشکر شام میں موجود ہے۔ اور یہ کہ خون آلودہ کپڑا حضرت عثمانؓ کا بجائے علم کے قائم کیا گیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا اللہ اور رسول اُسکو خوب جانتا ہے کہ ہم حضرت عثمانؓ کے قاتل نہیں ہیں لیکن آپ نے اس بغاوت کے فرو کرنے کے واسطے تیاریاں شروع کیں۔ سب صوبوں میں قاصد بھیجے اور مسلمانوں کی مدد طلب کی۔

اب حجاز میں مسلمانوں کے دو گروہ ہو گئے کچھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جانبدار ہوئے۔ اور کچھ لوگ حضرت عائشہؓ کے طرفدار ہوئے جن کے ساتھ طلحہؓ اور زبیرؓ تھے اور مکہ اُنکا صدر رہا۔ اور وہاں کے بنی اُمیہ کل ساتھ ہو لیے۔ اور حضرت عثمانؓ کا خون آلودہ کپڑا انتقام کے واسطے بلند کیا گیا۔ اور امیر معزول یعلی۔ کا خزانہ جنگ کے ہتھیار اور سامان میں کام آیا۔ کل باغیوں کا مشورہ ہوا کہ شام کے باغیوں سے جا ملیں۔ لیکن پھر کہا گیا کہ شام میں خود امیر معاویہ بغاوت کیواسطے کافی ہیں۔ پھر یہ کہا گیا کہ خاص مدینہ پر کہ دارالسلطنت ہے حملہ آور ہوں لیکن پھر یہ خیال کیا گیا کہ اہل مدینہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ساتھ دینگے لیکن بصرہ میں بہت اپنی موافقت کے ہیں وہیں چلنا چاہیئے۔ اور اس مضمون کا اشتہار مکہ میں منادی کیا گیا۔ کہ حضرت عائشہؓ ام المومنین مع طلحہؓ اور زبیرؓ کے بصرہ کو جاتے ہیں جن کو انتقام عثمانؓ کی خواہش ہو وہ آپ کا ساتھ دیں۔

باغی لوگ حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو لیکر مکہ کے ایک دروازہ سے روانہ ہوئے۔ اور حضرت عائشہؓ ایک اونٹ پر جسکا العسکر نام تھا محمل میں سوار تھیں طلحہؓ اور زبیرؓ دونوں جانب تھے۔ اور چھ سو مشاہیر لوگوں سے اونٹ پر سوار تھے اور چھ ہزار پیادہ تھے۔

جب یہ لوگ ایک موضع کے قریب پہونچے۔ اُس موضع کے بہت کتے فراہم ہو کر

حضرت عائشہؓ کے اُونٹ پر بھونکے پاس سے کسی قدر آپکو تردد ہوا - اور موضع کا نام
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اُسکو حوّاب کہتے ہین یہ سُنکر آپ بہت گھبرائین - اور فرمایا
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری ایک بی بی پر حوّاب کے کُتے بھونکینگے
جبکہ وہ بر سر ناحق ہوگی - اسلئے اب آگے نہ جاؤن گی - اسپر باغیون نے تشفی کی اور چند
آدمیون کو فراہم کرکے کہلایا کہ یہ موضع حوّاب نہین ہے دوسرا موضع ہے - اور چند سوار
بھی دور سے دکھلائے گئے - اور کہا گیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مع لشکر آپہونچے اس
سبب سے حضرت عائشہؓ کو باغی بجبر بصرہ تک لے گئے اور طلحہؓ وزبیرؓ اُنکی متابعت
مین تھے - جب بصرہ پہونچے تو اُسکا دروازہ بند دیکھا - عثمانؓ ابن حنیف کہ حضرت
علیؓ کرم اللہ وجہہ کی طرف سے امیر مقرر ہوئے تھے - اور اُن کو اہل کوفہ نے قبول
نہین کیا تھا - اب یہان کے امیر تھے اور باشندون نے برضامندی خود چاہا تھا - باغیون نے
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے امیر بصرہ کے پاس پیغام بھیجا کہ شہر کا
دروازہ کھولدے اور باغیون کے ساتھ ہو - لیکن امیر نے انکار کیا اور اپنے
سالار لشکر عمارؓ کو مقابلہ کا حکم دیا عمارؓ نے اہل شہر مین منادی کردی کہ سب
لوگ مسجد مین جمع ہون اور جب فراہم ہوئے - اُن سے حالت کہی - اور ہتھیار
اُٹھانے کا حکم دیا - لیکن وہان بھی دو فریق ہو گئے - کچھ لوگون نے حضرت علیؓ
کرم اللہ وجہہ کی اطاعت چاہی - اور کچھ لوگون نے باغیون کا ساتھ دینا چاہا - اسپر
آپس مین نزاع ہونے لگی - اور ایک فریق نے دوسرے کے مُنہ پر خاک ڈالی -
اس درمیان مین باغی لوگ حضرت عائشہؓ کو زیر دیوار لے آئے - اور اہل شہر
سے اکثر لوگ آپؓ کی زیارت کو گئے - وہان بھی دو فریق ہوگئے ایک دوسرے کی
ملامت کرنے لگے - اور نزاع کی یہان تک کہ ایک نے دوسرے پر خاک ڈالی
آخر شمشیر تلوار کھینچ گئی - اور لڑائی ہونے لگی - یہان تک کہ نماز کا وقت

آگیا۔ اور لوگ لڑائی سے الگ ہوئے۔ باغی لوگ شہر کے باہر کئی روز پڑے رہے اور خفیف لڑائی اور صلح کے پیغام ہوتے رہے۔ یہان تک کہ چند روز کے واسطے صلح ہوئی کہ ایلچی مدینہ مین جاکر دریافت کرے کہ حضرت علیؓ کی خلافت کو طلحہؓ و زبیرؓ نے برضا و رغبت قبول کیا یا بجبر۔

اسی درمیان مین باغیون کو ایک موقع ملا۔ ایک اندھیری رات مین سخت طوفان آیا۔ اسی طوفان مین یہ لوگ شہر کا دروازہ کھلا پاکر اُس مین داخل ہوگئے اور امیر شہر کو گرفتار کر لیا۔ اور چالیس محافظین کو مار ڈالا۔ اور امیر عثمان کی سزا اور بھی کی یعنے ان کی داڑھی نکے اور بھون کے بال ایک ایک کر کے چُن ڈالے۔

باغی لوگ حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو لیکر بصرہ مین داخل ہوئے۔ اور اہل شہر پر رحم کیا۔ اور اُن کی تالیف کرنے لگے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مخالفت مین کوشش کی۔ اور آپ کو غاصب کہا۔

فصل دوسری

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اہل مکہ کی بغاوت کا حال اور بصرہ پر لشکر کشی کی خبر سُنی آپ نے جلسہ عام مسجد نبوی مین مدینہ کی کیا۔ اور لوگون سے کہا کہ تیار ہون۔ اور ہمارا ساتھ باغیون کے تعاقب مین دین ہرچند آپؓ بڑے فصیح اور ہر دلعزیز مدینہ مین تھے لیکن جماعت مین سرد مہری پائی گئی بعضون نے خانہ جنگی کا خوف کیا۔ اور بعض ڈرے کہ جن پر فوجکشی کیجاتی ہے وہ حضرت عائشہ محبوبۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام المومنین ہین لو۔ بعضون نے یہ اندیشہ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی کہین خون۔ عثمان بغیض نہ لیتے جاوین آخر ش ایک مرد مسلمان جسکا نام زیاد بن حنظلہؓ تھا اُٹھے اور سرگرمی سے حضرت کی طرف بڑھے اور کہا جسکا جی چاہے وہ پیچھے رہے ہم آگے بڑھتے ہین۔

اُسوقت وہ انصار کہ نہایت معزز تھے بڑی فصاحت سے بولے کہ امام عثمان رضی کے قاتل امام علی۔ کرم اللہ وجہہ نہین ہین زیاد کی تمثیل اور انصار کی تقریر سے اہل عرب مین جوش پیدا ہوا۔ ابو قتادہ ایک معزز انصار نے تلوار نکالی اور کہا کہ اللہ کے رسول نے ہمین یہ تلوار دی تھی بہت عرصہ سے یہ میان مین تھی۔ اب ہم اسکو منافقین کی زیادتی مین کام مین لاتے ہین۔

ایک عورت نے کہا اے امیر المومنین رض اگر عورت کے جانے کی آئین اسلام مین اجازت ہوتی تو ہم خود آپکے ساتھ جاتے۔ لیکن میرا چچیرا بھائی کہ میری جان سے عزیز زیادہ ہے آپ رض کے ساتھ جاویگا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نو سو آدمی جلدی سے فراہم کیے اور مدینہ سے روانہ ہوگئے اور آپ رض چاہتے تھے کہ قبل اسکے کہ باغی لوگ بصرہ پہونچین اُنکو پالیوین۔ لیکن جب راہ مین یہ خبر معلوم ہوئی کہ باغی بصرہ پر قابض ہوگئے آپ رض نے ایک جگہ جسکا نام اعراب دہ تھا۔ قیام کیا۔ اور اسکے منتظر رہے کہ کچھ امدادی لشکر آجائے تو روانہ ہون۔ اور آپ رض نے خطوط بنام ابو موسیٰ اشعری رض حاکم کوفہ اور دوسرے سردارون کے لکھے کہ مدد جلد بھیجین آپ رض کے ساتھ آپ رض کے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن علیہ السلام بھی آملے۔ اور آپ رض سے فرمایا کہ ہم نے آپ سے جب حضرت عثمان رض کا محاصرہ ہوا تھا کہا تھا کہ آپ رض شہر کے باہر جائیے کیونکہ اُن کے قاتلون مین آپ رض بھی نہ لپیٹے جاوین ہم نے آپ سے کہا تھا کہ خلافت نہ قبول کیجیے جب تک تمام قومون کے آدمی نہ فراہم ہون۔ اور اب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اُنکے آدمیون نے میدان جنگ اختیار کیا ہمنے کہا تھا کہ آپ رض مکان پر رہیے یہان تک کہ وہ نرم ہو جائین آپ رض نے میری بات نہ سُنی۔ اور اُسکا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اب آپ قتل کیے جاوینگے اور کوئی آدمی آپ پر تاسف نہ کریگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا۔ اگر مین شہر کے باہر حضرت عثمان رضؓ کے قتل کے وقت چلاجاتا تب بھی لوگ ہمکو گھیرتے۔ اگر مین وقت خلافت کے سب قومون کا انتظار کرتا تو انصار جو میرے طرفدار تھے ناراض ہوجاتے۔ اگر مین بعد دشمن کے آجانے کے میدان جنگ مین گھر مین مثل جانورون کے چھپا رہتا۔ تو مثل جانورون کے اپنے گھر مین دشمنون کا شکار ہوتا۔ اگر مین اپنے کام کو نہ دیکھون تو کون میری حفاظت کرے گا۔ انھین وجہون سے جو مین نے کیا کیا۔ اب اے میرے بیٹے تم خاموش رہو۔

حضرت علی۔ کرم اللہ وجہہ کو ابو موسیٰ اشعری رضؓ کے امدادی لشکر کی بڑی اُمید تھی لیکن وہ ضعیف دل تھے۔ اور حضرت علی سے بسبب اسکے کہ انکی جگہ پر عثمان ابن حنیف کو امیر مقرر کیا تھا کبیدہ تھے۔ اسلیے آپکے خطوط کو سرد مہری سے دیکھا اور جواب مین حیلہ وحوالہ لکھدیا۔ اس جواب سے حضرت علی۔ کرم اللہ وجہہ کو غصہ آیا۔ اور عثمان ابن حنیف کے آنے سے جنکی داڑھی جن لی گئی تھی اور بصرہ سے نکالدیے گئے تھے اور بھی زیادہ رنج ہوا۔ انھون نے کہا کہ اے امیر المومنین جب آپ نے مجھے بصرہ روانہ کیا تھا میرے داڑھی تھی۔ افسوس ہی کہ ایک بال میرے چہرہ پر نہین رہا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انکی تشفی کی کہ یہ نشانی تمھاری کارگزاری کی ہے۔ اور تب آپ نے اپنا حال کہا کہ میرے سابقین خلفا نے بلامزاحمت خلافت کی لیکن میری خلافت مین جنھون نے ہمین پہلے چنا اور نامزد کیا وہی ہم سے پہلے باغی ہو گئے طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ نے حضرت ابو بکر رضؓ اور عمر رضؓ اور عثمان رضؓ کی اطاعت کی۔ ہم سے کیون باغی ہوئے۔ قسم اللہ کی ہم ثابت کردین گے۔ کہ ہم اپنے سابقین سے کسی طرح کم نہین ہین۔

اب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابو موسیٰ رضؓ کے پاس اور بھی تاکیدی خطوط لکھے۔ اور اپنے بیٹے امام حسن رضؓ اور عمار رضؓ یاسر کی معرفت روانہ کیا عمار رضؓ یاسر حضرت علی رضؓ

کرم اللہ وجہہ کے سوارون کے سردار تھے - اور اسوقت انکا سن نوّے برس کا تھا انکے
ساتھ الاشتر رض بھی آئے تھے کہ سابق مین بھی آئے تھے اور ابو موسیٰ رض کے حیلہ حوالہ
سے بہت رنج مین تھے -

حضرت امام حسن رض اور عمار رض کی تعظیم ابو موسیٰ رض نے کی اور اُن کا پیغام حسب معمول
مسجد مین سُنایا گیا - اور الاشتر رض محافظین کے ساتھ کہ ہمراہ آئے تھے باہر رہے -
دونون صاحبون نے خلیفۂ وقت کی مدد کیواسطے تاکید کی ابو موسیٰ رض نے حیلہ حوالہ کا
جواب دیا - اور اس کارروائی مین شک کیا - اور مشورہ دیا کہ لشکر کو مدینہ واپس
جانا چاہیئے - اور کُل اُمورات کی تحقیقات ہونی چاہیئے - اور حق خلافت پھر سے تجویز
کیا جائے - اور اُنھون نے کہا کہ یہ خراب کام ہی جو شخص اس مین شریک ہوتا ہی وہ
قصوروار ہی - کیونکہ حضرت صلعم برائی کے بارے مین فرماتے ہین کہ وہ جو سوتا ہی
بہتر ہی اُس سے جو جاگتا ہی - اور وہ جو لیٹا ہی بہتر ہی بیٹھے سے - اور جو بیٹھا ہی وہ بہتر ہی
کھڑے سے اور وہ جو کھڑا ہی بہتر ہی پھرنے والے سے اور جو پھرتا ہی بہتر ہی سوار سے
اسلیے اپنی تلوار میان کے اندر کرو - اور اپنے تیرون کی سنان نکالدو - اور اپنی
کمان کے تار توڑ ڈالو - اور جس کو ضرر پہونچا ہی اپنے گھر مین رہو یہانتک کہ کل امر
طے اور تصفیہ ہو جائے -

پیرائے انصار عمار رض یاسر نے اُنکو کلمہ شکن جواب دیا کہ تمنے حضرت صلعم کی حدیث کے
معنے اُلٹے بیان کیے - کہ آپ صلعم نے تمھارے ایسے آدمیون کو ملامت کی ہی کہ جنکا بیٹھنا
کھڑے ہونے سے بہتر ہی اور سونا جاگنے سے -

ابو موسیٰ رض نہین جانے کی تائید مین اور بھی کچھ کہتے لیکن اس درمیان مین اُنکی سپاہ
آپہونچی جنھون نے مار کی شکایت کی کہ ہم کو الاشتر رض نے بیرحمی سے مارا ہی - ہرگاہ
ابو موسیٰ رض مسجد مین بحث کر رہے تھے کہ الاشتر رض نے کہ تند سردار تھے اور محافظین کے

ساتھ باہر تھے قلعہ کوفہ کے لشکر کو گرفتار کیا - اور سزا دی اور اُنکو مسجد مین بھیجا کہ بحث ختم کرادین - اس کاروائی سے الاشتر کی ابوموسیٰؓ کی سردمہری پر بڑا مضحکہ ہوا اور ایسا ہوا کہ سب لوگ خلاف ہو گئے - حضرت امام حسنؓ بن علیؓ نے اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیا اور جماعت کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ہمارے باپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون نہین کیا - ہمارے باپ نے اگر قصور کیا یا صدمہ اُٹھایا اُسکی جزا اللہ اُنکو دیگا -
اللہ خوب جانتا ہی طلحہؓ اور زبیرؓ جنھون نے اُنکی خلافت مین سبقت کی - اُنسے پہلے خلاف ہو گئے - میرے باپ نے کیا کیا ہی کہ لوگ اسطرح اُنسے باغی ہین کیا خودغرضی یا نفسانیت اُنھون نے دکھائی - مین اپنے باپ کے پاس واپس جاتا ہون جس کو مدد دینا ہے ساتھ ہو -
آپؓ کی فصاحت کا اثر سب پر بڑا اور اہل کوفہ سے نو ہزار آدمی ساتھ ہو لئے اس درمیان مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اطراف سے بھی مدد پہونچی اور اب آپکا لشکر جس مین آزمودہ کار لوگ تھے - تیس ہزار کی تعداد تک پہونچا جب آپؓ اپنے لشکر کے ساتھ بصرہ کے سامنے پہونچے باغیون نے رضامندی کا پیغام شروع کیا - اور حضرت علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ سے بالمشافہ گفتگو ہونے لگی - اس سے لوگون کو اُمید بندھی کہ صلح ہو جائیگی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بڑی فصاحت سے تقریر کی جسکا اثر مخالفین پر ظاہر ہوا - آپؓ نے زبیرؓ سے کہا تمکو یاد نہین کہ کس طرح تم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ پوچھا تھا کہ کیا تم میرے فرزند علیؓ کو عزیز نہین رکھتے - اور جب تم نے جواب دیا کہ ہان عزیز رکھتا ہون - اسپر حضرت صلعم نے فرمایا کہ بہرکیف ایک دن آویگا کہ تم علیؓ اور کل مسلمانون پر تباہی لاؤ گے - زبیرؓ نے کہا مجھے خوب یاد دلایا اگر مجھے یہ پہلے یاد آتا تو مین کبھی آپؓ کے خلاف نہ ہوتا مگر اپنے خیمہ مین واپس آئے - اور عہد کیا کہ کبھی مخالفت نہ کرینگے چنانچہ

طلحہؓ اور زبیرؓ نے باغیون کو بہت سمجھایا۔ لیکن وہ نہ سمجھے۔ اور لڑائی شروع کردی اور حضرت عائشہؓ کا اونٹ جسپر آپ خود سوار تھین عین جنگ کے میدان مین لایا گیا کہ لڑنے والونکو جرأت ہو۔ اور اسی سبب سے یہ لڑائی جنگ جمل کہلاتی ہو۔ اور جنگ خریبہ بھی اسکو کہتے ہین۔ عین لڑائی مین۔ مروان ابن الحکم نے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر مین تھا ایک تیر۔ طلحہؓ کو مارا جب آپ میدان جنگ سے جدا ہو رہے تھے اور آپؓ کے گھوڑے نے بھی الف لیا۔ اور آپؓ گرے۔ آپ نے اپنا جوتا خون سے بھرا دیکھا آپ نے کہا کہ ہم کو بصرہ لیچلو۔ اور وہان پہونچکر حضرت علیؓ کے جانبدارون سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور آپ کی نیابۃً تجدید بیعت کی۔ اور وفات فرمائی۔ جس وقت حضرت زبیرؓ ہنوز میدان جنگ مین تھے کہ آپ نے عمار یاسرؓ کو دیکھا اور آپؓ کو حضرت صلعم کی حدیث یاد آئی کہ آپنے فرمایا تھا کہ عمار یاسرؓ سر سے پانون تک ایمان مین ہین اور ہمیشہ حق کی جانب ہونگے۔ اس خیال سے آپؓ نے اور بھی کنارہ کشی کی اور مکہ کی راہ لی جب ایک چشمہ کے قریب پہونچے تو حنیف ابن قیس کو کچھ لشکر کے ساتھ خیمہ زن دیکھا کہ لڑائی کے نتیجہ کا منتظر ہے۔ اُس نے آپ کو دیکھکر کہا کہ کوئی زبیرؓ کی خبر لا سکتا ہو۔ اُسپر ایک شخص جس کا نام عمرو بن یرموز تھا سمجھ گیا۔ اور حضرت زبیرؓ کی طرف چلا۔ آپ نے اُس سے کہا کہ علٰحدہ رہ۔ لیکن کچھ گفتگو کے بعد دونون ساتھ چلے۔ یہانتک کہ نماز کا وقت آیا۔ اور دونون نماز مین مصروف ہوئے جب زبیرؓ سجدہ مین گئے عمرو ابن یرموز نے تلوار نکال کر آپ کا سر کاٹ ڈالا۔ اور اُسکو لیے ہوے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس بڑی مسرت سے آیا کہ انعام پاوینگے۔ آپ زبیرؓ کے سر کو دیکھکر روئے اور تب قاتل کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ اے منافق اُس کی خبر ابن صفیہ کے پاس جہنم مین بیجا۔ اس جواب سے وہ قاتل کہ بجاے ملامت کے انعام کا اُمیدوار تھا۔ ایسا افسردہ

اور پر منقضب ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سخت درشت کہکر اپنی تلوار اپنے سینہ مین ماری اور جہنم واصل ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو برابر باغی لوگ میدان جنگ مین ساتھ لیے رہے طبری کا بیان ہو کہ ستر آدمی جو یکے بعد دیگرے آپکے اونٹ کی مہار تھامے تھے مارے گئے اور یہ کہ محمل تیرون سے چھا گیا یہانتک کہ اونٹ زخمی ہو کر گرا اور حضرت عائشہؓ ممن الخیر لڑائی ختم ہوئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی کامیابی پر حضرت عائشہؓ کی توقیر کی آپس مین کچھ باتین ملامت آمیز ہوئین۔لیکن آخرش صفائی ہو گئی۔اور حضرت عائشہؓ کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے چالیس عورتین اور ساتھ کردین۔اور امام حسنؑ اور امام حسین علیہما السلام کو ایک روز کی راہ تک ساتھ جانے دیا۔اور وہ مدینہ روانہ ہوئین۔اور اس تاریخ سے آپنے امورات سلطنت مین دست اندازی نہ کی۔

حضرت علیؓ نے غنیمت کو اُن سپاہیون کے وارثون پر تقسیم کیا کہ شہید ہوئے۔اور ابن عباس کو بصرہ کا امیر مقرر کیا۔

ان سب کامون کو انجام کر کے آپؓ کوفہ کو اہل کوفہ کے ساتھ جنھون نے آپکی بڑی مدد کی روانہ ہوئے۔اور اپنی خلافت کا دار السلطنت بھی اُسی کو مقرر کیا۔یہ واقعات ۳۵ھ ہجری مین پیش آئے۔

فصل تیسری

جنگ جمل کی کامیابی سے حضرت علیؓ کی خلافت مصر عرب و فارس پر مسلم ہو گئی۔تاہم آپ کے بڑے مخالف امیر معاویہ بن سفیان ہنوز اطاعت مین نہ آئے۔امیر معاویہ بن ابی سفیان کا پورا اختیار زرخیز اور مالدار ملک شام پر تھا۔اُن کے پاس بہت خزانہ اور بڑا لشکر تھا۔اُنھون نے اہل شام کو

تعلیم کی تھی۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت عثمانؓ کے قتل مین شریک کرین اور اسطرح انکو حق خلافت سے دور رکھین اور خلیفۂ وقت نہانین اس لیے اُنھون نے عمروؓ بن العاص سے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حکم سے حکومت مصر سے برطرف ہوسکے تھے موافقت کی۔ وہ اُسوقت ناراض ہوکر بیت المقدس مین سے تھے۔ امیر معاویہ نے اُنسے عہد کیا۔ کہ اگر علی کرم اللہ وجہہ خلافت سے معزول ہوئے۔ اور ہم مقرر ہوئے تو مصر کی حکومت تم کو واپس دینگے۔ اس لیے عمروؓ بن العاص بمعہ لشکر کے ساتھ ان کی مدد کے لیے دمشق پہونچے۔ اور اُنکے ہاتھ پر بیعت لشکر کی جماعت لین کی اور اُن کو خلیفہ قرار دیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کوشش امیر معاویہ بن ابی سفیان کی مخالفت رفع کرنے مین بیکار گئی۔ آپؓ نے جب عمروؓ بن العاص کی موافقت کی خبر سنی۔ نوے ہزار آدمیون سے ملک شام پر فوج کشی کی۔ آپ نے راہ مین ایک جگہ قیام کیا۔ جہان پانی کی قلت ہوئی۔ آپ نے ایک عیسائی پرہیزگار کو بلایا۔ اور اُس سے کہا کہ کنوان بتاؤ اُس نے کہا کہ یہان ایک حوض ہے کہ جس مین تین مشک سے زیادہ پانی نہین اُٹھتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ قدیم زمانہ مین کوئی پیغمبر یا بنی اسرائیل سے یہان رہتا تھا۔ اور اُس نے یہان کنوان کھدوایا تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ ایک کنوان تھا لیکن بہت عرصہ سے وہ مفقود ہے۔ اور اسکا کوئی نشان نہین۔ اور وہ ایک پیشین گوئی کے موافق بولا۔ کہ ایک شخص سے ظاہر ہوگا۔ اور اسپر اُس نے ایک پرچہ نکالا جسکو شمعون بن صفا نے کہ حضرت عیسیٰؑ کے حوارین سے تھا لکھا تھا اور اُس مین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی پیشین گوئی تھی۔ اور یہ کہ وہ وان آپ صلعم کے خلیفہ برحق سے ظاہر ہوگا!

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اِس پیشین گوئی کو سُنا تب ایک جگہ آپ گئے

اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں کھود دو۔ وہاں پر کھودا گیا۔ کچھ عرصہ بعد ایک بڑا پتھر دکھائی دیا۔ اور جب وہ اٹھایا گیا تو کنواں ظاہر ہو گیا جس سے لشکر کے حسب دلخواہ پانی مہیا ہو سکا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے استحقاق خلافت کا ثبوت بھی ہوا۔ وہ پرہیزگار حضرت علی کا معتقد ہو گیا۔ آپ کے پاؤں پر گرا۔ اور آپ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ ۳۷ ہجری کا پہلا روز تھا یعنے ۱۸ جون ۶۵۶ء کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لشکر امیر معاویہ بن ابی سفیان کے لشکر کے مقابل میں صفین کے میدان میں دریائے فرات کے کنارے آیا۔ یعنی ملک شام اور بابلستان کی سرحد پر۔

امیر معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ عمرو بن العاص بھی تھے۔ کہ جنگ کے شریک تھے اور انکے مشورے سے کام ہوتا تھا۔ امیر معاویہ کے ساتھ اسّی ہزار آدمی تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لشکر تعداد میں زیادہ تھا۔ اور اس میں اکثر صحابہ تھے۔ کہ حضرت صلعم کے ساتھ بدر میں لڑے تھے سب سے ممتاز ان میں عمار یاسر تھے۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سواروں کے سردار تھے کہ حضرت صلعم کے ساتھ برابر لڑائیوں میں تھے۔ وہ اسوقت بانوے ۹۲ برس کے تھے۔ تاہم بڑے شجاع اور تیز تھے اور مسلمان سپاہی مثل دیوتاؤں کے انکی بڑی عظمت کرتے تھے۔

دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ لیکن ماہ حرام کے باعث سے لڑائی نہ ہوئی۔ صلح کی گفتگو میں مہینوں گذر گئے۔ کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خواہاں تھے کہ صلح ہو جائے۔ اور ہمسایہ کا خون نہ بہے۔ آپکی کوشش بیکار رہی۔ اور دوسرے مہینے سے مخالفت شروع ہوئی۔ تاہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی تلوار بجبر نکالی۔ آپنے لشکر سے کہا کہ پہلے تم وار نہ کرو۔ اور جو لوگ بھاگیں انکو خبر نہ دو۔ اور عورتوں اور لڑکوں پر تشدد نہ کرو۔ امیر معاویہ اور عمرو بن العاص اس لڑائی کے عنوان سے خوب واقف تھے۔ اسلیے وہ بھی عام حملہ سے ڈرے۔ اور صرف چھوٹی چھوٹی

لڑائیون مین کئی مہینے گذر گئے۔ آخر ش رفتہ رفتہ سخت خونریزی ہوئی اور چار مہینے کے عرصہ مین امیر معاویہ کے پینتالیس۴۵ ہزار آدمی مارے گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر کے نصف سے کچھ زیادہ حضرت اویس رحمہ قرنی بھی اس معرکہ مین شہید ہوئے۔ کہ جنکے واسطے حضرت رسول اللہ صلعم نے ایک خرقہ حضرت عمر رض اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو عنایت کیا تھا کہ اُسکو اویس رح قرنی کو پہونچانا۔ اور فرمایا تھا کہ اگرچہ اُسنے میری دیدار نہین دیکھی لیکن وہ برگزیدہ ہے میری اُمت کے واسطے اُس سے دعا طلب کرنا۔ چنانچہ حضرت عمر رض کے عہد خلافت مین حضرت عمر رض اور حضرت علی رضی اللہ عنہما گئے اور وہ خرقہ حضرت صلعم کا اُنکو پہنایا۔ حضرت اویس رض کو روحی تعلیم حضرت صلعم سے تھی لیکن ظاہری بیعت حضرت عمر رض اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تھی یہ بڑے مقبول خدا ہوئے اور عاشق رسول صلعم تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیجانب کے مقتولین مین پچیس۲۵ صحابہ اہل بدر سے تھے اُنکی موت کا افسوس دشمن کو بھی ہوا۔ اور سب سے زیادہ افسوس عمار رض یاسر کا ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سوارون کے سالار تھے۔ معاویہ اور عمرو عاص نے اُنکو دیکھا معاویہ نے کہا دیکھو کیسی جانین ہماری نزاع مین ضائع ہوتی ہین عمرو عاص نے کہا اے اللہ کاش ہم بیس۲۰ برس اسکے پیشتر مرے ہوتے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے پرانے سالار عمار رض یاسر کا حال دیکھکر بے اختیار ہو گئے۔ اور بارہ ہزار سوارون کے ساتھ سخت حملہ دشمنون پر کیا۔ دشمنون کی صفین ٹوٹ گئین۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دل اس خونریزی سے بھر آیا۔ اور معاویہ کو پکارکر کہا کہ کب تک مسلمانون کا خون ہماری نزاع مین ضائع ہوگا تم خود مقابلہ مین آجاؤ۔ اور ہمارا تمہارا فیصلہ اللہ تعالے کردے گا۔ جو کامیاب ہوگا وہی حاکم رہے گا۔ عمرو بن العاص اس آوازہ سے متعجب ہوئے اور امیر معاویہ سے کہا کہ مقابلہ کو جاؤ لیکن وہ ایسے شخص کے مقابلہ سے ڈرے جنکا لقب اسداللہ تھا۔ اور جن سے خدا کی

لڑائی مین وہ بار ہا مغلوب ہو چکے تھے عمرو بن العاص نے کہا کہ مقابلہ نہ کرنا خفت ہو گی لیکن معاویہ نے ہنسکر ٹالدیا۔ کہ شاید تم خود امیر شام ہونے کی خواہش رکھتے ہو آخرش ایک سخت مایوسی کے ساتھ لڑائی رہی۔ کہ رات کو بھی قائم رہی بہت سے آدمی فریقین کے مارے گئے۔ لیکن اہل شام کے بہت زیادہ مارے گئے۔ اس لڑائی کے بانی الاشتر تھے۔ وہ ابلق گھوڑے پر سوار تھے۔ اور اُنکے ہاتھ مین ذوالفقار تھی۔ اُس کے ہر وار مین ایک آدمی مارا گیا۔ اور اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ اُنکی آواز اللہ اکبر کی چار سو مرتبہ سُنی گئی۔

اہل شام پر بدقسمتی کی صبح نمود ہوئی۔ الاشتر دشمنون کو اپنے خیمہ تک دبا لے گئے اور امیر معاویہ مایوس ہوئے اسپر عمرو بن العاص نے ایک مکر تجویز کیا۔ اور اُس کے موافق سب اہل شام نے اپنے نیزون پر قرآن بلند کیا جس سے معلوم ہوا کہ صلح چاہتے ہین۔ اُنھون نے کہا کہ یہی ہمارا فیصلہ کر دیگا۔ اسپر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر نے تیغ میان مین کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ یہ بھی اُنکا مکر ہے۔ اُنھون نے کہا کیا آپ قرآن کا فیصلہ پسند نہین کرتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سمجھا کہ اس امر کے انکار کرنے سے اہل لشکر ناراض ہو جائینگے آپ نے جبراً واپسی کا حکم دیا۔ لیکن الاشتر بڑے تقاضے سے واپس آئے۔ اور اُنھون نے کہا کہ مین فتح مین ہم فریب بلائے گئے اسلیے قرآن کے موافق ثالث مقرر کیے گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی جانب سے عبداللہ ابن عباس کو ثالث مقرر کیا لیکن فریق ثانی سے عذر ہوا۔ کہ وہ اہل قرابت سے ہین۔ تب آپ نے الاشتر کا نام لیا۔ اسپر بھی عذر ہوا تب ابوموسیٰ نے کہا کہ ہم آپ کی جانب سے ثالث ہوتے ہین آپ نے جبراً قبول کیا۔ اور معاویہ نے اپنی طرف سے عمرو بن العاص کو ثالث نامزد کیا کہ اسوقت تمام عرب مین چالاک سمجھے جاتے تھے۔ اور ابوموسیٰ سادے سیدھے

آدمی تھے - اور کج دریچ سے لوگون کے بے بہرہ تھے - اور یہ بھی کہا گیا کہ دونون صاحب یعنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ اپنے اپنے شہر کوفہ اور دمشق کو واپس جاوین -

کئی مہینے بعد جمعۃ الجودل مین دونون لشکر کے مقابل مین ثالث حاضر ہوئے عمرو بن العاص نے ابوموسیٰؓ کی بڑی تعظیم کی - اور اس طرح اپنا اعتماد اُنکے جی مین کیا جب اُن کو دیکھا کہ میری باتون پر اعتبار کرتے ہین - اُن سے کہا کہ ہم لوگ دونون کو یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ کو خلافت سے برطرف کرین کہ سیکڑون مسلمانون کا ناحق خون کیا - اور ایک شخص ثالث کو خلیفہ مقرر کرین ابوموسیٰؓ اس فقرے مین آگئے - اور دونون آدمی اپنی رائے ظاہر کرنے کے لیے آئے اور عمرو بن عاصؓ نے ابوموسیٰؓ سے تعظیم کے ساتھ کہا کہ آپ بڑے ہین پہلے آپ اپنا فیصلہ سنائیے وہ اس فقرے کو بھی نہ سمجھے اور عمروؓ بن العاص پر اعتماد کر کے منبر پر چڑھکر فیصلہ سنایا کہ مینے دونون کو یعنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ کو خلافت سے برطرف کیا جس طرح اس انگوٹھی کو مین نے ہاتھ سے نکالا اُس کے بعد عمروؓ بن العاص منبر پر چڑھے اور اُنھون نے کہا کہ تم سُن چکے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ثالث نے اُنکو خلافت سے برطرف کیا مین نے بھی اُن کو برطرف کیا - اور امیر معاویہ کو خلافت پر قائم رکھتا ہون - اسپر ابوموسیٰؓ نے عمرو بن العاص کو فریبیہ اور مکار کہا کہ اُنھون نے ہمسے دھوکھا کیا - لیکن اہل شام کے لشکر مین بڑی خوشی ہوئی - کہ امیر معاویہ خلیفہ برحق ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر کے لوگ ابوموسیٰؓ کی سادگی پر شکایت کرنے لگے اور قریب تھا کہ پھر لڑائی ہو کہ اہل شام نے مہلت لی - اور ایک دوسرے سے جدا ہوئے - ایک قسم کا مذہبی تعصب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھیون مین اور امیر معاویہ کے لوگون مین پیدا ہو گیا

کہ ایک دوسرے کو بُرا کہنے لگے - اِس فیصلہ سے خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر کے بعض لوگ خلاف ہو گئے - اور آپ کو بُرا کہنے لگے - کہ آپ نے ابو موسیٰ اشعری کو ثالث مقرر کرنے مین غلطی کی - اور یہ کہ جب آپکے لشکر کے لوگ اللہ کے دشمنون کو ہلاک کر رہے تھے - آپؓ نے کیون باز رکھا - اسلیے اُنھون نے عبد اللہ ابن وہاب کو اپنا سردار مقرر کر کے اپنی جگہ نہروان مین بغداد کے قریب قائم کی - اور اُن کی تعداد پچیس ہزار آدمیون کی ہو گئی - یہی خارجی کہلاتے ہین - حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اپنے لشکر کے ساتھ مقابلہ کو گئے - آپ نے ایک نیزہ گڑوا دیا - اور منادی کر دی کہ جو اسکے گرد آئے گا اور عفو چاہے گا - ہم اُسکو معاف کرینگے - چنانچہ اکثر لوگ اُس نیزہ کے گرد آئے - اور عفو قصور چاہی اب عبد اللہ کے ساتھ صرف چار ہزار آدمی رہے - ان لوگون نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مقابلہ کیا اور ایسا لڑے کہ صرف نو آدمی اُن مین سے بچے جنھون نے آیندہ کے لیے اس فرقہ کی بنیاد ڈالی -

ہر گاہ حضرت علی کرم اللہ خارجیون کے دفع کرنے مین مصروف تھے کہ امیر معاویہ نے دوسرا فریب کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بعد جنگ جمل کے سعدؓ بن قیس کو مصر کا حاکم مقرر کیا تھا - اور وہ اُسکے لائق بھی تھے - امیر معاویہ نے ایک جعلی خط اُنکی طرف سے اپنے نام لکھکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نگاہ مین گذرانا کہ جس سے اُنکی طرف سے آپؓ کو سازش کا شک آجائے - اور ایسا ہی ہوا - یعنے آپ نے سعد بن قیس کو اپنے پاس طلب کر لیا - اور اُنکی جگہ محمد بن ابی بکر کو مقرر کیا محمد بن ابی بکرؓ نے اہل مصر پر سختی کی - اور قاتل عثمانؓ کے رہنماؤن کو تنبیہ کرنے لگے اس سے مصر مین لغاوت پھیلی - حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُسکا انسداد کرنا چاہا - اور مالک اشتر رضہ کو محمد بن ابی بکرؓ کی جگہ روانہ کیا - ہنوز وہ نہ پہونچے تھے اور ایک جگہ ٹھہر گئے تھے کہ

امیر معاویہ کے لوگون نے انکو زہر دیا۔ تب امیر معاویہ نے اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیا اور چھ ہزار آدمی عمروؓ عاص کے تحت مین روانہ کیے۔ انھون نے باغیون کو اپنا جانبدار کر لیا۔ اور محمد بن ابی بکرؓ کو یہ الزام دیکر کہ قاتل عثمانؓ ہین زندہ بوریے مین لپیٹ کر جلادیا اور مصر پر قابض ہوگئے۔ اور اپنے کو امیر مصر اور امیر معاویہ کا نائب قرار دیا۔ مورخ کی راے ہے کہ اگرچہ عمرو بن العاصؓ اسلام کے بڑے حامیون مین شمار کیے گئے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے جو بغاوت کی اور ثالثی مین انصاف کو ترک کر کے دھوکے کو راہ دیا۔ اسکا الزام اور دھبہ انکی کارروائی پر ہمیشہ کیلئے رہا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک انکا اور امیر معاویہ کا کیا معاملہ ہوگا اسکو اللہ ہی جانتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے جب اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کا حال سُنا بہت روئین اور امیر معاویہ اور عمرو بن العاص کو بہت کوسا۔ اور بددعا کی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر بھی محمد بن ابی بکرؓ کے قتل کا بڑا اثر ہوا۔ اور آپؓ نے فرمایا کہ قاتلان محمدؐ اسکا جواب اللہ کے نزدیک کیا دینگے۔ جو خونریزی امیر معاویہ کی بغاوت سے اہل اسلام کی ہوئی اسکا تصفیہ اللہ پر چھوڑنا چاہیئے۔ اور اُن کی شان مین بُرا بھلا کہنا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ نہین۔ لیکن اُن کی بغاوت مین شک نہین۔ مگر بسبب لحاظ صحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے ادبی نہین چاہیئے۔

فصل چوتھی

حضرت معاویہ نے صرف مصر ہی پر قبضہ نہین کیا بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زندگی ہی مین حجاز کو اپنے تصرف مین در لائے اس سے آپؓ کو نہایت صدمہ ہوا۔ اور جب آپنے سنا کہ عقیل بن ابی طالب آپؓ کے بھائی امیر معاویہ کے پاس چلے گئے اور ان سے آپؓ کی شکایت کے ساتھ روزینہ چاہا تو آپؓ کو اور بھی رنج ہوا۔ تاہم آپؓ نے مقابلہ کی پھر تیاری شروع کی۔ اور ساٹھ ہزار آدمیون

کا لشکر آپ رضؓ نے فراہم کیا جنھون نے بیعت رضوان کی کہ آپ کا ساتھ کسی حال مین نہ چھوڑینگے - اسی تیاری مین تھے کہ روانہ ہون کہ ایسا اتفاق ہوا کہ تین خارجیون نے بکہ حج کے لیے مکہ آئے تھے - مشورہ کیا - کہ اسلام کی کامیابیون مین مزاحمت صرف تین شخصون کے باعث سے ہی - کہ آپس مین لڑتے ہین - حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ اور عمرو بن العاص ان تینون کو قتل کر ڈالین تو سلطنت اسلام پھر بدستور ہوجائیگی - اور یہ کہ تینون شخص ایک ہی روز جمعہ کی ۱۷ - رمضان کو قتل کیے جاوین - ان خارجیون کا نام بارک ابن عبد اللہ و عمرو ابن عاصی اور عبد الرحمن بن ملجم تھا - بارک ابن عبد اللہ دمشق کو اور عمرو بن العاصی مصر کیجانب اور عبد الرحمن کوفہ کی طرف روانہ ہوا - بارک ابن عبد اللہ دمشق پہونچا - اور امیر معاویہ کے مصاحبین مین داخل ہوا - اور جب امیر معاویہ دمشق کی مسجد مین امامت کرتے تھے - بارک نے ایک تلوار ماری اور سمجھا کہ انکا کام تمام کیا - انکو اس زخم سے مایوسی تھی لیکن بڑے علاج سے وہ زخم چنگا ہوگیا - قاتل گرفتار ہوا اور اُسکے ہاتھ پانون باندھے گئے اور اُسکو طرح طرح کی ایذا دی گئی - اور کئی برس بعد وہ قتل کیا گیا -

عمرو ابن العاصی اسی روز مصر کی مسجد مین داخل ہوا - اور امام قاریجاہ کو عمرو ابن العاص سمجھکر مار ڈالا - کیونکہ - عمرو عاص اُس روز بیمار تھے اور مسجد مین نہ آئے جب قاتل کو عمرو العاص کے سامنے لائے - اُس نے کہا میرا ارادہ عمرو عاص کے قتل کا تھا لیکن اللہ نے قاریجاہ کا قتل چاہا -

عبد الرحمن ابن ملجم جب کوفہ پہونچا - ایک خارجی عورت کے مکان مین ٹھہرا کہ اُسکا شوہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے نہروان مین مارا گیا تھا - وہ اُس عورت پر فریفتہ ہوگیا - لیکن اُس عورت نے کہا کہ ہم اُس شخص سے نکاح کرینگے جو تین ہزار درہم اور ایک غلام اور ایک لونڈی دیوے اور حضرت علی رضؓ کا سر لاوے

اُسنے شرائط منظور کی۔ اور دربان اور شبیب خارجیون کو ساتھ لیا۔ اُنھون نے مسجد مین خلیفۂ وقت کے آنے کا انتظار دیکھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایسی باتین فرمائین جس سے مایوسی ظاہر ہوتی تھی۔ آپ رضؓ نے فرمایا افسوس اے دل بے صبری کیون ہو۔ موت کا علاج نہین جب آپ رضؓ مکان سے چلے گھر کے مرغون نے ہنگامہ کرتے ہوئے آپکو گھیر لیا۔ اسکو بھی پیچھے لوگون نے فال بد بجھا۔ جب آپ رضؓ مسجد مین داخل ہوئے۔ قاتلون نے ایک دوسرے پر سازشی وار کیا۔ دربان نے ایک وار خلیفۂ وقت پر کیا۔ لیکن وہ مسجد کے دروازے پر لگا۔ لیکن عبدالرحمن نے جو وار کیا وہ کاری تھا اور آپکے سر مبارک پر زخم لگا۔ تب قاتلان وہان سے الگ ہوئے اور بھاگے۔ شبیب اپنے تعاقب کرنے والون سے بہت دور رہا اور بچ گیا۔ دربان کا تعاقب کیا گیا۔ اور وہ اپنے گھر کے سامنے مارا گیا عبدالرحمن بن ملجم جستجو کے بعد مسجد کے گوشہ مین پکڑا گیا۔ اور اُسکے ہاتھ مین ہنوز تلوار موجود تھی۔ اُسکو خلیفۂ وقت کے سامنے لائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُس کو اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام کے حوالہ کیا۔ اور فرمایا کہ اُسکو کچھ نہ کہو اگر ہم ہلاک ہوجاوین تو اسکو اذیت نہ دینا۔ اسکو بھی ایک ہی ضرب مین ہلاک کرنا چنانچہ اُسکے ساتھ ایسا ہی کیا گیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا انتقال آپکے زخمی ہونے سے تین روز کے اندر واقع ہوا۔ یہ واقعہ سنہ ۴۰ ہجری مین پیش آیا۔ مطابق سنہ ۶۶۱ء کے آپ کا سن شریف ترسٹھ برس کا تھا اور آپ رضؓ نے ہنوز پانچ برس پورے خلافت نہ کی تھی۔ آپ کی لاش مبارک کوفہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر دفن کیگئی۔ مابعد کے زمانہ مین اُسپر روضہ اور مکانات بنائے گئے۔ اور اہل فارس کے بادشاہون نے اُسکو مرصع کیا۔ بعضون نے لکھا ہے کہ کچھ عرصہ بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مزار کا نشان نہ رہا۔ لیکن

ہارون الرشید کی خلافت مین جب وہ شکار کے واسطے اُسجگہ پہونچا جہان ایکا مزار ہی شکار نے وہان پناہ لی اور شکاری جانور اُس تک نہ پہونچ سکے اِسکو بہت تعجب آیا پُرانے لوگون سے دریافت کیا تو پتہ لگا کہ یہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مزار ہے چنانچہ اُسنے وہان روضۂ بنوایا۔

حضرت علی۔ کرم اللہ وجہہ کے تمام واقعات سے ظاہر ہوتا ہو کہ آپ بڑے نائق سابق الایمان والون مین سے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہت تعلیم پائی۔ اور آخیر وقت تک عرب کی سادگی اختیار کیے رہے۔ آپ خلفا مین پہلے شخص سمجھے جاتے ہین جنھون نے خوشنویسی کی طرف التفات کیا آپ کے خیالات شاعرانہ بھی تھے اور آپ کے اشعار اور اصول کی باتین اہل عرب مین ضرب المثل مین ترجمہ اکثر زبانون مین ہوا ہے۔ آپ کی مُہر مین کندہ تھا کہ ملک اللہ کا ہے۔ آپ کے مقولے سے ظاہر ہو کہ آپکو اس دنیا کی نعمتون کی خوشی نہ تھی۔ آپ فرماتے تھے زندگانی ابر کا سایہ ہے یا سونے والے کی نیند۔

آپ کی اپنی پہلی بی بی حضرت فاطمہ بنت رسول صلعم سے دو صاحبزادے تھے حضرت امام حسن و امام حسین۔ علیہما السلام اور تین بیٹیان زینب زوجہ عبداللہ جعفر طیار و۔ ام کلثوم زوجہ عمر بن الخطاب ورقیہ۔ علاوہ انکے آپ کے تیرہ بیٹے اور تھے اور پندرہ بیٹیان کہ دوسری بیبیون سے تھین۔ لیکن جن سے آپ کی نسل اجرا پائی۔ وہ حضرت امام حسن و حسین و محمد بن حنفیہ و عباس و عمر علیہم السلام ہین۔ آپ اپنے زمانے مین علم عرفان کے لئے فیوضات صرف باطنی کے لیے مشہور تھے اور آپ کے فیض یافتون مین آپکے صاحبزادگان اور حسن بصری بھی ہین۔

باب ستاوان

انتقال کے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جانشین نامزد کرنے سے انکار کیا۔ لیکن بعد وفات آپؓ کے حضرت امام حسن ابن علی کرم اللہ وجہہ بلا مزاحمت جانشین ہوئے۔ اس وقت آپ کا سن شریف ۳۷ برس کا تھا۔ آپؓ کو اس وجہ سے لوگون نے اور بھی زیادہ پسند کیا تھا کہ آپ اپنے نانا کے ہم شبیہ تھے اور علم و اخلاق مین بھی اُن کے مثل تھے۔ آپ مین وہ بات جو خانہ جنگی کے دفع کرنے کے لیے اور غالب آجانے کے واسطے ضرور ہے نہ تھی۔ آپ کو مسلمانون کے خون ناحق کا بڑا خیال تھا۔ آپ نے اپنے والد کے انتقال کے بارے مین فرمایا کہ جس رات کو قرآن نازل ہوا جس رات کو حضرت عیسیٰ آسمان پر اُٹھائے گئے اور جس رات کو یوشع قتل کیے گئے اُسی رات کو میرے والد بھی قتل کیے گئے قسم اللہ کی کوئی سابق کے خلیفہ ایسے نہ تھے اور نہ اُنکے جانشین ایسے ہونگے قیسؓ نے کہ خاندان علیؓ کے بہی خواہ تھے جانشینی کے رسوم شروع کر دیے۔ اور کہا کہ اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ اور عہد کیجئے کہ موافق کتاب اللہ اور حدیث کے کیجئے گا اور کل مخالفین سے جنگ فرمایئگا حضرت امام حسنؑ نے عہد کیا۔ اور خلیفۂ وقت شمار کیے گئے۔ اور لوگ طلب کیے گئے کہ آپؓ کی موافقت کا اقرار کرین۔ اور جو مخالف ہون اُن سے لڑنے کے واسطے آمادہ رہین۔ اسپر بعض بابلستان کے ضعیف دلون نے کہا جھنکی کی کہ اب ہم لڑنے والا خلیفہ نہین چاہتے۔

اگر امام حسنؑ کے دل سے کوئی پوچھتا تو آپ پہلے ہی خلافت سے درگذر تے اور معاویہ کو کہ اُس کے بڑے آرزو مند تھے حوالہ کر دیتے۔ لیکن آپ کے ساتھ بڑے بہادر سردار لوگ تھے اور آپؓ کے بھائی امام حسینؑ تھے

جن میں اپنے والد کی بہادری موجود تھی۔ ان لوگوں نے آپؑ کو گھیرا علاوہ اسکے آپؑ کے ساتھ ساٹھ ہزار لڑنے والی سپاہ میدان جنگ کے واسطے شام کی طرف جانے کو آمادہ تھی۔ بلکہ دیر ہونے سے کچھ آپس میں اختلاف ہوا اور امام حسن علیہ السلام اسکے رفع کرتے میں زخمی ہوئے۔

حضرت امام حسنؑ نے اس لیے جبراً سالار لشکر ہوکر جانا قبول کیا۔ یہ خبر سنکر امیر معاویہ میدان جنگ میں آگئے۔ حضرت امام حسنؑ نے بارہ ہزار آدمیوں سے قیس ابن سعد بن عبادہ کو روانہ کیا۔ کہ روکیں اور خود اصل لشکر کے ساتھ سے چلے۔ قیس نے پہونچکر خفیف لڑائی کی اور دشمن کو روکا۔ اور ایسی جگہ قیام کیا جہاں سے خلیفۂ وقت کی مدد کے منتظر رہے۔ جب آپؑ امیر معاویہ کے لشکر کے مقابل میں پہونچے تصفیہ کا پیغام کیا گیا۔ آپؑ نے امیر معاویہ سے کہا کہ تین شرط پر ہم خلع خلافت کرتے ہیں ایک تو یہ کہ کوفہ کی آمدنی میرے صرف کے واسطے رہے۔ دوسرے یہ کہ آپ اپنے بعد کسی کو جانشین نامزد نہ کیجئے جسکو عامۂ خلائق پسند کرین وہی ہو۔ تیسرے یہ کہ حضرت علیؑ کی شان میں تبرا نہ کہا جائے۔ امیر معاویہ نے سابق کی دونوں شروط کو قبول کیا۔ اور تیسری سے انکار کیا۔ کہ اختیار سے باہر ہے ہم کس کس کو روکینگے اسیر لوگوں نے حضرت امام حسنؑ کو سمجھایا کہ پس پشت کسی کے کہنے کا کیا خیال ہے چنانچہ انھیں شرطوں پر تصفیہ ہوا۔ لیکن حضرت امام حسینؑ اسکے خلاف تھا۔ اور آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے باپ اور بنی ہاشم کی اس سے بے عزتی ہوتی لیکن امام حسنؑ نے نہ سنا اور اپنے بھائی کو لیے ہوئے مدینہ آئے۔ حضرت علیؑ کے نام سے برجستہ کو دمشق میں تبرا ہوتا تھا۔ کہ اسکو عمر وابن عبدالعزیز نے اپنے عہد میں ترک کرایا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام عزلت پسند تھے اس لیے عزلت اختیار کی۔

امیر معاویہ سے ایک مرتبہ خاندان بنی ہاشم کی ایک بڑھی عورت نے کہا کہ تم نے اپنے چچیرے بھائی بنی ہاشم کا حق غصب کرکے اپنے خاندان کو قائم کیا ہے جیسا فرعون نے بنی اسرائیل کے ساتھ کیا۔ انھون نے جواب دیا اللہ اس کو معاف کرے گا۔ اور کہو تم کو کچھ چاہیئے۔ اُس نے کہا کہ دو ہزار اشرفی میرے اہل قرابت کے واسطے اور دو ہزار میرے لڑکون کی شادی کے لیئے چاہیئے اُس کو وہ دیے گئے اور پھر اس تاریخ سے اُس کی زبان سے شکایت نہ سُنی گئی۔

حضرت امام حسنؑ کی بہت اولاد ہوئی۔ لیکن جن سے نسل کا اجرا ہوا۔ وہ حسن مثنیٰؓ اور زید ہین حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کہ اپنے عہد مین امام زمانہ تھے آپ ہی کی اولاد مین تھے۔

محققین کا قول ہے کہ خلافت دو قسم کی ہے ظاہری و باطنی حضرت امام حسنؑ تک دونون مجتمع تھی لیکن بعین سے اہل شیعہ کے بارہ امام ہوئے حضرت حسن بصریؓ اور حسن مثنیٰؓ آپؓ کے صاحبزادے فیض باطنی سے آپ کے مستفید ہوئے تھے۔

باب آٹھوان

خلافت بنی اُمیہ

فصل پہلی

حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان

حضرت امیر معاویہ سنہ ۴۱ھ مین بے خرخشہ اسلام کی سلطنت کے حاکم ہوئے اگرچہ یہ بھی اور ما بعد کے بادشاہ بھی آخری بادشاہ تک عباسیون کے سب خلفا

کملاتے رہے۔ لیکن خلافت راشدہ ختم ہو چکی۔ اب صرف سلطنت رہی۔
خارجیون نے امیر معاویہ کی حکومت کو نا پسند کیا۔ اور ملک شام مین بغاوت پھیلائی لیکن اُنھون نے اُنکی سخت تدارک کی۔ اور جب دیکھا کہ اہل شام اُن سے مقابلہ نہین کر سکتے تو اہل بابل سے کہ زیادہ قوی تھے مدد لی اور اُنکی بنیاد اکھاڑی۔
امیر معاویہ ہی سے مشہور خاندان بنی اُمیہ کا شروع ہوا۔ یہ خاندان کئی گُرسی تک رہا۔ اور عربون کی تواریخ اسی کے بعض واقعات سے یورپ مین و فرنگستان مین مشہور ہوئی۔ امیر معاویہ نے علم کی قدردانی کی۔ اکثر اہل علم و ہنر انکو گھیرے تھے۔ اور یونانی علوم بھی عربون مین اُن جزیرون سے لائے گئے جن کو اُنھون نے فتح کیا تھا۔
حضرت امیر معاویہ نے ایک اور امر قابل الزام اپنی سلطنت کے استحکام کے واسطے کیا۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت اختیار کی امیر معاویہ کے باپ ابوسفیان نے آپکا تعاقب کیا۔ لیکن جب نہ پاسکے طائف مین ٹھہر گئے۔ یہان اُسنے شراب پی اور ایک یونانی لونڈی سے اُسی حالت مین مباشرت کی جسکا نام صومعہ تھا۔ لیکن وہ حاملہ ہو گئی اور اُسکو بیٹا پیدا ہوا ولد الزنا ہونے کے باعث سے ابوسفیان نے اُسکو اپنا بیٹا قرار نہ دیا اسلئے اسکا نام زیاد ابن ابیہ (یعنے زیاد اپنے باپ کا بیٹا) پڑا۔
یہ لڑکا نہایت ذہین اور فطین نکلا۔ ہنوز پورا جوان بھی نہین ہوا تھا کہ ایک موقع پر امیر عمرو بن العاص اسکی فصاحت اور دلیری سے متحیر ہوئے۔ عمرو عاص خود بھی صحیح النسب نہ تھے۔ وہ کہنے لگے کہ اگر یہ لڑکا قریش کے خاندان نجیب سے ہوتا تو عرب کی تمام قومون کو اپنی لاٹھی سے نکال دیتا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت مین یہ زیاد قاضی مقرر ہوا۔ اور اپنے فیصلہ کے واسطے مشہور تھا۔ ایک موقع پر

کچھ لوگوں نے مغیرہ ابن شعبہ کو جھوٹی تہمت ایک امر کی دی اور چند لوگوں نے جھوٹی گواہی دی۔ امیر زیاد نے مغیرہ کو رہا کیا اور اُنکا اعزاز کیا۔ اور گواہوں پر تہمت کے لیے دُرّے لگائے۔ یہ بات مغیرہ کو یاد رہی جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا زمانہ آیا۔ اور مغیرہ آپ کے مشیر ہوئے مغیرہ نے زیاد کو فارس کا حاکم مقرر کرانے مین سفارش کی۔ اور آپ رضؓ نے امیر فارس اُسکو مقرر کیا۔ اور اُسکو لائق شخص پایا۔

بعد وفات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اور خلع خلافت حضرت امام حسنؑ کے زیاد نے امیر معاویہ کی اطاعت نہ کرنا چاہا۔ اسلیے وہ ڈرے کہ مبادا بنی ہاشم کے ساتھ ہوکر حضرت امام حسین علیہ السلام کو خلیفۂ وقت بنایا چاہتے تھے اُن کو خلیفہ مان لے اور ہم سے لڑے۔

اس لیے مغیرہؓ کو کہ زیاد کے محسن تھے امیر معاویہ نے بُلا بھیجا۔ اُن کی خاطر کی اور اُن کو خط دیا۔ جس مین اپنی مہربانیون کا اظہار تھا۔ اور مغیرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ زیاد کو اپنے ساتھ کوفہ مین لاؤ۔ جہان ملاقات ہم سے ہوگی جب وہ دونون آدمی۔ کوفہ مین پہونچے امیر معاویہ زیاد کو بھائی کہکر بغلگیر ہوئے۔ کہ ہم تم اپنے بھائی ہین۔ ایک باپ کے بیٹے۔ یعنے۔ ابی سفیان کے۔ اور اُس روز مجمع عام مین بھائی چارہ قائم ہو گیا۔

بنی اُمیہ نے شکایت بھی کی۔ کہ ولد الحرام کو خاندان قریش مین کیون داخل کیا لیکن امیر معاویہ نے کچھ اُسکا خیال نہ کیا۔ اور زیاد کی تالیف مین برابر رہے۔ امیر معاویہ نے اپنے بھائی۔ زیاد کے خدمات کو نہایت عالی پایا۔ بصرہ خراب حاکمون کے باعث سے چور اور ڈکیت کا مرکز ہو گیا تھا۔ زیاد کو یہان کے خدمات سپرد کیے گئے۔ وہ اس جگہ پر قبضہ کرنے کو چلا۔ اور جب بصرہ پہونچا

تو اُسکو قاتلون کا مسکن پایا۔ کوئی ایسی رات نہین گذرتی کہ خون نہوا۔ اسلیے رات کو گلیون مین پھرنا پرخطر تھا۔ زیاد ایک فصیح البیان شخص تھا۔ دربار مین عام لوگون کو دھمکایا! اُسنے اشتہار دیا۔ کہ ہم تلوار سے حکومت کرینگے۔ اور جو مجرم ہوگا اُسکو سخت سزا دینگے جو ایسے لوگ ہین اُنکو مناسب ہے کہ شہر چھوڑ دین۔ اُسنے یہ بھی اشتہار دیا کہ جو آدمی شام کے بعد گلیون مین دکھائی دے گا۔ قتل کیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ پہلی شب کو دو سو آدمی مارے گئے۔ اور اُسکے بعد پھر کبھی خون نہوا۔

امیر معاویہ نے اسکے بعد زیاد کو خراسان پر تعینات کیا۔ وہان بھی اُسنے ویسا ہی کیا جسقدر اُس سے کام لیا گیا اُسی قدر اُسکی لیاقت ظاہر ہوتی گئی۔

یہان تک کہ اُسکے نام سے فساد فرو ہوتا۔ باوجود اسکے وہ ظالم نہ تھا۔ لیکن اپنے کام اور انصاف مین سخت تھا۔ جہان زیاد نے حکومت کی وہان اُسکا حکم تھا کہ رعایا اپنا دروازہ رات کو کھلا رہنے دین۔ اور اس سے غرض یہ تھی کہ چوری کی چیز کوئی چھپا دے اور اُسکی پولس ایسی نگران تھی کہ غارتگری اور لوٹ اُسکے علاقہ مین کبھی نہ ہوتی۔

ہرگاہ زیاد ان حکومتون مین مصروف تھا۔ اُسنے امیر معاویہ کو خط لکھا کہ ہرگاہ میرا دہنا ہاتھ بابلستان وغیرہ کی حکومت مین مصروف ہے۔ میرا بایان ہاتھ بیکار رہے۔ اسلیے مناسب ہے کہ عربستان کی حکومت بھی ہمکو ملے۔ چنانچہ امیر معاویہ نے قبول کیا جب وہ اپنی نئی حکومت پر جانے کو تھا کہ اُسکو بیماری لاحق ہوئی۔ بہت علاج کیا گیا لیکن اچھا نہوا۔ وہ ۵۳ھ مین اور اپنی عمر کے بھی ۵۳ سال مین فوت ہوا۔ لیکن جنپر اُس نے حکومت کی تھی وہ اُسکے مرنے سے خوش ہوئے۔ کہ ہم سختیون سے رہا ہوئے۔ اُسکا بیٹا عبداللہ ابن زیاد اگرچہ پچیس برس کی عمر کا تھا۔ لیکن امیر معاویہ نے اُسکو خراسان کا امیر مقرر کیا۔ اور اُسنے بھی اپنے مین اپنے باپ کی دلیری ثابت کی۔ اُس نے اپنے خراسان کی راہ مین ترکون کے بڑے

[illegible]

... فصیح البیان اور شاعر بھی تھے

انھوں نے ... حضرت ... کا بہت افسوس

کرتے تھے۔ اُنکی تلاش اہل علم کے لیے رہتی تھی۔ اور فلسفہ کی گفتگو سے خوش ہوتے تھے۔ اُنکی چند ضرب المثل مشہور ہین۔ جنسے اُن کی عقلمندی ظاہر ہوتی ہے اور اُنکی وصیت کہ انتقال کے وقت اپنے لڑکون کو کی وہ بھی مشہور ہے۔

فصل دوسری

امیر معاویہ اپنے کو اب اپنی حکومت مین مستحکم سمجھکر بیرونی کامیابی کے خواستگار ہوئے جس سے خانہ جنگی کا الزام اُنکے سر سے رفع ہو۔ اور اُن کی یہ بھی خواہش تھی کہ اُنکا بیٹا یزید نام آوری حاصل کرے۔ اور لوگ اُسکو عزیز سمجھین۔ کیونکہ اُن کی دلی آرزو تھی کہ اُنکے بعد اُنکا بیٹا جانشین ہو۔ اس لیے اُنکا قصد ہوا کہ یزید بن معاویہ کو بڑے لشکر کے ساتھ واسطے فتح قسطنطنیہ دارالسلطنت رومیون کے روانہ کرین یہ ایک طرح کا جہاد تھا کیونکہ اس شہر کے بارے مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی بھی تھی۔

اس لشکر کی سالاری ایک پُرانے سردار کو جن کا نام سفیان (دامیر معاویہ کے بڑے بھائی) تھا دی گئی۔ اور اُن کے ساتھ اسلام کے پُرانے لوگون مین سے تھے۔ کہ بدر اور احد مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لڑے تھے۔ اور اپنی ضعیفی مین بھی نوجوانون کی بہادری دکھاتے تھے۔ حضرت۔ امام حسین علیہ السلام بھی کہ جن مین اپنے والد کی شجاعت تھی اس لشکر مین شریک تھے اور خوب کارنمایان کیے اور بھی اسلام کے عمدہ عمدہ سوارون مین سے تھے۔ بری اور بحری دونون تیاریان ہوئین۔ مسلمانون کا لشکر بہت تھا۔ اور سب آزمودہ کار اور مصیبت اُٹھائے تھے۔ علاوہ اسکے بہشت کی آرزو بھی تھی۔ بخلاف اسکے رومی اور یونانی حالت زوال مین تھے۔ اور اُن کا قیصر قسطنطین کہ ہرقل کا پوتا تھا۔ نالائقی کے باعث سے بدنام تھا۔

افسوس کی بات ہے کہ اس محاربہ کا حال تواریخون مین بہت کم درج ہے۔ غالباً واقعات بہت ہونگے کیونکہ یہ محاربہ عرصہ تک رہا۔ لیکن کسی کتاب مین مفصل پایا نہین جاتا۔ اسقدر لکھا ہے کہ مسلمانون کے جہازات ابنائے ڈارڈنلس (بحر فرنگ) مین بلامزاحمت داخل ہوگئے۔ اور قسطنطنیہ سے سات میل کے فاصلہ پر فرود ہوئے۔ کئی روز تک مسلمانون نے زور و شور سے محاصرہ کیا۔ لیکن شہر مین تمام مقدوری سپاہ جمع تھی۔ اور آزمودہ کار جنگی تھے۔ اور شہرپناہ کی دیوار بلند اور مستحکم تھی۔ علاوہ اسکے یونانیون نے قلعہ کی دیوار سے آگ برسانا شروع کیا۔ یہ ایک قسم کی تیزاب کہ نو ایجاد تھی۔ بارود کا کام دیتی تھی۔ اور ابتک بارود کا وجود نہوا تھا۔ اس آگ سے مسلمان بہت ضائع ہوئے۔ مسلمانون نے اپنی کوششون کو بیکار دیکھکر قسطنطنیہ کے یورپ اور ایشائی اطراف کو غارت کیا۔ اور جب زمانہ سرما کا پہونچا تو جزیرہ سائیزکس مین جس کو صدر مقرر کیا تھا اور قسطنطنیہ سے اسی میل کے فاصلہ پر تھا واپس آئے۔ کیونکہ وہان سردی شدت سے پڑتی ہے جس کے وہ عادی نہ تھے۔

اس محاربہ مین چھ برس گذر گئے اور زر کثیر خرچ کیا۔ ہزارون جانین بیماری سے اور طوفان سے سمندر مین تلف ہوئین۔ اور ہزارون آدمی قسطنطنیہ کے زیر دیوار شہید ہوئے۔ ان مین سب سے مشہور آدمی حضرت ابوایوب انصاری تھے۔ جنکے گھر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے وقت ٹھہرے تھے۔ لیکن آپ نے مرنے کے بعد بھی عزت کی قبر پائی۔ اگرچہ زمانہ دراز تک ان کی قبر کا نشان نرہا تاہم آٹھ سو برس بعد جب محمد ثانی ترک سلطان روم نے ۱۴۵۳ء مین قسطنطنیہ کو فتح کیا اور اپنا دارالخلافت مقرر کیا۔ اسکو خواب مین بشارت ہوئی۔ اور اس جگہ اس نے مقبرہ اور مسجد بنوائی۔ اور اب تک ترکون مین رواج ہے کہ جب

تخت پر نیا بادشاہ بیٹھتا ہے۔ اُسکی کمر بندی وہین ہوتی ہے۔
مسلمانون کی واپسی سے یونانیون کی ہمت بڑھ گئی۔ اور اُنھون نے اب مسلمانون پر حملہ کیا۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے کو خطرناک حالت مین پایا اور غور سے دیکھا کہ اپنے مین اب وہ قوت نہین رہی۔ ہر طرح کے دشمن گھیرے آتے ہین اور عمر بھی بہت ہوئی۔ آخرش اُنھون نے قیصر روم سے تیس برس کی صلح کرلی اور تین ہزار اشرفی اور پچاس غلام اور پچاس عربی گھوڑے سالانہ دینا قبول کیا۔
مورخین افسوس کرتے ہین کہ امیر معاویہ نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اطاعت کرنے مین خانہ جنگی کی۔ اور قیصر روم کی کہ کافر تھا اُسکی اطاعت قبول کی۔
قسطنطنیہ کے معرکہ مین بھی یزید۔ ابن معاویہ نے کچھ کارگزاری نہ کی اور نہ شہرت حاصل کی۔ بلکہ اُسنے نفسانیت کی اُسنے حضرت امام حسن علیہ السّلام کے قتل کی ترغیب دی۔ اُنھون نے امیر معاویہ کو خلافت سپرد کی تھی۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ یزید بن معاویہ نے آپؓ کی بیبیون مین سے ایک کو لالچ دی۔ کہ ہم تم سے نکاح کرینگے اگر امام حسن علیہ السّلام کو زہر دو۔ آپ کی شہادت ۴۹؁ہجری مین واقع ہوئی مطابق ۶۶۹؁ء کے اُسوقت سن شریف آپ کا ۴۷ برس کا تھا حضرت امام حسین علیہ السّلام نے آپؓ کو تکلیف کی شدت مین دیکھکر پوچھا کہ آپ کا شبہ کس پر ہے۔ جسپر ہو ہم اُس سے انتقام لین۔ آپؓ نے نام بتانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ یہ دنیا مثل ایک شب دراز کے ہے۔ اُسکو چھوڑ دو یہان تک کہ ہم اور وہ اللہ کے سامنے ہوان۔
یزید بن معاویہ نے اپنے وعدہ کو ایفا نہ کیا۔ اُس نے کہا کہ ایسی عورت پر

کون تکیہ کرسکتا ہے۔ جو اپنے شوہر کو مار ڈالے۔ لیکن آپنے کچھ زیور اور مال مبادلہ مین دیا امیر معاویہ بن ابی سفیان پر بھی لوگون نے تہمت دی ہے کہ وہ اس خبر کو سنکر خوش ہوئے۔ اور سجدۂ شکر کیا۔ کیونکہ وہ سمجھے کہ یزید کی جانشینی مین اب کسی قسم کا روگ نہوگا۔ واللہ اعلم۔ حضرت امام حسن علیہ السّلام کی بہت سی بیبیان تھین۔ اور یکے بعد دیگرے اکثر کو طلاق دیا اور دوسری سے نکاح کیا۔ اس سے مطلب شاید کثرت اولاد سادات ہو۔ آپ نے انتقال کے وقت وصیت کی تھی کہ اگر حضرت عائشہ رض اجازت دین تو حضرت صلعم کے روضہ مین دفن کرنا۔ لیکن چونکہ آپ رض راضی نہوئین اس لیے جنت البقیع مین دفن کیے گئے۔ اور حضرت عائشہ رض کا راضی نہ ہونا اس سبب سے ہوسکتا ہے کہ روضۂ مبارک مین جگہ نہ تھی۔ صرف ایک قبر کی جگہ ہے جسکی نسبت پیشین گوئی حضرت عیسیٰ ع کی قبر کی ہے۔ اور حضرت عائشہ رض نے اپنا دفن ہونا بھی اُس مین نہ پسند کیا۔ حضرت عائشہ رض کا بھی انتقال کچھ عرصہ بعد ۵۰ھ مین ہوا۔ اور حضرت صلعم کے بعد ۴۷ برس زندہ رہین جس قدر آپ کی عزت حضرت صلعم کی بیبیون مین تھی اپنی کسی دوسری بی بی کی نہ تھی جتنی بیبیان آپ کی تھین سبھون نے رانڈاپن مین عمر گذرانی۔

حضرت سعید بن زید نے کہ اصحاب عشرۂ مبشرہ سے تھے اور ابن عم عمر فاروق کے اور اُنکے بہنوئی بھی تھے سنہ ۵۱ھ مین انتقال فرمایا۔ اور ایمان لانا انکا بیس برس کی عمر مین تھا۔ اور اسی برس کی عمر ہوئی۔

سعد رض ابن ابی وقاص نے کہ ابن عم سے رسول اللہ صلعم کے اور عشرہ مبشرہ سے تھے سنہ ۵۵ ہجری مین انتقال فرمایا۔ انیس برس کی عمر مین ایمان لائے۔ اور نوے برس کی عمر مین انتقال کیا۔

فصل تیسری

شمالی افریقہ کے فتوحات جنکو عبداللہ بن سعد نے شروع کیا تھا چند دراز سے دوسرے کامون کے باعث سے خصوصاً قسطنطنیہ کے محاصرہ سے ملتوی تھے کہ وہان مسلمانون کا بڑا لشکر فراہم تھا۔ اسی عرصہ مین سارین (طرابلس) سے بغاوت اُٹھی۔ اور اسکا خدشہ ہوا کہ جو فتوحات اہل اسلام کے اس ملک مین تھے ہاتھ سے نکل جاوین۔

عقبہ بن نافع

امیر معاویہ کو تلاش ہوئی کہ ایک لائق افسر ہوتا تو شمالی افریقہ کے فتوحات پھر شروع کیے جاتے۔ ایسا آدمی انھون نے عقبہ بن نافع الفہری کو پایا۔ جنکو امیر معاویہ نے دس ہزار آدمیون کے ساتھ دمشق سے روانہ کیا۔ اُنکی تعداد راہ مین بڑھتی گئی۔ وہ طرابلس کے کنارے چلے اور شہر سارین کا محاصرہ کیا۔ اور اسپر قبضہ کر لیا۔ اگرچہ اُسکا شہر پناہ نہایت مستحکم تھا۔ محاصرے کے درمیان مین انھون نے قدیم عمارتون کو مسمار کیا۔ عقبہ اپنی کامیابی کی راہ مین مغرب کی طرف بڑھتے رہے۔ اور جنگل اور ریگستان کو طے کیا۔ یہان تک کہ وہ قدیم ملک مین کارتھیج کے جسکو اب طونس کہتے ہین پہونچے یہان پر انھون نے ایک شہر کی بنیاد ڈالنی چاہی۔ کہ ملک مفتوحہ کے بیچ مین قلعہ اور پناہ کی جگہ ہو۔ جو جگہ اُسکے واسطے تجویز ہوئی وہ جنگل تھا اور شیر اور چیتے اور سانپ سے بسا ہوا تھا۔ اہل عرب اس شہر کی بنیاد ڈالنے مین تعجب خیز واقعہ بیان کرتے ہین۔ اُنکا بیان ہے کہ عقبہ جنگل مین گئے اور جنگلی جانورون کی طرف مخاطب ہوکر کہا۔ اے درندے اور سانپ یہان سے جاؤ اب اسکو چھوڑ دو۔ اسی مضمون کو تین روز متواتر بآواز انھون نے کہا۔ اور جو تھے وہ جانور اس مین نہ تھے۔

دوسرے مورخین کا بیان ہے کہ عقبہ نے اسکو صاف کیا اور وہ درندو کی

جگہ نہ تھی۔ ہلکہ جو اکوون کی پناہ کی جگہ اور جنگل تھا۔ اور اُس جنگل کی لکڑی شہر کی تعمیر مین صرف کی۔ اور جب شہر پناہ تیار ہوگیا۔ انھون نے بڑے بڑے نیزے نصب کیے اور کہا کہ یہ تمھارا قیروان ہی۔ اُس تاریخ سے اُس شہر کا نام قیروان ہوا۔ یہی شہر قیروان کی اصل ہی کہ ۲۳ میل پورب اور دکھن کے گوشہ پر شہر کار تیخ سے اور بارہ میل سمندر کے کنارے سے لب ریگستان واقع ہی۔ یہان عقبہ رضہ نے اپنی حکومت کی جگہ قائم کی۔ اور مسجدین اور دوسری تعمیرات عامہ کی بنیاد ڈالی اور اطراف کے ملکون کو قبضہ مین درلائے۔

ہر گاہ۔ عقبہ رضہ نے یہ فتوحات حاصل کیے۔ امیر معاویہ نے کہ ان ملکون کی وسعت سے واقف نہ تھے ان ملکون کو مصر کی حکومت مین داخل کیا! ور ایک انصار کو جنکا نام مہاجر بن ام دینار تھا۔ امیر مقرر کیا۔ مہاجر کسی قدر متعصب آدمی تھے جیسے ہی وہ اپنی حکومت پر مستقر ہوئے۔ اُنھون نے عقبہ رضہ کا نام سُنا اور اُن سے رشک کرنے لگے اور اُنکی جھوٹی جھوٹی شکایت۔ امیر معاویہ رضہ کو لکھی۔ یہان تک کہ امیر معاویہ نے عقبہ رضہ کو معزول کیا۔ اور اپنے پاس طلب کیا۔

مہاجر نے اُس حکمنامہ کو اپنے ایک افسر کی معرفت جنکا نام مسلمہ بن مقلد تھا بھیجا۔ اور اپنی طرف سے ایک خط دیا۔ اور اُس مین لکھا کہ اگر عقبہ رضہ کو خلیفہ کے اس حکم کی تعمیل مین عذر ہو۔ تو مسلمہ اور دوسرے افسران لشکر کو اختیار ہوگا کہ اُن کو گرفتار کرین۔

عقبہ اس وقت شہر سارین تھے اور اُن کو اُسکی تعمیل مین کچھ عذر نہ ہوا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ کسی کی کارستانی ہی۔ اُنھون نے کہا کہ اے اللہ میری زندگی برقرار رکھ۔ یہان تک کہ ہم اپنے کو مہاجر کے فریب سے نکالین۔ وہ فوراً ہی بغیر اپنے گھر گئے ہوئے روانہ ہوئے۔ اور جتنا جلد ہو سکا۔ دمشق مین پہونچے

اور امیر معاویہ کے سامنے اُنکے دربار عام مین جس وقت سب افسر اور ارکین جمع تھے حاضر ہوئے۔ امیر معاویہ کی طرف مخاطب ہو کر اُنھون نے کہا۔ کہ ہم نے ریگستان کو طے کیا۔ جنگون سے مقابلہ کیا۔ بہتے ملک اور شہر فتح کیے۔ اُن کے کافر باشندون کو اللہ کے حکم سے مطلع کیا۔ ہم نے مسجد اور محلسرا بنوائی۔ اور اپنے ملک کی استحکام کی۔ اُسکے صلہ مین ہم عہدے سے معزول کیے گئے۔ ہم آپ سے انصاف چاہتے ہین کہ ہم اسی کے سزاوار تھے۔ امیر معاویہ اپنے فعل پر نادم ہوے اور کہا کہ ہمکو اصل حال معلوم ہوا کہ مہاجر کون اور عقبہ کون ہے۔ اپنے لشکر مین واپس جاؤ اور اپنے فتوحات پر حاوی رہو۔

اگرچہ عقبہؓ۔ اپنی حکومت پر مابعد کی خلافت مین پہونچے لیکن اُنکے واقعات مسلسل ہرج نہین کیے جاتے ہین۔ کہ اسکے سمجھنے مین آسانی ہو۔ اپنی راہ مین اُنھون سے مصر پہونچکر مسلمہ کو حکومت سے برطرف کیا۔ اور۔ مہاجر کو قید بند کیا افریقہ۔ پہونچکر اُنکو صدمہ ہوا کہ مہاجر نے اُنکی کل عمارتون کو اور تعمیرات کو گرادیا۔ قیروان کی آبادی پھر سے قائم کی گئی تب عقبہ نے ظہیر ابن قیس کو اس شہر کی حکومت پر چھوڑکر مغرب کے فتوحات کی راہ لی۔ اور مہاجر کو اپنے ساتھ پابزنجیر سے لیے پھرے اُنھون نے ملک نیومیڈیا کو جسکو اب الجیرس کہتے ہین طے کیا۔ اُسکے بعد وسیع ملک کو موریٹانیہ کے جسکو موراکو کہتے ہین اطاعت مین لاکر افریقہ کے مغربی کنارے تک پہونچے۔ اُنھون نے اپنے ساتھیون کو کوہ اطلانتک مین جانے کا حکم دیا۔ اور جب تا بزانو پانی مین گئے۔ کہا کہ اے اللہ اگر یہ پانی ہمکو آگے بڑھنے سے نہ روکتا تو ہم تیرے پاک حکم اور مقدس نام کو آگے بھی پھیلاتے۔ ہر گاہ عقبہ رضی اللہ عنہ ان کامیابیون کے ساتھ مغربی حد تک پہونچے۔ اُن کو خبر ملی کہ یونانی اور جنگلیون نے اُن کی غیبت مین بغاوت کی۔ اور یہ نہ شہر قیروان بڑی

حضرت کی حالت میں جو یعنے اُنھوں نے اپنے تئین اسی خطرہ میں ڈالا جس سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈرتے تھے عقبہ رح وہاں سے پھرے اور نہایت تیزی سے واپس آنے لگے۔ جب وہ زاب کے ملک سے گذرے یعنے تومیدیا (الجیریا) سے ہوکر گذرے قوم بربرہ (مور) نے جو سردار ابن کاہنہ کی پہاڑ سے اترآئے تھے پس پشت حملہ کیا۔ لیکن مقابلہ کی لڑائی میں وہ نہ ٹھہرے جب اہل سلام نیومیڈیا سے نکل آئے۔ تو تعاقب کرنے والے نہ بڑھے۔

عقبہ نے قیروان پہونچکر کل جیزوں کو محفوظ پایا۔ چونکہ بغاوت کو خلیفہ بن قیس نے عمرو ابن علی رح کی مدد سے کہ اہل قریش سے تھے فرو کرلیا تھا۔ اس لیے عقبہ نے ایک حصہ اپنے لشکر کا اطراف میں تقسیم کیا۔ اور بقیون کو سوارون کے رسالے کی شکل میں قائم کرکے اور خلیفہ اور عمرو ابن علی کو حکومت پر چھوڑکر زاب کے ملک کی طرف جنھون نے وقت واپسی کے گستاخی کی تھی چلے کہ اُن سے بدلا لین۔

وہ بلا مزاحمت ایک جگہ تک جسکو تہودا کہتے تھے پہونچے۔ کہ کسی درے میں پہاڑ کے اُنھون نے اپنے کو یونانیون اور قوم بربرہ سے گھرا ہوا پایا۔ جس کا سردار ابن کاہنہ تھا۔ فی الواقع قوم عیسائی اور بربرہ آپس میں جانی دشمن تھے۔ تاہم اس اجنبی کے نکالنے کو متفق ہوگئے۔

عقبہ نے اپنی تعداد اور دشمنون کی تعداد کو وزن کیا۔ اور دیکھا کہ واپسی کی راہ نہین ہے۔ اور تباہی کا قرینہ زیادہ ہے۔ اُنھون نے بڑی بردباری سے اپنے مختصر رسالے کو آراستہ کیا۔ اور معمولی دعا کی اور اپنے آدمیون کو بہادری سے لڑنے کی ترغیب دی اُنھون نے مہاجر کو سامنے طلب کیا۔ اور کہا کہ آج تمھاری رہائی و خلاصی کا دن ہے۔ اور شہادت کا روز ہے۔ ہم تم کو اس بڑی نعمت اور بہشت سے محروم نہ رکھینگے مہاجر نے اس احسان کا شکریہ ادا کیا۔ اور اپنا قصد اسلام کے لیے لڑنے کا ظاہر کیا۔

عقبہؓ نے انکے لیے ہتھیار اور گھوڑا مہیا کیا - اور دونون نے تلوار کو میان سے نکال کر توڑ ڈالا - اس نظر سے کہ ہم اسوقت تک لڑینگے کہ فتح ہو یا شہادت ہو - لڑائی سخت تھی اور نہایت خونریزی ہوئی جتنے مسلمان تھے اخیر وقت تک لڑے اور پناہ نہ چاہی -
عقبہ اپنی جماعت کے آخری شخص تھے - اور انکی لاش تلوار ہاتھ مین لیے دشمنون کے ڈھیر پر پائی گئی اس لشکر کی بربادی کی خبر سنکر مروان بن الحکم نے اپنے بیٹے عبدالملک کو قیروان مین مدد کیلیے بھیجا

فصل چھٹی

امیر معاویہ کی عمر اب بہت ہوئی - اور اپنی زندگی سے مایوس ہونے لگے اسلیے انھون نے وہ کام کرنا چاہا - کہ حکومت اُن کے خاندان مین موروثی ہوجاوے انھون نے کھُل کر اپنے بیٹے یزید بن معاویہ کو اپنا جانشین کیا - اور صوبجات مین لکھا کہ وہان سے اسکی بیعت کے لیے نائب آوین - جانشین نامزد کرنے سے خود آنحضرت صلعم اور ابوبکرؓ اور عثمانؓ نے انکار کیا تھا - اور اس سے معاویہ کی یہ غرض تھی کہ اولاد علیؓ کو خلافت سے محروم کرین یزید سے لوگ متنفر تھے لیکن تاہم معاویہ نے لوگون پر زور ڈالا کہ ہر حصّہ سے ملک کے لوگ آئے اور یزید سے بیعت کی بنی اُمیّہ کی سلطنت اس طرح پر قائم ہوئی کہ ایک سو برس تک رہی اسی خاندان مین چودہ بادشاہ ہوئے کہ بنی امیہ کے فرعون کہلائے - سوا ے عمر ابن عبدالعزیز رح کے جو حصلہ کہ امیر معاویہ نے ظاہر کیا - وہ اُن کے خاندان مین نہ رہا - بلکہ مروان کے خاندان مین عرصہ تک رہا یعنے قریب ۸۰۰ھ ہجری کے اس خاندان کے بادشاہ کی ملک اسپانیہ مین ڈھائی سو برس سلطنت بعد غلبہ عباسیون کے بھی رہی - انھین بادشاہون مین سے ایک نے کہا کہ آج ہمکو بادشاہ ہونے دو کل مار ڈالنا - خلافت کی سادگی امیر معاویہ کی حکومت مین نہ رہی دمشق کی

ند خیزی نے اثر دکھایا۔ نمائش ظاہری کا رواج ہو گیا۔ شام کی آسائشون مین عرب کی سادگی ہوا ہو گئی امیر معاویہ نے مکہ اور مدینہ کی بزرگی دمشق مین دینی چاہی۔ اِس لیے اُنھون نے چاہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عصا اور منبر نبوی مدینہ سے اُٹھا لاوین۔ اُنھون نے یہ ظاہر کیا کہ یہ چیزین قاتلان عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان مین نر رہنی چاہیین۔

بڑی تلاش کے بعد عصا ملا۔ لیکن جب منبر کو ہٹانے لگے ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ یعنے سورج گہن لگا۔ تمام تاریکی ہو گئی۔ اور روشن ستارے نمایان ہوئے۔ اُس سے لوگون نے منبر کا لیجانا خلاف مشیت الٰہی سمجھا اور اُسکو چھوڑ دیا گیا۔

جب امیر معاویہ کا انتقال ہونے لگا اُنھون نے یزید کو طلب کیا۔ اور اُسکو عقل اور تجربہ کی نصیحت کی۔ اہل عرب پر کہ تمھاری قوت کی بنیاد ہی بھروسا رکھو شامیون کی قدر کرو کہ وہ نمک حلال ہین۔ اگرچہ اپنے کو اپنے ملک سے باہر ہو کر ذلیل کرتے ہین۔ اہل عراق جسکے خواستگار ہون وہ کر گذرنا کیونکہ وہ بیچین اور تکلیف وہ قوم ہے۔ اور تھوڑے سے اشتعال مین لاکھون تلوارین فراہم کر لیتے ہین۔

اُنھون نے کہا اے میرے بیٹے تیرے چار مخالف ہین۔ اول حسین ابن علی رضی اللہ عنہ اُنکا اختیار اہل عراق پر بہت ہی۔ لیکن راستباز اور حق شناس ہین۔ اور تمھارے چچیرے بھائی ہین۔ اسلیے اگر وہ تمھارے قبضے مین آجاوین تو اُن کے ساتھ سلوک کرنا۔ دوسرے مخالف عبداللہ ابن عمر رضؓ لیکن وہ عابد اور عالم ہین۔ اور آخر ش تمھاری موافقت مین در آوینگے۔ تیسرے شخص عبدالرحمن رضؓ بن ابی بکر ہین۔ لیکن اُن مین قوت دماغی نہین اور دوسرے کے کہنے سے بولتے ہین۔ لیکن

وہ بھی قابل خوف نہیں ہیں۔ چوتھے شخص عبداللہ ابن زبیرؓ ہیں اُن میں لومڑی کے مکر اور شیر کی شجاعت ہے۔ اگر وہ تمھارے خلاف ہوں اُن سے بہادری سے لڑو۔ اگر وہ صلح چاہیں قبول کرلو۔ اور ہمسایہ کے خون سے بچو۔ اگر تمھارے قبضے میں آجاویں اُن کو ہلاک نکرو۔

امیر معاویہ نے پھر اسّی برس کی عمر میں انتقال کیا سنہ ۶۰ ہجری میں موافق سنہ ۶۷۹ ع

انھوں نے بیس برس سلطنت کی۔ وہ دمشق میں گاڑے گئے جسکو انھوں نے اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اور بنی اُمیہ کے خاندان میں دارالسلطنت وہی رہا۔

انگریزی مورخ کی رائے ہے کہ اگرچہ امیر معاویہ کی حکومت میں بعض اُمورات پر فریب اور دغا بازی کے تھے۔ لیکن تاہم اُن کا نام اسلامی فتوحات میں بلند ہے اُنکی دلیری میں شک نہیں لیکن اسکے ساتھ رحم دل بھی تھے۔

کیونکہ اگرچہ لڑائیوں میں تند تھے لیکن فتوحات کے وقت نرم تھے۔ اُن کو خاندان قریش میں ہونے کا نہایت غرور تھا۔ تاہم مردم آمیز تھے اور آدمیوں کے دلوں میں جگہ کی تھی۔ اُنکا حوصلہ انصاف سے دب جاتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ انھوں نے سلطنت تلوار کے زور سے حاصل کی۔ لوگوں نے انکو بدل مقرر نہیں کیا۔ لیکن آخرش امام حسن علیہ السلام نے بھی سلطنت انکے حوالے کی۔ اور انھوں نے اپنے خدمات سے آپؑ کو راضی رکھا۔ ایک مرتبہ انھوں نے حضرت امام حسنؑ کو چالیس ہزار اشرفی بھیجی تھی۔ امیر معاویہ کی دہش بہت تھی چنانچہ انھوں نے ایک موقع پر حضرت عائشہؓ کو ایک پہونچی بھیجی تھی جسکی قیمت ایک لاکھ اشرفی تھی۔

امیر معاویہ کو شاعری کا بھی ذائقہ تھا جیسا کہ ذیل کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے ایک ڈاکو پر قاضی نے قصاص کا حکم دیا۔ اُسنے امیر معاویہ کے پاس دو شعروں میں اپیل کی اُس میں اپنی فلاکت اور افلاس کا ذکر کیا۔ امیر معاویہ پر اُن اشعار کا اثر پڑا کہ امیر معاویہ نے حکم کو بدل دیا۔ اور اُس شاعر کو ایک تھیلی اشرفی کی دی۔ کہ پھر ایسا کام نہ کرے۔

دوسرا واقعہ ایسا بیان کرتے ہین کہ ایک نوجوان عرب نے ایک خوبصورت عورت کے عشق مین اپنی کُل دولت برباد کی۔ کوفہ کے حاکم نے جب اُس عورت کو دیکھا تو اُس سے چھین لیا۔ اُسنے اپنے حالات اور مصیبت کو نظم کرکے امیر معاویہ کے پاس پیش کیا امیر معاویہ پر اس نظم کا بھی اثر ہوا۔ اور حاکم کوفہ کو حکم بھیجا کہ اس کی عورت واپس دیجائے۔ حاکم کوفہ نے جواب دیا کہ ہم ایک برس بعد اُسکو واپس دیوین گے۔ اسپر امیر معاویہ نے حکم بھیجا کہ اُس عورت کو میرے پاس بھیجدو۔ جب وہ امیر معاویہ کے پاس آئی۔ امیر معاویہ بھی اُس کے حُسن سے متعجب ہوئے۔ اور اُس سے پوچھا کہ تو کسکو پسند کرتی ہے۔ اُس غریب کو یا حاکم کوفہ کو۔ اُس نے اپنے غریب شوہر کے ساتھ رہنا پسند کیا۔ اس پر امیر معاویہ رضی اللہ تعالی بہت خوش ہوئے اور اپنی سخاوت سے مالدار کردیا۔

باب نوان

فصل پہلی

یزید ابن معاویہ اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ اُسکی تخت نشینی ماہ رجب سنہ ۶۰ ہجری مین ہوئی۔ موافق ۔ اپریل ۶۸۰ء کے وہ چونتیس برس کا تھا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ لنبا اور دُبلا تھا۔ اور اُسکے چہرے پر درشتی تھی اور چیچک کا داغ تھا آنکھین سیاہ اور بال گھونگروالے۔ اور ڈاڑھی سیدھی تھی۔ اُس مین سمجھ کی قوت تھی اور شاعر بھی تھا بسبب پرورش پانے درمیان اہل شام کے۔ اُسکو ریشمی کپڑے اور باجے کا شوق تھا۔ لیکن اُس کی بہ نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ وہ پست حوصلہ کمینہ۔ نشہ خوار اور بدمزاج تھا۔

باوجود ان باتوں کے اُسکو اکثر اسلام کے ملکوں نے خلیفۂ وقت مانا۔ سوائے مکہ اور مدینہ اور بعض شہر بابلستان کے۔ اُسکی پہلی خواہش ہوئی کہ سلطنت بے خدشہ کرے دو لوگ جنکا اُسکو خدشہ تھا حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ دونوں آدمی شہر مدینہ میں تھے۔

اس لیے اُسنے ولید بن عتبہ حاکم شہر کے پاس حکم بھیجا کہ ان سے بیعت طلب کرے۔ ولید نے مروان بن الحکم سے جسنے خلیفۂ وقت حضرت عثمان رض کی طرف سے جعلی خط لکھا تھا کہ اُنکی شہادت کا باعث ہوا مشورہ لیا۔ مروان بڑا چالاک اور قابل آدمی شمار کیا جاتا تھا۔ اُسنے حاکم شہر کو مشورہ دیا کہ قبل اسکے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ ابن زبیر کو معاویہ کے انتقال کا حال معلوم ہو۔ اُن کو اپنے پاس طلب کرو۔ اور جب وہ آویں تو یزید کے لیے بیعت اُن سے طلب کرو۔ اگر انکار کریں قتل کر ڈالو۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ ابن زبیر کو اسکی خبر ملی۔ اور وہ لوگ فوراً ہی معہ اہل و عیال مکہ کو آئے۔ اور صاف طور سے یزید کی مخالفت ظاہر کی۔ اسی عرصہ میں حضرت۔ امام حسین علیہ السلام کے پاس کوفہ سے آدمی آئے کہ وہاں آویں اور اپنے والد کی خلافت پر جانشین ہوں اُنھوں نے بیان کیا کہ وہاں جانے سے تمام اہل بابل آپ کا ساتھ دینگے۔

حضرت امام حسین۔ علیہ السلام نے اپنے چچیرے بھائی مسلم ابن عقیل کو اسکی صداقت دریافت کرنیکو بھیجا۔ اور یہ کہا کہ اگر یہاں کوفہ واقعی ہمارے جانبدار ہیں تو اُن کی تعداد کو بڑھاویں مسلم بڑی مشکل سے عراق کے ریگستان کو طے کرکے پہونچے۔ وہاں پہونچکر اُنھوں نے دیکھا کہ جانب داران امام حسین علیہ السلام نے اُنکی بڑی خاطرداری کی اُنھوں نے اطمینان دیا کہ اٹھارہ ہزار آدمی آپ پر جان و مال نثار

کرنے والا دمین - اُن کی تعداد روزانہ بڑھتی گی - یہان تک کہ ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی تک تعداد پہونچی - ان سب باتون کی متواتر خبر مسلم رض نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیجی - اور یہ لکھا کہ آپ چلے آیئے - اور یہ امر اس پوشیدگی سے کے ساتھ کیا گیا کہ نعمان ابن بشیر حاکم کوفہ کو اسکا شک بھی نہین ہوا - اگرچہ اُس کی خبر نعمان کو نہ تھی - لیکن یہ سب یزید ابن معاویہ کو معلوم ہو گیا - اور اُس نے عبداللہ ابن زیاد حاکم بصرہ کو لکھا - کہ کوفہ کے غافل حاکم سے علاقہ لے لو - اور اُسکی حکومت اپنے تصرف مین رکھو - عبداللہ زیاد کا بیٹا تھا اور اُس مین اپنے باپ کی چالاکی تھی - اُسنے اِس نازک حالت کو دریافت کیا اور صرف بیس سوارون کے ساتھ روانہ ہوا - اہل کوفہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے انتظار مین تھے اور اُنکے آنے کے روزانہ منتظر رہتے تھے - کہ عبداللہ ابن زیاد شب ماہ مین اپنے لشکر کے ساتھ آیا - لوگون نے اُس کو نواسہ رسول اللہ صلعم سمجھ کر گھیر لیا - سوارون نے کہا کہ دور رہو یہ امیر عبداللہ ہین - مجمع افسردہ ہوکے پیچھے ہٹا - اور عبداللہ ابن زیاد قلعہ مین داخل ہوا جب یہ معلوم ہوا کہ وہ حاکم ہو کر آیا ہے - عام ناخوشی پھیل گئی - کیونکہ وہ ہوشیاری اور فیصلہ مین زیاد ثانی کہلاتا تھا - اُس نے جانبداران امام حسین علیہ السلام کو دریافت کر لیا - اُنکی جماعت کو پراگندہ کیا - اور مسلم کو قید کر لیا - وہ قید ہو جانے پر بہت روئے - لیکن کچھ اپنے حال پر نہ روئے بلکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے حال پر روئے - کہ ہمارے خطوط کے باعث وہ بھی کوفہ مین آوینگے - اور تباہی مین پڑینگے - مسلم ع کا سر کاٹا گیا - اور یزید بن معاویہ کے پاس بھیجا گیا -

ان خطوط کا اثر حضرت امام حسین علیہ السلام پر واقعی بہت پڑا کہ گویا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اہل کوفہ کی طلب کی تعمیل کی تیاریان شروع کین

آپ کے دوستوں نے اگرچہ اہل کوفہ کی ضرب المثل بیوفائی کو بیان کیا اُسکا کچھ اثر نہوا لوگوں نے یہ بھی سمجھایا کہ آپ منتظر رہئیے۔یہاں تک کہ اہل کوفہ آپؓ کے جانبدار ہوکر یزید کے علانیہ خلاف ہوں۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کہا کہ اگر آپ جاتے ہیں تو عیال و اطفال کو مکہ میں چھوڑے جائیے۔شاید حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایسا حال نہو۔

آپ نے فرمایا ہم اللہ پر بھروسا رکھتے ہیں۔اور آپ وہاں سے مع چند رشتہ داروں کے روانہ ہوئے۔جب کوفہ کی سرحد پر پہونچے۔آپؓ کو ایک ہزار سوار کا رسالہ ملا جسکا سردار۔حُر تھا اور وہ قوم تمیمہ سے تھا۔آپؓ نے سمجھا میرے جانبدار لوگ ہیں میرے لینے کو آئے ہیں۔لیکن حُر نے مطلع کیا کہ ہم امیر عبداللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔اور آپؓ کو کوفہ لیجانے کو آئے ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے عبداللہ کے حکم کی تعمیل سے انکار کیا۔اور آپؓ نے فرمایا کہ ہم صلح کے ساتھ آئے ہیں چونکہ ہمکو اہل کوفہ نے خلیفہ وقت مقرر کیا ہے۔اور آپؓ نے اپنے استحقاق کی کیفیت بیان کی اور کوشش کی کہ آپؓ کو اپنی طرف لے لیویں۔لیکن اگرچہ حُر آپؓ کے خلاف میں نہ تھے۔ایسا ظاہر کرنے سے پرہیز کیا اور کہا کہ آپ میرے ساتھ کوفہ چلئے۔

ہرگاہ آپؓ بات کر رہے تھے۔چار سوار چلے اور اُن کے ساتھ ایک رہنما تھا۔اُن میں سے ایک شخص ثمرہ تھا جسکو حضرت امام حسین علیہ السلام جانتے تھے اُسنے حُر سے اجازت لیکر علیحدہ بات کی حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُس سے کوفہ کا حال دریافت کیا۔اُسنے جواب دیا اب شرفائے شہر آپ کے خلاف ہیں بلکہ عوام ابھی تک آپؓ کے جانب دار ہیں لیکن کل صبح تک کوئی آپکا ساتھ نہ دیگا۔حضرت امام حسین علیہ السلام نے قیس ابن سعد عبادہ کا حال پوچھا

جنکو پیش خیمہ کرکے روانہ کیا تھا کہ آپ کے جانبداروں کو مطلع کرین۔ اُس نے کہا کہ شبہ بن عبداللہ نے انکو گرفتار کیا۔ اور آپ پر اور آپ کے والد علیؑ پر لعنت کرنے کے لیے کہا جب اُنھوں نے انکار کیا۔ انکو ایک برج سے گروا دیا۔

آپ نے اپنے قاصد کا حال سُنکر گریہ کیا۔ اور آپ نے قرآن کی آیت پڑھی جسکا مضمون یہ ہے بعض ایسے لوگ ہین کہ مر چکے ہین۔ اور بعض جو زندہ ہین موت کے اُمیدوار ہین۔ اے اللہ انکا مکان باغ جنان ہین ہو اور ہمکو بھی انھین کے ساتھ اپنی رحمت مین بلا۔

ثمرہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہ بھی کہا کہ یہ آپ کا مختصر لشکر کوفہ کے لشکر کے مقابل مین کام نہ آئیگا۔ اور کہا کہ آپؑ کو عربی کے پہاڑون مین کہ صوبہ نجف مین ہے لیے چلتے ہین جہان دس ہزار قوم طے کی آپ کی پناہ کے واسطے آمادہ ہوجائے گی۔ آپ نے اُسکا مشورہ قبول نہ کیا۔ اور قادسیہ کی طرف جہان مسلمانون نے فتح پائی تھی چلے۔ اور محر اور اُسکے ساتھی آپکی حرکت کے نگران ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیال مین پیشین گوئی کا گذر ہوا جب آپؑ چلے تو راہ بھول گئے۔ جب آپؑ نیند سے اُٹھے۔ آپؑ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون ہم اللہ کیواسطے ہین اور اُسی کی طرف جاوینگے آپؑ نے دیکھا کہ ایک سوار کہتا ہے کہ آدمی رات کو چلتے ہین لیکن یہ نہین جانتے کہ اُنکے ساتھ اُنکی موت بھی ملنے کو جاتی ہے آپ نے اُسکو قاصد اجل سمجھا۔

اسی پریشانی کی حالت مین آپ نے ایک جگہ لب فرات قیام کیا۔ اور یہ قیام بسبب آجانے دشمن کے چار ہزار سوارون کے تھا۔ جس کا افسر عمر ابن سعد تھا۔ یہ سب بھیجے ہوئے عبداللہ ابن زیاد کے تھے جسکو گمان تھا کہ کہین عامر چلا ئو حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نہ ہوجائین۔ بار بار مخالفون کے

آنے سے اور اہل کوفہ کی مدد نہ پہونچنے سے آپ پر اہل کوفہ کی بیوفائی ثابت ہوئی۔ آپ
نے عمر بن سعد سے گفتگو کی جو جبراً اہلبیت کے خلاف مین آیا تھا۔ اور فرمایا کہ ہم اہل
کوفہ کے فریب مین پڑکر یہان آئے۔ اور اب تم جایا چاہتے ہین عمر بن سعد نے
اس پیغام کو تیز قاصد کی معرفت ابن زیادؔ کے پاس روانہ کیا کہ حضرت
امام حسین علیہ السلام کے ساتھ سختی نہ کی جائے۔ اُس کے جواب مین
ابن زیادؔ نے کہا کہ درمیان دریائے فرات اور آپؑ کے خیمہ کے پانی
بند کردو جیسا انھون نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا۔ یہانتک
کہ وہ یزید کی متابعت ظاہر کرین۔

عمر بن سعد نے اس حکم کی بجاآوری جبراً کی۔ اور اُن کے خیمہ مین پیاس کی شدت
ہوئی۔ تاہم آپ نے یزید کی بیعت نہ کی آپؑ نے تین شرطین کین ایک یہ کہ یزید کے
پاس ہمکو جانے دو۔ کہ اُس سے دو بدو باتین طے کرلیجائین۔ یا ہمکو عرب مین واپس
جانے دو۔ یا خراسان جانے دو کہ کافرون سے لڑین عمر سعد نے ان
شرائط کو عبداللہ ابن زیادؔ کے پاس بھیجا۔ ابن زیاد۔ دیر ہونے سے
گھبرایا۔ کہ ان باتون مین آپ کو مہلت ملجائیگی۔ اور تمامہ خلائق کو اپنی طرف رجوع
کرلینگے۔ اس لیے اُسنے مختصر جواب لکھا۔ اگر امام حسین ابن علی علیہما السلام اور
اُنکے آدمی یزید کی متابعت کرلین۔ اُن پر مہربانی کرو۔ اگر انکار کرین قتل کرو۔ اُن کی
لاشون کو گھوڑے کے پاؤن سے پامال کرو۔ اس خط کو شمر لایا۔ کہ سخت اور تند آدمی
تھا۔ اور اسکو خانگی طور پر ہدایت کی گئی تھی کہ اگر عمر سعد میرے حکم کے موافق
نہ کرے تو اُسکا سر کاٹ لو۔ اور تم لشکر کی حکومت اختیار کرو۔ اسکو ایک حکم واسطے پناہ
حضرت علیؑ کے چارون بیٹون کے دیا گیا تھا۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام
کے ساتھ تھے۔

عمر سعدؓ نے یہ خط ابن زیاد کا پاکر پھر حضرت امام حسین علیہ السلام سے گفتگو کی
اُس نے آپ کو اپنے خیمہ کے سامنے اپنے بھائی عباس ابن علی رضی اللہ تعالےٰ
عنہما سے گفتگو کرتے دیکھا۔ اور آپ کو ابن زیاد کا پیغام سُنایا۔ اُسنے اُس خط کو کہ انکے
بھائیون کی پناہ کا تھا دکھایا لیکن انھون نے انکار کیا۔ حضرت امام حسینؑ نے
صبح تک کی مہلت لی کہ سمجھکر جواب دیوین گے۔ لیکن آپ آمادہ ہو چکے تھے آپ نے
دیکھا کہ کل عزت کے شرا کا مفقود تھے۔ اور آپ شہادت کے واسطے تیار ہوئے
بعد جانے عمر سعدؓ کے آپ اپنے خیمہ کے دروازے کے سامنے تنہا بیٹھے رہے۔
اور تلوار عصا کی جگہہ ہاتھ مین لیے رہے۔ ایکبار پھر آپ کے سامنے وہی سوار کی صورت
نمودار ہوئی جسنے کہا تھا کہ آدمی رات کو پھرتے ہین اور اُنکے ساتھ اُنکی موت پھرتی ہے
اسکے بعد آپ کو کچھ غنودگی سی آگئی۔
آپکی بہن زینبؑ کے آنے سے آپ کی آنکھیں کھل گئین۔ آپؑ نے اپنے غم کا اظہار
کیا۔ اور فرمایا ہم نے ابھی خواب مین اپنے نانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا
ہے کہ کہتے ہین کہ تم میرے ساتھ بہت جلد بہشت مین ہو گے۔ زینب نے اسکی
تعبیر سمجھی اور چھاتی پیٹ کر کہا کہ ہمپر اور ہمارے خاندان پر افسوس ہے ہماری مان مر چکین
ہمارے باپ علی کرم اللہ وجہہ اور بھائی حسن علیہ السلام بھی گذر گئے۔
ہماری گذشتہ بربادی اور پیش آنے والی پر افسوس ہے۔ یہ کہکر وہ گر پڑین۔ اور غش
آگیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے آپکو اُٹھا لیا۔ آپ کے چہرہ پر پانی چھڑکا اور ہوش
مین لائے۔
آپ نے اُنکو سمجھایا کہ اللہ پر بھروسا رکھنا چاہیئے۔ اور کل چیزین کہ پیدا ہوئین۔
ایک روز ہلاک ہونگی۔ سوائے اللہ کے جسنے سبکو پیدا کیا۔ اور سب اُسکی ذات
مین فنا ہونگے۔ آپؑ نے فرمایا میرے باپ میرے بھائی میری مان ہم سے اچھے تھے

تاہم وہ فنا ہوئے۔ اور ہر مسلمان فنا کی راہ میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید کرے گا
آپ انکا ہاتھ پکڑ کر خیمہ کے اندر لے گئے۔ اور فرمایا کاش میری موت ہو تو حد سے زیادہ
غم نہ کرنا۔ ان کے بعد آپؑ اپنے دوستوں اور پیروان کی طرف مخاطب ہوئے۔ آپنے
فرمایا یہ لشکر جس میں ہم گھرے ہوئے ہیں۔ سوائے ہمارے کسی کی زندگی کا خواہاں نہیں
اور یہ ہماری موت سے رضامند ہو جائینگے۔ میرے ساتھ مت ٹھہرو کہ تم پر تباہی آوے
اور مجھکو میری قسمت کا لکھا بھگتنے دو۔

آپؑ کے بھائی عباس بن علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا اللہ وہ دن نہ دکھاوے
کہ ہم آپ کے بعد جیتے رہیں۔ اور انکی باتوں کی سبھوں نے تائید کی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ دیکھکر کہ سب ہمارے ساتھ مرنے کو تیار
ہیں۔ لڑائی کی تیاریاں کیں آپ کے حکم سے سب خیمے قطار سے نصب کیے گئے۔
اور انکی رسیاں دور تک پھیلائی گئیں کہ مخالفین کے واسطے روک ہوں ہر گاہ
پیچھے کی طرف گہری کھائی کھودی گئی۔ اور اس میں لکڑی بھر دی گئی۔ کہ اگر پیچھے سے حملہ
ہو تو اس میں آگ لگا دی جائے۔ تاکہ حملہ صرف آگے ہی سے ہو سکے۔ یہ سمجھکر کہ روز آیندہ
انکے لیے آخری روز ہے۔ رات بھر آپؑ نے اور آپ کے ساتھیوں نے نماز اور
دعا میں گذرانی۔ ہر گاہ دشمن کا لشکر خیمہ کے گرد پھرا دیتا رہا۔ کہ کہیں مفرور
نہو جائیں۔

جب صبح ہوئی حضرت امام حسین علیہ السلام نے لڑائی کی تیاریاں کیں آپ کا
کل لشکر چالیس پیادے اور بتیس سواروں کا تھا۔ لیکن سب کو شہادت کی آرزو
تھی۔ آپ کے اکثر ساتھیوں نے غسل کیا اور خوشبو لگائی۔ آپ کی لڑکیاں اور
بہنوں کی آہ و بکا سے آپ کا استقلال ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور خیال آیا کہ ہمارے
بعد انپر کیسی تباہی آوے گی۔ اس وقت آپ کو افسوس آیا۔ کہ ہم نے

عبداللہ ابن عباسؓ کا مشورہ کیون نہ قبول کیا۔ اور عیال و اطفال کو مکہ مین کیون نہ چھوڑ آئے۔ اور فرمایا کہ اے اللہ عبداللہ ابن عباسؓ کو جزائے خیر دے۔

تیس آدمیون کا رسالہ بہ سرداری حُر آپ کی طرف مخاطب ہوا۔ لیکن وہ ساتھ دینے کو آئے مخالف نہ تھے حُر کو نہایت افسوس ہوا کہ ہمنے پہلے آپ کو کیون روکا۔ اور اسکے بدلے مین اب آپؑ کے ساتھ شہید ہونے کو آئے جب عمر سعد اور اسکا لشکر قریب آیا۔ حُر نے کہا کہ اے اہل کوفہ تم پر حیف ہے تمنے خاندان نبویؐ کو اپنے شہر مین طلب کیا۔ اور اب تم اُن سے لڑنے کو آئے ہو تمنے اُنپر فرات کا پانی بند کیا۔ کہ عام خلائق کیواسطے بلکہ کافرون اور جانورون پر مباح ہے۔ تم نے درندون کی طرح اُن کو قید بند کیا ہے۔ عمر سعد نے معذرت کرنی شروع کی۔ کہ ابن زیاد کا حکم ہے۔

لیکن تند شمر لعین نے نرمی کے وسیلون کو موقوف کر کے ایک تیر آپ کے خیمہ کیطرف پھینکا۔ اور لڑائی شروع کر دی۔ اور اپنی تمثیل پیش کی کہ ہم حملہ کرنے والون مین اول ہین۔ خفیف لڑائی ہوئی۔ لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کے آدمی خیمہ کے قریب رہے۔ کہ جہان صرف تیر پہونچ سکتا تھا۔ اسکے بعد وقتاً فوقتاً فرداً فرداً لڑائی رہی جیسا کہ آگے زمانہ مین رواج تھا۔ اس مین زیادہ نقصان فریق ثانی کا ہوا۔ کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھی بڑی بہادری سے لڑے۔

عمر سعد نے اب حملہ عام کیا۔ لیکن چونکہ حملہ صرف آگے سے تھا۔ لوگون نے کامیابی کے ساتھ روکا شمر لعین اور اُسکے ساتھیون نے خیمہ گرا دینا چاہا۔ لیکن سخت مقابلہ ہوا شمر لعین نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیمہ پر نیزہ مارا اور آگ مانگی کہ آگ لگا دین۔ عورتین روتی ہوئی نکل پڑین۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ تمھارے حصہ مین جہنم کی آگ ہو۔ تم ہمارے خاندان کو برباد کرنا چاہتے ہو۔ اور شمر لعین بھی عورتون کی آواز سے نرم ہوا۔ اور کچھ نقصان کے

ساتھ لیا ہوا فریقین ظہر کی نماز کے وقت علیحدہ ہو گئے۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے صلوۃ الخوف پڑھی۔ جب نماز ہو چکی۔ دشمن نے تیر چلایا۔ لیکن بعد ہی سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایماندار ساتھی ایک ایک کر کے چن لیے گئے۔ یہاں تک کہ آپ تنہا رہ گئے۔ لیکن تاہم کسی کی جرأت نہوئی کہ آپ کے پاس آوے۔ ایک تیر آپ کے چھوٹے لڑکے (علی اصغر) کو لگا جنکو آپ گود میں لیئے تھے۔ آپ نے انکا خون چلو میں لیا اور آسمان کی طرف پھینکا۔ اور فرمایا اے اللہ اگر تو میری مدد نہیں کرتا ہے تو ظالموں سے اس بے جرم معصوم کے خون کا بدلا لے۔ آپ کے بھتیجے قاسم کے بھی بازو میں زخم آیا۔ آپ نے فرمایا اے لڑکے اللہ تعالی تمکو بلاتا ہے اور تم بہت جلد اپنے مورث اعلی کے ساتھ بہشت میں ہو گے۔ ایک مرتبہ آپ نے غصہ ہو کر انگلی سے اشارہ ایک صف کی طرف کیا انکے سر اتر گئے لیکن فوراً ہی آپ کو الہام ہوا کہ آپ کی قسمت میں شہادت عظمی ہے صبر کیجئے اسلیے آپ نے صبر فرمایا۔

اسوقت حضرت زینب گھس پڑیں اور کہا کہ خاندان نبوی کے قاتلوں پر قہر الہی نازل ہو لیکن شمر لعین نے گرجکر انکی آواز کو سننے نہ دیا۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے قریب آگیا۔ آپ بڑی بہادری سے لڑے اور اکثروں کو آپ نے گرد زبر کیا۔ یہاں تک کہ آپ تھک گئے۔ اور آپ کو لوگوں نے شہید کیا۔ آپ کے جسم مبارک پر تینتیس زخم گنے گئے۔ اور چونتیس خراش تھے۔ آپ کا سر مبارک بدن سے جدا کیا گیا کہ ابن زیاد کے پاس بھیجا جاوے۔ اور شمر لعین۔ اپنے لشکر کے ساتھ آپ کی لاش مبارک پر گیا۔ اور پیچھے گیا۔ اور اسکو ڈھانکا۔ اسکو حکم تھا کہ ایسا پامال کرد کر خاک میں ملجائے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے بہترین ساتھی اس معرکہ میں شہید ہوئے جن میں سترہ آدمی بنی فاطمہ کے تھے۔ اٹھاسی آدمی فریق ثانی کے مارے گئے اور بہت لوگ زخمی ہوئے۔

ہر چند عمر سعد نے منع بھی کیا لیکن آپ کا کل اسباب مال غنیمت کی طرح لوٹا گیا۔ شمر لعین نے آپ کا سر مبارک ابن زیاد کے پاس بھیجا۔ وہ سوار ہو کر کوفہ کو چلا لیکن قلعہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ اسلیے اُسنے رات بھر سر مبارک کو گھر رکھا اور صبح کو لایا۔ اُسنے رات کو جب سر مبارک گھر رکھا تھا۔ اپنی جورو کو کامیابی کی نشانی دکھائی لیکن وہ بہت ڈری کہ خاندان نبوی پر تو نے یہ ظلم کیا۔ اور اُسوقت سے وہ عورت اپنے شوہر سے نہ ملی۔ جب سر مبارک ابن زیاد کے سامنے لایا گیا۔ اُسنے سر مبارک پر لکڑی ماری۔ لیکن ایک بوڑھے عرب سے نہ رہا گیا اور بول اُٹھا قسم اللہ کی میں نے ان ہونٹھوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس ہونٹ سے ملا دیکھا تھا جب ابن زیاد اپنے محل سے نکلا اسنے چند عورتوں کو میلے کپڑے پہنے زمین پر شکستہ دل بیٹھے دیکھا۔ اُس نے تین مرتبہ پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں جواب ملا کہ حضرت زینبؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کی بہن ہیں۔ وہ نہایت خوش ہو کر بولا کہ کس نے اس مغرور عورت کو شرمندہ کیا۔ اور اُسکے خاندان کو برباد کیا۔ حضرت زینبؑ نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جسنے اپنے مقدس نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے خاندان کو مفتخر کیا۔ یہ نسبت ہمارے ہمسایہ کے جنپر موت کا حکم ہوا وہ اپنی آرام کی جگہ گئے۔ لیکن اللہ تعالےٰ انکو اور تمکو اکٹھا کرے گا۔ اور تمھارے درمیان میں منصف ہوگا۔

ابن زیاد۔ اس جواب سے غضبناک ہوا۔ اور اُسکے دوست ڈرے کہ اس غصہ میں کچھ اور حکم نہ دے لیکن اُن لوگوں نے سمجھایا کہ یہ عورتیں ہیں ان کی باتیں قابل لحاظ نہیں۔ اُسنے کہا کہ اُسکو طعن کرنے دو۔ یہ کافی ہے کہ اللہ نے ہم کو خوشنود کیا۔ اور اُنکے خاندان باغی کو تباہ کیا۔ حضرت زینبؑ نے کہا کہ یہ سچ ہے کہ تمنے جڑ اور شاخ ہماری کاٹی ہے۔ اور اگر اُس میں تمھاری خوشی ہے تو خوش رہو۔

ابن زیاد نے متعجب ہو کر دیکھا۔ اور کہا کہ تم حضرت علی۔ کرم اللہ وجہہ کی

لائق اور شجاع بیٹی ہو کہ شاعر تھے حضرت زینب نے کہا کہ عورت کے واسطے شجاعت ضرور نہین لیکن جب میرا دل جلتا ہے میری زبان پر بات آتی ہے ابن زیاد نے علی ابن حسینؑ یعنے امام زین العابدین کی طرف دیکھا کہ قریب شباب کے تھے اور قتل کا حکم دیا زینب کا دل اختیار سے جاتا رہا۔ وہ رو دین اور اپنے بھتیجے کو ڈھانپ لیا۔ اور ابن زیاد سے کہا کہ تو نے ابھی میرے خاندان کا خون کیا کافی نہین کیا ہے کہ اس لڑکے کے خون کا خواہان ہے اسکے ساتھ میری بھی جان لے لے اُس نے تعجب سے دیکھا اور کچھ عرصے تک خاموش رہا لیکن اُس لڑکے کے خون کا خواہان تھا آخر زینب کی باتون سے نرم ہوا اور علی ابن حسین علیہ السلام کی جان بچی۔

حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک شمر کی معرفت دمشق روانہ کیا گیا اور اس کے ساتھ زینب اور علی ابن حسین اور اُن کے ساتھی روانہ ہوے علی ابن حسین کی گردن مین زنجیر ڈالی گئی لیکن آپ اسکو پہنے رہے اور کبھی شاکی نہ ہوے جب شمر لعین نے ابن زیاد کی مبارکباد کے ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک یزید کے آگے پیش کیا وہ رو دیا اور بولا کہ اے حسین اگر تم میرے ہاتھ پڑتے تو تمھارا یہ حال نہوتا تب اُس نے کہا کہ قہر الٰہی ابن ثومیہ یعنی ابن زیاد پر کہ ثومیہ لونڈی کا جنا ولدالحرام تھا۔

یزید بن معاویہ کے حاشی سے ایک نے کہا کہ علی ابن حسین علیہما السلام کو قتل کر ڈالیے کہ خاندان حسین علیہ السلام مٹ جاوے لیکن مترحم لوگون نے منع کیا جب آپ کے عیال و اطفال کثیف لباس پہنے شرفاے شام کے مقابل مین لائے گئے یزید کا دل ہل گیا اور اس نے ابن زیاد پر لعنت کی آپ کے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بھائی حسنؑ کا نام یزید نے بے قدری سے لیا

لیکن حضرت زینب سے نرہا گیا اور آپ نے اُسکو رد کا یہان تک کہ وہ خاموش ہو گیا اب یزید نے حضرت زینبؑ اور اُن کے ساتھیون کی عزت کی اور اُن کے واسطے حمام مہیا کیا اور اپنی محلسرا مین جانے کی اجازت دی یزید کی مان امیر معاویہ کی بی بی نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم مین اُن کا ساتھ دیا۔ یزید نے اب علی ابن حسین اور عمرو ابن حسین کی قدر کی اور ان کو اپنے ساتھ سیر و سیاحت مین لیجاتا عمرو ابن حسین ہنوز بہت لڑکے تھے کہ یزید نے ان سے ہنسی سے کہا کہ تم میرے لڑکے خالد سے لڑو گے اُسکے جواب مین اُنھون نے کہا کہ ایک چھری اُسکو دو اور ایک چھری ہمکو دو یزید کے ایک حواشی نے کہ خاندان علیؑ کا دشمن تھا کہا کہ اس لڑکے سے ہوشیار رہو اور اس بات کو باور کرو کہ سانپ ہی سے سانپ کا پیدا ہوتا ہے۔

کچھ عرصے کے بعد جب خاندان حسینؑ علیہ السلام نے مدینہ آنا چاہا یزید نے ہر طرح اُن کا سامان سفر مہیا کیا۔ جب سفر تمام ہو چکا زینب اور فاطمہ بنت حسینؑ نے اپنا زیور رہنما کو اُسکے صلہ مین دینا چاہا لیکن اس لائق شامی نے انکار کیا اور کہا کہ اگر لالچ سے ہم یہ کام کرتے تو اس سے کم ہی میرے لیے کافی ہوتا لیکن جو کچھ ہم نے کیا سب اللہ کی محبت مین کیا اور اس سبب سے کہ آپ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریات طیبات ہین۔

اہل اسلام حضرت امام حسین علیہ السلام کی یادگاری بڑی قدر سے کرتے ہین اور آپ کو شہید کہتے ہین آپ اور آپ کی نو اولاد پشت در پشت دوازدہ امام مین شمار کیجاتی ہین کہ اہل شیعہ کے مذہب کے مدار ہین یہ لوگ اہل باطن سے تھے ایک دوسرے کے سجادہ نشین ہوے۔ کہ اب بھی درویشون مین یہ رواج جاری ہے حضرت امام کی شہادت کے دن کو روز حسین کہتے ہین اور اسکی بڑی

تقدیس کیجاتی ہے۔ آپ کی شہادت کے عرصہ کے بعد وہان جہان آپ شہید ہوئے روضہ بنایا گیا اور اسکو مشہد حسین کہتے ہین اہل شیعہ کہتے ہین کہ جس روز آپ شہید ہوئے آفتاب سیاہ ہو گیا اور ستارے دوپہر دن کو روشن ہو گئے اور ابر سے خون برسا اور ایک غیر معمولی روشنی آپ کے سر مبارک سے نکلی اور اُس کو سفید چڑیون نے گھیر لیا آپ کی اولاد مین حضرت امام زین العابدین سے جن کو علی ابن حسین علیہ السلام کہتے ہین اجرائے نسل ہوا اور ان کی دو بیٹیان بھی تھین فاطمہ اور سکینہ۔

فصل دوسری

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے یزید کے ایک مخالف برطرف ہوئے لیکن دوسرے مخالف کے حق مین تقویت ہو گئی کہ جو حضرت امام حسینؑ سے کم ہر دل عزیز نہ تھے ایسے شخص حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ تھے جن کی منزلت بسبب عبادت اور پرہیزگاری کے اہل اسلام مین بہت تھی اور اس علم و اخلاق کے آدمی تھے کہ بنی ہاشم نے فوراً ہی اِن کو خلیفہ وقت مان لیا اور اکثرون نے اہل مکہ اور مدینہ سے ایسا ہی کیا اور انھون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی وفات کو شہادت کہا اور اسی سبب سے اور بھی ان کے تخت نشینی کے بعد انکی طرف لوگ رجوع ہوئے آپ نے نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کو یاد کیا اُن کی پرہیزگاری اور نماز گذاری اور اہل کوفہ کا فریب اور بیوفائی اُن کی عالی شجاعت اور وہ ظلم جو آپ کے ساتھ وقت شہادت اہل دغا نے کیا بیان کیا عام کے خیالات اس گفتگو کے ساتھ جوش کر آئے اور حسین ابن علی علیہما السلام کی یادگار تازہ ہو گئی۔

ایک منجم نے کہ دانیال کی کتابین پڑھا ہوا تھا اظہار کیا کہ ابن زبیرؓ

بادشاہت کرینگے اور بادشاہی حالت مین انتقال کرینگے اسکا ظہور ہوا اور عربون کی تعداد ان کی جانب داری مین بہت جلد بڑھتی گئی ان کا سن شریف وقت وفات حضرت صلعم کے دس برس کا تھا اسلیے صحابہ مین شمار کیے گئے اور بعد ہجرت کے وہ اول مولود اہل اسلام کے تھے اور ان کے منھ مین اپنا چابا ہوا خرما بعد ولادت کے حضرت صلعم نے دیا تھا اور اہل حدیث سے ہین اکثر حدیث کے راوی ہین۔

یزید نے اس نئے خلیفۂ وقت کی خبر سنکر بہت خوف کیا اس نے آپ کی طرف کو حقارت سے دیکھا اور ایک چاندی کا حلقہ مروان بن الحکم کے پاس کہ مدینہ کا حاکم تھا بھیجا کہ خلیفۂ وقت کے گلے مین دے کر اور آپ کو بازنجیر کر کے بھیجدے۔ مروان نے کہ ایک چالاک آدمی تھا اور ابن زبیرؓ کی شجاعت اور اُن کی ترقی بذریعہ اعزاز سے واقف تھا حکم کی بجا آوری سے احتیاط کی۔

یزید کی کوشش حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کے اختیارات فرو کرنے مین مکہ مین کچھ نہ چلی اس نے اکثر مکہ کے حکام کو بدلا لیکن عبداللہ ابن زبیرؓ کی علو عقلمندی کے آگے کچھ بن نہ پڑی اور خلائق کی ناراضی سے یزید ڈرا۔

اکثر شرائط ان ناراض شہرون کے لوگون کے ساتھ یزید نے پیش کیے اور یہان سے بھی قاصد گئے لیکن اُس سے یزید اور بھی خوف زدہ ہوا اور قاصدون نے اس کی بدچلنی بیان کی۔ نماز سے غافل۔ عیاش۔ شراب خوار۔ رقص باز گانے بجانے مین اوقات صرف کرنے والا اور کتے اور ہیجڑون کا مصاحب تھا اہل شہر کو کہ نفرت یزید کی جانب سے ہوئی اُس کی ترقی عبداللہ ابن زبیرؓ کے لوگون نے دی۔ یہان تک کہ کل خاندان بنی امیہ بھی اُس سے باغی ہو گئے اور علانیہ اُس کی جانب سے خلاف اہل عرب ہوئے۔ مدینہ کی مسجد مین کہ اجماع لوگون کا تھا ایک شخص نے پگڑی اُتار دی اور کہا کہ مین یزید کو اسی طرح تخت سے اُتارتا ہون دوسرے نے بھی

اسی طرح اسکی تائید کی اور جوتا نکال ڈالا پگڑی اور جوتون کا انبار ہو گیا جس سے ثابت ہوا کہ لوگ خلاف مین ہین اور دوسری حرکت یہ ہوئی کہ اشتہار ہوا کہ خاندان بنی اُمیہ اور اُن کے ساتھی جلاوطن کیے جاوین ان مین سے قریب ایک ہزار آدمی نے مفرور ہوکر مروان بن الحکم کے قلعہ مین پناہ لی اور وہ وہان کا حاکم تھا یہان ان لوگون کا محاصرہ ہوا اور کچھ لوگ یزید کے پاس مدد کے لیے روانہ ہوئے۔ یزید کو بہت بڑی دقت ہوئی کہ اس نے اپنے افسر لشکر کو ایسی جگہ جانے پر راضی کیا۔

مسلم ابن عقبہ ایک سخت دل اور پرانے آدمی نے اس کارروائی کو نفرت کے ساتھ اختیار کیا اور کہا کہ ایک ہزار آدمی ہوکر اور مرغیون کی طرح بلا لڑے جھگڑے بھاگ گئے ہرگز قابل مدد کے نہین۔

جب لشکر قریب روانگی کے تھا یزید نے اپنی تلوار ہاتھ مین لی اور کمان کندھے پر رکھکر لشکر کے سامنے گیا اور اُن سے کہا نمک حلالی کرنا اور دلیری دکھانا اُس نے یہ بھی ہدایت کی کہ تین روز متواتر اہل شہر سے اطاعت چاہنا قبل اس کے کہ اُن پر حملہ ہو اور جب اہل شہر انکار کرین تو لڑکر اطاعت مین لاکر تین روز تک لوٹنا اور اُس نے کہا کہ لڑکے علی ابن حسین علیہما السلام سے ہشیار رہنا اور اُن سے کچھ نہ کہنا اُنھون نے اس بغاوت مین کنارہ کشی کی ہے۔

مسلم شہر کے اندر ہاتھ مین تلوار لیے داخل ہوا اور علی ابن حسین یعنے حضرت امام زین العابدین کو بُلا بھیجا اور اُن کو اپنے اونٹ پر بٹھاکر اور اُن ہزار آدمیون کو کہ محاصر دین تھے رہا کر کے شہر کے باہر کیا اور تین روز تک شہر مدینہ کو غارت کرایا اس نے اس قدر زیادتی کی کہ اہل اسلام نے اسکا لقب مسرف رکھا یہ واقعہ سنہ ۶۳ ہجری مین مطابق سنہ ۶۸۲ عیسوی کے پیش آیا۔

اس ظالم نے مکہ کا بھی حال وہی کرنا چاہا اور روانہ ہوا لیکن راہ ہی مین جہنم واصل

ہوا اور اس کی جگہ شام کے ایک افسر نے جس کا نام حصین بن نمیر تھا لی اور اس نے اپنا لشکر مکہ کے شہر پناہ تک پہونچایا جہان ابن زبیر خود سالار لشکر تھے چالیس روز تک اس نے شہر کا محاصرہ کیا اور انجن وغیرہ سے کہ شام سے لایا تھا گرانا چاہا محاصرہ کے درمیان مین کسی قدر کعبہ کی دیوار گر گئی اور اس مین آگ بھی لگی بعض کہتے ہین کہ انجن کے اثر سے ایسا ہوا اور بعض کہتے ہین کہ ابن زبیر آواز سنکر مشعل کے ساتھ آئے جس سے پردہ مین آگ لگی اور تمام مکان جلگیا۔

شہر مکہ نہایت تنگ آگیا اور خوف ہوا کہ مدینہ کا سا حال یہان بھی نہو کہ دفعۃً ایک تیز قاصد نے عبد اللہ ابن زبیر کو خبر دی کہ یزید مر گیا ابن زبیر دیوار پر چڑھ گئے اور کہنے لگے کہ تم محاصرہ کیون کیے ہو تمھارا آقا یزید مر گیا انھون نے اسکو باور نہ کیا لیکن تھوڑی دیر بعد جب یہ خبر شائع ہوئی تو محاصرین کے دل چھوٹ گئے۔

حصین نے عبد اللہ بن زبیرؓ سے صلح کی گفتگو کی اور اپنی موافقت ظاہر کی جس مین کئی سردار اہل شام سے بھی تھے اور کہا کہ آیندہ سے خونریزی موقوف رہے ابن زبیر نہایت ہوشیار آدمی تھے اس کی باتون کو یقین نہ کیا۔

لیکن کعبہ کے گرد طواف کی بغیر ہتھیار اجازت دی اسکے بعد حصین شام کو واپس گیا اور بنی امیہ کے محصورین بھی اسکے ساتھ گئے یزید حوارین مین ۶۴ھ ہجری مین مطابق ۶۸۳ عیسوی کے اپنی عمر کے انچاسوین برس مین بعد تین سال چھ مہینے کی سلطنت کے مر گیا اہل اسلام کہتے ہین کہ یزید کا مرنا عین شباب مین اُسکی بے ادبی کے باعث سے تھا کہ اُس نے مدینہ کے ساتھ کی کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مدینہ کو ضرر دے گا وہ ایسا گھلجائے گا جیسے کہ پانی مین نمک۔

باب دسواں

فصل پہلی

یزید کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا معاویہ ثانی دمشق میں جانشین کیا گیا وہ اپنی عمر کے اکیسویں سال میں تھا وہ ضعیف دماغ اور ضعیف جسم تھا اور اس کے امورات میں اسکے اُستاد عمر المخصوص جو قدری مذہب کے تھے معین تھے۔

معاویہ ثانی نے حکومت جبراً اختیار کی کیونکہ اپنے کو اسکے قابل نہیں سمجھتا تھا اور دن کی روشنی کی اسکو برداشت نہ تھی رات کو کام کرتا تھا اس لیے اہل عرب اس کو ابواللیل کہتے ہیں چھ مہینے حکومت کرکے اس نے تخت سے کنارہ کشی کی اور اپنی ناقابلیت بیان کی بنی اُمیہ۔ اس بات سے نہایت ناراض اور مضطرب ہوئے اور عمر المخصوص پر گمان کرکے کہ انھیں کی رائے سے ایسا ہوا ان کو زندہ گاڑ دیا۔

معاویہ ثانی نے اپنا جانشین نامزد کرلے سے انکار کیا اس نے کہا کہ ہمارے دادا معاویہ بن ابی سفیان نے اس سلطنت کو اپنے سے بہتر آدمی کے ہاتھ سے لیا اور ہمارے باپ یزید بن معاویہ اسکے لائق نہ تھے اور ہم بھی اس کے ناقابل ہیں اور ہم جانشین نامزد نہ کرینگے اس لیے اس نے یہ بات قوم کے سرداروں پر چھوڑ دی جیسے ہی اس نے تخت کو ترک کیا کہ اپنے کو ایک مکان میں بند کیا اور اس سے نہ نکلا جب تک نہ مرا اور اسکی موت بھی بہت جلد آئی بعض کہتے ہیں وبا سے اور بعض کہتے ہیں زہر سے دمشق کے لوگوں نے وہاں کے تخت کے لیے مروان بن الحکم کو تجویز کیا اسکا سن زیادہ تھا۔ لنبا اور دُبلا آدمی تھا اور چہرہ زرد اور داڑھی رنگین تھی جنھوں نے اسکو تخت پر بٹھایا اس سے شرط کی کہ اپنی اولاد کو جانشین نامزد نہ کرے بلکہ اس کی جگہ خالد بن یزید جانشین کیا جائے گا جو کہ نابالغ تھا مروان نے

بلالحاظ کسی بات کے فوراً حلف کیا اور کس قدر وہ اپنے حلف کا پابند رہا معلوم ہوگا
جب کہ مروان دمشق کا حاکم ہوا ابن زبیر مکہ اور مدینہ اور تمام عربستان اور خراسان
اور بابلستان اور مصر مین خلیفہ وقت مانے گئے ایک دوسرا شخص بھی خلافت کا
دعویدار رہوا - ابن زیاد جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کرایا اس
نے اہل بصرہ سے بیان کیا کہ ابھی اہل عرب اور اہل شام مین لڑائی ہے
کہ کون خلیفہ وقت ہو اس لیے ہم اپنے ملک کو آزاد رکھتے ہین یہان تک کہ کوئی
آدمی بلانزاع خلیفہ وقت مقرر ہو اس نے بظاہر انکار کیا لیکن لوگون نے اس کا
ہاتھ تھاما اور اسکو خلیفہ کیا لیکن خلافت تھوڑی دیر کے لیے تھی کوفیون نے ظلم
دیکھکر اسکی خلافت سے انکار کیا اور جب بصریون نے یہ سُنا انھون نے بھی اس
سے انکار اور بغاوت کی یہان تک کہ ابن زیاد عورت کے لباس مین ہوکر ایک
ہمجلیس کے مکان تک پہونچا اُس نے اپنی حکومت کے زمانے مین بہت خزانہ جمع کیا
تھا اس خزانے سے قریب دو لاکھ اشرفی کے اس نے تقسیم کیا اور کچھ لوگون کو
اپنا جانبدار کیا لیکن تاہم وہ بھاگنے پر مجبور ہوا اور اس کا اسباب باغیون
نے لوٹا وہ رات کو ایک سو آدمی کے ساتھ بھاگا کچھ عرصے کے بعد بعض وجہ سے
اس نے اونٹ چھوڑ کر گدھے پر سواری کی اس طرح ابن زیاد کہ کل بابلستان اور
بصرہ کا بادشاہ تھا اور وہان کا خلیفہ مانا گیا تھا بھاگا اسکے ساتھیون مین سے ایک
نے سمجھا کہ قتل حسین علیہ السلام کے باعث کچھ زیر لب افسوس کرتا ہی اور اسکی تشفی
کرنے لگا لیکن اس نے جواب دیا کہ یہ سبب نہین ہی ہم نے اپنے آپ کو مصیبت
مین ڈالا ہی جیسے اہل بصرہ نے بغاوت کی تھی ہمکو مناسب تھا کہ ہم اُن کی خونریزی
خوب کرتے ابن زیاد آخرش دمشق مین اُس وقت پہونچا - کہ مروان کی تخت نشینی
ہوتی تھی - اس عرصہ مین اہل بصرہ نے اپنی موافقت ابن زبیر سے کرلی -

مروان صرف شام میں بادشاہ مانا گیا۔ لیکن ملک شام کی اس قدر وسعت اور آمدنی تھی کہ برائے خاص رد و بادشاہت تھی اور مروان بھی ابن زبیر کی اطاعت میں آنا چاہتا تھا لیکن ابن زیاد مانع ہوا کچھ لوگ بھی بزیر سالاری ضحاک بن قیس کے کہ ایک وقت حاکم کوفہ تھے ابن زبیر کی طرف سے دمشق میں داعی تھے وہ لوگ ہتھیار بند ہو کر دمشق کے میدان میں آئے مروان ان کے مقابلہ کو خود گیا۔ ایک سخت لڑائی ہوئی ضحاک اور اسی آدمی شرفائے دمشق سے ہلاک ہوئے۔ اور انکے علاوہ انکے ساتھی بھی۔ فتح مروان کی ہوئی اس نے اپنے سپاہیوں کو واپس بلایا اور کہا کہ مفروری تمہارے بھائی ہیں تعاقب نہ کرو ضحاک کا سر جب اسکے سامنے لایا گیا وہ غمگین ہوا اور کہا کہ افسوس ہے کہ ایک بڈھے کے ہاتھ سے جوان مارا جائے۔

اسکے لشکر نے اسکو خلیفہ وقت قرار دیا۔ اور اسکو دمشق لے گئے اُسنے اپنی جگہ یزید اور معاویہ اول کی محلسرا میں کی۔ لیکن اسکے واسطے ایک مشکل پیش آئی یعنی اس سے شرط کی گئی کہ خالد بن یزید اسکا جانشین ہو۔ اور اسکی ماں یعنی یزید کی جورو سے مروان کا نکاح ہو۔

مروان نے اس شرط سے گریز چاہی لیکن اسپر جبر کیا گیا۔ جیسے ہی مروان کا نکاح ہوا۔ کہ اسنے شہر کو ترک کیا اور لشکر کے ساتھ مصر کو روانہ ہوا۔ کیونکہ وہاں ابن زبیر کے جانب دار بہم تھے اور اُن کو خلیفہ وقت مانا تھا۔ اسی لیے مروان نے اپنے بھتیجے عمرو بن سعد کو آگے روانہ کیا تھا۔ ہنوز مروان شام ہی کی راہ میں تھا کہ اسکو خبر ملی کہ ابن زبیر کے نائب کو عمرو بن حلمہ نے شکست دی اور مصر اسکے تحت تصرف میں در آیا۔ اس لیے مروان دمشق کو واپس آیا۔ اسکو یہ بھی خبر ملی کہ ابن زبیر کا لشکر بزیر سالاری انکے بھائی حضرت مصعب کے شہر تعیوف آیا ہے۔

وہ پھر روانہ ہوا۔ لیکن پھر معلوم ہوا کہ عمرو بن سعد نے حضرت مصعب کو پوری شکست دی اور اس کی حکومت مصر پر قائم ہوگئی مروان نے اپنے بیٹے عبد العزیز کو مصر کا حاکم مقرر کیا اور دمشق کو مع عمرو واپس آیا۔

فصل دوسری!

اس خراسان کی موجودہ حالت یہ ہے کہ برائے خاص خود بادشاہت تھی وہاں کے لوگوں نے دونوں کو خلیفہ وقت ماننے سے انکار کیا ان لوگوں نے سلیم بن زیاد کو اپنا حاکم مقرر کیا اور جب تک ایک آدمی خلیفہ وقت نہوا۔ انھوں نے اسی حال سے رہنا پسند کیا۔ وہ برابر کئی برس تک بادشاہ رہا۔ اور ملک کو عدل اور انصاف سے بھر دیا۔ اُسوقت بابلستان میں شیعیان علیؑ میں انتقام حسینؑ کا جوش ہوا اور اہل کوفہ نے افسوس کیا۔ کہ اصل میں قتل حسینؑ کے باعث ہم لوگ ہیں کہ اُن کو بلایا اور وقت پر اُن کا ساتھ نہ دیا۔ اب ان کے خون کا انتقام لینا چاہیئے کہ شاید ذریعہ نجات ہو جنھوں نے آپ کی شہادت کے وقت مدد نہیں کی تھی۔ انتقام لینے میں مدد دینا چاہا ایک سو سے زیادہ سردار فراہم ہوئے۔ انھوں نے اپنا نام منتقم رکھا اور اپنا سردار ایک بڈھے صحابہ کو جنکا نام سلیمان بن صرد تھا مقرر کیا۔

گرمجوشی دور دور تک پھیل گئی تھوڑے ہی عرصہ میں ساٹھ ہزار آدمی فراہم ہوگئے اور سب ہتھیار باندھنے پر تیار ہوگئے۔ اور سلیمانؓ نے ان لوگوں سے کہا۔ کہ سب لوگ نقیلہ میں وقت معینہ پر جمع ہوں لیکن قبل وقت معینہ کے آنے کے اہل کوفہ کی گرمجوشی جاتی رہی۔ اور انتقام حسینؑ کی وہ صدا نہ رہی۔ اور اکثر لوگ سلیمانؓ کے عہدے کے حسد کرنے والے پیدا ہوگئے۔ اور جب سلیمانؓ وہاں پہونچے انھوں نے بہت کم لوگوں کو وقت معینہ پر آمادہ پایا۔

سلیمانؓ نے دو سوار کوفہ کو بھیجے کو مغرب کی نماز کے وقت وہاں پہونچے۔ گلی گلی

انتقام حسینؑ پکارتے ہوے کوفہ کی مسجد مین داخل ہوے۔ اس صدا سے پھر لوگون کے دلون مین جوش پیدا ہوا۔ اور اس قاصد کے پاس جمع ہوگئے۔ ایک شخص اپنی جورو کے بستر سے اُٹھ آیا۔ اور ہتھیار باندھنے لگا اُسکی بی بی نے کہا کیا تم پاگل ہوگئے ہو اُس نے کہا نہین ہم انتقام حسینؑ کی صدا سنتے ہین۔ اور ہم اُنکا انتقام لینے جاتے ہین اُسنے کہا ہمکو کس کی حفاظت مین چھوڑے جاتے ہو۔ اُسنے کہا کہ اللہ کی حفاظت مین یہ کہکر راہی ہوا۔ دوسرے شخص نے نیزہ اور گھوڑا طلب کیا۔ اور کہا کہ ہم اپنے گناہون کی معافی چاہتے ہین اور فوراً سلیمانؓ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔

تاہم جب دوسرے روز یہ لشکر منتقمون کا روانہ ہوا۔ اس مین چار ہزار آدمی سے زیادہ نہ تھے سلیمانؓ نے کہا کہ امدادی لشکر جن کا وعدہ ہے راہ مین مل جائینگے سلیمانؓ نے اپنے مختصر لشکر کو شاباشی دی۔ اور ہمت دلائی۔ اور قتلگاہ حسینؑ مین گئے ایکدن اور ایک رات وہان گزرانا۔ اور نماز پڑھی اور غم کیا۔ تب وہان سے چلے ان کا قصد تھا کہ دونون ابن زبیر اور مروان کو خلافت سے برطرف کرین اور بنی فاطمہ مین خلافت قائم کرین۔ لیکن انکا پہلا یہ قصد ہوا کہ ابن زیاد سے انتقام لین جس کو وہ قاتل حسین سمجھتے تھے۔ سن رسیدہ سلیمان اپنے لشکر کو شام کی طرف لیچلے سلمادی فوج سے مایوس ہوے۔ اور تائید آسمانی کے منتظر رہے۔ یہانتک کہ ابن زیاد نے بیس ہزار آدمیون سے آکر مقابلہ کیا۔ اور سب کو ہلاک کر ڈالا۔

ان خانہ جنگیون کے درمیان مین۔ شمالی افریقہ کی شکست کا حال سنکر مسلمانون مین بیرونی فتوحات کا جوش پیدا ہوا ۔عرصہ کے بعد پھر ہم اگلے صفحون مین عقبہ کی دلیرانہ تباہی کا حال لکھ چکے ہین۔ یعنے الجیرس کے میدان مین جہان ان کا مختصر لشکر ابن کاہنہ کے ہاتھ سے تباہ ہوا۔

ابن کاہنہ نے اپنی فتوحات کے حالات مین زہیر ابن قیس سے شہر قیروان

کے زیر دیوار شکست اٹھائی - اور مسلمانوں میں پھر جوش پیدا ہوا خصوصاً جب مصر سے عبدالعزیز نے امدادی لشکر روانہ کیا۔ لیکن اسی حالت میں مسلمانوں کو پھر شکست ہوئی۔ کیونکہ بڑا لشکر قیصر کا جس میں کر پرانے اور آزمودہ کار سپاہی تھے قسطنطنیہ سے آیا۔ کیونکہ انکو معلوم تھا کہ مسلمانوں میں نا اتفاقی پھیلی ہے۔ اور وہ بڑا لشکر اہل بربر سے ملکر زہیر سے کھلے میدان میں مقابل ہوا۔ وہ خوب لڑے۔ لیکن مصر کے امدادی لشکر کے جی چھوڑ دینے سے اور غنیم کی بڑی تعداد آجانے سے وہ پسپا ہونے پر مجبور ہوے اور بارقہ میں واپس آگئے۔ ہر گاہ قیصر کا کامیاب لشکر شہر قیروان کی طرف بڑھا اور اس کو قبضہ میں کر لیا۔ اور اطراف کے ملک پر حاوی ہوگئے اس تباہی کا حال سنکر مسلمان اپنی خانہ جنگی بھول گئے اور بیرونی فتوحات کا جوش دل میں پیدا ہوا عبدالملک مروان کا بڑا بیٹا تھا۔ کہ افریقہ میں لڑ چکا تھا کچھ لشکر کے ساتھ زہیر ابن قیس کی مدد کو روانہ ہوا اور ان سے بارقہ میں جہاں وہ فوج فراہم کر رہے تھے ملاقی ہوا۔ دونوں نے اکٹھے ہو کر پھر مغرب کی راہ لی اور پھر اسلام کا جھنڈا قیروان کے زیر دیوار نصب کیا۔ اس ذلت کو رفع کر کے زہیر۔ کو ملک کی حکومت عبدالملک نے سپرد کی۔ اور خود اپنے بڈھے باپ کی مدد کے واسطے دمشق روانہ ہوا۔

مروان کا آخری وقت پہونچ گیا تھا۔ وہ اپنی جوانی میں پر فریب تھا اور بڑھاپے میں بھی ویسا ہی رہا۔ اسنے تخت نشینی کے وقت خالد بن یزید کو جانشین نامزد کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اب اسنے اپنے بیٹے عبدالملک کو جانشین نامزد کیا۔ اور وقت فتح مصر کے اپنے بھتیجے عمرو بن سعد سے جانشینی کا عہد کیا تھا۔ خالد بن یزید نے یہ دیکھکر مروان کو بے ایمان کہا۔ اسلیے جواب میں اسنے اس لڑکے کو کچھ برا کہا جس سے اس کی ماں کو یعنے یزید کی بی بی کو۔ اب مروان کے نکاح میں تھی بُرا

معلوم ہوا۔ اور اسنے اسکو زہر دیا۔ اور ایک روایت ہے کہ مروان کو سوتا دیکھ کر اسکے گلے پر تکیہ رکھکر بیٹھی رہی۔ یہان تک کہ وہ مرگیا۔ وہ ۶۵ھ ہجری مین مرا مطابق ۶۸۴ء کے اور وہ تخت پر پورا ایک برس بھی نہ رہا۔

فصل تیسری

مروان کے مرنے پر اسکا بیٹا عبد الملک دمشق مین تخت نشین ہوا۔ اور شام اور مصر اور افریقہ کے ملک مفتوحہ مین خلیفہ وقت مانا گیا۔ اس وقت اسکا سن چالیس برس کا تھا۔ اسکے افریقہ کے فتوحات سے اسکی کوشش اور چالاکی اور بہادری معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ عقلمندی اور علم کے واسطے مشہور تھا۔ اپنے باپ کی تخت نشینی کے وقت سے اسکو اُمید اپنی جانشینی کی تھی۔ اور اسی اُمید کے باعث اسکو جنگی کارروائی کا ذائقہ آیا۔ جب اسکو اپنے باپ کے مرنے کی خبر ملی وہ چار زانو قرآن کو لیے پڑھتا تھا۔ اسنے قرآن کو بند کیا۔ اور کہا کہ رخصت اب ہم دوسرے اُمورات کی طرف مخاطب ہوتے ہین۔

بادشاہ ہونے سے عبد الملک کے چال چلن مین فرق آگیا تھا۔ وہ علامتون اور فال اور خواب کی تعبیر کا بہت پابند تھا۔ اور اسلیے اسکو اہل عرب رفع الحجر کہتے ہین۔ عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہنوز مسلمانون کے بڑے حصہ مملکت مین خلیفہ وقت شمار کیے جاتے تھے اور اپنا دار السلطنت اُنھون نے مکہ کو قرار دیا تھا اور اسی وجہ سے چونکہ اہل اسلام حج کے واسطے مکہ آیا کرتے تھے ان پر ابن زبیرؓ کا اختیار بہت تھا۔ اسکا رشک عبد الملک کو ہوا۔ اسلیے اسنے اپنے ملک مین بھی ایسی جگہ بنانا چاہی جس سے اہل اسلام اجماع سالانہ وہان بھی کرین۔ اور اس قسم کی جگہ اسنے یروشلم یعنے بیت المقدس کو تجویز کیا جسکو اہل اسلام بسبب تعلقات موسیٰ و عیسیٰ و محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس سمجھتے تھے۔ علاوہ

اسکے وہ مقدس مقام پیغمبرون کا قبرستان تھا عبدالملک نے اس متبرک جگہ کو وسعت دی۔ اور سیڑھیان جنپر حضرت عمرؓ نے نماز پڑھی تھی۔ اُنکو بھی داخل عمارت کرکے وہان مسجد بنائی۔ اور وہ پتھر جو سنگ یعقوب کہلاتا تھا۔ جسپر یعقوبؑ کو خواب ہوا تھا بجاے حجر اسود کے قائم کیا گیا۔ کہ لوگ اُسکو بوسہ دین۔

اُسوقت ایک شجاع اور خونخوار افسر اور بھی تھا۔ جسنے اپنے کو اسلام کی سلطنت کی دشوار حالتون مین آزاد رکھا۔ ابو عبیدہ کا بیٹا تھا جس کو الثقفی کہتے ہین وہ طائف کا رہنے والا تھا۔ لیکن اسکا مشہور لقب المختار تھا۔ اس کا پہلا ذکر حضرت امام حسنؑ بن علی کرم اللہ وجہہ کی مختصر خلافت مین پایا گیا۔ کہ وہ اس خاندان کی بہی خواہی مین سرگرم تھا۔ اور اسکا دوسرا ذکر کوفہ مین اُسوقت پایا جاتا ہے کہ حضرت مسلم بن عقیل کو اسی نے اپنے گھر مین جگہ دی۔ اور حضرت امام حسینؑ کے واسطے آدمیون کو فراہم کرنے مین کوشان رہا۔

جب ابن زیاد کوفہ مین آیا اس سے لوگون نے المختار کی سازشون کا حال کہا اور ابن زیاد نے اسکو جواب دہ کیا۔ سخت جواب پانے پر ابن زیاد نے اُسکو ایسا مارا کہ ایک آنکھ اُسکی ضائع ہوگئی۔ تب اسکو قیدخانہ مین بھیجا۔ جہان وہ تا شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے گرفتار رہا۔ اسکی رہائی کی بہ نسبت لوگون نے یزید بن معاویہ سے کوشش کی جسنے اُسکی رہائی کا حکم دیا۔ ابن زیاد نے اسکو رہا کیا۔ اور ایک نوٹس دی کہ اگر وہ تین روز کے اندر اسکی حکومت سے خارج نہ ہو جائے گا۔ تو وہ ہلاک کیا جائے گا۔ المختار دھمکی دیتا ہوا روانہ ہوا۔ اور جب اسکے کسی ایک ساتھی نے پوچھا کہ یہ تمہاری آنکھ کیونکر ضائع ہوئی اُسنے کہا کہ اسی فاحشہ کے بیٹے کی حرکت ہے یعنی ابن زیاد کی۔ ہمپر اللہ کی لعنت ہو اگر ہم اسکے بدلے اسکو ہلاک نہ کر ڈالین۔ اب انتقام حسینؑ کا اسکو پورا خیال ہوا۔ اور کہنے لگا کہ اللہ

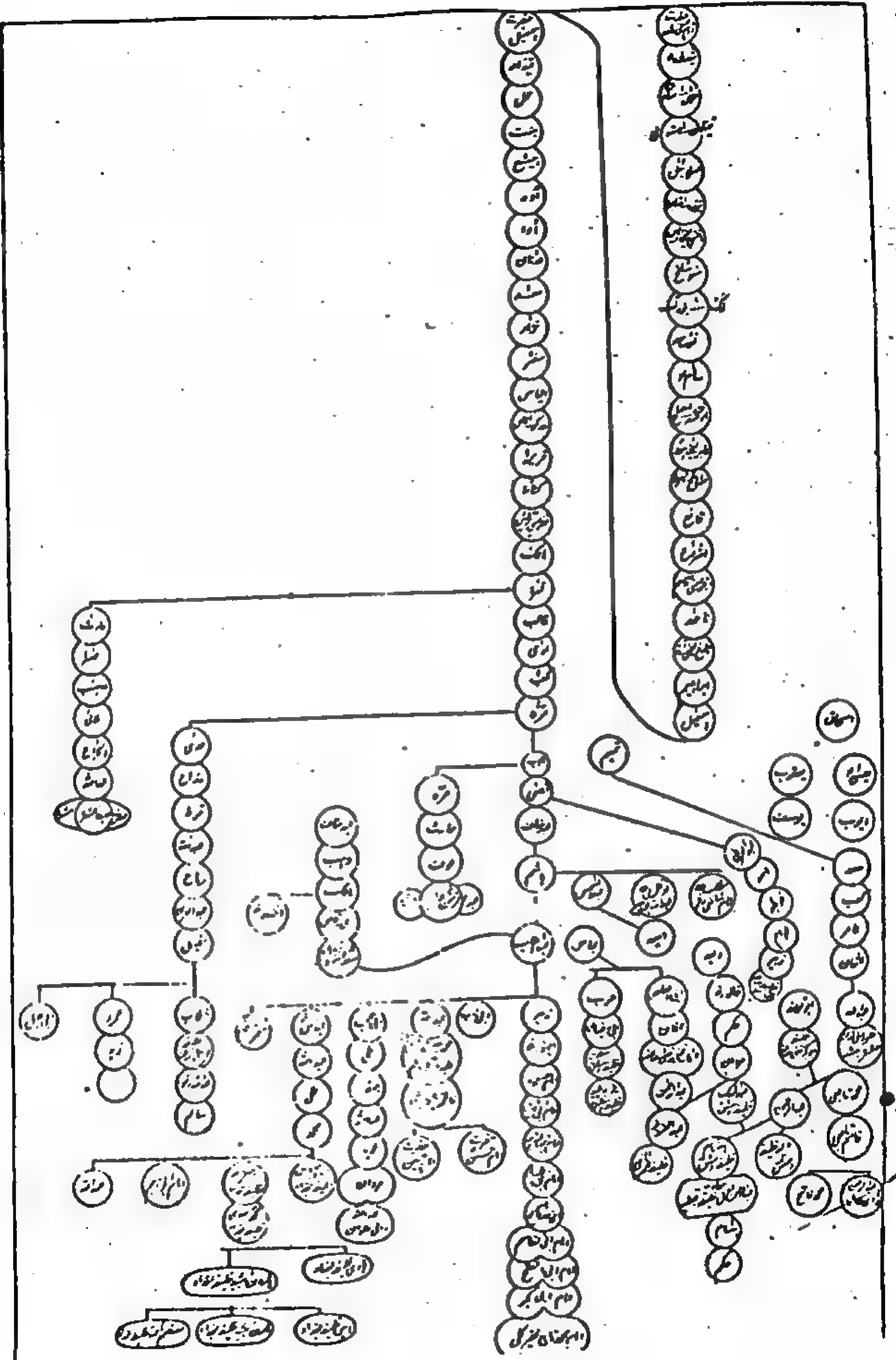
ہمکو ذلیل کرے اگر ہم اس قدر آدمی اس انتقام مین نہ ہلاک کرین جتنے لوگ یحییٰ ابن زکریا کے خون کے بدلے ہلاک کیے گئے۔

اب المختار ابن زبیر کے سامنے حاضر ہوا۔ جو ابھی تخت نشین ہوئے تھے لیکن اُسنے بیعت کرنے سے اُسوقت تک انکار کیا کہ ابن زبیر انتقام حسینؓ کا قصد نہ کرین۔ اس نے یہ بھی کہا کہ۔ ابن زبیر کے امورات اُس وقت تک فروغ پذیر نہ ہونگے۔ جب تک ہم اُنکے لشکر کے سردار نہون۔ اور انتقام حسینؓ نہ لیا جائے المختار اس مقدس شہر یعنے مکہ کے محاصرہ مین دلیری سے لڑا۔ لیکن جب بسبب مرنے یزید کے محاصرہ اُٹھا لیا گیا۔ اُسنے خلیفۂ وقت کو اپنی طرف سے سرد مہر پایا اس لیے اُسنے اُنکو چھوڑا۔ اور کوفہ کی راہ لی۔ اور جس قدر رستہ مین راہ مین ملین سب مین انتقام حسینؓ کا جوش ڈالا اور اپنے کو منتقم ظاہر کیا۔

کوفہ پہونچکر اس نے دیکھا کہ میرا عہدہ منتقمی کا دوسرے نے لیا۔ یعنی سلیمانؓ نے کہ اپنے مختصر لشکر کے ساتھ روانگی کے قریب تھے۔ شیعیان علیؑ کو طلب کر کے اسنے (محمد بن علیؓ و محمد حنفیہ) کی طرف سے جعلی خطوط دکھائے۔ (حضرت امام حسین علیہ السلام کے سوتیلے بھائی تھے۔ اور اس ذریعہ سے المختار نے اعتبار حاصل کیا۔ اور تب سلیمان کی شکایت کی۔ اسی وجہ سے انکے لشکر کی تعداد کم رہ گئی جس وقت المختار اس کام مین مصروف تھا کہ اسپر بغاوت کا جرم قائم کیا گیا۔ اور پھر اسی قیدخانہ مین قید بند ہوا جس مین ابن زیاد نے قید کیا تھا۔ اپنے قید کے زمانہ مین اسنے شیعیان علیؑ سے مراسلات رکھا۔ مروان کے مرنے پر وہ قید سے رہا ہوا اور اپنے لئے شیعیان علیؑ کا سردار پایا جنھون نے اس سے بیعت بھی کی۔ اور اسکو خلیفۂ وقت قرار دیا۔ اور عہد کیا کہ موافق قرآن اور حدیث کے حکومت کریگا۔ اور دشمنان خاندان حسینؓ سے بدلا لے گا یہین سے فرقہ شیعہ کی بنیاد ہوئی۔

المختار نے انتقام کے کام کو بخوشی قبول کیا۔ اور اپنا لقب منتقم رکھا۔ پہلا شخص جس سے اس نے بدلا لیا شمر تھا۔ جسنے بوجہ قتل حسینؓ کے اپنے کو ممتاز کیا تھا۔ اسپر المختار کامیاب ہوا اور اُسکو مار ڈالا۔ دوسرا شخص خولی تھا جسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک جدا کیا تھا۔ اُسکو المختار نے اُسکے گھر مین گرفتار کیا اور اسکو جلا ڈالا۔ اس کا تیسرا مغلوب عمرو بن سعد تھا کہ اس لشکر کا سردار تھا جسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کا محاصرہ کیا تھا۔ اسکو اور اسکے دونون بیٹون کو المختار نے مار ڈالا۔ اور اس کا سر محمد بن علی برادر امام حسینؑ کے پاس بھیجا تب اسنے عادیؑ ابن حاتم سے بدلا لیا جس نے حضرت کی لاش مبارک سے بے ادبی کی تھی اسکو اسنے شیعیان علیؑ کے حوالہ کیا جنھون نے اسکو باندھا اور اسقدر تیر اسپر مارے کہ اُسکا بدن مثل ساہی کے ہو گیا اس طرح المختار نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قاتلان حسینؑ کو قتل کیا۔

شیعیان علی کی مدد سے اسنے کوفہ پر حکومت کی بلکہ تمام بابلستان پر قائم کر دی۔ لیکن اسکو معلوم تھا کہ یہ عہدہ اسکا عارضی تھا۔ کیونکہ ایک طرف سے شام کا لشکر جس کو عبد الملک نے روانہ کیا اسکے خلاف مین چلا اور دوسری طرف سے حضرت مصعب خلیفہ ابن زبیر کے بھائی بصرہ سے روانہ ہوئے تب اسنے مکر کیا کہ اسکا اختیار باقی رہے۔ اور انتقام لیا کرے اسنے ابن زبیر سے صلح کا پیغام کیا۔ کہ ہم اپنے لشکر کے ساتھ تم سے آملتے ہین۔ خلیفہ وقت نے اسکی صداقت پر شک کیا۔ اور اس کا ثبوت طلب کیا اور لکھا کہ ایک لشکر عبد الملک کے مقابلہ کو بھیجو۔ المختار نے فوراً ہی تین ہزار آدمی کا لشکر بزیر سالاری شرجبیل مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ ابن زبیر کہ ہنوز مشتبہ تھے ایک چالاک اور ہوشیار آدمی کو جن کا نام عباس ابن سہیل تھا کچھ لشکر کے ساتھ اس سے ملنے کو روانہ کیا اور ان سے کہا کہ اگر فریب ظاہر ہو تو اسکے موافق کاربند ہونا اُنھون نے یہ دیکھکر کہ شرجبیل کے لشکر مین



رسد کا تھا ہی - بہت سی بھیڑین ذبح کی - اور بھوکون مین تقسیم کیا - اسکے باعث سے اس لشکر مین انتشار آگیا - کوئی پکانے لگا اور کوئی جلاؤن کی فکر مین ہوا - اور کوئی کھانے لگا اس خیر محفوظ وقت مین عباس اپنے لشکر سے ان پر آپڑے اور شرجیل اور اسکے چار سو آدمیون کو مار ڈالا - لیکن بقیہ کو پناہ دی اور اپنے لشکر مین بھرتی کیا -

المختار نے دیکھا کہ ہماری کارروائی پر ابن زبیر نے شک کیا اسلیے ایک خط خانگی طور پر - محمد بن علیؓ کو جنکو ابن زبیر نے مکہ مین رہنے کی اجازت دی تھی - اور جو گوشہ نشین تھے لکھا اگر آپ ہتھیار بند ہوجیے تو ہم قوی لشکر کے ساتھ آپ کی مدد کو آئین محمد بن علیؓ نے زبانی کہلا بھیجا کہ ہم تمھاری خیر خواہی کے شکر گذار ہوے - لیکن ہمکو ہتھیار اٹھانا منظور نہین - ہمنے اپنے معاملہ کو اللہ پر چھوڑا - جب قاصد چلنے لگا تو اس سے کہا کہ المختار سے کہنا کہ اللہ سے ڈرے اور خونریزی سے احتیاط کرے اس رسل و رسائل کی خبر ابن زبیر کو ملی اور وہ محمد بن علیؓ سے بدگمان ہوے شیعیان علیؓ کہ انتقام حسینؑ کے خواستگار ہوے دونون ابن زبیر اور عبد الملک سے کسی کو خلیفہ وقت نہین مانتے تھے اور کعبہ کا حج کرنے کا مجاز تھے اور جب مکہ آتے تھے تو محمد بن علیؓ کی اور انکے خاندان کی تعظیم کیا کرتے تھے اس سبب سے المختار کے پیغامات آپ کے پاس آتے تھے ابن زبیر نے بغاوت سے مشتبہ ہوکر محمد حنفیہ اور انکے متعلقان کو مع سترہ سردار کے صاحبان کوفہ کے نظر بند زمزم کے قریب رکھا - اور سرداران کوفہ کو ڈرایا کہ اگر بیعت نہ کروگے تو قتل ہوگے -

اس قید خانہ سے ان لوگون نے المختار کے پاس خطوط بھیجے اور اپنی خطرناک حالت سے اطلاع دی اسنے شیعون کو کوفہ مین فراہم کیا اور خط پڑھا - اس نے کہا کہ یہ خط محمد بن حنفیہؓ کے پاس سے آیا ہے خود وہ بھی اور بھی اچھے اچھے لوگ خاندان نبوی سے مثل بھیڑ کے قید بند کیے گئے زیر قتل کے واسطے تم ان کو چھوڑ دوگے جیسا

تمنے امام حسین علیہ السّلام کے ساتھ کیا اور انکو شہید ہونے دیا۔
المختار کی استدعا پوری ہوئی اور شیعہ مکہ جانے کو تیار ہو گئے۔المختار نے ساڑھے سات سو آدمی دلیر اور عمدہ سوار سخت لڑنے والے خوب ہتھیار بند تیز رو چن لیئے اور ان کو چھوٹی چھوٹی صفوں میں آراستہ کیا۔کہ ایک دوسرے کے بعد چلیں اور دیر دیر میں مثل سمندر کے حلقوں کے پہونچیں۔پہلی صف میں ڈیڑھ سو آدمی تھے اور ان کا سردار ابو عبداللہ الجدولی۔ تھا۔وہ پہلے چلا۔اسکے پیچھے دوسرا اتنے فاصلہ پر کہ نظر سے نہ معلوم ہو۔لیکن سبھوں نے گھوڑوں کو مہمیز دی کیونکہ وقت تنگ تھا اور ابو عبداللہ مکہ میں پہلے داخل ہوا۔اسکے مختصر لشکر سے کچھ ڈر نہوا سوہ چاہ زمزم تک پہونچا اور انتقام حسین ؑ کہتے ہوے محافظین کو پسپا کیا اور قید خانے کو کھولدیا اور محمد بن علیؓ اور ان کے ساتھیوں کو رہا کیا۔ہنگامہ ہونے سے خلیفہ وقت اور محافظین آئے ابو عبداللہ ان سے لڑا لیکن محمد بن علیؓ نے دست اندازی کی اور کہا کہ حرم کے اندر لڑنا ممنوع ہے۔خلیفہ وقت نے دیکھا کہ یکے بعد دیگرے لشکر آنا گیا اور جو آیا اُسنے اللہ اکبر پکارا اور انتقام حسین ؑ چلایا۔اس واقعہ سے خلیفہ وقت کے ہوش اُڑ گئے ان کو محمد بن علیؓ کے ہر دل عزیز ہونے کا حال معلوم تھا اور بغاوت کا خوف ہوا۔المختار نے اسی وقت خلیفہ وقت کو قتل کرنا چاہا لیکن محمد بن علیؓ نے ہاتھ پکڑ لیا اور معاملہ صلح کے ساتھ طے ہو گیا ابن زبیر پر کچھ صدمہ نہ پہونچا۔محمد بن علیؓ نے زر کثیر کہ مختار نے بھیجا تھا اپنے دوستوں اور ساتھیوں میں تقسیم کیا اور تب بحفاظت تمام مکہ سے روانہ ہوے۔
المختار کو اب اپنی حفاظت کی فکر ہوئی اس کا پرانا دشمن ابن زیاد امیر کوفہ کے لشکر کے ساتھ عبدالملک کی طرف سے اسپر قبضہ کرنے کو آرہا تھا اور اسنے لشکر سے تین روز کا لوٹ کا وعدہ کیا تھا۔المختار نے اہل شہر کو طلب کیا اور

اپنے قدیم حاکم ظالم اور قاتل حسینؓ سے بدلا لینے کے لئے کہا۔ ایک لشکر بسرداری ابراہیم بن اشتر حملہ آور ہوا۔ اس محاربہ مین ایک تابوت چادر سے ڈھکا ہوا خچر پر رکھکر ساتھ کیا گیا۔ تا اہل لشکر کو اسے دیکھکر جرأت ہووے اور لڑائی مین اس تابوت کے ساتھ یہ دعا کی جاتی تھی۔ اے اللہ ہمکو اپنی اطاعت مین رکھ اور ضرورت کے وقت مدد کر۔ اسپر سب آمین کہتے تھے۔ ابراہیم کے لشکر نے ابن زیاد کے لشکر سے کچھ فاصلہ پر شہر کوفہ سے مقابلہ کیا۔ وہ گھس پڑے اور نہایت جوش کے ساتھ انتقام حسینؓ کہتے رہے جس سے ابن زیاد کے دل پر جرأت آئی۔ لڑائی نہایت خونریز تھی۔ شامی لشکر اگرچہ تعداد مین بہت زیادہ تھا پوری شکست ہوئی۔ ابن زیاد بہادری سے لڑکر مارا گیا۔ اور اس کا بقیہ لشکر بھاگا۔ اور مارا گیا۔ یہ کامیابی تابوت سے کی جاتی ہے جسکو مابعد مین بت پرستی سمجھا گیا۔ اور تعزیہ داری کی اصل بھی یہین سے معلوم ہوتی ہے۔

ابراہیم نے ابن زیاد کی لاش جلوادی۔ اور اسکا سر المختار کے پاس بھیجا۔ المختار اسکو دیکھکر بہت خوش ہوا۔ اور اپنی اذیت یاد کرکے اسکو پھر کاٹا۔

مورخ ابو الفدا کا قول ہے کہ اللہ نے شہادت حسینؓ کا بدلا ابن زیاد سے لیا۔ المختار کی کامیابی عرصہ قلیل کے واسطے تھی۔ اسنے تلون طبع آدمیون پر حکومت کی اور سختی کی۔ اسنے جسکو امام حسینؓ کا طرفدار نہ دیکھا سمار ڈالا۔ اور اسپر یہ بھی الزام ہے کہ غلامون کو سردارون سے باغی کرایا۔ اسکے برخلاف مین ایک اجماع ہوا اور حضرت مصعب کو کہ خلیفہ ابن زبیر کے بھائی تھے۔ اور انکی جانب سے بصرہ مین حاکم تھے بلایا۔ یہ خبر شبیب کی معرفت بصرہ مین بھیجی گئی اور مدد یا خدا! خدا مدد کر کہتا ہوا شہر مین داخل ہوا۔ اسنے امرائے کوفہ کی طرف سے خط دیا۔ حضرت مصعب نے مہلب کو کہ حاکم فارس تھا لکھا کہ لشکر کے ساتھ آوے اور اسکے آنے

دونون لشکر کے ساتھ المختار پر حملہ آور ہون المختار نے محاصرہ مین آنا پسند نہ کیا
اسنے میدان جنگ اختیار کیا۔ اور اپنے شہر کوفہ کے زیر دیوار مقابلہ کیا۔ سخت
خونریز لڑائی ہوئی۔ اور تابوت کا اثر کوفیون پر ہوا لیکن المختار سے اسکے ظلم کے
باعث پہلے لوگ بھی متنفر تھے۔ اسکے لشکر کو شکست ہوئی تب وہ کوفہ کے قلعہ
مین قلعہ بند ہوا۔ اور دلیری اور ہنرمندی سے اسکو سنبھالے رہا۔ یہانتک کہ اُسکو زخم لگا
اور مر گیا قلعہ کے لشکر نے اپنے سالار لشکر کو مردہ دیکھکر اطاعت کر لی لیکن کل قریب
سات ہزار آدمی کے مارے گئے۔

اس طرح المختار ابن ابو عبید ثقفی اپنی ترسٹھ برس کی عمر مین مارا گیا اور تین
خلیفون کے لشکر کو شکست دی۔ اور صرف اپنے تلوار کی قوت سے بابلستان
کا حاکم ہوا۔ اسنے اپنے دشمن کو کبھی معاف نہ کیا۔ اور انتقام حسینؑ مین پچاس ہزار
آدمی مار ڈالا۔ الحق کہ وہ منتقم کے لقب کا سزاوار تھا۔

فصل چوتھی

المختار کی شکست سے تمام بابلستان مع اپنے دار السلطنت کوفہ کے حضرت
مصعب ابن زبیر کے قبضہ مین آگیا یہ حضرت سکینہ بنت امام حسینؑ کے شوہر
تھے۔ حضرت مصعب کو خلق کے راضی رکھنے کا خوب ڈھنگ تھا۔ انکی عمر شباب
پر تھی چھتیس برس کی عمر تھی خوبصورت صاحب اخلاق پسندیدہ تھے۔
مترجم اور نہایت شجاع تھے اگرچہ لڑائیون مین کمتر رہے تھے قبل عبد الملک کے
بادشاہ ہونے کے وہ اسکے بڑے دوست تھے۔ لیکن ابن زبیر خلیفۂ وقت کے
بھائی ہونے سے اب عبد الملک کو سخت عداوت ہوئی۔ اور انکو بڑا دشمن جانی
سمجھنے لگا جب ابن زیاد کی شکست کا حال معلوم ہوا۔ دوسرا بہت بڑا لشکر فتح
بابلستان کے لیے آمادہ کیا۔

خرد لشکر کے ساتھ چلا اور دمشق کی حکومت اپنے چچیرے بھائی عمرو بن سعد کو دی۔ اسنے بسبب اسکی جنگی ہنرمندی کے ایسا کیا تھا۔ اگرچہ دونوں مین دلی عداوت تھی اور اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ بچپن مین جب کھانے کو دیا جاتا تھا۔ تو جیسا لڑکے کمی بیشی کے واسطے لڑتے ہین۔ یہ بھی آپس مین لڑتے۔ اور اس لڑائی کا اثر شباب تک رہا۔ اور جوانی مین ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو گئے لیکن عبدالملک کی جانشینی سے عمرو سعد کا دل ٹوٹ گیا۔ چونکہ اسکے چچا۔ مروان نے بسبب اسکی نتحیابی مصر کے اسکو جانشین کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اسلئے جیسے ہی عبدالملک نے اسکو شہر دمشق کی حکومت پر چھوڑا کہ تمام ملک شام کی بادشاہت کا فخر مثل وارث مستحق کے کرنے لگا۔ عبدالملک کو اس غصب کا حال راہ مین معلوم ہوا اور وہ فوراً ہی واپس آیا۔ ایک سخت خونریز لڑائی چچیرے بھائیون مین دمشق کی گلی مین واقع ہوئی۔ عورتین درمیان مین ہوئین اور خونریزی سے باز رکھا یہان تک کہ دونون مین صلح کا اقرارنامہ ہوا۔ اور دونون شخصون نے دستخط کئے۔ لیکن عبدالملک نے بدعہدی کی۔ اور فریب کر کے اسکا سر کاٹ ڈالا۔ اور جنھون نے اسکی مدد کی تھی۔ سب کو ہلاک کیا۔ اور اسکے خاندان کو جلاوطن کر ڈالا۔

جب عمرو سعد کی زوجہ جلاوطن ہونے لگی۔ اس سے عبدالملک نے وہ عہدنامہ جس پر دستخط تھا۔ واپس مانگا۔ اس نے جواب دیا کہ اسکو ہمنے اپنے کفن مین لپیٹ رکھا ہے کہ یوم حساب کے دن پیش کرینگے۔

عبدالملک نے بابلستان کی راہ پھر اختیار کی۔ اسنے آدمی بھیجے تھے کہ کوفہ کے سردارون کو طمع دیجائے۔ ان مین سے ابراہیم بن اشتر بھی تھے جن کو عبدالملک نے لکھا تھا کہ اگر تم میرا ساتھ دو گے۔ تو ہم تم کو حاکم۔ ابابلستان بنادین گے انھون نے اس خط کو حضرت مصعبؓ کو دکھلایا کہ ایسے خطوط اور لوگون کے پاس بھی

آئے ہونگے اسلیے مناسب ہے کہ جہان شک بغاوت کا ہو۔ تلوار سے فوراً انسداد
کیجیئے لیکن حضرت مصعب منصف اور مترحم مزاج تھے اسلیے اُنھون نے
کہا کہ ہم مجرد شک پر خونریزی نہ کرینگے۔ واقعات آئندہ سے معلوم ہوگا کہ ابراہیم
بن اشتر اہل کوفہ کی تلون مزاجی سے واقف تھے۔
ایک لڑائی ریگستان کے کنارے پلمائرا کے نزدیک ہوئی۔ ابراہیم نے اپنے
سوارون سے حملہ کیا اور شام کے صفوف توڑ ڈالے عبدالملک امدادی لشکر
سے آپہونچا۔ اور شکستہ صفون کو درست کر کے حملہ آور ہوا۔ دوسرے حملہ مین۔
ابراہیم۔ مارا گیا۔ اور کوفیون کا فریب ظاہر ہوگیا۔ حضرت مصعب کے سالار
رسالہ نے حملہ کیا۔ اور عبدالملک کے خیمہ کی طناب کاٹ ڈالی۔ لیکن
دوسرے کوفی افسرون نے انکار کیا۔ حضرت مصعب نے ابراہیم۔ کو پکارا۔
لیکن اُن کو مردہ پا کر بولے کہ افسوس ابراہیم نہ رہا۔ حضرت مصعب نے
اپنے بیٹے عیسیٰ کی طرف پھر کر اگرچہ وہ ہنوز نابالغ تھا۔ لیکن اپنے باپ کے
ہمراہ بڑی شجاعت سے لڑتا تھا کہا کہ اے میرے بیٹے اپنے چچا عبداللہ بن زبیر کے
پاس جا اور میرا حال اور اہل عراق کی دغابازی کا واقعہ بیان کر۔ عیسیٰ
نے جن مین ہمشل شجاعت اپنے خاندان زبیر کی تھی۔ اپنے باپ کو تنہا چھوڑ کر جانا
پسند نہ کیا۔ اسنے کہا کہ ہم لوگ بصرہ کو واپس جاوین جہان ہمارے دوست
ابھی ہونگے۔ اور تب وہان سے چلین حضرت مصعب نے کہا کہ نہین اے میرے بیٹے
ہم کیونکر اہل قریش کو مغلوب سردار کہلا کر منھ دکھا وینگے۔ لڑائی کچھ عرصے کیواسطے ملتوی رکھی
عبدالملک نے حضرت مصعب کے پاس انکی پناہ کا پیغام بھیجا لیکن اُنھون نے کہا کہ ہم
فتح کرینگے یا ہلاک ہونگے۔ لڑائی اب ختم ہوئی جتنا لشکر حضرت مصعب کا تھا سب مارا
گیا انکا بیٹا عیسیٰ بھی قتل ہوا۔ خود انپر متواتر زخم لگے۔ یہانتک کہ انکا سر کاٹا گیا عمرو ابن

علی بھی اسی لڑائی مین شہید ہوے عبدالملک کامیابی کے ساتھ کوفہ مین داخل ہوا اہل کوفہ نے اسکے گرد خوشی سے اجماع کیا۔ اور اس کی بیعت کی اور اس نے اپنے کو بابلستان اور عراق عجم۔ پر قابض پایا۔ اسنے بہت روپیہ تالیف کیواسطے تقسیم کیا۔ اور بڑی دعوت قلعہ مین کی۔

جب اہل دعوت مصروف کھانے مین تھے عبدالملک کے ذہن مین آیا کہ انسانی نمائش عارضی ہوتی ہے۔ اسنے کہا کہ افسوس ہے کتنے ہی نمائش کے ساتھ ہم رہین۔ لیکن ہمارا رہنا مثل سایہ کے ہے۔ جب دعوت کا مجمع برخاست ہو گیا تب بھی اسکے دل پر اثر رہا۔ اور ایک بوڑھے آدمی سے جس کا بال سفید تھا بہ نسبت قدامت کے پوچھتا رہا۔ اور جواب پاتا رہا۔

عبدالملک نے کہا کہ افسوس ہر چیز جدید فوراً کہنہ ہو جاتی ہے۔ اور جو شخص ہے اسکے بہ نسبت کہا جائے گا۔ کہ وہ تھا۔ یہ ایک شاعر کا نظم تھا کہ اس نے پڑھا۔

جو وقت اس گفتگو مین تھا کہ حضرت مصعب کا سر اسکے سامنے لایا گیا۔ جو شخص لایا اسکو ایک ہزار دینار اشرفی ملی۔ لیکن اسنے انعام لینے سے انکار کیا اور کہا کہ ہم نے بسبب ذاتی خصومت کے ایسا کیا ہے۔

اس غریب نے متعجب واقعات جانشینی کے بیان کیئے اسنے کہا کہ میرا سن ستر برس کا ہوا۔ اور مین نے کئی خاندان دیکھے۔ اسی قلعہ مین امام حسینؑ کا سر ابن زیاد کے سامنے لایا گیا تب ابن زیاد کا سر المختار کے سامنے پیش ہوا تب المختار کا سر حضرت مصعبؓ کے پاس آیا اب مصعب کا سر تمہارے سامنے لایا گیا۔ وہ اس فسانے سے بدگمان ہوا اور ڈرا کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ اسی قلعہ مین میرا سر دوسرے کے سامنے پیش کیا جاے گا اسلیئے اس نے اس قلعہ کو گروا دیا۔

عبدالملک نے اپنے بھائی بشیر ابن مروان کو بابلستان کی حکومت پر نصب کیا۔ جو بہت کمسن تھا۔ اس لیئے ایک پُرانے شخص کو جس کا نام موسیٰ بن نصیر تھا۔ وزیر اور اُسکا مشیر مقرر کیا۔ اور وہ خاندان مروانیہ۔ کا عرصہ سے بڑا معتمد علیہ اور خیرخواہ تھا جب اسکا باپ معتمد رہا تھا۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ نصیر عبدالعزیز ابن مروان کا آزاد غلام تھا۔ اور اسنے اسکو عہدہ عالیہ پر نصب کیا تھا۔ اسقدر عبدالملک کا اعتبار موسیٰ پر تھا کہ اس نے کل جنگی اختیارات موسیٰ کو دیے اور کہا کہ اسکی جوابدہی تمھارے سر ہے بشیر جب حکومت پر بیٹھا اسنے اپنی مہر موسیٰ کے حوالہ کی اور کل انتظام مملکت اسکے سپرد کیا۔ یہ موسیٰ آخرش بڑا نیکنام ہوا عبدالملک نے خالد بن عبداللہ بن زیاد کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا۔ اور خود دمشق کو واپس آیا صوبۂ بابلستان مین آخرش امن نہ رہا اسوقت ایک قوی قوم مسلمانون کی فارس مین تھی جنکو معتزلی ارزقی کہتے ہین۔ یہ قوم اپنے بانی کے نام سے نامزد ہوئی اس کو ابن ارزق کہتے تھے۔ وہ حکومت کے منکر تھے اور بغاوت کے شائق مصعب کے زمانہ حکومت مین انھون نے بغاوت سے بڑی تکلیف پہونچائی تھی اور طرح طرح کے تشدد کیئے تھے ان کی نگرانی مہلب کے علاقہ مین کہ مصعب کے نائب تھے کیگئی تھی۔ یہ شخص لائق سردارون مین اس زمانے کے تھا۔ اور انکو بغاوت کی فرصت نہ دیتا تھا جسوقت مصعب اور عبدالملک سے لڑائی ہوئی مہلب فاصلہ پر تھا جیسے ہی اسکو مصعب کے شکست کا حال معلوم ہوا سوہ اپنی حکومت عراق سے بصرہ مین عبدالملک کی اطاعت کیواسطے آیا خالد بن عبداللہ مہر جو نے ہکی خدمت قبول کی لیکن اس کو بصرہ کی حکومت سے برطرف کر کے مالگذاری کا تحصیلدار بنایا۔ اور اس ملک کی حکومت اپنے بھائی عبدالعزیز کے سپرد کی اس تبدیلی کا نتیجہ برا ہوا۔ قوم ارزقی نے پھر بغاوت کی اور جب انھون نے سُنا کہ

مہلب حکومت سے برطرف ہوا۔ تو وہ بڑے زور شور سے عراق مین آپہونچے عبدالعزیز سے مقابلہ کیا۔ لیکن چونکہ وہ بکہ کار ہنے والا تھا۔ دشمنون کا حال نہین جانتا تھا۔ اسکو پوری شکست ہوئی۔ اور اسکی جورو گرفتار ہوگئی۔ قید کرنے والون نے سمجھا کہ اسکا زر مخلصانہ بہت ہوگا لیکن ایک نے یہ خیال کرکے کہ اس کے محسن سے آپس مین اختلاف نہ پڑجائے اسکو مار ڈالا۔

عبدالملک کو جب یہ حال معلوم ہوا۔ اسنے خالدامیر بصرہ کو ملامت کی کہ تمنے مہلب کو کہ تجربہ کار اور بہادر شخص تھا۔ کیون برخاست کرکے ایک معمولی عرب کو حاکم مقرر کیا۔ مناسب ہی کہ مہلب کو پھر حکومت پر نصب کرو اور بشیر کو لکھا کہ پھر مدد دو۔ ایک مرتبہ پھر مہلب نے قابلیت دکھائی۔ اور قوم ازرقی کو شکست اہواز کے قریب ایک سخت لڑائی مین دی اسنے انکو دم نہ لینے دیا۔ اور ان کا تعاقب پایاٹ تک کیا۔ اور کامیابی کے ساتھ پھر آیا۔

ان سب خانہ جنگیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون کا بیرونی رعب کم ہوگیا اور قیصر روم نے کئی مرتبہ شام پر حملہ کیا۔ لیکن عبدالملک نے اپنے کو اندرونی دشمنون سے گھرا ہوا پاکر صلح مزید کی اور پچاس ہزار روپیہ سالانہ اور اضافہ کیا۔

فصل پانچوین

سلطان عبدالملک اپنے حال کی کامیابیون سے مشرقی اسلام کے ممالک کا بادشاہ ہوگیا۔ اور اپنی خلافت کے واسطے عیسائی قیصر سے ذلت کے ساتھ صلح کرلی۔

اب اس کا قصد ہوا کہ ابن زبیر کو حجاز مین بھی رہنے نہ دین اور ان پر مکہ مین حملہ آور ہون۔ اور تمام ملک اسلامیہ کے تنہا بادشاہ ہوجائین۔

اس معرکہ کا علاقہ حجاج بن یوسف کو دیا گیا۔ یہ لائق افسرون مین اور نہایت فصیح البیان تھا۔ اسنے خواب دیکھا تھا کہ ابن زبیر اس کے ہاتھ سے مارے گئے

دو ہزار آدمیوں سے دمشق سے روانہ ہوا۔ اور پانچ ہزار آدمی اور بھی طارق ابن عماد کے تحت مین اسکے ساتھ ہوے۔ سلطان عبدالملک نے یہ بھی اشتہار دیا کہ جو لوگ ابن زبیرؓ کے ساتھیوں سے اور اہل شہر سے میری اطاعت مین در آوین گے انکو حجاج پناہ دیگا۔ اور اپنے لشکر مین بھرتی کرے گا۔

حضرت ابن زبیرؓ نے کچھ سوار دشمن کے روکنے کے واسطے روانہ کیے۔ لیکن وہ پسپا کیے گئے اور حجاج آسانی کے ساتھ مکہ کے سامنے آپہونچا اسنے پہلا خط تیر کے ذریعہ سے شہر کے اندر پھینکا جس مین شہر کے باشندون کو ہدایت تھی۔ کہ ہم ابن زبیر کے ظلم سے تم کو رہا کرنے آئے ہین اور اگر تم عبداللہ ابن زبیرؓ کو چھوڑ کر ہم سے آملوگے۔ تو ہم تمکو پناہ دینگے۔ اور وہ اپنے خلیفہ کے لقب کے ساتھ مکہ مین عنقریب دفن ہونگے۔

اب شہر مکہ پر حملہ ہوا۔ انجن کے ذریعہ سے دیوار مین سوراخ کیا گیا۔ اور شعلے پھینکے گئے۔ جن سے آگ لگ گئی سخت بجلی کی کڑک سے حملہ آور ٹھہر گئے انھون نے کہا کہ اس شہر مقدس پر حملہ کرنے سے قہر الٰہی معلوم ہوتا ہے حجاج نے ان کو اس شک سے باہر کیا۔ اور خود پتھر پھینک کر اہل شہر کو تمثیل دی۔

دوسرے روز اس سے بھی زیادہ بجلی گری جس سے اہل شہر کو نقصان پہونچا۔ اس پر حجاج نے کہا دیکھو جیسا بجلی کا اثر ہمپر ہے ویسا تمھارے دشمن پر بھی ہے محصورین نے دلیری سے مقابلہ کیا۔ اور ہر حملہ کو پسپا کیا ابن زبیر اگرچہ ضعیف اور بوڑھے تھے لیکن انھون نے اپنے کو لائق سپاہ سپہ سالار ثابت کیا ابتدائی محاصرہ مین وہ اکثر خانہ کعبہ مین رہتے تھے۔ اسلیئے یہ متبرک جگہ بھی حملہ کا نشانہ ہوا کچھ حصہ اسکا گر گیا۔ اور شعلہ پھینک کر دشمنون نے اس مین آگ لگا دی اس لیئے آپ نے خانہ کعبہ کا رہنا ترک کیا۔ اور اپنے گھر مین رہنے لگے۔ اسوقت بھی آپ کی والدہ

شیر تھین۔ جن مین مردون کی شجاعت اور عقل تھی اگرچہ ان کا سن نوے برس کا تھا۔ آپ حضرت ابوبکر کی بیٹی تھین۔ اور اپنے کو اس خاندان کے لائق ثابت کیا آپ عبداللہ۔ ابن زبیر کے ساتھ قلعہ کی دیوار تک گئین اور لڑنے والون کو شاباشی دی۔ اور ضرورت کے وقت مشورہ دینے اور جائے خطرہ مین حاضر رہتین۔ محاصرہ سختی کے ساتھ ہونے لگا۔ حضرت ابن زبیرؓ کے لوگ جانی دوست شہید ہوے۔ اور لوگ بیدل ہو گئے۔ قریب دس ہزار آدمیون کے دشمن سے جا ملے بلکہ خود عبداللہ ابن زبیر کے بیٹے حمزہ اور خبیب نے باپ کو چھوڑ کر دشمن سے پناہ لی آپ نے اپنی والدہ سے مشورہ لیا اس شکستہ حالت مین کہ انکے اسباب حرب ختم ہو گئے اور انکے اپنے لوگ انکو چھوڑ رہے تھے۔ انکے ماتحت کے افسر نے پناہ انکے واسطے لی۔ اُنھون نے جواب دیا کہ اے میرے بیٹے تم اپنے جی سے انصاف کرو۔ اگر تمکو معلوم ہوتا ہو کہ تم حق بجانب ہو تو قائم رہو تمھارے باپ زبیر نے اسی مین انتقال کیا۔ اور تمھارے دوستون نے بھی تم اپنا سر بنی اُمیہ کے مقابل مین بچایا نہ کرو۔ عزت کے ساتھ مرنا اچھا ہے محض بیعزتی کے جینے سے خلیفۂ وقت نے اپنی والدہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور کہا کہ میرا خیال بھی ایسا ہی ہے اور ابتک جو مین نے کیا۔ صرف اللہ کے واسطے کیا۔ اس وقت سے تم اپنے بیٹے کو مردہ سمجھو۔ اور میرا بہت غم کرنے سے احتیاط کرنا۔ اُنھون نے جواب دیا کہ میرا بھروسا اللہ پر ہے۔ اور ہمکو تمھاری طرف سے اطمینان ہے۔ اے میرے بیٹے ہم خواہ تمھارے آگے آوین یا پیچھے۔

جب رخصت کے وقت حضرت عبداللہ سے ان کی والدہ بغلگیر ہونے لگین۔ اُنھون نے آپ کے بدن مین زرہ دیکھا اور فرمایا کہ اسکو بھی اُتار دو کہ تم شہادت کے واسطے آمادہ ہو ابن زبیر نے جواب دیا کہ یہ زرہ ہنے آپکی حفاظت کے واسطے پہنی تھی

اپنے لیے نہین۔ اور یہ کہ مرنے کے بعد بے عزتی سے بچین۔
آپ نے جواب دیا کہ بھیڑی جب ذبح ہو چکی تو اسکو کھال اُدھیڑنے کی اذیت۔
نہین ان باتون کے ساتھ آپ نے اپنے بیٹے ابن زبیرؓ کو ایک شیشی دی کہ جس مین خوشبو مشک تھا کہ جس سے انکو ہمت ہو تو ابن زبیرؓ شہادت کے شوق مین روانہ ہوئے۔ اس آخری حملہ سے خلیفۂ وقت کے دشمنون مین خوف اور تعجب پڑا۔
ایک مختصر حملہ کے ساتھ آپ نے دیوار کے روزن سے دشمن کو پسا کیا ان کو گڑھے مین بٹھایا۔ اور اپنے ہاتھ سے بحساب آدمی قتل کیے بہت لوگ اپنی جگہ مین جمع ہو گئے اور برابر لڑتے رہے۔ یہانتک کہ آپ کے ساتھی سب قتل ہوئے۔ اور تیر ختم ہو گئے سوائے تلوار اور نیزے کے کچھ نہ رہا آپ اب قدم قدم رُخ اپنا دشمن کی طرف کیے پیچھے ہٹتے رہے۔ اور ہر قدم پر دشمن سے لڑتے گئے یہان تک کہ وہ ایک نشیب مین آپڑے۔ جہان سے صرف انکے آگے کی جانب سے حملہ ہو سکتا تھا یہان اپنی آخری استقامت آپ نے کی آپ کے مخالف کی جرأت نہ پڑی کہ آپ کے ہتھیار کی پہونچ تک آسکین۔ دور ہی سے اُنھون نے تیر پھینکے۔ اور جب یہ بھی ختم ہو گئے اینٹ۔ کھپرا۔ پتھر۔ پھینکنا شروع کیا۔ ایک پتھر سر مین لگنے سے خون ڈاڑھی اور چہرے پر آگیا۔ اور آپ کو غشی طاری ہوئی آپ پر حملہ آورون نے خوشی کی صدا بلند کی تب آپ کو ہوش آیا اور ایک شاعر کا شعر پڑھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ہمارے زخم کا خون آگے کی طرف گرتا ہے پس پشت نہین۔ اسکے مطلب یہ تھے کہ ہم مقابلہ کرنے مین شہید ہوئے ہین۔ نہ بھاگنے مین زخمی ہوئے۔ یہان تک کہ آپکو کثرت زخم سے ضعف آتا گیا۔ اور دشمن نزدیک ہوتے گئے۔ اور آپ کا سر کاٹ ڈالا۔ اس طرح حضرت عبداللہ ابن زبیر سنہ ہجری مین اپنی بہتر برس کی عمر مین بعد نو برس کی پرآشوب خلافت کے شہید ہوئے۔ طارق ابن عمار نے ابن زبیرؓ کی

مستقل بہادری کو دیکھکر کہا کسی عورت نے ان سے زیادہ شجاع آدمی نہین پیدا کیا ہوگا۔
حجاج نے کہا کہ تم کیونکر ایسے شخص کی بہ نسبت کہ امیر المؤمنین کا دشمن ہو اس قدر
تعریف کرتے ہو۔ لیکن سلطان عبدالملک تک جب یہ گفتگو پہونچی بھی طارق کا
متفق الرا ے ہوا اور کہا کہ جو طارق نے کہا نہایت صحیح ہے جب حضرت عبداللہ
ابن زبیر کی شہادت کی خبر آپ کی والدہ حضرت اسمؓا کو پہونچی انکو جوش آیا
اور جریان خون ہوا جس سے آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کے
بہ نسبت امیر معاویہ صاحب نے فرمایا تھا کہ ان مین شیر کی شجاعت اور لومڑی کی
ہوشیاری تھی آپ مین کسی قسم کی برائی نہ تھی۔ لیکن خرچ آپ کا بڑے
انتظام سے تھا آپ نے ایک پوشاک کئی برس تک پہنی بعض عرب کہتے تھے
کہ یہ اول شخص ہین جن مین شیر کی بہادری اور لومڑی کی ہوشیاری کا اجماع تھا۔
لیکن بیرونی فتوحات سے کل اہل عرب کی بہادری کے چلن مین فرق آگیا تھا آپ
کی شہرت پرہیزگاری کے باعث بھی تھی۔ اور نماز مین ایسے بجس ہوجاتے تھے
اور دیر پا رہتے تھے کہ ایک مرتبہ کبوترون نے مورت سمجھکر آپ کے سر مبارک پر
آشیانہ بنایا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کی شہادت کے بعد کل اسلام کے
ممالک ایک بادشاہ کے تصرف مین آگئے۔ اور کل عرب سردارون نے
عبدالملک کے ماتحت مین رہنا قبول کیا۔ اور اس سے جا ملے۔

باب گیارھوان

فصل پہلی

جیسے ہی سلطان عبدالملک کے فتوحات پھیلے تھے۔ اسی قدر اس کا ظلم
اہل مکہ اور مدینہ کے ساتھ تھا۔ وہ خفیف جرم کے لیے سخت سزا دیتا اور بھی

صرف شبہہ پر عمل ہوتا۔ اور اکثرون کے گلے پر ذلیل کرنے کے لئے پیسہ سے چھاپتا اسکا
مشہور کام خانہ کعبہ کا پھر سے مرمت کرنا تھا کچھ عرصہ تک اہل مکہ اور مدینہ
عبدالملک کا ظلم اٹھایا کئے اور حضرت عبداللہ ابن زبیر کی مترحم حکومت کو
یاد کر کے افسوس کرتے۔ لیکن احوال ذیل کی طرف اسکے مخاطب ہونے سے
اور اس ملک سے دور پڑ جانے کے باعث لوگ بہت خوش ہوئے۔۔
اگرچہ۔ عبدالملک ابن زبیر کے باعث تمام ممالک اسلام پر حاوی ہو گیا۔
لیکن۔ عبداللہ ابن ہیزم کو کہ امیر خراسان تھا۔ اسکی موافقت مین در آنے مین
تامل تھا عبدالملک نے اسکے متابعت مین در لانے کے واسطے قاصد بھیجا اور
لکھا کہ اس صلہ مین سات برس تک ہم تم کو حاکم خراسان رہنے دینگے اسکے ساتھ
اسنے حضرت ابن زبیر کا سر بھی بھیجا۔ کہ اگر خلاف ہو گے تو تمھارا سر بھی اسی طرح قتل
کیا جائے گا۔ امیر خراسان بعوض موافقت اور ڈر عبدالملک کے اس حرکت سے
ناراض ہوا۔ اور سر مبارک کی بڑی تعظیم کی۔ اور اس کو غسل دیا۔ اور کفنایا۔
معطر کیا۔ اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور ان کے خاندان مین دفن کے واسطے
مدینہ طیبہ روانہ کیا تب قاصد کو طلب کر کے عبدالملک کا خط چھپا ڈالا۔ اور قاصد
سے کہا کہ تمھاری جان صرف قاصد ہونے کی وجہ سے بچی۔
اسی معرکہ کیواسطے حجاج بن یوسف حجاز سے طلب کیا گیا۔ اور خراسان
کی طرف بڑے لشکر کے ساتھ روانہ کیا گیا۔
وہ خراسان مین داخل ہوا۔ اور متواتر لڑائیون مین امیر خراسان کو شکست
دی۔ اور اسکو مار ڈالا۔ اور تمام صوبون کو اطاعت مین در لایا ان کارگزاریون کے
باعث حجاج بابلستان اور عراق کا حاکم بوجہ انتقال بشیر کے مقرر ہوا
کہ ان صوبجات کو پوری طرح اطاعت مین در لائے۔

صوبہ بابلستان اگرچہ سابق مین ملک فارس کا اک جزو تھا۔لیکن چال چلن مین اس کا پیروکار نہ تھا۔یہ صوبہ بادشاہ کے نائبون سے حکومت کیا جاتا تھا۔اور درمیان۔ فارس۔اور عرب کے واقع ہی۔اس سبب سے دونون جگھون کے باشندون آبادہی۔لیکن دونون جگھون مین سے کسی کی صفت اس مین نہین ہی نہ اس مین سادگی اور ایمانداری اہل عرب کی ہے نہ صفائی اور اخلاق اہل فارس کے ہین انکے دل مین ہمیشہ اپنے حکام کی طرف سے بغاوت رہتی تھی۔بڑے شوریدہ پشت تھے اور نیا مذہب قبول کرنے مین بڑے مستعد۔

قبل تسلط اہل اسلام کے جب عراق اور شام کہ ہمسرحد مین فارس کے محکوم تھے۔ان مین ایک قسم کی مخالفت تھی۔اب جو اہل اسلام کے دونون مطیع ہوے اسوقت بھی وہی اختلاف دونون مین پھر پیدا ہوا۔

ہرگاہ شام بنی امیہ کا طرفدار رہا۔عراق خاندان علی کرم اللہ وجہہ کا جانب دار رہا بعد اکٹھے ہوجانے سلطنت اسلام کے عراق مین بےچینی رہی اور ہنوز دل مین بغاوت کی آگ شعلہ زن رہی۔آگے معلوم ہوگا کہ حجاج نے اس پرآشوب صوبہ کے ساتھ کیا کیا۔

فصل دوسری

حجاج کو معلوم ہوا کہ ہمکو کیسے آدمیون پر حکومت کرنی ہے وہ گھوڑے پر سوار چار ہزار سوارون کے ساتھ۔کوفہ کی مسجد مین داخل ہوا۔اور منبر پر چڑھکر وعظ کہا جس سے ظاہر ہو کہ وہ کس سختی کے ساتھ حکومت کرے گا۔وہ ان کی طرف جو کہ قتل عثمان مین لپٹے گئے تھے نہایت سخت تھا۔اور ایک شخص جسکے ساتھ اس نے سختی کی بُرائے موسی ابن نصیر تھے جو بشیر متوفی کے وزیر تھے اس نے انکی شکایت کی کہ بیت المال کا روپیہ تلف کیا۔اور تصرف کیا ہے۔اور اس شکایت کو عبدالملک نے

سُن لیا اتفاقاً دمشق سے اسکے ایک دوست نے اس حال کو لکھا۔ اور خطرے سے مطلع کیا۔ تمھاری برطرفی کا حکم ہوچکا حجاج کے پاس حکم گیا ہے کہ تمکو گرفتار کرے اور تمکو سخت سزا پہونچاوے۔ لیکن بھاگو۔ بھاگو۔ تمھاری سلامتی تمھارے گھوڑے کی تیزی مین ہے۔ اگر تم اپنے کو عبدالعزیز بن مروان کی پناہ مین ڈالوگے تو محفوظ رہوگے

موسیٰ گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور دمشق مین عبدالعزیز کے پاس پہونچا جو مصر کا خزانہ لیکر آیا تھا عبدالعزیز نے اسکو پناہ دی اور اپنے ساتھ لیکر عبدالملک کے پاس آیا عبدالملک نے کہا کس طرح تو اپنی ڈاڑھی دکھاتا ہی موسےٰ نے جواب دیا کہ ہم اسکو کیون چھپادین ہم نے اے امیرالمومنین کون جرم کیا ہے۔ جواب۔ تو نے میری حکم عدولی کی۔ اور کل خزانہ ضائع کیا۔ موسیٰؑ نے کہا مینے ایسا نہین کیا۔ مثل ایماندار رعایا کے کام کیا ہے۔ میرا کام ہمیشہ سچا اور میرا قصد ہمیشہ پاک ہی۔ عبدالملک نے کہا کہ تم کو اپنی خیانت کا پچاس گونہ دینا چاہیے۔ اس پر موسیٰ کچھ سخت جواب دینے کو تھا لیکن عبدالعزیز نے اشارہ کیا۔ تب اُسنے کہا کہ اے امیرالمومنین آپکی مرضی کی تعمیل ہوگی۔ اسپر پچاس ہزار دینار سُرخ جرمانہ ہوا جسکو عبدالعزیز نے دیا اور اسکو اپنے ساتھ مصر لے گیا۔

اب یہان حجاج نے عراق مین کیا بنایا لکھا جاتا ہے۔ جب وہ اپنی سخت حکومت کوفہ پر قائم کرچکا وہ بصرہ کی طرف گیا۔ اور وہان بھی چرب زبانی اور سختی سے کام کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بغاوت پھیلی۔ جو وہ چاہتا تھا ہوا۔ اس نے میدان جنگ اختیار کیا۔ باغیون کو شکست دی۔ اور اٹھارہ سردارون کا سر عبدالملک کے پاس روانہ کیا۔ تب اس نے بصرہ کا انتظام شروع کیا اسنے مابعد مین اپنے دونائبون کو ازرقی معتزلون کی انسداد کے واسطے بھیجا اور شکست دی اور

اِس صوبے سے ان کو نکال دیا۔ ۷۶ھ ہجری مین دو خارجیون شبیب ابن یزید اور صالح ابن مریم نے عبدالملک کی ہلاکت کے واسطے مشورہ کیا انکی بغاوت ظاہر ہو گئی۔ لیکن وہ بھاگے اور قصبہ وارس مین صوبہ مسوپٹومیہ کے پناہ گزین ہوئے یہان انھون نے اپنے ایک سو بیس ۱۲۰ ساتھی پیدا کیئے صالح نہایت۔ فصیح البیان تھا اور اسکی تقریر نہایت شستہ تھی۔ اسکے ساتھیون اور شبیب نے اسکی بڑی تعظیم کی۔ یہان تک کہ اسکو امیرالمومنین قرار دیا اسکے ساتھی سب ہتھیار بند تھے۔ لیکن بلا گھوڑے کے پیادہ پا تھے۔ اسلیئے وہ ان کو اطراف کے مواضعات مین لے گیا۔ جہان بہت سے گھوڑے ان کے ہاتھ آئے محمد برادر عبدالملک نے کہ صوبہ مسوپٹومیہ کا حاکم تھا جب انکی خبر سنی بہت ہنسا اور عادی کو پانچسو آدمیون سے انکے انسداد کے واسطے روانہ کیا عادی کو تامل تھا اسنے کہا کہ ایک پاگل آدمی پانچ سو سپاہیون سے بھی زیادہ خطرناک ہے تب امیر نے کہا کہ اچھا ایک ہزار سوار اپنے ساتھ لے لو۔ عادی نے انکو میدان مین پایا اور ان کی روزانہ تعداد ایک۔ دو آدمیون سے بڑھتی گئی۔ عادی کے پہونچنے پر انھون نے جنگ کی تیاریان کین اور یہ یقین تھا کہ فرشتے مدد کرینگے عادی نے ان سے گفتگو کی اور انکو سمجھایا لیکن صالح نے اپنی خلافت کا اظہار کرکے انکو اپنی طرف مدعو کیا کہ اطاعت مین در آوین گفتگو صبح تک ہوتی رہی عادی کو تامل تھا کہ اتنے تھوڑے آدمیون پر کہ راہ بھولے ہوے ہین کیا حملہ کرین۔ ظہر کے وقت یہ سب نماز مین مصروف تھے اسوقت صالح اور اسکے مختصر لشکر اللہ اکبر کہتے ہوے انپر آپڑے۔ اور عادی مارا گیا اور اسکا جسم پامال کیا گیا اور اسکا لشکر قتل کیا گیا۔ اور منتشر ہوا اسباب انکا اور ہتھیار ان لوگون کے ہاتھ آئے اسکے بعد انکی تعداد بہت بڑھ گئی حجاج نے پانچ ہزار آدمی ان کی انسداد کیواسطے بزیر حکومت حارث المدنی کے روانہ کیا۔ یہ اچانک مین صالح اور شبیب پر

کہ صرف نوے آدمیوں سے تھے ایک دیہات مین کہ موصل سے قریب ہے آپڑے ان لوگون نے حملہ کیا۔ لیکن صالح مارا گیا اور اسکے بیس ساتھی بھی اور شبیب مع بقیہ آدمیون کے قلعہ باغی مین کہ بربادا اور شکستہ تھا پناہ گزین ہوا کامیابون نے قلعہ کے دروازے پر بڑی آگ روشن کی - اور منتظر رہے کہ وہ لوگ قلعہ مین جل مرین گے۔

جب رات ہوئی شبیب نے کہ بھاگنے کی تاک مین تھا۔ آگ کی روشنی مین۔ دیکھا کہ اکثر محاصرین تھک کر سو رہے تھے۔ تب اُسنے اپنے آدمیون سے بیعت لی۔ اور اپنا اپنا کپڑہ پانی مین بھگو کر جلتے دروازے سے نکلے اور تلوار لیے دشمن پر آپڑے - اور چونکہ سب سو رہے تھے سمجھے کہ بہت بڑا لشکر آپڑا - انتشار مین بھاگے اور راہ مین نہ ٹھہرے تھے جب تک موصل نہ پہونچے اور دوسرے پناہ کے شہرون مین پناہ لی۔ غنیم کا بہت بڑا سامان اور اسباب ہاتھ آیا اب اس نے اپنے کو امیرالمومنین ظاہر کیا۔ اور اسکے ساتھی اسکے نشان کے نیچے مجتمع تھے اکثرون کے بہم ہوجانے سے وہ کوفہ کی طرف چلا۔ اور حجاج کی غیر حاضری سے کہ بصرہ مین تھا اپنے کو مالک اس جگہ کا بنایا یہان اسکی جورو غزالہ بھی آپہونچی اور شک نہین کہ اہل کوفہ اس سے زیادہ راضی بہ نسبت حجاج کے تھے کہ ظالم تھا۔ اسکی بھی حکومت کوفہ پر عارضی تھی حجاج نے شام کے لشکر کی مدد کے ساتھ کوفہ پر حملہ کیا اس شہر کے قریب کے میدان مین شبیب چار ہزار آدمیون سے مقابل ہوا لیکن ان کو شکست ہوئی اور غزالہ شبیب کی جورو کہ میدان جنگ مین شریک تھی ماری گئی۔ شبیب اپنے بقیہ لشکر کے ساتھ فرار ہوا اور دجلہ کو عبور کیا اور فارس سے مدد فراہم کرکے عراق کو واپس آیا اسنے ذوجبل الاہواز کے پل پر مقابلہ کیا لیکن اسکے گھوڑے نے الف لی اور وہ پانی مین گرا دو مرتبہ پانی کی سطح پر دو

نمایان ہوا۔ اور ایک مرتبہ بولا کہ اللہ کا حکم بہت درست ہے۔ اور دوسری مرتبہ بولا کہ اللہ کی مشیت پوری ہونی چاہیئے۔ اسکے ساتھیون نے غم کی صدا بلند کی اور بھاگ گئے جب دریا مین جال ڈالا گیا۔ اس کی لاش نکلی اس کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیجا گیا۔ اور وہان سے عبدالملک کے پاس پہونچا اسکا کلیجہ بھی نکالا گیا پتھر سے زیادہ سخت تھا۔ اسکی بہادری مین کچھ شک نہین عربی مورخ لکھتے ہین کہ اسکی موت کا حال پیشین گوئی سے معلوم تھا اسکی ماں ایک خوبصورت رومی عیسائی لونڈی تھی جسکو یزید ابن نعیم نے اپنے حرم کے لیئے خریدا تھا قبل اسکے کہ وہ حرم مین داخل ہو وہ لڑکا جنی یعنی شبیب قبل جننے اس لڑکے کے اسنے خواب دیکھا کہ ایک انگارا سینہ سے نکلا اور ہر جون کو روشن کرتا ہوا سمندرون مین گرا اور بجھ گیا اسکا اسقدر اسکو اعتبار تھا کہ جب اسکی ماں سے لوگون نے کہا کہ شبیب لڑائی مین مارا گیا۔ تو اسنے یقین نہین کیا۔ اور کہا کہ میرا بیٹا صرف ڈوب کر مریگا شبیب کے مرنے کے وقت اسکا سن پچاس برس کا تھا حجاج کو ان صوبون مین ایک مرحلہ اور پیش آیا درمیان اسکے اور اسکے ماتحت افسر کے کہ عبدالرحمن بن محمد نام تھا۔ نزاع تھی۔ اسکی ہلاکت کے لیئے یا ایسے دشمن کو نظر سے دور رکھنے کے لیئے حجاج نے اسکو ترکستان کی سرحد پر ترکون سے لڑنے کے لیئے روانہ کیا عبدالرحمن میدان جنگ کی طرف چلا اور جب فاصلہ پر پہونچا اور اپنے زیر حکومت قوی لشکر کو دیکھا۔ ایک حیلہ سوچا خواہ انتقام کی نظر سے ہو یا بلند حوصلگی کے باعث اپنے لشکر سے مخاطب ہو کر اسنے کہا کہ ہماری تعداد دشمن کے مقابل مین بہت کم ہے اس سے حجاج کا مطلب ہے کہ ہم لوگ ہلاک ہون۔

اس گفتگو سے اسکے مطلب کے موافق بات پیدا ہوئی۔ لشکر نے عبدالرحمن کے ساتھ دینے کا عہد کیا۔ اور حجاج سے انتقام لینا چاہا۔ بغیر اس کے کہ انکو ٹھنڈا ہونے دے

فوراً انکو واپس لے گیا حجاج نے اس قریب کی خبر سنی اور میدان جنگ مین مقابلہ کے واسطے آیا۔ لیکن شکست اٹھائی عبدالرحمن تب بصرہ مین داخل ہوا لوگون نے اسکو اپنا حامی سمجھکر مبارکباد دی بلکہ ان لوگون نے اسکو خلیفۂ وقت قرار دیا۔ اس خطاب کو لیکر وہ کوفہ کی جانب بڑھا۔ اور راہ مین حجاج کو پھر شکست دی اور کوفہ مین داخل ہوا۔ اور کوفیون نے خوش ہوکر ساتھ دیا کہ ظالم سے خلاص پایا۔ عبدالرحمن اب تمام ملکون مین کر لب فرات اور دجلہ تھا خلیفۂ وقت مانا گیا۔ اور اسکے ساتھ اب اسقدر آدمی ہوے کہ اسکے لشکر کی تعداد ایک لاکھ تک پہونچی۔ متواتر شکست سے حجاج کو تجربہ ہوتا گیا۔ پھر اسنے عراق مین لشکر فراہم کیا کہ ہنوز عبدالملک کی اطاعت مین تھا اور کچھ لشکر شام سے مدد کے لیے آیا۔ دونون کے لشکر مقابل مین رہے اور خفیف لڑائی ہوا کی لیکن پوری لڑائی کی جرأت کسی نے نہ کی۔

حجاج کا مطلب تھا کہ اپنی جنگی عمدہ ہنرمندی دکھلادین اور اس مین وہ کامیاب ہوا کسی طرح حجاج نے عبدالرحمن کو مع پانچ ہزار آدمیون کے اصل لشکر سے جدا کیا۔ اور اسکو پسپا کیا۔ اور قلعہ بند ہونے پر مجبور کیا۔ جہان وہ ایسا محصور ہوا کہ اسکو امید نکلنے کی نہ رہی۔ اور بلندی سے کود کر مرنا قبول کیا۔ بہ نسبت اسکے کہ حجاج کے ہاتھ مین گرفتار ہو۔

اس طرح دوسرے خلیفہ کی بھی بغاوت ختم ہوئی عراق کی حفاظت کیواسطے حجاج نے ایک شہر دجلہ پر آباد کیا جسکا نام الواسط رکھا۔ اس لیے کہ وہ کوفہ و بصرہ و بغداد و اہواز سے برابر پچاس کوس کے فاصلہ پر تھا۔

حجاج جسکے ذکر کا موقعہ اب آگے نہ آئیگا برابر امیر عراق رہا یہانتک کہ ۹۵ھ مین اپنی عمر کے چوّن برس مین مرگیا اسکے بہ نسبت کہا جاتا ہی کہ اسنے ایک لاکھ بیس ہزار کا

خون کیا۔ علاوہ ان لوگوں کے جو اسکی لڑائی میں مارے گئے اور اپنے مرنے کے وقت پچاس ہزار قیدی جیل میں چھوڑ گیا۔ کچھ تعجب نہیں کہ وہ ظالم تھا۔

حضرت سعید بن جبیر۔ رضی اللہ عنہ کہ اولیاء سے تھے۔ اور بہترین تابعین سے تھے اور ابن عباس اور ابن عمر کے شاگرد رشید تھے۔ اور صحرا میں رہا کرتے تھے اور شیر مثل کتوں کے ان کی دربانی کرتا تھا۔ اسی حجاج کے ہاتھ سے بوجہ بسبب شہرت خیر کی شہید ہوئے۔ اس وقت سے حجاج کے حواس میں فتور آیا۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت ۹۳ھ میں ہوئی۔ اپنی موت کی تکلیف میں حجاج نے منجم کو بلوایا اور پوچھا کہ آجکل کوئی بڑا سردار مریگا یا نہیں۔ اسنے کہا کہ ایک سردار جسکا نام کلب ہے مرنے کے قریب ہے۔ حجاج نے کہا یہ میرا ہی نام ہے۔ کیونکہ لڑکپن میں میری ماں اسی نام سے ہمکو پکارا کرتی تھی۔ حجاج نے کہا کہ تمکو اس پیشین گوئی کا یقین ہے اور جب اسنے کہا کہ ہمکو یقین ہے تب حجاج نے کہا کہ ہم تم کو اپنے ساتھ لیتے جائینگے یہ کہکر اس نے اس منجم کے قتل کا حکم دیا۔ یہ شخص تماشہ کا بہت شائق تھا۔ اور انھیں باتوں میں اسکا بہت خرچ تھا۔ ایک موقع پر ایک عرب نے کہ اسکو نہیں پہچانتا تھا۔ کہا کہ حجاج بڑا ظالم ہے حجاج نے کہا کہ تم ہم کو جانتے ہو۔ اس عرب نے کہا کہ نہیں۔ حجاج نے کہا کہ ہم ہی حجاج ہیں اس عرب نے کہا کہ شاید آپ ہی ہوں۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ میں اسی بیوقوف خاندان زبیر سے ہوں حجاج اسپر ہنسا اور انعام دیا۔

اسکے بعد پھر عراق میں بغاوت نہ ہوئی کوفہ کے تلون مزاج لوگ بھی مطیع ہو گئے ابوالفرج نے لکھا ہے کہ حجاج مرنے کے قریب کیچڑ کھاتا تھا۔

فصل تیسری

۸۵ھ ہجری میں اسلام کے ممالک میں خانہ جنگی نہ رہی۔ اور بغاوت فرو ہو گئی۔

سب ملک ایک بادشاہ کے تصرف مین آگیا۔ عبد الملک سلطان وقت کی خواہش ہوئی۔ کہ بیرونی فتوحات اسلام کی کہ عرصہ دراز سے موقوف تھی پھر بڑھائی جائے۔ اسکی پہلی کوشش یہ ہوئی کہ اپنے کو خراج گزاری سے قیصر روم کی خلاص کرے۔

امیر معاویہ بن ابی سفیان کے وقت مین خراج گزاری اصل مین تین ہزار دینار سُرخ کی تھی اور اب خراج تین لاکھ پچپن ہزار تک پہونچا تھا۔ اس کے ساتھ تین سو پینسٹھ لونڈیان اور تین سو پینسٹھ عمدہ گھوڑے عربی دیے جاتے تھے خراج گزاری سے گزر کر عبد الملک نے آلدریٹ کو کہ اسکا سالار لشکر تھا قیصر کے ملک مین غارتگری کے واسطے روانہ کیا۔ اور یہ بسبب ایک بغاوت کے تھا کہ خلاف مین قیصر لیونٹس کے ہوئی۔ آلدریٹ کا اسباب لیکر کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔ اسیطرح لزد کا اور بازیکم مسلمانون کے قبضے مین عیسائی سالار جرجیس کے فریب سے آگیا۔

عبد الملک کی خواہش ہوئی کہ مسلمانون کی فتوحات شمالی افریقہ مین بھی ہو وہان بھی قیصر کے لوگون کو مسلمانون کی خانہ جنگی سے موقع ملا۔ اور سمندر کے کنارے کے ملکون مین اپنے کو مستحکم کیا۔ زہیر ابن قیس جنکو عبد الملک نے بارقہ کی حکومت سپرد کی تھی ایک بغاوت مین مبتلا ہو کر مارے گئے اور انکے بہت ساتھی ہلاک ہوے۔ اور اسوقت مسلمانون کی جگہہ صرف اندرونی اطراف مین رہ گئی تھی اس لیے ۷۳ ہجری مین عبد الملک نے حسین ابن نعمان کو چالیس ہزار آدمیون سے فتح افریقہ کے واسطے روانہ کیا۔ یہ سردار ایک دم سے شہر کارتھیج کی طرف بڑھے اگرچہ وہ سابق کی طرح پُرمایہ اور زرخیز نہ تھا۔ لیکن تاہم اب بھی مستحکم بندرگاہ تھا اور بلند دیوارون سے گھرا تھا۔ اور اس مین بہت سے یونانی

اور دوسرے عیسائی قلعہ کے لشکر نے حسین موافق قدیم عرب کے طریقے کے بڑھ چلے
اسکا محاصرہ کیا۔ اور طویل محاصرہ سے اسکو کمزور کیا اور اسپر حملہ آور ہوئے دیوارون پر
سیڑھی لگا کر چڑھ گئے اور اپنے کو اسکا مالک بنالیا۔ اکثر باشندے مارے گئے اور
اکثر صقالیہ اور اسپانیہ مین جا بسے۔ دیوار گرادی گئی۔ شہر لوٹا گیا۔ ادنی سپاہی
بھی غنیمت سے مالامال ہوگیا۔ فتوحات کی غنیمتون مین قیدی عورتون کا ذکر حسن
مین بنظر تحسین خاص کر مذکور ہے۔
مسلمانون کے فتوحات اس اطراف مین آگے نہ بڑھے۔ ہرگاہ یہ لوگ کارتھیج
کی ویرانگی مین بدمست تھے۔ ایک جہازون کا بیڑہ بندر مین نمودار ہوا۔ اس ہونے
زنجیر کو کہ بندر کی روک تھی کاٹ ڈالا۔ اور بندر مین گھس آیا۔ یہ مرکب لشکر قسطنطنیہ اور
جزیرہ صقالیہ کا تھا مع اسپانیہ کی قوم گاتھ کے اور کل لشکر سردار جان کے تحت
مین تھا کہ بڑا بہادر اور تجربہ کار تھا حسین نے اپنے کو مقابلہ کے قابل نہ دیکھکر باقاعدہ
واپسی اختیار کی۔ اور اپنے لشکر کو مع اسباب غنیمت طرابلس اور قیروان مین
لایا۔ اور وہان استحکام کے ساتھ رہ کر سلطان وقت کی مدد کا امیدوار رہا جب کچھ
عرصہ مین مدد سمندر اور خشکی کے ذریعہ سے آگئی حسین نے پھر میدان اختیار
کیا۔ اور سردار جان سے قریب یوٹیکا کے مقابلہ کیا اور اسکو پوری شکست
دی۔ اور نکال دیا۔ کہ مع بقیہ لشکر کے قسطنطنیہ روانہ ہوا۔
کارتھیج پر کامیابون نے پھر حملہ کیا اور اب اسکی تباہی پوری ہوئی۔ کیونکہ
مسلمانون نے انتقام کی نظر سے اس مین آگ لگادی۔ اب ویرانگی کے ڈھیر
تھے یہی شہر تھا کہ ایک وقت روم کبری سے کہ دنیا کی جان تھی مقابلہ کا دعوی
رکھتا تھا۔ قیصری لشکر اب شمالی افریقہ مین نہ رہا تاہم مسلمانون کے فتوحات
کو تکمیل نہ ہوئی۔ ملک کے باشندون مین بڑی دشمن ایک دلیر ملکہ

تھی جس کی تنظیم اہل ملک مثل پیغمبر کے کرتے تھے۔ اسکا اصل نام ذہبتہ تھا لیکن اسلام کے مورخون نے اسکا لقب کاہنہ رکھا ہے۔
اس کاہنہ کے جھنڈے کے نیچے موزیٹانیا (مراکو) کی قوم مور اور پہاڑون کی قوم بربرہ۔ اور ریگستان کے سرحد کی قومین فراہم ہوئین۔ آزاد قومین کہ پہلے آپس مین لڑا کرتی تھین۔ اب مذہبی تنظیم کے ساتھ ایک کی مطیع ہوئین۔ اس بہادر عورت کے تحت مین ان مین قاعدہ دانی بھی آگئی تھی۔ اور قومی حمایت کا جوش آگیا اور اب بہ نسبت پہلے کے لڑنے کے واسطے زیادہ آمادہ تھے۔
بعد متواتر لڑائی کے امیر حسین مصر کی طرف واپس جانے مین مجبور ہوا۔ ملکہ کاہنہ اس جزوی فتح سے خوش نہ ہوئی۔ اسنے سردارون کا ایک عام جلسہ کیا اور کہا کہ اس دشمن کا غائب ہونا چند روزہ ہے وہ پھر بڑی جماعت سے آوینگے ان عرب کے لٹیرون کو کیا چیز ہمارے ملک کی مخاطب کرتی ہے۔ ہمارے شہرونکی غنیمت۔ چاندی۔ سونے کہ کھان سے نکالے جاتے ہین۔ ہمارے باغ اور تاکستان کے پھل۔ اور ہمارے کھلیانون کی پیداوار۔ ہم لوگ اپنے شہرون کو مسمار کر ڈالین خزانون کو تہ زمین کرین۔ اپنے پھلدار درختون کو گرا دین اپنے کھلیانون کو ویران کر ڈالین۔ اور اس طرح سے اپنے اور لڑنے والے کے درمیان مین دیوار حائل کرین۔
اس ملکہ کی باتون کو جنگلی لشکرون نے قبول کیا۔ کیونکہ اکثر وہ پہاڑون سے فراہم ہوے تھے۔ اور جائدادون مین وہ بہت کم شریک تھے شہر پناہ کی سب دیوارین گرا دی گئین عالیشان عمارتین مسمار کی گئین درخت کاٹے گئے اور سب ملک شہر طنجہ مین سے کہ افریقہ کے مغربی ساحل پر ہے طرابلس تک کہ زرخیز اور آباد ملک تھا۔ ویران کیا گیا۔

ایک عرصہ قلیل مین وہ جگہ ویران کی گئی کہ سیکڑون برس مین آباد ہوئی تھی یہ چال ملکہ کاہنہ کی اگرچہ کتنی ہی حمایت کی نیت سے ہو آخرش اسکی خرابی کی باعث ہوئی شہر کے باشندون نے جب اپنی جائداد کو اسطرح برباد ہوتے دیکھا۔ انھون نے مسلمانون کی واپسی کو مبارک سمجھا۔ کہ وہ گویا انکے ملک کے حامی ہین جیسا کہ ملکہ کاہنہ نے پیشین گوئی کی تھی۔ مسلمان زیادہ لشکر کے ساتھ ٹھہرے۔ اور جب ملکہ کاہنہ نے مقابلہ کرنا چاہا اسکے لشکر کی تعداد کم ہوتی گئی۔ اور پہلا جوش بھی نہ رہا۔ ان لوگون نے بعد سخت خونریز لڑائی کے شکست اٹھائی۔ اور ملکہ کاہنہ مسلمانون کے لشکر مین گرفتار آئی جنھون نے گرفتار کیا اس کو ملکہ کاہنہ سمجھکر نہ مارا جب وہ امیر حسین بن نعمان کے پاس لائی گئی۔ اسکو دو شرطے کیے گئے۔ ایمان لائے۔ یا جزیہ دے۔ اسنے دونون سے انکار کیا اسپر امیر حسین نے اسکو قتل کرایا۔

حسین ابن نعمان اب دمشق کو اپنی فتوحات کی خبر سنانے کے واسطے سلطان عبدالملک کے پاس گئے۔ اور اپنے ساتھ بہت فتوحات اور غنیمت کی تھیلیان لیتے آئے منجملہ اسکے ملکہ کاہنہ کا سر بھی تھا۔ انکی بڑی تعظیم اور اعزاز ہوا۔ اور بارقہ کی حکومت انکے ساتھ اضافہ کی گئی۔

یہ آخری عہدہ ان کے نزول کا باعث ہوا عبدالعزیز بن مروان سلطان وقت کا بھائی مصر کا امیر تھا۔ اور صوبہ۔ بارقہ کو اپنی حکومت مین داخل سمجھتا تھا۔ اسلیئے۔ اسنے اپنی طرف سے اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اس سبب سے جب اسکو خبر ملی کہ امیر حسین نے صوبہ بارقہ کی حکومت کا حکم حاصل کیا ہے۔ اسکو نہایت رنج ہوا جب مصر سے ہوکر امیر حسین۔ اپنی حکومت پر جا رہے تھے عبدالعزیز بن مروان نے اسکی صحت دریافت کی جب حسین نے اقرار کیا۔ اسپر بھی عبدالعزیز نے شک کیا اسپر انھون نے فرمان سلطانی دکھلایا عبدالعزیز نے جب دیکھا صحیح ہی حسین سے مستعفی

ہونے کی استدعا کی حسینؓ نے کہا کہ یہ عہد دینے سے چھین لینا زبردستی ہے۔ امیر عبدالعزیز نے کہا کہ تب ہم دونوں عہدوں سے تمکو برطرف کرتے ہیں۔ اور اس فرمان کے صادر کرنیکے بعد عبدالعزیز نے صرف یہی نہیں کیا بلکہ حسینؓ کی جائداد ضبط کی اور اسطرح کا تشدد کیا کہ فاتح کارتھیج و فاتح ملکہ کاہنہ عین اپنی کامیابیوں میں دل شکستہ ہوکر قریب میں مرگیا۔

فصل چوتھی

وہ سردار جسکو عبدالعزیز نے شمالی افریقہ کی حکومت پر متعین کیا موسیٰ ابن نصیر تھا۔ وہی شخص جو بشیر ابن مروان کا وزیر عراق میں مقرر ہوا تھا اور حجاج کے ظلم سے بسبب مقدمہ تصرف کے بھاگا تھا۔ اور عبدالعزیز نے پچاس ہزار دینار جو عبدالملک نے جرمانہ کیا تھا۔ ادا کرایا تھا۔ اور موسیٰؑ کو اپنے ساتھ مصر لایا تھا۔ یہ ہوسکتا ہے کہ عبدالعزیز کو اس شخص کا مقرر کرنا اپنی غرض سے ہو۔ وقت تقرری اس عہدے کے موسیٰؑ کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ وہ اسوقت تیز اور ہوشیار آدمی تھا اور اسکی صورت سے شرافت معلوم ہوتی تھی۔ اور ڈاڑھی حنا سے مختار کھتا تھا اسکے تین دلیر بیٹے تھے جنھوں نے لڑائیوں میں اسکو مدد دی۔ اور ان کا وہ بہت فخر کرتا تھا۔ بڑے بیٹے کا نام اسنے عبدالعزیز رکھا تھا۔ یہ بڑا بہادر اور بڑا شخص اپنی جوانی ہی میں اپنے باپ کا دہنا بازو تھا۔ دوسرے بیٹے کا نام مروان تھا اور تیسرے کا عبدالعلا نام تھا۔

موسیٰؑ۔ اپنے افریقہ کے لشکر سے خیمہ گاہ میں جا ملا۔ اور کہا کہ میں ایک سادہ سا سپاہی مثل تمھارے ہوں جب ہم اچھا کرتے ہیں تو اللہ کا شکر کرتے ہیں جس نے ہمکو راہ راست دکھلائی۔ جب ہمسے کوئی برائی ہو ہمکو ملامت کرو۔ کہ اسکو ہم ترمیم کریں کیونکہ ہم سب لوگ گنہگار ہیں۔ اور ہم میں خطا کا مادہ ہے ہمکو امیر عبدالعزیز کا

حکم ہے کہ تمھارے باقی مشاہرہ کا سہ گونہ تمکو دیا جائے۔ اسکو اور اپنے کام مین لاؤ۔
اس مخاطبت سے اہل لشکر کو کسقدر مسرت ہوئی اسکا بیان نہین ہو سکتا۔
جسوقت موسیٰ یہ تقریر کر رہے تھے ایک گوریہ ان کے سینہ سے آگر لگی۔ اسکو فال خیر سمجھکر موسیٰ نے چھری مانگی۔ اور اس چڑیا کا سر کاٹ ڈالا۔ اور اسکے خون سے اپنا کپڑا رنگا۔ اور اسکے پرون کو ہوا مین اپنے سر کے گرد اوڑایا۔ اور کہا کہ فتح فتح قسم ہے اللہ کی کہ فتح ہماری ہے۔
اس سے ظاہر ہے کہ موسیٰ اپنے لشکر کی چال چلن کو سمجھ گیا تھا اور ان کو اپنی سخاوت سے راضی کر لیا تھا۔ اور ان کی طرف شفقت سے دیکھتا تھا۔ اور انکا بشرہ دیکھا کرتا تھا۔ اور مزاج دریافت کر لیتا۔ اور اُن افسرون کی غلطی سے بچتا جو اپنے عہدے کے احتراز کے باعث سے اپنے ماتحت سے مخالطت نہین کرتے۔ اسنے کہا کہ گویا ان کے لبون مین گرہ رہتی ہے جس سے وہ بول نہین سکتے۔
وہ اکثر کہتا کہ سردار مشورہ لینے والا اور تجربہ کار چاہیئے لیکن جب وہ کوئی رائے قائم کرے۔ تو اس مین مستقل ہونا چاہیئے۔ اسکو دلیر۔ اور ساعی۔ اور کبھی جلد باز اپنی قسمت پر شاکر اور جتنی امید کرے اس سے زیادہ کوشان ہونا چاہیئے۔ اسکو فتح کے وقت دونا ہوشیار اور شجاع ہونا چاہیئے۔
موسیٰ نے مشرقی افریقہ کو جس مین طونس اور الجیرس ہے پورا باغی پایا ایک سردار نے قوم بربر کے جسکا نام ورکناف تھا دن رات زغوان اور قیروان کے درمیان مین غارتگری کی تھی۔ اس سے قوم بربرہ کو ایک موقع تھا کہ جب وہ میدان مین شکست پاتے۔ پہاڑون مین چلے جاتے جو متوازی لب ساحل کے برابر چلا گیا ہے اور ایک حصہ جبل اطلس کے سلسلہ کا ہے۔ ان پہاڑون کے استحکام مین پناہ لیتے۔ اور اگر تعاقب کیا جاتا۔ تو ریگستان مین چلے جاتے۔ یہان تعاقب غیر ممکن تھا۔

موسیٰ کی ہوشیاری ان کی دشواریوں سے بڑھتی گئی۔ وہ اپنے لشکر سے اکثر کہتے کہ
ہمت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اور دشمنوں کے مقابلہ کے قابل بنا دے گا۔ اگرچہ
ان کی پناہ کتنی ہی مستحکم ہو قسم اللہ کی ہم اپنی لڑائی ان پہاڑوں کے اوپر لیجاوینگے
اور نہ ٹھیرینگے جب تک انکے درون کو اپنے تصرف مین نہ لادینگے۔ اور انکی بلندیون پر
قابض نہ ہو جائینگے موسیٰ کی باتین خالی نہ ہوتی تھین۔ اس نے قوم بربرہ پر
میدان مین فتحیابی حاصل کر کے اپنے بیٹون عبد العزیز اور مروان کو انکے تعاقب
مین پہاڑون کے درون مین بھیجا۔ اور دشمنون پر ان کے پہاڑون کے استحکام مین
حملہ آور ہوئے اور جنوبی ریگستان کے پرے ان کو ہٹا دیا۔ ورکناف اپنے اکثر
ساتھیون کے ساتھ مارا گیا۔ اور موسیٰ نے دیکھا کہ اس کے بیٹے ہزارون قیدی
اور اسباب غنیمت کے ساتھ واپس آئے نہایت خوشنود ہوا ایسا لکھا ہے کہ
دونون قسم کے قیدی یعنے مرد اور عورت تین لاکھ تھے۔ اس مین سے پانچوان حصہ
سلطان وقت کے پاس بھیجا گیا موسیٰ نے یہ سب حالات عبد العزیز بن مروان
کو لکھا اور چونکہ اسکے لالچ سے واقف تھا۔ اس لئے بہت غنیمت اور چنے ہوئے
گھوڑے اور خوبصورت لونڈیان بھی اسکے پاس بھیجین۔

یہ خط اور غنیمت کا اسباب بہت موقع پر پہونچا عبد العزیز نے سلطان عبد الملک
کا خط پایا جس مین اسنے ملامت کی تھی کہ تم نے ایک شجاع اور قسمتور اور تجربہ کار
امیر حسین بن نعمان افسر کو معزول کیا اور موسیٰ کو امیر مقرر کیا ہے جس نے
بیت المال کا روپیہ عراق مین تصرف کیا اسکے جواب مین عبد العزیز نے افریقہ کا
ذکر لکھا۔ اور لکھا کہ ہم موسیٰ کا خط اس مین منسلک کرتے ہین۔ کہ اسکو پڑھیے اور
اللہ کا شکر کیجئے۔ اور دوسری چیزین بھی مع غنیمت کے اسباب کے پہونچین
سلطان عبد الملک کی رائے موسیٰ کیجانب سے بدل گئی۔ اسنے مزید ہمدان

دو لاکھ کا وظیفہ اسکے واسطے مقرر کیا۔ اور ایک ایک لاکھ اسکے تینوں بیٹوں کے واسطے بھی۔ اور ہدایت کی کہ اپنے لشکر مین سے پانچ ہزار آدمی جنھون نے اپنے کو لڑائی مین ممتاز کیا ہے۔ اور زخم کھائے ہوے ہین۔ ان کو تیس تیس اشرفی سالانہ روزینہ مقرر کردو آخرش پچاس ہزار دینار کہ عبد الملک نے جرمانہ کیا تھا۔ اسکو معاف کیا اور حکم دیا کہ ہمارے حصہ کی غنیمت سے مجرا کر لو۔ اسکے واپس لینے سے موسیٰ نے انکار کیا بلکہ اسکو اسلام کی ترقی مین صرف کیا۔ جہان قیدیون کی بکری ہوتی تو وہ جنگجوان اور ہوشیار اور تیز اور عالی خاندان کو خرید کرتا۔ اور اسلام کی تعلیم کرتا اگر تعلیم پانے کے لائق معلوم ہوتے۔ تو ان کو آزاد کرتا۔ ورنہ پھر قیدیون کے زمرہ مین عام طور پر فروخت ہوتے موسیٰ کے فتوحات کی شہرت سے شام اور مصر اور دوسرے ملکون کے لوگ آکر اسکے لشکر مین داخل ہوے موسیٰ کے لشکر مین اب خلفاے راشدین کی زمانہ کی طرح صرف مسلمان ہی نہ تھے بلکہ متفرق قوم اور متفرق مذہب کے لوگ اسلام کے کامیاب جھنڈے کے نیچے فراہم تھے۔

اس لشکر مین قوم عرب اور شامی اور فارسی اور مصری اور قبطی اور افریقی ہر قسم کے لوگ اپنے اپنے ہتھیار کے ساتھ تھے۔ موسیٰ نے اکثر اس ملک لینے والون مین سے اپنے لشکر مین بھرتی کیا۔ ان مین بعض عیسائی تھے اور اکثر بت پرست لیکن سب سے زیادہ یہود تھے یہ اہل عرب سے وضع اور اطوار مین جلد مل گئے۔ ان لوگون نے اپنی بنیاد کا نشان بھی ایشیا سے ملایا انکے قول کے موافق پانچ نوآبادیان شہر سبا سے کہ یمن مین ہے نکلین۔ یعنے یہ قومین اپنے سردار افریق کے ساتھ وہان سے نکالی گئین اور اسی سے پانچ قوی قومین بربرہ وزنہاجین ومو زاموداس وزنٹس وگومرس وہورس کی ہوئین۔

اسکو موسیٰ نے برضا و خوشدلی پسند کیا۔ اور قوم بربرہ کو اولاد عربی کہا

اور خون کی رشتہ داری قائم کردی - اسکا یہ اثر ہوا - کہ ہزارون نے بلا جبر اسلام قبول کیا - اور ہزارون لشکر اسلام مین داخل ہو گئے -

بعض قومین جنھین زنٹس کہتے تھے کہ زیادہ سخت تھی موافقت مین نہ در آئی - ان مین سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ ریگستانون مین پھرا کرتے تھے - اور کچھ لوگ ایسے تھے کہ جبل اطلس کی کھوہین پناہ گزین تھے اور اسی طرح قوم گومرس بھی تھی کہ زیادہ دلیر اور جنگجو قوم تھی - اور کوہ اطلس پر موریٹانیا مین (مراکو) آباد تھی - ہرگاد قوم - موزاموداس اور بہی مغرب کی طرف لب ساحل بحر اطلانتک کے آباد تھی ۸۳ھ مین موسیٰ نے بربرہ کی متعدد قومون سے کہ اپنے سردارون کے جھنڈے کے نیچے فراہم تھے - سخت مقابلہ کیا - ان لوگون نے اپنے کو جبل اطلس کے استحکام مین قائم کیا تھا جس مین بہیر کھا کر کے دردن سے پہونچ سکتے تھے - یہ سب استحکام کے ساتھ مقابل ہوے - لیکن یکے بعد دیگرے کئی روز کی سخت لڑائی کے بعد لے لیے گئے - یہان تک کہ اصل لشکر کے مقابل مین پہونچ گئے - وہان بڑی لڑائی رہی جب فریقین کے لشکر مقابل ہوئے ایک قوم بربرہ کا سردار صف سے آگے بڑہا اور فرادا لڑائی کے واسطے اسلام کے سردار کو آوازہ دیا - جواب دینے مین کسی قدر توقف ہوا - اسپر موسیٰ نے اپنے بیٹے مروان کی طرف اشارہ کیا جس کے ہاتھ مین جھنڈا تھا - اسنے اپنا جھنڈا اپنے بھائی عبدالعزیز کے حوالہ کیا اور بربرہ کے سردار کے مقابلہ کو بڑھا بربرہ کے سردار نے کہ سن رسیدہ اور تجربہ کار تھا - ایک نوجوان لڑکے سے مقابلہ کرنے مین تامل کیا - اور حقارت سے دیکھا اُسنے کہا اپنے خیمہ گاہ کو واپس جاؤ - ہم تمھارے بڈھے باپ کو ایسے حسین بیٹے سے محروم نہین کیا چاہتے - مروان نے اسکا جواب حملہ آوری سے دیا - اور ایسا دبایا کہ وہ پسپا ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پھر بڑھا - اسنے اپنا گھوڑا مروان کی طرف بڑھایا اور اُس پر نیزہ

چلایا۔ مروان نے ایک ہاتھ سے اسکو پکڑ لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے اپنا نیزہ مارکر بربر کے سردار کی بغل مین لگا اور گھوڑے کی پیٹھ پر بھی۔ اس طرح کہ گھوڑا اور سردار بھی مر کر گرے۔

اب فریقین مین عام لڑائی ہونے لگی۔ یہ سخت لڑائی خونریز تھی اور مایوسی کے ساتھ ہوئی۔ لیکن آخرش فتح مسلمانون کی ہوئی کسلیا ∎ انکا بادشاہ مارا گیا اور بہت سے قیدی گرفتار ہوئے۔ ان کے درمیان مین نہایت خوبصورت عورتین بادشاہون اور افسرون کی بیٹیان بھی تھین غنیمت کی تقسیم کے وقت موسیٰ نے ان عورتون کو اپنے سامنے کھڑا کیا۔ اور اپنے بیٹے مروان کو اجازت دی کہ ان مین سے جسکو چاہے پسند کرے اس نے اس مین سے ایک کو چنا کہ بادشاہ کسلیاد کی بیٹی تھی۔ اس سے اسکے دو بیٹے ہوئے۔ موسیٰ اور عبدالملک۔

فصل پانچوین

موسیٰ کا حوصلہ بڑی فتوحات پر منحصر نہ رہا۔ اب ان کی خواہش ہوئی کہ بحری فتوحات بھی حاصل کرنا چاہیئے۔ انکے علاقجات مین بندرگاہ تھے جہان سے اہل فونیشا اور اہل کارتھیج نے اپنے اختیارات کے زمانہ مین بحری لشکر روانہ کیا تھا کامیاب عرب کے حملہ اورون کے دل بحری کارروائی مین بدل گئے تھے جب عمرو بن العاص فاتح مصر اسکندریہ مین تھے انسے حضرت عمر نے بحر روم (میڈیٹرنین) کا احوال دریافت کیا عمرو عاص نے جواب دیا تھا کہ وہ بڑا تالاب ہے جس مین سخت اور بیوقوف لوگ کھیوتے ہین۔ جیسے چونٹی پتے پر ہو۔ اتنا جواب حضرت عمر کے واسطے کافی تھا آپ کو ہمیشہ ڈر رہتا تھا کہ مسلمان اپنے کو دور کے مخاریہ مین ہلاکت مین نہ ڈالین آپ نے بالکل بحری حملہ آوری سے ممانعت کی آپ کو خوف تھا کہ اہل فرنگ اور رومی کہ زیادہ واقف بحری کامون سے تھے

ناتجربہ کار اہل عرب پر غالب نہ آجاوین۔ آپ مسلمانون کے پاس بندرگاہون مین شام اور مصر کے جنگی جہازات کے بیڑے تھے۔ اور عیسائیون سے بری اور بحری دونون مقابلہ کیا۔ سلطان عبدالملک نے موسیٰ کے مسبوق حسین ابن النعمان کو طونس مین گودی بنانے کا حکم دیا تھا۔ موسیٰ نے اس حکم کی تعمیل اپنے اوپر لے لی اور جہازات بنانے کی بھی تیاری کی۔

اکثر لوگون نے موسیٰ کو گھیرا اور مشتبہ کرکے اس ارادے سے باز رکھنا چاہا۔ اور اس خیال کو بیوقوفی ٹھہرائی۔ لیکن ایک پُرانے ضعیف اہل بربر نے کہ مسلمان ہوگیا تھا۔ کچھ اور ہی سُنایا۔ اسنے کہا کہ میرا سن ایک سو بیس[۱۲۰] برس کا ہے اور مجھکو خوب یاد ہے۔ کہ میرا باپ کہتا تھا کہ جب کارتیج کے مالک نے اس شہر کی بنیاد ڈالنی چاہی۔ تو سب لوگون نے اسی طرح اسکو باز رکھنا چاہا۔ لیکن ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا کہ لے بادشاہ اپنا ہاتھ لگائیے اور انجام ہوجائے گا۔ کیونکہ آپ کے مسبوق بادشاہون نے جو چاہا کیا۔ اور مین آپ سے کہتا ہون ای امیر آپ اس کام مین ہاتھ لگائیے اور اللہ تعالیٰ انجام کریگا موسیٰ نے اس کام مین ہاتھ لگایا اور ایسا اچھی طرح انجام پایا کہ ۸۵ھ ہجری مین مطابق ۷۰۴ء کے سب تیار ہوگیا اور سب بحری سامان مہیا ہوگئے۔ اور طونس کے بندر مین جہازات کے بیڑے داخل ہوئے اسی زمانہ مین ایک بیڑا جہازات کا امیر مصر عبدالعزیز کا بھیجا ہوا واسطے غارتگری جزیرہ سردانیہ (سارڈینیہ) کے بندر سوسا۔ مین کہ درمیان شہر قیروان اور طونس کے ہے لنگر انداز ہوا۔ اور موسیٰ نے اس جہاز کے واسطے سامان مہیا کیا۔ اور عطا ابن رفیع افسر جہاز کو کہا کہ موسم دریائی سفر کا نہین ہے سامنا ہے کرتا آنے دوسرے موسم کے اسی بندر مین مقیم رہو۔

عطا نے ان کے مشورے کو قبول نہ کیا سمجھا کہ خشکی کا حال جانین یا سمندر کا

اور جہازات کو سمندر مین لے گیا۔ اور ایک جزیرے مین جسکو اہل عرب سلسلہ کہتے ہین
اور اہل فرنگ اسکو لینوسا کہتے ہین فرود ہوا۔ اور سونا و چاندی اور جواہرات غنیمت بہت
کچھ ہاتھ آیا۔ ایک طوفان اُٹھا اور اسکے جہازات افریقہ کے کنارے کنارے
پہاڑون سے ٹکرائے اور تباہ ہو گئے۔
موسیٰ کو جب اسکی خبر ملی۔ اسنے اپنے بیٹے عبد العزیز کو سوارون کے ساتھ
روانہ کیا۔ کہ جہانتک ہو سکے مدد دینا۔ اور جو ملاح یا جہاز بچ گئے ہون انکو بندرگاہ
طونس مین لے آنا۔ یہ سب تعمیل کی گئی۔ اور تباہی کی جگہ عبد العزیز کو ایک صندوق
ملا جب وہ کھولا گیا۔ تو اس مین ایک سپاہی کا اسباب تھا۔ بقیہ جہازات کی مرمت
ہوئی۔ اور ان جہازات مین کہ طونس مین نئے بنے تھے ملا لیے گئے اور ۸۵ ہجری
مین جب موسم مناسب آیا موسیٰ نے اظہار کیا کہ ہم خود بحری محاربہ مین جاوینگے۔
اس خبر سے ہر شخص ساتھ جانے کو آمادہ ہوا۔ اور بہت آدمی اس کام کے واسطے جمع
ہو گئے۔ موسیٰ نے ان مین سے ایک ہزار آدمی شریف اور جنگجو چھنے اور اس سبب
سے یہ محاربہ محاربۂ اشراف کہلایا۔ اس معرکہ مین موسیٰ خود نہ گئے انھون
نے اس کی سرداری اپنے بیٹے عبد العلا کے علاقہ کی جن کی شہرت ان کو
منظور تھی یہ جہازات روانہ ہوے اور اسکے لشکر جزیرۂ صقالیہ مین فرود ہوے
اور اسکو لوٹا۔ اور اس قدر غنیمت ہاتھ آئی کہ فی کس سو دینار سرخ حصہ ملا۔
اسکے بعد ہی عبد الملک کے مرنے کی بھی خبر پہنچی۔ اس خبر کے سنتے ہی موسیٰ نے
ایک قاصد دمشق کو روانہ کیا۔ اور اسکے ساتھ اسباب غنیمت بھی بھیجا اور اپنی
اطاعت نئے مسلمان کی طرف ظاہر کی۔ اور اس سے غرض یہ تھی کہ امارت
افریقہ بحال و برقرار رہے۔
جس بیماری سے عبد الملک مرا استسقا تھا۔ اسکو اخیر مین پیاس کی نہایت

شدت تھی۔ اسی شدت مین اسنے پانی مانگا ولید ابن عبد الملک اور فاطمہ بنت
عبد الملک موجود تھے فاطمہ نے پانی دینا چاہا ولید نے روکا اسپر عبد الملک
نے عاق کرنے کی دھمکی دی۔ فاطمہ نے پانی دیا اور اسکے پیتے ہی اس کی جان نکلگئی
وہ مرنے کے وقت ساٹھ برس کا تھا۔ اور قریب بیس برس کے سلطنت کرچکا
تھا ابو الفدا مورخ اس کے چال چلن کے بہ نسبت لکھتا ہے کہ صاحب علم اور
دلیر اور دور اندیش تھا۔ اس نے اسلام کی متفرق قومون کو اکٹھا کرنے مین اپنا
انتظام دکھلایا۔ اور اپنے خاندان کے بہ نسبت اسکی دور اندیشی ہوئی کہ اسکے
چار بیٹون نے سلطنت کی عبد الملک کو خاندان علی ابن ابی طالب۔
کرم اللہ وجہہ سے سخت عداوت تھی یہانتک کہ فرزدق شاعر نے جو اولاد علیؑ
کی تعریف لکھی تو اس سے بھی ناراض ہوا۔

باب بارھوان
فصل پہلی

بعد وفات اپنے والد کے۔ ولید بن عبد الملک شہر دمشق مین فوراً ہی
۸۶ھ ہجری مین مطابق ۷۰۵ء کے تخت نشین ہوا۔ اسوقت اسکا سن اڑتیس
برس کا تھا۔ وہ لنب جسیم۔ اور سیہ فام تھا۔ اسکے منھ پر چیچک کے داغ بہت تھے
لیکن اسکا بشرہ اچھا تھا۔ اور چال چلن مین سست اور یارباش تھا۔
ولید کی سلطنت مین علم و ہنر اہل اسلام مین آنے لگا۔ بیرونی فتوحات سے
اہل عرب یونانی اور فارسی سے خلا ملا ہوئے۔ انکے شہرون کی وضع اور رہنے کے
طریقہ کا اثر پڑا۔ اور اب انکو بھی ذائقہ علم و ہنر کا آنے لگا۔
جب سے امیر معاویہ نے پایۂ تخت دمشق کو مقرر کیا۔ اہل اسلام کے عدالتی
طریقہ مین فرق آگیا جسطرح حضرت عمر مع اپنے چند دیرینہ ضعیف ساتھیون کے

چٹائی پر مسجدون مین بیٹھتے اور مشورہ لیا جاتا۔ اب وہ بات دمشق مین نہ رہی بلکہ فارس کے بادشاہون کی طرح ایوان خانہ اور نشو و نما ہونے لگا۔

اہل اسلام مین پہلے غنیمت کا حساب نہ تھا۔ جو آیا اُسی وقت تقسیم ہو گیا۔ لیکن امیر معاویہ پہلے شخص تھے جنھون نے اسکا حساب کتاب مقرر کیا۔ اور یہ کہ ہر ملک مین اسی زبان مین حساب رہے جو اس ملک مین جاری ہو لیکن عبدالملک نے حکم دیا کہ عربی زبان مین ہو اس سبب سے حساب و کتاب مین بڑی بدنظمی رہی اور ہر عرب کہ اپنے ریگستان مین خوش تھا اب زرخیز ملک اور عمدہ سکونت کا خواہان ہوا۔ ولید چونکہ عیش و نشاط مین پرورش پایا تھا اس مین یونان۔ اور فارس کا اثر بہ نسبت عرب کے پورا تھا۔ اور اصل طریقہ مسلمانون کے سے یعنی حضرت عمرؓ کی سادگی سے بالکل خلاف تھا۔ تخت نشین ہونے پر ولید نے اپنے باپ کے مقرر کردہ امرا اور سرداروں کو بحال رکھا اور ملک کی حکومت اور انتظام انکے سپرد کیا۔ اور خود اپنے حرم کے عیش و نشاط مین مصروف رہے۔

اسکی تریسٹھ بیبیان تھین اور اُنیس لڑکے تھے۔ وہ اپنا اکثر وقت ہنرمندی مین صرف کرتا۔ خاصکر فن تعمیر مین بعض عمارتین اسکے وقت کی اب تک یادگار ہین اسنے قاہرہ کی مسجد کو گروا دیا۔ اور اس سے زیادہ شوکت کی مسجد تعمیر کرائی اور اسکے پائے مرصع کیے۔ اسنے اس مسجد کو کہ گرجہ سلیمان کے مقابل تعمیر ہوئی وسعت دی۔ اور بہت خواہان رہا کہ بیت المقدس مین سالانہ اجماع ہوا کرے جسکی بنیاد اسکے باپ عبدالملک نے ڈالی تھی اسنے حکم دیا کہ مسجد نبوی کو وسعت دیجائے اسطرح پر کہ روضۂ مبارک حضرت صلعم کا اور آپ کی نو بیبیون کا مکان۔ اسکے اندر آجائے۔ یہ کام عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھ سے ۸۸ھ ہجری مین انجام پایا اسنے حکم دیا کہ کعبہ کا حطیم گرا دیا جائے اور مربع صورت مین جیسا کہ اسوقت تک موجود ہی بنالیا جائے اسلیئے اسنے

شام کے کاریگرون کو- دمشق سے روانہ کیا-
اکثر دیرینہ مسلمان اس تبدیلی کو دیکھکر افسردہ ہوے- کہ کعبہ کی پہلی سادگی جس کو- حضرت صلعم نے قائم کیا تھا- شان وشوکت کی عمارت سے ضائع کی جاتی ہی خاصکر یہ دیکھکر اور بھی رائج ہوا کہ اکثرون کے مکان گرائے گئے- اور مربع کی بنیاد ڈالی گئی جسکے اندر کعبہ اور چاہ زمزم اور دوسری چیزین داخل ہوئین-
یہ سب تعمیرات امیرون کے ذریعہ سے ہوے- لیکن ایک بڑی مسجد دمشق مین ولید نے خود بنوائی- اس عمارت کی تعمیر کے واسطے اسنے ابا یحیی (سنٹ جان) کے گرجہ کی طرف نظر کی جسکو رومی قیصرون نے نہایت مرصع کیا تھا اور جس مین سیکڑون عیسائی ولیون کی قبر تھی- عیسائیون کو اسکے بدلے ولید نے چالیس ہزار دینار سرخ دینا چاہا- لیکن ان لوگون نے انکار کیا-
اس لیئے ولید نے زبردستی کی اور جسقدر اس مین سے توڑنا چاہا- توڑا- اور بدلا کچھ نہ دیا- اسنے بارہ ہزار آدمی اس تعمیر مین لگائے لیکن اسکو بڑا افسوس رہا کہ یہ تعمیر اسکے سامنے ختم نہ ہوئی- اس عمارت کی ساخت یونانی اور فارسی سے ملکر بنی- کہ مسلمانون مین رائج ہوئی اسلیئے اس ساخت کا بانی ولید کو کہنا چاہیئے-
جبکہ سلطان ولید بن عبدالملک اپنی سستی اور یار باشی مین مصروف تھا اسکے ماتحت کے افسرون نے اسکے حکومت کی وسعت متفرق سمت مین پھیلائی مسلمہ بن عبدالملک نے کہ منجملہ چودہ بیٹون عبدالملک کے تھا اور عبدالملک نے اسکو فتح ملک روم اور شہر قسطنطنیہ کے لیئے اپنی زندگی مین مجاہدین کے ساتھ روانہ کیا تھا- اور کہا تھا کہ مینے مسلمہ کو اللہ کی راہ مین نذر کیا- ایشیائے کوچک پر فوج کشی کی- اور صوبہ کیپی دوشیہ پر حملہ کیا اور طیانہ کا محاصرہ کیا کہ قیصری لشکر سے مسمو اور نہایت مستحکم شہر تھا- اسکا ایسا محاصرہ ہوا کہ اس مین رسد نہ پہونچ سکی لیکن محاصرین کے

پاس بھی رسد نہ رہی۔ لڑائی فریقین سے سخت ہوئی۔ کیونکہ فریقین بھوکے تھے۔
محاصرہ کی امداد سے قیصر کا امدادی لشکر پہونچ گیا۔ لیکن وہ بے قاعدہ تھا۔ اسکو شکست ہوئی۔ اور اسکا اسباب و رمال مسلمانون کے ہاتھ لگا۔ اسکی شکست سے محصورین ناامید ہوے اور رسد نہ رہنے سے اور بھی جلدی اطاعت قبول کرلی لیکن ان کو معلوم نہ تھا کہ محاصرین بھی بھوکے ہین مسلمہ۔ پر الزام ہے کہ معاہدہ کے شرائط کے خلاف کیا۔ کہ اکثرون کو قتل کیا۔ اور اکثرون کو قید۔ اور بعضون کو ریگستان مین نکالا۔ مابعد کے سال مین مسلمہ نے کامیابی کے ساتھ۔ پونٹس اور ارمینیہ مین حملہ کیا اور اسکو مطیع کرلیا۔ اور شہر۔ ایشیا پر سخت محاصرہ کے بعد قبضہ کرلیا۔ اس نے اسکے بعد گلیشیا پر حملہ کیا اور کامیابی کے ساتھ اسکو تاراج کیا۔ اور اس مین قیدی اور غنیمت بہت ہاتھ آئی بلکہ قسطنطنیہ کا بھی محاصرہ کیا۔ اور اسکے اطراف مین شہر قہر آباد کیا اور مسجد تعمیر کی اور سات برس کے محاصرہ کے بعد صلح کر کے واپس آئے۔
جسوقت مسلمہ ایشیاے کوچک پر اسطرح قبضہ کررہا تھا اسکا بیٹا قتیبہ کہ نہایت دلیر نوجوان تھا۔ مشرق مین اسلام کے ملک کی وسعت دینے مین اس سے کم کامیاب نہ تھا۔ خراسان کا حاکم مقرر ہونے پر اسنے صرف اسی صوبہ پر قناعت نہ کی بلکہ دریاے جیحون۔ کو عبور کر کے ترکستان کے صوبون پر حملہ آور ہوا ترکون اور تاتاریون کے لشکر کو جس سے وہ محصور ہو گیا تھا شکست دی اور نہایت تنگ کیا اور دارالسلطنت بخارا کو مع اور شہرون کے لے لیا۔ اسنے مغرک خان خان خوارزم (خیوا) کو شکست دی اور اسکو نکال دیا یہانتک کہ وہ شہر سمرقند مین پناہ گزین ہوا۔ یہ شہر جسکو قدیم لوگ مارکنڈا کہتے تھے وسط ایشیا کی تجارت کا مرکز تھا۔ یہان اسباب تجارت چین اور تنگٹ سے چینی کے برتن اور تبت کے پہاڑون سے اور ہندوستان سے بجر اخضر و کیسپین مین جانے والی چیزین آتی تھین۔ اسلیئے وہ ہر جگہ ہر طرف کے کاروانون کے

مقام کرنے کی تھی۔ اسکے اطراف کے ملک زرخیزی کے واسطے مشہور تھے اور یہ ایشیا کے باغ اور جنت مین شمار کیئے جاتے تھے۔

اس شہر کا محاصرہ۔ قیتبہ نے کیا لیکن باشندون نے اور بھی محاصرہ کرنے دیا کہ اسکی دیوار کی مضبوطی سے خوب واقف تھے اور جانتے تھے کہ اہل عرب کے پاس انجن وغیرہ قلعہ شکن چیزین نہین ہین۔ ممتد محاصرہ سے قلعہ کے لشکر ضعیف ہوگئے اور جب دیکھا کہ محاصرین اب دھاوے کے ساتھ لینا چاہتے ہین۔ اطاعت قبول کرلی اور ایک ہزار دینار سرخ سالانہ خراج اور تین ہزار غلام دینا قبول کیا قیتبہ نے اس شہر مین بڑی مسجد بنائی۔ اور اسلام کے احکام پھیلانے مین کوشان ہوا جس کے آگے مذہب آتش پرست مین بہت جلد زوال آیا۔

اسی طرح اکثر فتوحات ہندوستان مین بھی ولید کے عہد مین محمد بن قاسم بن محمد بن ابی بکر کہ طائف مین رہتے تھے اور حجاج کے ماتحت افسر تھے حاصل کی وہ واسطے بدلا لینے جہازات کے کہ اہل سندھ نے ضائع کیا عراق سے بذریعہ جہاز کے روانہ ہوئے اور سندھ کو فتح کیا۔ اسکے ہندو بادشاہ کو لڑائی مین مارڈالا اور سر کاٹ کر ولید کے پاس روانہ کیا۔ انھون نے صرف اسی صوبہ پر قناعت نہ کی بلکہ وسط ہندوستان پر بھی حملہ آور ہوئے۔ اور سب سے پہلے اسلام کا جھنڈا دریاے گنگا۔ پر انھون نے نصب کیا۔

یہ واقعہ ۹۳ھ ہجری مین پیش آیا۔ اسی سال حضرت انس بن مالک رضؓ کہ آخر صحابہ سے تھے اور ایک سو سے زیادہ اولاد رکھتے تھے۔ اور ایک سو سے زیادہ عمر بھی ہوئی تھی۔ انتقال فرمایا۔ یہ حضرت صلعم کے خادم تھے۔ ان کی عمر اور اولاد حضرت صلعم کی دعا سے تھی۔

فصل دوسری

بیان افریقہ کے واقعات درج کیے جاتے ہیں ولید کی سلطنت کے پہلے سال
مین وہ جہازی بیڑے جسکو موسیٰ نے مشرقی افریقہ کے بندرگاہون سے روانہ کیا
بحر روم (مِڈیٹرینین) مین غلغلہ ڈالتے رہے اور اسکے جزائر مین ہیبت ڈالا کیے اور
۸۶ھ ہجری مین ایک ان مین سے جزیرہ صقالیہ (سسلی) کے کنارے جا لگا۔
اور شہر سیراکیوز پر کہ دارالخلافت صقالیہ کا ہے حملہ آور ہوا لیکن نیت صرف غنیمت
کی تھی قبضہ کرنے کی نہین دوسرے نے جزیرہ سردایہ (سارڈینیہ) پر حملہ کیا۔ اسکے
شہرون کو غارت کیا۔ اور بہت سے قیدی اور غنیمت لائے قیدیون مین عیسائی۔
خوبصورت عورتین بھی تھین کہ حرم مین داخل ہوئین بحری حکومت آخرش موسیٰ
نے اپنے بیٹے عبدالعلا کے سپرد کی جس نے جزیرہ میلارقہ مین فرود ہو کر
شہرت حاصل کی ہر گاہ عبدالعلا اپنے باپ کا دل بحری فتوحات سے خوش
کر رہا تھا۔ اسکے دوسرے بیٹے عبدالعزیز نے اسکو بری کامیابیون سے کم خوش نہین
کیا اپنے عزیز بیٹے عبدالعزیز کی مدد سے موسیٰ نے مسلمانون کی تلوار کی ہیبت جبل
الطلس کے انتہائے مغرب تک پہونچائی اور فزاور ذوقلعہ اور مراکو اور سکس کو مطیع
کر لیا دلیر قوم نے زنٹس کی آخرش صلح کر لی۔ اور موسیٰ نے دوسری قومون سے بھی خراج
لیا اور رفتہ رفتہ اسلام کی حکومت تمام المغرب مین راس نن تک کہ لب ساحل
اطلانتک کے ہے قائم ہوگئی موسیٰ خونخوار حملہ آور نہ تھا۔ جن ملکون کو اس نے بزور
تلوار فتح کیا آخرش مثل باپ کے اسکا حامی ہو گیا اسنے انتظام اور قانون جاری کیا باشندونکو
اسلام تعلیم کیا اور کاشتکارون کو اور سکنائے شہر کو ڈاکو ؤن سے پناہ مین رکھا اور
اسکے صلہ مین انھون نے میوہ جات اور مویشی سے لشکر کی مدد کی اور عمدہ عمدہ
گھوڑے مہیا کیے۔ ایک ٹکڑا ملک کا اور باقی رہ گیا تھا کہ۔ افریقہ کی فتوحات

تکمیل پائی۔ یعنی ٹنکس (ٹنگٹانیا) کہ انتہائے مین المغرب کے ہے یہین افریقہ یورپ سے (فرنگستان) سے قریب ہو گیا ہے۔ اور تنگ ابنائے درمیان مین ہے جسکو ابنائے ہرقیولیس کہتے ہین اور بحر روم کا پھاٹک ہے۔ دو بھاری شہر قیوطہ۔ اور طنجیرس اطراف کے سمندر پر یہان حاوی تھے۔ اور اس دروازے کی کلید کہلاتے تھے۔ پہلے یہ قوم بربرہ کے قبضہ مین تھے جنکے بادشاہ کا تختگاہ طنجیرس تھا مابعد مین وہ قوم وندال کے قبضہ مین آیا اور اسکے بعد قوم غات (گاتھ) کے جو مقابل اسپانیہ کے کنارے پر قابض تھے۔ اور کئی پشت تک اسپر قابض رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ نے انکو اپنی آخری فتوحات کیواسطے چھوڑا تھا۔ اسنے اپنے بیٹے مروان کو ایک مستحکم جگہ سرحد پر دس ہزار آدمیون سے چھوڑا۔

ہرگاہ طارق ابن زیاد نے کہ پرانا جنگ آزمودہ سردار تھا۔ اس ملک کو صاف کیا کہ سرچشمہ سے دریائے مولیا کے الداران کے پہاڑ تک ہے اس صوبہ کی قوم غات کے ایک شریف نے جسکا نام کونٹ جولین تھا تحفظ کیا تھا لیکن وہ رفتہ رفتہ شہر قیوطہ مین قلعہ بند ہونے پر مجبور کیا گیا۔ اسی عرصہ مین شہر طنجیرس بعد سخت لڑائی کے مسلمانون کا مطیع ہو گیا اور عربی اور مصری لشکر نے زیر فرمان طارق کے اسکو مستحکم کیا۔ اس امر کی کوشش کیگئی کہ یہان کے باشندے مسلمان کیے جاوین چنانچہ قوم بربرہ آسانی سے مسلمان ہو گئی۔ لیکن غات کی قوم نے اپنا مذہب ترک کرنے سے ملک کا ترک کرنا قبول کیا۔ اور سمندر پار ہو کر اور مال و اسباب چھوڑ کر اندلس مین کہ ایک حصہ ملک اسپانیہ کا ہے جا بسے۔

موسے اب قیوطہ پر بڑھے۔ جہان کونٹ جولین نے کل اپنا لشکر فراہم کیا تھا اسنے دھاوا کر کے اسکو لینا چاہا لیکن بڑے نقصان کے ساتھ پسپا ہونے پر مجبور ہوا متواتر حملے ہوئے لیکن بیکار رہے۔ یہ شہر ایک پہاڑ کی بلندی پر واقع تھا

اور نہایت مستحکم تھا۔ موسیٰ نے اطراف کے ملک کو ویران کر ڈالا۔ کہ وہان رسد کی مدد نہ پہونچ سکے لیکن اسپین دا سپانیہ کے قریب ہونے سے سمندر کے ذریعہ سے رسد پہونچا کی۔

مہینون اس ممتد محاصرے مین بیکار گزر گئے۔ اور بعض کے اقوال ہین کہ موسیٰ اپنی صدر حکومت پر قیروان مین واپس آیا اور طارق اور مروان۔ کو اُس جگہ چھوڑا۔ اب ایک فریب وقوع مین آیا۔ کونٹ جولین نے جس کے اس عمدگی سے مسلمانون کے مقابل مین اپنے ملک کی حفاظت کی مخفی رسل و رسائل صرف قیوطہ ہی دیدینے کو نہین کیا بلکہ ملک اندلس بھی اسنے بیان کیا کہ یہ ملک بادشاہ روڈرک کے خلاف مین کہ قوم غات سے ہے اور جسکو غاصب کہتے ہین بغاوت کیواسطے آمادہ ہی اور وعدہ کیا کہ ہم ساتھ چلتے ہین اور مسلمانون کو اس ملک کے کنارے پر اُترنے سے مدد دینگے۔ جہان اسکے اکثر دوست اُنکے جھنڈے کے نیچے فراہم ہونگے۔

خانگی مضرتون سے کہ کونٹ جولین کو بادشاہ سے پہونچی اسقدر اشتعال ہوا۔ کہ اسنے ایسا فریب کیا موسیٰ کو ان باتون سے تعجب ہوا۔ اُنھون نے عرصہ سے اپنی نظر اندلس کے پہاڑون کی طرف رکھی تھی لیکن اسکو افریقہ ہی سے فرصت نہ تھی۔ اب بھی اسکے کہنے پر انکو چندان وثوق نہوا۔ کیونکہ اسی بات سے اسکی بددیانتی معلوم ہوئی۔ اسلیئے اُنھون نے طارق بن زیاد کو کونٹ جولین کے ساتھ بھیجا کہ کنارے پر جاکر اسکے بیان کی صداقت دریافت کرے طارق اسلیئے کئی سو آدمی چار تاجرون کے جہاز پر سوار ہوئے۔ اور کونٹ جولین کی رہنمائی کے موافق ابنائے کو عبور کیا۔ اور کنارے پر فرود ہوئے۔ جہان سے کونٹ جولین نے اپنے ساتھی اور دوستون کو طلب کیا اور سب جزیرۃ الخضراء مین کہ اب الجزیرہ کہلاتا ہے فراہم ہوئے یہان بمقابلہ طارق کے جو کچھ کونٹ جولین نے کہا تھا اسکی تصدیق ہوئی اور ملک کی بغاوت

کا حال اور اپنی مستعدی بیان کی۔
طارق نے اندلس کے کنارے پر غارتگری کر کے وہان کی دولت کا حال دریافت کیا۔ اور افریقہ کے کنارے بہت غنیمت اور قیدیون کے ساتھ واپس آیا۔
موسٰی کے آگے اسطرح نیا میدان جنگ پیش آیا۔ اسکے مسبوق عقبہ نے گھوڑون کو بحر اطلانتک کے پانی مین ڈال کر ٹھنڈی سانس لی تھی کہ افسوس اب آگے کوئی ملک فتح کے لیے باقی نہین رہا۔ لیکن یہان ایک دوسرا حصہ روئے زمین کا تھا کہ اہل اسلام کو فتحیابی کے واسطے طلب کرتا تھا۔ اسلئے موسٰی نے سلطان ولید کو اسکا حال لکھا کہ ایک ملک ہے جس مین بہت مالدار شہر ہین۔ اپنی زمین کی زرخیزی اور آب وہوا کی خوبی مین شام کا مثل ہے۔ اپنے اعتدال مین یمن ہے اپنے پھولون اور مصالحہ مین ہند ہے۔ اپنے میوہ جات اور پیداوار مین حجاز ہے اور اپنی قیمتی کھانون کے لیے کا تھیج ہے اور اپنے عمدہ بندرگاہون کے باعث عدن ہے انھون نے لکھا ہے کہ ہمنے اللہ کی عنایت سے اقوام زنتس اور دوسری بربرہ کی قومون کو مثل زاب وضرارو زارادس ومزامودس دکبس کے مطیع کر لیا اسلام کا جھنڈا شہر طنجیرس کی دیوار پر نصب ہے وہان سے اندلس صرف بارہ میل کے فاصلہ پر ہو صرف امیرالمومنین کے حکم کی دیر ہے۔ اور فاتحان افریقہ اس ملک مین عبور کرینگے اور سچے اللہ کا علم اور قرآن کا حکم وہان بھی پہونچا دین گے۔
سلطان ولید بن عبدالملک کی جرأت اس نئے قابل فتح ملک کی خبر سے بڑھ گئی اسنے ایک حدیث پڑھی کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ ہمارے دین کا اجرا انتہائے مغرب تک ہوگا اور اب اسنے موسٰی کو پورا اختیار دیا۔ کہ اس متبرک معرکہ کی طرف بڑھین اور اسلام کی تلوار جاہل ملک مین۔ اندلس کے پہونچا دین ۹۲ھ ہجری مین مطابق ۷۱۱ء کے موسٰی نے طارق کو تیس ہزار آدمی کا لشکر دیا۔ اندلس کی فتح کے واسطے

جہازون مین روانہ ہوئے۔ اور وہ کامیابی کے ساتھ لب ساحل فرود ہوئے اس خبر کو
پاکر شاہ روڈرک (رادق) بہت بڑے لشکر کے ساتھ مقابلہ کو بڑھا لیکن طارق
نے قبل مقابلہ کرنے کے جس جہاز پر آیا تھا۔ اس مین آگ لگادی تاکہ لشکر کو اُمید
واپسی کی نہ رہے۔ اور ان کو بڑی ہمت دلائی یہان تک کہ دشمن سے مقام زرزمین
مقابلہ ہوا۔ اور کئی روز کی سخت لڑائی کے بعد اسپر کامیاب ہوئے اور پورا اندلس کہ
اسپین یا اسپانیہ (سپانیول) کا حصہ ہے مسلمانون کے قبضہ مین درآیا اسکے بعد۔ طارق
تالیدو پر کہ دارالامارت تھا بڑھا اور اسکو بھی قبضہ مین درلایا بلکہ صوبجات قسطلان۔
(کیسٹیل) اور لبنان بھی تصرف مین درآئے (دوسرے برس موسیٰ خود بھی اس
جزیرہ نما مین آیا۔ اور جو قلعہ اور شہر فتح کرنے کو باقی تھے۔ مفتوح کیئے اس ملک کے
لوگون نے مابعد مین طریقہ اور وضع اہل عرب کی اختیار کی۔
ملک پرتگال بھی جسکو اہل عرب الغرب کہتے تھے رفتہ رفتہ قبضہ مین آگیا۔
اور یہ ملک بھی اس جزیرہ نما مین ہے اور ملک اسپانیہ سے مغرب ہے ۹۵ سنہ ہجری
مین مطابق ۷۱۳ سنہ ء کے ولید بن عبدالملک مرگیا۔
اسی سال حضرت امام زین العابدینؑ بن حسینؑ بن علیؑ کرم اللہ وجہہ نے بھی وفات فرمایا

فصل تیسری

پیدائش امام زین العابدین علیہ السلام کی ۳۸ سنہ ہجری مین ۹ رشعبان کو ہوئی آپ کو
علی اوسط بن حسین بن علی کرم اللہ وجہہ بھی کہتے ہین امیرالمؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے
اپنی خلافت کے زمانہ مین حریث بن جابر حنفی کو خراسان کے بعض شہرون کا
حاکم مقرر کیا تھا۔ حریث کو یزدجرد کی تین لڑکیان مہربانو و ماہ بانو و شہربانو۔
غنیمت مین ملین اسنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت مین روانہ کیا۔ آپنے
فرمایا کہ یہ بادشاہ کی لڑکیان ہین معزز شخصون کی خدمت مین ان کو دینا چاہیئے چنانچہ

مہربانو کو محمد بن ابی بکر کی زوجیت مین دیا اور ماہ بانو کو عبداللہ ابن عمر رض کی زوجیت مین دیا۔ اور شہر بانو کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زوجیت مین دیا۔ اور انھین سے امام زین العابدین پیدا ہوئے اور مہربانو سے قاسم بن محمد بن ابی بکر خیر التابعین پیدا ہوے۔ امام زین العابدین کی پیشانی مین کثرت سجدہ سے گھٹا تھا۔ آپ بھی تابعین مین ہین۔ آپ جب دمشق سے مدینہ مین آئے محمد بن علی کرم اللہ وجہہ جنکو محمد حنفیہ بھی کہتے ہین وہین تھے۔ امامت کے بارے مین ان سے تکرار ظاہر ہوئی دونون صاحب مکہ مین آئے اور حجر اسود کو حکم بنایا۔ محمد حنفیہ نے حجر اسود کے سامنے ہاتھ اُٹھاکر اپنا مدعا کہا۔ کچھ جواب نہ ملا جب امام زین العابدین نے ایسا کیا حجر اسود سے آواز آئی کہ وصایت اور امامت بعد امام حسین کے علی بن حسین ع کو پہونچی۔ محمد حنفیہ اس واقعہ کو دیکھکر آپ کی امامت کے قائل ہوے اور آپ کو زین العابدین بسبب کثرت عبادت کے کہتے تھے اور آپ کے مقامات لاتعد ولاتحصے تھے۔

ایک مرتبہ عبدالملک حج کے زمانہ مین مکہ مین تھا داخلے کے لئے کئی مرتبہ کوشش کی اور باوجود خدم وحشم کے باریاب نہوا۔ وہ ایک بلندی پر جا بیٹھا پھر دیکھا کہ ایک شخص سادے لباس مین سبز عمامہ باندھے اور ایک نوکر آگے طرقوا ابن رسول اللہ کہتا چلا جاتا ہے اور لوگ اُن کے لئے راہ کرتے ہین یہان تک کہ ان سے داخلے ہوے مصاحبین عبدالملک کو نہایت تعجب ہوا کہ ہمکو باوجود خدم وحشم کے یہ بات نصیب نہ ہوئی۔ اور یہ کون شخص ہے کہ لوگون نے اسقدر تعظیم کے ساتھ جگہ دی اپنے ایک مصاحبین سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے از انجملہ مصاحبین ہین فرزدق شاعر بھی تھے ان کو حب اہلبیت کا جوش ہوا اور کہا کہ یہ وہ شخص ہین جنکو خانہ کعبہ پہچانتا ہے یہ وہ ہین جسکو زمزم جانتا ہے اور اسی قسم سے آپ کی مدح نظم مین بہت لکھی اور یہ قصیدہ زبان عربی مین مشہور ہے۔ اس بات سے عبدالملک نہایت ناخوش ہوا بلکہ فرزدق کو

قید کیا لیکن فرزدق نے اس قصیدہ کو خلاصی کے بعد آپ کی خدمت میں پیش کیا اور صلہ میں اسکے آپ نے اپنی چادر اور ستر ہزار دینار دیا لیکن دینار لینے سے اسنے انکار کیا اور چادر کو بطور تبرک کے اپنے کفن میں لے گیا۔ لیکن دینار پھر آپ نے بھیجدیا کہ اہلبیت کی بخشش نہیں پھرتی۔

آپ کی وفات کی تاریخ روز شنبہ عشرہ محرم ہی۔ آپ کے بیٹے محمدؑ و زیدؑ و عمرؑ و الاشرف و عبدالرحمنؑ و سلیمانؑ و عبداللہ و علیؑ و حسنؑ اصغر تھے۔

باب تیرھوان

فصل پہلی

ولید بن عبدالملک کے بعد اسکا بھائی سلیمان بن عبدالملک دمشق میں جانشین ہوا اسوقت قتیبہ حاکم خراسان تھا اور وہ سلیمان کی جانشینی کے خلاف تھا اس لیئے بغاوت کرنی چاہی خراسان کے امرا سلیمان کے موافق تھے اسلیئے اُنھون نے وکیع کو اپنا حاکم کیا اور قتیبہ کو مع اسکے خاندان کے مار ڈالا اسکا افسوس سلیمان کو ہوا۔

۹۷ سنہ ہجری میں سلیمان نے دمشق سے کوچ کرکے دابق میں کہ متعلقات قنسرین کے تھا نزول کیا اور مسلمہ بن عبدالملک اپنے بھائی کو سپہ سالار افواج جرار کا مقرر کرکے قسطنطنیہ روانہ کیا اور بالیون نام ایک شخص کہ آذربیجان سے آیا تھا اور اسنے فتح قسطنطنیہ کا بیڑا اُٹھایا تھا مسلمہ کے ہمراہ گیا مسلمہ نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا اور لشکر کے واسطے بہت سا غلہ جمع کیا اور لوگون کو حکم دیا کہ شہر کے باہر زراعت کریں محاصرہ طول ہوا اور اہل شہر نے صلح چاہی لیکن مسلمہ نے نامنظور کیا شہر کے باشندون نے تب بالیون کو کہلا بھیجا کہ اگر تم ہمارے

بادشاہ ہو تو ہمکو قبول ہے۔کوئی ایسا کام کرو کہ اہل اسلام یہان سے چلے جاوین۔اس سبب سے **بالیون** نے **مسلمہ**۔کو مشورہ دیا کہ تمھارے یہان زراعت کرنے سے لوگ سمجھتے ہین کہ ان مین حملہ آورون کی بہادری نہین ہے صرف محاصرے کو ممتد کرتے ہین بہتر ہے کہ غلہ مین آگ لگا دو اور حملہ کرو۔مسلمہ۔اس فقرے مین آگئے اور غلون مین آگ لگا دی تیجھے اس بھید کو سمجھے تو بہت پچھتائے اب رسد کی تکلیف ہونے لگی اور رومیون نے آتش افگنی کہ لو ایجاد تھی شروع کی جس سے مسلمانون کا بہت نقصان ہوا۔اسی اثنا رمین سلیمان کے مرنے کا حال معلوم ہوا اور **عمر بن عبد العزیز** کا خط طلبی کا پہونچا اس سبب سے واپس آئے۔

قیتبہ کے بعد **خراسان** کا حاکم **یزید بن مہلب** مقرر ہوا اس نے حاکم طبرستان سے کہ باغی ہو گیا تھا صلح کی اور حاکم جرجان اور وہان کے بہت آدمیون کو قتل کیا اور بہت غنیمت حاصل کی یہ خبر **سلیمان** کو متواتر پہونچی کہ وہ بغاوت پر آمادہ ہے اسکی معزولی کی فکر مین تھے کہ قضا کیا اور اپنا جانشین عمر بن عبد العزیز کو مقرر کیا اس شرط پر کہ وہ اپنے بعد **یزید بن عبد الملک** کو جانشین کرین **سلیمان** کا انتقال ۹۹ھ ہجری مین مطابق ۷۱۷ء کے ہوا۔

فصل دوسری

عمر بن عبد العزیز بن مروان اپنے چچیرے بھائی کی جگہ جانشین ہوئے یہ نہایت پرہیزگار اور عابد اور عادل تھے۔یہ حضرت **عمر فاروق** رضؓ کے بیٹے **عاصم** کے نواسے تھے اور عاصم ان کی مان کا نام تھا۔عاصم کا عقد حضرت عمرؓ نے ایک گوالن کی لڑکی سے کر دیا تھا اور اسکا سبب یہ ہوا کہ اس زمانہ مین بھی لوگ دودھ مین پانی ملایا کرتے تھے اور اس بارہ مین حضرت عمر کی امتناع تھی گوالن نے حسب دستور پانی ملانا چاہا اسکی لڑکی نے منع کیا کہ خلیفہ کا حکم نہین ہے۔گوالن نے کہا کہ خلیفہ کیا کھڑے دیکھتے ہین۔

لڑکی نے کہا کہ خدا تو دیکھتا ہے اور حضرت عمرؓ اسکے زیر دیوار خود کھڑے اور سنتے تھے اس لڑکی کی فہم کی تعریف کی اور اپنے بیٹے عاصمؓ سے عقد کا پیغام کیا اور کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز عبدالملک کے داماد بھی تھے۔ اسکی بیٹی فاطمہؓ بیاہی تھین آپکی خلافت کو خلافت راشدہ کا شعبہ بتاتے ہین۔ یہ جب خلیفہ ہوے اپنا کل مال اور اپنی بی بی کا مال بیت المال مین داخل کیا۔ اور نہایت عسرت سے گزرانے لگے اور عیش وعشرت سے نفرت رکھتے تھے انھون نے باغ فدک جسکو بنی امیہ نے غصب کیا تھا پھر اہل بیت کے حوالہ کیا۔ اور حضرت حسن مثنیٰ کی اولاد اسپر قابض ہی بعد تخت نشینی کے اپنے ہی جھوپڑے مین رہے۔ لیکن جب خاندان سلیمان نے بخوشی ایوان شاہی کو خالی کیا۔ تب اس مین گئے۔ ہمیشہ دیوان تحقیقات مظالم مین بغیر فرش کے زمین پر بیٹھتے تھے۔ ہر چند لوگون نے کہا کہ فرش بچھوا لیجئے والا ہیبت اور شوکت خلافت کی باقی نہ رہے گی۔ آپ نے قبول نہ کیا کہتے ہین کہ خلافت سے پیشتر وہ نہایت عظم وشان کے ساتھ رہتے تھے۔ بعد خلافت کے اہل وعیال سے کہا کہ اگر فقر اور درویشی سے بسر کرنا ہو تو میرے ساتھ رہو۔ والا سب رخصت ہو جہان چاہو جاؤ۔ سبھون نے رونا شروع کیا کہ ہمکو مفارقت آپ کی منظور نہین انکی زوجہ کہتی تھین کہ وہ اپنے گھر کے خرچ کے واسطے بیت المال سے صرف دو درہم روز لیا کرتے تھے۔

انھون نے یزید بن مہلب حاکم خراسان کو کہ جرجانیون پر ظلم کیا تھا اور قصد بغاوت کا رکھتا تھا دمشق مین طلب کیا۔ اور محاسبہ غنیمت اس سے طلب کیا اور نہین دینے پر اسکو قید کیا۔ اور اسکی جگہ جراح ابن عبداللہ کو حاکم مقرر کیا اور مسلمہ کو قسطنطنیہ سے طلب کیا۔

انھین کے زمانہ سلطنت مین اہل اسلام ملک اسپین سے عبور کرکے فرنگستان مین یعنی فرانس مین پہونچے۔ اسپر حملہ کیا۔ اور قریب ثلث ملک کے لے لیا اور انھین اہل فرانس نے طریقہ اور وضع عرب کی اختیار کی۔ یہ واقعہ سنہ ۹۹ ہجری مین مطابق سنہ ۷۱۷ء کے پیش آیا۔

عمر بن عبد العزیز نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بدگوئی کو کہ ہر خطبہ مین جمعہ کے امیر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ سے پڑھی جاتی تھی برابر موقوف کرائی۔ یہ نہایت منصف مزاج اور ہر دل عزیز تھے لیکن انکی خلافت کا زمانہ صرف دو برس چھ مہینے تھا۔ انکا انتقال سنہ ۱۰۱ ہجری مین مطابق سنہ ۷۱۹ء کے ہوا۔ بنی امیہ نے انکو ایک لونڈی کی معرفت زہر دیا۔

فصل تیسری

سنہ ۱۰۱ ہجری مین یزید بن عبد الملک دمشق مین تخت پر بیٹھا۔ اسکے وقت مین یزید بن مہلب جسکو عمر بن عبد العزیز نے قید کیا تھا۔ قید خانہ سے بھاگا اور بصرہ پہونچا۔ جہان اسکے سب اقران جمع تھے۔ قوت پاکر عدی بن ارطب حاکم بصرہ کو قید کر لیا۔ اس خبر کو سنکر یزید نے اپنے بھائی مسلمہ کو انسداد کیواسطے تعینات کیا ابن مہلب کچھ لشکر کے ساتھ مقابلے کو آیا اور ہلاک ہوا۔ اسکے خاندان کے بہت لوگ بھی تباہ ہوئے یزید بن عبد الملک یزید بن معاویہ کا ناتی تھا کیونکہ عبد الملک یزید بن معاویہ کا داماد تھا۔ اس شخص کی سلطنت صرف چار برس رہی سنہ ۱۰۵ ہجری مین مطابق سنہ ۷۲۳ء کے یزید نے انتقال کیا اور اپنی جگہ ہشام بن عبد الملک اپنے بھائی کو نامزد کیا۔

فصل چوتھی

بعد مرنے اپنے بھائی یزید کے ہشام ابن عبد الملک دمشق مین تخت نشین ہوا

چونکہ جراح ابن عبداللہ کہ حاکم خراسان تھا حاکم ترکستان مقرر ہوا تھا اس کی جگہ عمرو ابن ہبیرہ کو ملی تھی۔ لیکن ہشام نے عمرو ابن ہبیرہ کو خراسان کی حکومت سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ کو خراسان اور عراق کا حاکم مقرر کیا۔ جس نے اپنے بھائی اسد کو اپنا نائب خراسان میں متعین کیا۔ اس نے غور کو فتح کیا۔ اور خود خالد نے گرجستان اور حراکسہ کو فتح کیا ہشام کے وقت مین رومیون نے قیساریہ کو دفعتہ لے لیا۔

ان کے مقابلہ کو مسلمہ بھیجے گئے۔ اُنھون نے رومیون کو شکست دی اور قیساریہ پر قبضہ کر لیا ۱۱۲ ہجری مین مطابق ۷۳۰ء خاقان چین نے تین لاکھ آدمیون سے اپنے بیٹے کو ملک خزر کی مدد کے لیئے روانہ کیا جسنے ترکستان پر حملہ کیا۔ اس ملک کی حکومت اسوقت جراح بن عبداللہ کے ہاتھ مین تھی اسنے اہل چین کے ساتھ کئی لڑائیان لڑین۔ آخرش کئی ہزار آدمیون کے ساتھ مارا گیا۔ جب اس واقعہ کی خبر ہشام بن عبدالملک کو پہونچی بہت متردد ہوا اور سعید ابن عمرو کو قوی لشکر کے ساتھ دشمن کے روکنے کے لیئے روانہ کیا سعید جب بیلقان کے قریب پہونچا اسکو معلوم ہوا کہ دشمن نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا ہے اسنے اپنے پہونچنے کی خبر وہان بھیجدی۔ یہ لشکر دشمن اردبیل کی طرف پسپا ہوئے اور قلعہ کے دو ہزار مسلمان سعید سے آملے۔ دوسری خبر پاکر کہ دشمن کے کئی ہزار آدمیون نے پانچ ہزار مسلمانوں کو کسی جگہ گرفتار کیا ہے۔ سعید نے اس جگہ شبخون مارا۔ اور قیدیون کو رہا کر کے اپنے لشکر مین داخل کیا۔ اور اسنے دشمن کے بہت آدمی تہ تیغ کیئے۔ اور اسنے فتح پائی اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ دوسری لڑائی مین سعید نے دشمن کے آٹھ ہزار آدمی کو شکست دی۔ تیسری لڑائی مین خاقان چین کا بیٹا چالیس ہزار آدمیون سے مقابل ہوا اور آخرش اسنے بھی شکست اٹھائی اور اس قدر غنیمت ہاتھ آئی کہ جب

ہشام نے اپنے بقیہ چالیس ہزار لشکریون مین اسکو تقسیم کیا۔ تو فی کس سات سو دینار حصہ ملا۔ اسی عرصہ مین مسلمانون نے ملک فرانس مین فتوحات کو بڑھایا بلکہ عبدالرحمن سالار لشکر نے وسط فرانس پر حملہ کیا اور خاص دارالامارت پر قبضہ کر لیا۔ لیکن۔ نواب فرنگ جسکا نام چارلس تھا اور مابعد مین اس کا لقب ہتھوڑا۔ ہوا ۱۱۴ھ ہجری مین ملک جرمینہ پر اقتدار پا کر عبدالرحمن سے ۷۳۲ء مین مقابل ہوا اور مین لڑائی مین عبدالرحمن کو مع افواج کثیرہ کے شہید کیا۔ اس تاریخ سے ملک مفتوحہ فرانس مسلمانون کے قبضہ سے نکل گیا۔ اور اس طرف اسلامی لشکر کے بڑھنے کی نوبت بھر نہ آئی۔ اب ہشام نے اپنے بھائی مسلمہ کو شیروان اور آذربائجان کا امیر مقرر کیا۔ انھون نے دربند۔ کو عبور کر کے جسکو حضرت عمرؓ کی خلافت مین عبدالرحمن ربیعہ نے عبور کیا تھا دشت قبچاق مین پہونچے اور ان پر فتح حاصل کر کے واپس آئے ہشام نے عبداللہ ابن حجاب کو حاکم۔ افریقہ مقرر کیا جسنے سوڈان کے کئی شہر فتح کیے معاویہ اور سلیمان ہشام کے بیٹون نے بھی رومیون پر کامیابی حاصل کی اور اسد حاکم خراسان نے ترکون پر بڑی فتح حاصل کی ۱۱۹ھ ہجری مین مطابق ۷۳۸ء کے نصر سیار خراسان کا حاکم مقرر ہوا اسی سال زید بن امام زین العابدینؓ سے چالیس ہزار کوفیون نے بیعت کی کہ شیعیان علی کہلاتے تھے۔ اور جب آپ نے خروج کیا تو صرف پانچسو آدمی رہ گئے سبھون نے چھوڑا ان سے آپ نے فرمایا یا قوم رفضتمونی یعنی اے قوم تم نے ہمکو چھوڑا اس تاریخ سے چھوڑنے والے رافضی کہلائے۔

الغرض آپ صرف پانچسو آدمی سے لڑے اور شہید ہوئے ان کے بیٹے یحیی خراسان کی طرف چلے گئے ۱۲۴ھ ہجری مین قریب بیس برس سلطنت کر کے ہشام نے انتقال فرمایا۔

اسی کے عہد مین حضرت امام محمد باقر۔ اور حضرت حسن بصری اور حضرت قاسم بن محمد اور حبیب عجمی رضؓ نے انتقال کیا انکا ذکر علحدہ فصل مین بنی امیہ کی خلافت کے خاتمہ مین لکھا جائیگا۔

فصل پانچوین

بعد مرنے ہشام کے ولید ابن یزید بن عبد الملک اسی سال تخت نشین ہوا اسکی سلطنت کے زمانہ مین یحییٰ بن زید قوم جزعی افغانی کے ساتھ لڑکر شہید ہوئے یہ ولید ثانی نہایت عیاش اور یار باش تھا۔ اس لیے اہل دمشق نے اسکو نالائق سمجھکر تخت سے اُتار دیا اور یزید بن ولید تخت نشین ہوا اور ولید کو مار ڈالا۔ یزید بن ولید ۱۲۶ہجری مین مطابق ۷۴۳ء عیسوی کے تخت پر بیٹھا اور چھ مہینے سلطنت کر کے مرگیا۔ اپنا جانشین اپنے بھائی ابراہیم بن ولید کو مقرر کیا۔

ابراہیم دمشق مین تخت نشین ہوا۔ لیکن اس کے چچا۔ مروان بن محمد مروان نے کہ حاکم ارمینہ تھا۔ ولید کی برطرفی سے ناخوش ہوکر فوج کشی کی اور میدان جنگ مین اسکو شکست دی اور مار ڈالا۔ اور خود دمشق کا بادشاہ ہوگیا۔

فصل چھٹوین

اسی مروان کو مروان حمار کہتے ہین۔ اسکی تخت نشینی بھی ۱۲۶ہجری مین ہوئی۔ اسکے سلطنت کے زمانہ مین کوفیون نے اپنے حاکم۔ عبد اللہ بن عمرو سے ناخوش ہوکر عبد اللہ بن مروان بن عمرو بن عبد اللہ بن جعفر طیار کو اپنا حاکم مقرر کیا۔ لیکن جب عبد اللہ بن عمر نے انسے مقابلہ کیا تو انکو شکست ہوئی اور کوفیون کے مشورہ سے وہ مدائن گئے اور وہان سے حلوان پہونچے اور اسپر قابض ہوگئے۔ اور ہمدان اور اصفہان بھی انکے تصرف مین در آیا۔ ۱۲۷ہجری مین مطابق ۷۴۴ء کے امام ابراہیم۔ بن محمد بن علی بن عبد اللہ

بن عباس نے کہ حضرت صلعم کے بنی عم تھے اور جنھون نے عمروبن عبدالعزیز کے
زمانہ خلافت سے بیعت لینی شروع کی تھی اور ایک خط ایک شخص کو جس کا نام
ابو مسلم مروی تھا لکھا کہ تم اپنے کو امیر خراسان وخوارزم ظاہر کرو اور ان ملکون کو
اپنے حکم کی بجاآوری مین مخاطب کرو۔

سنہ ۱۲۹ ہجری مین مطابق سنہ ۷۴۶ء کے ایک خط نصر سیار کو ابو مسلم مروی نے
لکھا کہ ہمکو امیر خراسان سمجھو اسکے جواب مین نصر سیار حاکم خراسان نے اپنے
غلام یزید کو ابو مسلم مروی کی تنبیہ کے لئے کچھ لشکر کے ساتھ روانہ کیا ابو مسلم نے
اپنے ساتھیون سے اسکا مقابلہ کیا۔ اسکو شکست دی۔ زخمی کیا۔ اور قید کر لیا۔
ابو مسلم نے اسکے زخم کو چنگا کر کے واپس جانے کی اجازت دی۔ اسی درمیان مین۔
عبداللہ بن مروان نے جنکے قبضہ مین ہمدان اور اصفہان تھا شکست
اٹھائی اور اپنے بھائی حسن۔ اور یزید کے ساتھ ہرات پہونچے وہان کے حاکم
نے ترغیب ابو مسلم ان کو مار ڈالا۔

سنہ ۱۳۰ ہجری مین مطابق سنہ ۷۴۷ء کے علی خدیع حاکم عراق۔ اور نصر سیار
سے نزاع ہوئی۔ اسپر خدیع نے مرو لے لیا اس خبر کو سنکر ابو مسلم ماخان
سے حملہ آور ہوا اور مرو کو اس سے چھین لیا جب نصر نے یہ خبر سنی تو طوس بھاگا جہان
بیمار ہو کر مر گیا۔

ابو مسلم نے اپنی حکومت کی جگہ مرو کو قائم کی اور وہین رہا اور قحطبہ کو اپنا
سالار لشکر کیا اور ملک کی فتوحات کے لیئے روانہ کیا قحطبہ نے پہلے طوس پر قبضہ
کیا تب۔ جرجان پہونچا جہان ہزار جرجانیون اور شامیون کو قتل کیا تب نے اپنے بیٹے
کو حسنے کی طرف روانہ کیا اور خود عراق عجم کی طرف چلا داؤد اور عامر سالار۔
مروان حمار مقابلہ کو آئے اور اصفہان کے اطراف مین سخت لڑائی ہوئی۔ ۱۳۱

اور دونون کو شکست ہوئی عامر مارا گیا۔ داؤد بھاگا مروان کے دوسرے سالار یزید نے حلوان مین فوج فراہم کی دریائے فرات کے عبور کرنے مین قحطبہ کی جان گئی۔ لیکن اسکے لشکر نے فتح حاصل کی اسکے بیٹے حسن کو سالار لشکر کیا اور ۱۳۲ سنہ ہجری مین مطابق ۷۵۰ء کے حسن کوفہ مین داخل ہوا اور ابو سلمہ سے کہ حامی عباسیون کا تھا ملاقی ہوا۔

مروان حمار کو جب امام۔ ابراہیم کے خط کا حال کہ بنام۔ ابو مسلم لکھا تھا۔ معلوم ہوا انکو قصبہ۔ حمیمہ مین گرفتار کیا۔ اور قتل کیا انکے تینون بھائی۔ ابو العباس و ابو جعفر منصور و عبد اللہ فرار ہوکر کوفہ پہونچے اور ابو مسلمہ کے گھر مین پناہ گزین تھے ابو مسلمہ نے پہلے خاندان علی سے تخت نشین کرنا چاہا اور حضرت امام جعفر صادق اور عبد اللہ ابن علی ابن حسین اور محمد بن عمرو بن علی بن حسین کو لکھا انھون نے نامنظور کیا۔ تب۔ ابو العباس کو تخت نشین کیا انھون نے اپنے چچا۔ داؤد کو حاکم کوفہ مقرر کیا۔ اور دوسرے چچا۔ صالح کو ابو عون کے ساتھ مروان کے مقابلہ کو بھیجا۔ اور اسکو شکست ہوئی۔ مروان مصر کی طرف بھاگا۔ اور مارا گیا۔ خلافت بنی اُمیہ ختم ہوئی۔ لیکن اس خاندان کا نشان ۱۴۲۳ سنہ ہجری تک اسپانیہ مین رہا۔ اس لیئے اسکو بھی سلسلہ کی نظر سے پہلے ہی ذکر کر دیتے ہین تب خلفائے عباسیون کا حال لکھا جائیگا۔

فصل ساتوین

حضرت امام۔ محمد باقر بن امام زین العابدین علیہ السلام بروز جمعہ غرہ رجب کو۔ ۵۷ سنہ ہجری مین پیدا ہوے۔ آپکی والدہ کا نام اُم عبد اللہ بنت امام حسنؑ تھا آپکے کمالات اور مناقب بہت ہین حضرت جابر بن عبد اللہ صحابی نقل کرتے ہین کہ ایک زمین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھا فرمایا ای جابرؓ

شاید تو ایک کو میرے فرزندون مین سے کہ اسکا نام محمد بن علی بن حسین ع ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ اسکو نور اور حکمت دیگا۔ دیکھے۔ میرا سلام اُسکو پہونچا۔ مین نے سلام آپکا انکو پہونچایا۔ اور انھون نے فرمایا و علیہ السلام۔ اور ابوالبصیر سے روایت ہے کہ ایک روز ہمنے حضرت امام سے پوچھا کہ آپ ذریت رسول اللہ صلعم سے ہین انکے علم کا میراث پایا ہے۔ آپ نے فرمایا ہان مین نے کہا کہ آپکی دعا سے مردہ زندہ اور اندھا آنکھ والا اور کوڑھی شفا پا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہان۔ اور ایک ہاتھ میری آنکھون پر کہ نابینا تھین ملا۔ میری آنکھین روشن ہوگئین اور مین نے زمین و آسمان دیکھے پھر آپ نے آنکھون پر ہاتھ پھیرا اور بدستور نابینا ہوگئین۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ بہشت مین بحساب داخل ہو قسمت پر قانع رہ۔ مین نے اسی کو منظور کیا۔ آپ کی وفات ۵۷ برس کی عمر مین ہوئی ششم ذیحجہ ۱۱۴ھ مین اور جنت البقیع مین قریب قبر امام حسن علیہ السلام کے دفن ہین۔ آپ کے چھ بیٹے تھے۔ جعفر۔ عبداللہ۔ ابراہیم رضا و علی و زید اور دو بیٹیان زینب اور ام سلمہ تھین۔

فصل آٹھوین

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ انکی تعلیم فقہ مین حضرت عائشہ صدیقہ سے تھی۔ اور کبار تابعین سے ہین اور باطنی کی تعلیم حضرت سلمان فارسی سے تھی کہ جنکی تکمیل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ اور یہ مدینہ کے فقہاے سبعہ سے تھے۔ اور امام مالک رح نے اپنے موطا مین اکثر احادیث انکے شاگردون سے روایت کی ہے یحییٰ ابن معاذ فرماتے تھے کہ مین نے مدینہ مین انسے افضل کسی کو نہ پایا۔ اور زیاد سے روایت ہے کہ مین نے انسے زیادہ عالم کسی کو نہ دیکھا اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر معاملہ خلافت کا میرے اختیار مین ہوتا تو مین انکو خلیفہ مقرر کرتا۔ انکی وفات ۱۰۱ھ ہجری مین ہوئی آپ کے

صاحبزاد

صاحبزادے عبدالرحمن اور محمد تھے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ آپ کے نواسے تھے۔ اور آپ کے فیض باطنی سے معمور تھے۔

فصل نوین

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ بہترین تابعین سے ہین۔ انکی ولادت سنہ ۲۱ھ مین تھی۔ ان کی مان حضرت ام سلمہ کی موالی سے تھین۔ اور حضرت ام سلمہ نے اپنا دودھ ان کے منھ مین دیا اور اُنھون نے طفلگی مین حضرت عمر کی زیارت مع ایک سو تیس صحابہ کے کی تھی جن مین ستر صحابہ اہل بدر سے تھے۔ ان کو حسن لولوا بس لیئے کہتے ہین کہ گوہر فروشی کرتے تھے۔ اُنھون نے ایک کوزہ پانی کا جس مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا جھوٹا تھا پی لیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اس مین جو پانی تھا کس نے پیا جسنے پیا اسکو میرا ایسا علم لدنی ہوگا حضرت حسن بصری نے کہا کہ مین نے پیا۔ آپ ان سے بہت راضی ہوے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وعظ لوگون کا بصرہ مین سنا لیکن حضرت حسن بصری کی تعریف کی حضرت حسن بصری نے انتساب فیضات باطنی کا حضرت علی سے کیا۔ لیکن تکمیل آپکی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور حسن بصری سے لوگون نے سوال کیا کہ مسلمانی کیا ہے اور مسلمان کون ہین اُنھون نے فرمایا کہ مسلمان قبرمین ہین اور مسلمانی کتاب مین ہے۔ پھر لوگون نے کہا کہ اے شیخ ہمارا دل سُویا ہے کہ آپ کی باتین اس مین اثر نہین کرتی ہین ہم کیا کرین آپ نے فرمایا کہ اگر سُویا ہوتا تو بہتر تھا کہ ہلانے سے جاگتا تمھارا دل مردہ ہے کہ ہرچند ہلاتے ہین نہین جاگتا ہے انکی عمر نواسی برس کی ہوئی اور سنہ ۱۱۰ھ مین وفات پائی رجب کی پانچوین تھی۔ اور قبر آپکی قدیم بصرہ مین ہے۔ آپکے کامل مریدون سے حضرت عبدالواحد بن زید تھے کہ فضیل عیاض کے پیر تھے اور مالک دینار بھی انکے فیض یافتہ تھے اور مالک دینار کی قبر دکھن مین ہے۔ انکی نقل مشہور ہے کہ کشتی پر جاتے تھے اور کچھ پاس نہ تھا

ملاحون نے خوب مارا مچھلیون نے اپنے اپنے منھ مین دینار دکھایا۔ ایک اس مین سے لیکر ملاح کو دیا۔ اسی سبب سے مالک دینار نام پڑا۔

فصل دسوین

حضرت حبیب عجمی بھی تابعین سے تھے اور حضرت حسن بصری کے مرید تھے انکی اصل فارس تھی۔ اسلیئے عجمی کہتے ہین علاوہ حضرت حسن بصری کے اور بھی ائمہ اہلبیت اور مشائخ کبار کا فیض پایا ہے۔ انکی نقل مشہور ہے کہ ایک خونی کو دار پر کھینچا اور متواتر لوگون نے اسی رات اسکو خواب مین دیکھا ہے کہ بہشتی کپڑا پہنے ہے اور بہشت مین سیر کرتا ہے لوگون نے اس سے پوچھا کہ تو خونی تھا تجھکو یہ مرتبہ کیونکر حاصل ہوا اسنے جواب دیا کہ جب مین دار پر چڑھایا جاتا تھا حبیب عجمی کا بھی گذر ہوا۔ اور انھون نے میرے حق مین دعا کی جس سے ہمکو یہ مرتبہ ملا۔ اس تاریخ سے لوگ انکے بہت معتقد ہوے انکی وفات سنہ ۱۲۱ ہجری مین ہوئی حضرت داؤد طائی اور شقیق بلخی انکے صحبت یافتہ ہین حضرت شقیق بلخی امام موسیٰ کاظم کے مرید تھے انکی وفات سنہ ۱۹۲ ہ مین اور داؤد طائی کی وفات سنہ ۱۶۵ ہجری مین ہوئی خلفاے بنی اُمیہ کا حال اور انکے زمانہ کے بزرگون کا حال ختم ہوا۔

اب یہان ان بادشاہون کا حال لکھا جاتا ہے جو خاندان بنی اُمیہ سے علاقہ رکھتے ہین اور انھون نے ملک اسپانیہ مین سنہ ۸۹۷ ہجری تک حکومت کی اور اسکے کئی پشت کے بعد اسلام کا نام وہان سے مٹ گیا اور اب عیسائی کفار وہان حکمران ہین فاعتبروا یا اولی الابصار۔

باب چودھوان

پہلا عہد سلطنت اسلامی اسپانیول کا زیر فرمان خلفائے بنی اُمیہ دمشق کے

۹۲ھ ہجری یعنی ۷۱۱ء سے لغایت ۱۳۸ ہجری د ۷۵۵ء تک رہا جس مین اکیس امیر مقرر ہوئے جسکا تقرر والی مصر اور افریقیہ کی طرف سے ہوتا تھا مگر بلاشبہ خلیفہ کی منظوری سے استحکام ہوتا تھا۔ اور اکثر یہ ہی ہوا کہ وہان کے سکان اہل اسلام کے انتخاب سے برضامندی سپہ سالاران فوج کوئی امیر منتظم مقرر ہوا۔ پھر خواہ دار الخلافت سے یا والی افریقیہ کی طرف سے وہی بحال رہا۔ یا دوسرا کوئی امیر مامور ہوا۔ ان اکیس امراؤن مین جو چھیالیس برس کے عرصہ مین وہان مامور ہوئے۔ بعضے بڑے منتظم اور بارعب اور شوکت تھے جیسے موسیٰ ابن نصیر کہ ولید ہی کی خلافت مین مرا اور اُس کے بعد اس کا بیٹا عبدالعزیز کہ دو برس وہان حکمران رہا اور اسکو سلیمان بن عبدالملک نے جامع سوبلی مین قتل کرایا جبکہ وہ غافل تھا اور عبدالرحمن جس نے ملک فرانس پر قبضہ کیا تھا ان لوگون نے ممالک فرنگ اطالیہ کے مسخر کیے۔ بڑے بڑے معرکے جنگ کے ان سے واقع ہوئے بعض معرکون مین شکست بھی ہوئی گر وہ نئے ممالک مسخر کیے ہوے نکل گئے بعضے افسر ایسے مقرر ہوئے کہ سخت غیر منتظم تھے اور ارباب فوج اور سکان اہل اسلام اُن کی حکومت سے بسبب ظلم و ستم کے ناراض تھے۔ اخیر اس عہد مین یہ نوبت پہونچی کہ آپس مین جنگ و جدل شروع ہوئی حکومت وہان کی ضعیف ہو گئی اہل فرنگ جنھون نے کوہستانون کو اپنا مامن کیا تھا۔ اپنی مقبوضات کی سرحد کو بڑھائے اس عہد مین شہر سوبلی دسویلش دار الامارت تھا۔

باب پندرھوان

فصل پہلی

اب وہان دوسرا عہد شروع ہوا جسکی ابتدا ۷۵۶ء یعنی ۱۳۸ھ ہجری سے ہوئی۔

دمشق ہی تک رہا کیفیت اسکی یہ ہے جب خلافت خلفاے بنی اُمیہ کی تمام ہوئی اور خلفاے عباسیہ مسلط ہوئے خاندان بنی اُمیہ کے چھوٹے اور بڑے ہر جگہ اور ہر مقام پر قتل کیے گئے منجملہ ان کے عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بھی تھے یہ ۷۵۰ء میں جب عباسیون کا زور ہوا دمشق سے بھاگے چندے ممالک مصر اور بربر وغیرہ مین آوارہ پھرتے رہے اور شروع ۷۵۵ء مین دریا کی راہ سے اسپانیہ (اسپانول) کے کنارے پہ پہونچے چونکہ وہان کے مکان اہل اسلام عباسیون کے تسلط سے ناراض تھے اُنھون نے عبدالرحمٰن کے آنے کو غنیمت سمجھا اور اپنا حاکم ان کو مقرر کیا عباسیون کے سپہ سالارون سے اور عبدالرحمٰن سے دو لڑائیان ایک مئی اور دوسری ستمبر مین ۷۵۶ء مین ہوئی اور دونون مین عبدالرحمٰن کامیاب ہوا اس نے دسمبر ۷۵۶ء مین قرطبہ (کردوہ) کو دارالامارت بنایا اور اس مین شان و شوکت سے داخل ہوا اسی لیے اسکا لقب الداخل ہوا اور یہ سلطنت اسپانیہ ممالک شرقیہ اسلام سے منفک ہوگئی کہ باعث عدم کامیابی ترقی اسلام کا فرنگستان مین ہوا اور عبدالرحمٰن خود انکا حاکم مستقل ہوا لیکن اطلاق لفظ خلیفہ اور امیرالمومنین کا اہل اسلام نے کہ ان کے معین تھے مناسب نہ جانا اسواسطے کہ دو خلیفون کا ایک وقت مین ہونا خلاف شریعت جانتے تھے صرف وہ خلیفہ زادے کہلاتے تھے انکی حکومت اور سلطنت بہت دراز ہوئی بہت خوب انتظام اُنھون نے کیا اہل فرنگ کہ حکومت اسلام کے ضعف کے سبب سے پہاڑون سے اُتر آئے تھے پھر نکال دیے گئے شہر قرطبہ کی آبادی بہت بڑھ گئی گرد اسکے حصار بنایا گیا اور آبادی اس کی بہت حسن و خوبی کے ساتھ ہوئی نہر کے ذریعہ سے تمام شہر مین پانی پہونچایا گیا بہت بڑی جامع مسجد بنانا اُنھون نے شروع کی خرما اور انار کے درختون کی

ایجاد ایسے ممالک مین جہان کی آب و ہوا اسکے مخالف تھی علم فلاحت کی تدابیر موثرہ جسنے کی کہ اب وہان بہت پیدا ہونے لگے ہر طرح کے علوم اور صنائع کو اسنے ترقی دی ایسا بڑا عمدہ اور منتظم بادشاہ انتیسوین ستمبر ۷۸۸ء مین چونتیس برس ایک مہینہ حکومت کرکے قضا کر گیا مطابق ۱۷۲ھ ہجری کے یہ بادشاہ عالم اور عادل تھا لکھتے ہین کہ ان کے تین بیٹے تھے۔ انھین نے سب سے چھوٹے بیٹے ہشام کو ولیعہد مقرر کیا تھا کہ ان کی وصیت کے باعث بادشاہ ہوا۔

فصل دوسری

دوسرا بادشاہ قرطبہ کا ہشام بن عبدالرحمن تھا ان کی سلطنت اگرچہ بہت منتظم اور آسائش کی تھی مگر زمانہ انکی حکومت کا کم تھا۔ ہشام کے دو بھائیون نے یعنی سلیمان بن عبدالرحمن اور عبداللہ بن عبدالرحمن نے باپ کی وصیت ہشام کے ولیعہد کرنے کو موجب اپنی حق تلفی کا تصور کرکے آمادہ لڑائی کے ہوئے مگر کئی لڑائیان مین ان کو ہزیمت ہوئی آخرش مجبور ہوکر ہشام کی اطاعت قبول کی۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی اہل فرنگ سے بھی ہشام کو لڑنا پڑا مگر ہر معرکہ مین وہ کامیاب ہوا قوم ہرمیوڈو اور قوم ڈیکان کو بادشاہ اکسٹوریا کا اپنا زیردست مجبور ہوا کہ ۷۹۰ء مطابق ۱۷۴ھ ہجری مین اطاعت کا عہد نامہ نہایت ذلت کے ساتھ لکھا اور دستخط کیا ہشام کے لشکر کے سپہ سالارون نے ۷۹۳ء اور ۷۹۴ء مین مطابق ۱۷۸ھ ہجری کے فرانس کے ملک پریورش کی شہر مشہور اور معمور مالدار ناربونی پر قابض ہوگئے۔ اسکو خوب لوٹا اور سارا شہر جلادیا اور وہان سے آگے بڑھے کارکاسون مین ڈیوک ولیم قیصر شارلمان بادشاہ فرنگ کا نائب بڑے لشکر کیساتھ مدافعت پر آمادہ ہوا بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی آخرش ولیم کو شکست ہوئی اور اسلام کے سپہ سالارون کو بہت غنیمت ہاتھ آئی لیکن ان ممالک پر قابض نہ رہے

واپس چلے آئے ہشام نے پانچوان حصہ اس غنیمت کے مال کا کہ فرانس کے ممالک
سے ہاتھ آیا۔ جامع مسجد قرطبہ کی تعمیر مین جسکی بنیاد اسکے باپ عبدالرحمن اول نے
ڈالی تھی صرف کیا اور انھون نے ۷۹۶ء مین قضا کی مطابق ۱۸۰ھ ہجری کے
قریب نو برس کے حکومت کی۔

فصل تیسری

تیسرے بادشاہ قرطبہ کے حکم بن ہشام بن عبدالرحمن اول تھے کہ بعد اپنے
باپ کے بادشاہ ہوئے۔ انکی کنیت ابوالعاصی تھی۔ انکی سلطنت مین بہت مفاسد برپا
ہوئے بجبر دجانشینی حکم کے اسکے دونون چچا۔ سلیمان اور عبداللہ دونون
بیٹے عبدالرحمن کے ہر سلطنت کے دعویدار ہوئے۔ اور بغاوت پر آمادہ ہوئے
جس مین سلیمان قریب شہر والنسیا کے ۸۰۰ء مین لڑائی مین مارا گیا اور حکم نے
عبداللہ کا قصور معاف کیا اس شرط پر کہ وہ افریقہ مین سکونت کرے حکم کے عہد
مین رعایا نے دو غدر کیے ایک ۸۰۵ء مین مطابق ۱۹۰ھ ہجری کے شہر تولیدو مین
اور دوسرا ۲۰۲ھ ہجری مین مطابق ۸۱۸ء کے خاص قرطبہ مین ان دونون غدرون
مین حکم نے نہایت ظلم کیا ۸۱۴ء مین حوالی قرطبہ مین کچھ تھوڑا سا بلوہ ہوا۔ اس
حیلہ سے تمام شہر ویران کر ڈالا گیا۔ قریب چالیس ہزار آدمیون کے وہان سے افریقہ
مین جلاوطن کیے گئے۔ ان مین سے ایک جماعت کثیرہ مصر کے ممالک مین
چلی گئی۔ اور جزیرہ کریٹ اور صقالیہ پر قابض ہوگئی۔ کہ ۹۶۱ء تک اسپر
قابض رہے بلکہ یہی لوگ تھے کہ شہر رومہ کبرا پر اطالیہ مین حملہ آور ہوئے
اسکو تباہ کیا ۸۲۲ء مین حکم۔ ان مظالم کے بعد مر گیا۔ مطابق ۲۰۶ھ ہجری کے
اسکی حکومت ستائیس برس ایک مہینہ پندرہ روز رہی۔

فصل چوتھی

قرطبہ کا چوتھا بادشاہ عبدالرحمن بن حکم بن ہشام تھا اسکو عبدالرحمن دوم۔ اور عبدالرحمن اوسط بھی کہتے ہین عبداللہ بن عبدالرحمن کہ ممالک افریقہ مین نظر بند تھا۔ انھون نے پھر ممالک مغربیہ مین شورش کی مگر لڑائی مین انکو شکست ہوئی۔ عبدالرحمن دوم اہل فرنگ اور عیسائیون کے معاملات مین بہ نسبت اپنے باپ اور دادا کے زیادہ کامیاب رہا ۸۲۸ء مین شہر اور ممالک بارسیلونہ قوم فرنگ سے پھر چھین لیا۔ ۸۲۹ء مین اہل اسلام کے جہازات کے بیڑے نے حوالی بندر مارسلس کو جلا کے خاک کر دیا ۸۴۲ء مین مطابق ۲۲۸ھ ہجری کے اور ۸۴۵ء مین قوم اسکانڈنیوی کا امیر البحر بڑے لشکر سے اسپانیہ کے کنارے پر آیا اور دونون مرتبہ شکست اُٹھائی اور اہل اسلام کامیاب رہے۔

عبدالرحمن دوم نے اندرونی انتظام اپنے ممالک کا بھی بہت عمدہ عدالت اور انصاف کے ساتھ کیا۔ رفاہ عام کے عمارات اُنھون نے کثرت سے بنائے مسجدین اور مدرسے اور سڑکین اپنی سلطنت کے ممالک مین ہر طرف طیار کین جا بجا نہرین زراعت کی سیرابی کے واسطے بنائین۔ علوم اور صنائع کے وہ نہایت عاشق تھے اسکی اشاعت مین بڑی کوشش کی ۸۵۲ء مین مطابق ۲۳۷ھ ہجری کے ایسے لائق بادشاہ نے انتقال کیا۔ اسکا شوق تمام رعایا کو ہوا۔ اسی نے دار الضرب اور اپنا سکہ جاری کیا۔ اسکے پہلے مشرق کے جاری تھے یہ عبدالرحمن جبروتیت مین ولید بن عبدالملک کا ثانی تھا اور اشاعت علوم و فنون و فلسفہ مین۔ مامون رشید کا ثانی تھا۔ اور وہ قرطبہ کا اول بادشاہ تھا جسنے اسپانیہ اور اندلس مین فلسفہ کا رواج دیا تینتیس ۳۳ برس حاکم رہا ۲۳۹ھ ہجری مین مطابق ۸۵۴ء انتقال کیا۔

فصل پانچوین

پانچوین بادشاہ۔ قرطبہ اور ممالک اندلس کے محمد بن عبدالرحمن دوم بن حکم ہین کہ باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوا لیکن ان سے انتظام سلطنت کا نہو سکا۔ انکے عہد مین ایک شخص بڑا دلیر بلوائی اُٹھا جسکا نام کلب تھا شہر تولیدو اور اسکے اطراف پر قابض ہوگیا۔ انکے عہد مین برابر مفاسد برپا رہے اکثر ممالک غیر منتظم ہوگئے۔ اس اندرونی غدر کے باعث عیسائیون کو موقع ملا۔ اُنھون نے خوب ہاتھ پاؤن پھیلائے الفونسو سوم کہ والی اپنی ریاستہائے موروثی گالاشیہ اور اسٹوریہ کا تھا منجملہ اس ریاست کے کہ اس کی ملک سے نکال کر قرطبہ مین شامل کر لئے گئے تھے۔ اور مملکت لیان کا کچھ حصہ اور کچھ قدیم قسطلان (کیسٹیل) اور اسطرامدیورا کا ادربیت بڑا حصہ لوسی ٹانیہ کا انھون نے پھر لے لیا۔ اور بعض اس ہین کے وسط مقبوضات اسلام مین تھے۔ ان لڑائیون مین اور متواتر شکست اہل اسلام کی ہونے سے ایک بہت بڑا قہر آسمانی یہ ہوا کہ قحط پڑا سال بھر رعایات اسلام پر سخت مصیبت رہی۔ بارے نماز استسقا وغیرہ کی برکت سے یہ بلا ٹلی سنہ [illegible] مین ایک دوسری آفت پہونچی۔ ایک زلزلہ آیا جس سے کتنے قصبات اور قریات دھنس گئے۔ شمالی عیسائی دریائی ڈاکوؤن اور چورون نے سنہ ۲۶۰ھ اور سنہ ۲۶۱ھ مین کنارے کے ملک کے لوگون کا دم ناک مین کر دیا ان سب مصیبتون کے ساتھ محمد بن عبدالرحمن کی سلطنت کا زمانہ طویل ہوا۔ چونتیس ۳۴ برس گیارہ مہینے حاکم رہے۔ ماہ جولائی سنہ ۸۸۶ء مین مطابق سنہ ۲۷۳ھ کے اُنھون نے انتقال کیا۔

فصل چھٹوین

چھٹا بادشاہ قرطبہ کا المنذر بن محمد بن عبدالرحمن دوم تھا کہ باپ کے مرنے کے بعد تخت پر بیٹھا لیکن ان سے بھی انتظام سلطنت نہ ہو سکا انکے باپ کے

زمانے سے ایک شخص بڑا بہادر بلوائی شہر تولیدہ اور اُسکے متعلق اضلاع پر قابض تھا۔ اس سے متواتر لڑائی مین شکست ہوتی گئی۔ اس لیئے ان کو دغا سے مار ڈالا۔ ان کی حکومت صرف ایک برس گیارہ مہینے رہی۔ انکی موت ۲۷۵ھ مطابق ۸۸۸ء بعمر ۶۶ برس کے ہوئی۔

فصل ساتوین

ساتوان بادشاہ قرطبہ کا۔ عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن یعنی المنذر کا بھائی ہوا۔ انھون نے بہت شجاعت اور بہادری سے بادشاہت کی۔ اول ابن کلب سے لڑکے کہ تولیدہ پر قابض تھا۔ لیکن اسکا نتیجہ صرف اسی قدر ہوا کہ وہ آگے نہ بڑھ سکا۔ بعد اسکے انکے اپنے دو بیٹے محمد اور قاسم ان سے باغی ہو گئے۔ محمد بن عبداللہ باپ سے ۲۸۹ھ مین لڑا۔ اور شکست اُٹھائی۔ قید مین مر گیا۔ اور باپ کے حکم سے قتل کیا گیا۔ قاسم بھی ۲۹۵ھ مین باپ سے لڑا اور گرفتار ہو گیا۔ لیکن اسکا قصور معاف ہوا اور ۳۰۰ھ مین مطابق ۹۱۲ء سنہ ہجری کے وفات کیا۔ انھون نے پچیس ۲۵ برس سلطنت کی۔ یہ بڑے عالم اور دیندار تھے۔ انھون نے اپنے پوتے عبدالرحمن بن محمد کو جسکے باپ کو قتل کرایا اپنا جانشین نامزد کیا۔

فصل آٹھوین

آٹھوان بادشاہ قرطبہ کا۔ عبدالرحمن سوم بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن دوم تھا۔ انھون نے خلافت کا دعویٰ کیا اور اپنے کو خلیفہ اور امیر المومنین کہلایا۔ کہ اپنے دادا کے مرنے کے بعد وصیت کے بموجب تخت نشین ہوئے تھے۔ وہ سلاطین اسلام ملک اسپانیہ مین بڑی شوکت و جلال کے بادشاہ تھے کہ ان کے اگلون مین کوئی ان کے مثل نہ ہوا باوجود اس کے کہ وہ کمسن تھے اور انکے کئی چچا بہت ہوشیار اور سلطنت کے انتظام کی بخوبی لیاقت

رکھتے تھے۔ لیکن عبدالرحمن سوم کی رحم دلی فیاضی اور علم کے شوق کا باعث تھا کہ
علی العموم اہل اسلام انکی بادشاہت سے راضی ہو گئے اور ان کو لوگ محبوب
اور ہر دلعزیز رکھتے تھے پہلی انکی توجہ اور فکر بلوائیون کے مٹانے اور زیر کرنے
مین مصروف ہوئی جنھون نے اگلے سلاطین کے عہد مین بہت عمدہ اور زرخیز
اضلاع پر کہ اس جزیرہ نما کے تھے قبضہ کر لیا تھا۔ ان سب مین بڑا طاقتور ابن حفصون تھا
تھا اسنے عیسائیون کی مدد سے بڑی قوت پکڑی تھی۔ لیکن آخرش اسکو فوج سلطانی
کے مقابلہ کی تاب نہ رہی۔ وہ اپنے ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ مین بھاگتا پھرا۔
اسکے کل ساتھی مارے گئے اور منتشر ہو گئے۔ اور وہ خود بھیس بدلکر پہاڑون
مین اراکان (اردگان) کے جا چھپا اور وہین مفقود الخبر ہو کے مر گیا۔ اسکے
دو بیٹے جعفر۔ اور سلیمان نے بھی کوشش بلوائیون کے جمع کرنے مین کی۔
لیکن بیکار تھی اور شہر تولیدو اور اسکے متعلقات ۹۳۲ء مین مسخر ہو گئے اور
عیسائیون پر بھی یورش اور فوج کشی ہوئی۔ اور اس مین عبدالرحمن کامیاب رہے
سنہ ۹۳۹ء مین رامرو دوم بادشاہ لیان پر وہ فتحیاب ہوے اور سنہ ۹۵۰ء مین۔
قریب اسنٹ ستبوان کے اسی بادشاہ پر کہ بذات خود اپنی فوج لڑا رہا تھا اسکو
شکست فاش دی۔ پھر آردلفو دوم۔ بادشاہ لیان پر ان کو فتح عظیم ملی ان کی
سلطنت کے ممالک بہت بڑھ گئے بہت بڑا حصہ ممالک موریٹانیا (مراکو) کا اور شہر
فاس اسکا دار السلطنت تھا اور ادریسیون سے انکے قبضہ مین آیا ادریسی دو سلطنتون کی
صورت مین تھے۔ اور سادات حسنیہ سے تھے انھون نے ملک افریقہ۔ اور
مغرب عباسیون سے لیکر اپنے تصرف مین کر لیا تھا۔ اس کا مفصل حال آگے
معلوم ہوگا۔ جب عبدالرحمن سوم کو بڑی بڑی فتح نمایان ہوئین انھون نے قاعدہ
اتحاد کو توڑ ڈالا۔ اور اپنے کو ملقب بہ خلیفہ اور امیر المومنین کیا شہر قرطبہ

کو دار الخلافت نامزد کر کے اسکی آبادی اور عمارت کو وسعت دی اور اسکو بہت خوش وضع اور خوبصورت کر دیا۔ اور اپنی رعایا کی بہبودی اور فلاح کی ترقی کی اور اس مین نہایت کوشش کی جامع قرطبہ کی عمارت بڑھادی بہت سے مدرسے اور مکتب خانے جاری کیئے۔ اور اُن کے خرچ کی جائداد الگ کر دی۔ ایک نیا شہر بنانے کی اور اس مین بہت عمدہ قصر شاہانہ تعمیر کرنے کی بنیاد ڈالی۔ اور اس کا نام الزاہرہ مقرر کیا۔ بہت سی سڑکین اور نہرین اور نالیان جا بجا پانی پہونچانے کی بنائین مورخین اہل اسلام نے انکی حکومت کی عدالت اور انصاف کی ایسی تعریف اور توصیف کی ہے کہ اہل اسلام مین کوئی نظیر نہ تھا۔ انھون نے اپنے بیٹے حکم کو ولیعہد مقرر کیا اسپر ان کے چھوٹے بیٹے کو رشک ہوا جس کا نام عبد اللہ تھا اس نے ایک مخفی سازش کی کہ کسی طرح سے حکم کو مار ڈالے۔ مگر وہ اس کی تدبیر اور سازش کھل گئی وہ قید کیا گیا اور بعد قید ہونے کے ہر چند اسنے منت اور سماجت اپنے عفو قصور کیلیے کی مگر منظور نہ ہوئی۔ حکم اسکے قتل کا جاری رہا۔ اور ۳۵۰ھ؁ مین وہ قتل ہوا الغرض عبد الرحمن سوم بہت مرفہ اور آسودہ سلطنت کچھ اوپر پچاس برس کر کے ۹۶۱ء؁ مین موت طبعی سے مر گئے مطابق ۳۵۰ھ؁ ہجری کے۔

فصل نوین

حکم دوم بن عبد الرحمن سوم نوان بادشاہ اور دوسرا خلیفہ قرطبہ اور اندلس کا تھا کہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد ان کی وصیت کے موافق جانشین ہوا اور اپنا لقب المستنصر باللہ مقرر کیا اور اپنے باپ کے بہت اوصاف کے ساتھ متصف تھا بالخصوص علوم اور صنائع کا نہایت شائق تھا اور اس کے رواج دینے مین بہت کوشش کی ان کے خلافت کے زمانہ مین بڑا امن و امان رہا فرنگ کے عیسائیون کے ساتھ بھی بہت کم لڑائی رہی۔ بلکہ یہ کہہ سکتے ہین کہ بالکل نہ رہی

علاوہ انکے مدرسون اور کتب خانے کے انھون نے مدرسے بہت بنائے اور اسکے مصارف کی جائداد مقرر کی۔ بڑی فیاضی سے ہر ملک کے علما اور فضلا کو اپنی سلطنت مین جمع کیا ایک بڑا کتب خانہ دار الخلافت **قرطبہ** مین انھون نے جمع کیا جس کا نام کتب خانہ مروانی رکھا۔ اسکی فہرست چوالیس ۴۴ جلدون مین تھی۔ بالجملہ انھون نے سنہ ۹۷۶ء مین مطابق سنہ ۳۶۶ھ کے انتقال کیا اور پندرہ برس سے اوپر سلطنت کی۔

فصل دسوین

ہشام دوم بن حکم دوم بن عبد الرحمن سوم دسوین بادشاہ اور تیسرے خلیفہ **قرطبہ** کے تھے اسوقت ان کی عمر گیارہ برس کی تھی لقب ان کا المؤید باللہ قرار پایا انھون نے محمد منصور بن عامر قحطانی کو کہ ان کے باپ کے وزیر تھے کل انتظام خلافت کا سپرد کیا یہانتک کہ محمد منصور مثل مالک اور قابض کے ہوگیا۔ اور خلیفہ کو خلسرا مین مقید کیا۔ اور خود انکے نام سے سلطنت کرنے لگا۔ اگرچہ منصور کو ہوس اور حرص سلطنت کی ہو وہ اپنی لیاقت اور دانشمندی اور فیاضی اور شجاعت اور سپہ سالاری کی عقل اور عدالت اور انصاف کے باعث لائق سلطنت کے تھا اسنے اپنی ساری عمر مین ۵۲ باون لڑائی کے معرکے کیئے اور عین قلب ممالک عیسائیون مین حملہ کیا جس مین سارے عیسائی سلاطین کو مطیع کر لیا سنہ ۹۸۰ء مین انھون نے بڑا نامی اور معتبر قلعہ گارمان کا مسخر کیا سنہ ۹۸۳ء مین سمانکاس پر قبضہ کر لیا سپیلونیڈا کو سنہ ۹۸۴ء مین لے لیا اور سنہ ۹۸۷ء مین شہر کامبرا کو بلکے ویران کر دیا شہر لیان پر کہ آخری عیسائی اسپانیہ کا دار السلطنت تھا سنہ ۹۸۸ء مین یورش کی اور اسکو جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا شہر سینٹ جیمس پر سنہ ۹۹۷ء مین انھون نے قبضہ کیا تھا اس کے کنیسہ مین گھس گئے جس مین عرصہ دراز سے تبرکات تھے اور اسکے بڑے گھنٹے کو اتروا کر جامع۔ **قرطبہ** مین بھجوا کر قندیلہ سوز بنایا گیا۔ افریقہ مین بھی ان کی سلطنت کی سرحد بہت بڑھگئی الغرض

محمد منصور کے چھبیس برس کے انتظام خلافت میں ہشام دوم کی سلطنت کو بڑی ترقی اور رونق رہی۔ مورخین کے دفاتر میں بڑا عمدہ اور منور زمانہ لکھا گیا ہے۔

صرف ایک معرکے میں محمد منصور کو ناکامی ہوئی اور واپس آنے میں راہ میں ماہ اگست سنہ ۱۰۰۲ء میں انتقال کیا۔ ان کی جگہ وزارت کی ان کے بیٹے عبدالملک کو ملی لیکن اسکو ایک معرکہ میں عیسائیون سے شکست ہونے سے سنہ ۱۰۰۸ء میں قرطبہ میں زہر دیا گیا اور وہ مر گیا۔ اسکی جگہ اسکا بھائی عبدالرحمن وزیر ہوا اور اس نے بھی بدستور ہشام کو مقید رکھا۔ اور خود انتظام خلافت کا کرتا رہا بلکہ اُس کا حوصلہ ہوا کہ خود ہی خلیفہ بھی ہو جائے۔ اس سبب سے محمد نے کہ ایک شاہزادہ اسی خاندان سے تھا۔ سرحد پر کچھ فوج فراہم کر کے اسکی مخالفت میں قرطبہ پر فوج کشی کی اور اسکا محاصرہ کیا قرطبہ کے باشندون نے محمد کی مدد کی اور عبدالرحمن کو گرفتار کر کے سنہ ۱۰۰۹ء میں قتل کیا۔ اور خود ہشام دوم کی طرف سے انتظام سلطنت کرنے لگا پھر اختیار پاکر۔ ہشام دوم کو مشہور کیا کہ مر گیا اور خود خلیفہ بن گیا۔

فصل گیارھوین

محمد دوم بن ہشام بن عبدالجبار بن عبدالرحمن سوم گیارھوان بادشاہ اور چوتھا خلیفہ قرطبہ اور اندلس کا تھا کہ بزور شمشیر خلیفہ ہوا اور اپنا لقب مہدی باللہ مقرر کیا۔ لیکن وہ بہت دنون تک اس خلافت منصوبہ سے منتفع نہ ہوا سلیمان نامے کہ وہ بھی اسی خاندان خلافت کے شہزادون سے تھا افریقہ سے فوج لیکر آیا اور محمد دوم سے مقابلہ کو آمادہ ہوا۔ آپس میں خوب جنگ ہوئی اور سنہ ۱۰۰۹ء میں محمد دوم کی فوج کو شکست ہوئی۔ سلیمان دارالخلافت پر قابض ہو گیا۔ کئی مہینے بعد محمد دوم نے پھر قرطبہ پر قبضہ پایا لیکن اہل شہر اس سے ناراض ہو گئے تھے انہوں نے اسکو سنہ ۱۰۱۰ء میں مطابق سنہ ۴۰۰ھ کے قتل کیا اور سلیمان کے پاس بھیجا

اب سلیمان خلیفہ ہوا۔

فصل بارھوین

بارھوان بادشاہ اور پانچوان خلیفہ قرطبہ کا سلیمان بن حکم بن عبدالرحمن سوم تھا کہ بزور شمشیر خلیفہ ہوا۔ اور لقب اپنا المستعین باللہ ٹھرایا۔ اب اقتدار خلافت خاندان بنی اُمیہ کا ممالک مغربیہ مین بلکہ شوکت سلطنت اسلامی اسپانیہ مین زوال آیا حکام۔ اور والیان ممالک بیرونی نے اقتدار بلوائی شہزادون کا کہ بزور شمشیر خلافت کے دعویدار ہوے تسلیم نہ کیا۔ اور ہر ایک نے اپنے کو اپنے ممالک مقبوضہ مین مستقل بادشاہ قرار دیا۔ اور خلافت اور سلطنت موروثی قدیمی ٹکڑے ٹکڑے ہو کے ہزارون چھوٹی چھوٹی سلطنتین بن گئین اور عیسائیان اہل فرنگ کو یورش اور حملہ کا موقع ملا یہانتک کہ بتدریج بالکل اسلام ان ممالک سے نیست اور نابود ہو گیا۔ خاص تختگاہ قرطبہ پر بڑے بڑے نامی متغلبین مسلط ہوے علی بن حمود ایک شخص سنہ ۱۰۱۶ء مین مطابق سنہ ۴۰۶ ہجری مین سلیمان کے ساتھ لڑے اور سلیمان نے شکست پائی اور مارے گئے پھر علی بن حمود مارے گئے پھر قاسم بن حمود انکے بھائی سنہ ۴۰۸ھ مین تخت پر بیٹھے اور وہ بھی مارے گئے پھر انکے بھتیجے یحییٰ سنہ ۴۰۹ ہجری مین تخت نشین ہوے اور وہ بھی مارے گئے۔ پھر سنہ ۴۱۲ مین ہشام سوم بن سلیمان بن حکم بن عبدالرحمن سوم تخت پر بیٹھے اور یہی آخری بادشاہ خاندان بنی اُمیہ کے تھے۔

فصل تیرھوین

ہشام سوم آخری خلیفہ قرطبہ اور آخری بادشاہ خاندان بنی اُمیہ کا تھا اس نے اپنا لقب رشید رکھا۔ انکی خلافت سنہ ۴۱۸ ہجری مین ختم ہوئی مطابق سنہ ۱۰۳۱ء کے۔
واضح رہے کہ علی بن حمود تا یحییٰ سادات حسنیہ ادریسیہ سے تھے کہ خلافت قرطبہ پر رہے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ ادریس نامے ایک سیدزادے ابن عبداللہ ابن حسن مثنےٰ

بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہ سنہ ۱۶۹ ہجری مین خلفاے عباسیہ کے خوف سے بھاگ کر ملک مغرب کی طرف چلے گئے سنہ ۱۷۲ ہجری مین کسی قدر ممالک پر وہ قابض ہوگئے ان کی وفات کے بعد انکی اولاد اسپر قابض رہی۔ ترتیب انکی وراثت کی یون ہوئی۔

ادریس کے بعد انکے بیٹے عمر و بن ادریس پھر عبد اللہ بن عمر پھر علی بن عبد اللہ پھر احمد بن علی پھر یعقوب بن احمد پھر حمود بن یعقوب پھر علی بن حمود ہوئے اگرچہ ادریسیون کی مملکت کا بڑا حصہ خلفاے قرطبہ نے دبا لیا تھا لیکن انھون نے پھر واپس لیا۔ یہانتک کہ خود خلفاے قرطبہ سے ہوے۔

بہ نظر تسلسل کے اور خاندان کا حال بھی اس جزیرہ نما کے لکھا جاتا ہے۔ تب خلفاے عباسیہ وغیرہ کا حال لکھا جائے گا۔

باب سولھوان

فصل پہلی

سلطنت اسلامی اسپانیہ کی سنہ ۱۰۳۱ء سے یعنی سنہ ۴۲۲ ہجری سے سنہ ۱۲۳۰ عیسوی یعنی سنہ ۶۲۸ ہجری تک طوائف الملوک رہی۔ بسبب ضعف اقتدار خلافت قرطبہ کے چھوٹے چھوٹے والی اور حکام ممالک اور اضلاع نے اپنی حرص سے کہ مستقل حاکم بن جائین گے اطاعت و تبعیت خلیفہ کی چھوڑ دی جس سے خلافت اس جزیرہ نما سے مٹ گئی اور جتنے والی اور حاکم اس سلطنت کے ممالک بیرونی مین تھے سب بادشاہ بن بیٹھے۔ لیکن پھر آپس مین لڑتے بھڑتے صرف چار حکومتین سنہ گیارھوین عیسوی صدی کی آخر مین رہ گئین۔ محمد بن عباد سویلی کا بادشاہ رہا یحییٰ تولیدو کا بادشاہ تھا سارا گوسہ کے بادشاہ نے اپنا لقب المستعین مقرر کیا عمر نام بلقب المتوکل باداخوز اور پرتگال یعنی الغرب پر بادشاہ ہوا۔ اور آپس کی لڑائی مین فرنگ کے عیسائیون کو بہت بڑا

موقع ملا۔ اور بہت بڑا حصہ پرتگال کا اور قسطلان جدید (نیو کسٹیل) کا کہ سلطنت اسلام مین داخل تھے۔ اسپر پھر عیسائیون نے قبضہ کرلیا۔ سلاطین لیان اور ناداری لے اور بارسیلونہ کے نوابون نے اپنے آپس کا بغض و نفاق ملتوی کرکے مسلمانون کے ممالک پر قبضہ کرلینے کے لیئے اتفاق کیا چنانچہ جعون نے پہلے حکومت تولیدو کا محاصرہ کیا اور تین برس کی لڑائی اور محاصرہ کے بعد بادشاہ تولیدو نے اطاعت عیسائیون کی قبول کی۔ اور پچیسوین مئی ۱۰۸۵ء عن الفونسو ابن دار السلطنت مین تو مغات دگا تھر کے داخل ہوا پھر سارے ممالک قسطلان جدید (نیو کسٹیل) کے شل دار السلطنت کے اسکے قبضہ مین آگئے۔ اور اسکو ان فتوحات کے حاصل ہونے سے جرأت ہوئی کہ دوسرے ممالک اسلام پر بھی کہ ابن عباد کے قبضہ مین تھے یورش کرکے متصرف ہون۔ اسی عرصہ مین ایک نئی اسلامی سلطنت کا زور شور ہوا جسنے ہسپانیہ کے عیسائیون کی ترقی کو روک رکھا یہ نئی سلطنت مرابطین کی تھی ان کی اصلیت آگے لکھی جائیگی خلاصہ یہ کہ ابن عباد نے عیسائیون کے مقابلہ کے لیئے انھین مرابطین سے مدد لی اور انکی مدد سے عیسائیون کو ان ملکون سے نکالا لیکن مرابطین قبضہ پاکر خود متصرف ہوگئے۔

فصل دوسری

کیفیت سلطنت مرابطین کی اور انکی ابتدا سنہ ۱۰۹۰ء سے سنہ ۱۱۴۶ء تک رہی۔ گیارھوین صدی کے وسط مین دو آدمی ایک یحیی بن ابراہیم کہ حاجی تھے۔ اور مکہ معظمہ مین انھون نے آلہیات اور علم شریعت سیکھا تھا۔ اور دوسرے عبداللہ بن یٰسین کہ مشہور معلم علم شریعت اور الٰہیات کے تھے۔ دونون نے باہم اتفاق کرکے افریقیہ کے جاہل گروہون کو کہ کوہستان اطلس کے اس پار رہتے تھے تعلیم مذہبی کے حیلہ سے اپنے قابو مین کرلیا۔ اور انکے ذریعہ سے لڑبھڑ کر اطراف پر قابض ہوگئے۔ اور انھون نے اپنا نام مرابطین رکھا یعنی باہم دوستدار اور مروجین مذہب بھی اپنے کو کہلایا۔ عبداللہ کا

لقب امیر مقرر ہوا۔ بعد انکے ابوبکر نامے ایک شخص انکے قائم مقام ہوئے اور اپنے قدیم رہنے کی جگہ کہ صحرا تھی چھوڑ کے روانہ ہوئے کہ افریقہ کے ممالک کو فتح کرین اسکے بنی عم یوسف بن تاشفین نے شہر فاس اور بڑے حصہ پر ملک موریٹانیہ یعنی مراکو کے قبضہ کیا بالجملہ ۱۰۷۳ء اقتدار اور اختیار مرابطین مذہب کا علی العموم شمالی اور وسط افریقہ مین لوگون نے تسلیم کیا۔ اب اسپانیہ کے اسلامی سلاطین نے جنکو عیسائی بادشاہ الفونسو نے تنگ کر رکھا تھا۔ اس جماعت نے مرابطین کے بادشاہ کو اپنی مدد پر طلب کیا یوسف بادشاہ مرابطین اور شہر فاس کا جسکو اپنے ملک بڑھانے کی ہوس تھی ایک بڑی قوی اور عظیم فوج لیکر اگست ۱۰۸۶ء مین اثنائے اسپانیہ کو عبور کر کے قریب باداجوز کے ایک مقام پر جسکو زلاکا کہتے تھے الفونسو کی فوج سے مقابلہ ہوا ۲۳ اکتوبر ۱۰۸۶ء مین یوسف نے الفونسو پر بڑی فتح حاصل کی اسکے بعد اور بھی بکثرت فتوح ان کو ہوئی جس وہ زور و شور فرنگستان کے عیسائیون کا اہل اسلام۔ اسپانیہ کے اسلامی ممالک پر کہ بسبب تباہی خلافت قرطبہ کے تھا۔ بالکل جاتا رہا۔ لیکن اسپانیہ کے اہل اسلام کو تاسف ہوا کہ ایسے دوست پر خطر کو اپنی مدد کے لیے طلب کیا کہ وہ بہ نسبت اپنے صحرائی ممالک کے اسپانیہ کے زرخیز ممالک پر قبضہ کر کے کیون چھوڑیگا۔ بالجملہ یوسف نے کچھ غدر اور فریب سے اور کچھ بزور شمشیر سارے ممالک اسلامیہ اسپانیہ پر اپنا اقتدار اور اختیار جما دیا۔ اور وہانکے سب سلاطین کو اپنا مطیع اور تابعدار کر لیا۔ اور بعضون کو نیست و نابود کیا القصہ یوسف پہلے بادشاہ اس قوم نے ستمبر ۱۱۰۶ء مین مراکو مین قضا کیا ان کا بیٹا علی انکا قائم مقام ہوا علی نے ۱۱۰۸ء مین قسطلانی فوج کو جس کا بادشاہ۔ الفونسو تھا۔ بڑی شکست دی۔ یہ شکست قریب اکلس کے دی تھی اور بظاہر الفونسو کے مرجانے سے انکا مانع بیٹا۔ ڈان سانچو کو اطاعت کے عہدنامہ سے اپنی تابعداری مین کر لیا مگر ۱۱۱۸ء مین بڑا شہر نامی اور معتبر سرگوسہ کا مسلمانون کے قبضہ سے نکل گیا

کئی عیسائی قومون نے ملکر اسکو لیا تھا اور ممالک شمالی اسپانیہ سے بالکل اہل اسلام کی عملداری ہمیشہ کے لیئے جاتی رہی۔ حاصل کلام علی بن یوسف ۵۳۷ھ مطابق ۱۱۴۳ء مین قضا کر گئے انکے بیٹے تاشفین بن علی انکے قائم مقام ہوئے انکے عہد مین فرنگستان کے عیسائیون نے اسپانیہ مین ترقی کی۔ اسواسطے کہ تاشفین بن علی ایک فرقہ مہدویہ کے مقابلہ مین کہ انکی اصل مملکت مراکو پر حملہ آور ہوے تھے مصروف تھے اور ملک اسپانیہ سے غافل تھے بلکہ مراکو کے محاصرے کے مقابلہ مین ۱۱۴۵ء مین انتقال کیا انکے بعد انکے بیٹے۔ ابو اسحاق بن تاشفین اخیر بادشاہ اس گروہ کے جانشین ہوے لیکن تھوڑے دنون کے لیئے یہ بادشاہ بے قوم مہدویہ ان کے ملک پر غالب آگئی اور یہ ۱۱۴۶ء مین مطابق سال ۵۴۱ہجری کے ہلاک ہوے۔

فصل تیسری

ابتدا مہدویہ کی یہ ہے کہ ایک شخص محمد بن عبد اللہ نے کہ افریقہ کا رہنے والا تھا اور سرگاہ کا حاکم تھا دعوی کیا کہ مین مہدی آخرالزمان ہون اور بعضون نے لکھا ہی کہ وہ قرطبہ کی مسجد جامع کا قندیل افروز تھا۔ الغرض اسنے احادیث نبویہ مین جو خبرین اور نشانیان کہ مہدی آخرالزمان مین دیکھین وہ سب اپنے مین مشہور کین اور عوام الناس کو یقین دلایا کہ مین تمام دنیا مین بادشاہی کرونگا اور بالفعل مرابطین کا ظلم مٹانا چاہتا ہون جو اسنے لڑے گا اور مارا جائیگا وہ شہید ہوگا اور کھرا بہشت مین داخل ہوگا ان سب لایعنی گفتگو سے اسنے ابلہ فریبی کرکے ایک بڑی جماعت کو اپنے قبضہ مین کیا اور کوہ اطلس کے حوالی صحرا مین رہتا تھا اور ایک ہونہار نوجوان آدمی جسکا نام عبد المومن تھا انکا شریک ہوا اور ۱۱۲۱ء مین ایک بڑے لشکر سے مرابطین کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہوا اور ۱۱۳۳ء مین مرابطین کی فوج کو شکست دی ۱۱۴۵ء مین ایک درفع عبد المومن نے کہ سپہ سالار مہدویہ قرار پایا تھا مرابطین پر حاصل کی جس سے مراکو اور فاس

مہدویہ کے قبضہ مین آگئے۔ الغرض شمالی افریقہ کے ممالک مین حکومت اور شوکت
جعلی مہدی کی سنہ ۱۱۴۹ء مین قائم ہوگئی لیکن وہ محمد بن عبداللہ سنہ ۱۱۴۹ء مین مر گئے
اور انکے قائم مقام یہی عبدالمؤمن بادشاہ ہوئے اب اُنھون نے قصد کیا کہ
ممالک اسپانیہ کو بھی اپنے قبضہ مین دِلا دین اور ممالک افریقہ کے ساتھ ملحق کرین
اگرچہ انکے سپہ سالارون نے اس ارادے کو سہل مین پورا کیا لیکن خود عبدالمومن۔
جب لشکر تیار کر رہے تھے کہ عیسائیان سلاطین فرنگ کے سلاطین پر یورش کرین اور
آبنائے اسپانیہ کو عبور کرنیکو آمادہ تھے کہ سنہ ۱۱۶۳ء مین اُنھون نے قضا کی انکے قائم مقام
انکے بیٹے ابو یعقوب یوسف ہوئے ابتدا مین ان کا قصد کسی سے لڑنے کا نہ تھا اُنھون نے
ایک مسجد سویلی مین بنام جامع سویلی سنہ ۱۱۷۱ء مین تعمیر کی کہ بالفعل ایک جزو کنیسہ۔
فاتولیقی کا ہے اور ایک کشتیون کا پل دریائے گوادلکوربر اُنھون نے تیار کرایا۔
انھون نے سنہ ۱۱۷۳ء مین بہت بڑی فتح آٹھوین الفنسو بادشاہ۔ قسطلان پر پائی
اور اُسکا سارا ملک تاخت و تاراج کرکے اور چند قلعون پر قبضہ کرکے افریقہ مین پھر
آئے اور سنہ ۱۱۸۳ء مین دریائے شور سے عبور کرکے ممالک اسپانیہ مین گئے اور تا وفات
اپنی کہ اگست سنہ ۱۱۸۴ء مین ہوئی وہین قیام کیا کہ ایک معرکہ لڑائی کا قریب سانتارم
کے ممالک پرتگال مین انکو پیش آیا تھا اس مین وہ زخمی ہوگئے اور اسی زخم سے
انتقال کیا ابو یوسف یعقوب جنکا لقب المنصور تھا انکا قائم مقام ہوا وہ الجزائر کے
دریا کی راہ سے اُترے اور قسطلان کے آٹھوین الفنسو سے میدان الارکاس
مین بڑی لڑائی ہوئی جس مین الفنسو کی فوج کو شکست ہوئی بعد اسکے
ابو یوسف نے وہان سے کوچ کرکے تولیدو کا کہ دار الحکومت ان ممالک کا تھا
محاصرہ کیا اگرچہ۔ ابو یوسف باوجود کوشش بلیغ کے اس شہر کو مسخر نہ کرسکا لیکن
اسکے اطراف کے بڑے بڑے شہرون پر مثل میڈرڈ اور گوادالاکزار وغیرہ کے اسکے

قبضے مین آگئے۔ یہ ابو یوسف اگست ۱۱۹۹ء مین قضا کر گئے۔ وہ بڑے نامور لائق اور شجاع اور بڑی خوبی کے بادشاہ تھے۔

محمد بن عبداللہ ملقب بہ الناصر لدین اللہ آخر سلاطین مہدویہ سے ہین کہ تختگاہ اور ممالک اسپانیہ پر قابض ہوے تھے بمجرد تخت نشینی کے اُنھون نے قصد کیا کہ ممالک اسپانیہ جس کا بڑا حصہ عیسائیان فرنگ نے انکے مورثون سے مسخر کیا تھا پھر قبضہ مین درلاوین اور اسی قصد سے مشہور ہے کہ کئی لاکھ آدمی اُنھون نے فراہم کیے اور وہ افریقیہ سے ۱۲۱۱ء مین روانہ ہوئے اور اسپانیہ کے کنارے کو اس جماعت سے بھر دیا الغرض انھون نے آبنائے اسپانیہ سے عبور کر کے اس قلعہ جبال کے سلسلہ پر لشکرگاہ کیا جسنے قسطلان جدید کو (نو کیستیل) اندلس سے جدا کیا وہان عیسائیون کی طرف سے یہ سامان ہوا کہ پوپ نے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا جانشین سمجھا جاتا ہے جسکا نام انوسنت سوئم تھا عیسائی جہاد کا (کروسیڈ) وعظ کہا جس سے سلاطین متفقہ کے لشکر تمام فرنگستان اور دیگر ممالک سے فراہم ہوے۔ لاکھون سے تعداد انکی تھی غرض ایک سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی لیکن آخر مین فوج مہدویہ کو شکست ہوئی۔ کہ پورا سبب زوال کا سلطنت اسلامیہ کے ہوا۔ اور محمد بن عبداللہ مراکو مین ۱۲۱۳ء مین قضا کر گئے۔

یوسف دوم مسمے ابو یعقوب محمد بن عبداللہ کے بیٹے گیارہ برس کی عمر مین باپ کے قائم مقام ہوے انکی سلطنت مین برابر فتور اور فساد رہا اور وہ خود جنوری ۱۲۲۴ء مین قضا کر گئے اور اپنا کوئی وارث بھی نہ چھوڑا۔

ابو الملک عبد الواحد کہ انکے قائم مقام ہوے چند مہینے کے بعد ابو محمد ملقب بہ العادل کے ہاتھ سے قتل ہوے جسنے خود دعویٰ سلطنت کیا مگر وہ بھی اکتوبر ۱۲۲۷ء مین مقتول ہوے ابو علی ملقب بہ المامون کے قائم مقام بھی برگشتہ بخت تھے

افریقیہ مین انکے اقارب مین سے یحییٰ نام برسرجنگ تھے اور اسپانیہ مین ابن ہود نام
ایک چھوٹا سردار مخالفت پر آمادہ ہوا جسنے اپنے کو سلطنت اسلامیہ اسپانیہ کا بادشاہ
قرار دیا اور اس مملکت کو معتمد دیہ سے نکال لیا۔ الغرض المامون ۱۲۳۲ء مین قضا
کر گئے۔ محمد قائمقام المامون نے بیکار کوشش کی کہ اسپانیہ مین اپنا اقتدار پیدا
کرین اور ان ممالک سے دست بردار ہونے پر مجبور ہوے۔ اور سلطنت اسلامیہ اسپانیہ
تین شخصون پر کہ انکے مخالف تھے تقسیم ہوگئی جمعیت بن زین نامے ایک شخص والنشیا
اور اسکے حوالی پر قابض ہوگئے ابن ہود اہل اراکان (اردگان) اور کچھ حصہ
اندلس کے لوگون نے اطاعت کی محمد بن الاحمر مملکت جین اور اچھے حصہ غرناطہ
(گرناڈا) پر ظالمانہ حکومت کرتا رہا۔ اور یہ تینون بھی باہم ایک دوسرے سے لڑتے
رہے۔ اور وہ تینون عیسائی بادشاہ فرنگ سے مغلوب ہوگئے کسی مین طاقت انکے
مقابلہ کی نہ تھی قرطبہ کو کہ معتبر اور نامور دار الخلافت سلطنت اسلامیہ اسپانیہ کا تھا
جون ۱۲۳۶ء مین عیسائیون نے لے لیا۔
والنشیا ستمبر ۱۲۳۸ء مین اہل اسلام کے ہاتھ سے گیا دینیا۔ ۱۲۴۴ء مین
مسلمانون سے نکل گیا ۱۲۴۸ء مین سارے قلعے دونون کنارے پر دریائے گوادلکویر کے
مسخر ہوگئے کہ جین سے لیکر شہر سویلی کے دروازے تک تھے ایک بادشاہ غرناطہ
کا صرف برائے نام اہل اسلام کا محمد بن الاحمر اتنی بڑی نامی سلطنت اسلامیہ اسپانیہ
مین باقی رہ گیا جسنے اطاعت فرڈنیانڈ سوم کی قبول کی اور فرڈنیانڈ نے نامی شہر
سویلی کو بھی لے لیا۔

فصل چوتھی

سلطنت غرناطہ کہ ۱۲۳۸ء سے ۱۴۹۲ء تک رہی آخری سلطنت اسلامیہ اسپانیہ
سے ہے جسکے زوال سے اسلام کا نام ان ممالک مین باقی نہ رہا جہان بڑے بڑے

محدثین اور فقہا اور فقرا اور ارباب کمال گزرے ہین - اور سیکڑون معابد اور مقابر اور خانقاہین
اور نامی عمارات اہل اسلام کی جو تھین وہ سب معدوم ہو گئین یا کنیسون اور
عیسائی معبدون سے تبدیل ہو گئین - تاہم بعض عمارات نامی کا باقی ہے اور اگرچہ
علے العموم اب وہان عیسائی مذہب ہے - مگر عورات مین بعضے ممالک اہل اسلام کے
پردے کی رسم باقی ہے - کہ عورتین بغیر برقع پہنے باہر نہین نکلتین جیسا عرب کے
ممالک مین دستور ہے -

الغرض چونکہ محمد بن الاحمر فرڈینانڈ سوم بادشاہ قسطلان کے مطیع ہو گئے اس کی
زندگی تک اپنی مملکت مین صلح کے ساتھ بسر کی فرڈیناناڈ کے مرنے کے بعد اسکا
بیٹا الفنسو دہم بادشاہ ہوا - اسکے مرنے کے بعد دونون طرف سے عہدنامے توڑ ڈالے
گئے اور باہم خوب لڑائی ہوئی مگر ۱۲۶۶ء مین پھر عہدنامہ موقت ہوا جس سے
لڑائی چندے کیواسطے موقوف رہی محمد بن الاحمر جنوری ۱۲۷۳ء مین مر گئے انکے بیٹے
محمد دوم جانشین ہوے انکے عہد مین ابن یوسف بادشاہ فاس اور مراکو نے
پھر قصد اپنے اقتدار بڑھانے کا ممالک اسپانیہ مین کیا اور ۱۲۷۵ء مین بڑے
لشکر کے ساتھ آبنائے اسپانیہ کو عبور کرکے اسپانیہ کے کنارے پر فرود ہوا معرکہ جنگ
درمیان محمد دوم اور ابن یوسف کے گرم ہوا - اس معرکہ مین تھوڑی سی کامیابی -
ابن یوسف کو ہوئی - لیکن آخرش شکست فاش ہوئی اور اپنے ملک کو پھر گیا اب
محمد دوم نے قصد کیا کہ جو ممالک ان کے باپ کے عہد مین عیسائیون نے لے لیے تھے
انسے نکالین لیکن ناکام رہا اور ۱۳۰۲ء مین انھون نے انتقال کیا انکے بیٹے
محمد سوم باپ کے قائم مقام ہوئے مگر زمانے نے ان کے ساتھ ناموافقت کی ان کی
اپنی عملداری ہی مین دو جگہ بغاوت ہوئی یعنے گولوس مین اور المیریا مین اس
فتنہ اور فساد کی فکر مین مصروف تھے کہ عیسائیون نے ان کے ملک پر

یورش کی حتی المقدور وہ مقابلہ کرتے رہے - آخر ش قلعہ اور شہر جبل الطارق کہ جبل
جبرالٹر - کہلاتا ہے عیسائیون نے ان کی فوج سے چھین لیا ۱۳۰۹ء المیریا پر
بادشاہ اراگان نے قبضہ کیا تھا - اسکی استرداد کے واسطے وہ گئے لیکن ناکام رہے
اپنی دارالسلطنت مین واپس آئے - لوگ انسے ناراض ہوئے اور وہ حکومت سے
مستعفی ہوئے انکے بھائی ناصر بادشاہ ہوئے - ابتداے سلطنت ناصر کی بہت
اچھی تھی مملکت المیریا پھر اہل فرنگ سے چھین لیا قیوطہ کہ افریقیون کے قبضہ مین
تھا - اور جب سے جبل الطارق پر عیسائیون نے قبضہ کیا وہی کنجی بناے اسپانیہ
کی تھی لے لیا ۱۳۱۴ء مین انھون نے کہ ناصر کو تخت نشین کیا تھا اس سے پھر گئے
اور اسمٰعیل بن فرج کو بادشاہ کیا - ناصر لڑنے پر آمادہ ہوا آخر ش - ناصر کو شکست
ہوئی - اور اسنے سلطنت کو ترک کیا - اسمٰعیل بن فرج ایک سلطانی خاندان کے
شاہزادے تھے جنکی کنیت ابوالولید تھی اور وہ بڑے شجاع اور مدبر سلطنت کے
لائق تھے ۱۳۱۶ء مین انھون نے قلعہ جبل الطارق کا محاصرہ کیا اور خوب لڑے
اگرچہ اسکو فتح نہ کرسکے مگر ۱۳۱۹ء مین ان کو بڑی فتح عیسائیون کی فوج پر حاصل ہوئی
جسکی سپہ سالاری خود پدرو بادشاہ قسطلان اور اسکے چچا جان نے کی تھی اور
وہ دونون میدان جنگ مین مارے گئے ممالک مارطاس اور بوزا انکے قبضے
مین آئے اور شرقی حد ان کے ممالک کی بہت بڑھ گئی باایں ہمہ ان کو اندرونی
دشمنون سے نجات نہ ملی -

محمد نامے کی کہ ایک شہزادے اسی خاندان سے تھے کچھ ہتک ہوئی انھون نے
قسم کھائی کہ مین اسکا بدلا لونگا ۱۳۲۵ء مین ایک دن وہ مع اپنے وزیر کے قصر الحمرا کے
صحن مین چہل قدمی کرتے تھے - وہ محمد چند اشخاص کو وہان لیکر گھس گئے اور
بادشاہ اور وزیر دونون کو قتل کیا اسمٰعیل کے قتل کے بعد انکے بیٹے محمد چہارم امرا کے

اتفاق سے بادشاہ ہوئے۔
شروع انکی سلطنت مین کچھ فتنہ اور فساد پیدا ہوا عثمان نامے ایک شخص کہ کپتان انکی محافظذات کی فوج کا تھا انسے غدر کردیا اور محمد بن فرج کو بادشاہ مشہور کیا ۱۳۲۸ء مین قسطلانیون نے ویرا اور البیرا اور بعضے اور قلعون پر قبضہ کرلیا محمد چہارم بذات خود اس فتنہ کے دور کرنے کے لیے نکلے لیکن ان کو شکست ہوئی اور فوج منتشر ہوگئی۔ اور عثمان بلوائی کہ خاندان سلطنت فاس اور مراکو سے تھا اس کو افریقہ سے مدد پہونچی۔ اور اسنے الجزائر اور ماربلا اور روندا پر بھی قبضہ کرلیا مگر آخرایام ان کی سلطنت مین کچھ بخت مساعد ہوا ۱۳۲۹ء مین بڑا شہر نامی اور معتبر ظاہراً عیسائیون سے لے لیا۔ اور اسی سال جبرالٹر پھر لے لیا اور ۱۳۳۳ء مین سارے بلوائیون کو مطیع کرلیا۔ لیکن ۱۳۳۳ء مین محمد چہارم ابوالحسن بادشاہ فاس اور مراکو کی دوستانہ ملاقات کے واسطے افریقہ مین جانے والے تھے اور دریائے شور کے عبور کے قصد سے جبرالٹر مین تھے کہ وہان انکو دشمن نے قتل کیا۔
ابوالحجاج یوسف محمد چہارم کے بھائی کہ اس عرصہ مین دارالسلطنت غرناطہ مین تھے فوراً بادشاہ مشہور کیے گئے۔ مورخین عرب کی رائے ہے کہ یوسف بڑے صلح جو محب وطن رفاہ خواہ عام بڑے دانشمند اور لائق بادشاہ تھے کہ مثل اسکے سلاطین غرناطہ مین کوئی دوسرا بادشاہ نہین ہوا۔ اُنھون نے اپنے صلح کی سلطنت مین بڑی کوشش اور انتظام محکمہ جات عدالت مین کی۔ صنائع جرثقیل اور مفید عام ہنرون کو بڑی ترقی دی انکے سلطنت کے زمانہ مین ابوالحسن بادشاہ فاس اور مراکو نے بڑی آخری کوشش کی کہ وسط ممالک اسپانیہ مین جہان عیسائیون کا قبضہ ہوگیا تھا پھر اسلام کا جھنڈا اڑادین مگر وہ اس کوشش مین ناکام رہے اکتوبر ۱۳۴۰ء مین دریائے سالاڈو کے کنارے قریب تارفا کے ابوالحسن کی فوج سے اور بہ کمال

اور قسطلان کی فوج سے بڑی جھگٹ لڑائی رہی۔ لیکن آخر ش ابوالحسن کے لشکر ون کو شکست ہوئی۔ اور عیسائیون کو اس مین بہت غنیمت ہاتھ آئی ۱۳۴۳ء مین مملکت الجزائر سلطنت غرناطہ کے عیسائیون نے مسخر کر لی۔ اور ۱۳۴۴ء مین اور کئی معتبر معمورات اس سلطنت کے چھین لیئے جس سے اس سلطنت کی سرحد بہت تنگ ہو گئی

ابوالحجاج شل اپنے بیٹیون کے قتل کیئے گئے۔ دسمبر ۱۳۵۴ء مین جامع مسجد مین نماز پڑھتے تھے ایک مجنون آدمی نے انکو قتل کر ڈالا۔

محمد پنجم یوسف کے بڑے بیٹے اپنے باپ کے قائم مقام ہوئے۔ ان کی طبیعت مین بھی صلح جوئی باپ کی طرح تھی۔ اور رفاد عام دل مین بہت تھی۔ رفاد عام جاری کیا۔ رفاد عام سے خاصون اور مالدارون کو کسی قدر نقصان پہونچتا ہے اس سبب سے بعض چھوٹے چھوٹے رئیس محمد پنجم کے دشمن ہو گئے۔ اور ۱۳۵۹ء مین قصر سلطانی مین دفعۃً گھس گئے۔ اور سپاہ ذاتی محافظین کو بادشاہ کے قتل کر کے شورش کی کہ محمد پنجم کو اس ہنگامہ مین موقع ملا اور کسی راہ سے چپکا نکل بھاگا۔ باغیون نے جب قصر شاہی کو خالی پایا فوراً اسمٰعیل بن یوسف کو تخت نشین کر کے بادشاہ مقرر کیا۔

دہ۔ اسمٰعیل دوم مشکل سے فتنہ پردازون کے فساد سے صرف ایک برس بادشاہ رہے ابوسعید انکے امراؤن مین سے جس نے پہلے ان کے بادشاہ ہونے مین مدد کی تھی فوراً باغی ہو گیا۔ اور قصر الحمرا مین انکو قید کر لیا اور جولائی ۱۳۶۰ء مین ان کو قتل کر کے خود تخت پر بیٹھ گیا۔ لیکن اس غصب سے وہ بھی بہت دنون منتفع نہ ہوا پدرو قسطلان کا بادشاہ ابوسعید سے لڑنے پر آمادہ ہوا۔ اور خاص اسی مملکت مین محمد پنجم۔ لشکر فراہم کر رہے تھے کہ غاصب سے اپنے ملک کو واپس لین۔ غاصب نے دیکھا کہ دونون طرف سے سر بر ہونا مشکل ہے اسلیئے اسنے پدرو کے پاس تحفے ہدیے بھیجے کہ جس مین پدرو راضی ہو اور عہدنامہ چاہا۔ پدرو نے سویلی مین اس معاہدہ کے

انجام کے بیٹے ابو سعید کی دعوت کی - اور وہ جب دعوت مین گیا - اسکو گرفتار کیا اور مار ڈالا
الغرض محمد پنجم دوبارہ تخت نشین ہوئے تھوڑی سی زحمت انکو بلوے سے بھر ہوئی -
لیکن اُنھون نے انسداد کی - بعد اسکے ۱۳۰۵ء مین انھون نے مملکت الجزائر کو مسخر
کر لیا - مگر اس سلطنت کے قبضہ سے جاتا رہا - ۱۳۹۱ء مین محمد پنجم نے قضا کی یوسف
دوم انکے بیٹے باپ کے قائم مقام ہوئے - انکی کنیت ابو عبد اللہ تھی خود انکے ایک بیٹے
نے بلوہ کیا - کہ باپ ہمارے عیسائیون کے دوست ہین - اسکا نام محمد تھا لیکن عوام
کے بلوے سے بچ گئے - اور بعد اسکے وہ بلوہ فرو ہو گیا الغرض یوسف دوم
نے مملکت مرشیا کو تاراج کیا - مگر اس سے کچھ منتفع نہوئے - ۱۳۹۴ء مین عیسائی رئیس
جسکو گراند ماستر اف الکنتارا کہتے تھے ایک سوار دن کے رسالہ کے ساتھ
غرناطہ کے دروازے تک پہونچ گیا یوسف نے اس حملہ کے دور کرنے مین بڑی بہادری
دکھلائی بڑی سخت لڑائی ہوئی جس مین وہ گراند ماستر مارا گیا اور سارے ہمراہی سوا
اس کے کہ یوسف کی عاقلانہ حربی تدبیر سے گھر گئے تھے - مارے گئے بہت غنیمت
ہاتھ آئی - یوسف دوم ۱۳۹۵ء مین قضا کر گئے بجز انکے قضا کرنے کے ان کا بیٹا -
محمد جسنے بلوہ کیا تھا تخت پر جا بیٹھا اور ملک پر قبضہ کر لیا اور بنام محمد ششم کے ملقب
ہوا اور اپنے بڑے بھائی کو جسکا نام یوسف تھا قید کیا اول سال اس کی بادشاہت کا
صلح کا تھا عیسائیون سے ملت کر لی بلکہ - یوریکو الحکم ثالث سوم کی ملاقات کو تولیدو گیا تھا -
لیکن بسبب بدنظمی قلعہ داران سرحدی کے دونون طرف سے لڑائی شروع ہو گئی
۱۴۰۵ء مین مسلمانون نے مملکت آیاماٹی - کو مسخر کر لیا - اور اس کے
دوسرے سال عیسائیون کے تھوڑے لشکر کو شکست بھی دی - لیکن عیسائیون نے
اس کے بدلے مین ۱۴۰۷ء عیسوی مین - زاہیرہ وغیرہ پہ قبضہ کر لیا - محمد
ششم ۱۴۰۸ء مین مر گئے یوسف سوم انکے بھائی کہ قید مین تھے بادشاہ

ہوئے انھون نے چودہ برس صلح کے ساتھ سلطنت کی اور سنہ ۱۴۲۴ء مین مر گئے۔

انکے بیٹے محمد ہفتم بادشاہ ہوئے ان کی اول یہ کوشش ہوئی کہ عیسائیون سے عہدنامہ جدید کر لیا۔ اس سے لوگ ناخوش ہوے۔ دوسرے یہ کہ وہ بہت غصہ ور تھے تیسرے یہ کہ انھون نے کھیل کود کی ممانعت کی اس سے سنہ ۱۴۲۷ء مین مفسدون نے بلوہ کیا قصر سلطانی مین گھس آئے۔ اس ہنگامہ مین ان کو موقع ملا اور جان بچا کر بھاگے اور تونس پہونچے جہان ان کے قرابت مند حاکم تھے ایک سال محمد ہشتم کو لوگون نے تخت نشین کیا دوسرے سال محمد ہفتم۔ بادشاہ تونس کی مدد سے بڑی فوج کے ساتھ اندلس پہونچے اور قصر سلطانی کو گھیر لیا محمد ہشتم۔ کو پکڑا اور سنہ ۱۴۳۱ء مین اسکو قتل کر ڈالا اور یہ بادشاہ بن بیٹھے مگر یوسف بن احمر غرناطہ کے پہلے بادشاہ کے بیٹے نے جان دوم عیسائی بادشاہ قسطلان سے مدد لیکر بڑی فوج کے ساتھ آیا۔ اور محمد ہفتم کو شکست دیکر دوسری مرتبہ پھر بادشاہی سے معزول کیا۔ اور انھون نے بھاگ کر کے ملاگا مین پناہ لی۔ یہ واقعہ سنہ ۱۴۳۵ عیسوی مین ہوا یوسف چہارم بلا مزاحمت قصر شاہی مین داخل ہوئے اور بادشاہ ہوئے۔ چھ مہینے بادشاہت کرکے مر گئے پھر محمد ہفتم بادشاہ تیسرے بار ہوئے اس مرتبہ بھی وہ آسایش سے بادشاہت نہ کر سکے۔ ان کے ایک بھتیجے محمد بن عثمان نے غدر کرکے سنہ ۱۴۴۵ء مین قصر الحمرا کو گھیر لیا۔ اور محمد ہفتم کو قید کیا۔ جہان بقیہ عمر انھون نے بسر کی اور خود بنام محمد نہم مشہور ہوئے۔ اس بادشاہ کو بھی اطمینان اور آسائش نصیب نہوئی ایک شخص محمد بن اسمٰعیل نے عیسائی بادشاہ۔ قسطلان سے مدد لیکر ایک قلعہ کو مسخر کیا اس کی مدافعت مین محمد نہم نے بہت کوشش کی لیکن بیکار رہی آخرش جب محمد کو اور اسمٰعیل کو اور عیسائی بادشاہ کو مدد پہونچی تو اس نے غرناطہ کا محاصرہ کیا اور محمد

ہم کو شکست دیکر اسیر قابض ہو گیا۔ محمد نہم بھاگا۔ اور محمد بن اسمٰعیل محمد دہم کے لقب سے سنہ ۱۴۵۴ء میں بادشاہ غرناطہ ہوا۔ اُنھوں نے اکیس برس آسائش سے حکومت کی انکے عہد میں بلوے نہیں ہوئے لیکن روز بروز سامان سلطنت کے زوال کا پیش نظر تھا۔ الغرض اہل اسلام کا نفوذ اس ملک میں برابر کم ہوتا گیا۔ اور عیسائیوں کی طاقت روز بروز ترقی پر ہوتی گئی سنہ ۱۴۶۰ عیسوی میں عیسائیوں نے **جبل الطارق** (جبرالٹر) پر۔ اور **ارکیدونا** پر قبضہ کر لیا اور سارے ممالک متوسطہ کو مغلوب کیا اور روز بروز سرحدی ممالک کے نکل جانے سے اہل اسلام کے ممالک بہت گھٹ گئے۔ ایک عہد نامہ مصالحت کا سنہ ۱۴۶۳ عیسوی میں مابین بادشاہ **غرناطہ** اور عیسائی بادشاہ **قسطلان** (کیستیل) کے منعقد ہوا اس شرط پر کہ اول باطاعت و تابعداری دوم کے بادشاہ رہے اور دس ہزار اشرفی سالانہ خراج دے بالجملہ محمد دہم سنہ ۱۴۶۶ عیسوی میں قضا کر گئے۔ ملا علی ابوالحسن بڑے بیٹے محمد دہم کے اپنے باپ کے قائم مقام ہوئے سنہ ۱۴۶۹ عیسوی میں حاکم **ملاگا** نے کہ غرناطہ کی جانب سے متعین تھا بغاوت کی اور اپنی سلطنت کی تابعداری چھوڑ کر عیسائی بادشاہ **قسطلان** کی اطاعت قبول کی خود دار السلطنت **غرناطہ** میں عجب طرح کا فساد برپا ہوا ابوالحسن کی بیبیوں میں لڑائی شروع ہوئی سلطانہ **عائشہ** کہ **ابو عبداللہ** شہزادے کی ماں تھی اور دوسری بی بی **زارہ** کہ عیسائی تھی اور اس کے بطن سے دو شاہزادے تھے۔ **غرناطہ** کے لوگ دونوں طرف ہوئے کچھ پہلی بی بی کی **طرف** اور کچھ دوسری بی بی کی طرف اس سے خوب کشت و خون ہوا۔

آخر ش۔ **ابو عبداللہ** سنہ ۱۴۸۲ء میں اپنے باپ **ابوالحسن** کو تخت سے اُتار کر خود تخت پر بیٹھ گیا۔ لیکن پھر وہ عیسائیوں کی لڑائی میں مقید ہو گیا۔ پھر سنہ ۱۴۸۴ عیسوی میں ابوالحسن تخت پر بیٹھے لیکن پھر ابو عبداللہ رہا ہو کر آیا اور پھر آپس میں لڑائی شروع

ہوئی۔ تب انھون نے دونون کو لڑنے دیا اور تیسرے کو جسکا نام ابو عبداللہ صغیر تھا تخت پر بٹھلایا۔ یہان تک کہ ۸۹۱ء مین۔ فرڈنیاند بادشاہ قسطلان نے غرناطہ کا محاصرہ کیا اور ایک برس کے محاصرے کے بعد اسکو لے لیا۔ اور نام اس سلطنت کا ملک اسپانیہ سے مٹا دیا۔ بلکہ مابعد مین جتنے مسلمان بطور رعایا کے تھے۔ ان سب کو جلا وطنی کا حکم دیا۔ قریب پچاس ہزار آدمی کے اسپانیہ چھوڑکر افریقہ مین آ بسے۔ اسی ۱۴۹۲ء عیسوی مین حکیم کلمبس نے اسی فرڈنیاند کی مدد سے نئی دنیا یعنے امریکہ کو دریافت کیا۔

اب یہان سے خلفاے عباسیہ وغیرہ کا حال درج کیا جاتا ہے اور ۱۳۲ھ ہجری مطابق ۷۵۰ء عیسوی سے پھر شروع کیا جاتا ہے۔

باب سترھوان

فصل پہلی

خلفاے عباسیہ کی اصل حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے ہے کہ حضرت صلعم کے بنی عم تھے یہ بڑے عالم اور دانشمندون سے امت محمدی کے ہین اور ترجمان قرآن انکی خاص صفت ہے چار برس پیشتر ہجرت کے انکی پیدائش شعب جبل مین ہوئی جہان قریش نے بنی ہاشم اور مطلب کو محصور کیا تھا آپ کا سن شریف حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت پندرہ برس کا تھا حدیث صحیح مین وارد ہے کہ حضرت صلعم نے آپ کے حق مین یہ دعا فرمائی تھی۔ اللہم فقہہ فی الدین وعلمہ التاویل اللہم علمہ الحکمۃ وتاویل القرآن واجعلہ من عبادک الصالحین اللہم زدہ علما وفقہا ابن عباس ہاشمی فقیہ محدث مفسر کامل اور ماہر علوم مین تھے۔ شاہ عبدالحق محدث لکھتے ہین کہ وہ شاگرد حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے تھے۔ علوم انھین

سے سیکھا تھا باایں ہمہ معاویہ کے ساتھ مدارات کرتے رہے۔ آپ نے اکہتر برس کی عمر میں طائف میں انتقال فرمایا۔ آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے اپنی نابینائی کی حالت میں دو شعر عربی پڑھتے تھے جس کا مضمون یہ ہے۔ اگرچہ لیا اللہ نے دونوں آنکھوں سے نور انکا۔ پس میری زبان اور میرے دل میں ان دونوں کا نور منتقل کیا یافعی رح کا بیان ہے کہ خلافت کے انتقال کا سبب مروانیوں سے عباسیوں میں یہ ہوا کہ بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے۔ شیعیان اہل بیت امامت محمد بن حنفیہ انکے بھائی کے معتقد تھے۔ انکے قضا کر نیکے بعد انکے بیٹے ہاشم کو امام جانتے تھے۔ انکی ان میں ان کی بہت بڑی عزت اور قدر تھی وہ شام کے ملک میں لاولد قضا کر گئے اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو اپنا وصی مقرر کیا اور ان سے کہا کہ تمہاری اولاد میں خلافت آوے گی اور جو تحریرات انکے پاس تھیں ان کو سپرد کیں اور اپنے معاونین کو ان کی طرف رجوع کیا۔ جب محمد نے قضا کی تو اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا قائم مقام کر گئے ان ابراہیم کی طرف خلائق کا رجوع دیکھکر مروان حمار نے ان کو قید کیا تب انھوں نے اپنے بھائی ابوالعباس کو قائم مقام کیا جو کوفہ میں آکر ابو مسلمہ کے مکان میں کہ عباسیوں کے مہتمم اس شہر میں تھے پناہ گزین ہوئے اور لوگوں سے ان سے بیعت کی لیکن بسبب اس کے کہ ابو مسلمہ نے ان کی بیعت میں تاخیر کی اور امام جعفر صادق وغیرہ کو طلب کیا تھا جانشینی کے بعد ابو مسلمہ قتل کیئے گئے۔ ابوالعباس کا نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رض تھا انکی خلافت کے زمانہ میں ۱۳۲ھ میں حساب بنی امیہ قتل ہوئے سارا اسلام ملک انتہائے مغرب تک ان کے ہاتھ آیا لیکن طاہرات اور طنبہ سے بلاد سروان تک خارج ہوگیا۔ عذاقہ ناخیوں نے داب لیا ۱۳۶ ہجری میں سفاح

رگیا۔ اسنے شہرانبار جو کہ کوفہ کے قریب ہے خود آباد کیا تھا۔ اور شہر ہاشمیہ اسکا نام رکھا تھا۔ دارالخلافت ٹھہرایا۔ انکا لقب سفاح بھی تھا۔ اس سبب سے کہ قتل کرنے مین بیباک تھے۔ یہ اپنے حسن کے واسطے مشہور تھے۔ انکا انتقال ۱۳۶ہجری مین ہوا۔ مطابق ۷۵۴ء کے اسی سال حضرت رابعہ بصری نے کہ بڑی زاہدہ اور صاحب تصرف تھین انتقال کیا۔

فصل دوسری

ابوالعباس کے بعد ابوجعفر منصور تخت نشین ہوئے یہ سفاح کے بھائی تھے کہ خلیفہ ہوئے۔ انکی مان سلامہ بربریہ تھی ۱۳۶ ہجری مین خلیفہ ہوئے ابو مسلم مروی خراسانی کو جس نے عباسیون کے لیے جنگ کی منصور نے قتل کیا۔ اس ابو مسلم کا حال اس کاتب کے والد حضرت مولوی محمد وزیر رحمۃ اللہ علیہ نے بطور داستان کے چار جلدون مین لکھا ہے۔ اس ابو مسلم کے ہاتھ سے چھ لاکھ آدمی قتل ہوئے منصور نے اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لیے ان کو قتل کیا ۱۳۸ ہجری مین عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام اندلس پہونچا اور جیسا ہم لکھ چکے ہین اسکو لے لیا۔ اسکی ماں بھی بربریہ تھی اسلامی دنیا کے مالک یہی دو آدمی تھے ایک منصور اور دوسرا عبدالرحمن منصور نے ۱۴۵ ہجری مین بغداد آباد کیا جسکو دارالخلافت بنایا ۱۴۱ھ مین فرقہ راوندیہ شہر انبار مین ظاہر ہوے جو تناسخ کے قائل تھے اور منصور کو خدا کہنے لگے منصور نے ان کو قتل کیا طبرستان کہ باغی ہوگیا تھا منصور نے اسکو فتح کرلیا ۱۴۳ھ مین علمائے اہل اسلام نے تدوین حدیث و تفسیر وغیرہ شروع کی ۱۴۵ھ مین محمد اور ابراہیم پسران حضرت عبداللہ بن حسن مثنی بن حسن علیہ السلام نے منصور پر خروج کیا اور منصور نے دونون کو قتل کیا اہل بیت رسول اللہ صلعم کی ایک جماعت کو فنا کردیا سب

پہلا فتنہ عباسیہ اور علویہ کے درمیان مین اسی منصور نے ڈالا ورنہ اُسکے پہلے دونوں ایک ہی تھے۔ ایک جماعت اہل علم کو کہ ان کے ساتھ نکلے تھے بہت ایذادی کسی کو مارا کسی کو قتل کیا منجملہ انکے حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ بھی تھے۔ یہ بسبب فتوی کے تھا کہ منصور کے خلاف مین دیا تھا ۱۴۶ھ مین قبرس پر لڑائی ہوئی ۱۴۷ھ مین سارا ملک منصور کے قبضہ مین آگیا۔ بڑی ہیبت اسکی دلون مین تھی فقط اندلس مملکت مین داخل نہ تھا جسکا مالک عبدالرحمن تھا لیکن اسنے بھی امیرالمومنین یا خلیفہ کا لقب ڈر سے نہ لیا فقط امیر کہلاتا تھا ۱۴۹ھ مین منصور بغداد کی بنا سے فارغ ہوا ۱۵۰ھ مین خراسانی لشکر باغی ہوگیا۔ بڑی لڑائی کے بعد منصور کو فتح ہوئی ستر ہزار آدمی مارے گئے۔ چودہ ہزار آدمیون کی گردن ماری گئی ۱۵۳ھ مین منصور نے حکم دیا کہ کل رعیت لمبی ٹوپی شاخ بیتون کی پہنے۔ کالی ٹوپی کا رواج ہوگیا ۱۵۸ھ مین سفیانؒ ثوری کو قید کیا۔ اسی سال اللہ کو گیا بیمار ہو کر مرگیا۔ یہ قید سے چھوٹ گئے سفیان ثوریؒ ایک بڑے عالم محدث اور درویش تھے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ کا انتقال اسی کے عہد مین ہوا۔ انکا حال نیچے کی فصل مین لکھا جاتا ہے۔

فصل تیسری

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی پیدائش مدینہ مین ۸۳ سنہ ہجری کے ربیع الاول مین ہوئی۔ ان کی مان فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق تھین آپ علم ظاہر اور باطن اور کشف اور کرامات مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے جناب امام ابو حنیفہؒ کوفی اور سلطان ابو یزیدؒ بسطامی اور امام مالکؒ آپ کے شاگرد تھے اور آپ کا قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے ابو جعفر منصور کی مجلس مین آپ پر جھوٹی گواہی دی وہ فوراً مرگیا۔

اسی سبب سے آپؑ کو لوگوں نے صادق کہا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ۔ ابوجعفر منصور سے لوگوں نے کہا کہ امام جعفر تم پر طعن کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ تم کو قتل کرا دیں۔ اسپر منصور نے آپ کو طلب کیا۔ اور جلاد سے کہا کہ جب آپ آویں اور ہم سر پر ہاتھ رکھیں تم انکو قتل کر ڈالنا۔ چنانچہ حضرت امام تشریف لائے اور دروازہ میں داخل ہوے کہ منصور اپنے تخت سے بے اختیار ننگے پاؤں دوڑ کر دروازے تک گیا اور آپکو بڑی تعظیم کے ساتھ لاکر اپنے تخت پر بٹھلایا اور کہا کہ آپ کو کیا چاہیے فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا چاہنا یہی ہے کہ مجھکو آپ پھر نہ بلایئے۔ جب میرا جی چاہے میں آؤں۔ اور جب آپ مکان کو تشریف لائے منصور نے کہا کہ جب حضرت امام آئے میں نے ایک اژدہا دیکھا کہ جسکا ایک ہونٹھ زمین پر تھا اور دوسرا کوٹھے کی چھت سے ملا تھا۔ اور اسنے زبان فصیح سے بیان کیا۔ کہ اگر تو نے حضرت امام کو ذرا بھی تکلیف پہونچائی میں تیرے تخت کو اور تجھکو نگل جاؤں گا۔ اس خوف سے میں نے انکی تعظیم کی اور کچھ نہ کہا۔ اس قسم کی آپ کی کرامتیں بہت ہیں آپ نے پینسٹھ برس کی عمر میں شوال کے مہینے ۱۴۸ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ اور جنت البقیع کے گورستان میں مدینہ میں دفن ہوے آپ کے سات بیٹے تھے۔ اسمٰعیل موسیٰ کاظم۔ اسحاق۔ محمد۔ عباس۔ علی۔ عبداللہ۔ اور تین لڑکیاں تھیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی۔ ان کی پیدائش ۸۰ھ میں تھی۔ آپ اس حیثیت سے تابعی کہلاتے ہیں کہ آپ نے حضرت انس بن مالک صحابہ اور جابر بن عبداللہ وغیرہ کی زیارت طفلی میں کئی مرتبہ تیرہ برس کی عمر میں کی ہے اور انسے کئی حدیثیں مثل العلم فریضۃ اور حب الشئ یعمی ویصم وغیرہ کے روایت کی ہے امام ابویوسف نے کہ انکے شاگرد تھے اپنی مسند میں انکو روایت کی ہے اور امام محمد بن حسن بھی انکے شاگرد تھے انکے موطا میں حضرت امام اعظم کی روایت سے حدیثیں درج ہیں امام ابوحنیفہ فقہ

حماد و حسان بن ثابت اور امام جعفرؓ کے شاگرد تھے اور انکے والد ثابت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد تھے۔ امام ابو حنیفہ کو فیض باطنی کا اکتساب حضرت امام جعفر صادقؓ سے تھا امام مالکؒ بھی حضرت امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے اور خواجہ محمد پارسا کہ عارف کامل اور خواجہ بہاء الدین نقشبند کے خلیفہ ہین۔ اپنی تصانیف مین لکھتے ہین کہ حضرت عیسیٰ بھی زمانہ آخر مین جب نزول کرینگے تو امام ابو حنیفہ کے مسائل کی پیروی کرینگے۔ اور تذکرۃ الاولیا مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنا لعاب دہن حضرت انسؓ بن مالکؒ کے منھ مین امانت رکھا کہ حضرت ابو حنیفہ کے منھ مین [illegible] نگے اور انس بن مالک نے حضرت ابو حنیفہ تک پہونچایا اور جب آپ مدینہ پہونچے۔ روضۂ پاک کے قریب فرمایا السلام علیک یا امام الانبیا۔ جواب آیا وعلیکم السلام یا امام المسلمین ان کی وفات ۱۵۰ھ مین ہوئی۔ اس کا سبب یون بیان کرتے ہین کہ یزید بن عمر و ہبیرہ نے کہ مروان حمار کی طرف سے عراق کا حاکم تھا۔ آپ کو قاضی مقرر کرنا چاہا۔ آپ نے انکار کیا۔ اسپر اسنے آپکو درے لگائے تب بھی آپ راضی نہوئے اسکو جب منصور نے سُنا اسنے بھی ایسا ہی کیا بلکہ آپ کو قید بھی کیا بعضوں کا بیان ہے کہ زہر دلوایا۔ اس گمان پر کہ سمجھا کہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن مثنی کے خروج مین آپ بھی شریک تھے۔

حضرت امام مالکؒ بن انس یہ بزرگ مدنی الاصل ہین ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے تمام علوم دینی ہین اصل فقہ اور حدیث اور قرآن کے امام دوم سمجھے جاتے ہین ان کی ولادت ۹۵ھ مین تھی۔ حدیث کی روایت کے وقت وضو کرتے اور پاکیزہ کپڑا پہنتے اور کرسی پر بیٹھتے۔ خوشبو لگاتے تب درس دیتے اور راہ مین کھڑے ہو کر درس نہ دیتے۔ اور مدینہ مین پیادہ پا چلتے۔ مدینہ مین حدیث کی تدوین اول حضرت امام مالکؒ نے کی ان کی کتاب مشہور ہے امام محمد بن حسن

شیبانی علم حدیث مین امام مالک کے بھی شاگرد ہین حضرت امام مالک کو شاگردی حضرت امام جعفر سے بھی تھی -

حضرت بایزید بسطامی مشائخ کبار سے ہین سہ بایزید اندر مریدش راہ دیدہ نام قطب العارفین از حق شنیدہ ؎ انکا نام طیفور ابن عیسی ابن آدم ابن سروشان تھا۔ ان کے دادا گبر تھے پھر مسلمان ہو گئے۔ انھون نے ایک سو تیرہ مشائخ سے صحبت پائی۔ لیکن سب سے زیادہ فیض یافتہ اور مرید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہین۔ انھین سے درویشون کا سلسلہ طیفوریہ ہے ان کی بہ نسبت حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ ہم لوگون مین بایزید کی مثال جبرئیل کی ہے فرشتون مین انکا مکان بسطام مین ہے کہ فارس مین ایک قریہ ہے ان کی عمر بہت ہوئی انکی وفات سنہ ۲۳۴ھ مین ہوئی- ان کی قبر سے حضرت ابوالحسن خرقانی کا تعلیم پانا مشہور ہے اس واقعہ کو حضرت مولوی روم نے اپنی مثنوی مین نظم کیا ہے بایزید کا قول ہے کہ دنیا کو ترک کرنا سنت ہے اور قرب مولا کی راہ مین چلنا فرض ہے اور صحبت نیکون کی نیکی کرنے سے بہتر ہے۔ اور بدون کی صحبت بدی کرنے سے بدتر ہے۔

حضرت سفیان ثوری کا انتقال سنہ ۱۶۱ ہجری مین تھا اور غسل کے وقت انکی پیشانی مین فسیکفیکہم اللہ لکھا دیکھا یہ حضرت امام اعظم کے شاگرد تھے اور بڑے محدث اور بڑے عارف تھے۔

فصل چوتھی

ابو جعفر منصور کے بعد مہدی بن منصور بغداد مین خلیفہ ہوئے سب سے پہلے اسی نے حکم دیا کہ علم جدل مین رد زنادقہ اور ملاحدہ کے لیے تصنیف کرین - طبرستان وغیرہ مین پہلے سے حاکم رہ چکا تھا سنہ ۱۵۸ھ مین باپ کی جگہ خلیفہ ہوا۔ سنہ ۱۵۹ھ مین موسی نے ہادی کے لیے بیعت ولیعہدی لوگون سے لی پھر ہارون رشید

کے بیٹے لی نے سنہ ۱۶۰ھ ہجری میں اربد کو فتح کیا علاقہ ہند کا تھا سنہ ۱۶۱ھ ہجری میں مکہ کی راہ میں سڑک حوض سرا وغیرہ بنوائی سنہ ۱۶۳ھ ہجری میں بہت سا ملک قیصر روم کا فتح کر لیا سنہ ۱۶۶ھ ہجری میں قصر السلام کی طرف نقل کیا سنہ ۱۶۹ھ ہجری میں صید کے صدمہ یا زہر سے مر گیا۔

ہادی بن مہدی اپنے باپ مہدی کے بعد بغداد کے خلیفہ ہوئے ان کی ماں اُم ولد۔ بربریہ تھی جسکا نام خیزران تھا سنہ ۱۷۰ھ میں **ہادی** مر گئے ایک برس کئی مہینے خلیفہ رہے۔ باپ کی وصیت کے موافق زنادقہ کو خوب قتل کیا۔ انکی اردلی میں لوگ ہتھیار بند چلتے تھے۔ اچھے گدھے پر سوار ہوتے شاہانہ لباس کے پابند نہ تھے۔ مگر ہیبت اور سطوت بہت تھی۔ شاعر۔ ادیب۔ اور فصیح تھے۔

فصل پانچویں

ہارون الرشید بن مہدی سنہ ۱۷۰ھ میں مطابق سنہ ۷۸۶ء کے بغداد کے خلیفہ ہوئے بعد اپنے بھائی کے مرتے دم تک سو رکعت نماز روزانہ پڑھتے رہے یہ نہایت جمیل عالم اور ادیب تھے۔ خاندان عباسیہ میں جتنے خلفا گذرے ان میں یہ سب سے ممتاز ہیں امام ابو یوسف کو انھوں نے قاضی القضات بنایا اسکے پہلے یہ عہدہ نہ تھا **زبیدہ** ان کی بی بی جس نے نہر زبیدہ مکہ میں بنائی۔ جمع خرچ اس کا نہ سمجھا بلکہ یہ کہا کہ ترکنا الحساب لیوم الحساب دفتر حساب نہر کو **دجلہ** میں ڈبو دیا سنہ ۱۷۶ھ شہر دلیسہ فتح ہوا سنہ ۱۸۰ھ ہجری میں زلزلہ آیا جس سے کسی قدر اسکندریہ کا منارہ گر پڑا سنہ ۱۸۱ھ میں قلعہ صفصاف فتح ہوا سنہ ۱۸۳ھ ہجری میں۔ خزرج نے ارمینیہ پر خروج کیا۔ لاکھ مسلمانوں سے زیادہ مارے اور قید کیے گئے ایسا حادثہ اسلام پر پہلے کبھی نہیں ہوا سنہ ۱۸۷ھ میں نقفور قیصر روم نے **ہارون** کو خط لکھا اس میں انکو دھمکایا۔ اور لکھا کہ مجھ سے پہلے قیصر نے جو مال و اسباب تم کو دیا ہے وہ پھیر دو

ورنہ تلوار چلے گی ہارون نے جواب دیا۔ اسے کتے روم کے مین نے تیرا خط پڑھا۔ اور جواب اسکا یہ ہے کہ تو وہ دیکھیگا جو نہین سُنا ہے۔ اور اُسی دن روم پر حملہ آوری کے لیئے کوچ کیا۔ وہان پہونچکر خوب ہی جنگ کی آخر کو اس نے خراج دینا ہر سال کا قبول کیا۔ پھر جب ہارون واپس گئے تو عہد توڑ ڈالا۔ پھر دوبارہ جاکر اس ملک کو تباہ کیا سنہ ۱۸۱ھ مین فدیہ دے کر ہر مسلمان کو روم کے ہاتھ سے چھوڑایا سنہ ۱۹۰ ہجری مین قلعہ ہرقلہ کو فتح کرکے اپنا لشکر مملکت روم مین جابجا پھیلا دیا۔ قلعۂ صقالیہ فلقونیہ اور قبرس کو فتح کر لیا سولہ ہزار آدمی قید مین آئے سنہ ۱۹۲ھ مین خراسان کی طرف توجہ کی سنہ ۱۹۳ھ مین طوس مین آکر بیمار ہوکر مر گئے۔ ہارون کے وزیر فضل بن یحییٰ اور جعفر بن یحییٰ برمکی تھے ان کا کمال عروج اور نزول۔ ہارون کے زمانہ مین جو ہوا مشہور ہے۔ یہ لوگ اپنی بخشش بے انتہا کے واسطے مشہور مین قطعہ اے طفل دہر گر تو زپستان حرص و آز ٭ روزے دو شیر دولت و اقبال برمکی ٭ در عہد عمر عزہ مشو از کمال خویش ٭ یاد آور از زمان بزرگان برمکی ٭ سنہ ۱۷۶ھ مین یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن مجتبیٰ بن حسن نے دیالمہ مین خروج کیا۔ ہارون رشید نے یہ خبر سُنکر فضل بن یحییٰ کو فوج کثیر کے ساتھ اس فتنہ کے دفع کرنے کے لیے بھیجا فضل نے خراسان مین تدبیر عاقلانہ صلح کی کی۔ اور یحییٰ راضی ہو گئے اس شرط پر کہ ہارون امان نامہ لکھدے چنانچہ ایسا کیا گیا اور یحییٰ ہارون کے پاس آئے اور انعامات بے پایان سے منتفع ہوے اور فضل کی ان خدمات سے ہارون نہایت راضی ہوا سنہ ۱۸۶ھ مین ہارون نے حج کے ارادے سے سفر کیا اور اپنے دونون بیٹون امین اور مامون کو ساتھ لیا اور حرمین شریفین مین اپنے انعامات سے لوگون کو بہت خوش کیا اس سفر کے مصارف مین دس لاکھ درہم اور پچاس ہزار دینار صرف ہوے اور مکہ معظمہ مین پہونچکے

سارے ممالک مقبوضہ کے دو حصہ کیئے بغداد - اور واسط اور بصرہ - کوفہ
شامات - سواد عراق - موصل - جزیرہ - حجاز مصر - تا اقصائے
مغرب امین کو سپرد کیا - انکا دار الخلافت بغداد ٹھہرا - اور کرمانشاہ - نہاوند
اور قم - کاشان - اصفہان - فارس - کرمان - رے - قومس طبرستان
خراسان - زابل - کابل - اور ہند - ماوراء النہر اور ترکستان
مامون الرشید کو سپرد کیا اور ان کا تختگاہ مرو ٹھہرایا اور یہ حکم کیا کہ جو دونون
مین پہلے وفات کرے اس کے ممالک دوسرے کے تصرف مین آوین اور
باہمی موافقت اور محبت کی بڑی تاکید کی - انکے علاوہ ایک اور بیٹے ہارون رشید
کے تھے جن کا نام قاسم تھا ان کے استاد عبد الملک بن صالح ہاشمی تھے
انھون نے ہارون رشید کو لکھا کہ کیا قاسم تمھارا بیٹا نہین ہے جو اسکے لیے حصہ نہین
نکالا تب ہارون نے اسکو جزائر کا علاقہ سپرد کیا -

اس مین شک نہین کہ ہارون رشید کے اچھے اوصاف مین یہ بھی تھے کہ ان کو
علما اور فقہا اور اہل کمال کی مصاحبت کی رغبت تھی اور سلوک اور مدارات انکے
ساتھ کرتے رہے اور لوگون کے وعظ اور نصائح سے بہت روتے انکی ایک نقل
مشہور ہے کہ وہ ایک روز شہر رقہ کے اطراف مین شکار کے واسطے گئے تھے - بعد
شکار کے اپنے ساتھیون سے کہا کہ کسی عالم کی ملاقات کو لے چلو کسی نے کہا کہ فضیل رح
بن عیاض یہان سے قریب ہین فرمایا وہان چلو جب انکے دروازے پر پہونچے - آواز
معلوم ہوئی کہ نماز مین کھڑے ہین ایک ہی آیت کی تکرار کر رہے تھے - راوی کہتا ہے
کہ ہمنے دروازہ کھٹکھٹایا - وہان سے آواز آئی کون ہے - ہمنے کہا امیر المومنین تشریف
لائے ہین وہانسے آواز آئی - ہمکو امیر المومنین سے کیا کام - راوی نے کہا سبحان اللہ تمھارے
اوپر انکی اطاعت فرض ہے - تب وہ اترے اور دروازہ کھولکر بھاگے اور پھر اپنے کوٹھے پر چڑھ گئے

اور چراغ گل کر کے ایک کونے میں جا بیٹھے ہم اور ہارون رشید بھی اوپر چڑھ گئے اور ہاتھوں سے ٹٹولنے لگے کہ وہ کہاں ہیں امیر المومنین کا ہاتھ ان کے بدن پر پڑا وہ بولے اف یہ کیسا نرم ہاتھ ہے۔ اگر کل خدا کے عذاب سے بچا۔ پھر امیر المومنین سے فرمایا کہ سنیئے جس واسطے ہم آئے ہیں فضیل عیاض نے سنکر کہا جب عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے تب انھوں نے سالم بن عبد اللہ اور محمد بن کعب قرظی اور رجا بن حیات کو بلایا اور ان سے کہا میں اس بلائے عظیم میں مبتلا ہوا ہوں مجھے مشورہ دو میں کیا کروں۔ انھوں نے خلافت کو بلا شمار کیا اور آپ اور آپ کے رفقا اسکو نعمت عظیم جانتے ہیں۔ تب سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی نے کہ حضرت عمر رضی فاروق کے پوتے تھے اور بڑے عالم اور فقیہ محدث اور عارف اور تابعی سے تھے کہا اگر خدا کے عذاب سے نجات پانے کا قصد ہے تو مسلمانوں میں جو تم سے بڑا ہو اسکو باپ سمجھو اور برابر کو بھائی جانو اور چھوٹے کو بیٹا خیال کرو۔ تو باپ کی توقیر کرو۔ اور بھائی پر بخشش اور اکرام اور بیٹوں پر رحم اور رجا بن حیات نے کہا کہ اگر خدا کے عذاب سے نجات ملنے کی آرزو ہے تو مسلمانوں کیواسطے وہ بہتر جانو جو اپنے واسطے بہتر جانتے ہو اور انکے واسطے بد جانو جو اپنے واسطے بد جانتے ہو۔ پھر جاہو تو مر جاؤ سوائے ہارون رشید میں تم سے کہتا ہوں کہ مجھے تمھارے اوپر رحم آتا ہے اسلیئے کہ مجکو خوف ہے تمھارے اوپر اس دن کا جس دن کسی کے پاؤں زمین میں نہ ڈگمیں گے۔ سو میں تم سے پوچھتا ہوں خدا تم پر رحم کرے کوئی تمھارا مشیر ایسا بھی ہے جو میری سی نصیحت کرے۔ تب ہارون رشید نے رونا شروع کیا یہاں تک روئے کہ غش کھا کر گر پڑے فضیل رضی بن ربیع کہتے ہیں تب میں نے کہا امیر المومنین کے ساتھ نرمی سے بات کیجیئے۔ دیکھئے ان کی حالت کیسی متغیر ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ تم اور تمھارے یار لوگ امیر المومنین کے قتل کرنے کی فکر میں ہیں ان سے کہتے ہو کہ نرمی کرو۔

جب امیرالمومنین کو ہوش آیا۔ اُنھون نے کہا اور کچھ فرمایئے۔ خدا آپ پر رحمت کرے
فضیل بن عیاض نے کہا مین نے سُنا ہے کہ۔ عمر بن عبدالعزیز نے کسی شخص کو
کہین کی حکومت دی تھی اسنے کسی امر کی شکایت کی اسکے جواب مین۔ عمر بن عبدالعزیز
نے لکھا بھائی مین تم کو یاد دلاتا ہون بدخوابی دوزخ کی۔ لوگون کے ساتھ دوام قیام کی اس
مین ایسا نہو کہ اللہ تعالےٰ کی نظر تمھاری طرف سے پھر جائے اور اپنے آخر وقت مین
تم نااُمید اسکی رحمت سے ہوجاؤ۔ اس تحریر کے پہونچنے سے وہ حاکم وہان سے اُٹھ کھڑا
ہوا اور دارالخلافت مین چلا آیا عمر بن عبدالعزیز نے ان سے پوچھا تم بیوقت اور بے طلب
کیون اپنی دارالحکومت سے چلے آئے کہا آپکی تحریر سے گویا مین سوتا تھا جاگ پڑا اور میرا
دل بدل گیا۔ اب مین کہین کی حکومت اپنے ذمہ نہین لونگا۔ اب مجھ کھل گیا کہ دُنیا
کے کامون کا انجام دینا اپنا دین بچا کے آدمی کے اختیار مین نہین ہے ہارون رشید
پھر شدت سے روئے جب افاقہ ہوا تب ہارون نے ایک تھیلی ہزار دینار کی انکے
سامنے کی اور کہا اسے اپنا نفقہ فرمایئے فضیل بن عیاض نے کہا سبحان اللہ
مین تو آپ کو طریقہ نجات کا بتلاؤن اسکا مکافات آپ میرے ساتھ یہ کرتے ہین کہ
مجھے عذاب مین مبتلا کرتے ہین۔ یہ کہکر انھون نے سکوت فرمایا۔

ن ع یہ حضرت فضیل بن عیاض عبدالواحد بن زید کے مرید ہین اور امام اعظم صاحب
کے شاگرد تھے اور ابراہیم ادہم بشر حافی سفیان ثوری اور داؤد طائی
کے ہمعصر تھے انکی پیدائش سمرقند مین تھی وفات ان کی ماہ محرم ۱۸۷ھ ہجری مین
اور قبر ان کی مکہ معظمہ مین ہے۔ پہلے راہزن تھے پھر تائب ہوکے کاملین ہوئے
صاحب کشف و کرامات تھے۔

ہارون رشید اور امام ابو یوسف کا واقعہ اسی قسم کا جیسا فضیل عیاض کے
ساتھ پیش آیا حضرت داؤد طائی کا بھی واقعہ مشہور ہے یہ بھی حضرت امام اعظم کے شاگرد تھے

اور حبیب راعیؒ کے مرید تھے اور علم ظاہر اور باطن میں انکو کمال تھا ان کی وفات
سنہ ۱۶۵ھ میں تھی اور انکی قبر بغداد میں ہے اور حبیب راعی حضرت سلمان فارسیؓ کے
مرید تھے۔ شیر مثل بکری اور کتون کے ان سے ملتے اس لیئے راعی کہتے تھے لیکن
ہارون رشید کا برتاؤ ائمہ اہل بیت کے ساتھ مناسب نہ ہوا حضرت امام موسیٰ کاظم بن
حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام کو بغداد میں نظر بند رکھا آپ کی ولادت ابوا
مین کہ درمیان مکہ اور مدینہ کے ہے ہوئی یکشنبہ کے روز ساتوین صفر سنہ ۱۲۸ہجری میں اور
مان آپ کی ام ولد تھین حمیدہ بربریہ نام کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے
خرید کر حضرت امام جعفر صادق کو دیا تھا۔ آپ بڑے مترحم غمخوار۔ ظاہر و باطن کے
کامل تھے۔ اگر کوئی آپ کو گالی دیتا۔ تو آپ اسکو انعام دیتے آپ کی عمر شریف
پچپن ۵۵ برس کی تھی۔ اور آپکی وفات جمعہ کے روز چھٹوین رجب سنہ ۱۸۳ہجری میں ہوئی
اور قبر آپ کی بغداد میں مقبرہ قریش میں ہے جسکو کاظمین کہتے ہین۔
اسی عہد مین حضرت امام ابو یوسف تھے کہ شاگرد اعظم حضرت امام ابو حنیفہ کوفی کے
تھے۔ حضرت امام ان کی تعریف فرماتے تھے انکا نام یعقوب بن ابراہیم تھا انکی
اصل کوفہ کی ہے پہلے قاضی القضاۃ یہی ہوئے۔ اس سے پہلے کوئی اس عہدہ پر
معمور نہ تھا۔ باوجود اسکے کہ قضا کے کامون کو انجام دیتے تھے دو سو رکعت نفل روزانہ
ادا کرتے تھے۔ انتقال کے وقت فرماتے تھے کہ جو کچھ ہمنے فتوی دیا اس سے
انکار کرتے ہین سوائے ان احکام کے کہ قرآن اور حدیث کے موافق ہون۔
وفات آپ کی ستائیسوین رجب سنہ ۱۸۲ہجری مین ہوئی۔ اور عمر آپ کی
ستر برس کی تھی۔ قبر شریف آپ کی بغداد مین ہے عتبہ صحابی کی اولاد
سے تھے۔
اسی عہد مین حضرت امام شیبانیؒ تھے ان کے والد کا نام حسن ہے۔ امام محمدؒ کی

پیدائش واسط مین ہوئی- اور آپ کی تعلیم کوفہ مین ہوئی اور شاگرد رشید حضرت امام
اعظم رضی اللہ عنہ کے ہین- اور تمام عالم مین حضرت امام اعظمؒ کے علوم کو انھون نے
شائع کیا- ان کو اور امام ابو یوسف کو صاحبین کہتے ہین- آپ صاحب تصانیف معتبرہ
تھے ۹۹۹ کتابین تھین موطا محمد اور کتاب الآثار- انھین سے ہین- یہ
دونون کتابین علم حدیث مین ہین امام شافعی رحمہ اللہ حضرت امام محمد کے شاگرد تھے
آپ کی ہمرکابی مین جاتے اور کہتے تھے کہ اگر کہون مین کہ قرآن مجید محمد بن حسن کی
لغت مین نازل ہوا ہو تو درست ہو- آپ کی وفات چودھوین تاریخ جمادی الثانی
سنہ ۱۸۹ ہجری تھی اور ان کی قبر شریف رے مین ہے آپ بھی قاضی القضاۃ ہوگئے
تھے-

شاہ شارلمان یعنے چارلس اعظم (کاربوس اعظم) شہنشاہ-
فرانس و جرمن جس کے دادا کاربوس یعنی چارلس نے عبدالرحمن
سپہ سالار ہشام کو شکست دی تھی- اس وقت بڑے عروج پر تھا- یعنے
تمامی ممالک فرنگ مثل فرانس و جرمن و اسٹریا و اطالیہ کے اس کے
تصرف مین تھے اور اسکو اطالیہ کے پوپ نے مغربی رومیہ کے قیصر کا خطاب
دیا- اور اس وقت کی سلطنتین یورپ کے سوائے روسیہ کے اسی کی شاخ
ہین اور اسی خاندان سے ہین یہ چارلس اعظم ہارون رشید- کا بڑا دوست
بن گیا اور اسنے اپنے متواتر ایلچی بھیجے اور ہارون رشید نے بھی اسکے پاس تحفے
بھیجے- یہ موافقت بسبب مخالفت قیصر روم کے تھی جو قسطنطنیہ کا حاکم تھا اور
اطالیہ کے گرجے کے خلاف تھا جو شارلمان کے موافق تھا یعنی عیسائیون مین
دو فرقے ہوگئے تھے ایک رومن کیتھلک گرجا اطالیہ کا اور دوسرا یونانی-
گرجا قسطنطنیہ کا-

فصل چھٹوین

امین بن ہارون رشید ۱۹۳ھ ہجری مین اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوے ان کی
ماں زبیدہ تھین جنھون نے نہر زبیدہ مکہ مین بنائی۔ یہ مسرف بدتدبیر ضعیف عقل کم شعور
تھے۔ خلیفہ ہوتے ہی ایک انوکھا گھر بنایا چڑیا خانہ تیار کیا۔ شیر و گرگ وغیرہ پالے
بہت سے گھر لہو ولعب کے لیئے بنائے۔ سارا خزانہ ایسے ہی کامون مین اُڑا دیا یہان
تک کہ ۱۹۸ھ ہجری مین مارا گیا۔

طاہر بن حسین کہ مامون کا سپہ سالار تھا متواتر لڑائیون مین امین پر غالب آیا۔

فصل ساتوین

ساتوین خلیفہ عباسیون سے مامون رشید تھے کہ بموجب وصیت باپ کے
بعد محمد امین کے چاہتا تھا کہ خلیفہ ہون لیکن چونکہ محمد امین نے باپ کی وصیت کو توڑ ڈالا
اس واسطے بھائیون مین جنگ وجدل ہوئی جس مین محمد امین مارے گئے اور
مامون رشید نے انکی حیات مین خراسان مین خلافت کا دعوے کیا اور
محمد امین کے بعد علی العموم سارے ملک مین ان کی بیعت ہوئی ان کی مان کا
نام مراجل ام ولد تھا۔ ربیع الاول کی پندرھوین شب جمعہ کو پیدا ہوے اور انکی
مان ایام نفاس مین قضا کر گئی۔ اور اسی شب ان کے چچا ہادی نے بھی قضا کی
۱۹۹ھ مین حسن برادر فضل ابن سہل کو عراق فارس اور حجاز کی امارت دیکر
فرمایا کہ طاہر بن حسین رقہ مین جاکر ضبط ولایت شام اور جزائر اور مغرب کی
کرے اور نصر خارجی کی مدافعت بھی کرے لیکن بسبب مداخلت فضل کے ہرطرف
بغاوت ظاہر ہوئی اور محمد بن ابراہیم علوی نے کہ طباطبا بھی کہتے تھے خروج
کیا۔ ان کے مقابلہ کو ہرثمہ بھیجے گئے جنھون نے ان کو گرفتار کیا مامون رشید
اچھا آدمی تھا۔ اس نے ۲۰۱ھ ہجری مین مؤتمن اپنے بھائی کی ولیعہدی

موقوف کر کے حضرت امام علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق علیہم السلام کو
ولیعہد کرنا چاہا اسلیئے کہ متشیع تھا بلکہ یہ چاہا کر خود معزول ہو کر ان کو تخت پر بٹھادے
انکے نام کا سکہ جاری کر دیا۔ اپنی بیٹی انکے نکاح مین دیدی یہ بات عباسیون کو بری
معلوم ہوئی انھون نے خروج کر کے ابراہیم بن مہدی سے بیعت کی۔
مامون نے چڑھائی کی اتفاقاً ۲۰۳ہجری مین حضرت علی رضا نے انتقال کیا
بغاوت گئی حضرت علی رضا کے مناقب بہت ہین آپ کی پیدائش ۱۴۸ہجری مین
مدینہ مین ہوئی۔ آپکی مان کا نام نجمہ تھا۔ لونڈی تھین حضرت موسیٰ کاظم کی مان نے
حضرت صلعم کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین کہ نجمہ کو موسیٰ کاظم کی زوجیت مین دے
کہ اس سے بہترین خلائق پیدا ہونگے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور حضرت علی رضا
پیدا ہوے اور نجمہ نقل کرتی ہین کہ زمانہ حمل مین کسی قسم کا بار نہ معلوم ہوتا تھا اور
نیند مین آواز تہلیل اور تسبیح کی پیٹ سے نکلتی تھی اور جب پیدا ہوے تو سر
آسمان کی طرف اٹھا کر ہونٹھ ہلایا جیسے بات کرتے ہون اور آپ کے فضائل
بہت ہین چنانچہ احمد کوفی نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ کوفہ سے خراسان مین چلا۔
میری لڑکی نے ایک حلہ مجھکو دیا کہ اسکو بیچکر ایک فیروزہ میرے لیئے لیتے آنا چنانچہ
جب مین مرو پہونچا اسی رات حضرت علی رضا کا لوکر گیا تھا آپ نے اسکے کفن کے
لیے حلہ خریدنا چاہا اور آپ کا ایک آدمی میرے پاس آیا کہ تمھارے پاس جو حلہ ہے
اسکو بیچو۔ مین نے کہا کہ میرے پاس کوئی حلہ نہین ہے اس آدمی نے پھر کر
حضرت علی رضا سے جواب کہا آپ نے فرمایا کہ پھر جا اور کہہ کہ فلان صندوق مین
تمھارے پاس تمھاری لڑکی کا دیا ہوا ہے تب مجھکو یاد آیا اور اسکو مین نے بیچا اور مین نے
کہا حضرت علی رضا کی ولایت کا جب قائل ہونگا کہ چند مسائل کا جنکو مین کاغذ پر لکھکر لیجاتا
بدون جواب دین۔ اور انکو لکھ کر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ ہنوز دروازے پر تھا

History of Khalifa Islam lahe

کر خادم نے ایک کاغذ لا کر دیا کہ تمھارے مسائل کا جواب اسپر لکھا ہے اور حضرت امام نے دیا ہے مین نے اپنے کاغذ سے ملایا تو جواب ٹھیک انھین سوال کا تھا تب مین سمجھا کہ بیشک آپ امام وقت ہین ایک شخص نے آپ سے کہا کہ آپ امام ہین آپ نے فرمایا ہان اسنے کہا اگلا سن ۔ سقدر ہوا اور آپ کا کوئی لڑکا نہین امام لاولد نہین ہوتا ہے آپ نے سر نیچے کیا اور تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھکو اس سال ایک لڑکا ہوگا چنانچہ حضرت محمد تقی اسی سال پیدا ہوے۔

مامون کے وزیر فضل نے آپ کو زہر دلوایا۔ اور آپ کی قبر شریف مشہد مین ہے اور وہ مقام شیعون کا زیارتگاہ ہے اور ہارون رشید کا مزار بھی اسی قبہ مین ہے ۲۱۲ھ مین مامون نے خلق قرآن کا مسئلہ نکالا جب لوگون نے نہ مانا تو ۲۱۸ھ ہجری تک خاموش رہا ۲۱۵ھ مین روم پر چڑھائی کی قلعہ قرشاد سے لیا حصن ماجد۔ چھین لیا چودہ قلعہ رومیون کے فتح کئے اسی عہد مین افریقہ کے مجاہدین نے جزیرہ صقالیہ کو (سسلی) فتح کر کے اسلام پھیلایا بلکہ شہر روم پر کہ اکا جو ملک اطالیہ کا دارالسلطنت تھا محاصرہ کر لیا اور عیسائی دیارات پطرس اور پال کو تاراج کیا لیکن مستقل قبضہ کا شاید ارادہ نہ تھا کیونکہ شہر کو چھوڑ کر چلے آئے الغرض۔ مامون اطراف روم سے دمشق گیا پھر مصر آیا پھر روم کو واپس گیا ۲۱۸ھ ہجری مین پھر مسئلہ خلق قرآن کا تازہ کیا بغداد مین علما پر آفت آئی کوئی مارا گیا کوئی قید ہوا کسی کو کوڑے لگے یہانتک کہ اسی سال مین خود بھی مرگیا روم سے اسکی لاش طرطوس مین لا کر دفن کی اسکو لوگ معتزلی کہتے تھے اسی کے عہد مین حضرت امام شافعیؒ اور حضرت معروف کرخیؒ نے انتقال کیا۔

حضرت امام شافعیؒ کا نام محمد بن ادریس ہے اور قبیلہ قریش سے ہین اور انکا نسب مطلب بن عبد مناف سے ملتا ہے۔ کہ حضرت صلعم کے جد امجد تھے

ودان کی ماں کا نام ام الحسن تھا اور وہ بنت حمزہ بن قاسم بن یزید بن حسن بن علی ابن
ابی طالب تھیں اور وہ ائمہ مجتہدین میں سے تیسرے امام ہیں اور حضرت امام مالک
رحمہ اللہ سے کسب علم کیا بعد اس کے عراق میں آئے اور امام محمد بن حسن شیبانی
کی صحبت میں کہ شاگرد حضرت امام ابو حنیفہ کے تھے حاضر رہے ان کی پیدائش
۱۵۰ھ ہجری میں ہوئی اور وفات ۲۰۴ھ میں ان کی قبر قرافہ میں مصر میں ہے
کہتے ہیں کہ نہایت ذہین اور فہیم تھے سات برس کی عمر میں قرآن کے حافظ تھے۔
حضرت **معروف کرخی** حضرت امام علی رضا کے خادم تھے ان کے باپ کا
نام فیروزان تھا۔ اصل میں گبر تھے۔ حضرت امام کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور مذہب
حضرت امام **ابو حنیفہ** کا رکھتے تھے اور حضرت امام کی عنایت ان پر بہت تھی اور
حضرت **داؤد** کی بھی صحبت میں رہے ہیں اسکا سبب یہ لکھا ہے کہ حضرت
معروف کرخی کے باپ فیروزان حضرت داؤد طائی کے پاس کفر کی حالت میں گئے
اور وہ روٹی کھا رہے تھے۔ اسی روٹی میں سے فیروزان کو دیا اور اسی روز حضرت
معروف کرخی اپنی ماں کی حمل میں رہے۔ جب پیدا ہوئے اور ہوش آیا طلب حق پیدا ہوئی
اور قصہ اپنے باپ کا سنکر داؤد طائی کی خدمت میں گئے اور مستفید ہوئے معروف
کرخی کا انتقال ۲۰۰ھ میں ہوا اور کرخ میں دفن ہیں آپ کی قبر کے بارے میں
حضرت **سعدی** فرماتے ہیں۔ نہ بینی کہ در کرخ تربت بسی ست ؎ بجز گور معروف
معروف نیست۔ حضرت واقدی اسی عہد میں تھے۔

فصل آٹھویں

آٹھویں خلیفہ عباسیوں کے معتصم بن ہارون رشید ہیں ان کی ماں کا نام
ماردہ ہے ام ولد تھی اہل کرخ سے یہ سب خلفا میں زیادہ ہیبت دار تھا اس نے بھی

خلق قرآن کے مسئلہ کے بارے مین علما کو بہت تنگ کیا اکثرون کو سنہ ۲۲۰ھ مین اسی لیے قتل کیا حضرت امام احمد حنبلؒ کو مارا بغداد کو چھوڑکر سرمن رائے آباد کیا۔ اسکے عہد مین آٹھ فتوح ہوے سیہ عجمیون کی چال پر تھا سولہ ہزار سے زیادہ اسکے غلام تھے سنہ ۲۲۳ھ مین روم پر چڑھائی کی خوب سی خبر لی ہزارون گھر ویران کر دیے عموریہ کو تلوار کے زور سے چھین لیا تین ہزار آدمی قتل کیے۔ اسی قدر قید مین آئے۔ اتنے بادشاہ کسی کے دروازے پر جمع نہ ہوے۔ جتنے اسکے دروازے پر جمع ہوے نہ کسی کی ایسی فتوح ہوئی جیسی اس کی ہوئی۔ آذربیجان۔ طبرستان۔ استیسان۔ اشیاصح۔ فرغانہ۔ طخارستان صفہ اور کابل کے ملوک کو قید کر لیا ایک ہزار دینار روزانہ کا خرچ باورچیخانہ کا تھا سنہ ۲۲۷ھ مین مرگیا اس کی عمر اڑتالیس برس کی ہوئی اسی کے عہد مین حضرت امام محمد تقی بن امام علی رضا نے سنہ ۲۲۰ھ مین اور حضرت بشر حافیؒ نے سنہ ۲۲۵ ہجری مین انتقال فرمایا۔

حضرت امام محمد تقیؑ بن امام علی موسی رضا علیہما السلام مدینہ مین ۱۸ رمضان سنہ ۱۹۵ھ مین پیدا ہوے اور آپ کی مان کا نام خیزران تھا۔ اور آپ علم و ادب مین یکتائے زمانہ تھے۔ ایک شخص نقل کرتا ہے کہ مین ایک رات دمشق کی مسجد مین عبادت مین مصروف تھا۔ حضرت امام میرے سامنے ظاہر ہوے اور کہا کہ اٹھ چل میرے ساتھ مین چلا تھوڑی راہ طے کی اور اپنے کو کوفہ کی مسجد مین پایا حضرت امام نے نماز پڑھی اور مین نے بھی ان کی اقتدا کی نماز سے فارغ ہوکر باہر چلے مین نے بھی انکا ساتھ دیا۔ تھوڑی راہ طے کرنے کے بعد اپنے کو مسجد نبوی مین پایا اور حضرت امام روضۂ مبارک پر سلام پڑھکر نماز مین مشغول ہوے مین نے بھی نماز مین اقتدا کی پھر بعد فراغت نماز کے حضرت امام مدینہ سے باہر ہوے مین ساتھ ہوا تھوڑی راہ طے کرنے کے بعد اپنے کو مکہ مین پایا۔ اور ہم دونون آدمی طواف سے

فارغ ہو کر مکہ سے باہر ہوئے - اور حضرت امام غائب ہو گئے اور ہمین نے اپنے کو دمشق کی مسجد مین پایا - اور ہم سخت متعجب ہوئے کہ ایک رات مین اس قدر راہ طے کی اور واپس آئے مامون خلیفہ بغداد نے اپنی بیٹی ام الفضل کو آپ کے نکاح مین دیا اسنے شکایت کی - مامون نے اس شکایت کے بہ نسبت سخت تنبیہ کی آپ نے ترتیس برس کی عمر مین - آخر ذیقعدہ ۲۲۵ھ ہجری مین وفات فرمائی - اور بغداد مین اپنے جد امام موسیٰ کاظم کے روضہ مین دفن ہوئے - آپ کا لقب تقی اور جواد ہے اور آپ کے دو بیٹے تھے علیؑ اور موسیٰؑ -

حضرت بشر حافی مشائخ کبار سے ہین اور صاحب مقامات بلند اور کرامات ہین - آپ کے باپ کا نام حارث بن عبد الرحمن بن عطا اور راوتاد عراق سے ہین - مرید اپنے خال علی خیرم کے ہین اور صحبت حضرت امام احمد حنبل اور فضیل عیاض کی پائی ہے کہتے ہین کہ جبتک یہ زندہ رہے کسی چارپائے نے بغداد کی راہ مین لید نہ کی - کیونکہ وہ ننگے پاؤن راہ چلتے تھے ایک شخص کے پاؤن مین راہ مین لید لگی اسنے شور کیا کہ شاید بشر حافیؒ نے انتقال کیا جب تحقیقات کی تو ایسا ہی پایا انکا انتقال ۲۲۷ھ مین ہوا مقبرہ آپ کی بغداد مین ہے - پیدائش انکی ۱۵۰ھ مین تھی

فصل نوین سو واثق باللہ بن معتصم

بعد اپنے باپ کے واثق خلیفہ ہوا ۲۲۷ھ مین احمد بن نصر خزاعی سے نے خروج کرنا چاہا تھا اسلیئے انکو قتل کیا وہ بڑے محدث تھے - یہ بہت سخی تھا - اور علما کی صحبت کو بہت پسند کرتا تھا - اور سخن شنو بھی تھا ابن ابی داؤد نے کہا سونے چاندی کے برتن مین کھانا پینا حرام ہے اسلیئے انکو توڑ ڈالا - اور نقد کر کے بیت المال مین داخل کیا ۲۳۲ھ مین اسنے انتقال کیا - پانچ برس سلطنت کی -

فصل دسوین متوکل علی اللہ

بعد واثق کے اسکا بھائی متوکل علی اللہ خلیفہ ہوا۔ اس کی مان ام ولد تھی۔ شجاع نام۔ اسکو سنت نبوی کی طرف بہت توجہ تھی سنہ ۲۳۲ ہجری مین محدثین کو شام سے بلا کر نہایت اکرام کیا حکم دیا کہ احادیث صفات و رویت کی روایت صاف علانیہ کرین ابوبکر بن ابی شیبہ محدث جامع رصافہ مین بیٹھے تیس ہزار آدمی سماعت حدیث کے لیئے جمع ہو گئے۔ انکے بھائی عثمان جامع منصور مین بیٹھے وہان بھی اسی قدر لوگ جمع ہوے۔ ساری خلق متوکل کے لیئے دعا کرتی تھی۔ اس نے تجہم کو خوب مٹایا۔ حدیث کو خوب پھیلایا۔ سال مذکور مین ایسی سخت لو چلی کہ ساری زراعت کوفہ بصرہ اور بغداد کی جل گئی مسافر مر گئے۔ پچاس دن تک یہ ہوا چلی ہمدان تک پہونچی۔ مویشی جل بھن گئے بازار بند ہو گئے۔ رستے مسدود ہو گئے اس سے پہلے ایک زلزلہ دمشق مین آیا تھا جسکا اثر انطاکیہ تک پہونچا۔ ہزارون گھر گر پڑے جزیرہ جل گیا موصل مین پچاس ہزار آدمی اسکے صدمے سے مر گئے سنہ ۲۳۵ھ مین متوکل نے حکم دیا کہ نصارا طوق پہنا کرین سنہ ۲۳۶ھ مین حکم دیا کہ قبر کو امام حسین علیہ السلام کے مع حوالی کے قبرون کے ڈھا کر کھیت کر دین کوئی زیارت کو نہ آوے چنانچہ کربلا ویران اور جنگل ہو گئی اس لیئے لوگ اسکو ناصبی کہتے تھے بغداد کی دیوارون پر شہر کی مسجدون پر اسکو گالیان لکھین شاعرون نے ہجو کی سنہ ۲۳۷ ہجری مین قاضی القضاۃ مصر ابی بکر بن ابی اللیث کی ڈاڑھی منڈوا کر گدھے پر سوار کر کے پھرایا اسی سال عسقلان مین ایک آگ نکلی جسنے گھر بار جلا دیے۔ تین رات تک رہی پھر بجھ گئی سنہ ۲۳۸ھ مین روم نے دمیاط لے لیا۔ شہر لوٹا۔ جلا دیا پھر مسعود تون کو قید کر لیا سنہ ۲۴۲ھ مین خلاط والون نے ایک آواز عظیم آسمان کی طرف سے سنی جس سے ایک خلق مر گئی۔ عراق مین انڈے کے برابر اولا گرا مغرب

مین تیرہ گاؤن دھنس گئے سنہ ۲۴۱ھ مین ستارے آسمان پر منتشر ہو گئے جیسے ٹیڑی
سنہ ۲۴۲ھ مین ایک ایسا زلزلہ تونس اور رے اور خراسان اور نیشاپور اور
طبرستان اور اصفہان مین آیا جس سے پہاڑ ٹوٹ گئے زمین پھٹ گئی حلب مین
ایک سفید پرندہ بماہ رمضان چلایا یا معاشر الناس اتقوا اللہ اللہ اللہ چالیس آوازین
کرکے اڑ گیا دوسرے دن پھر آیا اور یہی پکارا پانسو آدمیون نے اسکی آواز سُنی سنہ ۲۴۵ھ
مین سارے جہان مین زلزلون کا زور ہوا بڑے بڑے شہر قلعہ پل گر گئے انطاکیہ کا
ایک پہاڑ ٹوٹ کر دریا مین جا گرا۔ آسمان سے خوفناک آوازین سُنی گئین مصر مین زلزلہ آیا
مکہ معظمہ کی نہر دھنس گئی متوکل نے ایک لاکھ دینار بھیجکر نہر عرفات کو درست کرایا لذات
و شراب مین غرق رہتا چار ہزار کنیز سے صحبت کی ترک متوکل سے خفا ہو گئے رات کو
مجلس لہو مین اسکو مع اسکے وزیر فتح بن خاقان کے سنہ ۲۴۷ھ مین قتل کر ڈالا کسی نے
اسکو خواب مین دیکھا پوچھا اللہ نے کیا کیا کہا اللہ نے ذرا سی سنت زندہ کرنے پر
مجھے بخشدیا ذوالنون مصری اور حضرت احمد خضرویہ اور حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہم
کہ اولیاء اللہ سے تھے اسی کے زمانہ خلافت مین تھے اور انتقال کیا حضرت احمد
خضرویہ مرید اور خلیفہ حاتم اصم رحمۃ اللہ کے اور وہ مرید حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ کے ہین حاتم اصم
کی نقل ہے کہ ایک عورت ان سے ایک مسئلہ پوچھتی تھی ناگاہ اس سے ہوا سرزد ہوئی وہ شرمندہ
ہوئی حضرت حاتم نے اسکی شرمندگی دور کرنے کے لیے اپنے کو بہرا بنایا اور تا زیست
اس عورت کے سامنے بہرے بنے رہے اور احمد خضرویہ کا واقعہ حلوہ فروش کے
ساتھ جو ہوا اسکو مولوی روم نے نظم کیا ہے ۔ تا نگرید کودک حلوا فروش *
بحر بخشایش نمی آید بجوش * الغرض آپ کی وفات سنہ ۲۴۰ھ مین ہے۔ اور قبر آپ
کی بلخ مین ہے

(۲۰) حضرت امام حنبلؒ چار ائمہ مجتہدین سے ہین جو سچے امام سمجھے جاتے ہین اور بڑے

محدث عالم اور اولیاء اللہ سے تھے۔ آپ کے پشت کا سلسلہ بیسویں پشت میں معد جد اعلیٰ سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملتا ہے آپ صحبت یافتہ اور شاگرد حضرت امام شافعیؒ کے تھے اور جماعت کثیر نے آپ سے احادیث روایت کی ہے اور علم اور پرہیزگاری میں یکتائے زمانہ تھے۔ اور آپ کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں اور ۱۶۵ھ ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے اور جمعہ کے روز ۱۶ ربیع الاول کو ۲۴۱ھ ہجری میں انتقال کیا۔ اور آپ کے جنازہ میں آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتیں حاضر تھیں اس روز بیس ہزار نصاریٰ اور یہود آپ پر ایمان لائے اور پرندوں نے آپ کے جنازہ پر سایہ کیا۔

حضرت ذوالنون مصری اولیاء کبار سے ہیں قبر آپ کی مصر میں ہے اہل حاجت وہاں جاتے ہیں اور برابر مطلب ہوتا ہے آپ کی وفات ۲۴۵ھ میں نقل کرتے ہیں کہ جب آپ کا جنازہ دفن کے لئے لے چلے تو اس قدر پرندوں نے اپنے پر سے سایہ کیا کہ کسی کو دھوپ نہ پہونچی۔

فصل گیارھویں منتصر باللہ و معتز باللہ

المنتصر باللہ بن متوکل اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوا۔ اس کی ماں حبشہ نام ام ولد تھی۔ اسنے سادات کی بہت خاطرداری کی آل حسینؑ کو فدک دیدیا۔ ۲۴۷ھ ہجری میں خلیفہ ہوا ۲۴۸ھ میں مرگیا چھبیس برس کی عمر تھی باپ کو قتل کرا کے خلیفہ ہوا تھا آخر کو زہر سے مارا گیا۔

معتز باللہ بن متوکل منتصر کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اسکی ماں کا نام قبیحہ ام ولد تھی انیس ۱۹ برس کی عمر میں خلیفہ ہوا۔ چاندی کی جگہ سونے کا زیور اس کی سواریوں پر ہوتا تھا۔ زبردستی اسکو معزول کیا۔ پانچ دن کے بعد پیاسا حمام سے نکالکر ۲۵۵ھ ہجری میں مار ڈالا اسی کے زمانہ میں حضرت اسمٰعیل بخاری حضرت سری سقطی نے اور حضرت امام علی نقی

نے کہ اہلبیت سے تھے انتقال فرمایا۔
حضرت امام اسمٰعیل بخاری محدثین سے ہین آپ کی کتاب صحیح بخاری علم حدیث مین لاجواب ہے۔ اس مین سات ہزار حدیثین ہین بخاری نے ایک لاکھ حدیثون سے چھانٹکر لکھا ہے امام احمد حنبل رح کے شاگرد ہین ان کی پیدائش ۱۹۴ھ مین تھی اور وفات ۲۵۰ھ مین ہے انکی کتاب بخاری کا شہرہ اسوجہ سے ہے کہ اس مین صحیح حدیثین باعتبار اور کتابون کے زیادہ ہین۔ حضرت سرّی سقطی اولیاء اللہ سے ہین حضرت معروف کرخی کے مرید ہین اور محدثین سے تھے۔ ان کا لقب نقیب الاولیا ہے یہ سقط فروشی کرتے تھے یہ حضرت جنید بغدادی کے خال اور خسر تھے انھون نے حبیب راعی کو دیکھا تھا انکی وفات ۲۵۳ھ مین ہے۔ حضرت امام علی نقی بیٹے حضرت امام محمد تقی کے ہین یہ ائمۂ اہلبیت سے ہین اپنے باپ کے بعد انکی جگہ جانشین ہوئے آپکی پیدائش ذیحجہ کے مہینہ مین ۲۱۳ھ مین مدینہ مین ہوئی آپکی مان کا نام سمانہ تھا مامون رشید کی نواسی تھین متوکل خلیفہ نے آپکو بلا کر بری جگہ اُتارا۔ اور ایک شخص صالح نامے نے کہ آپکے ساتھ تھے اسکی شکایت کی حضرت امام نے یہ سُنکر اسکو ایک طرف دیکھنے کے لئے اشارہ کیا دیکھا تو نہایت عمدہ باغ ہے اور اس مین نہرین جاری ہین اور عالیشان عمارت ہے حضرت امام نے فرمایا جہان ہم لوگ جاوینگے یہ سب چیزین ہمارے ساتھ ہونگی ایک مرتبہ متوکل خلیفہ کو دد ہوا تمام اطبا علاج سے عاجز رہے اور قریب مرنے کے تھا اسکی مان نے نذر کیا کہ اگر اچھا ہو جاوے تو کچھ ہدیہ حضرت امام کی خدمت مین روانہ کرینگے اور کسی سے کہلا بھی بھیجا جب حضرت امام نے سُنا کچھ چیز مالش کو دیا اور اسی سے صحت ہوئی۔ اس قسم کے بہت تصرفات آپ سے سرزد ہوے آپ نے ۲۵۵ھ مین انتقال فرمایا اور مقام سرمن رائے مین کہ قریب بغداد کے ہے مدفون ہین۔

فصل بارھوین مہتدی باللہ و معتمد علی اللہ

مہتدی باللہ بن واثق معتز کے بعد تخت نشین ہوا۔ ان کی مان کا نام وردہ تھا۔ ام ولد تھی ۲۵۵ھ مین خلیفہ ہوا عابد عادل شجاع بہادر صائم تھا آخر کو ۲۵۶ھ ہجری مین مارا گیا اسکے خصیون کو کوٹ دیا پندرہ دن کم ایک سال خلافت کی اس نے گانا بجانا راگ رنگ غنا سماع ظلم و فسق کو خوب دور کیا تھا اس دشمنی پر ترکون نے اسکی جان لی یہ شخص عمر بن عبد العزیز کے ہمقدم تھا۔

مہتدی کے بعد معتمد علی اللہ بن متوکل تخت نشین ہوا۔ اسکو قید سے نکال کر خلیفہ کیا یہ شخص لہو و لذات مین ڈوب گیا۔ رعیت سے بالکل غافل رہا لوگ ناخوش ہوئے زنگیون نے بصرہ لے لیا۔ علاقہ کو ویران کر دیا پھر ایسی وبا آئی جس سے عراق مین ہزارون آدمی مارے گئے۔ پھر زلزلون اور آوازون کا زور ہوا ہزارون لوگ مر گئے بہبود زنگی کو رسالت اور غیب دانی کا دعویدار تھا اسی عہد مین ۲۵۶ھ ہجری مین قتل ہوا اسنے ڈیڑھ کروڑ مسلمانون کا خون کیا تھا۔ بصرہ مین ایک روز مین تین لاکھ آدمیون کو مار ڈالا جب اسکا سر نیزہ پر رکھکر بغداد مین لائے بڑی خوشی ہوئی ۲۶۰ھ ہجری مین حجاز اور عراق مین قحط پڑا گیہون کا ایک کُر ڈیڑھ سو دینار کو بکتا تھا اسی سال مین رومیون نے شہر لونو کو لے لیا۔ ۲۶۶ھ مین روم کا لشکر دیار بکر تک پہونچا۔ جزیرہ اور موصل والے بھاگے اعراب نے کعبہ کا غلاف لوٹا ۲۶۷ھ مین احمد حجابی نے خراسان۔ کرمان۔ سجستان۔ کو داب لیا اپنے نام کا سکہ جاری کیا دوسری طرف سکہ پر معتمد کا نام رکھا لیکن اسی سال اسکے غلامون نے اسکو مار ڈالا ۲۶۹ھ مین عبد اللہ مہدی کی دعوت یمن مین ظاہر ہوئی۔ اسی کے جانشین مابعد افریقہ مین خلفائے فاطمین کہلائے ۲۶۴ھ مین قرامطہ کا ظہور کوفہ مین ہوا یہ ملاحدہ کی قوم تھی۔ جنابت سے غسل نہ کرتے۔ شراب کو حلال جانتے۔ محمد بن حنفیہ کو

رسول اللہ کہتے۔ سال مین دو روزہ رکھتے۔ حج کرتے اور قبلہ انکا بیت المقدس تھا ۲۷۹ھ مین معتمد مرگیا تیئیس ۲۳ برس خلافت کی۔ مگر اپنے بھائی موفق کے ہاتھ سے مقہور تھا۔ اسی کے عہد خلافت مین حضرت امام حسن عسکری کہ ائمۂ اہل بیت سے اور یحییٰ بن معاذ کہ بڑے عالم فقیہ اور محدث تھے اور حضرت ابراہیم ادہم اور مسلم صاحب صحیح اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو حاتم رازی نے کہ اصحاب حدیث سے تھے انتقال کیا۔

حضرت امام حسن عسکری بیٹے حضرت امام علی نقیؑ کے تھے اور اپنے باپ کے بعد جانشین ہوے آپ کی ولادت مدینہ مین ربیع الثانی ۲۳۲ھ ہجری مین تھی آپ کی والدہ کا نام سوسن تھا آپ کے کرامات اور اوصاف بہت ہین منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ علی بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر صادق سے روایت ہے کہ مجھکو نوبت فقر و فاقہ کی تھی میرے باپ نے مجھکو کہا کہ چل تجھکو امام عسکری کے پاس لیچلون ہم لوگ چلے راہ مین انھون نے کہا کہ ایسا ہو کہ امام مجھکو پانچسو درم دین جب ان کے پاس پہونچے انھون نے کہا اے علی میرے پاس کیون نہین آتا اور جب ہم چلے تو امام کے غلام نے بے طلب پانچسو درم کی تھیلی مجھکو دی کہ اسکو خرچ کر و اور پھر تین سو درم کی تھیلی دی کہ اسکو بھی خرچ کر اور فلانی راہ سے جا اور جب اُس راہ سے چلے جمیلہ نے نکاح کا پیغام کیا کہ ذریعہ دو ہزار دینار ملنے کا ہوا۔ اور آپ نے اٹھائیس ۲۸ برس کی عمر مین وفات پائی اور آپ کی قبر اپنے باپ کی بغل مین ہے۔ آپکی وفات ۲۶۱ھ مین ہے آپ کے ایک بیٹے تھے کہ بچپن مین انتقال کیا جنکا نام محمد تھا۔ انھین کی بہ نسبت اہل تشیع کہتے ہین کہ امام مہدیؑ ہین اور غائب ہوگئے اور آخر زمانہ مین ظہور ہوگا لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام مہدیؑ دوسرے ہونگے حضرت امام حسن عسکریؑ نے ایک جانماز ایک شخص کو دی تھی کہ اپنی اولاد مین وصیت کرے کہ ایک شخص سادات حسینی کو جنکا نام شیخ عبد القادر

جیلانی ہوگا اور میرے دو سو برس بعد ظاہر ہوگا اسکو دیدینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا یحیی بن معاذ کی وفات ۱۰۔ رمضان ۲۵۷ھ مین ہوئی اور نیشاپور مین مدفون ہوے یہ بڑے عالم اور محدث اور عارف تھے مثل سفیان ثوری کے۔

عبداللہ ابو مسلم کہ مؤلف صحیح مسلم کے ہین ۲۰۲ھ ہجری مین پیدا ہوے اور ۲۶۱ھ مین وفات فرمائی۔

حضرت ابراہیم بن ادہم بن سلیمان المنصور البلخی کہ بادشاہون سے بلخ کے تھے جوانی مین توبہ کیا۔ اولیاء اللہ سے ہوے ایک مرتبہ شکار کے لیئے باہر گئے تھے ایک ہاتف نے آواز دی کہ اے ابراہیم تجھکو اس کام کے لیئے نہین پیدا کیا ہے ان کو اسپر آگاہی ہوئی اور سلطنت کو ترک کیا۔ اور طریقت کے حصول مین کوشش کی مکہ مین گئے وہان سفیان ثوری فضیل عیاض اور امام ابو یوسف کی صحبت مین رہے اور امام اعظم رحمہ اللہ کو بھی دیکھا تھا اور مکہ سے شام کی طرف گئے اور وہان کسب کرتے تھے یہان تک کہ ۲۶۷ھ ہجری مین انتقال فرمایا ان کا نسب چھٹوین واسطہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے یہ بڑے صاحب کمال ہوے بہت تصرف ان سے سرزد ہوے۔ انھون نے ایک موقع پر سوئی سمندر مین ڈالدی اور مچھلیون سے مانگی سبھون نے سونے کی سوئی پیش کی لیکن حضرت ابراہیم نے اپنی لوہے کی سوئی قبول کی۔

فصل تیرھوین معتضد باللہ

معتضد ۲۷۹ھ ہجری مین معتمد کی جگہہ جانشین ہوا۔ یہ موفق بن متوکل کا بیٹا تھا اسکی مان کا نام یا ہور یا ضرار تھا ام ولد تھی معتمد نے اپنے بیٹے مفوض کی ولیعہدی واپس لیکر معتضد کو ولیعہد کیا اسنے منع کردیا کہ نجم اور قصاص راہ مین نہ بیٹھین فلسفہ اور جدل کی کتابین نہ بکین۔ یہ عقلمند اور بہادر آدمی تھا۔ اسکے زمانہ مین بہت

امن رہا عدل ہوا ظلم اُٹھا۔ بُرے کام موقوف کر دیئے گئے ۲۷۸ھ ہجری مین مہدی قیروان مین آیا والی افریقہ سے جنگ ہوئی۔ لیکن مہدی غالب آیا ۲۸۰ھ مین مکور یہ فتح ہوا رے اور طبرستان کا پانی سوکھ گیا قحط پڑا مردار کھایا گیا اسی سال مین معتضد نے دار الندوہ کو جو مکہ مین تھا توڑ کر شامل مسجد الحرام کر دیا ۲۸۲ھ مین عید نوروز اور رسوم مجوس کو بند کر دیا ذوی الارحام کو میراث دلائی ۲۸۴ھ ہجری مین ایک سُرخی مصر مین ظاہر ہوئی اتنی تیز کہ آدمی کا مُنھ لال نظر آتا۔ در و دیوار سُرخ دکھلائی دیئے عصر سے تا شب رہتی لوگون نے تضرع کیا۔ ۲۸۵ھ ہجری مین زرد آندھی بصرے مین آئی پھر سبز ہو گئی پھر زرد شہرون مین پہونچی۔ ۲۸۶ھ مین ابو سعید قرمطی کا غلبہ بصرہ وغیرہ پر ہو گیا خلیفہ کے لشکر نے شکست اٹھائی ۲۸۹ھ مین معتضد سخت بیمار ہو گیا آخر کو مر گیا اسی عہد مین عمرو لیث حاکم خراسان نے بغاوت خلیفہ سے کی اور امیر اسمٰعیل سامانی حاکم ماوراء النہر نے اسکو گرفتار کیا اور خلیفہ کی حضور مین بھیجا اور قید کیا گیا۔ آخر کو قتل ہوا اسی زمانہ سے یعنی ۲۸۷ھ سے امیر اسمٰعیل سامانی سلطان۔ ماوراء النہر اور خراسان شمار کیا جاتا ہے۔ اس خاندان مین نو بادشاہ ہوئے۔ انھین کی طرف سے امیر الپتگین حاکم خراسان تھا جسکے بعد سبکتگین محمود غزنوی کا باپ بادشاہ ہوا اور یہ خاندان غور اور آل سلجوق کے ہاتھ سے ختم ہوا۔

فصل چودھوین مکتفی باللہ و مقتدر باللہ۔

مکتفی باللہ اپنے باپ معتضد کے بعد جانشین ہوا۔ اس کی ماں ترکی تھی جیجک نام حُسن مین ضرب المثل تھی۔ اس نے باغ اور دوکانین جو ظلماً اسکے باپ نے چھین لیے تھے واپس کر دیئے سب لوگ دعاگو ہوئے ۲۹۱ھ مین انطاکیہ فتح ہوا بے گنتی مال ہاتھ آیا۔ ۲۹۴ھ مین دجلہ کو طغیان ہوا جس سے بغداد ویران ہو گیا۔ اسی سال مکتفی مر گیا۔

مقتدر باللہ اسکا بھائی جانشین ہوا۔ یہ شخص تیرہ برس کی عمر مین خلیفہ ہوا کھیل کود مین رہتا۔ خزانہ اوڑاتا۔ وزیر ان کا۔ ابن الفرات سب کام کرتا ۲۹۲ھ مین حکم دیا کہ یہود اور نصاریٰ سے خدمت لو۔ اسی سال ابن مہدی نے ملک مغرب لے لیا کچھ اوپر ایک سو ساٹھ برس تک اسکے خاندان مین حکومت رہی مقتدر کی کمسنی سے خلافت مین ضعف آگیا ۳۰۰ھ مین دستور کا ایک پہاڑ دھنس گیا اس سے ایسا پانی جاری ہوا کہ کئی گانون ڈوب گئے اسی سال ابن مہدی نے چالیس ہزار بربرون سے مصر پر چڑھائی کی اور اسکندریہ لے لیا اسی سال دیلم مجوسی مسلمان ہوگیا ۳۰۵ھ مین قیصر روم نے ہدیہ بھیجکر صلح چاہی مقتدر نے لشکر تیار کیا اردلی کا لشکر ایک لاکھ ستر ہزار تھا۔ انکے پیچھے سات ہزار غلام تھے انکے بعد سات سو دربان محلسرا پر اڑتیس ہزار پردے دیباج کے تھے بائیس ہزار فرش تھے اسی سال منصور حلاج کو جو اہل حق سے تھا سولی پر چڑھایا اور سولی پر سے بھی حق کی صدا آئی حضرت جنید بغدادی کہ اولیاء کبار سے تھے اور ان کو سید الطائفہ کہتے ہین منصور حلاج کے پیر تھے ان کا انتقال سنہ ۳۰۲ ہجری مین ہوچکا تھا اور جنید بغدادی حضرت سری سقطی کے مرید تھے۔ یہ بڑے عالم اور محدث تھے ان کے دو مرید بڑے نامی مشہور ایک حضرت۔ ابوبکر شبلی اور دوسرے حضرت ممشاد دینوری تھے ۳۰۶ھ مین مقتدر کی مان نے مارستان کہ ایک صوبہ یونان کا تھا فتح کیا۔ مقتدر کے عہد مین عورتون کا زور تھا۔ خلیفہ برائے نام حاکم تھے مقتدر کی مان خود دیوان مین بیٹھکر حکمرانی کرتی تھی کاغذ سنتی دستخط کرتی ۳۱۳ھ مین والی خراسان نے فرغانہ لے لیا۔ ۳۱۴ھ مین روم نے دمیاط لے لیا جامع مسجد مین ناقوس پھونکا۔ اور دیلم رے اور جبال پر غالب آئے بچون کو ذبح کیا ۳۱۶ھ مین قرمطی کا زور بڑھ گیا کہ بہت شہر لے لئے بہت مسلمانون کو تباہ کیا مقتدر کے لشکر کو شکست دی حج بند ہوگیا

مکہ والون کو نکال دیا - ادھر روم نے شہر خلاط لے لیا - منبر مسجد سے نکال کر اسکی جگہ صلیب قائم کی - ۳۱۷ھ مین ابوطاہر قرمطی نے مسجد الحرام مین سخت قتل کیا لاشون کو زمزم مین ڈالدیا حجر اسود کو ٹکڑے کر ڈالا - اکھیڑ کرلے گیا بیس برس تک انکے قبضہ مین رہا یہان تک کہ مطیع کے عہد مین واپس آیا جب حجر اسود لے گئے چالیس اونٹ اسکے لیجانے مین مر گئے جب واپس لائے تو ایک دبلی سوکھی اونٹنی اٹھا لائی ۳۱۹ھ ہجری مین مقتدر کو قید کر لیا قرمطی نے بغداد کو خوب ڈرایا دیلم نے دینور مین قتل کیا ۳۲۰ھ مین ایک بربری نے مہدی کی جنگ مین مقتدر کو ذبح کر ڈالا -

اسی کے عہد مین ابوعبداللہ مغربی نے کہ شاعر اور عارف تھے ۲۹۹ھ مین انتقال فرمایا - وہ مرید رزین کے تھے جو مرید عبدالواحد بن زید کے تھے اور وہ مرید حسن بصری کے تھے -

فصل پندرھوین - قاہر باللہ و راضی باللہ

قاہر باللہ بن معتضد اپنی بھائی کی جگہ خلیفہ ہوا اس کی مان کا نام فتنہ تھا اس سے آل مقتدر کو عذاب دیا - مقتدر کی مان کو مار ڈالا ۳۲۱ھ ہجری مین لشکر نے چاہا کہ ہم ابن المکتفی کو خلیفہ کرین لیکن اسنے دیوار مین اسکو چنوا کر فنا کر دیا لیکن اسی سال حکم دیا کہ گانے والیان نہ رہین شراب خواری بند کر دی جائے مغنیون کو غنا سے روک دیا جائے مخنثون کو شہر سے نکلوا دیا کھیل کے آلات کو توڑ ڈالا معہذا خود نشہ مین چور راگ مین مخمور رہتا تھا ۳۲۲ھ مین دیلم کا غلبہ ہوا خراسان اور فارس خلیفہ سے نکل گیا آخر ش بد سیرتی کے باعث قاہر کو اندھا کر کے معزول کر دیا ۳۲۲ھ ہجری مین ترپن برس کی عمر مین مر گیا اسی کے عہد مین امام احمد طحاوی مصری تھے کہ بڑے علامہ حنفی المذہب تھے انتقال کیا قاہر کے بعد راضی باللہ بن مقتدر خلیفہ ہوا جب یہ تخت نشین ہوئے مہدی پچیس برس حکومت کر کے مر گیا مہدی نے دولت‌یہ

دعویٰ تھا کہ مین بنی فاطمہ ہون! اسلیئے بعض اسکو سید کہتے ہین حالانکہ بعض کہتے ہین کہ جد اسکا مجوسی تھا واللہ اعلم یہ شخص علما کا دشمن تھا اور رافضی تھا بلکہ اس نے شراب اور زنا کو مباح رکھا تھا ۳۲۴ھ ہجری مین محمد بن رائق امیر واسط نے ملک دابے لیا راضی براے نام خلیفہ رہ گیا ۳۲۵ھ ہجری مین بالکل طوائف الملوک ہوگیا راضی کے قبضہ مین سواے بغداد کے کچھ نہ رہا وہ زبردست امیر مذکور تھا جب دولت عباسیہ کا یہ حال ہوا ہر طرف سے قرامطہ اور دیالمہ نے اپنا دخل اقالیم پر کرلیا اسوقت امیر عبدالرحمٰن اموی صاحب اندلس نے کہا کہ مین خلافت کا زیادہ مستحق ہون اور اپنا لقب امیر المومنین ناصر لدین اللہ رکھا خوب جہاد کیا اور متغلبین کو جڑ سے اکھیڑا ستر قلعہ فتح کریے ۳۲۷ھ ہجری مین راہ حج کی کھلی جسکو قرمطی نے بند کردیا تھا ۳۲۹ھ ہجری مین راضی مرگیا۔

فصل سولھوین المتقی للہ و مستکفی باللہ و مطیع للہ

المتقی للہ بن مقتدر اپنے بھائی راضی کے بعد خلیفہ ہوے اسوقت چھتیس برس کی عمر تھی اسکی مان کا نام خلوب تھا بڑا عابد تھا سلطنت کا کام عبداللہ کوفی انجام دیا کرتا تھا اسی سال قبہ خضرا شہر منصور مین گر گیا۔ اسی گز کا اونچا تھا اسکے نیچے بیس گز مربع کا ایوان تھا ۳۳۱ھ ہجری مین روم نے ارزن میافارقین۔ نصیبین۔ کو لے لیا خوب کشت و خون کیا ایک شخص توزن نے دھوکا دیکر متقی کو اندھا کردیا عبداللہ ابن مکتفی کو اسکی جگہ خلیفہ بنایا متقی پچیس برس رہکر قید مین ۳۵۷ھ ہجری مین مرگیا۔

مستکفی باللہ بن المکتفی بن معتضد اسکے بعد خلیفہ ہوا یہ اکتالیس برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اسنے ابن بویہ دیلمی کو معز الدولہ کا اور اسکے بھائی کو عماد الدولہ کا لقب دیا معز الدولہ نے قابو پاکر خلیفہ کو مجبور کردیا فقط پانچ ہزار درہم خرچ کو دیتا تھا اسنے عراق لے لیا بادشاہ بن بیٹھا پہلوانی اور تیراکی کا رواج اسی کے

وقت مین زیادہ تھا ۳۳۴ھ مین دھوکے سے خلیفہ کو پکڑ کر لے گیا معزول کر کے اندھا کر دیا
قید خانہ مین رکھا چھیالیس برس کی عمر مین مر گیا ایک سال چار ماہ خلافت کی ۳۳۸ھ
مین موت آگئی جس سال مستکفی معزول ہوا ۳۳۴ ہجری مین حضرت شبلیؒ کا انتقال ہوا
یہ اولیاء کبار سے تھے۔

مطیع للہ بن مقتدر مستکفی کے بعد خلیفہ ہوا معز الدولہ انکو سو دینار روز دیتا تھا
اُس سال بغداد مین قحط پڑا گوبر نجاست تک کھا گئے کتے نے لاشون کو لقمہ بنایا۔
۳۳۹ھ مین حجر اسود اپنی جگہ پر لگایا گیا ۳۴۱ھ مین ایک قوم تناسخیہ کی ظاہر
ہوئی ان مین ایک جوان تھا اس نے کہا مین علی ہون میری جورو فاطمہ ہے ایک اور
دوسرے نے کہا کہ مین جبرئیل ہون جب مار پڑی کہا ہم سید ہین معز الدولہ نے چھوڑ دیا
۳۴۴ھ مین مصر مین سخت زلزلہ آیا ۳۵۰ھ مین روم نے اقریطش (جزیرہ کریٹ)
لے لیا جسکو مسلمانون نے ۲۳۰ھ مین فتح کیا تھا ۳۵۱ھ مین شیعون نے بغداد
کی مسجدون کے دروازون پر لعن صحابہ لکھی یارون نے رات کو مٹا دیا ۳۵۲ھ مین
معز الدولہ نے حکم دیا کہ بازار بند ہون باورچی کھانا نہ پکاوین عورتین سر کھولے ہوئے
پیٹتی ہوئی رستون پر سے نکلین امام حسینؑ کا ماتم کرتی ہوئین یہ پہلا دن تھا کہ بغداد
مین ماتم ہوا پھر یہ بدعت چل نکلی پھر دسوین ذیحجہ کو عید غدیر خم کی گئی باجے بجے
اسی سال بطارقہ ارمن نے دو آدمی پچیس پچیس برس کی عمر کے ناصر الدولہ کے
پاس بھیجے جو آپس مین پہلو کی طرف سے بندھے ہوئے تھے پیٹ ناف منہ الگ الگ
تھا ایک کو ان مین رغبت طرف عورت کے ہوتی اور دوسرے کو طرف مرد کے ایک مسلمان
دوسرا ہندو تھا ہر چند اطبانے علیحدہ کرنا چاہا نہ ہو سکا آخر وہ دوسرا بھی بدبو سے مر گیا
۳۵۳ھ مین شہر قیساریہ ملک روم مین متصل بلاد اسلام کے بنایا کہ مسلمانونکو ہر وقت
لوٹین ۳۵۷ ہجری مین قرامطہ نے دمشق لے لیا۔ رفض کی دولت اقالیم

مغرب اور مصر اور عراق مین قائم ہوگئی سنہ ۳۵۹ھ مین جامع ازہر کی بنیاد ڈالی گئی سنہ ۳۶۱
ہجری مین وہ مسجد بن چکی سنہ ۳۵۹ھ مین ایک اتنا بڑا ستارہ عراق مین ٹوٹا جس سے
تمام دنیا روشن ہوگئی گویا سورج تھا پھر ایک آواز رعد کی سنائی دی جو سخت تھی
سنہ ۳۶۳ھ مین مطیع - واسط کو گیا اور وہین مر گیا -

فصل سترھوین طائع للہ و قادر باللہ و قائم بامر اللہ

طائع للہ بن مطیع اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوا امیر سبکتگین محمود غزنوی کے
باپ انکے سامنے سواری مین چلتے ان کو لقب نصیر الدولہ کا دیا خلعت بخشی
اسی سال حرمین مین معز عبیدی کا (جنکو خلفائے فاطمیین کہتے تھے) خطبہ پڑھا گیا
رفض کا ڈنکا بجا تراویح بند کردی گئی جب عز الدولہ عضد الدولہ کے ہاتھ
سے مارا گیا مطیع نے خلعت عضد الدولہ کو دی یہ حکم ہوا کہ صبح و شام ان کے گھر پر
نوبت بجے اسکے نام خطبہ پڑھا جاوے یہ مرتبہ اسکو بسبب ضعف خلافت کے
حاصل ہوا لیکن طائع کو سات سلام جھک کر کرتا زمین بوس ہوتا خلفا کی تعظیم تو بہت
تھی لیکن حکومت مین ضعف تھا سنہ ۳۷۸ھ مین کواکب کے رصد بنے جیسے مامون
نے بنوایا تھا بغداد مین قحط پڑا وبا آئی لو چلی آندھی آئی دجلے کے جہاز ڈوب
گئے لنگر ٹوٹ گئے سنہ ۳۸۱ھ مین طائع کو پکڑ لیا قادر باللہ کی قید مین رہا سنہ ۳۹۳ھ
مین مر گیا شیعون نے اسپر نماز پڑھی شریف رضی نے مرثیہ کہا اسکی کچھ ہیبت نہ تھی
شاعر اسکی ہجو کرتے تھے -

قادر بن مقتدر طائع کے بعد خلیفہ ہوا یہ آدمی اچھا تھا اسنے ایک کتاب صحابہ
کے فضائل مین لکھی اس مین معتزلہ اور خلق قرآن کے قائلون کو کافر لکھا یہ کتاب
جمعہ کے دن حلقۂ اصحاب حدیث مین لوگون کے سامنے پڑھی جاتی تھی سنہ ۳۹۳ھ
مین سجستان مین ایک سرخ سونے کی کان نکلی سنہ ۴۰۰ ہجری مین حاکم والی مصر نے

ایک جماعت کو بھوکا پیاسا مار ڈالا مسجدون کے دروازون پر سب صحابہ لکھوایا۔
۴۲۶ھ مین اہل مصر اور حرمین کو حکم دیا کہ جب اسکا نام مذکور ہووے کھڑے ہو کر
لین اور سجدہ کرین آخر ۴۱۱ھ مین حاکم مارا گیا دولت اس کی کمزور ہو گئی ۴۲۲
ہجری مین قادر باللہ بھی مرگیا تین ماہ اکتالیس برس خلیفہ رہا فردوسی شاعر اور
مسعود کی شاعر اسی عہد مین تھے اور انتقال کیا۔
قائم بامر اللہ بن قادر باللہ اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوا اسکو زاہد عالم صدقہ گزار
ورع کاتب اور تمکین صورت کہتے ہین ۴۵۰ھ ہجری مین یہ پکڑا گیا ارسلان
ترکی نے اسکو قید کیا ۴۵۱ھ مین جب طغرل بیگ سلجوقی نے یہ سنا لشکر کے
ساتھ بغداد پر چڑھ آیا اور ارسلان کا استیصال کیا اور خلیفہ کو رہا کر کے بڑی
تعظیم کی اور فرمان سلطنت کا حاصل کیا ابو علی کالنجار دیلمی افغین کا وزیر
تھا جس کو ارسلان ترکی نے مار ڈالا سلطان طغرل بیگ سلجوقی اور اسکے
خاندان کا حال علیحدہ لکھا جاوے گا اسی عہد مین حضرت ابو الحسن خرقانی کہ
بڑے اولیاء کبار سے تھے ۴۲۵ھ ہجری مین اور شیخ ابو علی سینا کہ بڑا نامی حکماء شرقی
سے تھا ۴۲۸ھ مین وفات کیا ۴۶۷ھ مین خلیفہ قائم کا انتقال ہوا پینتالیس
برس خلافت کی۔

حضرت ابو الحسن خرقانی صوبۂ جرجان کے رہنے والے تھے قریۂ خارقان مین پیدا ہوئے
آپکی پیدائش کی خبر حضرت بایزید بسطامی نے سو برس پہلے سے دی تھی حضرت مولوی روم
نے اس حال کو اپنی مثنوی مین یون لکھا ہے کہ جب بایزید خرقان مین پہونچے انھون نے مٹی
سونگھی اور فرمایا کہ اس سے بو دوست کی آتی ہے جیسا کہ حضرت صلعم کو یمن کی خوشبو پہونچی تھی
اور حضرت اویس قرنی کی خبر دی تھی جب لوگون نے مفصل حال پوچھا حضرت بایزید نے
فرمایا کہ سو برس بعد ہمارے یہان ایک لڑکا فلان خاندان مین پیدا ہوگا اس نام کا اور

اللہ کا مقرب ہوگا اور اسکے مراتب سب سے زیادہ ہونگے اور میری قبر سے ظاہری و باطنی تعلیم
پاویگا چنانچہ الیساہی ہوا کہ جب ابوالحسن خرقانی پیدا ہوے اور کچھ شعور ہوا انھون نے
یہ قصہ سُنا اور کتاب لیکر حضرت بایزید کی قبر پر جاتے اور بے سیکھے سبق یاد ہوتا یہانتک
کہ فیض باطن سے مالامال ہوے اور بڑے کامل ہوے انکے مریدون مین دو شخص بہت
مشہور ایک حضرت ابوالقاسم گرگانی کہ حضرت احمد غزالی کے پیر ہین اور دوسرے
حضرت عبداللہ انصاری کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ساتوین
پشت مین انکا نسب ملتا ہے ان کی قبر ہرات مین ہے اور طریقۂ انصاریہ انھین سے
جاری ہے اور حضرت ابوالقاسم سے سلسلہ نقشبندیہ ہے اور سلسلۂ اکبریہ مین بھی
انکا فیض ہے۔

یہ حکیم بوعلی سینا حکماء عرب کا بادشاہ تھا واضح ہو کہ یہ ایک عجیب شخص گانؤن مین
کہ قریب بخارا کے ہے پیدا ہوا تھا اور اس کا باپ شہر بلخ سے بخارا مین آبسا تھا اور
یہان اپنی شادی کرلی۔ شروع مین اس بڑے حکیم نے تحصیل علم قرآن شریف کا کیا۔
اور اس بات مین اس قدر کوشش کی کہ دس برس کی عمر مین وہ نہایت مشکل اور پوشیدہ
مطلب سے کلام اللہ کے واقف ہوگیا اس عہد مین ایک شخص ابوعبداللہ رہنے والا
شام کا بخارا مین علوم حکمیہ سکھاتا تھا اور اس کی بڑی شہرت تھی بوعلی سینا نے
اس کی شاگردی اختیار کی اور اُس سے علوم منطق سیکھنا شروع کیا لیکن بعد مدت
کے اس نے دریافت کیا کہ پڑھنا مدرسون مین جلدی اور خوب نہین ہوتا اسی
واسطے آپ ہی آپ بغیر مدد کسی اُستاد کے سیکھنا شروع کیا۔ اور چند روز مین تمام علمی
کتابون پر حاوی ہوگیا اسکو علم ہندسے سے بھی بہت شوق تھا صرف چند شکلین
اقلیدس کی پڑھکر اس نے اخیر تک معلوم کرلی اور سب کو اپنے
حافظہ مین کرلیا بعدہ اس نے فن طبابت سیکھنا شروع کیا۔ اور اس مین

بھی مثل نکلا سولہ برس کی عمر تک اسنے ساری کتابین اس فن مین سیکھ لین جب اسکی عمر اکیس برس کی ہوئی اسنے ایک کتاب بیس جلدون مین لکھی جس مین سب علم جمع تھے چونکہ اسکی شہرت تمام مشرقی ملکون مین پھیلی ہر شاہ اور حاکم کو آرزو ہوئی تھی کہ اس سے علاج کرائین چنانچہ سلطان محمود غزنوی نے ایک نہایت غرور کا خط والی خوارزم کے نام لکھا کہ حکیم بوعلی سینا کو ہمارے پاس بھیجدو جب بوعلی سینا نے اس حکم کو سنا اپنے علم کے غرور مین جانے سے انکار کیا علاقۂ خوارزم کو چھوڑ کر والی گرجستان کے ملک مین گیا اس کا بیٹا بیمار تھا اس لیئے والی ملک نے قدردانی کی جب اسکے لڑکے کا نبض بوعلی نے دیکھا کہا اس کو عشق کی بیماری ہے چنانچہ جب تمام شہر اور محلہ کا معشوقہ کے لیا گیا اس کا حال کھل گیا اس قصہ کو مولوی روم نے شروع مین اپنی مثنوی کے درج کیا ہے اور اس سے عجیب نتیجہ نکالا ہے۔

فصل اٹھارھوین مقتدی بامر اللہ و مستظہر باللہ

مقتدی بامر اللہ بن محمد بن القائم بعد قائم کے خلیفہ ہوا یہ قائم کا پوتا تھا اس کے وقت مین خلافت کو رونق ہوئی اکثر منکرات دور ہوے عمدہ کام عمل مین آئے یہ کوی دیندار تھا گانا بجانا اٹھا دیا حمام مین برہنہ جانے کو منع کیا اور سنہ ۴۶۹ ہجری مین ابو القاسم قشیری بغداد مین آئے سنہ ۴۷۷ ہجری مین سلیمان سلجوقی نے انطاکیہ روم کے ہاتھ سے چھین لیا سنہ ۴۸۰ ہجری مین یوسف بن تاشفین صاحب سبتہ و مراکش کو خلیفہ نے خلعت بھیجا ان ممالک کا حاکم کر دیا امیر المسلمین کا لقب دیا۔ فقہاء مغرب نہایت خوش ہوے مراکش اسی نے بسایا سنہ ۴۶۲ مین فرنگی جزیرۂ صقالیہ پر غالب آگئے سنہ ۴۸۴ کے بعد یہ جزیرہ افریقہ کے اہل اسلام نے مامون خلیفہ کے زمانہ مین فتح کیا تھا۔ مقتدی خلیفہ کو شمس النہار لونڈی سے

زہر دیا باشکہ میں مرگیا اسی عہد میں حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری نے سنہ ۴۸۵
ہجری مین انتقال فرمایا اور حضرت ابو القاسم گرگانی نے بھی سنہ ۴۹۵ھ مین وفات
کی انکے مشہور مریدون مین حضرت ابو علی فارمدی تھے جنکے مرید حضرت خواجہ ابو یوسف
ہمدانی اور حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

مستظہر باللہ۔ ابن مقتدی باپ کے بعد خلیفہ ہوئے نہایت کریم الاخلاق تھے
علما اور حکما کو بہت دوست رکھتے تھے لیکن انکے عہد مین بہت خرخشے رہے چین نہ
ملا سنہ ۴۸۷ھ مین روم نے بلنسیہ لیا بسبب زندیقی کے سنہ ۴۸۸ھ مین احمد خان
صاحب سمرقند قتل ہوا سنہ ۴۸۹ھ مین ساتون ستارے سوا زحل کے برج حوت مین
جمع ہوگئے۔ نجومیون نے کہا نوح کا سا طوفان آویگا وہ تو نہوا مگر ایک سیلاب آیا جس
مین چند حاجی مسافر بہ گئے سنہ ۴۹۲ھ مین باطنیہ کی دعوت اصفہان مین ظاہر ہوگئی
اسی سال مین عیسائی جہاد مشہور شروع ہوا۔ اہل فرنگ نے پہلے شہر ایلیا۔
(بیت المقدس) کو لے لیا ڈیڑھ مہینے کا محاصرہ رہا ستر ہزار آدمی قتل ہوے جن
مین بہت علما و زہاد و عباد تھے مشاہد ڈھا دیے گئے یہود کنیسون مین جلا دیے
گئے کچھ لوگ بغداد۔ کو بھاگ گئے سنہ ۴۹۴ھ مین باطنیہ کا غلبہ عراق مین ہوا بہت
لوگ مارے گئے اسی سال فرنگیون نے بلدہ۔ سروج۔ حیفا۔ ارسوف۔
قیساریہ چھین لیا سنہ ۴۹۹ھ مین ایک شخص نواحی نہاوند مین نکلا کہا کہ مین نبی ہون
بہت لوگ اسکے تابع ہوگئے۔ آخر کو پکڑا گیا اور قتل ہوا سنہ ۵۰۰ھ مین سلطان محمد والی
خوارزم نے قلعۂ اصفہان باطنیہ سے چھین لیا ان کے سردار کو کھال کھینچکر بھس
بھرا سنہ ۵۰۲ھ مین فرنگ نے طرابلس شام۔ بعد محاصرہ کئی سال کے لے لیا۔
مسلمانون نے صلح چاہی لاکھون روپیہ پر فیصلہ ہوا۔ لیکن بد عہدی کی اسی سال
مصر مین سیاہ آندھی آئی۔ آدمی کو اپنا ہاتھ نہ سوجھتا تھا عصر سے مغرب تک رہی

حال رہا ۔ سنہ ۵۱۱ھ مین ایک سیل آیا سنجار کی فصیل کو ڈبو دیا ۔ ایک خلق برباد ہو گئی
کئی کوس تک پھیل گیا سنہ ۵۱۲ھ مین مستظہر ۔ خلیفہ مر گئے پچیس برس خلافت کی
تھوڑے دنون بعد ان کی دادی ارجوان کا انتقال ہوا انھون نے بیٹے پوتے
پروتے کی خلافت دیکھی ۔

اہل فرنگ نے اسی عہد مین مسلمانون پر عیسائی جہاد کیا تھا اسکا سبب یہ ہوا کہ
جب خلافت ۔ قرطبہ کی مٹ گئی اہل فرنگ کو قوت ہوئی اور مسلمانونکی سلطنت
کو دبانا شروع کیا اور ادھر ۔ بغداد کی خلافت مین بھی ضعف آگیا تھا ترکمانون سے کہ
آل سلجوق سے تھے اپنی سلطنت بڑھائی یہانتک کہ عراق عجم اور شام وغیرہ
اُنکے دخل مین آگیا اور بیت المقدس بھی انکے قبضہ مین آگیا ان لوگون نے عیسائیون پر
بڑی سختی کی جسکے باعث سے اہل فرنگ انکے ہم مذہب کو جوش پیدا ہوا اور اُنھون نے
اور روم کبریٰ کے پوپ نے تمام اپنے ہم مذہب عیسائیون مین جہاد کا اشتہار دیا
اس سے کرورون عیسائی فرانس جرمن ۔ اسٹیریا ۔ اطالیہ ۔ اسپانیہ
پرتگال انگلستان ۔ پالینڈ وغیرہ کے فراہم ہوے اور اکثر اسمین چھوٹے چھوٹے
بادشاہان فرنگ اور بعض بڑے بادشاہ بھی شریک ہوے سات جہاد عیسائیون نے
ایک سو پچھتر برس کے اندر کیے جن مین دو تین معرکون مین ان کو تھوڑی کامیابی ہوئی ۔
کہ جس سے بیت المقدس اور کئی شہران کے اطراف کے قریب نوے برس
تک انکے قبضے مین رہے ۔ لیکن آخر ش ناکام ہوے اور لاکھون عیسائیون اور
ہزارون مسلمانون کی جانین تلف ہوئین ۔

اسی خلیفہ کے عہد مین حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی نے کہ بھائی حضرت
امام احمد غزالی کے تھے سنہ ۵۰۵ھ مین انتقال فرمایا ۔

غزال ایک قریہ ہے طوس مین ۔ کہ حضرت امام محمد غزالی بن محمد وہان پیدا ہوے

ان کی پیدائش ۴۵۰ ھ مین بھی کہتے ہین کہ انھون نے سترعلم سیکھے کہ انکا کشود کار جس مین ہوا آخرش جب تصوف سیکھا اور زہد اور عبادت شروع کیا بر آر مطلب ہوا پہلے ان کا شمار حکماء مشرقی مین مثل ابوعلی سینا اور فخرالدین رازی کے تھا لیکن آخر مین فرقہ صوفیہ مین انکا بڑا اعتبار ہوا ان کی تصنیفات سے کیمیاے سعادت احیاء العلوم وغیرہ ہے جس سے ان کی استعداد عالی اور کمال ظاہر ہوتا ہی جس علم مین جو تصنیفات ہے لاجواب ہے ان کا انتقال ۱۴ جمادی الثانی مین ۵۵ برس کی عمر مین ہوا اور حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی ان کے ہی صحبت یافتہ اور مجاز ہین حضرت امام محمد غزالی سے لوگون نے پوچھا کہ یہ کمال آپ کو کیونکر حاصل ہوا انھون نے فرمایا کہ جو نہ جانتا تھا اس کی دریافت مین عار نہ کیا۔

فصل انتیسوین مسترشد باللہ و راشد باللہ و مقتضی لامر اللہ

مسترشد باللہ ابن مستظہر ۵۱۲ ھ ہجری مین اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوے صاحب عقل اور ہیبت تھے۔ انتظام ملک مین خوب کیا۔ شریعت حقہ کو چمکایا اپنی ذات سے لڑائی لڑے۔ محدث تھے ان کا ذکر کتب طبقات مین ہے آل سلجوق سے سلطان سنجر نے ان کو دھوکے سے قتل کیا ۵۲۹ ھ مین موصل پر بادل سے آگ برسی سیکڑون گھر جل گئے اسی کے عہد مین حضرت امام احمد غزالی تھے کہ حضرت امام محمد غزالی کے بھائی تھے اور علامہ وقت اور طبقات صوفیہ سے تھے اور خواجہ ابوالقاسم گرگانی کے خلیفہ تھے ۵۱۷ ھ مین اور خواجہ مودود چشتی نے کہ طبقہ صوفیہ چشتیہ سے تھے ۵۲۷ ھ مین انتقال فرمایا۔

راشد باللہ بن مسترشد ۵۲۹ ھ ہجری مین اپنے باپ کی جگہ خلیفہ ہوا یہ نہایت فصیح ادیب اور شاعر تھا حسن یوسف اور کرم حاتمی رکھتا تھا۔ اصفہان مین جاکر بیمار پڑا دشمنون نے چھری بھونک کر قتل کیا۔ یہ واقعہ ۵۳۲ ھ ہجری مین پیش آیا۔

مقتفی لامر اللہ بن مستظہر باللہ اپنے بھتیجے کے بعد خلیفہ ہوے چالیس برس کی عمر تھی ۵۳۰ھ ہجری مین جبرہ مین ایک بڑا زلزلہ آیا جس سے ایک خلق ہلاک ہوگئی ۵۳۴ھ مین دس بار زلزلہ بغداد مین آیا۔ ایک پہاڑ حلوان مین گر گیا ۵۴۵ھ ہجری مین یمن مین بجاے پانی کے خون برسا ساری زمین لال ہوگئی کپڑون مین اس کا اثر باقی رہا مقتدر کے زمانے سے بغداد کی خلافت براے نام رہ گئی تھی۔ کثرت سے متغلب لوگ ظاہر ہوے جا بجا سے ملک دبا لیا۔ اس خلیفہ کے زمانہ مین پھر بغداد اور عراق پر تسلط ہوا کوئی نزاع باقی نہ رہی۔ آل سلجوق سے سلطان سنجر سلطان خراسان اور نور الدین محمود سلطان شام منجملہ ان کے ملوک کے تھے یہ نور الدین کریم النفس محب اہل حدیث تھا اسی نور الدین کے سپہ سالار شیرہ کوہ نے پہلے خلفاے فاطمین مصر کی مدد کی کہ فرنگیون کو مصر سے نکالا اسکے بعد وہان کے خلفا کو معزول کر کے خلفائے عباسیہ کی خلافت وہان پھر قائم کی اور اسی شیرہ کوہ کا بھتیجا کہ ان معرکون مین شریک تھا صلاح الدین بن ایوب تھا کہ مابعد مین سلطان صلاح الدین کہلایا اور عیسائیون کو متواتر لڑائیون مین شکست دے کر بیت المقدس کو قبضہ مین کر لیا اور اسی نور الدین کے پہلے اس کے باپ زنگی نے کہ حاکم حلب اور موصل تھا فرنگیون کو شکست دے کر ردسیہ وغیرہ لے لیا تھا اور ان کو آگے بڑھنے سے روکا اس خاندان کو خاندان اتابک کہتے تھے۔

مقتفی خلیفہ بھی نہایت نیک آدمی تھا اسکے عدل اور تدبیر سے پھر بغداد نے رونق پائی تلافی مافات ہوئی یہ خلیفہ ۵۵۵ھ مین مر گیا۔

اسی خلیفہ کے عہد مین صاحب کشاف جار اللہ زمخشری نے ۵۳۰ھ ہجری مین اور حکیم سنائی نے ۵۲۵ھ مین اور شیخ الاسلام حضرت احمد جام

اور حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی نے ۵۳۶ھ میں انتقال فرمایا۔
حکیم سنائی غزنوی نے کہ مؤلف حدیقۃ الحقائق کے ہین غزنی کے رہنے والے تھے ہمیشہ دیوانون کی طرح ننگے پانون پھرتے۔ اور جب دوست اور اقارب انکے حال پر روتے وہ کہتے کہ میرے حال پر مت روؤ بلکہ خوشی کرو کہتے ہین کہ دوستون نے انکے لئے جوتا پیش کیا۔ لیکن انھون نے پھیر دیا۔ ان کا ایک قصیدہ ردیف رائیہ جسکو رموز الاولیا اور کنوز الانبیا کہتے ہین اس مین حقائق و معارف کی بہت باتین درج ہین ان کا ظہور بہرام شاہ بن مسعود غزنوی کے زمانہ مین تھا ان کے کلام سے حدیقہ ہے کہ نام سے بہرام شاہ کے نقل کیا ہے مولوی روم نے اپنی غزل مین ان کو یاد کیا ہے ؎ عطار روح بود و سنائی دو چشم او، ما از پے سنائی و عطار آمدیم + انکی وفات ۵۳۵ھ مین تھی۔
حضرت شیخ الاسلام احمد جام کہ بہ لقب زندہ پیل مشہور ہین اصل نام آپ کا ابو نصر احمد بن ابو الحسن ہے فرزندون سے جریر بن عبد اللہ بجلی کے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے روز ایمان لائے تھے حضرت احمد جام نے اٹھارہ برس کوہستان مین ریاضت مین بسر کیا تھا۔ تب آبادی مین آ گئے بڑے عارف کامل تھے اور حضرت شیخ کے بیالیس فرزند تھے جن مین سے انتالیس بیٹے اور تین بیٹیان تھین ان کی وفات کے وقت چودہ بیٹے اور تین بیٹیان باقی رہ گئی تھین اور سب عالم اور کامل تھے اور صاحب تصنیف کثیر ہین اور حضرت شیخ مرید سلطان ابو سعید ابو الخیر کے کہ بادشاہ اور عارف کامل تھے اور حضرت شیخ بھی صاحب تصنیف کاملہ تھے اور ان مین سے ایک کتاب سراج السائرین ہے ولادت آپ کی ۴۴۱ھ ہجری مین تھی اور وفات رجب کے مہینے ۵۳۶ھ ہجری مین۔ اور اسی زمانہ مین سلطان سنجر کے

جیلی

مولانا مغربی اور حکیم سوزنی اور عبدالواسع جبلی نے بھی کہ شاگردون سے تھے انتقال کیا۔ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی کہ مریدون سے حضرت خواجہ ابو علی فارمدی کے تھے اور صحبت یافتہ حضرت امام محمد غزالی کے تھے بڑے عارف اور خدا رسیدہ تھے ایک شخص کہ عتاب مین حضرت شیخ کے در آیا۔ آخر کار نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ قیصر روم کی مصاحبت مین در آیا اور حالت کفر مین نصارا ہو کر مر گیا۔ آپ کے بڑے مشہور مریدون مین حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کہ بڑے عارف اور صاحب تصرف اور کرامات تھے جنسے فیضان اویسی حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند کو پہونچا کہ اسکا ذکر انکے حالات مین کیا جائیگا اور وصایا انکے مشہور ہین کہ صوفیہ کا دستور العمل ہین غرض حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی نے ۵۳۶ھ مین انتقال فرمایا۔

فصل بیسوین المستنجد باللہ و المستضی بامر اللہ

المستنجد باللہ ابن مقتفی اپنے باپ کے بعد ۵۵۵ھ مین خلیفہ ہوا اسنے مکوس یعنی محل سائر کو بند کردیا مفسدین پر سخت گرم تھا مسلمین کے لیے بہت نرم تھا۔ اسکا فہم ثاقب تھا اس کی رائے صائب تھی۔ ایک مفسد کو قید کیا تھا۔ لوگون نے دس ہزار دینار دیکر چھڑانا چاہا۔ کہا مین دس ہزار دینار دیتا ہون اگر ایک ایسا اور مفسد مجھکو بتلادو ۵۶۶ھ مین بیمار ہو کر مر گیا۔

اسی کے عہد مین ایک بہت بڑے شخص تھے جنکا نام پاک حضرت سید عبدالقادر جیلانی الملقب بہ محی الدین تھا ۵۶۱ھ مین وفات فرمایا۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی کہ سادات حسنی الحسینی تھے سال چارسو اکتر ہجری مین جیلان مین پیدا ہوے آپکا نسب یون ہے حضرت سید عبدالقادر ابن ابی صالح ابن عبداللہ ثالث بن یحیی زاہد ابن محمد اول ابن داؤد ابن موسی ثانی ابن عبداللہ ثانی ابن موسی الجون ابن عبداللہ المحض ابن حسن مثنی ابن امام حسن ابن علی بن ابی طالب

رضی اللہ عنہم اجمعین آپ اٹھارہ برس کی عمر میں جیلان سے بغداد مین آئے اور علم ظاہر اور باطن مین کمال پیدا کیا آپ مرید اور مجاز اپنے والد بزرگوار کے اپنے آبائی سلسلہ مین تھے لیکن جب بغداد مین آئے تو شیخ ابو سعید مبارک کی صحبت اختیار کی اور ان سے خرقۂ خلافت پایا جب جیلان سے آپ چلے تو آپکی والدہ نے نصیحت کی کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا اور خرچ کے واسطے کچھ اشرفیان آپ کے کپڑے کی تہ مین ٹانک دی تھین راہ مین کئی ڈاکوؤن سے ملاقات ہوئی انھون نے پوچھا کہ تمھارے پاس کچھ نقد بھی ہے آپ نے سچی بات فرمادی۔ لیکن ان لوگون نے باور نہ کیا اور جانے دیا۔ لیکن ایک نے ان مین سے دیکھا اور آپ کے قول کو سچ پایا ان لوگون نے سبب سچ کہنے کا پوچھا آپ نے فرمایا کہ والدہ کا حکم ہے اور چند نصیحت انکو کی جسنے انکو اثر کی اور سب توبہ کرکے مسلمان ہو گئے اور آپ کے تصرف اور کرامات بیشمار ہین لوگون نے دفتر کے دفتر مین صرف آپکے تصرف اور کرامات کو لکھا ہے چنانچہ اعجاز غوثیہ مصنفہ حضرت سیدنا مولانا محمد قاسم ابوالعلائی دانا پوری کی اور عروۂ وثقی مصنفہ مولانا شاہ علی حبیب پھلواری رحمۃ اللہ علیہم کی بہت معتبر کتاب اسی بارے مین ہے اکثر کرامتین آپ کی اس قسم کی ہین کہ مردے کو زندہ کیا ہے چنانچہ ایک بارات کے لوگ جو دریا مین غرق تھے بعد کئی برس کے آپ کے تصرف سے زندہ نکل آئے اور مرغ کی ہڈیان جسکو آپ نے تناول کرکے چھوڑی تھین مرغ کی صورت ہوکر زندہ ہو بیٹھا۔

کہتے ہین کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہین ایک معروف کرخی دوسرے امام احمد حنبل تیسرے بشر حافی چوتھے منصور بن عمار پانچوین جنید بغدادی چھٹے سری سقطی ساتوین سہیل بن عبداللہ آٹھوین حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم۔

لکھتے ہین کہ حضرت امام حسن عسکری نے ایک شخص کو ایک جانماز عطا فرمائی کہ اپنے خاندان مین وصیت کرے کہ جو شخص سید عبدالقادر جیلانی - کو کہ میرے دو سو برس بعد ہوگا وقت کھے تو یہ جانماز ہماری اسکو پہونچادے۔

چنانچہ جب آپ بغداد مین آئے اور آپ کے نام پاک کا شہرہ ہوا ایک شخص وہ جانماز لیکر آیا اور آپ نے قبل کہنے اُسکے وہ جانماز اس سے مانگ لی حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی فرماتے تھے کہ اوائل مین مجکو علم کلام سے نہایت ذوق تھا - اور میرے چچا مجکو اس سے باز رکھتے تھے لیکن دل نہ مانتا تھا ایک روز میرے چچا ابو نجیب ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مجکو سید پاک غوث اعظم حضرت سید عبدالقادر کی حضور مین لے گئے اور فرمایا کہ مین اس اپنے بھتیجے کو علم کلام سے باز رکھتا ہون لیکن نہین مانتا آپ نے اپنا دست مبارک سینہ پر میرے پھیرا مین علم کلام کو بھول گیا - اور علم معرفت میرے سینہ مین چمکا۔

حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کی خدمت مین حاضر ہونا اور قطب الدین بختیار کاکی کا ساتھ جانا اور کیفیت مین مرنا اور حضرت سید عبدالقادر رحمۃ اللہ کا ان کو زندہ کرنا مشہور ہے۔

اسی زمانہ مین سلطان سنجر سلجوقی بن ملک شاہ خراسان کا بادشاہ تھا اہل کمال کا قدردان تھا اسکو آپ کی ملازمت کی تمنا ہوئی اور عریضہ حضور مین ارسال کیا اور عقیدت کا اظہار کیا اور لکھا کہ چونکہ مین سلطنت کا پابند ہون اور میرے وہان حاضر ہونے سے لشکرون سے کھیتون کی بربادی کا احتمال ہے اسلئے گزارش ہے کہ اگر حضور قدم رنجہ فرمائین تو ملک نیمروز حضور کے واسطے درویشون کے لنگر اور خرچ خانقاہ سے وقف کیا جائیگا - آپ نے یہ دو بیت فارسی کے اسکے جواب مین لکھے

چون چتر سنجری رُخ بختم سیاہ باد	با فقر گر بود ہوس ملک سنجرم

صد ملک نیمروز بیک جو نمی خرم ہا		تا یافت جا ابن خبراز ملک نیم شب	

آپ کا ذکر گلستان مین حضرت سعدیؒ نے کیا ہے کہ کعبہ کے دروازہ پر سر رکھکر یہ فرماتے تھے کہ اے اللہ مجھ گنہگار کو قیامت کے دن نیکون کے سامنے اندھا اُٹھا کہ اُسدن مین شرمندہ نہون آپ کے بارہ بیٹے تھے اور سب عالم اور کامل تھے سب سے بڑے بیٹے حضرت عبدالوہاب معروف بہ عبدالرزاق تھے جنکا نام اکثر سلسلون مین دیکھا جاتا ہے آپ مین سب طریقون کے فیضان جمع تھے اور آپ کے بعد کوئی طریقہ ایسا نہوا کہ جس مین آپ کا فیضان جمع نہوا آپکی وفات شریف سترھوین ربیع الثانی ۵۶۱ھ مین ہوئی آپکا سن مبارک اکانوے برس کا ہوا آپکو غوث ثقلین غوث الاعظم اور پیر دستگیر اور بڑے پیر کے لقب سے لوگ مخاطب کرتے ہین اور آپکی تصنیف سے غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب مشہور کتابین ہین اور قصائد غوثیہ عربی کا اور فارسی کا دیوان آپکا بھی خوب ہے جس سے آپکی فہم کی قوت اور فکر کی رسائی ظاہر ہوتی ہے آپ اپنے وقت مین امام زمانہ اور مجتہد دہر تھے تاہم آپ نے شافعی مسائل کی اقتدار کی اور بعد اسکے حضرت امام احمد حنبل کو خواب مین دیکھا تو حنبلی مسائل اختیار کیے جب لوگون نے سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہ مذہب غریب ہو گیا تھا چند معدود آدمی اس مذہب کے رہ گئے تھے اگر مین اختیار نہ کرتا تو چند برس مین یہ مذہب زائل ہو جاتا اور واضح رہے کہ فیضان اور نعمت الٰہی کو محدود صرف بارہ امام مین کہ اہل بیت سے گذر چکے ہین اور چار مجتہدون مین نہ جانین لیکن یہ لوگ کہ گذرے ہین بہت مشہور اور ممتاز تھے۔ اور آپ کی راہ پر بہت لوگ اہل حق سے گذرے ہین چنانچہ حضرت غوث الاعظم کو امام سیزدہم اہل بیت سے اکثرون نے شمار کیا ہے اور مجتہد فی المذہب سمجھتے ہین۔

المستضی بامر اللہ مستنجد اپنے باپ کے بعد ۵۶۶ھ ہجری مین خلیفہ ہوا اس نے

سائرات کو دور کردیا مظالم پھیر دیئے ایسا عدل وکرم ظاہر کیا جسکو کسی نے نہین دیکھا
نہ سُنا سادات اور علما کو بیحساب مال دیا مدارس اور رباط آباد کیئے اسکے سامنے
مال کی کچھ قدر نہ تھی خلیفہ ہوتے ہی ارباب دولت کو خلعت دیئے ایک ہزار تین سو
خلعت ابریشم بانٹے مصر مین اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا سکہ جاری ہوا ۵۷۵ھ
مین خلیفہ کا انتقال ہوا۔

فصل اکیسوین الناصر لدین اللہ والظاہر بامر اللہ

الناصر ابن المستضی بامر اللہ باپ کے بعد ۵۷۵ھ مین خلیفہ ہوئے ایک جماعت
اہل حدیث نے انکو اجازت دی انسے اجازت لی سینتالیس برس خلیفہ رہے ساری
عمر عزت اور جلال کے ساتھ بسر ہوئی دشمنون پر غالب رہے کسی نے سر نہ اٹھایا
جسنے دشمنی کرنا چاہا اُسکو خدا نے ذلیل کیا بہت بیدار مغز احوال ملک سے خبردار
تھے سارے ملک کا حال اسکو مخبر لکھتے تھے کسی بادشاہ کو کسی سے صلح کرادی
کسی کو کسی سے آپس مین لڑادیا مخفی تدبیر بہت اچھی آتی تھی لوگون کو گمان تھا کہ یہ
مخدوم جن مین یا غیب دان ہین کہ ہر بات پہلے سے معلوم کر سکتے ہین ہندو
مصر والے ویسے ہی ڈرتے ہین جیسا کہ بغداد والے یہان تک کہ ملوک اکابر شام
وغیرہ جب ذکر انکا خلوت مین کرتے اسکی ہیبت وجلال سے آواز دبا کر بولتے
سارے ملوک جابر باغی اور متغلب ان کی اطاعت مین داخل ہوگئے بہت سے
نئے ملک فتح کیئے جو اگلے خلفا سے مفتوح نہوئے تھے اندلس اور تاتار چین مین
اُنکے نام کا خطبہ پڑھا گیا انکا زمانہ گویا عروس دہر تھا لیکن کسی قدر شیعیت کی طرف
مائل تھے ابن الجوزی سے پوچھا حضرت صلعم کے بعد کون افضل تھا کہا جن کے
پاس انکی بیٹی تھین کھلا نہ کہا کہ ابوبکر آخر عمر مین اندھے ہوگئے تھے مگر کسی کو ثابت
نہوا حتی کہ وزیر نے نہ جانا۔ ایک لونڈی کو اپنا سا خط سکھلا دیا تھا وہ مثل

انکے فرمان پر انکے نام سے دستخط کر دیتی تھی سنہ ۶۲۲ھ مین انتقال کیا سنہ ۵۸۲ ہجری مین ہفت ستارہ میزان مین جمع ہوئے منجمین نے کہا کہ ہوا کے طوفان سے سارا عالم ویران ہوجائیگا لوگون نے تہ خانے کھودے گڑھے بنائے غار تیار کیا کھانا پانی رکھا ہوا کا رستہ بند کیا اور نوین جمادی الثانی کو کہ روز مقررہ تھا منتظر رہے۔ لیکن ہوا نہ چلی انوری شاعر بھی منجم تھا اس نے بھی ایسا ہی کہا تھا دوسرے شاعرون نے اس کی ہجو لکھی ہے

در روز حکم او نہ وزیدست ہیچ باد	یا مرسل الریاح تودانی نہ انوری

لیکن اسی سال چنگیز خان تاتاری کا اقتدار ہوا بہت ملک فتح کیے اور بڑی خونریزی کی اسکا حال آیندہ لکھا جائے گا سنہ ۵۹۳ھ مین عجب اتفاق ہوا کہ جو پہلا دن اس سال کا تھا وہی پہلا دن اس سال کا تھا وہی پہلا دن ہفتہ کا پہلا دن سال شمسی کا پہلا سنہ فارس کا تھا سورج چاند برج حمل مین تھے اس سال مین بہت فتوح ہوے خصوصًا سلطان صلاح الدین نے کہ خاندان اتابک کی جگہ شام اور مصر اور عرب کا بادشاہ ہوگیا تھا ۹۱ برس کے بعد بیت المقدس کو اہل فرنگ کے ہاتھ سے چھین لیا سارے کنیسے اور گرجا گھر گرادیے ان کی جگہ مدارس شافعیہ بنادیے سنہ ۵۹۶ھ مین سخت قحط مصر مین پڑا سنہ ۶۰۰ھ مین فرنج نے نیل پر ہجوم کرکے شہر فوہ کو لوٹ لیا سنہ ۶۰۱ھ مین قسطنطنیہ مین ہوکر یونانی رومیون کو نکال دیا سنہ ۶۰۶ھ کے آغاز مین چنگیز خانی تاتاریون کی آمد ہوئی سنہ ۶۱۵ھ مین فرنج نے برج سلسلہ دمیاط کو لے لیا یہ برج وسط نیل مین تھا اسکے سامنے جانب مشرق دمیاط ہے دیار مصر کا قفل تھا جانب غرب جزیرہ ہے سنہ ۶۱۶ھ مین فرنج نے خود دمیاط کو لے لیا مسجدون کو گرا کر گرجا گھر بنادیا مگر سنہ ۶۱۸ھ مین دمیاط انکے ہاتھ سے نکل گیا سنہ ۶۲۱ھ مین قاہرہ مین دار الحدیث بنایا گیا کعبہ مکرمہ کو مامون نے سفید دیباج پہنایا ناصر نے

اسکو سبز نمچیا یا چرسیاہ کہ ابتک جاری ہے۔
اسی عہد مین رشیدی سمرقندی سے کہ بڑے بزرگ اور فاضل تھے
اور زمانہ مین اتسز بن خوارزم شاہ کے تھے خطہ خوارزم مین ۵۵۱ہجری مین
اور حکیم ازرقی نے کہ بڑے فاضل سلطان طغرل شاہ ثانی سلجوقی کے دور مین اور
اوحدالدین اور شہاب الدین قتیل اللہ نے کہ بڑے عارف تھے ۵۸۶ھ
مین اور اوحدالدین انوری سے کہ بڑا شاعر سلطان سنجر کے دور مین تھا ۵۹۰ھ
مین اور سلطان الشعراء افضل نجم خاقانی شروانی نے ۵۹۶ھ مین اور حضرت والا
نظام الدین گنجوی نے کہ بڑے شاعر شیرین بیان اور عارف کامل تھے ۵۹۷ھ
مین اور اسی سال شیخ ابوالفرج ابن الجوزی نے کہ بڑے محدث اور عالم تھے اور
ظہیرالدین فاریابی نے کہ بڑے شاعر اور عالم اور رشیدی سمرقندی کے شاگرد
تھے ۵۹۸ھ مین اور امام فخرالدین رازی نے کہ بڑے عالم متبحر اور بڑے
صاحب تصانیف تھے ۶۰۶ھ مین اور حضرت مجدالدین بغدادی نے کہ بڑے
عالم اور عارف کامل مرید حضرت نجم الدین کبریٰ کے تھے ۶۱۶ھ مین اور حضرت
نجم الدین کبریٰ نے کہ بڑے عارف اور برگزیدہ تھے ۶۱۸ھ مین وفات
فرمائی اوحدالدین انوری کی اصل قریۂ بدنہ سے ہے جو خراسان مین ہے اور
اس میدان کو خاوران کہتے تھے اسی سبب سے انوری نے اپنا تخلص پہلے
خاوران رکھا تھا اسکے استاد عمارہ نے کہا کہ انوری تخلص رکھو شروع شباب مین یہ
طوس کے مدرسۂ منصوریہ مین تحصیل علوم مین مشغول ہوا بہت افلاس سے
ساتھ بسر کرتا تھا ایک روز مدرسے کے دروازے پر بیٹھا تھا کہ ایک شخص
نہایت عمدہ لباس پہنے گھوڑے پر سوار مع غلام کے جاتا تھا۔ پوچھا کہ یہ شخص
کون ہے کہا کہ سلطان سنجر کے شعراء سے ہے کہا سبحان اللہ علم کا مرتبہ

یہ بلند ہوا اور مین اس قدر مفلس رہون مین بھی اپنے کو شاعری مین مشہور کرتا ہون۔ اور اسی رات کو سلطان سنجر کے نام ایک قصیدہ لکھا اور اُس کے صبح ہوتے ہی بادشاہ کی خدمت مین گزرانا چونکہ بادشاہ بڑا سخن شناس تھا انعام اور اکرام بخشا اور اپنا مصاحب بنایا علم نجوم مین سرآمد زمانہ تھا اور جب طوفان کی خبر دی اور وہ غلط ہوئی تو بادشاہ اُس سے آزردہ ہوا۔ اس سبب سے انوری بلخ کو آیا اور بقیہ اوقات وہین بسر کی یہان تک کہ ۵۹۷ھ مین مرگیا اور اسکی قبر بغل مین حضرت احمد خضرویہ کے ہے انوری کی شاعری اور فضیلت اظہر من الشمس ہے بہت کم لوگ اسکے مقابل کے تھے۔

سلطان الشعرا خاقانی شروانی کہ اکمل شعراے مین اور نام انکا افضل الدین ابراہیم ابن علی شروانی ہے اور شروان کے رہنے والے تھے اور چونکہ خاقان کبیر ملک منوچہر کے خدمتی تھے اسلیے خاقانی تخلص رکھا اور برابر اُسکے مداح تھے کہ وہ شروان کے تمامی بادشاہون سے فضل وکمال مین ممتاز تھا اور بسبب فصاحت و بلاغت کے لوگ انکو حسان عجم کہتے تھے چنانچہ خود اپنی تصنیف مین اسکا ذکر کیا ہے ؎

چون دید کہ در ہنر تمامم
حسان عجم نہاد نامم

لکھتے ہین کہ خاقانی شاگرد فلکی کا تھا اور مستضی خلیفہ کے زمانے مین تھا اور قصیدہ عربی بغداد کی مدح مین لکھا تھا اور خاقانی نے بھی حکیم سنائی کے قصیدہ رائیہ کا جواب لکھا ہے اور یہ بھی اہل عرفان سے تھا اور اثیر الدین شاعر کہ سلطان طغرل ثانی سلجوقی کا مداح تھا ان کا ہمعصر تھا اور درمیان اُن کے اور اسکے معارضات رہے اور خاقانی سرخاب مین مدفون ہین اور قبر افضل الزمان ظہیر الدین فاریابی اور شاہ غفور نیشاپوری کی خاقانی کے پہلو مین ہے۔

حضرت شیخ نظامی گنجوی کو علوم ظاہری اور باطنی اور مصطلحات رسمی مین بہرہ

تمام عمر گزرانا یہ کہ اول سے آخر تک قناعت اور تقویٰ اور عزلت مین گزرانا۔ ہرگز مشغول در شاعرون کے حرص و ہوا مین نہ رہے اور نہ اہل دنیا کی خدمت کی۔ بلکہ سلاطین زمانہ نے آپ سے تبرک چاہا اور شیخ نے اکثر مثنوی ان کی التماس سے بموجب نظم کیا چنانچہ مخزن اسرار بہرام شاہ سلجوقی والی روم کے نام سے لکھا اور لیلی مجنون خاقان کبیر ملک منوچہر بادشاہ شروان کے نام سے نظم کیا اور ہفت پیکر اتابک قزل ارسلان کے نام سے مرقوم ہے اور سکندر نامہ کہ ان کی آخری کتاب ہے طغرل شاہ ثانی سلجوقی کے نام سے ہے اور ۶۴ برس کی عمر مین وفات پائی اور قبر ان کی گنجہ کے باہر ہے جو گرجستان مین ہے اور حضرت شیخ کو خضر علیہ السلام کی صحبت بھی تھی جیسا ان کے کلام سے ظاہر ہے ع مرا خضر تعلیم گر بود دوش۔

ظہیر الدین فاریابی رشید سمرقندی کا شاگرد ہے نہایت فاضل تھا اور شاعری مین مرتبہ عالی رکھتا تھا۔ اصل اس کی فاریاب سے ہے زمانے مین اتابک قزل ارسلان کے عراق مین آیا اور قزل ارسلان کا مداح ہوا ابتدا مین ظہیر فاریاب سے نیشاپور مین آیا اس زمانہ مین سلطان طغرل شاہ ثانی نیشاپور کا حاکم تھا کہ بعد سلطان سنجر کے جانشین ہوا تھا حاصل کلام ظہیر نیشاپور سے بطور سیر کے اصفہان مین آیا اور اصفہان سے آذربائجان پہونچا اور اتابک محمد بن بلدگز کہ وزیر اور چچا طغرل شاہ کا تھا اس کو تعلیم کیا اور دس برس تک اتابک کی خدمت مین رہا اسکے مرنے کے بعد اُسکا بھائی قزل ارسلان کے ساتھ رہا لیکن آخر مین اسکو چھوڑکر اتابک ابوبکر بن محمد کی خدمت مین چلا گیا اور ظہیر الدین کی وفات تبریز مین ہوئی۔

امام فخر الدین محمد رازی کی اصل طبرستان سے ہے رمضان کے مہینے مین ۵۴۴ھ

مین مقام رے مین پیدا ہوا اپنے باپ سے تحصیل علوم کرتا اور اسکے مرنے کے بعد
سمنان مین گیا اور کمال سمنانی سے علوم رسمی حاصل کیا اس شخص کو بسبب کمال علم
رسمی کے امام کہتے ہین ورنہ مسلمانون مین مثل اہل اللہ کے اسکی تقدیس
نہین کیجاتی اور وہ مثل حکماے فلسفہ کے تھا اور سلطان شہاب الدین
غوری کا ہمعصر تھا یہ شخص نہایت جمیل اور باوقار تھا اور جب سوار چلتا تو تین سو
طلبا اسکے ہمرکاب چلتے اور اس کی تصانیف مختلف علوم مین ہین اور ان مین سے
حدائق الانوار اور تفسیر کبیر ہے۔ اس کی وفات ہرات مین ہوئی اور قبر
خیابان ہرات مین ہے۔

حضرت شیخ مجدالدین بغدادی کہ یگانہ زمانہ اور برگزیدہ تھے۔ حضرت
شیخ نجم الدین کبری کے تربیت یافتہ تھے۔ اصل ان کی بغداد تھی خوارزم شاہ
نے خلیفہ بغداد سے ایک طبیب چاہا۔ خلیفہ نے مجدالدین بغدادی کو بھیجا اور وہ
مقربان بادشاہ سے ہوے جمعہ کے روز مجلس کرتے اور وعظ فرماتے اور مان
سلطان قطب الدین محمد خوارزم شاہ کی کہ عورت جمیلہ تھی اور وعظ کا شوق رکھتی
کبھی شیخ مجدالدین کی زیارت کو آتی اور وعظ سنتی اور دشمنون نے
بادشاہ سے اسکی شراب کی مستی مین کہا کہ تمھاری مان نے مجدالدین بغدادی سے
عقد کیا ہے اور وعظ کا بہانہ ہے۔ یہ سنکر بادشاہ کو بہت رنج اور غصہ ہوا اور حکم دیا کہ
مجدالدین بغدادی کو دجلہ مین ڈالدو۔ لوگون نے ڈالا۔ یہان تک کہ انھون نے
وفات فرمائی ان کی شہادت سنہ ۶۱۶ھ مین ہوئی۔

حضرت شیخ نجم الدین کبری مرید اور صحبت یافتہ ابونجیب ضیاء الدین سہروردی
کے ہین کہ جن کا واسطہ چوتھا حضرت ممشاد دینوری مرید حضرت جنید بغدادی
ہے اور بھی ابونجیب ضیاء الدین شیخ شہاب الدین سہروردی کے

مجاور ہیں بھی ہین۔ شیخ نجم الدین کبرے بڑے عارف کامل اور محدث عالم تھے اور ان کا لقب اولیا گرتھا اس سبب سے کہ جو ان کی خدمت مین پہنچا اور طالب حق ہوا وہ ولی کامل ہوا۔

الغرض جب سلطان محمد خوارزم شاہ کے اشارہ سے شیخ مجدالدین کو دجلہ مین ڈالا۔ اور یہ خبر حضرت نجم الدین کبریٰ کو پہونچی چہرہ متغیر ہو گیا اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون میرے فرزند مجدالدین کو دریا مین ڈالا۔ اور دفات کی سر سجدہ مین کھا اور عرصہ تک سجدہ مین رہے اور فرمایا کہ ہمنے اللہ تعالےٰ سے چاہا کہ میرے فرزند کے خونبہا مین ملک بادشاہ سے لے سلطان نے یہ ماجرا سنا اور نہایت پشیمان ہوا اور ایک طشت مین اشرفی اور ہاتھ مین کفن اور تلوار لیکر پیادہ پا شیخ کی حضور مین آیا اور جوتے کے پاس کھڑا رہا۔ اور کہا کہ اگر دیت چاہیئے تو یہ طشت زر حاضر ہے۔ اور اگر قصاص چاہیئے تو یہ تلوار اور کفن حاضر ہے اور یہ سر موجود ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ دکان ذلک فی الکتاب مسطورا اسکی دیت زر نہین ہے تمہارا اور ہمارا سر ہے اور بہت خلائق کا سر ہے ناچار سلطان محمد نومید ہو کر واپس آیا اور عنقریب زمانہ مین چنگیز خان تاتاری کہ فرقہ کفار سے تھا اور بادشاہ قہار تھا چین کی جانب سے ظاہر ہوا اور بلائے عظیم کی طرح عجم کی طرف متوجہ ہوا۔ بادشاہ کے دل مین باوجود مردانگی کے ایسا ڈر پیدا ہوا کہ بے لڑے مفرور ہوا اور جہان جہان مفرور ہوا تاتاری مغل نے اسکا تعاقب کیا اور شہروں کو ویران اور لاکھوں کا خون کیا یہان تک کہ وہ سنہ ۶۱۷ھ مین مر گیا حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ۔ اسی ہنگامے مین شہید ہوے اور ایک کافر کا بال پکڑ لیا تھا ہزاروں نے ملکر چھڑانا چاہا نہ چھوٹا یہان تک کہ اس کا بال کاٹ ڈالا۔ آپ کے کامل مریدوں سے حضرت سیف الدین۔

سے کہ جنسے سلسلہ کبرویہ فردوسیہ جاری ہوا۔

فصل بائیسوین الظاہر بامر اللہ و المستنصر

الظاہر بامر اللہ ابن ناصر لدین اللہ اپنے باپ کے بعد جانشین ہوا اسوقت باون برس کی عمر تھی۔ اس نے خوب عدل کیا ظلم کو مٹایا قدیم خراج لیا باپ نے جو اضافہ کیا تھا اسکو چھوڑ دیا یعقوبہ کا خراج دس ہزار دینار تھا ناصر اسی ہزار لیتا تھا اس نے وہی دس ہزار رکھا قیدیون کو رہا کر دیا ایک لاکھ دینار بقرعید کے دن علما اور صلحا کو بانٹے کسی نے کہا کہ جتنا تم دیتے ہو اسکا دسوان حصہ بھی کوئی نہین دے سکتا کہا مین نے دوکان بعد عصر کے کھولی ہے مجھکو خیرات کرنے دو۔ خادمون نے کہا تمھارے باپ کے وقت مین خزانہ بھرا تھا کہا خزانہ بھرنے کے لیئے نہین ہے خالی کرنے کے لیئے ہے اللہ کی راہ مین جمع کرنا تجار کا کام ہے سنہ ۶۲۳ھ مین انتقال کیا نو مہینے کئی روز زندہ رہا اسنے حدیث کی روایت اپنے باپ سے کی ان سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے پوتے نے سند لی۔

المستنصر باللہ بن الظاہر اپنے باپ کے بعد سنہ ۶۲۳ھ مین خلیفہ ہوا رعایا مین عدل و انصاف کیا اہل علم اور اہل دین کو اپنا مقرب بنایا مساجد رباط بارستانات بنائے سنتون کو زندہ کیا فتنون کو مٹایا لوگون کو سنت پر قائم کیا جہاد کا انتظام کیا لشکر جمع کیا قلعہ فتح کیئے سرحد کی حفاظت کی کسی طرح کا کوئی عیب ان مین نہ پایا جاتا تھا تتار نے لڑائی کا قصد کیا ان کے لشکر نے شکست عظیم دی ان کا بھائی خفاجی لقب کہتا تھا اگر مین والی ہوتا جیحون اترکر سارا ملک تتار کا چھین لیتا تاتاریون کو جڑ سے اکھیڑ دیتا لیکن مستنصر کے بعد اس کو کسی نے والی نہ بنایا ابو احمد پسر مستنصر کو بٹھلایا وہ ضعیف العقل تھا مسلمان ہلاک ہوگئے تاتاریون کو غلبہ ہوا مدرسہ مستنصریہ مین کہ اس نے قائم

گیا تھا۔ ایک سو ساٹھ اونٹ کتب نفیسہ کے آئے دو سو اڑتالیس مدرس مذاہب اربعہ کے تھے شیوخ حدیث علیٰحدہ بحساب تھے ۶۲۵ھ ہجری مین ملک اشرف نے مصر کے دمشق مین دارالحدیث بنایا ۶۳۶ھ ہجری مین سکہ نقرہ جاری ہوا پہلے اس سے پارۂ زر کا بھی رواج تھا ۶۳۷ھ ہجری مین دمشق کی۔ خطابت شیخ عزیزالدین بن عبدالسلام کو ملی ۶۴۰ھ ہجری مین مستنصر نے انتقال کیا شعرا نے مرثیے لکھے۔

اسی عہد مین حضرت فریدالدین عطار نے ۶۲۷ھ مین اور مولانا بہاءالدین۔ ولد مولوی روم کے والد نے ۶۳۱ھ مین اور حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی نے ۶۳۲ھ مین اور حضرت خواجہ غریب نواز سید معین الدین حسن سنجری حسینی نے ۶۳۳ھ مین اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے ۶۳۳ھ مین اور شیخ محی الدین ابن عربی نے ۶۳۸ھ مین وفات فرمائی۔ رضوان اللہ علیہم انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت فریدالدین عطار ابتدا مین شیوہ عطاری کا کرتے تھے ایک روز ایک فقیر ان کے پاس آیا اور کچھ چاہا۔ بسبب نہایت مشغولی کے اسکے سوال کی طرف مخاطب نہوے فقیر نے کہا کہ اس تعلق کے ساتھ تمھارا مرنا کیسا ہوگا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ جیسا تیرا مرنا ہوگا۔ اس فقیر نے کہا کہ ہماری ایسی موت تم نہین مر سکتے اور یہ کہکر کاسۂ چوبین سر کے نیچے رکھا اور اللہ اللہ کہکر مر گیا۔ جب عطار نے یہ حال دیکھا دوکان اٹھادی اور جو کچھ ہاتھ مین آیا ایثار کیا۔ اور حضرت شیخ رکن الدین کاف کی ملازمت مین حاضر رہے اور بہت سے درویشون کی خدمت مین حاضر ہوے اور شیخ صنعان ان کے شیوخ سے ہین اور بیت اللہ کی زیارت کو گئے اور وہان سے واپس آکر حضرت مجدالدین بغدادی کی خدمت مین رہے اور خرقہ فقر کا انسے پہنا۔ لکھتے ہین کہ ان کے چالیس رسالے نظم مین

حضرت فریدالدین عطار

منطق الطیر انکی تصنیف سے ہے مولوی روم نے لکھا ہے کہ منصور کا نور ڈیڑھ سو برس بعد فریدالدین عطار کی روح پر چمکا اصل شیخ کی قریہ کدگن سے ہے کہ نیشاپور کے اطراف مین تھا اور شیخ کی عمر دراز بہت ہوئی کہتے ہین کہ ایک سو چودہ برس زندہ رہے سلطان سنجر کے زمانہ مین پیدا ہوئے سنہ ولادت ۵۱۳ھ ہجری تھا اور ۲۹ برس نیشاپور مین رہے اور شہر شادیاخ مین ۸۵ برس رہے حضرت شیخ کا انتقال نیشاپور کے قتل عام مین کہ مغلون نے کیا تھا ہوا چنگیز خان کے مغلون نے بعد فتحیابی خوارزم کے نیشاپور کا محاصرہ کیا اس محاصرہ مین چنگیز خان کا داماد مارا گیا جس کا نام قراچار نوئیان تھا اس سبب سے قتل عام کا حکم دیا تھا ایک مغل نے پہلے حضرت شیخ کو گرفتار کیا اور چاہتا تھا قتل کرے کہ ایک شخص ظاہر ہوا اور کہا کہ اس بوڑھے شخص کو قتل نہ کر کہ اس کا خونبہا ہم ہزار اشرفی دیتے ہین حضرت شیخ نے کہا کہ مت بیچ کہ اس سے بھی زیادہ قیمت تجھکو ملیگی دوسرا آیا اور اس نے کہا کہ اسکو مت مار اسکا خونبہا یہ بوجھا گھاس کا مین دیتا ہون شیخ نے کہا کہ بیچو اس سے زیادہ کے قابل ہم نہین ہین اس پر مغل نے غصہ ہو کر آپ کو دہم جمادی الثانی کو قتل کیا۔

حضرت مولانا بہاء الدین تمامی حکماے بلخ کے سردفتر تھے اور زمانے مین محمد خوارزم کے بڑے باحشمت و عظمت تھے اور باوجود علم ظاہر کے تصوف مین بھی دخل تھا بعضون کا قول ہے کہ حضرت نجم الدین کبری کے خلفا سے تھے اور ان کی ماں بادشاہ خراسان علاء الدین محمد بن خوارزم شاہ کی بیٹی تھین اہل بلخ انکے بڑے معتقد تھے اور جس وقت وعظ فرماتے آپکے منبر کے نیچے عوام اور خواص بڑا اجماع کرتے سلطان محمد نے ان سے حسد کیا اور ان سے دشمنی کرنے لگا مولانا اس سے رنجیدہ ہو کر بلخ سے نکلے اور حج کا قصد کیا جب نیشاپور مین پہونچے

شیخ فرید الدین عطار انکی ملاقات کرائے اور انپی کتاب اسرار نامہ ان کے بیٹے مولانا جلال الدین رومی کو کہ لڑکے تھے ہدیہ دیا اور مولانا بہاء الدین ؒ سے کہا کہ بہت جلد یہ لڑکا عالم کے عشاق کو جلائیگا الحاصل بعد سفر حجاز کے قصد ملک شام کا کیا اور انبیا علیہم السّلام کے مزارات کی زیارت کی اور بعد کئی سال کی سیاحی کے مولانا مع اپنے ساتھیون کے زمانہ مین سلطان علاء الدین کیقباد سلجوقی کے ارض روم مین پہونچے اور اس نے بڑی عظمت کی اور اہل روم نہایت معتقد اور مریدان کے ہوئے اور بادشاہ بھی مع اپنے خاندان کے انکا مرید ہوا مولانا نے شہر قونیہ کا رہنا اختیار کیا اور وعظ اور فائدہ بخشی مین مشغول رہے کئی برس اسی طرح رہے یہان تک کہ انتقال فرمایا اور بطریق وراثت اور وصیت اپنے باپ کی جگہہ مولانا جلال الدین رومی جانشین ہوئے اور اپنے والد کے یارون کے پیشوا ہوئے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کی ولادت رجب مین ۵۴۳ سنہ ہجری مین ہوئی آپ مرید اور فیض یافتہ اپنے چچا حضرت ابو نجیب ضیاء الدین سہروردی کے تھے جو پیر حضرت نجم الدین کبریٰ کے تھے اور ابو نجیب ضیاء الدین سہروردی اپنے ماموں وجیہ الدین ابو حفص کے مرید تھے ان کو دو طرف سے فیض پہونچا تھا ایک تو حضرت ممشاد دینوری سے دو واسطہ کی درمیانگی سے اور وہ مرید حضرت جنید بغدادی ؒ کے تھے اور دوسرے حضرت ابو القاسم گرگانی ؒ سے بواسطہ احمد غزالی اور ابو علی رودباری کے الغرض حضرت شیخ شہاب الدین بڑے عارف کامل اور مقرب الٰہی تھے اور سیکڑون ولی اللہ آپ کی خانقاہ سے نکلے چنانچہ بہاء الدین زکریا ملتانی اور مخدوم یحیٰی منیری اور مخدوم نظام الدین غزنوی اور مخدوم شہاب الدین پیر جگجوت عظیم آبادی اور حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی وغیرہ آپ کے مریدان کامل سے تھے اور حضرت شیخ کو صحبت حضرت غوث الثقلین نے

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تھی اور خرقہ خلافت انسے بھی پایا تھا بعد
حضرت غوث الثقلین کے بغداد مین حضرت شیخ الشیوخ کا بڑا رشد ہوا کتاب عوارف کہ
اخلاق مین بیمثل اور عبارت عربی مین ہے اسی بزرگ کی یادگار ہے اکثر عارف اس کا
درس کرتے ہین حضرت شیخ کی وفات ۶۳۲ھ مین ہوئی اور بغداد جدید مین مدفون ہوئے
حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی کی اصل سیستان سے ہے جس کو سجستان
بھی کہتے ہین اور وہان کے لوگون کو سنجری یا سنگری بھی کہتے ہین ۵۳۵ھ مین قصبۂ
سنجر مین پیدا ہوے پندرہ برس کی عمر مین آپ کے والد حسن نے انتقال فرمایا
اور وہ بڑے صاحب ریاضت اور قناعت تھے اپنے والد کے انتقال کے
بعد سمرقند اور بخارا کو گئے اور کسی قدر علوم رسمی وہان حاصل کیا اور وہان سے
خراسان مین گئے اور وہان نشو ونما پایا اور قصبۂ ہارون مین کہ نیشاپور کے اطراف
مین ہے حضرت عثمان ہارونی کی صحبت مین پہونچے اور بیعت کی اور بیس
برس تک انکی صحبت مین ریاضت شاقہ کی اور بہت سے بزرگون کی مثل
نجم الدین کبریٰ اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہم رحمۃ اللہ
علیہم کے زیارت کی اور مستفید ہوے الغرض آپ اکابرون سے سلسلہ چشتیہ کے
ہین دو واسطہ کی درمیانگی سے آپ کا سلسلہ خواجہ مودود چشتی سے جا ملتا ہی اور
آٹھ واسطے کی درمیانگی سے حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہی آپ
سلطان معزالدین نام سے جسکو شہاب الدین محمد غوری بھی کہتے ہین پہلے
ہندمین آئے اور اجمیر مین یہان راے پتھورا رہتا تھا اقامت کی۔ لیکن اس
سے نہین بنتی تھی یہان تک کہ راے پتھورا شہاب الدین محمد غوری سے لڑا اور
مارا گیا تب آپ نے اجمیر مین عزلت اختیار کی خواجہ قطب الدین اوشی دہلوی
آپ کے خلفا سے ہین اور خواجہ فرید الدین شکر گنج کہ جن کا مزار پنجاب

میں جب مرید خواجہ قطب الدین کے ہیں اور شیخ نظام الدین اولیاء جنکا مزار دہلی میں ہم
حضرت فریدالدین شکر گنج کے مرید ہیں حاصل کلام بہت سے اہل کمال حضرت خواجہ کے
زیر عاطفت میں ہوئے اور اکبر نامہ میں مذکور ہے کہ اکبر بادشاہ اپنی سلطنت کے
زمانہ میں آپ کی بزرگی کی شہرت سنکر آپ کے مزار کی زیارت کے واسطے
کئی مرتبہ پیادہ پا آگرہ سے اجمیر گئے ہیں۔ اور وہان عمارت عالی بنائی تاریخ
آپ کی وفات کی چھٹی رجب روز شنبہ ۶۳۳ھ ہجری ہے اور بعد وفات کے
آپ کی پیشانی پر حبیب اللہ مات فی حب اللہ بخط نور لکھا ہوا دیکھا گیا یہان پر آپ کے
تصرفات کا ذکر ترک کیا گیا لیکن کرامات آپکے مزار سے ابتک ظاہر ہوتی ہین۔

خواجہ قطب الدین بختیار اوشی بیٹے کمال الدین موسیٰ کے تھے ولی مادر زاد تھے
اوش میں کہ درمیان اندجان کے واقع ہے پیدا ہوئے اور کمسنی میں یعنے
چودہ برس میں سفر اختیار کیا اور بغداد میں رجب کے مہینے میں ۶۲۲ھ ہجری میں
ابی اللیث سمرقندی کی مسجد میں سامنے شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ
اوحدالدین کرمانی وغیرہ کے خواجہ معین الدین حسن سنجر کے مرید ہوئے اور استفادہ
اٹھایا اور ہند میں ملتان پہونچکر حضرت مخدوم بہاء الدین زکریا کے پاس رہے اور
زمانہ میں سلطان شمس الدین التمش کے دہلی میں آکر اقامت کی اور کبھی کبھی شعر فارسی
میں فرماتے چنانچہ آپ کے یہ اشعار ہیں ؎

اے بگرد شمع رویت عالمے پروانہٴ	از لب شیرین تو شورست در ہر خانہٴ
من بہ بندیم آشنائی بیخودم خوان جگر	آشنا را حال اینست وائے بر بیگانہٴ
قطب مسکین گر گناہے میکند عیش مکن	عیب نبود گر گناہے میکند دیوانہٴ

حضرت خواجہ غریب نواز نے ۱۴ ربیع الاول کو ۶۳۳ھ میں انتقال فرمایا آپ کا مزار
دہلی میں مرجع خاص و عام ہے زیارتگاہ خاص وعام ہے۔ مابعد کے بادشاہوں نے اپنی

عین سعادت سمجھکر گھیر دیا ہے اور قطب صاحب کو لاٹ شہور ہے آپ کا انتقال اس شعر پر حضرت احمد جام کے عین وجد مین ہوا ہے کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جانے دیگر ست ؎ قاضی حمید الدین ناگوری آپ کے خلفا سے تھے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی پیدایش ۵۶۰ھ ہجری مین تھی اصل مین آپ کے والد اندلس (اسپین) کے تھے انکے والد حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی کے صحبت یافتہ تھے یہ بڑے عارف محقق اور صاحب تصانیف کثیرہ ہین چنانچہ ان کی فتوحات مکی اور فصوص الحکم اور تفسیر مشہور ہے انھون نے ۶۳۸ھ ہجری مین دمشق مین انتقال فرمایا۔

فصل تینتیسوین المستعصم باللہ

مستعصم باللہ ابن مستنصر اپنے باپ کے بعد جانشین ہوئے یہ آخری بادشاہ بغداد کے ہین۔ یہ بڑے عالم اور محدث تھے انکو حدیث کی سند ابن النجار نے دی ایک جماعت نے ان سے حدیث روایت کی دمیاطی نے چالیس حدیث کی تخریج ان سے کی یہ کریم۔ حلیم۔ سلیم۔ دیانت دار اور متبع سنت تھے مثل اپنے باپ دادا کے بیدار مغز اور ہوشیار تھے مگر جب ابن علقمی کہ باطن مین رافضی تھا وزیر ہوا مسلمانون پر تباہی لایا ظاہر مین خلیفہ کے ساتھ ہوا اور باطن مین تاتاریون سے سازش رکھتا تھا ۶۵۴ھ ہجری مین ایک آگ مدینہ منورہ مین ظاہر ہوئی اس آگ سے پہلے ایک زلزلہ آیا۔ اسکے بعد آگ نکلی اسکا قصہ جذب القلوب الی دیار المحبوب وغیرہ مین مفصل لکھا ہے اس آگ کی خبر حدیثون مین مذکور تھی پتھر کو جلا دیتی مگر مدینہ کے اندر قدم نہ رکھا ۶۵۵ھ مین تاتاریون نے جا بجا حملہ شروع کیا اور خلیفہ اور خلائق ابن علقمی کے نقرہ مین غافل رہے یہانتک کہ ۶۵۶ھ ہجری مین تاتار مغل بغداد مین ہوئے دو لاکھ تھے ہلاکو خان چنگیز خان کا پوتا انکا افسر تھا خلیفہ کا لشکر کم زور گیا تھا اسلیئے کہ ابن علقمی فریب دیکر کم کراتا

تھا اور جو تھا بھی اطراف مین بھیجا تھا اسلیئے جو قلیل خاص مین تھا مقابلہ کو آیا اور شکست اٹھایا دو مہینے تک مستعصم گھرے ہوے رہے ابن علقمی نے کہا کہ مین صلح کرا دیتا ہون اور مغلون کے لشکر مین گیا اور واپس آکر کہا کہ ہلاکو آپ کا مشتاق ہے اور آپ کو ملک بخشی کرے گا اور آپ کے بیٹے ابوبکر سے اپنی بیٹی کی شادی چاہتا ہے آپ خدم اور حشم سے اکابر سلطنت کے ساتھ اسکی ملاقات کو چلیئے اور ہلاکو سے کہہ رکھا تھا کہ مین انکو مع اراکین دولت کے لیئے آتا ہون سب کو قتل کرنا اور مجھکو اپنا وزیر کرنا اور کسی علوی کو خلیفہ کر دینا مستعصم اس فقرے مین آگئے اور ہلاکو کے خیمہ مین گئے اسنے سبکی گرفتاری کا حکم دیا اور سب کو قتل کیا بغداد کے سولہ لاکھ آدمی اس واقعہ مین شہید ہوے اور عباسیون کی خلافت بغداد مین ختم ہوئی چنانچہ شاعرون نے مرثیے اس ماتم مین لکھے اور حضرت سعدیؒ کا مرثیہ اس بارہ مین یہان درج ہوتا ہے۔

آسمان را حق بود گر خون بگرید بر زمین	برزوال ملک مستعصم امیر المومنین
اے محمد گر قیامت مے برآری سر زخود	سر برآور دین قیامت را میان خلق بین
خون فرزندان عم مصطفےؐ شد ریختہ	ہم بران خاکیکہ سلطانان نہادندے جبین

بعد فتح بغداد کے تاتاری شام کی طرف بڑھے لیکن شام اسوقت دخل مین صاحب مصر کے تھا جسکا نام ملک منصور تھا لیکن یہ منصور نہایت بچہ تھا اسکے وزیر سیف الدین منری نے سب اعیان کو جمع کیا اور شیخ الاسلام سے پوچھا کہ اس وقت کیا کرنا چاہیئے انھون نے کہا کہ سب کو چاہیئے کہ دشمن سے لڑین جب بیت المال مین کچھ نہ رہے رعایا سے لیکر لڑین اس لیئے سیف الدین بلقب یہ ملک مظفر ہوے ۶۵۷ھ اور ۶۵۸ھ مین کوئی خلیفہ نہ رہا اسی سنہ مین تاتاری فرات کے پار ہو کر حلب مین پہونچے وہان کی خلق کو تہ تیغ کرکے دمشق مین آگئے۔

اہل مصر نے شام کی طرف توجہ کی تاتاریون سے لڑنیکو چشمہ جالوت پر صف آرا

ہوے روز جمعہ ۱۵ رمضان کو تاتاریون نے شکست اٹھائی مسلمانون نے فتح پائی تاتاری بیحساب مارے گئے انکا بال مسلمانون کے ہاتھ آیا ملک مظفر نے دمشق کو اس فتحیابی کی خبر بھیجی پھر خود دمشق مین آئے اسکے سردار بیبرس نے تاتاریون کا تعاقب حلب تک کیا اور وہان تک ان سے ملک خالی کرالیا سلطان مظفر نے بیبرس سے فتحیابی پر وعدہ حلب دینے کا کیا تھا لیکن وعدے سے پھر گیا اسلئے ملک مظفر جب مصر کو جانے لگا راہ مین بیبرس نے اسکو قتل کیا اور خود ملک قاہر کا لقب لیکر بادشاہ ہوگیا پھر ملک طاہر کا لقب لیا ۶۵۹ھ ہجری مین پھر کوئی خلیفہ نہوا یہان تک کہ مصر مین خلافت ہوکر مستنصر سے بیعت کی گئی۔

اسی عہد مین حضرت شمس الدین تبریزی ؒ نے انتقال فرمایا۔

حضرت شمس الدین تبریزی ابن خاوند علاء الدین بڑے عارف کامل گذرے ہین اور یہ کیا نیون کی اولاد مین ہین ان کے والد قلعہ الموت کے والی تھے اپنے اجداد کے مذہب سے کنارہ کرکے دفتر اور رسالے کو ملحدون کے جلایا اور اسلام کے آثار ملاحدہ کے قلعون مین ظاہر کیئے اور حضرت شمس الدین کو واسطے سیکھنے علم و ادب کے پوشیدہ تبریز کی طرف روانہ کیا انھون نے وہان عورتون سے زردوزی بھی سیکھی تھی اور اسی سے زردوز کے لقب سے مشہور ہین۔

جب حضرت شمس الدین علم ظاہر سے ماہر ہوے مرید حضرت رکن الدین شمس کے ہوے اس بزرگ کا سلسلہ دو واسطون کی درمیانگی سے حضرت نجم الدین کبری سے جاملتا ہے ایک روز شیخ رکن الدین نے شمس الدین تبریزی سے کہا کہ تم کو چاہیئے کہ ارض روم کی طرف جاؤ اور ایک سوختہ ہے اس مین آگ لگاؤ وہ پیر کے اشارے سے روم کی طرف گئے اور شہر قونیہ مین پہونچے دیکھا کہ مولانا جلال الدین اونٹ پر بیٹھے ہین اور غلامان انکی ہمرکابی مین ساتھ ہین اور مدرسے سے گھر کو جاتے ہین حضرت شمس الدین بھی ہمرکابی مین چلے

اور ملاقات مولانا جلال الدین رومی سے ہوئی اسکے بعد مولانا ان کو ہمیشہ بلاتے اور ان کی صحبت کرتے اور تنہا ان کے ساتھ جنگل کو جاتے غلامون نے اور مولانا کے مریدون نے شور و غل کیا کہ ایک شخص ننگا مسلمانون کے پیشوا کو بے راہ کیے ہے۔ اور یہ طعن ہمیشہ کیا کرتے یہانتک کہ شمس تبریز مولانا سے چھپکر تبریز کو گئے لیکن مولانا کو انکی فرقت کی طاقت نہ رہی اور تبریز سے واپس روم کو لے گئے پھر مولانا کے مریدون نے شور و غوغا مچایا پھر شمس تبریز کسی ضرورت سے شام کی طرف تشریف فرما ہوئے جب وہان سے پھر روم مین واپس آئے اور مولانا کے ساتھ خلوت مین بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے شمس تبریز کو دروازہ سے پکارا اُسی وقت اُٹھے اور مولانا سے کہا کہ مجھکو قتل کے واسطے بلاتے ہین اُسی وقت سات آدمیون نے مشورہ کیا تھا اور کمینگاہ مین تھے ایک چھری کاری شیخ کو ماری شیخ نے نعرہ کیا کہ وہ جماعت بیہوش ہوگئی ایک ان مین سے علاء الدین محمود مولانا کا بیٹا تھا مولانا نے اسکی نسبت فرمایا کہ انہ لیس من اہلک جب قاتلون کو ہوش آیا سواے چند قطرات خون کے کچھ نہ دیکھا اور قاتلان بھی اسکے بدلے مین بلاے ناگہانی مین مبتلا ہو کر بہت جلد مر گئے اور علاء الدین محمود کو بھی ایک ایسی علت پیدا ہوئی کہ اسی زمانہ مین وفات کی اور مولانا اسکے جنازہ مین بھی شریک نہوے اور بعض لکھتے ہین کہ شیخ شمس تبریز کی قبر مولانا بہاء الدین ولد کی قبر کی بغل مین ہے لوگون نے ان کی لاش کنوئین مین ڈالدی تھی مولانا کے بیٹے سلطان ولد نے خواب مین دیکھا اور لاش نکلوا کر دفن کی۔

فصل چوبیسوین خلفاے عباسیہ مصر کے بیان مین کہ نام کے خلفا تھے اور وہ تیرہ ہین

اول خلیفہ مصر کا مستنصر باللہ ابن الظاہر تھا یہ بغداد مین قید تھا جب

تاتاریون نے بغداد لے لیا ان کو رہا کر دیا یہ بھاگ کر غرب عراق کو چلے گئے جب
بیبرس کی سلطنت مصر میں ہوئی دس آدمیوں کے ہمراہ مصر میں آئے بیبرس نے
مع قضاۃ اور امراے دولت کے استقبال کیا قاضی القضاۃ تاج الدین کے روبرو
مستنصر نے اپنا نسب ثابت کیا اسوقت سب نے ان سے بیعت کی اور پھر
قاضی القضاۃ نے پھر شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے پھر سب اکابر نے مستنصر کے
نام کا سکہ جاری کیا گیا خطبہ پڑھا لوگ خوش ہوے جمعہ کے دن سیاہ لباس پہنکر
جامع قلعہ میں نماز پڑھی منبر پر چڑھکر خطبہ پڑھا اس میں بنی عباس کی بزرگی بیان کی سلطان
اور اہل اسلام کے لئے دعا کی پھر سلطان کو خلعت دی حکومت کا فرمان بخشا عہد حکومت
لکھدیا سلطان بیبرس نے خلیفہ کے لئے گھر بار اہتمام ضروری مصارف مہیا کیے
سو گھوڑے تیس خچر دس قطار اونٹ بہت سے غلام ایک اتابک ایک خزانچی ایک
منشی وغیرہ دیئے پھر مستنصر نے ارادہ عراق کا کیا سلطان نے مشایعت کی بہت سامان
دیئے جب خلیفہ روانہ ہوے بہت سے ملوک انکے ہمراہ ہوے صاحب موصل صاحب
سنجر صاحب جزیرہ راہ میں حاکم حلب ملا اسنے اطاعت اختیار کی پھر خلیفہ نے حدیثہ کو
لے لیا پھر ہیت کو فتح کیا اس میں تاتاریون کے لشکر سے مقابلہ ہوا بہت مسلمان مارے
گئے خلیفہ کھو گئے ظاہر یہ ہے کہ شہید ہو گئے کسی نے کہا بچکر روپوش ہو گئے یہ واقعہ
سنہ ۶۶۰ ہجری میں ہوا چھ ماہ سے کم خلافت کی۔

دوسرے خلیفہ حاکم بامر اللہ تھے

دوسرے خلیفہ مصر کے حاکم بامر اللہ تھے یہ مسترشد باللہ کی اولاد میں تھے
وقت واقعہ بغداد کے چھپ رہے بچ گئے نکلکر چند روز نزدیک بنی خفاجہ کے رہے جب
ملک مظفر دمشق کو آئے ان کو ڈھونڈھکر نکالا بیعت خلافت کی بہت سے امراے
عرب انکے ہمراہ کر دیئے حاکم نے - عانہ - حدیثہ - ہیت - انبار نے لیا

صف تاتار کو شکست دی ۶۶۱ھ میں ملک ظاہر نے انکو بلا کر برج کبیر قلعہ مین اتارا
جامع قلعہ مین ان کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور چالیس برس خلافت کی امام
عبدالحلیم ابن تیمیہ نے بھی انسے بیعت کی خلیفہ نے اپنی طرف سے سلطان کو مختار کیا
جابجا دعوت اطاعت لکھی گئی اسی سال بہت سے تاتار مسلمان ہو کر امن کے طالب
ہوئے انکے لیئے سعدی کپڑا مقرر کیا گیا ۶۶۲ھ ہجری مین تدریس حدیث دمیاطی سے
سپرد ہوئی اسی سال مین بڑا زلزلہ آیا ۶۶۳ھ ہجری مین سلطان اندلس نے فرنج پر فتح
پائی بتیس شہر مصر مین جو ہاتھ سے نکل گئے تھے جیسے اشبیلہ مرسیہ وغیرہ وہ واپس لیئے
اسی سال ہلاکو خان ہلاک ہوا اسکی جگہ اسکا بیٹا ابغا خان بیٹھا اسی سال سلطان
نے اپنے بیٹے ملک سعید کو سلطان بنایا اسکی چار برس کی عمر تھی شاہانہ شوکت
رکھتا تھا اسکی سواری قلعہ جبل کو لے گئے خود فرزند کے سامنے غاشیہ اٹھایا سب امرا
پیادہ سواری کے ہمراہ تھے اسی سال چاروں مذہب کے قاضی مصر مین مقرر ہوئے
۶۶۵ھ ہجری مین سلطان نے نوبیہ دنقلہ (ڈنگولا) کے والی کو لڑکر قید کیا اور دنقلہ
والون پر جزیہ مقرر کی ۳۱ھ ہجری مین حضرت عثمان کی خلافت مین حضرت
عبداللہ نے پہلے اسپر حملہ کیا تھا اور جب سے برابر حملہ ہوتے تھے لیکن پورا نہ فتح
ہوا تھا اس سال پوری فتح اسپر ہوئی ۶۷۶ھ ہجری مین ملک ظاہر نے دمشق مین
انتقال کیا ملک سعید اٹھارہ برس کی عمر مین بجائے باپ کے بیٹھے ۶۷۸ھ ہجری مین
ملک سعید اتار دیئے گئے کرک کی طرف سلطان بناکر بھیجے گئے اسی سال وہ
مر گئے مصر مین انکے بھائی سلامش کو سات برس کی عمر مین بجائے ملک سعید کے
بٹھادیا خطبہ سکہ جاری ہو گیا پھر رجب مین سلامش کو بے لڑے بھڑے اتار دیا قلاوون سلطان
ہو گیا لقب ملک منصور ہوا ۶۷۹ھ ہجری مین مصر مین بڑے اولے گرے ۶۸۰ھ
مین تاتار کا لشکر شام پر آیا بڑی لڑائی ہوئی مسلمان غالب رہے ۶۸۱ھ ہجری مین

سلطان نے طرابلس لے لیا جو ہاتھ مین نصاریٰ کے ۵۰۲ھ سے تھا ۶۹۰ھ مین قلاوون مر گیا ملک اشرف اسکا بیٹا بجائے باپ کے بیٹھا قاضی بدر الدین بن جماعہ نے نماز پڑھائی خطبہ پڑھا پھر خلیفہ نے دوسرا خطبہ پڑھا بغداد لینے پر رغبت دلائی ۶۹۴ھ ہجری مین قازان بن ارغون بن ابغا بن ہلاکو مسلمان ہو گیا لوگ بہت خوش ہوے سارے لشکر مین اسلام کا رواج پایا ۷۰۱ھ ہجری مین خلیفہ حاکم کا انتقال ہو گیا سب اعیان و اکابر پیادہ ہمراہ جنازہ کیے گئے۔

اسی عہد مین شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی نے ۶۶۷ھ ہجری مین اور بابا فرید شکر گنج نے ۶۶۹ھ ہجری مین اور مولانا جلال الدین رومی نے ۶۷۲ھ ہجری مین اور خواجہ نصیر الدین طوسی نے اسی سال مین اور شیخ فخر الدین عراقی نے ۶۸۰ھ ہجری مین اور شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نے ۶۹۱ھ ہجری مین انتقال فرمایا قاضی حمید الدین ناگوری نے ۶۹۵ھ ہجری مین وفات کی۔

شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی بیٹے قطب الدین محمد بن کمال الدین قریشی کے ہین ۵۶۵ھ مین کوٹ کرور ملتان مین پیدا ہوے اور کم سنی مین آپ کے والد نے انتقال فرمایا تحصیل علم کے بعد سیاحی اختیار کی بغداد مین آئے اور مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے ہوے اور عرصۂ قلیل مین مرتبہ خلافت پر پہونچے بعد اسکے ملتان مین آئے کہتے ہین حضرت شیخ بابا فرید شکر گنج سے نہایت ربط تھا ایک مدت تک ایک ساتھ بسر کیا اور تاریخ ۷ ماہ صفر کو سو برس کی عمر مین وفات پائی کہتے ہین کہ قبل انتقال کے ایک بوڑھے شخص نورانی نے ایک خط مہر کیا ہوا آپکے بیٹے صدر الدین کو لا کر دیا انھون نے اپنے والد کو دیا جب حضرت نے اُس خط کو پڑھا انتقال فرمایا اور آپکا مزار ملتان مین ہے اور شیخ صدر الدین نے بھی وہین ۷۰۹ھ مین انتقال فرمایا اور انکی جگہ انکے بیٹے شیخ رکن الدین ابو الفتح جانشین ہوے

حضرت بابا فرید شکر گنج بیٹے شیخ جلال الدین بن سلیمان کے ہین اولاد سے
فرخ شاہ کابلی کے تھے کہ ان کو شاہ کابل کہتے تھے زمانے مین چنگیز خان سے
انکے اجداد سے قاضی شعیب لاہور مین آئے تھے اور قصبۂ قصور مین اقامت کی
سلطان پٹن نے انکے آنے کو بزرگ سمجھا اور احترام کیا اور شیخ فرید کہ نواسہ قاضی
شعیب کے تھے ملتان مین آکر اجودھن مین جسکو پاک پٹن کہتے ہین اقامت کی اور
علوم مشہورہ مین ہند کے مشغول ہوے یہانتک کہ خواجہ قطب الدین اوشی سے
ملاقات ہوئی اور علوم رسمی سے گذر کر تحصیل حقائق اور معارف مین مشغول ہوے
اور برابر آپکی خدمت مین حاضر رہے اور صاحب کرامات اور تصرف ہوے اور بعد
وفات خواجہ قطب الدین کے خرقہ اور عصا ان کا آپ کو ملا اور گنج شکر کے لقب
کی وجہ یہ لکھتے ہین کہ ایک سوداگر شکر لادے لیے جاتا تھا خواجہ فرید نے اس سے شکر
طلب کیا اُسنے کہا شکر نہین نمک ہے جب سوداگر نے شکر کا بار اُتارنا چاہا تو نمک
پایا نہایت شرمندہ ہوا پھر حضرت شیخ کے پاس آیا اور الحاح کیا آپ نے فرمایا
کہ اگر شکر تھا تو شکر ہوگا جا کر دیکھ تب اُسنے شکر پایا خانخانان محمد بیرم خان اکبر کے وزیر
نے اس مضمون کو نظم مین لکھا ہے۔

کان نمک جہان شکر شیخ بحر و بر	آن کو شکر نمک کند و از نمک شکر

آپ کی وفات ۵ محرم سنہ ۶۶۹ھ مین ہے حضرت کے ممتاز مریدون مین آپ کے
بھتیجے شیخ علی احمد صابر جن کے خلیفہ شمس الدین ترک ہین تھے اور حضرت
سلطان نظام الدین اولیاء بدایونی بھی۔

حضرت مولانا جلال الدین محمد رومی۔ مولوی رومی کے لقب سے بھی
مشہور ہین آپ کی اصل بلخ ہے جب آپ کے والد مولانا بہاء الدین ولد
نے انتقال فرمایا۔

سلطان علاء الدین کیقباد نے کہ آخری بادشاہ سلجوقیون سے روم کا تھا۔ تمامی اکابرون کو جمع کر کے مولانا جلال الدین رومی کو اپنے باپ کی جگہ بٹھلایا۔ اور بہاء الدین ولد کے ایک مرید تھے سید برہان الدین ترمذی اُن سے استفادہ اٹھایا۔ مولانا جلال الدین مرید اپنے والد کے تھے۔ اور بعضون نے لکھا ہے کہ سید برہان الدین سے بیعت کی اور نو برس اُنکی صحبت مین رہے جب اُنھون نے انتقال کیا تو پانچ برس حضرت شمس الدین تبریزی سے صحبت رہی۔ اور جب اُنکی شہادت ہوئی تو صلاح الدین زرکوب کی صحبت مین رہے اور اُنکے بعد حسام الدین قونی کے ساتھ عمر بسر کی یہانتک کہ جو ہونا تھا ہوے کمسنی مین حضرت شیخ فرید الدین عطار کی بھی صحبت پائی۔ مولانا کی ولادت ششم ربیع الاول سنہ ۶۰۴ھ مین تھی۔ مولانا بڑے عارف اور محقق تھے اُنکی مثنوی مولوی روم اسپر گواہی دیتی ہے اور اس سے دل و دماغ کی قوت معلوم ہوتی ہے مولوی جامی فرماتے ہین ؎ مثنوی مولوی معنوی ✦ ہست قرآن در زبان پہلوی ✦ اور فرماتے ہین۔

من چگویم وصف آن عالیجناب		نیست پیغمبر ولے دارد کتاب	

آپ کی وفات وقت غروب آفتاب پانچوین جمادی الثانی کو ہوئی۔ آپ کی جگہ آپ کے بیٹے سلطان ولد جانشین ہوے وہ بھی بڑے عارف تھے۔

خواجہ نصیر الدین طوسی طوس مین پیدا ہوے۔ اور وہان کسب کمالات کر کے طوسی کے لقب سے مشہور ہوے۔ وہ اپنے زمانہ مین بڑے عالم اور حکیم مشہور تھے۔ جب وہ انسٹھ برس کے تھے اُن کے باپ امام فخر الدین رازی نے انتقال فرمایا۔ اور اسمٰعیلیہ کی وزارت بھی چند روز تک قلعہ الموت مین اُن کی زبردستی سے قبول کی اور خلیفہ مستعصم کے زمانہ مین کچھ عرصہ تک قہستان مین رہا۔ اور وہان کے حاکم نے اسپر مہربانی کی۔ اور خواجہ نے اخلاق ناصری اُسکے نام سے تالیف کی اور اسی درمیان مین ایک عربی قصیدہ خلیفہ مستعصم کے نام سے اُسکی تعریف مین لکھکر بھیجا لیکن ابن علقمی وزیر کے ہاتھ

مین پڑا یہ امر اُسکو ناگوار ہوا اُسی قصیدہ کی پشت پر کچھ لکھکر ناصر الدین کے پاس بھیجا کہ خواجہ نے خلیفہ سے مراسلات شروع کیا ہے اُسپر ناصر الدین نے خواجہ کو قید کیا۔ یہان تک کہ جب ہلاکو خان چنگیز خان کے پوتے نے بغداد کو فتح کیا اور وہان تک پہونچا۔ خواجہ کو رہا کر کے اپنا وزیر بنایا مراغہ مین ہلاکو خان نے رصد بنوائی جیسی مامون رشید نے بنوائی تھی حکما اور اہل فلاسفہ اور متکلمین کو وہان جمع کیا۔ لیکن ہنوز انجام کو نہ پہونچا تھا کہ ہلاکو نے قضا کی اُسکے بیٹے ابقا خان نے اُسکو جاری رکھا اور اُسکے وقت مین یہ رصد انجام کو پہونچا خواجہ نصیر الدین نے وصیت کی تھی کہ اُسکو جوار مین حضرات امام موسیٰ کاظم کے دفن کرین چنانچہ اُنکے لڑکون نے ایسا ہی چاہا تھا لیکن وہ جگہ خلیفہ نے اپنے واسطے رکھی تھی اسلیئے ضمائر مین دفن کیئے گئے

شیخ فخر الدین عراقی ہمشیرزادے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے ہین یہ خلیفہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے ہین۔ اور عمدہ شاعرون مین کہ طبقات صوفیہ سے تھے شمار کیے جاتے ہین۔ یہ بڑے عارف کامل تھے انکا انتقال اس شعر پر اُنکے ہوا۔

	چو خود کردند راز خویشتن فاش		عراقی راچرا بدنام کردند	

اُنکی قبر دمشق مین ہے۔

شیخ العارف حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی شیراز کے رہنے والے تھے اُنکے والد کا نام عبد اللہ شیرازی تھا چونکہ انکا ظہور اتابک سعد زنگی کے دور مین تھا۔ اسی سبب سے تخلص اپنا سعدی کیا۔ فضل و کمال مین عدیم المثل تھے ایک سو دس برس دنیا مین رہے اکثر ربع مسکون مین عبرے اور بہت ملکون کو انھون نے دیکھا۔ پدر بزرگوار اس بزرگوار کے اتابک کے ملازمون مین تھے۔ علوم ظاہری اُنھون نے شیخ شمس الدین ابو الفرج بن جوزی سے مدرسہ نظامیہ مین بغداد کے تحصیل کیا اسکا اشارہ بوستان کے ساتوین باب بارھوین حکایت مین کیا ہے۔ یہ حضرت شہاب الدین سہروردی کے مرید ہین اور دریا کے سفر مین انکا ساتھ ہوا ہے جیسا کہ اس شعر سے بوستان کے معلوم ہوتا ہے۔

ذکر فخر الدین عراقی

ذکر مصلح الدین سعدی

مرا پیر دانائے فرخ شہاب		دو اندرز فرمود بر روے آب	

اپنی تمامی عمر میں چودہ مرتبہ بیت اللہ کی زیارت سے شرف ہوئے۔ پھر جنگ و جہاد کے واسطے بیت المقدس اور روم کی طرف گئے۔ اور ہندوستان میں جو وارد ہوئے تو سومنات کا بتخانہ دیکھنے گئے چنانچہ اسکا ذکر آٹھویں باب کی آخر حکایت میں ہے۔ آخر عمر میں ایک مکان گوشہ نشینی کے واسطے بنایا کہ شہر کے باہر تھا۔ اور بعضوں کا قول ہے کہ اتابک نے بنوا دیا غرض اس میں بیٹھ رہے۔ اور باہر نکلنا چھوڑ دیا۔ بادشاہ اور امیر اور قسم انکی زیارت کو جاتے اور لذیذ کھانے اُنکے واسطے لاتے شیخ قدرے تناول فرماتے اور باقی مسکینوں اور محتاجوں کو بانٹ دیتے۔ اسپر بھی جو بچ جاتا اور زنبیل میں رکھکر صومعہ کے نابدان کے باہر شیراز کے لڑکے پاروں کے واسطے لٹکا دیتے چنانچہ جو اُنکے مکان کے نیچے سے گذرتے تو اُس طعام لطیف کو کھاتے۔ لطف یہ ہے کہ شیخ باوجود کشف و کمال کے لطائف ظرائف میں بھی بے مثل تھے۔ ہمیشہ صاحبان فضل و بلاغت سے ارتباط رکھتے تھے گلستان اور بوستان اُنکے فضل و بلاغت پر دال ہے۔ بعد ازاں فارس اور شیراز میں بڑے بڑے شاعر اور فاضل ہوئے۔ لیکن اُنکے سخن کے مرتبے کو نہ پہونچے۔ اور وہ رتبہ کسی کو نہ ملا لیکن ہند میں امیر خسرو دہلوی بادشاہ سخن اور سلطان شاعران اس ملک کا انکا ہمعصر تھا۔ اسکی زباندانی کے شیخ بھی قائل تھے۔ اور اُسکے کلام پر دل سے مائل تھے چنانچہ سلطان محمد بن سلطان غیاث الدین تغلق نے جب حضرت سعدی کو شیراز سے طلب کیا تب انھوں نے اپنی پیری کا عذر کیا۔ اور لکھ بھیجا کہ خسرو دہلوی۔ اس فن میں کامل ہے اُسکو غنیمت سمجھو۔ اور عزیز رکھو۔ چنانچہ شیخ کے کہنے پر محمد شاہ نے اُن کی قدر کی۔ اور سعدیؒ نے یہ بھی جواب دیا کہ اُسکو مغتنمات سے جانو اور میں کتاب مصنفہ خاص گلستان بوستان بھیجتا ہوں۔ اس سے اُتنا ہی فائدہ ہوگا جتنا کہ میری ملاقات سے ہوگا۔ یہ حضرت ایسے فصیح تھے کہ اُنکو ایک عالم جانتا ہے میرے لکھنے کی کچھ حاجت نہیں۔

انھوں نے سنہ ۶۹۱ ہجری میں وفات فرمائی۔
ناصر الدین قاضی بیضا صاحب تفسیر نے بھی اسی سال انتقال فرمایا۔ ان کے ہمعصر مولانا امامی ہروی اور خواجہ مجد الدین شعرا سے تھے۔
قاضی حمید الدین ناگوری زمانے میں سلطان غیاث الدین بلبن اور سلطان معز الدین کیقباد کے تھے۔ انکا مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے پائین میں ہے۔ اور جو کتبہ انکے لوح مزار پر لکھا ہے اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ وہ سنہ ۶۹۵ھ میں سلطان جلال الدین فیروز خلجی کی سلطنت میں مرے۔ یہ بڑے عارف اور عالم باکمال تھے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید تھے۔

تیسرے خلیفہ مصر کے المستکفی باللہ بن حاکم بامر اللہ

المستکفی باللہ بن حاکم بامر اللہ سنہ ۷۰۱ ہجری میں خلیفہ ہوئے۔ بلاد مصریہ میں اور شامیہ میں انکا خطبہ پڑھا گیا۔ سارے اقطار اور ممالک اسلامیہ میں اسکی خوشخبری پہونچی۔ سنہ ۷۰۲ ہجری میں تاتاریوں نے شام پر چڑھائی کی۔ خلیفہ سے لڑائی ہوئی۔ مسلمان کامیاب ہوئے تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ بہت سے مارے گئے اور باقی بھاگ گئے۔
اسی سال مصر و شام میں ایک زلزلہ عظیم آیا۔ جس سے بہت لوگ گھروں میں دب کر مر گئے۔ سنہ ۷۰۴ ہجری میں امیر بیبرس نے سعد الدین حارثی کو شیخ الحدیث ابو الحیان کو شیخ النحو مدرسے میں مقرر کیا۔ سنہ ۷۰۸ھ میں ملک ناصر بن قلاوون نے آپ کو معزول کیا۔ آپ کی جگہ بیبرس جاشنگیر سلطان ہوئے۔ خلیفہ نے اسکو سیاہ خلعت دی عمامہ بخشا۔ حاکم امیر شام کر دیا۔ اسی سال میں وزیر نے گفتگو کی کہ اہل ذمہ سفید عمامہ باندھیں سات لاکھ دینار ہر سال دیا کریں۔ علاوہ خراج سابق کے شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ نے اسکو نہ ہونے دیا۔ نہایت کوشش اسکے ابطال میں کی۔ اسی سال میں

جو بندہ بادشاہ تاتار نے اپنے ملک مین رفض ظاہر کیا۔ منع کیا کہ سوائے حضرات علیؓ و حسین و حسن علیہم السلام کے کسی کا ذکر خطبہ مین نہو یہ بات چل نکلی یہانتک کہ ۷۱۶ھ مین وہ مرگیا۔ اُس کا بیٹا ابو سعید اُسکی جگہ ہوا۔ وہ سنی تھا۔ اُسنے پھر بدستور خطبہ مین اصحاب اربعہ کا نام جاری کیا۔ یہ تاتاری بادشاہون مین بہت بہتر تھا۔ ۷۳۶ھ مین مرگیا۔ پھر کوئی تاتاریون سے نہ اُٹھا۔ پھر کسی نے تاتاری بادشاہون مین رفض نہ قبول کی۔ ۷۱۰ھ مین نیل کی طغیانی سے اکثر شہر ڈوب گئے۔ ۷۴۴ ہجری مین پھر نیل نے ساڑھے تین ماہ تک طغیان کیا۔ ۷۲۵ھ مین سقوف مسجد الحرام اور ابواب بنائے گئے۔ ۷۳۳ھ مین سلطان نے حکم دیا کہ بندوقین نہ چلے۔ تیر نہ بکے۔ منجمین پیشین گوئی نہ کرین۔ اسی سال کعبہ کا دروازہ آبنوس کا بنوایا۔ جسپر چاندی کے پتر تھے۔ ۷۳۶ھ مین درمیان خلیفہ اور سلطان کے کسی امر پر ناخوشی ہوئی۔ سلطان نے خلیفہ کو مع اہل و عیال قید کرکے قوص مین بھیجدیا۔ قریب ایک سو شخص کے ہمراہ تھے کچھ وظیفہ مقرر کردیا۔ یہانتک کہ ۷۴۰ھ مین وہ بمقام قوص مرگئے۔

اسی عہد مین مولانا قطب الدین علامہ نے کہ بڑے عالم اور شاگرد خواجہ نصیر الدین طوسی کے تھے ۷۱۰ھ مین۔ اور خواجہ ہمام الدین تبریزی نے کہ بڑے عالم اور شاگرد خواجہ نصیر الدین کے تھے ۷۱۳ھ مین اور سید حسین غزنوی نے کہ بڑے عارف تھے ۷۱۷ھ مین اور شیخ شرف الاولیا بو علی قلندر نے ۷۲۴ھ مین اور حضرت سلطان نظام الدین اولیا بدایونی نے ۷۲۵ھ مین اور امیر خسرو دہلوی نے ۷۲۵ھ مین اور حضرت شیخ سید صفی الدین اردبیلی نے ۷۳۵ھ مین اور شیخ علاء الدولہ سمنانی نے ۷۳۶ ہجری مین اور شیخ اوحد الدین اصفہانی نے کہ شاگرد اوحد الدین کرمانی کے اور عمدہ شاعر تھے ۷۳۸ھ مین انتقال فرمایا۔

مولانا قطب الدین علامہ بڑے عالم اور صاحب کمال تھے خواجہ نصیر الدین طوسی سے کسب کمالات کا کیا اور ہلاکو خان کے زمانہ سے سلطان محمد خدابندہ کے زمانہ تک

مولانا قطب الدین

زندہ رہے۔ انکی تصانیف سے تحفۂ شاہی علم ہیئت مین اور شرح کلیات قانون اور شرح مفتاح العلوم اور قطبی علم منطق مین ہے۔ انکے درمیان مین اور حضرت سعدی کے درمیان مین ہمیشہ ظرافت ہوتی تھی چنانچہ مولانا اور حضرت سعدی ایک روز ایک مسجد کے ملاحظہ کو گئے جسکو اتابک نے بنوایا تھا۔ اور بادشاہ بھی ساتھ تھا بعد نماز کے کچھ مٹی بادشاہ کے رخسارے مین لگی تھی۔ اسپر مولانا نے کہا یالیتنی کنت ترابا۔ یعنی کاش مین مٹی ہوتا۔ بادشاہ نے کہا کہ مولانا نے کیا فرمایا اسپر حضرت سعدی نے کہا کہ یقول الکافر یالیتنی کنت ترابا۔ مولانا کی وفات ۲۴ رمضان کو ۷۱۰ھ مین ہوئی۔

خواجہ ہمام الدین تبریزی۔ بڑے فاضل خوش طبع اور صاحب جاہ تھے شاگردون سے خواجہ نصیر الدین طوسی کے تھے اور مولانا قطب الدین علامہ اور شیخ سعدی رحمہ اللہ کے قرابت دارون سے تھے۔ ایک روز حسن اتفاق سے حضرت سعدی ایک حمام مین تھے۔ خواجہ ہمام الدین اپنی عزت و جلال کے ساتھ وہان پہونچے۔ خواجہ نے پوچھا کہ تمھارا مکان کہان ہے کہا خاک پاک شیراز۔ پوچھا کہ کوئی کلام ہمام کا شیراز تک پہونچا ہے حضرت سعدی نے یہ شعر مقطع کا پڑھا۔

درمیان من و دلدار حجاب ست ہمام	وقت آنست کہ انہم زمیان برخیزد

اور اُسوقت ایسا تھا کہ ایک خوبصورت جوان خواجہ ہمام سے گفتگو کرتا تھا اور اُس کے درمیان مین اور سعدی کے درمیان مین خواجہ ہمام حائل تھے۔ اس حاضر جوابی پر خواجہ ہمام کو شک ہوا کہ شاید یہ سعدی ہے اور کہا کہ تمھارا نام شاید سعدی ہے فرمایا کہ ہان حضرت سعدی سے خواجہ ہمام نے معذرت چاہی اور اپنے مکان پر ساتھ لے گئے اور بڑے تکلف سے دعوت کی۔ اور خوب صحبت رہی۔ خواجہ کی وفات ۷۱۳ھ مین ہوئی۔

حضرت شرف الاولیا شیخ بوعلی قلندر پانی پتی اپنے وقت مین بڑے کامل اور عارف تھے اور بہت سی کرامتین انکی مشہور ہین اصل انکی عراق ہے لیکن چونکہ ان کا کشود کار

بانی پت مین ہوا۔ اسلیئے بانی پتی کے لقب سے مشہور ہین اپنی ایک تصنیف مین انھون نے لکھا ہے کہ مجھکو زیارت شمس تبریز اور مولانائے روم کی ہوئی۔ اور انکی صحبت مین رہا کہتے ہین کہ ہمیشہ مجذوبانہ شہر کے گرد پھرتے۔ اور آخر مین یہ حال ہوا کہ ہمیشہ مستغرق رہتے اور بات نہ کرتے۔ کہتے ہین کہ سلطان علاءالدین خلجی دہلی کا بادشاہ آپکا مرید تھا۔ ایک مرتبہ چاہا کہ کسی کو آپ کے پاس روانہ کرے کسی کو اسکی طاقت نہ تھی آخر مین امیر خسرو دہلوی کو تجویز کیا۔ امیر خسرو دہلوی نے اپنے پیر شیخ نظام الدین سے اس بارہ مین اجازت چاہی حضرت شیخ نے کچھ تامل کے بعد اجازت دی اور کہا کہ جو بات شیخ بوعلی سے سنو اسکو دل وجان سے قبول کرو اسپر ہرگز اعتراض نہ کرنا جب امیر خسرو پانی پت مین پہونچے خادمون نے آپ کے واسطے اجازت چاہی فرمایا ہون۔ جب امیر خسرو سامنے پہونچے۔ آپ نے فرمایا کہ خسرو۔ ہیرے۔ امیر خسرو نے ٹوپی زمین پر رکھی اور کہا کہ اس عاجز کو ایسا ہی کہتے ہین۔ فرمایا کہ اپنا کلام سناؤ امیر خسرو نے یہ غزل سنائی ؎

اے کہ گوئی ہیچ مشکل چون فراق یار نیست	گر امید وصل باشد ہمچنان دشوار نیست
چند گویندم بپر در زنار بندائے بت پرست	بر تن خسرو کدامی رگ کہ آن زنار نیست

شیخ نے ان شعرون کو سنکر فرمایا کہ خوب کہتے ہو اور اچھے رہو گے اور اچھے جاؤگے اور اس فقیر سے بھی سنو ؎

دیدیم خسروان بر ما لعل احمر است	خسرو کسے کہ حلقۂ تجرید بر سر است
گفتم ز علم و عقل بملک دگر شوم	ملکم ز علم و عقل چو دیدم فزون تر است
سیمرغ آرزوے نگفتم بقاف عشق	گو عارفے کہ منظر او عرش اکبر است
درس شرف نبود ز الواح ابجدی	لوح جمال دوست مرا دو را بر است

امیر خسرو اس غزل کو سنکر بہت روئے حضرت شیخ نے ہندی مین فرمایا کہ کچھ نہ سمجھے ہو۔ امیر خسرو نے فرمایا کہ اسی پر روتے ہین کہ کچھ نہیں سمجھتے۔ حضرت شیخ نے یہ جواب سنکر

خوشی ظاہر کی اور بہت کچھ نعمت اور بزرگی بخشی اور بعد تین روز کے امیر خسرو کو رخصت جانے کی دی اور حضرت سلطان نظام الدین کے لئے اور سلطان علاء الدین خلجی کے لئے یادگار بھیجی اور بادشاہ کو لکھا کہ علاء خلجی مقرر جانے کہ بندگان کے ساتھ نیک زندگی بسر کرے جب یہ تحریر بادشاہ کے پاس پہونچی بعض نادانوں نے کہا کہ یہ تحریر خلیفۂ وقت کی شان میں درست نہ ہوئی۔ بادشاہ نے کہا کہ اے نادان ہمپر بڑا احسان کیا کہ خواجگی دہلی کی ہمپر بحال رکھی۔ حضرت سلطان شیخ نظام الدین نے یہ رباعی شیخ بوعلی قلندر کے پاس لکھی اور جو جواب انھوں نے لکھا وہ بھی درج ہے۔ رباعی۔

گر راست کند صورت مردی و زنی	گر بشکند او جامۂ جان راز نی
کس نیست کہ اُستاد قضا را پرسد	کاے بار خدا چہ حکمت و چیست فنی

جواب

شرط است کہ با امر خدادم نہ زنی	این نوع کہ گفتی نہ تو مردی نہ زنی
گل را چہ مجال است کہ پرسد ز کلال	کز بہر چہ سازی و چرا می شکنی

حضرت شیخ بوعلی کا سن ایک سو سے زیادہ تھا اور نویں رمضان کو انتقال فرمایا۔

حضرت شیخ نظام الدین اولیا۔ بڑے بزرگون سے ہندوستان کے ہین۔ آپ کو اہل ہند سلطان المشائخ کہتے ہین۔ آپ کا نسب بارہ واسطونکی درمیانگی سے حضرت امام علی موسی رضا سے ملتا ہے۔ آپکی پیدائش بداؤن مین ہوئی۔ آپکی بارہ برس کی عمر تھی کہ آپ کے والد احمد دانیال نے وفات فرمائی اور آپکے دل مین محبت شیخ فرید گنج شکر کی پیدا ہوئی۔ اور اگرچہ آپ بابا فرید کے پچھلے مریدون سے ہین لیکن اور سب مریدون سے علم اور فضل مین زیادہ تھے۔ اور فوقیت رکھتے تھے کہتے ہین کہ سلطان علاء الدین خلجی آپ کا بہت معتقد تھا اور اُسکے دو بیٹے خضر خان اور شادی خان آپ کے مرید تھے۔ سبھون نے التجا کی کہ آپکے واسطے بڑا گنبد تیار کرین اور چند گنبد اور چھوٹے چھوٹے اُسکے گرد ہین لیکن

آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اُنھون نے وہ عمارتین تیار کین لیکن اپنے انتقال کے وقت وصیت فرمائی کہ اس مین نہ دفن کرین چنانچہ اسی لیئے بعد وفات کے اس گنبد کے دروازے پر دفن کیا اور گنبد کو مسجد جامع مین داخل کر لیا کہ ہنوز موجود ہے لکھتے ہین کہ بعد وفات سلطان علاءالدین خلجی کے اُسکا بیٹا مبارک شاہ خلجی تخت نشین ہوا۔ اُسنے حضرت شیخ کا رجوعہ دیکھکر حسد کیا اور حکمنامہ آپکے نام جاری کیا کہ آپ شہر سے باہر جاوین۔ آپ نے سامان کوچ کیا۔ اسی درمیان مین اُسکو درد شکم سخت پیدا ہوا اور بڑھتا گیا یہان تک کہ قریب مرنے کے تھا۔ لوگون نے کہا کہ حضرت شیخ سے جو بے ادبی کی ہے اُسی کا سبب ہے۔ لوگ آپکے پاس سفارش کے لیئے آئے اور کہا کہ معاف فرمایئے اور تشریف رکھیے اور صحت کی دعا فرمایئے۔ آپ نے کہا کہ بیماری اور شفا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اسمین اس بندۂ ناکارہ کو کیا دخل ہے آخر شُ اُسکی مان کو اضطراب ہوا اور خود آپہونچی۔ اور بہت الحاح کیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ اگر ایک فرمان دہلی کی حکومت کا میرے نام مع قارورہ لاؤ تو ہم دعا اور دوا مین کوشان ہون چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب قارورہ اور فرمان آیا۔ آپ نے فرمان کو قارورہ مین ڈالا اور کہا کہ مجکو حکومت سے کیا واسطہ مین ایک ادنیٰ فقیر ہون۔ اور اُسکی صحت کیلئے دعا کی چنانچہ مبارک شاہ نے صحت پائی۔

آپ کے زمانہ مین قاضی ضیاءالدین شہر کے قاضی تھے۔ اُنھون نے ایک فتویٰ آپکی تکفیر پر تیار کیا۔ اور علماء سے دستخط کراکے آپ کے پاس بھیجا۔ آپ نے اُسکو دیکھکر اُسکی پشت پر یہ قطعہ لکھا۔ قطعہ

ضیا بے ضیا گر کافرم خواند	چراغ کذب را نبود فروغے
مسلمان خوانمش بہر مکافات	دروغے را چہ آید جز دروغے

ایک شخص نے ایک وثیقہ کئی ہزار کا لکھوا دیا۔ حضرت شیخ سے التجا کی۔ آپنے ایک درم دیا کہ اُسکا حلوا لا کر بابا فرید کا فاتحہ دے۔ چنانچہ حلوا خرید کر لایا۔ دکاندار نے حلوا کاغذ مین

لپیٹ کر دیا۔ غور سے دیکھا تو وہی کاغذ مطلوبہ تھا۔ ابتدا مین حضرت شیخ کو معاش کی تنگی بہت تھی باوجود کسب کمال کے کسی کو التفات نہ تھا۔ ایک روز ایک فقیر آیا۔ آپ نے اپنا عمامہ فروخت کر کے کھانا پکوایا۔ اور اُسکی دعوت کی۔ اُس نے کھانے کا برتن توڑ ڈالا اور کہا کہ تمھارے افلاس کو توڑتا ہون چنانچہ اُسی روز سے آپ کی ترقی ہوئی۔ آپ کی وفات ۱۰۔ ربیع الاول کو ہوئی تھی۔

خسرو شاعران امیر خسرو دہلوی بڑے شاعرون سے ہین۔ آپ کے والد امیر سیف الدین قبیلۂ لاچین کے امراے ہین کہ نواحی مین بلخ کے تھے۔ بسبب آفت زمانہ کے ہندوستان مین آئے پٹیالہ مین متاہل ہوے اور امیر خسرو اور دو اور بھائی اُنکے وہین پیدا ہوے۔ چار برس کا سن امیر خسرو کا تھا کہ امیر لاچین سلطان ناصر الدین کی ملاقات کو دہلی گئے اور وہین انتقال کیا۔

امیر خسرو نے اپنی بعض تصانیف مین خود لکھا ہے کہ ہمارے باپ سیف شمسی نورپیشانی تیغ آفتاب تھے اور صف شکنی کے واسطے مشہور تھے۔ اور اُنکی وفات مین فرمایا۔ ؎

سیف ازسرم برفت دلم دو نیم شد	دریاے من روان شد و ڈر یتیم شد

مین اُسوقت ہفت سالہ تھا میرے نانا نے میری تعلیم مین کوشش کی۔ اور اپنی آغوش شفقت مین پرورده کیا۔ اُنکا سن ایک سو تیرہ برس کا ہوا۔

الغرض جب امیر خسرو بالغ ہوے ارادہ شیخ المشائخ نظام الدین اولیار کی صحبت کا کیا۔ اور اُنکے مرید ہوے۔ حضرت شیخ نے یہ رباعی امیر خسرو کی بہ نسبت فرمائی ہے۔ ؎

خسرو کہ بہ نظم و نثر مثلش کم خاست	ملکیت ملک سخن این خسرو راست
این خسرو ماست خسرو ناصر نیست	زیرا کہ خداے ناصر خسرو ماست

جسوقت حضرت شیخ المشائخ نے رباعی فرمائی تھی ناصر الدین خسرو بادشاہ تھا۔

نقل ہے کہ امیر خسرو حضرت شیخ المشائخ کے اشارہ سے خواجہ خضر کی صحبت تک

سیو پنچے اور آب دہن کی التجا کی۔ خضرؑ نے فرمایا کہ اسکو نظامی گنجوی اور شیخ سعدی نے لے لیا۔ ناچار مایوس ہو کر حضرت شیخ المشائخ کی خدمت مین واپس آئے اور صورت حال عرض کی۔ حضرت شیخ المشائخ نے اپنا لعاب دہن دیا۔ اور اُسکے فائدے اور برکات ظاہر ہوے کہ ننانوے کتاب تصنیف کی۔ امیر خسرو۔ ابتدا مین شاہزادہ محمد کے مصاحب تھے۔ بعد وفات اُسکے اُسکے باپ غیاث الدین بلبن کے مقرب ہوے اور محمد تغلق کی ابتداے سلطنت تک زندہ رہے۔ اور شروع سے اخیر تک بادشاہون کے ساتھ بسر کی۔ اور سات بادشاہون کو دیکھا۔ اول سلطان۔ ناصر الدین محمود بن التمش دوم غیاث الدین بلبن سوم سلطان۔ معز الدین کیقباد چہارم سلطان جلال الدین فیروز خلجی پنجم سلطان علاء الدین خلجی ششم۔ قطب الدین مبارک شاہ اور بعد اسکے سلطان ناصر الدین خسرو ہفتم سلطان غیاث الدین محمد تغلق۔ کہ امیر خسرو کو بڑے تکلف سے لکھنوتی کی طرف لے گیا تھا۔ تبھی مین حضرت سلطان المشائخ کا انتقال ہوا جب واپس آکر حال سُنا نہایت صدمہ ہوا اور مزار کے سامنے لوٹتے تھے۔ یہانتک کہ چھ مہینے بعد شیخ المشائخ کے آپ کا بھی انتقال ہوا۔ اور حضرت شیخ کے پائین مین مدفون ہین۔ آپ کی عمر ستر برس کی ہوئی حسن دہلوی شاعر اور عارف جنھون نے کتاب فوائد الفواد۔ حضرت سلطان المشائخ کے احوال مین لکھی ہے اور اُنکے خلیفہ تھے ہمعصر تھے۔

حضرت شیخ صفی الدین اردبیلی ابن سید جبرئیل جنکی اولاد مین بادشاہان صفویہ ملک ایران کے ہوے حضرت موسیٰ کاظم کی اولاد سے تھے۔ اور اکیسوین پشت مین تھے آپ مرید شیخ زاہد گیلانی سہروردی کے تھے۔ اور شیخ زاہد نے اپنی بیٹی سے نکاح کر دیا تھا اور بموافق ارشاد شیخ زاہد کے قصبہ۔ اردبیل مین کہ آذربائجان مین ہے قیام کیا اور مسند ارشاد بچھائی۔ اور سالکان طریقت کو تعلیم فرماتے۔ یہان تک کہ ۱۲ ذی الحجہ ۷۳۵ھ مین عالم جاودانی کی طرف سفر کیا۔ اُنکی جگہ اُنکے بیٹے شیخ صدر الدین موسیٰ کہ

نبیرۂ شیخ زاہد کے تھے جانشین ہوئے - اور اکثر بادشاہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور تبرک جانا - اور شاہ قاسم انوار آپ کے مریدون سے تھے جب اُنھون نے انتقال فرمایا تو اُنکے بڑے بیٹے خواجہ علی جانشین ہوئے اور آخر عمر مین سفر حج اختیار کیا اور راہ مین وفات پائی اُنکے بعد اُنکے بیٹے ابراہیم جانشین ہوئے - اور طائفہ صوفیہ سے ہوئے - اُنھون نے اپنے بعد سلطان جنید - کو اپنا قائم مقام کیا تھا - اُن کا ذکر شاہ اسمٰعیل صفوی کے تحت مین لکھا جائے گا -

شیخ علاء الدولہ سمنانی طبقات صوفیہ سے تھے - دو واسطہ کی درمیانگی سے ان کا سلسلہ ابو علی لالا سے جا ملتا ہے - جنکا ذکر اوپر ہو چکا کہ سلسلہ کبرویہ مین تھے اُنھون نے علوم صوفیہ کو زندہ کیا - اور بعض کہتے ہین کہ بعد جنید بغدادی کے ایسا شخص نہوا - بڑے محقق تھے - آپ کے چچا شرف الدین سمنانی بادشاہی مقرب تھے اور یہ بھی ابتدا ءِ شباب مین ارغون خان کی صحبت مین مشغول رہتے - ایک عرصہ دراز تک ریاضت اور مجاہدہ مین بسر کی اور تواضع اور انصاف شیخ کا اس مرتبہ کو پہونچا تھا کہ ایک مرتبہ مولانا نظام الدین ہروی نے اُن کی تکفیر لکھی کہ تم کافر ہو - آپ بہت روئے اور فرمایا کہ اے نفس ستر برس سے مین تجھکو کہتا تھا کہ تو کافر ہے لیکن تو نے نہین مانا - اب تجھکو یقین ہوا کہ تو کافر ہے کہ مسلمانون کے امام نے تجھکو کافر لکھا - اور اور یہ رباعی جواب مین لکھی - ؎

نفسے است مرا کہ غیر شیطانی نیست	وز فعل بدش ہیچ پریشانی نیست
ایمانش ہزار بار تلقین کردم	این کافر را ہبر مسلمانی نیست

شیخ کی عمر وفات کے وقت ستر برس کی تھی -

چوتھا خلیفہ عباسیہ مصر کا واثق باللہ بن مستمسک بن حاکم بامر اللہ تھا -

حاکم نے اپنے عہد مین اپنے پوتے واثق باللہ کو اچھا جانکر ولیعہد کیا تھا مگر نکمے نکلے -

اوباش اور کمینوں کی صحبت مین رہتے سلطان مصر نے انکو خلیفہ کیا پھر مرتے وقت نادم ہوکر انکو معزول کردیا پھر خطبہ مین صرف نام سلطان ہی کا باقی رہا اسم خلافت کا اٹھ گیا لیکن اُنکے بیٹے کو اُنکا ولیعہد کیا موافق وصیت سلطان کے ۷۴۲ھ کو۔

پانچوان خلیفہ عباسیہ مصر کا حاکم بامر اللہ احمد بن المستکفی تھا۔

۷۴۲ھ ہجری مین حاکم بامر اللہ احمد کو خلیفہ بنایا۔ یہ نیک سیرت تھے اپنے اجداد کے اچھے رسومات کو تازہ کیا۔ اپنے گھرانے کو جمع کیا منبرون پر اُن کا نام خطبون مین پڑھا گیا یہ شخص اہل حدیث سے تھا ۷۵۳ھ مین طاعون سے انتقال ہوا۔

اسی عہد مین حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی نے ۷۵۳ھ مین وفات فرمائی یہ متاز خلیفہ حضرت شیخ المشائخ نظام الدین اولیا بدایونی کے تھے یہ نو برس کی عمر مین یتیم ہوئے ان کی والدہ نے تعلیم مین بڑی کوشش کی یہان تک کہ بڑے صاحب کمال ہوئے چالیس برس کی عمر مین سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچے اور اپنی خدمات سے اُنکے دل مین جگہ کی یہانتک کہ آپ نے اپنا خلیفہ کیا اور اُنکے جانشین دہلی مین ہوئے یہ بڑے صاحب تقوی تھے کبھی سماع تک نہ سُنا۔ اور بڑی کرامتین اُن سے ظاہر ہوئین بادشاہ اُنکا معتقد تھا بڑی عالیشان عمارت اُنکے واسطے بنائی۔ اُنکے خلیفہ حضرت سید محمد گیسودراز ہین۔ پیر کے حکم سے دکن مین گئے اور ننگ آباد مین اُنکا مزار زیارتگاہ ہے۔

چھٹا خلیفہ مصر کا المعتضد باللہ ہے

معتضد باللہ اپنے بھائی کے بعد خلیفہ ہوا۔ یہ نہایت عزیز متواضع اور محب علم تھے انھون نے ۷۶۳ھ مین انتقال کیا ۷۵۴ھ مین بمقام طرابلس نفیسہ نام ایک عورت تھی جسکے تین نکاح ہوے تھے۔ آخرش رفتہ رفتہ اُس مین مرد کی علامت ظاہر ہوئی اور مرد ہوگئی اسی کے عہد مین

حضرت امام یافعی نے کہ مکہ کے قطب کہلاتے تھے اور بڑے عارف اور عالم تھے سنہ ۷۶۸ ہجری میں انتقال فرمایا۔ شاہ نعمت اللہ ولی آپ کے مریدون مین تھے۔

سنہ ۷۵۸ھ مین حضرت اخی سراج نے کہ مرید بابا فرید کے اور خلیفہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کے تھے انتقال فرمایا۔ اُنکے بڑے خلیفہ حضرت علاء الحق ابن اسعد بنگالی پنڈوی تھے حضرت اخی سراج موافق حکم حضرت نظام الدین اولیا کے پنڈوہ گئے اور علاء الحق سے ملاقات کی اور اُن سے بڑی بحث رہی آخر مین اخی سراج کے معتقد ہوئے اور بیعت کی۔

ساتوان خلیفہ مصر کا متوکل علی اللہ تھا

متوکل معتضد کے بیٹے تھے سنہ ۷۶۳ھ مین اپنے باپ کی جگہ خلیفہ ہوئے پینتالیس ۴۵ برس انکا زمانہ رہا۔ انکی اولاد بہت تھی۔ سو بچے ہوئے بہت سے لڑکے لڑکیاں چھوڑ کر مرے سنہ ۷۷۳ ہجری مین سادات کے لیے عمامہ سبز تجویز ہوا۔ اسی سال تیمور لنگ صاحبقران نے زور پکڑا۔ پھر سنہ ۷۷۵ھ مین بمقابلہ سلطان کے بخاری شریف پڑھی گئی۔ سنہ ۷۸۲ھ مین ایک امام بمقام حلب نماز پڑھاتے تھے ایک شخص نے اُن سے بحث کیا۔ اُنھون نے نماز ترک نہ کی۔ جب سلام پھیرا عابث کا مُنھ سُوَر کا سا ہو گیا وہ بھاگ کر ایک کھوہ مین گھس گیا لوگون کو نہایت تعجب ہوا۔ سنہ ۷۸۴ھ مین جب برقوق ملقب بہ ظاہر مصر کی سلطنت پر بیٹھا۔ یہ پہلا بادشاہ قوم چراکسہ کا ہے۔ اسنے سنہ ۷۸۵ھ مین خلیفہ متوکل کو معزول کرکے قلعۂ جبل مین قید کیا۔ محمد بن ابراہیم بن متمسک کو خلیفہ بنایا۔

لیکن سنہ ۷۸۸ھ مین وہ مر گیا۔ لوگون نے بہت کہا کہ متوکل کو پھر خلیفہ کر دو۔ نہ مانا زکریا برادر محمد کو خلیفہ کیا مستعصم باللہ کا لقب دیا۔ سنہ ۷۹۱ ہجری تک وہ خلیفہ رہے پھر برقوق نے نادم ہو کر متوکل کو مجلس سے نکالا اور خلیفہ کیا۔ زکریا کو معزول کیا۔ اسی سال برقوق بھی معزول ہو کر کرک مین قید کیا گیا۔ پھر سنہ ۷۹۲ھ مین برقوق کو قید سے نکالکر سلطان بنایا

یہانتک کہ سنہ ۸۰۱ھ مین مرگیا۔ اُسکی جگہ اُسکا بیٹا فرخ نام بیٹھا۔ ملقب بہ ناصر ہوا سنہ ۸۰۸ھ
مین خلیفہ متوکل مرگیا۔

اسی کے عہد مین حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بن یحیی منیری البہاری نے سنہ ۷۸۲ھ
مین اور اسی سال اُن کے ممتاز خلیفہ مولانا مظفر بلخی نے کہ حج کی راہ مین تھے عدن مین انتقال
فرمایا۔ اسی عہد مین مخدوم احمد چرم پوش بہاری سہروردی نے بھی وفات فرمائی۔ اور
میر سید علی ہمدانی نے سنہ ۷۸۶ ہجری مین اور شیخ جلال مشہور مخدوم جہانیان جہان گشت
نے سنہ ۷۸۵ ہجری مین اور اسی سال شعبان الحق پیا پانی نے اور حضرت خواجہ
بہاء الدین نقشبند نے سنہ ۷۹۱ ہجری مین اور اسی سال حافظ شیراز نے بھی اور ملا سعد الدین
تفتازانی نے کہ بڑے عالم متبحر تھے سنہ ۷۹۳ ہجری مین اور سنہ ۸۰۰ ہجری مین حضرت علاء الحق پنڈوی
نے اور شیخ کمال خجندی نے سنہ ۸۰۱ ہجری مین اور سنہ ۸۰۸ ہجری مین حضرت سید اشرف جہانگیر
اور شیخ نور قطب پنڈوی نے انتقال فرمایا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت میر سید علی ہمدانی حضرت امام زین العابدینؑ کی اولاد مین ہین۔ حضرت امام موصوف
کے آٹھ بیٹے تھے ایک کا نام عبدالرحمن تھا۔ میر سید علی ہمدانی انھین کی اولاد مین ہین۔
حضرت سید علی موصوف حضرت محمود کے مرید ہین اور وہ حضرت علاء الدولہ سمنانی کے
مرید طریقہ کبرویہ مین ہین۔ یہ بڑے عارف کامل اور صاحب تصرف تھے اُن کا مزار
ختلان مین ہے۔ اُن کی خانقاہ کشمیر مین ہے اور یہان اُن کی اولاد بھی بہت ہے۔
حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بہاری بیٹے حضرت مخدوم یحیی منیری کے ہین۔
اور نواسے حضرت سید شہاب الدین پیر جگجوت عظیم آبادی کے ہین۔ آپ کے آبا۔
و اجداد پشت ہا پشت سے مکرم کامل امام وقت ہوتے آئے ہین۔ آپ کا خاندان اس
صوبۂ بہار مین اظہر من الشمس ہے۔ اور کوئی شریف خاندان اس اطراف مین نہین ہے کہ جسکو توسل اس
خاندان سے نہو۔ اس خاندان کا شجرہ درج ذیل ہے۔ آپکے والد حضرت مخدوم یحیی منیری اور آپکے

جد فاسد حضرت شہاب الدین خلفائے عظام سے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے تھے۔ اور ہنوز آپ نے حالت طالب العلمی سے فراغت حاصل نہ کی تھی کہ ان دونوں بزرگوں نے وفات فرمائی۔ اسلیئے آپ کو بعد فراغت اور تحصیل علم ظاہر کے پیر کی تلاش ہوئی۔ آپ نے علم ظاہر بھی بڑے عالم مستند سے حاصل کیا تھا جنکا نام مولانا شرف الدین توامہ تھا۔ آپکا نسب دو واسطہ کی درمیانگی سے حضرت امام تاج فقیہ سے جا ملتا ہے یعنی حضرت مخدوم یحییٰ منیری بیٹے حضرت اسرائیل کے اور وہ بیٹے حضرت امام تاج فقیہ مکی کے ہیں حضرت امام موصوف کا نسب آٹھ پشت کی درمیانگی سے زبیر ابن عبد المطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے! ور اُنکے اوپر حضرت ابوذر ابن زبیر صحابی ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جتنے بزرگان گذرے وہ سب امام وقت اور فقہاء کہلائے۔ اور ابوذر حضرت عثمان رض اور امیر معاویہ کے دور خلافت میں قاضی دمشق کے تھے۔ اور حضرت امام محمد تاج فقیہ سلطان شہاب الدین محمد غوری کے ہمعصر تھے اور اُسی زمانہ میں موافق رویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مع چند مجاہدین کے ہندوستان میں آئے۔ اور اُسوقت منیکا راجہ کہ صوبہ بہار کا مالک تھا مسلمانوں سے لڑنے کو آمادہ تھا اُس سے آپ لڑے اور اُسکے تمام لشکر کو شکست دیکر خود اُسکو مار ڈالا۔ اور اُسکی مملکت میں اقامت کی آپکی بعض اولاد ابتک اُس جگہ پر قابض ہیں۔ امام محمد تاج فقیہ۔ اپنی اولاد وہیاں چھوڑ کر مکہ کو واپس گئے۔ اور وہیں انتقال فرمایا۔ آپ کے تین بیٹے ہند میں رہے محمد اسرائیل محمد اسماعیل اور عبد العزیز۔ اور ان تینوں بزرگوں کا مزار منیر میں ہے۔

حضرت شرف الدین احمد بہاری کے نانا حضرت شہاب الدین پیر جگجوت سادات حسینی سے ہیں اور کاشغر کے شاہزادے تھے۔ آپکی نسل آپکی آل سے اس صوبہ بہار میں قائم ہے چنانچہ حضرت عبد العزیز کے بیٹے حضرت سلیمان لنگر زمین کاکوی بھی آپ کے خویش تھے۔ اور مخدوم عطاء اللہ ساکن کجاتوان آپ کے نواسے ہیں اور بی بی کمال کاکوی

آپکی نواسی ہین۔اور بقیہ حالات اس خاندان کے شجرۂ مندرجہ سے واضح ہونگے۔
الغرض حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد نے پیر کی جستجو مین سفر کرنا چاہا لیکن قبل اسکے کہ آپ سفر اختیار کرین ایک ایسا عارضہ آپکو لاحق ہوا کہ جس سے اطبانے عقد نکاح کا مشورہ دیا اور آپ کو عقد کرنا پڑا۔اور ایک صاحبزادے بھی جنکا نام ذکی الدین تھا متولد ہوے لیکن اسپر بھی جب آپکو جذبۂ عشق حقیقی غالب آیا آپنے اپنی بی بی سے فرمایا کہ مجھکو مردہ سمجھو اور اس لڑکے پر تمکو اختیار ہے۔اور خود روانہ ہوے دہلی مین پہونچے۔زمانہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کا تھا۔اُنکی زیارت کی کچھ تصرفات بھی آپ نے دیکھے لیکن دل ملتفت نہوا حضرت سلطان المشائخ نے اپنے یارون سے فرمایا کہ شرف الدین بہاری شاہبازی ہے آپ نے شیخ بو علی قلندر کی بھی زیارت کی لیکن انکو مغلوب الکیفیت پایا جس سے یارون کی تعلیم دشوار تھی۔اسلیے حضرت نجیب الدین فردوسی کی زیارت کو گئے۔وہان پہونچتے ہی آپکے دلپر رعب غالب آیا۔اور حضرت نجیب الدین فردوسی کے انتقال کا وقت قریب تھا انھون نے فرمایا کہ ہم تمھارے منتظر بہت عرصہ سے تھے۔آپ کی بیعت لی۔اور کچھ تحریر دی۔اور روانہ کیا۔اور کہا کہ اب تمھاری تعلیم خاص فیضان اویسی سے رسالت پناہی کے ہوگی۔اور اگر کوئی واقعہ سنو تو واپس نہ آنا۔جیون ہی آپ کچھ راہ طے کر چکے تھے سُنا کہ شیخ نجیب الدین فردوسی نے انتقال فرمایا۔حضرت نجیب الدین فردوسی کا سلسلہ تین واسطہ کی درمیانگی سے حضرت نجم الدین کبری سے جا ملتا ہے۔فردوس دہلی کا ایک محلہ تھا جہان حضرت نجیب الدین فردوسی رہتے تھے۔لیکن آپ حسب وصیت واپس نہ آئے اور پورب کی راہ لی۔
جب بہیہ مین پہونچے کہ جنگلستان تھا۔جذبۂ عشق غالب آیا اور اُسی جنگل مین بارہ برس رہگئے پھر وہان سے راجگیر کے جنگل مین پہونچے جو بہار سے چھ کوس پر ہے۔ایک شیخ مولانا نظام الدین نے کہ شیخ المشائخ نظام الدین اولیا کے یارون سے تھے جب سُنا کہ حضرت شرف الدین بہاری کبھی کبھی راجگیر مین دکھائی دیتے ہین۔آپ کی ملاقات کو گئے

اور ملاقات سے نہایت خوش ہوئے۔ پھر اکثر جانے لگے۔ تب حضرت مخدوم شرف الدین احمد
نے فرمایا کہ کیوں آپ لوگ تکلیف کر کے اس پُرخطر جگہ میں آتے ہیں میں خود جمعہ کی نماز میں حاضر
ہوا کرونگا۔ چنانچہ آپ ہر جمعہ کو آتے۔ اور وعظ فرماتے تب لوگوں نے آپ کی صحبت فیض کے
حصول کے واسطے ایک دو چھپر متصل مسجد کے بنایا جہاں پر اب آپ کا خانقاہ ہے
اور رفتہ رفتہ آپ اُس میں مقیم ہوئے۔ اور آخر ش ضعیفی جنگل کے جانے سے مانع ہوئی۔
بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ دس ہزار سے تجاوز کر گئے خود صوبہ کا ناظم آپ کا مرید تھا۔
اُسنے بادشاہی فرمان کئی لاکھ خراج مواضعات کا آپکی خانقاہ کے خرچ کیواسطے حاصل کیا۔
لیکن اُسکی طرف آپ کو مطلق التفات نہوا۔ بلکہ اکثر فرماتے کہ مولانا نظام الدین نے مجھکو
تجانہ میں جھلایا ہے۔
ایک مرتبہ علماے دہلی نے آپکی درویشی پر حسد کر کے آپکی شکایت سلطان وقت فیروزشاہ سے
کی اُسنے فرمان آپکی حاضری کا جاری کیا۔ اور فیروزشاہ مخدوم جہانیان جہان گشت کا مرید
تھا۔ چاہتا تھا کہ اُن سے ملاقات کرے لیکن ملاقات نہوتی تھی۔ بعد عرصہ کے جب ملاقات
ہوئی۔ تو سبب نہیں ملاقات کرنے کا پوچھا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ میں خلوت میں مکتوبات
حضرت شرف الدین بہاری کا دیکھتا تھا کہ وہ نہایت برگزیدہ ہیں اس سبب سے
فیروزشاہ نے دوسرا فرمان آپکی عدم حاضری کے واسطے بھیجا۔ لیکن جب پہلا فرمان پہونچا تب
ہی آپ نے کہدیا تھا کہ برادرم جہانیان جہان گشت کی سفارش سے دوسرا فرمان میری
عدم حاضری کا آتا ہے۔ ایک مرتبہ۔ ایک معزز رافضی کو آپ کے اعزاز کو دیکھکر حسد ہوا اور
اُسنے ایک فاحشہ عورت حاملہ کو آمادہ کیا کہ آپ کو تہمت زنا کی دیوے۔ چنانچہ یہ مقدمہ
قاضی کے اجلاس میں پیش ہوا قاضی نے آپ کو طلب کیا۔ آپ اجلاس میں حاضر ہوئے اور
آپ کے یاران بھی حاضر تھے۔ جب قاضی نے آپ سے پوچھا کہ یہ فعل آپ کا ہے آپ
ہنوز چپ تھے کہ آپ کے ایک ممتاز یار مولانا مظفر بلخی نے فرمایا کہ اے بچے تو اپنی ماں کے

پیٹ سے کیوں نہیں بولتا کہ کس کا فعل ہے۔ اُسکے پیٹ سے آواز آئی کہ اُسی موذی رافضی کا فعل ہے۔ قاضی صاحب کو استعجاب ہوا اور مقدمہ خارج کر کے آپکے معتقد ہوئے۔ واضح رہے کہ مولانا مظفر حضرت مخدوم احمد چرم پوش کے بھتیجے تھے۔ اور بلخ کے بادشاہوں سے تھے۔ اور سادات کرام سے ہیں۔

آپ کے تصرفات بہت ہیں لیکن تصرفات دکھانے کا شوق نہ تھا بلکہ اُس سے نفرت تھی اور ظاہر ہونا ناخواستہ تھا۔ آپکے ممتاز خلیفوں میں حضرت مولانا مظفر بلخی۔ مولانا افضل الدین اور مولانا نظام الدین تھے۔ مولانا مظفر قطب عدن کا انتقال عدن میں آپکی زندگی میں ہوا۔ آنکے ممتاز خلیفوں میں اُنکے بھتیجے مخدوم حسین نوشۂ توحید تھے کہ بعد میں مخدوم شرف الدین احمد کی صحبت میں بھی رہے اور بعد انتقال آپ کے آپ ہی سجادہ نشین ہوئے۔ آپکی ایک نقل مشہور ہے کہ ایک شخص نے حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ سے توحید کے معنے پوچھے۔ آپ نے فرمایا کہ حسین سے پوچھو اور اُسوقت یہ گھوڑے پر سوار پان کھائے تھے پان کی پیک گھوڑے کے منہ سے گری اور کہا یہی توحید ہے جب مخدوم شرف الدین احمد نے سُنا فرمایا کہ حسین نوشۂ توحید ہے اسلیئے آپکو نوشۂ توحید کہتے ہیں۔ حضرت حسین نوشۂ توحید آخر میں حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد سے کتاب عوارف المعارف کہ تصنیف سے حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کی ہے پڑھا کرتے تھے لیکن ہنوز وہ کتاب تمام نہوئی تھی کہ حضرت مخدوم شرف الدین احمد کی عمر آخر ہوئی اور اسکا افسوس نوشۂ توحید کو ہوا۔ آپنے فرمایا کہ تم اس کتاب کو جون پور جاکر بدیع الدین مدار سے ختم کر لینا۔ وہ ہنوز پہونچے نہیں ہیں لیکن آوینگے چنانچہ جب وہ آئے اور اُنکی شہرت ہوئی آپ نے اس کتاب کو اُن سے ختم کیا۔ اُنکی جگہ اُنکے بیٹے حضرت مخدوم حسن کہ اُنکے خلیفوں میں تھے جانشین ہوئے اور آپ سے بیعت مخدوم شیب نے کی۔ مخدوم شعیب حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد کے نبی عم اور صحبت یافتہ تھے۔ لیکن اتفاق بیعت کا نہوا تھا۔ مجاہدہ میں کہیں باہر رہتے تھے۔

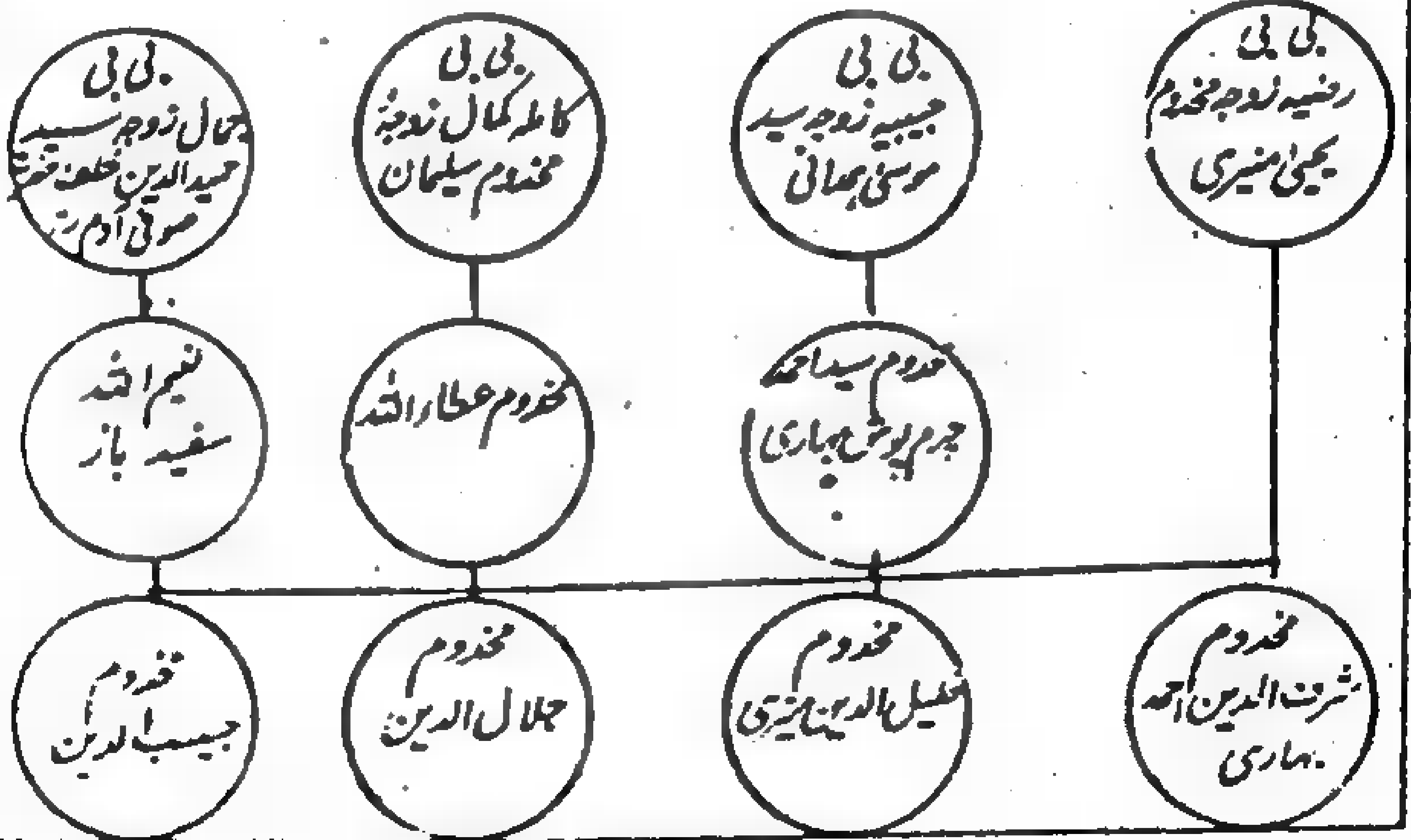
بعد وفات مخدوم الملک کے تشریف لائے ۔ الغرض حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بہاری نے ۵۔ شوال روز پنجشنبہ کو انتقال فرمایا۔ اور بہار میں مدفون ہیں۔ آپکی درگاہ زیارتگاہ خاص و عام ہے قبل انتقال کے حضرت مخدوم الملک نے فرمایا تھا کہ میری نماز ایک سید پڑھاویگا۔ جسکا نام اشرف ہے اور یہ چند چیزیں انکو دینا اور کہنا کہ حضرت علاء الحق بنگالی کے پاس جاویں اور اُنسے بیعت کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ انکی عمر قریب ایک سو برس کے ہوئی۔

آپکے حالات کو حضرت مخدوم شعیب نے جنکا مزار شیخپورہ میں ہے ایک کتاب میں جسکا نام مناقب الاصفیا ہے فراہم کیا ہے۔ بہت بسوط ہے اس مختصر میں کہاں گنجائش ہے حضرت مخدوم الملک کی یادگار آپ کا مکتوبات صدی و بست و ہشت خوان پر نعمت وغیرہ ہے جس سے آپکی لیاقت ظاہری اور باطنی کی بے غایتی معلوم ہوتی ہے۔

آپکی سجادگی عرصہ تک بلخیوں میں رہی جب اُن میں اُسکے لائق نہ رہے آپکی بیٹی کی آل میں سجادگی آئی۔

حضرت مخدوم سید شہاب الدین

پیر جگجوت عظیم آبادی کہ کاشغر کے شہزادے تھے



حضرت امام محمد تاج فقیہ مکی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اسرائیل

حضرت اسمٰعیل

حضرت مخدوم عبدالعزیز

مخدوم احمد یحییٰ منیری رح

مخدوم شرف الدین احمد بہاری

خلیل الدین

جلال الدین

حبیب الدین

بی بی کمال کاکوی

مخدوم ذکی الدین

بی بی یار کہ دختر

حضرت مخدوم سلیمان لنگر زمین کاکوی

حضرت جلال منیری رح

مخدوم عطاء اللہ در کرالوان

مخدوم شعیب ساکن

شیخپورہ

حضرت تاج الدین

حضرت عبدالملک

حضرت مولانا عبدالغنی

حضرت عبدالوہاب

حضرت مخدوم احمد چشتی نوآبادی

حضرت مخدوم اخوند شیخ

حضرت شاہ نعیم اللہ

حضرت دیوان تاج الدین محمد

حضرت طیفور اللہ

حضرت غیاث اللہ

حضرت منور اللہ

حضرت مولوی امین اللہ نوآبادی

حضرت حبیب اللہ بہاری

عبدالحق

شاہ تراب الحق

محمد یعقوب

حضرت مولانا محمد قاسم

حضرت محمد سجاد

حضرت محمد واجد

شاہ مظفر الحق

شاہ غفور الحق

محمد وزیر

محمد افضل مرحوم

سید محمد اکبر

بی بی ...

بی بی ...

صغیر الحق

نظام الدین

حافظ حسام الدین

حضرت مخدوم احمد۔ چرم پوش بڑے عارف کامل تھے۔ آپ حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد کے ہمعصر اور بہار ہی میں ہموطن تھے۔ ایک واقعہ حضرت مخدوم الملک کے حالات میں ہے کہ ایک شخص چند مکھیوں کو مار کر ایک ظرف میں چھپا کر آپ کے پاس لایا۔ اور کہا کہ شیخ کو زندہ کرنے اور مارنے کی طاقت ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اُسنے کہا آپ شیخ ہیں اسکو زندہ فرمایئے آپ نے فرمایا مجھ ناچیز میں یہ طاقت کہاں برادرم احمد چرم پوش کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ وہاں گیا۔ اور ویسا ہی کہا۔ آپ نے اشارہ کیا اور وہ مکھیاں زندہ ہو گئیں۔ تب اُسنے کہا کہ مردہ کرنے کا بھی تماشا دکھایئے آپ نے غصہ سے کہا کہ جا راہ میں دیکھے گا۔ چنانچہ راہ میں اُسکو ایک بیل نے مارا اور وہ مر گیا۔ جب حضرت مخدوم الملک کو یہ حال معلوم ہوا آپ اُس کی نماز میں شریک ہوے۔ اور حضرت احمد چرم پوش بھی بہ لشکر شریک ہوے۔ یہ بزرگ سہروردیہ ہیں اور چار واسطے کی درمیانگی سے آپ کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے جا ملتا ہے۔ آپ کی وفات ۷۷۶ھ میں ہوئی مخدوم یگانہ تاریخ وفات ہے۔ یہ بھی حضرت شہاب الدین پیر جگجوت کے نواسے ہیں۔

شیخ جلال مشہور بہ مخدوم جہانیاں جہان گشت حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے پوتے حضرت رکن الدین کے مرید ہیں۔ یہ سید ہیں۔ آپ کے جد سید جلال الدین بخاری تھے۔ اُنکے تین بیٹے تینوں کامل تھے۔ سید احمد کبیر سید بہاء الدین۔ اور سید محمد۔ مخدوم جہانیاں جہان گشت۔ سید احمد کبیر کے بیٹے تھے بڑے عارف کامل گذرے ہیں۔ فیروز شاہ خلجی کو حضرت مخدوم جہانیان سے عقیدت تھی اور آپ کے پاس جانا چاہتا تھا۔ جب آپکو معلوم ہوا۔ آپ نے بادشاہ کو لکھا کہ میرا قصد عرصہ سے دہلی کے مشائخ کی زیارت کا ہے خصوصاً حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کی میں بہت جلد آتا ہوں۔ اور بادشاہ ہرگز یہاں آنے کا قصد نہ کرے چنانچہ آپ

دہلی میں پہونچے اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی سے استفادہ اٹھایا۔ اور بادشاہ بھی آپ کی زیارت کو آیا اور نورانی روشن چہرہ آپ کا دیکھکر مرید ہوا۔ آپ نے تمام دنیا کی سیر کی تھی اسلیئے آپکو جہان گشت کہتے ہین اور سات مرتبہ حج اکبر ادا کیا اور مکہ کے خلیفہ سے قدم رسول مانگا اور دہلی مین لائے اور بادشاہ نے کئی منزل استقبال کیا اور سر پر لایا۔ لیکن جب بادشاہ کا بیٹا فتح خان کہ جسکو نہایت عزیز رکھتا تھا مر گیا۔ اُسکی قبر پر نصب کر کے اُسپر ایک بڑا روضہ بنایا۔ کہ آج تک دہلی مین موجود ہے اور دوازدہم کو وہان میلہ اور ہجوم خلائق کا ہوتا ہے۔ اور اُس عمارت کو درگاہ قدم شریف کہتے ہین۔ حاصل کلام انتقال مخدوم جہانیان کا دہم ذیحجہ ۷۸۵ھ ہجری مین ہوا اور قصبہ اوچ ملتان مین کہ اُسکو اچہ بھی کہتے ہین مدفون ہین۔

حضرت شیخ شعبان الحق بیابانی ایک درویش صاحب کمال خاندان مین سید محمد بھکر کے ہین۔ موضع جھوسی خاص مین کہ مقابل قلعہ آلہ آباد کے اُس پار ہے رہتے تھے اور گوشہ اختیار کیا تھا۔ وہین ۷۸۵ھ ہجری مین وفات فرمائی اور مدفون ہین اور اُنکا مزار خلائق کی زیارتگاہ ہے۔ وفات کی تاریخ قطب گنج العرش کے لفظ مین پائی ہے۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند سادات حسنیہ سے تھے قبل آپ کی پیدائش کے ایک بزرگ نے جنکا نام محمد بابا سماسی تھا۔ آپکی ولادت کی خبر دی تھی۔ اور آپکی ولادت کی جگہ پہونچکر کہتے تھے کہ مجھکو ایک مرد کی خلقت کی بو آتی ہے کہ وہ امام طریقت اور پیشوائے شریعت ہوگا۔ اور آپکی پیدائش کے تین روز بعد پھر محمد بابا نے خبر دی کہ وہ لڑکا پیدا ہوا جب آپ کے جد امجد کو یہ حال معلوم ہوا کہ ایک درویش ایسی خوشخبری آپکی بہ نسبت دیتا ہے۔ آپ بہت خوش ہوے اور آپکو اُنکے پاس گود مین لے گئے محمد بابا دیکھکر نہایت بشاش ہوے اور اُنسے فرمایا کہ یہ وہی لڑکا ہے جسکی خوشخبری مین نے تم لوگون کو دی تھی۔ اور کہا کہ مین نے لڑکے کو اپنی فرزندی مین لیا۔ اور یہ میرا

قلبی فرزند ہوگا- اور اپنے خلیفہ امیر کلال سے کہا کہ اسکی تعلیم مین دریغ نہ کرنا اور انھون نے فرمایا کہ اگر اس مین ہم دریغ کرین تو مرد نہین- اسلیے جب آپ کو شعور ہوا اور محمد بابا سماسی کا انتقال ہوا آپ نے خواجہ امیر کلال سے بیعت کی لیکن حقیقت مین آپکو اویسیت یعنی روحی فیض خواجہ عبدالخالق سے ہوچکا- اور وہ خواجہ ابو یوسف ہمدانی کے خلیفہ تھے انکا ذکر مختصر اوپر ہوچکا ہے- خواجہ عبدالخالق کے خلیفہ خواجہ عارف ریوگری اور انکے خلیفہ خواجہ محمود فغنوی تھے اور انکے خلیفہ خواجہ علی رامیتنی تھے جنکا قول تھا کہ اگر خواجہ عبدالخالق کے مریدون سے منصور حلاج کے وقت مین کوئی ہوتا تو منصور سولی پر نہ چڑھایا جاتا خواجہ علی رامیتنی کے خلیفہ محمد بابا سماسی تھے-

الغرض خواجہ بہاءالدین نقشبند قدس سرہ نے اپنے روحی فیض کا حال یاد رفتنی یون فرمایا- کہ ایک روز ابتدائے تعلیم مین شوق کو ولولہ ہوا- اور بخارا کے مزارات کی طرف چلا دیکھا تو ایک مقبرے مین چراغ روشن ہے اور اس مین تیل اور بتی پوری تھی لیکن دیکھا جلتا ہے- انھین مزارون مین سے ایک مزار کے سامنے کہ سب سے پیچھے تھا بیٹھا منھ قبلہ طرف تھا- اور سامنے دیوار تھی- ناگہان مجھکو اونگھ آئی اور دیکھا کہ اس دیوار مین دروازہ ہوگیا- اور اس دروازے سے ایک بزرگ تخت پر بیٹھے نکل آئے- اور سبز چادر انکے تخت سے سرحد تک کھنچی تھی- اور اس تخت کے گرد ایک جماعت تھی کہ جنکا چہرہ نورانی تھا- اور وہ ابدالون سے تھے لیکن ان مین سے ایک کو مین نے پہچانا کہ محمد بابا ہین- انھین جماعت مین سے ایک شخص میرے پاس آیا- اور اسنے کہا کہ یہ بزرگ لوگ جو جمع ہین انکے افسر عبدالخالق ہین جو تخت پر بیٹھے ہین- اور یہ لوگ جو گرد ہین انکے خلفا ہین- اور ہر ایک کو بتایا کہ فلان خواجہ عارف خواجہ احمد صدیق اور فلان خواجہ محمود اور خواجہ علی رامیتنی ہین اور جب محمد بابا کے پاس مین پہنچا تو کہا کہ یہی تمھارے

شیخ ہیں جنھوں نے تمکو الکین میں ٹوپی دی تھی۔ اور اُن سے تمکو برکت پہونچی ہے پھر اُنھوں نے کہا کہ اگر کوئی بلا بھی زمین پر آوے تو اللہ نے تمکو وہ قابلیت دی ہے کہ اُس سے وہ بلا دفع ہو جائیگی پھر مجھ سے کہا کہ جو فرماتے ہیں اُسکو سُنو۔ اس جماعت سے میں نے اجازت چاہی کہ ہم سلام کریں اور دیدار سے مشرف ہوں۔ پردہ اُٹھا دیا گیا۔ میں نے اُس چہرۂ نورانی کو عبد الخالق کے دیکھا اور بیہوش ہو گیا لیکن ہوش میں آکر نہایت تعظیم سے سلام کیا۔ اور جو کچھ اُنھوں نے فرمایا دل سے سُنا جو کچھ کہ سلوک سے ابتدا میں یا درمیان میں یا انتہا میں علاقہ رکھتا ہے وہ مجھ سے فرمایا جب تلقین سے فراغت کی تو کہا کہ اس چراغ کو دیکھتے ہو اس سے تمکو یہ اشارہ ہے کہ تم میں قابلیت ہے اس قابلیت کو حسب نحو ذکر دو یعنی قابلیت تمھاری مثل فتیلہ کے ہے جب اُسکو حرکت دوگے تو روشنی تیز ہوگی۔ اور احکام شریعت کو واجب جانو اور اتباع سنت کو لازم۔ اور بدعت سے احتراز کرو۔ آثار صحابہ اور احادیث پر مداومت کرنا چاہیے اور آل کرام کی خصلت اور صحابہ عظام کی روش اختیار کرنا۔ پھر فرمایا کہ تم امیر کلال کے پاس حاضر ہو کر وہ اپنا نسب ہیں چنانچہ دوسرے روز جب امیر کلال کی خدمت میں پہونچے اُنھوں نے بڑی خاطرداری کی اور ذکر نفی اور اثبات کا یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا تعلیم کیا۔ چونکہ اُسکے پہلے مجھکو ذکر خفی کی تعلیم ہوئی تھی اس لیئے میں نے ذکر جہر سے احتراز کیا۔ جب اہل طریقت نے اس طریقہ میں سماع اور ذکر جہر اور خلوت یعنی چلہ کشی نہیں دیکھا ان لوگوں نے کہا کہ تمھارے اس طریقہ میں اور طریقوں سے خلاف ہے۔ آپنے فرمایا کہ ہمارے یہاں خلوت در انجمن ہے اور ہمارا قول ہے ؎

آشنا شو از درون وز برون بیگانہ باش	اینچنین زیبا روش کم می بود اندر جہان

اور یہ آیت فرماتے۔ رجال لا تلہیہم الخ۔ حضرت خواجہ کے کوئی غلام اور کنیز نہ تھی اور نہ اُسکی خواہش تھی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ ملازم کیوں نہیں رکھتے۔ آپ فرماتے کہ خواجگی کے ساتھ بندگی نہیں ہو سکتی اگر کوئی آپ سے تصرفات کا طالب ہوتا تو آپ فرماتے کہ یہی بڑا تصرف ہے

کہ باوجود گناہ کے بوجھ کے چلتا پھرتا ہون۔ لیکن اسپر بھی آپ سے بہت تصرفات بلادرخواست سرزد ہوے۔ بہت بیمارون نے شفا پائی۔ ایک مرتبہ آپ نے یہ رباعی پڑھی تو غیب سے خوان آیا۔ ؎

	اے آنکہ تو دادہ بہ گل نکہت و رنگ		فیروزہ بہ کان دُرّ بصدف لعل بسنگ	
	روزی خورتست گبر و ترسا و فرنگ		رزّاق توئی برزق تا چیست درنگ	

آپ کے بہت سے کامل خلفا گذرے ہین لیکن سب سے ممتاز خلیفون مین حضرت علاءالدین عطار آپ کے سمدھی اور حضرت خواجہ محمد پارسا آپ کے بھتیجے ہین۔ اور حضرت مولانا یعقوب جرخی بھی آپکے خلفاے ہین۔ لیکن اُنھون نے مابعد مین حضرت علاءالدین عطار کی صحبت بھی حاصل کی۔

حضرت خواجہ حافظ شیرازی باشندے شہر شیراز کے ہین۔ اور تمام ملکون مین نہایت مشہور ہین۔ دیوان حافظ انکی کتاب ملکون ملکون مین شہرت رکھتی ہے۔ اور اُن کا کلام نہایت فصیح ہے۔ اور اس شخص کو بلبل سخنوری اور طوطی شکرستان بلاغت کہتے ہین۔ اور علم قرآن مین یعنی قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنے مین مہارت کمال رکھتے تھے۔ اور ہر شب جمعہ کو شیراز کی مسجد مین قرآن نہایت خوش آوازی سے پڑھتے۔ اور یہ بزرگ طبقات صوفیہ مین یعنی عارف شمار کیے جاتے ہین اور کہتے ہین کہ ابتدا مین شاخ نبات کے عشق مجازی مین حضرت امام علیؑ رضا کے روضہ پر چلہ کش تھے اور وہین سے فیضان اویسیت کے زور سے عشق حقیقی غالب آیا اور مابعد مین حضرت خواجہ بہاءالدین کے خلفا سے ہوے اُنکے دیوان کی بہ نسبت حضرت جامی نے فرمایا ہے کہ لسان غیب ہے اور اکثر لوگ اس سے فال لیتے ہین اور اپنا مطلب نکالتے ہین۔ اسکا ترجمہ اکثر زبانون مین ہوا ہے چنانچہ انگریزی مین بھی ہوا۔ انھین کا شعر ہے۔ ؎

	فیض روح القدس ارباز مدد فرماید		دیگران ہم بکنند انچہ مسیحا می کرد	

حضرت علاءالحق پنڈوی بڑے عالم اور عارف کامل مرید حضرت اخی سراج کے تھے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ حضرت کی ایک نقل مشہور ہے۔ یعنی ایک روز مخدوم الملک بہاری سجدہ مین گئے اور بہت حمد و ثنا باری تعالیٰ کی بجا لائے لوگون نے پوچھا کہ آپ نے اسوقت کیون اسقدر سجدہ اور حمد و ثنا کی آپ نے فرمایا کہ ایک قطب کا انتقال ہوا۔ انکی جگہ عالم ملکوت مین ہمارا نام تجویز ہوا تھا لیکن آخرش علاءالحق پنڈوی بنگالی اُسپر مقرر ہوے اسلئے مین شکر کرتا ہون کہ مین اس بوجھ سے آزاد رہا۔ آپکی قبر خاص پنڈوہ مین ہے اور لوگون کی زیارتگاہ ہے۔ آپکے بڑے ممتاز خلفا سے آپکے بیٹے نور قطب عالم اور حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی ہین شیخ کمال خجند بڑے صاحب کمال اور خداوند وجد و حال تھے۔ اور تبریز مین ایک گوشہ اختیار کیا تھا کہ رات کو وہان رہتے اور دوسرا کوئی اُس مین نہین جاتا جب انکی وفات کے بعد لوگون نے دیکھا سوائے ایک بوریے کے جسپر سوتے تھے اور ایک پتھر کے جو بجاے تکیہ کے تھا کچھ نہ پایا۔ انکی قبر پر یہ شعر لکھا ہے۔

کمال از کعبہ رفتی بر در یار		ہزارت آفرین مردانہ رفتی	

تاریخ وفات کمال خجندی کے لفظ مین پایا ہے۔

حضرت سید اشرف جہانگیر۔ رحمۃ اللہ علیہ سمنان کے بادشاہ تھے جب اپنے باپ سید ابراہیم کی جگہ بادشاہ ہوے۔ جذبہ عشق حقیقی غالب آیا۔ اور سلطنت کو ترک کیا بہت جگہ پھرے اور اپنے زمانے کے تمام بزرگون سے فیض اٹھایا۔ اگرچہ بیعت و خلافت آپکو علاءالحق پنڈوی سے تھی لیکن چارون سلسلہ مین اجازت ہے۔ سات برس کی عمر مین آپ قرآن کے حافظ ہوے اور چودہ برس کی عمر مین چودہ علم حاصل کیے اور اسی سال آپکے والد نے انتقال فرمایا۔ آپ انکی جگہ جانشین ہوے اور کئی برس نہایت عدل و انصاف سے بادشاہت کی لیکن بعد اسکے مردان خدا کی صحبت کا ذوق ہوا اور شیخ رکن الدین سمنانی کی صحبت مین رہے کہ بڑے عارف تھے۔ اسی طرح

اور بزرگون کی صحبت بھی حاصل کی یہانتک کہ خضر علیہ السلام آپکے پاس آئے اور کہاکہ اسم اللہ
کو دل پر پوشیدہ نقش کرو۔ ہر لحظہ اُسکے معنی کی طرف غور کرو اور پاس انفاس رکھو۔ اور
اپنا پوشیدہ کرو کہ زبان کو بھی اُس سے واقفیت نہو۔ ایک عرصہ تک جب ایسا کیا تو
بڑا فائدہ اُٹھایا۔ بعد اسکے حضرت اویس قرنی کو خواب مین دیکھا۔ اور اویسی اذکار
اُنسے سیکھے لیکن اسوقت تک بادشاہی کی خدمت آپ سے متعلق تھی۔ باس سیئے پھر
خضر علیہ السلام کو دیکھا۔ اُنھون نے فرمایا کہ اگر تجھکو درویشی کی طلب ہے۔ تو بادشاہی
ترک کرکے ہندوستان کی طرف جا اور علاء الحق۔ پنڈوی سے بیعت کر وہ تجھکو واصل
حق کریگا چنانچہ آپنے سلطنت ترک کی اور والدہ سے رخصت ہوئے اُنھوں نے اجازت
دی اور فرمایا کہ خواجہ احمد یسوی ؒ نے سچ کہا تھا۔ کہ تیرے شکم سے ایک ولی ازلی پیدا ہوگا۔
اس خبر کو سنکر حضرت سید اشرف کا دل اور بڑھا۔ اور روانہ ہوئے حضرت مخدوم جہانیان
جہانگشت سے راہ مین ملاقات ہوئی۔ اُنسے بڑے مستفید ہوئے پھر بہار پہونچے کہ
مخدوم شرف الدین احمد بہاری سے شرف حاصل کرین۔ لیکن اُسی روز انکا انتقال
ہوا تھا حسب وصیت حضرت سید اشرف نے نماز جنازہ پڑھائی اور جو تبرکات کہ
مخدوم شرف الدین احمد بہاری نے آپ کے لئے دیا تھا اسکو لیا اور موافق وصیت
کے بنگالہ روانہ ہوئے اور مخدوم علاء الحق۔ پنڈوی نے موافق ہدایت خضر
علیہ السلام کے گھر سے نکلکر آپ کا استقبال کیا۔ گھر مین لے گئے۔ اور بڑی خاطرداری
کی۔ آپ نے بیعت کی۔ اور مخدوم علاء الحق پنڈوی نے خرقہ خلافت عطا کیا۔ اور
اجازت دی۔ وقت اجازت کے مخدوم علاء الحق نے کہا کہ تم جہانگیر ہو۔ اور جونپور
مین ایک شیر ہے کہ حاجی ہے اور اُسکا لقب چراغ ہند ہے۔ تمہارا شیر بچہ اُسکا کام تمام کریگا۔
اس سبب سے آپ جونپور کی طرف چلے وہان کے علما سے بحث کے واسطے تیار ہوئے اور
فضیلت خلفا مین گفتگو رہی۔ آپنے ایک کتاب اپنی تصنیف سے دی جس مین چارون خلیفون کی صفت

تھی۔ لیکن اُس مین خلیفہ چہارم کی صفت کچھ زیادہ تھی۔ اس سے بعض متعصب نے آپ کو شیعہ کہا۔ اُسی شب وہان کے خانخانان نے حضرت صلعم کو خواب مین دیکھا کہ سید اشرف جہانگیر کو رفض کی تہمت مت دو اور اُنکی ایذا کے درپے نہ ہو کہ ہمکو اور علی کرم اللہ وجہہ کو ایذا ہوگی۔ خان نے جب یہ خواب دیکھا صبح کو آپ کی قدمبوسی کو حاضر ہوا اور معذرت کی اور کہا کہ ہم یہان کے علما کو سمجھا دینگے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ ہم جواب دینگے جب علما لوگ بعد جمعہ کے جمع ہوے اور آپ کی بہ نسبت استغنا لکالا۔ خان نے تلوار نکالی اور کہا کہ اگر کسی نے اپنے باپ کی زیادہ تعریف لکھی تو مناسب کیا۔ اس کے بارے مین اُنھون نے قول مستند ڈھونڈھا اور اُنھون نے ایک معتبر کتاب سے دیکھکر دکھلایا۔ حضرت سید اشرف نے اُس خان کو دعا دی۔ اُسکو چار بیٹے اللہ نے دیے۔ سب عالم اور کامل نکلے۔ اس درمیان مین ایک شخص میر کبیر تھے کہ نیک چلن اور نیک صفت تھے۔ بڑے عالم تھے۔ لیکن کسی سے عرفان نہین حاصل کیا تھا۔ اُنکو اسکا ذوق ہوا اُنھون نے خواب مین ایک پیر کو دیکھا۔ اُسکی تلاش ہوئی۔ حاجی مذکور کے پاس جنکا شہرہ جونپور مین تھا گئے لیکن وہ حلیہ کہ خواب مین دیکھا تھا نہ پایا۔ پھر حضرت سید اشرف کے حضور مین حاضر ہوئے تو ٹھیک وہی حلیہ پایا۔ اور بیعت کی۔ حضرت سید اشرف نے اُن کی نسبت فرمایا کہ یہی شیر بچہ ہے کہ موافق قول حضرت علاء الحق کے شیر کو مارے گا۔ چنانچہ جب حاجی جونپوری کو معلوم ہوا کہ میر کبیر نے سید اشرف سے بیعت کی تو اُنھون نے بد دعا کی کہ جوانی کی موت مرے گا۔ وہ بہت ڈرے لیکن حضرت سید اشرف نے فرمایا کہ وہ تم سے پہلے مریگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر آپ وہان سے کچھوچھا آئے جہان اب آپکا مزار ہے۔ لیکن وہان ایک کامل جوگی رہتا تھا اُسنے بہت حیلے اور مکر پیش کئے۔ آپ نے سب کو رد کیا وہ سب مسلمان ہوگئے۔ اُنکا معبد آپ کا خانقاہ اور حجرہ ہوا۔ اور ایک باغ آپ نے بنوایا۔ اُسکا نام روح آباد رکھا۔ پھر آپ نے

سفر اختیار کیا۔ اور بدیع الدین شاہ مدار اس مرتبہ آپ کے ہم سفر ہوئے۔ آپ حج بیت اللہ
سے فارغ ہو کر نجف اشرف میں آئے۔ اور وہاں سے کربلا پہونچے۔ اور امام اعظم رح
کے روضہ پر حاضر ہوئے اور فرمایا کہ وہاں سے فیض اتم جاری ہے اور امام احمد حنبل کی
کی قبر کی زیارت کی۔ آپنے روم کا بھی سفر کیا۔ اور حضرت مولانا روم اور ان کی بیٹی کے
مزار کی زیارت اور وہاں کے تمام مشائخ وقت کی ملاقات کی اور فیض اٹھایا۔
اور وہاں سے شام پہونچے اور فخر الدین عربی سے ملاقات کی۔ وہاں سے
کاشان آئے اور حضرت عبد الرزاق سے ملاقات کی۔ پھر مشہد پہونچے۔ اور
امام علی رضا کے روضہ پر معتکف رہے اور فیضیاب ہوئے پھر وہاں سے سمنان۔
آئے اور اپنی بہن کو دیکھا جب آپ مشہد میں تھے شاہ تیمور۔ صاحبقران بھی آیا اور
آپکی زیارت سے مشرف ہوا اور معتقد ہو گیا۔ آپ وہاں سے ہرات آئے اور ہرات سے
حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند اور خواجہ علاء الدین عطار کی زیارت کو گئے اور
ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ وہاں سے ترکستان گئے اور خواجہ احمد یسوی کی
اولاد اور جانشین سے ملاقات کی۔ وہاں سے قندھار۔ اور قندھار سے غزنی۔
وہاں سے کابل پھر اجودھن پہونچے۔ اور حضرت بابا فرید کے مزار سے مشرف
ہوئے پھر دہلی پہونچے وہاں سے اجمیر گئے اور حضرت معین الدین چشتی کے مزار سے
فیضیاب ہوئے۔ پھر وہاں سے دکھن گئے اور حضرت سید محمد گیسو دراز کی زیارت سے
کہ نصیر الدین چراغ دہلی کے خلیفہ تھے مشرف ہوئے۔ پھر وہاں سے سراندیپ اور گجرات
ہو کر روح آباد میں واپس آئے پھر دوسرا سفر آپ نے ہمراہ سید علی۔ ہمدانی کے اختیار
کیا اس سفر میں بھی آپ شہر بہ شہر پھرے اور اپنے پیر سے دوبارہ مشرف ہوئے اور
تمام چشتیہ سے فیضیاب ہوئے۔ اس سیر میں آپ ایک سو لوے درویشوں سے ملے
اور سب سے بہرہ ور ہوئے۔ پھر جو سفر آپ نے اختیار کیا تو مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے

پھر مشرف ہوے اور چار سو کئی درویشون نے اُنھون نے جو فائدہ اُٹھایا تھا سب آپکو سونپا۔ آپ وہان سے جونپور پہونچے۔ اس مرتبہ قلندرون نے آپ سے گستاخی کرنا چاہی اور چھیڑا کہ آپ درویش ہین تو جہانگیر لقب بادشاہون کا کہان سے پایا۔ آپنے فرمایا کہ ہمارے پیر نے لقب جہانگیر کا دیا۔ اُسنے کہا کہ جہانگیری کی کیا نشانی ہے دکھلاؤ۔ آپنے کہا کہ ہم فقط جہانگیر نہین ہین جانگیر بھی ہین۔ یہ سُنکر وہ فوراً مر گیا۔ اس سبب سے بقیہ قلندرون نے توبہ کی اور آپ کے معتقد ہو گئے۔

اسی طرح چند جوگیون نے بحث کی۔ آپ نے کہا اپنے ایک بت کو لاؤ۔ وہ گواہی دیگا چنانچہ بت لائے اور بت سے آواز آئی کہ یہ ولی اللہ ہین۔ افسوس کہ آپ نے ۲۷ محرم کو انتقال کیا جس روز آپنے انتقال فرمایا پہلے آپنے تمام اکابرون کو جمع کرکے ملاقات کی اور اسی مجمع مین اپنے ایک عزیز کو جنکا نام عبدالرزاق تھا اپنا جانشین کیا۔ اور سماع کی مجلس منعقد کی۔ حالت وجد مین آپنے انتقال کیا۔ آپ کے خلفاے صفی الدین ردولوی حنفی ہین جنکو عبدالحق ردولوی کہتے ہین۔

حضرت نور قطب عالم کا اصل نام نورالدین۔ تھا۔ اپنے والد حضرت مخدوم علاءالحق پنڈوی کے مرید تھے۔ یہ بھی مثل اپنے والد کے برگزیدہ اور قطب وقت تھے۔ پنڈوہ مین مدفون ہین اور ان کا مزار بھی عالم کی زیارتگاہ ہے۔ حسام الدین مانک پوری ان کے خلیفہ ہین۔

آٹھوین خلیفہ مصر کے عباسیون مین سے المستعین باللہ تھے

مستعین باللہ ابن متوکل ۸۰۸ھ مین اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوے سلطان مصر اُسوقت ملک ناصر فرج تھا۔ جب ناصر مخالفون کی لڑائی مین مارا گیا۔ لوگون نے خلافت کے سوا بیعت سلطنت بھی خلیفہ سے کی ۸۱۵ھ مین اس بات کو بعد عہد و پیمان

امراء وغیرہ کے قبول کیا مصر مین آئے۔ عزل و نصب مین تصرف کیا۔ سکہ اُن کے نام کا جاری کیا گیا۔ لقب وہی رہا۔ شیخ اسلام ابن حجر نے تہنیت مین قصیدہ لکھا جس کا مطلع یہ ہے۔ ؎

الملک فینا ثابت الاساس		بالمستعین العادل العباس	

نظام الملک بجاے اُنکے وزیر کے تھا۔ یہ سب کام اُسکے ہاتھ مین دے دیا۔ اُس سے لما مجھکو سلطان بنادو۔ اُنھون نے نہ مانا۔ اُسنے زبردستی سلطان کا لقب لے لیا۔ اور ملک مؤید کہلایا۔ مستعین کو خلافت سے معزول کرکے اُنکے بھائی داؤد کو خلیفہ لیا مستعین کو قید کیا۔ نوروز شام کے نائب نے جب یہ ماجرا سُنا فوج کشی کرنا چاہی تب اُسنے مستعین کو اسکندریہ مین بھیجا اور وہین قید رکھا۔ یہان تک کہ تاتاریون نے انکو رہا کیا لیکن وہ ۸۳۳ھ تک زندہ رہے اور طاعون سے مرے ۸۱۳ھ ہجری مین سلطان غیاث الدین حاکم بنگالہ نے بہت تحفے اور ہدیہ بھیجکر نیابت طلب کی۔

نوان خلیفہ مصر کا عباسیون مین سے المعتضد باللہ تھا

داؤد بن متوکل نے اپنا لقب معتضد باللہ رکھا بعد خلع خلافت برادر کے ۸۱۵ھ مین خلیفہ ہوے۔ ۸۴۵ھ مین مر گئے۔ بہت ذکی فطین او نبیل تھے علما اور فضلا کے پاس بیٹھتے۔ اُنسے فائدہ اُٹھاتے۔ ستربرس کی عمر مین مرے۔

اسی عہد مین مولانا سید شریف نے کہ بڑے عالم تھے اور اصل نام اُن کا علی بن محمد تھا۔ اور حضرت علاء الدین عطار کے صحبت یافتہ تھے۔ اور حضرت مخدوم شاہ تقی کے بیٹے شیخ شعبان الحق بہاء الدین نے کہ مثل اپنے باپ کے عارف کامل تھے ۸۱۶ھ مین اور حضرت شیخ سید محمد گیسو دراز نے کہ خلیفہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے تھے اور پیر کے حکم سے دہلی سے دکھن گئے تھے ۸۲۵ھ مین اور سید شاہ نعمت اللہ ولی نے کہ مرید شیخ

عبد اللہ مکی یافعی کے تھے اور بڑے عارف کامل اور تمام سلاطین زمانہ اُن کے معتقد تھے
انھون نے قریب پانسو کتابون کے تالیف کی تھی سنہ ۷۳۴ھ مین اور حضرت سید قاسم انوار
نے سنہ ۸۳۵ھ مین اور حضرت شاہ بدیع الدین عرف شاہ مدار نے سنہ ۸۳۸ھ مین انتقال فرمایا
سید قاسم انوار کا لقب معین الدین علی ہے۔ اُن کا سلسلہ حضرت شیخ صدر الدین
اردبیلی سے ملتا ہے۔ اُنکی اصل آذربائجان ہے۔ بعد تکمیل کے ہرات کی طرف توجہ کی اور
اکثر لوگ وہان کے عمائد سے آپکے مرید ہوے۔ بعض لوگون نے شاہرخ۔ مرزا خلف
تیمور شاہ سے شکایت کی کہ اکثر نوجوان مرید شاہ قاسم انوار کے ہوے ہین اور ہم لوگون کو انکی
صلاحیت مین شک ہے اسلیے اُسنے آپکے نکالنے کا حکم دیا لیکن کسی کو اسکی طاقت نہ تھی کہ عرض کرے
شاہزادہ بایسنغر نے کہا کہ مین لطائف الحیل سے اس بات کو پیش کرونگا چنانچہ آپکی ملاقات کو آیا
آپ نے فرمایا کہ تمھارے باپ نے ہمارے نکالنے کا حکم دیا ہے۔ مین نہین جانتا کہ کس جرم پر ایسا
کیا ہے۔ اُسنے کہا کہ آپ اپنے قول پر کیون نہین عمل کرتے۔ قاسم سخن کوتاہ کن ہر خیز و عزم
راہ کن + شکر بر طوطی فگن مردار پیش کرگسان + سید نے دعا اور تحسین کی اور وہان سے
روانہ ہوے۔ اور بعد چند عرصہ کے جام مین انتقال فرمایا۔

حضرت بدیع الدین شاہ مدار مرید شیخ طیفور بسطامی کے تھے۔ کہتے ہین کہ وہ بظاہر
کچھ نہین کھاتے تھے اور نہ اُنکا کپڑا کبھی میلا ہوتا تھا اور نہ اُسپر مکھی بیٹھتی تھی۔ اور اُنکے چہرے پر ہمیشہ
نقاب پڑا رہتا تھا۔ نہایت حسین اور جمیل تھے۔ چارون کتاب سماوی کے حافظ اور عالم تھے
لوگ کہتے ہین کہ اُنکی عمر چار سو برس سے زیادہ تھی واللہ اعلم۔ اور تمام دنیا کا سفر اُنھون نے
بھی کیا تھا اور اپنے وقت کے قطب مدار تھے اسلیے لوگ شاہ مدار کہتے ہین۔ انھون نے مخدوم حسین
نوشۂ توحید نے حسب وصیت مخدوم شرف الدین بہاری اپنے پیر کے کتاب عوارف پڑھی تھی
اور فیضیاب ہوے آپ کے مرید اور خلفا بہت ہین لیکن اکثر قلندر وش ہین۔ اُنکے خلفا سے
حضرت جمن جتی جنکا مزار بلسر مین ہے تھے۔ آپکا مزار مکن پور مین ہے۔ کہتے ہین کہ ایک مرید نے

اپنے بیٹے کا نام آپ کے نام پر رکھا آپنے اُسکو دیکھکر فرمایا کہ اب میرا قائم مقام آگیا مین جاتا ہون
اور انتقال کیا۔ آپ سے بہت تعرفات سرزد ہوئے جیسے مُردہ کا زندہ ہونا وغیرہ۔

دسوان خلیفہ مصر کا عباسیون مین سے المکتفی باللہ تھا۔

سلیمان بن متوکل بموجب عہد برادر حقیقی کے خلیفہ ہوا۔ اور لقب مکتفی باللہ کا لیا۔ سیوطی کے والد ماجد نے اُنکے لئے نسخہ عہد لکھا۔ یہ خلیفہ صالح تھا نہایت عابد خاموش گوشہ گزین اُنکے بھائی معتضد نے کہا جیسے یہ جوان ہوا کوئی کبیرہ گناہ نہین کیا سلک ظاہر اُنکا معتقد تھا سیوطی کے باپ اُنکے امام نماز تھے یہ اُنکا نہایت احترام کرتے سیوطی نے انھین کے گھر مین نشو و نما پائی۔ بعد عمر بن عبد العزیز کے کوئی خلیفہ انسے زیادہ عابد نہوا اٹھتر برس کی عمر مین ۸۵۳ھ مین انتقال کیا سیوطی کے والد نے بہ روز اُنکے بعد انتقال کیا ابن حجر کا انتقال بھی انھین کے عہد مین ہوا۔

گیارھوان خلیفہ مصر کا عباسیون مین سے القائم بامر اللہ تھا

قائم بامر اللہ ابن متوکل بعد مکتفی کے خلیفہ ہوا۔ یہ بڑا بہادر تھا کچھ خلافت کی شان قائم کی تھی کہ ملک اشرف نے اُنکو معزول کرکے اسکندریہ کے قلعہ مین مرنے تک قید رکھا۔ ۸۶۳ھ مین اُنکی وفات تھی یہ بھی اپنے بھائی مستعین کی بغل مین مدفون ہین۔
اسی عہد مین محقق کمال الدین ابن ہمام نے جنکی تصنیف سے کتاب لاجواب فتح القدیر ہے اور عارف حق بھی تھے ۸۶۱ھ مین وفات فرمائی۔

بارھوان خلیفہ مصر کا عباسیون مین سے مستنجد باللہ تھا

مستنجد باللہ ابن متوکل اپنے بھائی کے بعد ۸۶۳ھ مین خلیفہ ہوئے انھین کے عہد مین ملک اشرف نے ۸۶۵ھ مین انتقال کیا۔ اور اُسکے بعد ملک ظاہر تخت پر بیٹھا اُسنے خلیفہ کو قلعہ مین قید رکھا آخرش دو برس بیمار رہ کر انھون نے ۸۸۴ھ مین انتقال کیا نوے برس کی عمر تھی۔

تیرھوان خلیفہ مصر کا عباسیون مین سے متوکل بن یعقوب تھا۔

متوکل بن یعقوب بن متوکل اپنے چچا کے بعد ۸۸۴ھ مین خلیفہ ہوئے اُنکے باپ کو

خلافت ملی۔ انکو سب خاص و عام چاہتے تھے۔ یہ نہایت باتہذیب تھے سب بشاشت ظاہر
کرتے انکے چچا مستکفی نے اپنی بیٹی سے انکا نکاح کردیا تھا۔ مستنجد انکو ولیعہد کرگئے تھے رو برو سلطان
اور اعیان کے خلیفہ ہوئے۔ یہ آخری خلیفہ عباسیون مین سے تھے سنہ ۹۰۰ ہجری مین اُن کا
انتقال ہوا۔ اُنھون نے اپنے بیٹے یعقوب کو ولیعہد کیا تھا لیکن اُسوقت ترکون نے مصر پر زور
ڈالا۔ اور سلطان سلیم بادشاہ قسطنطنیہ نے مصر کو لے لیا۔ اُسوقت یہ نام کی خلافت جو
عباسیون مین تھی وہ بھی نرہی اور جو بادشاہ اسلام کے اسکے بعد ہوئے وہ سلطان کہلائے
کیونکہ موافق حدیث رسول صلعم کے خلافت قریش ہی مین ہوسکتی ہے چونکہ خلافت کا خاتمہ
دولت ترکیہ رومیہ پر ہوا اسلئے اب اُسی خاندان کا ذکر کیا جائے گا۔ اور اُسکے بعد وہ چھوٹے
چھوٹے خاندان مثل آل سامان۔ آل سبکتگین۔ دولت بنی طولون دولت بنی طغج اخشیدیہ
دولت دیالمہ۔ دولت بنی برالیہ۔ دولت سلجوقیہ۔ دولت خوارزمیہ۔ دولت آتابکیہ
دولت بنی طغتگین۔ دولت بنی مرداس۔ دولت آل براق۔ دولت غوریہ۔ دولت چنگیزیہ
دولت تیموریہ وغیرہ جو درمیان مین عروج پر ہوئے اور گذر گئے اُن کا حال پیچھے لکھا
جائے گا۔ اور صرف بذریعہ نقشہ جدول کے ظاہر ہوگا اور آخر مین حال دولت چغتائیہ ہند
لکھا جائے گا۔ اور اُسی ضمن مین اکابرون کا حال درج پاوے گا۔ اسی متوکل کے عہد مین
حضرت خواجہ شمس الدین محمد کوسوی جامی نے سنہ ۸۶۳ھ مین اور شیخ آذری نے سنہ ۸۶۶ھ
مین اور مولانا طوطی شاعر نے بھی اسی سال اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے سنہ ۸۹۵ھ
مین اور مولانا نور الدین جامی نے سنہ ۸۹۸ھ مین انتقال فرمایا۔ خواجہ شمس الدین محمد کوسوی
جامی خاندان مین حضرت احمد جام ژندہ پیل کے تھے اور اُن تک وہی خرقہ پہونچا تھا جو خواجہ
ابوسعید ابوالخیر نے حضرت احمد جام کو پہنایا تھا اور اُس مین پیوند حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے خرقہ کا تھا۔ یہ بڑے عارف اور عالم تھے ان کا مزار ہرات مین ہے۔
شیخ آذری بڑے عارف اور مجرد فقیر تھے۔ دُنیا کے کام کی طرف کم التفات کرتے

اور ہمیشہ اہل اللہ کی صحبت میں رہتے۔ چالیس برس قناعت میں بسر کی سلطان بایسنغر کے معاصر تھے اور زمانہ میں احمد شاہ بہمنی کے کہ دوان بادشاہ جن شاہیوں سے تھا۔ ایران سے ہند کی سیر کو آیا۔ اور دکن میں بادشاہ سے ملازمت حاصل کی اُسوقت بادشاہ شہر بدر کی تعمیر میں معروف تھا سب شاعروں نے تاریخ کہی شیخ آذری نے بھی تاریخ لکھی ہے

حبذا قصر مشید کز فرط عظمت	آسمان پایہ از سبدۂ این درگاہ است
آسمان ہم نتوان گفت کہ ترک ادبست	قصر سلطان جہان احمد جن شاہ است

بعد اسکے آذری نے ہندوستان سے مراجعت کی اور انتقال کیا۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کا نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ اُنکے والد کا نام خواجہ محمود تھا۔ اصل وطن آپکا تاشکند تھا۔ آپکے مرشد طریقت کی راہ میں بہت ہیں لیکن آخر میں حضرت یعقوب چرخی سے بہت فائدہ اٹھایا اور اُن سے بیعت کی۔ رشحات میں آپ کا حال حضرت جامی نے کہ آپ کے مسترشد تھے یون لکھا ہے کہ جب بعد تحصیل علم ظاہر کے آپ کو علم باطن کا شوق ہوا۔ تاشکند سے سمرقند بخارا خراسان اور ہرات تک پھرے۔ اور طریقت کی جستجو میں رہے۔ اُسوقت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے خلفا میں سے زندہ تھے۔ ان سے بہت فیض اٹھایا۔ اور سمرقند میں حضرت سید قاسم انوار سے فیضیاب ہوئے۔ شرف الدین کہ خاموش کے لقب سے مشہور ہیں اور سراج الدین اور حسام الدین اور حمید الدین شاشی اور علاء الدین غجدوانی آپکے مرشدون سے ہیں جب حضرت یعقوب چرخی سے کہ خلیفہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے تھے بیعت کی عرصہ تک اُنکی صحبت میں رہے اور اُن سے تکمیل پائی۔ آپ کے دادا حضرت خواجہ شہاب الدین بڑے کامل تھے اُنکے دو بیٹے تھے خواجہ محمد اور خواجہ محمود آپ کے والد انتقال کے وقت حضرت خواجہ شہاب الدین نے کہا کہ اپنی اپنی اولاد لاکر دکھلاؤ پہلے خواجہ محمد نے اپنے بیٹون کو دکھلایا۔ بعد اُسکے خواجہ محمود نے اپنے بیٹون کو پیش کیا۔

ذکر خواجہ عبید اللہ احرار

جب آپ کی نوبت آئی خواجہ شہاب الدین کھڑے ہو گئے اور گلے سے لگایا اور کہا کہ یہی لڑکا ہے جسکی نسبت خوشخبری ہمکو پہونچی ہے۔ بہت جلد یہ لڑکا پیر جہانگیر ہو۔ اور شریعت اور طریقت مین اس سے رونق ہو جب خراسان سے میرزا بابر۔ اور شاہرخ۔ سمرقند کی تسخیر کو چلے تو سمرقند سلطان ابو سعید یعنی ظہیر الدین بابر کے دادا کے تصرف مین تھا اور وہ حضرت خواجہ عبید اللہ کا معتقد تھا۔ لاکھ آدمیون سے میرزا بابر وغیرہ نے محاصرہ کیا سلطان ابو سعید بہت گھبرایا اور بھاگنے کا قصد کیا۔ اور حضرت خواجہ سے رخصت ہونے کو گیا حضرت خواجہ نے اسکو تسلی دی کہ دل مضبوط رکھو فتح تمکو ہوگی۔ اگرچہ سلطان ابو سعید کے ساتھ صرف دو تین ہزار آدمی تھے لیکن اُنھون نے عجب بہادری دکھلائی میرزا بابر کے لشکر کا سردار خلیل ہندو تھا اسکو قید کر لیا اور اکثر لشکر اسی طرح اسیر ہو گیا۔ اور چند روز مین بقیہ لشکر کو وبا اور طاعون نے تباہ کیا۔ یہان تک کہ میرزا بابر نے صلح کی درخواست کی۔ اور خلیل ہندو نے رہائی پائی پھر دوسری مرتبہ شاہ محمود نے سمرقند کی تسخیر کا قصد کیا۔ اور فوج چغتائی کے ساتھ احمد کو اس کام پر تعینات کیا حضرت خواجہ نے احمد کو ایک خط لکھا کہ بندگان خدا کو تکلیف دینا نہین چاہیے لیکن احمد نے اسپر خیال نہ کیا۔ باوجود اسکے کہ آپکا معتقد تھا۔ اور سمرقند کا محاصرہ شروع کر دیا سلطان ابو سعید کے دل مین خوف ہوا۔ اور اُسوقت اُسکے پاس بہت تھوڑا لشکر تھا لیکن حضرت خواجہ نے فرمایا اس لڑائی کا بوجھ میرے اور تم جا کر عزلت نشین مسجد مین ہو آپ نے حسن اور جعفر اور قاسم۔ اور عبد الاول کو شہر کے چار دروازون پر بٹھلایا۔ اور کہا کہ مراقب ہو اور متوجہ ہو کہ دشمن نہ آوین یہ بزرگان آپکے جلیل القدر خلفاء سے تھے۔ دشمن کا لشکر جب متوجہ ہوا ایک سخت ہوا دشت قبچاق سے اُٹھی کہ دشمنون کی عافیت تنگ ہوئی۔ اور آخرش سب بھاگے اور یہ عجیب بات تھی کہ سمرقند کی فوج لڑتی تھی اور اُسکو ہوا کی تکلیف نہ تھی۔ اسباب بطور غنیمت کے سمرقندیون کے ہاتھ آیا جب فراغت ہوئی بندگان مذکور حضرت خواجہ کے حضور مین آئے اور سلطان ابو سعید بدستور مسجد مین گوشہ نشین تھا سلطان ابو سعید نے

ایک اور نقل انہی بیان کی کہ جب میں ہرات میں تھا مجھکو عورت کا عشق ہوا۔ اُسکو طلب کیا اور چاہتا تھا کہ گل وصال سے اُسکے برخوردار ہوں کہ ناگہان حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کی آواز دروازہ سے معلوم ہوئی کہ کہتے ہیں کہ تو یہ کیا کام کرتا ہے اور وہ حرص و ہوا دل سے زائل ہوگئی جب میں سمرقند پہونچا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ شیطان نے تیری راہ ماری تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھکو بچایا۔

انھوں نے انہی ایک اور نقل بیان کی کہ ایک روز مجھکو شراب کا شوق ہوا میں نے اپنے مصاحبوں پر بھی اُسکا اظہار ہونا نہ چاہا ایک خاص نوکر محرم راز سے کہا کہ دیوار کی پس پشت سے کھڑکی کی راہ سے رسی لٹکا دونگا۔ تو اُس میں شراب کی بوتل باندھ دینا چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا۔ لیکن بوتل دیوار سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی اس سبب سے مجھکو بہت افسوس ہوا صبح کو جب حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ بوتل جو ٹوٹی اُسکی آواز میرے کان میں پہونچی تھی۔ اور اگر تم شراب پی لیتے تو میں تمھارا مُنھ نہ دیکھتا۔ ایک شخص کا غلام بھاگ گیا۔ بہت تلاش کیا نہ پایا۔ آپ کے پاس آیا۔ آپنے فرمایا کہ فلاں قریہ کے پاس تو اُسکو پاوے گا۔ جب وہاں گیا تو اُس غلام کو دیکھا کہ ہاتھ میں پانی کا گھڑا لیے ہے اُس سے حال پوچھا اُسنے کہا کہ مجھکو ایک شخص خوارزم لے گیا تھا اور ایک کے ہاتھ بیچ ڈالا اُسکا گھڑا لیکر پانی بھرنے کو کنوئیں پر آیا۔ اب جو واپس چلا دیکھتا ہوں کہ یہاں ہوں ہزاروں کوس کا فاصلہ ہے اور میں فوراً یہاں کیونکر پہونچا۔ آقا کو یہ سُنکر حضرت خواجہ سے اعتقاد ہوا اور مرید ہوگیا۔ آپکی ولادت ۸۰۶ھ میں تھی۔ عمر شریف آپ کی نواسی برس کی تھی۔ آپکی وفات ۸۹۵ھ میں ہوئی۔ آپ زراعت فرماتے تھے اور اُس میں ایسی برکت تھی کہ سال بھر پیداوار سے معمور رہتے۔ آپ کے خلفا بہت ہوے حضرت نورالدین جامی بھی آپکے خلفا سے تھے آپکا طریقہ سنت کی پیروی کا تھا۔ اور نظر بر قدم اور ہوش در دم ہمیشہ ملحوظ رکھتے اور آپ کی ہدف دوام آگاہی کی تھی حضرت جامی نے آپکی تعریف میں فرمایا ہے۔ ؎

مقام خواجہ برتر از گمان است	برون از حد تحریر و بیان است

	چو نقر اندر قبائے شاہی آمد		بہ تدبیر عبید اللّٰہی آمد	

آپ کے پوتے خواجہ عبدالحق تھے کہ آپ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ اور سلسلہ ابو العلائیہ انھین سے ملتا ہے۔

مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی بیٹے مولانا نظام الدین احمد کے ہین انکے دادا مولانا شمس الدین محمد دشتی کہ دشت اصفہان مین رہتے تھے بسبب ناموافقت زمانہ کے وطن سے نکلکر خراسان مین آئے اور قصبۂ جام مین اقامت کی تھی ۸۱۷ھ مین حضرت جامی پیدا ہوئے اور اسی سبب سے جامی تخلص رکھا۔

	مولدم جام و رشحۂ قلمم		جرعۂ جام شیخ اسلامی است	
	لاجرم در جریدۂ اشعار		بدو معنی تخلصم جامی است	

عنفوان شباب مین تحصیل علوم کے باعث سرآمد اقران ہوئے۔ اور سلطان ابو سعید کے زمانہ مین خداشناسی اور خداپرستی مین شہرت ہوئی اور مقبول خاص و عام ہوئے اور سلطان حسین بایقرا کے دور مین اور بھی زیادہ وقعت ہوئی۔ اور حضرت جامی خواجہ عبید اللہ احرار کی خدمت مین بہت حاضر رہتے اور ملا سعدالدین کاشغری کے مرید تھے۔ آپکی تالیفات بہت ہین۔ اور ان مین سے یوسف زلیخا ہے آپکے شاگرد اور خلفا مین سب سے معظم مولانا عبدالغفور تھے۔ آپ نے ۱۸۔ محرم کو ۸۹۸ھ مین انتقال فرمایا آپ کی فصاحت اور بلاغت فارسی نظم و نثر مین مشہور ہے۔ انکے بعد کوئی ایسا فصیح البیان نہوا۔ شرح کافیہ معروف بہ شرح جامی انھین کی تصنیف سے ہے۔

ذکر سلاطین عثمانیہ ترکیہ رومیہ جنکا دار السلطنت آجتک قسطنطنیہ ہے

باب اٹھارھوان

فصل پہلی

واضح ہو کہ سلیمان شاہ ابن قتبا الب بلدۂ ماہان مین کہ قریب بلخ کے واقع ہے

بادشاہ تھے۔ جب چنگیز خان نے ہندو بلخ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور سلطان علاءالدین خارزم شاہ کو وہان سے نکال دیا۔ وہان کے چھوٹے چھوٹے سلاطین اور حکام میں پراگندگی اور تفرقہ پڑ گیا۔ اسوقت سلیمان شاہ خاندان ترکمان کے پچاس ہزار آدمیون کو ساتھ لیکے بلدۂ ماہان سے ارض روم مین آئے۔ اور وہان سے حلب ہوتے ہوے دریائے فرات سے عبور کا قصد کیا۔ سب ساتھیون نے دفعۃً گھوڑے دریا مین ڈالدیے تاکہ تیر کر پار ہوجائین لیکن باتفاق تقدیر سلیمان شاہ اپنے گھوڑے سمیت اُس مین غرق ہوگئے۔ اور بڑی تلاش سے اُنکی لاش دریا سے نکالی گئی اور قلعہ خیبر کے سامنے دفن ہوے۔ جتنے ترکمان اُن کے ساتھ تھے چارون طرف منتشر اور پراگندہ ہوگئے۔ جسکو جہان موقع ملا سکونت اور بود و باش اختیار کی چنانچہ اُن سب کی اولاد ابتک اُن اطراف مین موجود ہے۔ سلیمان شاہ کے چار بیٹے تھے۔ سنقر و دا اور یقدار کر بلاد عجم کو لوٹ گئے مگر ارطغرل اور ڈونڈا۔ بلاد روم مین آئے۔ اور سلطان علاءالدین کیقباد سلجوقی سے ملے۔ جو بلاد قرمان کے بادشاہ تھے اور شہر قونیہ کو اُنھون نے اپنا دار السلطنت بنایا تھا۔ سلطان نے اُنکی نہایت تعظیم و توقیر کی۔ اور یہ دونون بھائی قرہ حصار بیکجل کے درمیان اقامت گزین ہوے چونکہ آدمی سپاہی پیشہ تھے۔ اکثر جنگ و جدال مین مصروف رہے۔ ارطغرل نے سنہ ۶۸۰ھ مین وفات پائی۔ اور اُنکے بیٹے عثمان کہ سنہ ۶۵۷ھ مین پیدا ہوے شاہ علاءالدین سلجوقی کے ملازم ہوگئے پہلے وہ فوج کی سالاری پر مامور ہوے اور رفتہ رفتہ سلطنت کے جزئی اور کلی اُمور کا اختیار اُنکے سپرد ہو گیا۔ اور وہ اپنے آقا کے ساتھ بہت بڑے بڑے معرکون مین شریک رہے۔ اور کامون مین ثابت قدم اور مستقل تھے اور اپنی شجاعت و وفاداری اور قابلیت کے باعث روز بروز سلطان کے منظور نظر ہوتے گئے۔ اور عثمان غازی کے لقب سے سرفراز ہوے سنہ ۶۹۹ھ مین سلطان علاءالدین سلجوقی نے تاتاریون سے شکست کھائی اور اُسی زمانے مین وہ مرگئے۔ چونکہ سلطان کا کوئی

وارث نہ تھا اور کل رعایا عثمان غازی سے نہایت راضی تھی سب نے بالاتفاق انکو تخت پر بٹھلایا اور انھوں نے تخت نشینی کے بعد سلطان علاء الدین کی بیٹی سے شادی کر لی جس نے اُن کی سلطنت کی بنیاد کو اور زیادہ مستحکم اور پائدار بنایا۔

فصل دوسری سلطان عثمان خان غازی

عثمان خان غازی سلاطین عثمانیہ کے پہلے سلطان ہین۔ کہ سنہ ۶۹۹ھ مین تخت پر بیٹھے چونکہ اولوالعزم اور صاحب ہمت تھے تخت پر بیٹھتے ہی بہت سے ملک فتح کیے۔ پہلے قلعہ قرہ حصار کو فتح کیا۔ اور اپنا دار السلطنت بنایا۔ اور اپنے بڑھے نود سالہ چچا ڈوندار کو قتل کیا۔ سنہ ۷۰۰ھ مین حاکم برصہ سے مقابلہ کیا اور اُسکے بہت سے ملک کو فتح کر لیا۔ سلاطین عیسائی کو دین کی دعوت کی بعضون نے اسلام قبول کیا اور بعضون نے جزیہ دیا۔ اور بعض لڑائی مین گرفتار ہوے۔ یہ تو ادھر جہاد اور کشورستانی مین مشغول تھے۔ اُدھر تاتاریون نے اُن کے ملک پر یورش کی لیکن اورخان سلطان کے بیٹے نے اُنسے مقابلہ کیا۔ اور مار کے بھگا دیا۔ بعد اُسکے اورخان نے قلعہ برصہ کی طرف توجہ کی جسکا محاصرہ سلطان نے بہت اہتمام اور زمانہ سے کر رکھا تھا۔ اور فتح نہین ہوا تھا۔ آخر کار اورخان کی بہادری اور استقلال سے حاکم برصہ تنگ آگیا۔ اور قیصر روم کے بیٹے انڈرون کونس کی صلاح سے سنہ ۷۲۶ھ مین اُسنے یہ قلعہ اورخان کے حوالہ کر دیا۔ اور خود اپنی جان لیکر چلا گیا۔ اس قلعہ مین علاوہ مال و اسباب کے تیس ہزار اشرفیان اورخان کو ملین۔ اسی عرصہ مین اُس کو اپنے باپ سلطان عثمان کی علالت کی خبر ملی اور وہ برصہ سے قرہ حصار مین آیا اور باپ کو چراغ سحری پایا۔ آخر ۱۰۔ رمضان سنہ ۷۲۶ھ کو سلطان عثمان نے وفات پائی اور خان نے باپ کی نعش قلعہ برصہ مین دفن کی۔ اور اُس پر ایک عالیشان مقبرہ بنوایا یہ سلطان نہایت سخی اور سپاہ دوست تھا۔

فصل تیسری سلطان اورخان اوّل

سلطان اورخان نے اپنی جانشینی کے بعد برصہ کو دارالسلطنت مقرر کیا۔ تھوڑے ہی دنون مین سلاطین فرنگ سے ازدمیر گربڑے نامی شہرون عنکولہ۔ گندرہ ایدس سمندرہ وغیرہ کو فتح کرلیا۔ پہلے اُس نے اپنے بھائی علاءالدین نامے کو اپنا وزیر مقرر کیا جب وہ مرگیا۔ تو سلیمان پاشا کو جنھون نے قلعۂ کملک کو فتح کیا تھا۔ وزیر بنایا۔ مدرسہ اور مسجدین بہت سی اپنے ملک مین تعمیر کرائین قلعۂ اذنیک کو بھی فتح کرلیا جس سے رومیون کی قوت بالکل ضعیف ہوگئی بسنہ ۷۵۸ھ مین بیز نطیا کو فتح کیا۔ اور شہر گیلی بولی کو بھی لے لیا۔ جو قسطنطنیہ کی سرحد پر واقع ہے۔ اور یورپ مین ہے سنہ ۷۶۰ھ مین سلیمان پاشا گھوڑے سے گر کر مرگیا جس کا صدمہ عظیم اورخان کو ہوا اور بعد ایک سال کے اورخان نے بتیس ۳۲ برس بادشاہت کرکے اور اکاسی برس کی عمر مین سنہ ۷۶۱ھ مین اس جہان فانی کے رحلت کی۔ یہ بادشاہ نہایت شجاع اور سخی اور بردبار عادل تھا۔

فصل چوتھی سلطان مرادخان اول

سلطان مرادخان اول اپنے باپ اورخان کے مرنے کے بعد سنہ ۷۶۱ ہجری مین تخت پر بیٹھا اور ہمہ تن اپنی فکر و کوشش کو ملک کے بڑھانے اور ترقی دینے مین متوجہ کیا لالا شاہین جو اپنے سپہ سالار کے ساتھ ترکون کا جرار و خونخوار لشکر اطراف و جوانب کے ملکون کو تسخیر کرنے کے لیے روانہ کیا جس نے بہت تھوڑی مدت مین بہت سے شہر و بلدہ کو کوہ بلقان تک مسخر کرلیا۔ بادشاہ یونان نے اسلام کے لشکر کے خوف سے صلح کرلی جان پالالوغ قیصر روم والی قسطنطنیہ نے پوپ روم سے کہ اطالیہ مین رہتا ہے مدد چاہی اور تمام شاہان فرنگ نے قیصر کے ساتھ شریک ہوکر سلطان پر چڑھائی کی۔ سلطان نے اپنے سپہ سالار لالا شاہین اور تیمور تاش بیگ کو فوج کے ساتھ مقابلہ کو بھیجا اور باہم بڑی خوب لڑائی ہوئی۔ آخرکار سلطان کی فوج غالب آئی۔ اور قیصر نے شکست کھائی اور

نہایت ذلت کے ساتھ صلح قبول کر لی۔ پانچ سال مین عیسائیون کے بہت شہر اور ملک مسلمانون کے قبضے مین آئے۔ والی قرمیان نے جو ایک عیسائی بادشاہ تھا اپنی حفظ آبرو کے لیے اپنی ایک لڑکی سے سلطان مراد خان کے بیٹے بایزید کی شادی کر دی۔ اور اسوجہ سے وہ دست برد سے اسلام کی بچا سلطان مراد خان نے دوبارہ تیمور تاش کو ملکون کے فتح کرنے پر مامور کیا جس نے ارنبوط کے حدود تک قبضہ کر لیا۔ اور شہر نستر کو نہایت جلادت کے ساتھ فتح کیا۔ سنہ ۷۹۱ھ مین مطابق سنہ ۱۳۸۹ء کے قرال نامے عیسائی بادشاہ سرب (سرویا) نے اپنے ہم مذہبون کے اتفاق سے کئی لاکھ فوج جمع کر کے سلطان پر لشکر کشی کی۔ سلطان نے بھی بڑے استقلال و بہادری سے مقابلہ کیا۔ اور اگرچہ سلطانی فوج عیسائی لشکر کی چوتھائی مقدار پر بھی نہ تھی لیکن سلطان نے موافق آیہ کریمہ وکم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ کے بلا خوف و ہراس لڑائی پر آمادگی اور توجہ کی بایزید ولیعہد سلطان اپنی ہمراہی فوج لیکر یکبارگی دشمن پر ٹوٹ پڑا اور خوب لڑائی ہوئی قرال زندہ گرفتار ہوا۔ لاکھون آدمی مارے گئے۔ اور قید ہوے۔ اور باقی بھاگ گئے۔ سلطان نے فتح کے بعد نقارہ خوشی کا بجوایا۔ اور میدان جنگ مین غنیم کی لاشون اور مجروحین کی تنقیح کر رہا تھا کہ غنیم کے مجروحین مین سے ایک شخص نے جو نیم جان پڑا ہوا تھا خنجر سلطان کے پیٹ مین مارا جس سے سلطان کا کام تمام ہو گیا۔ اور محافظین سلطانی نے قاتل کو اسی وقت قیمہ کر ڈالا۔ اور قرال۔ کو بھی وہان لا کر قتل کیا۔ بایزید نے اپنے باپ کی نعش برصہ مین لا کر دفن کی۔ اس بادشاہ کی عمر ۶۳ سال کی تھی ۳۵ برس سلطنت کی یہ بادشاہ نہایت عقیل و اولوالعزم۔ صوفی مشرب درویش سیرت اور پرہیزگار تھا۔ اور اُس نے شہر برصہ سے اور نہ کو دارالسلطنت منتقل کیا۔ اس بادشاہ نے ایک نئی قسم کی فوج مرتب کی تھی۔ کم عمر لڑکون کو فوج مین نوکر رکھکر لڑائی کے فنون سکھائے۔ اور ایک خاص قسم کی زردوزی ٹوپی۔ اُنکے لیے بنائی۔ اور اس لشکر کا نام ینگ چری رکھا تھا جس کے معنی ترکی زبان مین فوج جدید کے ہین۔

فصل پانچویں سلطان بایزید یلدرم

سلطان بایزید یلدرم اپنے باپ کے مرنے کے بعد ۷۹۱ھ میں بادشاہ ہوا اور اپنے بھائی یعقوب کو جس نے خروج اور لڑائی کا ارادہ کیا تھا قتل کر ڈالا۔ آغاز تخت نشینی میں ملک سرب دسرویہ پر فوج کشی کی اور شہر ویدن اور سلوب کو فتح کرلیا سرب کے والی لازار تامے نے مآل اندیشی سے اپنی بہن کی شادی سلطان سے کردی اور اپنا بچا جنگ کو بچا لیا انھیں ایام میں اندرونیکوس اور اُس کے دونوں بیٹوں نے اتفاق کرکے چاہا کہ جان بلالوغ اپنے باپ اور بھائی مانیویل کو قید کرکے تخت قسطنطنیہ پر مسلط ہوں مگر جان بلالوغ کو اس سازش کی خبر لگ گئی اُسنے بیٹے اور پوتوں کو قید کرلیا اندرونیکوس نے سلطان بایزید کو عرضی لکھی اور قسطنطنیہ کی تسخیر کی ترغیب دی۔ سلطان نے اس امر کو فوز عظیم خیال کرکے فوراً قسطنطنیہ کا قصد کیا چونکہ کل فوج اندرونیکوس سے ملی ہوئی تھی سلطان نے بے لڑے جھگڑے جان بلالوغ اور اُسکے مانیوئل کو قید کرلیا۔ اور اندرونیکوس سے خراج مقرر کرکے تخت پر بٹھایا جان بلالوغ اور مانیوئل کسی طرح قید سے نکل بھاگے اور سلطان کے پاس حاضر ہوئے اور یہ معاہدہ کیا کہ سوائے اُس جزیہ کے جو اندرونیکوس دیتا ہے بارہ ہزار رومی فوج سلطان کے ہمراہ رہے گی جسکا خرچہ سلطنت روم ادا کرتی رہے گی۔ سلطان نے اسکی درخواست قبول کرلی اور اندرونیکوس اور اُسکے بیٹے کو معزول کرکے جزیرہ سفید میں مقید کیا اور جان بلالوغ کو تخت پر بٹھلایا۔ سلطان کے حکم کے موافق والی سرب نے اپنے ملک میں مسجدوں اور مدرسوں کی تعمیر کی اور مسلمانوں کو رہنے کی اجازت دی۔

چونکہ بایزید کو بیت المال کی حفاظت اور ترقی دینے کی طرف نہایت اور خاص توجہ تھی اور کل روپیہ فوجی مصارف میں صرف کرتا تھا لہذا اُسنے چاہا کہ شہر اثینہ کے باشندوں سے روپیہ لیکر مسجدیں اور مدرسے سرب میں تیار کرے مگر شہر کے عیسائی باشندوں نے انکار کیا اور اس مطالبہ پر ناراض ہوکر لڑائی اور غدر پر آمادہ ہوئے۔ بایزید یہ سنکر آگ ہوگیا اور اُسیوقت قیصر روم کو لکھا کہ فوراً شہر کے قلعہ کی دیوار اور برج مسمار کردے

قیصر نے اُسی وقت شہر اشہر بایزید کے حوالہ کردیا۔ سلطان نے کئی لاکھ اشرفیاں وہاں کے باشندوں سے وصول کین اور اُس روپیہ سے ملک سرب مین نہایت عمدہ اور عالیشان عمارتین تعمیر کرائین اور خاص شہر سرب مین مسجد جامع بہت روپیہ لگا کر بنائی۔ حاکم ویدن نے جو اشہر کے متصل تھا اپنا دارالخلافت سلطان کے حوالہ کیا۔ اور اُسی حیلہ مین سلطان سے دوستی پیدا کی۔ اور سکہ اور خطبہ بایزید کا اپنے ملک مین جاری کیا۔ اور خود اس نے اپنی حکومت شہر تیرہ مین اختیار کی بایزید جب سب باتون سے فارغ ہو چکا تو اُس نے مجدد اہم جہاد کا تہیہ کیا اور بارہ ہزار کنٹنجنٹ قیصر روم سے طلب کیے جس کو قیصر نے سپہ سالاری مین اپنے بیٹے مانیوئل کے سلطان کی خدمت مین روانہ کیا۔ سلطان نے یہ لشکر لیکر فرنگستان (اسٹریا) پر چڑھائی کی۔ اور جزیرہ اودوس کو فتح کیا۔ اسی عرصہ مین بایزید کو معلوم ہوا کہ جان پلالوغ قسطنطنیہ مین نیا قلعہ تیار کرتا ہے۔ اور سامان جنگ فراہم کر رہا ہے سلطان نے جان پلالوغ کو کہلا بھیجا کہ فوراً قلعے کی دیوارین گرادے۔ ورنہ مانیوئل اُس کے بیٹے کی آنکھین نکال لیجائیگی جان نے فوراً اس حکم کی تعمیل کی۔ اور کل نئی دیوارین قلعہ کی گرادین۔ مگر اسی غم و غصہ مین بیمار ہو کر وہ چند روز مین مرگیا۔ مانیوئل کو جب اپنے باپ کے مرنے کی خبر ملی وہ سلطان کی بغیر اجازت قسطنطنیہ کو چلا گیا۔ اور اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ بایزید نے جب سُنا کہ مانیوئل نے ایسا کیا۔ اُس نے قسطنطنیہ پر فوج کشی کا حکم دیا اور ایک لشکر ملک بلغاریہ پر بھیجا۔ اس عرصے مین علاء الدین نے جو ایک فوجی سردار تھا بغاوت کی۔ اور تیمور تاش وزیر کو قید کرلیا۔ بایزید بسبیل یلغار وہان پہونچا اور علاء الدین کی جمعیت کو پراگندہ اور متفرق کردیا۔ اور اُسکو اور اُسکے دونون بیٹون کو گرفتار کر کے قلعہ برصہ مین مقید کیا۔ اور تیمور تاش کے حوالہ کیا۔ تیمور تاش نے چند روز بعد سلطان کے حکم سے اسکا کام تمام کیا۔ جب بایزید خان ان جھگڑون سے مطمئن ہوگیا تو اُس نے بھر کشورستانی کی طرف توجہ کی۔ اور بہت سی لڑائیون کے بعد ملک برہان الدین کا

چھین لیا۔ اور اکثر قلعہ اور شہر عیسائیون کے بھی فتح کیے بعض اشخاص بایزید کے خوف سے سمرقند بھاگ گئے۔ اور امیر تیمور گورگان کے پاس پناہ گزین ہوے۔

سنہ ۷۹۶ھ مین بایزید نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی قیصر روم کے پوپ اور دوسرے شاہان فرنگستان مددی اسی ہزار آدمی جمع کیے اور شہر نکوپولی کے سواد مین دونون لشکر دن کا مقابلہ ہوا۔ اور بایزید نے فتح پائی اور قیصر کا لشکر بھاگ گیا۔ دس ہزار عیسائی زندہ سلطان کے روبرو لائے گئے۔ اور اُسکے حکم سے اُنکے سر بدن سے جدا کیے گئے اگرچہ قیصر نے امیر تیمور سے مدد چاہی مگر امیر کچھ متوجہ نہین ہوا ناچار قیصر نے جس طرح ہوسکا صلح کرلی۔ بایزید اس فتح کے بعد اپنی دارالسلطنت کو واپس آیا۔ یہان اُسکو امیر تیمور کا ایلچی اور نامہ ملا جس مین امیر نے احمد جلایر والی عراق کو جسنے بایزید کے پاس پناہ لی تھی طلب کیا۔ اور دوستانہ یہ بھی لکھا تھا کہ تم کو غافل بیٹھنا مناسب نہین ہے عیسائی جو تمھارے دین وجان کے دشمن ہین موقع کے منتظر ہین بایزید کو یہ پیام گران معلوم ہوا اور ایلچی کو نہایت ذلت اور سبکی کے ساتھ دربار سے نکال دیا اور نامے کا بہت سخت جواب دیا۔ اور جب بایزید نے سُنا کہ قیصر نے امیر تیمور سے مدد چاہی تھی اور بھی غضبناک ہوا۔ اور قسطنطنیہ پر جرار لشکر لیکر چڑھ دوڑا۔ امیر تیمور۔ اپنے خط کا جواب ناملائم پاکر اور اپنے سفیر کی بے حرمتی سُنکے جو درحقیقت اُس کی سُبکی تھی نہایت جوش مین آیا۔ اور ایک عظیم الشان لشکر فراہم کرکے بایزید یلدرم کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ شہر سیواس مین جو دریاے قزل ارمان پر ہے بایزید کے ایک بیٹے اور چند سردارون سے امیر تیمور گورگان سے بڑی لڑائی ہوئی آخرکار بایزید کا بیٹا اور کل نامی سردار مارے گئے۔ اور امیر تیمور نے فتح پائی۔ بایزید نے جب یہ خبر سُنی قسطنطنیہ کا محاصرہ چھوڑکر بکمال اضطراب امیر تیمور کے مقابلہ کو روانہ ہوا سلطان کی فوج مین اُسوقت چار لاکھ آدمی تھے۔ اور امیر تیمور کے لشکر مین آٹھ لاکھ آدمی سے

۱۹۔ ذیحجہ ۸۰۴ھ مین قصبۂ انگورہ مین دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا بایزید اپنے پانچون بیٹون موسیٰ سلیمان محمد عیسیٰ اور مصطفےٰ کو میمنہ و میسرہ وغیرہ مین مقرر کر کے خود بہ نفس نفیس امیر کا مقابل ہوا۔ صبح سے شام تک بہت سخت لڑائی رہی آخر بایزید کی فوج کو شکست ہوئی اور بایزید بھاگا اتفاقاً اُسکے گھوڑے نے ٹھوکر لی۔ اور بایزید گر پڑا امیر کے ایک سپاہی نے جو وہان تھا بایزید کو گرفتار کیا۔ اور امیر کے پاس لے گیا بایزید کا ایک بیٹا موسیٰ نامے بھی گرفتار ہوا اور مصطفےٰ کا پتہ نہ لگا شاید مارا گیا باقی تینون بیٹے محمد سلیمان اور عیسیٰ ۔ اِدھر اُدھر تباہ اور خراب پھرا کیے۔ جب بایزید کو امیر تیمور صاحبقران کے سامنے لائے امیر نے تعظیم کی۔ اور اپنے برابر بٹھایا اور نہایت دلجوئی اور اخلاق کیا۔ اور حسن برلاس کو بایزید پر متعین کیا کہ سلطان کو آرام کے ساتھ مقید رکھے۔ بایزید چونکہ نہایت غیور تھا اس شکست و قید کا اُسکے دل پر سخت اثر پڑا جس کے باعث وہ بیمار ہو گیا۔ اور بہت کچھ علاج و معالجہ ہوتا رہا مگر کچھ سود مند نہوا آخر کو اُس نے ۱۴ شعبان ۸۰۵ھ مین اس بے ثبات دنیا سے رحلت کی امیر نے بایزید کی لاش اُسکے بیٹے موسیٰ کے حوالہ کی اور اُسکو رخصت دی موسیٰ نے اپنے باپ کی لاش برصہ مین لا کر دفن کی۔

مورخین لکھتے ہین کہ امیر تیمور چاہتا تھا کہ دریاے فرنگ کو (دباسفرس) عبور کر کے بایزید کے بیٹون سے اُنکا بقیہ ملک لیلیوین۔ لیکن اسوقت قیصری سپاہ اور سلطان کی بقیہ سپاہ تفرقہ مذہبی سے گذر کر اور اکٹھے ہو کر امیر تیمور کی مدافعت مین سرگرم رہی اور اُسوقت امیر تیمور کو دوسری طرف توجہ کرنے کی ضرورت پڑی اس سبب سے وہان سے چلا آیا۔

معتبر مورخین کا قول ہے کہ جب امیر تیمور نے لڑائی کا ارادہ کیا۔ اور۔ اردبیل مین آیا تو حضرت خواجہ علی خلف مولانا صدرالدین اور نبیرہ جناب سید شاہ صفی الدین علیہ الرحمۃ کی خدمت مین تنہا حاضر ہوا۔ حضرت موصوف صبح کی نماز پڑھکر مراقبہ مین مشغول تھے

اور اُنکے گرد تمام مرید حلقہ کیے ہوے مراقبہ کر رہے تھے جسوقت امیر پہونچا حضرت نے تعظیم دی
اور معانقہ کر کے اپنے برابر بٹھا لیا۔ امیر کو خطرہ گذرا کہ بایزید پر مجھکو فتح ہوگی یا نہین۔
آپ نے اُسی وقت خطرہ پر مشرف ہو کر فرمایا۔ جا تیرا مطلب بر آئیگا۔ اور اپنے ملبوس سے
ٹوپی عنایت کی۔ اور رخصت کیا۔ جب امیر نے بعد فتح کے معاودت کی اور اردبیل پہونچا
ظہر کے وقت تنہا حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور جواہرات و اسباب نقد و جنس نذر کیا
مگر آپنے کچھ بھی قبول نہین کیا۔ اور یہ فرمایا کہ یہ چیزین میرے کام کی نہین ہین۔ امیر نے بہت
اصرار کیا۔ کہ آپ میری نذر قبول فرمائین۔ کہ میرے لیے سعادت اور برکت کا باعث ہے
حضرت نے جواب دیا کہ ان چیزون کی تو مجھے کوئی حاجت نہین ہے ہان بایزید کے لشکر کے
جو قیدی تمھارے ساتھ آئے ہین اُن مین سے جس قدر میرے حجرے مین آسکین اُنکو مجھے دیدو
امیر نے خوشی سے تمام قیدیون کو بلایا جو تعداد مین کئی ہزار تھے سو وہ سب کے سب آپ کے
حجرے مین آگئے۔ امیر یہ کرامت دیکھکر اور بھی معتقد ہو گیا۔ اور سب قیدیون کو آزاد کر کے
حضرت کی خدمت مین چھوڑ گیا۔ اور خود رخصت ہوا۔ حضرت نے سب قیدیون کو حجرے سے
نکالکر فرمایا کہ اب تم آزاد ہو اپنے اپنے وطن کو جاؤ۔ سو وہ سب آپ کے مرید ہوے اور عرض کی
کہ ہم لوگ جانا نہین چاہتے۔ آپ کی خدمت مین رہینگے حضرت نے قبول فرمایا یہ بھی کہا جاتا ہے
کہ جب شاہ اسمٰعیل صفوی اپنے آبائی تخت پر بیٹھے تو انھین قیدیون کی اولاد اور بھی دوسرے
مریدون کی اولاد نے جو نہایت شریف اور سپاہی تھے۔ شاہ اسمٰعیل اول کو کشورستانی کی
ترغیب دی اور ملک ایران کو مسخر کیا۔ اور اسی گروہ کو قزلباش کہتے ہین۔
یہ بادشاہ نہایت اولوالعزم اور غیور اور سپاہ دوست تھا ۸۶۱ھ مین پیدا ہوا۔ تیرہ
برس سلطنت کی، ۵۰ برس کی عمر مین ۹۲۵ھ مین انتقال کیا۔

فصل چھبیسوین سلطان محمد خان اول

جب سلطان بایزید یلدرم کو امیر تیمور نے قید کر لیا۔ تو اُن کے بیٹے بھاگ کر اپنی

دار الخلافت مین آئے۔ اور بعد جانے امیر تیمور کے آپس مین خوب خانہ جنگی رہی جس کی تفصیل کے لیے ایک دفتر چاہیے۔ الغرض گیارہ بارہ برس یون ہی گذرے سلیمان کو سیاہ نیک چری نے اسوجہ سے قتل کرڈالا کہ اُس نے فوج کے ایک سردار کی داڑھی مونڈوا ڈالی تھی موسیٰ نے اپنے بھائی کے انتقام لینے کا قصد کیا اور بہت سیاہ نیک چری کو زندہ گرفتار کرکے آگ مین جلا دیا۔ ۸۱۶ھ مین محمد نے اپنے بھائی موسیٰ کو قتل کرڈالا۔ اور خود تخت سلطنت پر بیٹھا اور انتظام مملکت کی طرف جو آپس کی خانہ جنگیون سے بہت کچھ محتاج اصلاح ہو رہا تھا متوجہ ہوا۔ سلاطین فرنگ و یونان سے دوستانہ نامہ و پیام جاری کیا حاکم قرمان نےجسکو قدیمی کینہ سلطان بایزید سے تھا موقع پاکر بایزید کی قبر کھود کے لاش کو جلا دیا محمد خان نے اس فساد کو دفع کرنا چاہا۔ اور دشمن کو بھگا دیا۔ حاکم قرمان کا بیٹا مصطفےٰ بیگ گرفتار ہوا جب سامنے آیا تو اُس نے اپنے سینہ کے مقابل ایک کبوتر اپنے جبہ مین چھپا لیا تھا۔ اُس پر ہاتھ رکھ کر بقسم کہا کہ جب تک یہ برتن میرے جسم مین ہے بادشاہ سے بیوفائی نہ کرون گا۔ سلطان نے بھی قسم کھائی۔ اور اُسکا قصور معاف کیا مصطفےٰ بیگ نے بادشاہی محل سے نکلتے ہی کبوتر کو مار ڈالا۔ اور فوراً بادشاہی بکرون کے گلے لوٹنا شروع کردیے جب بادشاہ کو خبر ہوئی سوارون کو بھیجا اور اُسے پھر پکڑ بلا کر کہا کہ میری اہلیت اور شرافت اسکی مقتضی نہین ہے۔ کہ تجھ ایسے کمینہ عہد شکن کو سزا دون اسلیئے کہ مین نے امان دی ہے۔ تو اگر اپنی قسم سے پھر اپھرا میری شان وہ نہین ہے کہ اپنے عہد سے پھر دن۔ مین نے تیری جان بخشی کی جہان چاہے چلا جا۔

انھین دنون مین ایک شخص نے خروج کیا۔ اور لوگون پر یہ اظہار کیا۔ کہ مین وہی مصطفےٰ بایزید کا بیٹا ہون جو امیر تیمور کی لڑائی مین روپوش ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے اُس پر فوج کشی کی اور وہ بھاگ کر قیصر روم کے کسی عامل پاس پناہ گزین ہوا محمد خان نے عامل سے اُسکو مانگا مگر اُس نے قیصر کی اجازت کا عذر پیش کیا۔ اور قیصر نے سلطان کو لکھ بھیجا

کہ جو کسی بادشاہ کی پناہ میں آئے اسکو اُس کے دشمن کے حوالہ کرنا نہایت بے حمیتی ہے مگر آپ مطمئن رہیں کہ میں اُسکو اُسکی زندگی تک نظر بند و قید رکھونگا۔ سلطان نے اس بات کو قبول کرلیا۔ اور اُسکے لیے کچھ ماہوار مقرر کردی اس بادشاہ کے وقائع لڑائیوں کے بہت ہیں مگر اُسکا ذکر یہاں خالی از طوالت نہیں۔ اسنے اپنا تخت گاہ اور نہ (ایڈریانوپل) میں مقرر کیا اور سلاطین عثمانیہ میں یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے جہازات جنگی اور سیاہ دریا اور توپخانہ کو سلطنت عثمانیہ میں ایجاد کیا۔ ۸۲۴ھ میں غرض اسی سال میں وفات پائی جب مرض سے روز بروز اُسکی حالت تباہ ہونے لگی۔ تو اپنے بیٹے مراد کو اماسیہ سے طلب کیا۔ لیکن قبل اسکے پہونچنے کے موت آگئی وزیروں نے اُسکے مرنے کا حال مخفی رکھا جب اکتالیسویں دن مراد خان تخت نشین ہوا اسوقت سلطان کے مرنے کی خبر لوگوں کو معلوم ہوئی۔ بہت سی مسجدیں سلطنت عثمانیہ میں اس بادشاہ کی یادگار ہیں۔ یہ آدمی ذہین عقیل مستقل مزاج۔ عادل۔ کریم اور دوستی کا سچا بے کینہ تھا ظاہری شان و تزک کو بہت پسند کرتا تھا۔ یہی پہلا بادشاہ عثمانیہ میں سے تھا جسنے مکہ معظمہ کے محتاجوں کے لیے سالانہ مقرر کیا۔ اُسکی سلطنت کی مدت آٹھ برس تھی

فصل ساتویں سلطان مراد خان ثانی

محمد خان کے بعد اسکا بیٹا مراد خان ثانی تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ ۸۰۶ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور بائیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ مانوئل قیصر روم نے اُسکو لکھا۔ کہ تم اپنا بیٹا۔ میرے پاس رہن رکھدو ورنہ میں مصطفے کو جو بایزید یلدرم کا بیٹا اور میرے پاس محبوس ہے رہا کردونگا۔ مگر مراد خان نے اس درخواست پر کچھ لحاظ نہ کیا۔ قیصر نے مصطفے کو رہا کرکے دس جنگی جہازات کی افسری پر مراد خان کے مقابلہ کو بھیجا۔ اور مصطفے نے شہر گالی پولی پر قبضہ کرلیا۔ مراد خان نے بایزید پاشا کو تیس ہزار فوج کے ساتھ مصطفے کے مقابلے کو روانہ کیا۔ مگر بایزید پاشا مارا گیا۔ اور اس کی فوج نے شکست اُٹھائی۔ اب مراد خان نے بہ نفس نفیس چڑھائی کی۔ جب سلطانی لشکر گالی پولی کے قریب پہونچا

مصطفےٰ کی اکثر فوج سلطان سے ملگئی مصطفےٰ یہ حالت دیکھکر گانی پولی سے مفرور بھاگا راہ مین اسکے نوکرون نے اسکو مار ڈالا۔ سلطان نے وہان سے قسطنطنیہ کی طرف مارچ کیا اور ایک لاکھ فوج سے وہان جا پہونچا اور خون اور لوٹ اپنے سپاہیون کو معاف کردی۔ اگرچہ قسطنطنیہ فتح نہوا مگر مانوئل نے نہایت عاجزی اور ذلت سے صلح کرلی۔ اور جزیہ دینا قبول کرلیا۔ مرادخان نے وہان سے مظفر و منصور مراجعت کی لیکن قیصر اس صدمہ سے عنقریب بیمار ہوکر مرگیا۔ مرادخان نے پھر جہاد کا تہیہ کیا۔ اور بہت سے شہر بلاد جو بحر اسود کے کنارے پر واقع تھے فتح کرلیے۔ مگر بلغار پر اسکو سخت شکست ہوئی جس مین اسکی بتیس ہزار فوج کام آئی۔ اور سلطان وہانسے ناکام پھرا۔ اسنے شہاب الدین پاشا کو اسی ہزار فوج کے ساتھ۔ بلغار کی فتح پر متعین کیا۔ جو پانسو سپاہیون کے ساتھ والی بلغار کی قید مین آگیا۔ سلطان نے اس پر بھی تیسری مرتبہ چڑھائی کی۔ اور شکست کھائی۔ آخر کو اس سال کے اقرار پر باہمدیگر صلح ہوگئی مرادخان نے اپنے بیٹے محمد خان ثانی کو اپنی جگہہ تخت نشین کیا اور خود گوشہ نشین ہوگیا۔ جب حاکم بلغار نے یہ سُنا تو اسنے عہد شکنی کی اور سلطان پر اسنے لشکر کشی کی۔ بہت سی لڑائیان خشکی اور تری مین ہوئین۔ اور دو سو بیالیس جہاز سلطانی کو اس نے توپون سے اُڑادیا۔ اور خشکی کی لڑائی مین بھی فتحیاب رہا بہت سلطانی شہر اس کے تصرف مین آگئے جب سردارون نے یہ حال دیکھا تو مرادخان کو گوشہ سے نکالا اور چالیس ہزار فوج کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کو آیا۔ اس مرتبہ بھی بلغاریون نے شکست دی اور سلطان کے خیمہ تک پہونچ گئے تھے۔ اور سلطان چاہتا تھا کہ بھاگے مگر فوج کے افسرون نے سلطان کے گھوڑے کی باگ پکڑلی۔ اس عرصہ مین شاہ بلغار سامنے آگیا۔ سلطان مرادخان نے کہ فن تیراندازی مین بے مثل تھا ایسا ایک تیر پھینکا کہ شاہ بلغار کے سینہ کو توڑکر پار نکل گیا۔ فوج ہمراہی نے کہ سلطان کے ساتھ تھی اسکا سرکاٹ ڈالا۔ اس واقعہ سے دشمن کے لشکر مین تہلکہ پڑگیا۔ اور سارے لشکر کے پانون

اٹھ گئے۔ مراد خان نے ہامرا دانپی دارالسلطنت کاراستہ لیا۔ ۸۵۵ ہجری مین مطابق ۱۴۵۰ء
مین سلطان نے ۵۱ برس کی عمر مین انتقال کیا۔ اور اکتیس ۳۱ برس سلطنت کی اور برصہ
مین دفن ہوا۔

فصل آٹھوین سلطان محمد خان ثانی

یہ بادشاہ سلطان مراد خان ثانی کا بیٹا ہی ۸۳۲ء مین پیدا ہوا۔ اور اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اُسکا بھائی اورخان قیصر روم کے پاس نظر بند تھا قیصر نے لکھا کہ اُسکا معمولی ماہوار جلد بھیجدو۔ ورنہ اورخان۔ کو مین رہا کردونگا۔ سلطان اس خط کو پڑھکر نہایت غصہ ہوا۔ اور فوج کے جمع کرنے کے لیے حکم دیا۔ چند مدت مین تقریباً اڑھائی لاکھ فوج جمع ہو گئی۔ اُدھر قیصر نے بھی خبر پاکر لشکر کی آراستگی کا حکم دیا۔ اور تمام سلاطین یورپ اور پوپ روم سے اُس نے مدد چاہی۔ اور ہر ایک نے بقدر اپنی حیثیت کے فوجین بھیجین ۸۵۶ھ مین سلطان محمد خان روانہ ہوا اور قسطنطنیہ کے متصل پہونچکر شہر کا محاصرہ کیا۔ پچاس شبانہ روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ قلعہ کے چار برج ٹوٹ گئے۔ اور جابجا دیوارون مین بھی رخنے پڑ گئے۔ بیسوین جمادی الاول ۸۵۷ھ کو سلطان کی فوج نے یورش کی۔ اور ٹوٹی دیوارون کی طرف سے قلعہ مین گھس پڑے اور غنیم بھی خوب دل کھول کر لڑے ہزارہا آدمی مارے گئے قسطنطین ایم براطوس قیصر روم بھی پیادہ نیک چری کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور اُسکا سر نیزے پر رکھکر تمام شہر مین پھرایا گیا تین روز تک قتل عام اور لوٹ ہوتی رہی۔ چوتھے دن حکم امان کا جاری ہوا۔ بہت سے کنیسون کی مسجدین بنائین کچھ عیسائیان کے لیے چھوڑ دیے۔ تاریخون سے پایا جاتا ہو کہ یہ شہر قسطنطین اکبر کے زمانہ سے اس واقعہ تک ۲۹ مرتبہ محصور ہوا اور سات مرتبہ فتح ہوا۔ قیصران روم پہلے ستارہ پرستی۔ کا مذہب رکھتے تھے بعد ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب عیسائی اختیار کیا۔ اور تمام یورپ مین قیصر روم شہنشاہ کہلاتے تھے سلطان نے اس فتح کے بعد تمامی۔

شاہان مصر و شریف مکہ و شاہ ایران کو نامے بھیجے۔ اور اس فتح نمایان کی خوشخبری دی۔ عیسائیون پر خراج مقرر کیا۔ اور مسجد جامع جو بنام نزد مسجد ایوب رضی اللہ عنہ ابتک موجود ہے تعمیر کرائی۔ جب اُسکی تعمیر ہو چکی جمعہ کے دن سلطان نے اُس مین نماز پڑھی۔ اور شیخ الاسلام قاضی القضات شمس الدین نے سلطان کی کمر مین تلوار باندھی جب سے شاہان آل عثمان مین یہ رسم ہو گیا۔ بعد اسی فتح کے سلطان نے ڈیڑھ لاکھ فوج اور تین سو توپین لیکر قلعہ بلغراد کا محاصرہ کیا۔ اور مدتون محاصرہ رہا۔ سلطان کو بھی اس محاصرے مین خفیف زخم آیا مگر قلعہ فتح نہوا۔ بالآخر سلطان نے محاصرہ اُٹھا کر اورنہ کی طرف معاودت کی چند دنون بعد سلطان نے پھر ملک ستانی کی عزیمت کی اور بہت سے شہر یونان۔ اور ملک سرب (سرویہ) وطرابزون اور ولایت سینوپ اور جزیرہ نسبوسہ اور کشور صقالیہ (سسلی) اور بلاد ارنوط کے اوشیر غنطل فتح کیے یہ صوبہ ملک اطالیہ مین واقع ہے اور روم کبریٰ کی سلطنت کا ایک جزو تھا۔

۸۸۳ھ مین میش طش کی سپہ سالاری مین کہ سلطان کے عزیزون مین تھا لاکھ آدمی جزیرۂ رودس کی فتح کو روانہ ہوئے۔ اور تین مہینے تک جزیرہ کا محاصرہ رہا۔ آخر کو جزیرہ فتح نہوا اور فوج واپس آئی۔ بعد اسکے سلطان نے دو لشکر جرار ایک کو جزیرۂ قبرس اور دوسرے کو ایران کی فتح کے لیے تیاری کا حکم دیا۔ ہنوز یہ لشکر مرتب اور مکمل نہین ہوا تھا کہ سلطان نے جمادی الاول ۸۸۶ھ مطابق ۱۴۸۱ء عیسوی مین انتقال کیا اور بلدہ ازن مکبد مین مدفون ہوئے عمر اس سلطان کی باون برس تھی اور مدت سلطنت اکتیس ۳۱ برس بارہ سلاطین کے ملکون کو اس نے فتح کیا۔ اور دو سو سے زیادہ قلعے مسخر کیے عالمون کو نہایت دوست رکھتا علم کی بہت قدر کرتا تھا۔ اور خود بھی علم سے بے بہرہ نہ تھا۔ اسکے دو بیٹے تھے۔ بایزید اور جمشید۔

فصل نویں سلطان بایزید ثانی

محمد خان کی وفات کے بعد محمد پاشا وزیر چاہتا تھا کہ سلطان کے چھوٹے بیٹے جمشید کو تخت پر بٹھائے۔ مگر فوج ینک چری نے وزیر کو قتل کرڈالا اور اُسکی جگہ اسحق پاشا کو مقرر کیا۔ اس عرصہ مین بایزید۔ چار ہزار سوار کے ساتھ ایشیا سے آیا۔ اور باپ کی جگہ تخت نشین ہوا جمشید نے برصہ مین جاکے بغاوت شروع کردی بایزید نے اُسکے مقابلہ کو لشکر روانہ کیا۔ لیکن سلطانی لشکر نے شکست اُٹھائی۔ اور بایزید بذات خود متوجہ ہوا اور جمشید کو بھگا یا راہ مین قوم ترکمان نے جمشید کے ہتھیار اور کپڑے چھین لیے۔ اور جمشید مصر کی طرف چلا گیا جہان قائد بیگ قوم چرکس کے سردار نے اُسکی نہایت تعظیم و تکریم کی اور اپنے پاس رکھا۔ ترکمانون نے جمشید۔ کا لباس اور ہتھیار جو چھین لیا تھا بایزید کے پاس بغرض انعام لیگئے مگر اُسنے بجاے اُسکے کہ اُن لوگون کو کچھ انعام دے اُن سب کو پھانسی دیدی۔ اور یہ کہا کہ جو غلام اور نوکر اپنے مالک سے بیوفائی اور نمکحرامی کرین انکی یہی سزا ہی چار مہینے کے بعد جمشید قائد بیگ سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ کو چلا گیا اور حج کے بعد پھر لڑائی کا سامان فراہم کیا۔ بایزید نے جمشید کو لکھا کہ خدا کے حکم سے ملک میرے حصہ مین تھا۔ اب تمکو بھی خدا کی مرضی و تقدیر پر راضی ہونا چاہیے مگر جمشید نے نہ مانا۔ اور پھر آپس مین لڑائی ہوئی۔ مگر جمشید شکست کھا کر طانس ایلی۔ کی طرف بھاگ گیا۔ اور قوم صقالیہ نے اُسکی حمایت کی بایزید نے حاکم رودس کو خط لکھا۔ لیکن جمشید۔ کو بایزید کے خوف سے شہر نیلیس علاقۂ اطالیہ مین بھیدیا۔ جمشید۔ وہان بھی نہ ٹھرا اور شہر اوسلیون علاقۂ فرانس مین اور دوسرے ملکون اور شہرون مین سات برس تک پھرتا رہا آخرش شاہ فرانس نے اُسکو قید کیا جب پاندسولیس ایم براطوس مرگیا جمشید۔ قید سے بھاگ کے پوپ اسینوسن کے پاس گیا۔ اور اپنا حال بیان کیا۔ پوپ نے اُسکو بڑے اعزاز سے اپنے پاس رکھا جب پوپ مرگیا اور اُس کا بیٹا سکندر ششم جانشین ہوا۔ تو بایزید نے پوپ کو جمشید کے شر دفع کرنے کی رغبت دی

اور پوپ نے روپیہ کی طمع مین جمشید کو زہر دے دیا - بایزید نے اپنے عہد مین بہت سی لڑائیان لڑا بہت سے ملک فتح کیے - ایک مرتبہ وہ بقصد تسخیر ملک ارنبوط (دونس) جاتا تھا اثنا راہ مین ایک فقیر سلطان کے پاس آیا - اور چاہتا تھا کہ اُس کو ہلاک کرے محافظین سلطانی نے اُسی وقت اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا - اُس روز سے یہ دستور ہو گیا - کہ کوئی شخص تھیار بند سلطان کے پاس نہین جا سکتا - ۹۰۳ھ مین سلطان نے بلاد پولونا پر حملہ کیا اور دس ہزار عیسائی کو قید کر لایا اور پولونا یعنی پالینڈ کو خوب لوٹا - ۱۵۰۹ء عیسوی مین قسطنطنیہ مین زلزلہ آیا جس سے ایک ہزار ستر مکان اور ایک سو نو مسجدین اور ایک ٹکڑا قصر سلطانی کا گر پڑا اور بیالیس دن تک زلزلہ بار بار آتا تھا - سلطان نے پندرہ ہزار معمار اور مزدور اُن سب منہدمہ عمارت کی درستی کو مامور کیے - اور سب کو ترمیم کرا دیا - ۹۱۸ھ ہجری مین سلطان نے بعارضۂ نقرس بیمار ہو کر وفات پائی - اسکی عمر ۶۶ سال کی تھی اور ۳۲ برس بادشاہت کی - یہ بادشاہ جسیم - قوی ہیکل - ظریف - ادیب - عابد - پرہیزگار - تیر انداز اور شعر و سخن کا بھی مذاق درست رکھتا تھا - ہر سال زر خطیر مکہ معظمہ کو بھیجا کرتا تھا - اُسکے بیٹون مین جو جا بجا بادشاہ ہوے - سلطان جہاندار شاہ - سلطان احمد - سلطان فرقود - سلطان محمود - سلطان عبداللہ - اور سلطان علم شاہ تھے ان سب کے بھی نامی اولاد ہوئی لیکن سلطان بایزید کے ارشد اور امجد بیٹون مین سلیم خان تھے -

فصل دسوین سلیم خان

بایزید کے مرنے کے بعد اُسکا بیٹا سلیم خان جانشین ہوا - اسکی ولادت ۸۷۲ھ ہجری مین مطابق ۱۴۶۷ء مین ہوئی اُسکی تخت نشینی کے بعد اُسکے بھتیجے علاء الدین نے شہر برصہ مین بغاوت شروع کر دی - سلطان دار السلطنت مین اپنے بیٹے سلیمان کو اپنا قائم مقام کر کے ستر ہزار فوج لیکر براہ خشکی علاء الدین پر چڑھ دوڑا - اور ایک سو پچیس ۱۲۵ جنگی جہاز دریا کی راہ سے روانہ کیے علاء الدین کے باپ احمد نے بھی شہر اماسیہ مین بغاوت

شروع کردی۔ اور اُسکا دوسرا بھائی مصطفیٰ اُسکا وزیر شریک ہوگیا سلیم نے راہ مین سُناکہ
مصطفیٰ کی عورتین اُسکے پاس جاتی ہین اسلیے اُسنے سوارون کو دوڑایا کہ اُن سب کو گرفتار
کرلائین۔ مگر احمد یہ خبر پاتے ہی۔ وہان آپہونچا۔ اور سوارون کو متفرق کرکے عورتون کو بچا لیگیا
آخرکو سلیم نے سردارون کی سازش سے مصطفیٰ کو گرفتار کرلیا۔ اور گلا گھونٹ کے مارڈالا
اور بعد اُس کے بہت سے اُمرا اور وزرا اور بھائی بھتیجون کو قتل کیا۔ سلیم کے پاس سوا ے
شاہ اسمٰعیل صفوی کے سب بادشاہون نے تحائف اور نامے بھیجے۔ سُلطان سلیم
سُنی حنفی المذہب تھا تعصب مذہبی بھی اُس کے مزاج مین بہت تھا۔ مراد خان کا ایک بھتیجا
شاہ اسمٰعیل کے پاس پناہ گزین ہوا۔ اس سبب سے سلطان نے اُس پر چڑھائی کی۔
اور ڈیڑھ لاکھ فوج جرار اور ساٹھ ہزار اونٹ مع سامان جنگ لیکر ایران پر حملہ کیا۔ چونکہ
شاہ مین مقابلے کی طاقت نہ تھی۔ چند منزل تک تمام دیہات کو اپنے ملک کے جلادیا جس سے
سلیم کے لشکر کو بوجہ نایابی خوراک و چارہ وغیرہ کے بڑی تکلیف ہوئی ہمدان پاشا نے سلطان
سے شکایت کی کہ اس ملک مین سپاہیون کو بہت نقصان پہونچا۔ سلطان نے خفا ہوکر اسکو
قتل کیا۔ اور شاہ اسمٰعیل کے پاس زنانہ لباس بھیجا۔ اگرچہ شاہ مین مقابلے کی طاقت نہ تھی
مگر غیرت اور حمیت نے جوش کیا۔ اور غرہ رجب ۹۲۰ھ مین دونون لشکرون مین خوب
لڑائی ہوئی۔ اس معرکے مین شاہ اسمٰعیل زخمی ہوکر گھوڑے سے گر پڑا سلطانی سوار چاہتے
تھے کہ اُس کو گرفتار کرین۔ مگر ایک ایرانی سوار اپنی جان پر کھیل کے وہان پہونچا اور
اپنا گھوڑا شاہ کو دیا۔ شاہ موقع پاکر گھوڑے پر سوار ہوکر اُس معرکے سے تبریز کی جانب
نکل گیا۔ اور وہ ایرانی سوار وہان مارا گیا سلیم نے شاہ کے خیمہ گاہ کو لوٹا۔ اور
یہان سے شاہ کے تعاقب مین تبریز کو روانہ ہوا۔ یہان سلیم نے مرزا بدیع الزمان سے
جو امیر تیمور گورگان کی اولاد مین تھے اعزاز و احترام سے ملاقات کی۔ اور شاہ اسمٰعیل
کا جس قدر مال و اسباب پایا اُس کو ضبط کیا ناچار شاہ نے تحفہ اور ہدیہ بھیجکر

سلطان

سلطان سے صلح کرلی ۹۲۱ھ میں سلیم نے کوماخ کا قصد کیا اور علاء الدولہ سردار ترکمان پر چڑھائی کی سنان پاشا سلطان کے سپہ سالار نے علاء الدولہ کو قتل کیا اسکا سر سلطان کے پاس بھیجا اور اُس نے عبرۃً عزیز مصر کے پاس روانہ کیا۔ اسی عرصہ میں خبر ملی کہ قسطنطنیہ میں قوم نیک چری نے صدر اعظم کا گھر لوٹ لیا۔ اور غدر مچا رکھا ہے سلیم فوراً اسلامبول میں آیا اور مجرمین کو قتل کیا۔ اور اُسکے بعد دیار بکر دیار دین و سنجار و موصل۔ وغیرہ کو فتح کیا ۹۲۲ھ میں قالضووالی مصر سے ناخوش ہوا۔ اور اُس کے استیصال کا قصد کیا۔ مغل بیگ کیل عزیز مصر کا حاضر تھا سلطان نے اُسکے قتل کا حکم دیا مگر یونس پاشا کی سفارش سے خون معاف ہوا مگر ڈاڑھی منڈوا کر ایک خارشتی گدھے پر سوار کرکے تمام شہر میں تشہیر کی اور نکلوا دیا عزیز کو یہ ذلت سنکر جوش آگیا۔ اور مقابلہ کے لیے نکلا چونکہ وہ بہت معمر آدمی تھا۔ عین معرکہ میں گھوڑے سے گر پڑا اور مارا گیا سلیم نے وہاں سے کوچ کرکے حلب و حمص و دمشق و شام کو فتح کیا۔ چار مہینے وہاں مقیم رہا امرائے عرب سے ملاقاتیں کیں۔ کوہ لبنان پر متبرک مقامات کی زیارتوں کا شرف حاصل کیا۔ دمشق کی جامع اُمیہ میں خطیب کو خلعت اور پچاس ہزار قرش انعام عطا کیا۔ یہ مسجد بہت بڑی ہے طول اُس کا ساڑھے پانسو قدم اور عرض ڈیڑھ سو قدم ہے ستون اُسکے سنگ سماق اور رخام کے مختلف رنگ کے ہیں چھ سو قندیلیں چاندی سونے کی زنجیروں میں لٹک رہی تھیں۔ رمضان کے مہینے میں بارہ ہزار قندیلیں اس مسجد میں روشن کیجاتی تھیں۔ چار محرابیں اور چار امام اہل سنت وجماعت کے جیسے کہ مکہ معظمہ میں ہیں یہاں بھی ہیں۔ اور تین منارے بہت بلند بنے ہوئے ہیں۔ پچھتر مؤذن نوکر تھے اور اس عمارت کی تعمیر میں تین لاکھ اشرفیاں صرف ہوئی تھیں۔ اور بانی اس کے ابو العباس ولید بن عبد الملک۔ خلیفہ ششم بنی اُمیہ ہیں۔

ان فتوحات کے بعد طومان والی مصر کے تام جو قالضو کا بیٹا تھا اطاعت کے لیے

لکھا طومان نے سلیم کے وکیل کو مروا ڈالا اور نواحی شہر غزہ مین سلیم سے لڑائی ہوئی اور رومی غالب آئے اور شہر غزہ کو لے لیا۔ اور جنگل کے راستہ سے مصر کا قصد کیا۔ حسین پاشا نے راہ کی خرابی سے منع کیا کہ یہ راستہ نہایت دشوار گذار ہو۔ اس پر سلطان کا مزاج برہم ہوگیا اور حسین پاشا کو قتل کر ڈالا ۲۹ ذیحجہ ۹۲۲ھ مین طومان اور سلیم سے سخت لڑائی ہوئی پہلی ہی لڑائی مین سینان پاشا سپہ سالار رومی مارا گیا۔ آخر چند لڑائیون کے بعد مصر فتح ہوا شہر کے باشندے گھر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سلیم شاہ نے انکو امان دے کے شہر مین بلایا اور جب وہ لوگ اپنے مکانون مین آکر آباد ہوے۔ ان کے ساتھ عہد شکنی کی گئی۔ اور اسی ہزار مصری کی گردنین ماری گئین۔ طومان نے ایک بھاری فوج صحرائی عرب سے جمع کر کے پھر مقابلہ کیا۔ اور سلیم کو شکست دی مصر پھر چھین لیا۔ سلیم نے مصطفی پاشا کو طومان کے پاس بھیجا اور صلح کی درخواست کی طومان نے مصطفی کو مار ڈالا اور پھر لڑائی کو تیار ہو گیا۔ اس مرتبہ اُس نے شکست کھائی۔ اور بھاگ کر اپنے ایک ہمسایہ سردار کے پاس پناہ لی۔ اُس نے طومان کو پکڑ کر سلیم کے حوالہ کر دیا۔ اور سلیم نے فی الفور طومان کی گردن اُڑا دی۔ اُسی سال حرمین شریفین سلطان کے قبضہ مین آئے اُس واقعہ کے بعد سلیم نے ۹۲۵ھ مین قسطنطنیہ کو مراجعت کی اور ڈیڑھ سو جنگی جہاز کا بیڑا تیار کیا۔ اور ساٹھ ہزار فوج نئی بھرتی کی ۹ شوال ۹۲۶ھ ہجری مین اور چون سال کی عمر مین انتقال کیا نو برس بادشاہی کی۔ یہ بادشاہ طویل القامت جسیم۔ سرخ رنگ۔ غصہ ور اور ظالم تھا ڈاڑھی منڈاتا تھا۔ اور شکار کا بہت شوقین تھا۔ شاعری کا بھی ذوق تھا۔ اُس کے اشعار عربی۔ وفارسی و ترکی روم مین بہت مشہور ہین۔

فصل گیارھوین سلیمان خان اول

سلیم خان کے بعد اُسکا بیٹا۔ سلیمان خان ۹۲۶ھ مین تخت پر بیٹھا۔ اس بادشاہ کے زمانے مین سلطنت عثمانیہ مین حشمت و شوکت بہت ترقی پر ہوئی تیرہ لڑائیان

بذات خود اُس نے کین۔ اور اپنے ملک مین بہت سی عمارتین بنائین۔ اور اپنی مدت سلطنت مین بڑے بڑے اہم کام کیے۔ پہلے بلغراد کو بذات خود فتح کیا۔ اور مستقر خلافت پر لوٹ آیا۔ معاودت کے دس دن کے اندر تین بیٹے اُسکے مر گئے۔ بعد اُسکے فرانس اور دوسری قومون سے بارہا لڑا۔ اور مظفر اور منصور رہا۔ ابراہیم پاشا سلطان کا بہنوئی بھی عیسائیون کی لڑائی پر مامور ہوا۔ جس نے دو لاکھ عیسائی قتل اور ایک لاکھ گرفتار کیے۔ اور خزانہ سلطانی کو زر و جواہر سے بھر دیا۔ اور پھر ایک مرتبہ عیسائیون پر حملہ کیا۔ اور پانچ ہزار اُنکے سر لے آیا۔ اور سلطان کے خیمہ کے سامنے برجکی طرح چُن دیے۔ سات مہینے مین یہ مہم اُسنے انجام کو پہونچائی۔ شعبان ۹۳۱ھ مین جامع مسجد حلب مین وہان کے لوگون نے قاضی کو شہید کیا۔ بادشاہ خود وہان پہونچا۔ اور مفسدین کو گرفتار کر کے قتل کیا۔ اسی سال شاہ نمسا (آسٹریا) کا وکیل مع نامہ حاضر ہوا۔ مگر چونکہ نامہ مین مضمون خلاف طبع تھا سلطان نے نو مہینے سفیر کو قید رکھا اور بعد اسکے رہا فرما کر جواب دیا کہ مین خود اگر ان اُمورات کا جواب دیتا ہون اور ۱۵۲۹ء مین ایک لاکھ پچیس ہزار فوج اور تین سو توپ لیکر نمسا (آسٹریا) پر چڑھائی کی اور دارالسلطنت ویانہ کا محاصرہ کیا۔ راستہ مین ایک جگہ پانی بہت برسا اور دریا نے اسقدر طغیانی کی کہ تمام خیمہ اور سپاہ دریا برد ہو گئی۔ اور سلطانی لشکر کو سخت زحمت اور تکلیف پہونچی۔ دور و نزدیک کے بعد سلطان یہان سے روانہ ہوا۔ راستہ مین شاہ موہگز نے ملاقات کی سلطان نے اسکے ساتھ اخلاق اور اعزاز کیا۔ اور قیمتی خلعت اور گھوڑے مع ساز و سامان دیکر رخصت کیا۔ یہان سے بودکری کی طرف روانہ ہوا وہان کے بادشاہ نے مقابلہ کیا بہت سے عیسائی مارے گئے۔ اور یہ ملک بھی سلطان کے تحت و تصرف مین آگیا۔ ان سب فتوحات کے بعد سلطان نے بڑے کروفر کے ساتھ اسلامبول کو معاودت کی۔

محرم ۹۳۵ھ مین شاہ فرانس نے درخواست کی کہ کنیسۂ عیسائیان جو بیت المقدس مین ہے عیسائیون کو دیدیا جاوے۔ سلطان نے جواب دیا کہ کنیسہ مدت سے اہل اسلام کی مسجد

ہو گیا ہی ساب خلاف عملدرآمد قدیم اسکا قبضہ نہین اُٹھ سکتا چونکہ یہ امر مذہب سے متعلق ہے۔
افسوس ہو کہ یہ درخواست قبول نہین ہوسکتی۔ اگر جاگیر یا مال و متاع طلب کرتے تو دریغ نہ
کیا جاتا ۹ رمضان سنہ مذکور مین سلطان دو لاکھ فوج لیکر قسطنطنیہ سے نکلا اور ولایت
سرب پر چڑھائی کی بہت قلعے فتح کیے۔ اور شہر بلغراد مین نہایت شان و شوکت سے داخل ہوا
اور فوج کو انعام و مال غنیمت تقسیم کیا۔ سنہ ۹۴۱ھ مین عجم کی طرف متوجہ ہوا۔ اور بغداد کو فتح کر لیا۔
اور امام ابو حنیفہ کے مقبرہ کو دوبارہ تعمیر کیا۔ اور براہ تبریز قسطنطنیہ کو لوٹ آیا۔ یہان اُسنے
ابراہیم پاشا کو کسی جرم مین معطل اور قتل کر کے اُسکی جگہہ خیر الدین پاشا کو خلعت وزارت
عطا کیا جس نے بحکم سلطان سنہ ۱۵۳۵ء مین شہر ٹونس کو فتح کر لیا۔ مگر شاہ ٹونس نے اسپین
کی مدد سے پھر اپنا ملک واپس لے لیا۔ سنہ ۱۵۳۷ء مین سلطان پھر بعزم ملک ستانی اسلامبول
سے نکلا۔ اور خیر الدین پاشا کو علیحدہ لشکر کے ساتھ فتح و تسخیر ممالک پر مامور کیا۔ بادشاہ و وزیر نے
بہت سے بنادر اور جزائر فتح کر کے اپنے ملک مین داخل کر لیے۔ سنہ ۱۵۴۸ء مین پھر عجم کی طرف
گیا راہ مین سلطان علاء الدین شاہ ہند کا ایلچی حاضر ہوا اور نامہ گذرانا جسکا جواب مع تحائف
و خلعت سلیمان خان ایلچی کے ہاتھ بھیجا گیا۔ بعد اُسکے ایرانیون سے مقابلہ ہوا۔ اور سلطان
نے فتح پائی اور عثمان پاشا کو جس نے اس مہم مین کارنمایان کیے تھے حلب کا حاکم کر دیا اور
شاہ ایران سے صلح کر کے واپس ہوا سنہ ۱۵۵۲ء مین سلیمان کے بیٹے مصطفی نے بغاوت کی
اور گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔ سنہ ۱۵۵۳ء مین مسجد سلیمانیہ تیار ہوئی۔ اسی سال شاہ ایران کا
نامہ آیا اور جواب دیا گیا۔ اور سلیمان کے دوسرے بیٹے بایزید نے بغاوت کی۔ اور شکست
پائی۔ اور سنہ ۹۶۵ھ مین ملک عجم مین بھاگ گیا۔ شاہ طہماسپ صفوی نے اُس کی نہایت
عزت اور خاطرداری کی سلیمان کو جب یہ خبر ملی تو اُسنے شاہ سے اپنے بیٹے۔ بایزید کو
طلب کیا۔ اور شاہ نے سلطان کے معتمدین کے ہمراہ بایزید کو بھیجدیا۔ جنھون نے
اسکا کام راستہ ہی مین تمام کیا سلطان شاہ کی اس تعمیل حکم سے نہایت خوش ہوا۔ اور

شکریہ مین بہت دوستانہ خط لکھا۔ اور چار لاکھ اشرفیان شاہ کو بھیجین ۹۷۰ھ مین سلیمان نے ملک افریقہ کو فتح کیا۔ اسی سال مین شاہ اسپین نے سلطان کے ملک پر حملہ کیا اور بعضے قلعے لیلئے سلیمان نے اکثر جہازونکا بیڑہ تیار کرکے مصطفےٰ پاشا کی سپہ سالاری سے بغرض مقابلہ شاہ اسپین مالٹا کو روانہ کیا مصطفےٰ نے اس مہم کو بہ فتح وکامیابی انجام کو پہونچایا اور کئی ہزار قیدی اسپین کے گرفتار کرلیے۔ پھر سلطان نے بنفس نفیس جہاد کا ارادہ کیا۔ اور بلغراد مین آیا اور عیسائیون کے بہت سے ملک فتح کیے ۹۷۴ھ مین سلطان نے ملک ہینگری پر حملہ کیا۔ اور قلعہ زیجات کا محاصرہ کیے پڑا تھا۔ کہ وجع مفاصل کے عارضہ مین اسنے انتقال کیا محمد سفلی سپہ سالار نے سلیمان کی مرگ کو مخفی رکھا۔ اور محاصرہ اور لڑائی کو بدستور قائم رہنے دیا یہانتک کہ قلعہ فتح ہوگیا۔ تب سلطان کی وفات کی خبر فوج پر ظاہر کی۔ یہ بادشاہ سُرخ رنگ بلند پیشانی ترشروعالی ہمت تھا۔ ۸۸ سال بادشاہی کی اور ۸۲ سال زندہ رہا۔ یہ زمانہ سلطنت عثمانیہ کے غایت عروج کا تھا۔ اور تمام یورپ کو ڈر تھا۔

فصل بارھوین سلیم خان ثانی

یہ بادشاہ ۹۲۹ھ مطابق ۱۵۲۴ع مین پیدا ہوا۔ اور ۹۷۴ھ مطابق ۱۵۶۶ عیسوی مین اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اور باپ کی نعش قسطنطنیہ مین لاکر دفن کی اُسکے ابتداے عہد مین قوم نیک چری نے غدر کیا۔ جس کو اُس نے بتالیف قلوب وانعام واکرام فرو کیا۔ اور ایلچی شاہ ایران کا نامہ تعزیت وتہنیت اور دو دانے موتی کے بوزن چالیس درہم اور ایک دانہ یاقوت بقدر شفتالو لیکے حاضر ہوا سلطان نے تحفہ دوستانہ قبول کیا۔ اور جواب شکریہ مع ہدایاے روم کے ایلچی کو حوالہ کیا۔ اور رخصت دی انھین دلون سلطان نے امام والی صنعاے یمن سے مقابلہ کیا۔ اور والی صنعا کو شکست دی۔

نزوستغناسی یہودی نے جو سلطان کا عہد شہزادگی سے نہایت مصاحب اور عزیز تھا بہت عروج پایا۔ اور سلطان اُسکے کہنے کو بہت مانتا تھا اُسکی تحریک سے جزیرہ قبرس

دسائپرس) پر چڑھائی کی اور تین سو ساٹھ جہاز جنگی بہ سپہ سالاری مصطفےٰ پاشا روانہ کیے۔
جس نے بہت لڑائیون کے بعد جزیرہ کو فتح کیا- اور بہت سا نقد و جنس اور دو ہزار لونڈی
اور غلام سلطان کی خدمت مین پیش کیے۔ اس لڑائی مین پچاس ہزار سلطانی فوج کام آئی۔
بعد اس واقعہ کے شاہ اسپین- اور پوپ روم نے باتفاق سلطان پر چڑھائی
کی اور دریائی لڑائی لیپنٹو مین ہوئی- سلطان کا اس ہنگامہ مین بہت نقصان ہوا- اور
۲۲۴ سلطانی جہاز تباہ و برباد ہوے- اس فتح کی یادگار مین شاہ اسپین اور پوپ روم
ابتک ہر سال ایک معین دن مین خوشیان کرتے ہین- اور عید مناتے ہین- بعد اسکے تھوڑے
ایام مین سلطان اور عیسائیون سے مصالحہ ہوگیا ۲ شعبان کو ۹۸۲ھ مین مطابق ۱۵۷۴ء
کے سلطان نے تب محرقہ مین انتقال کیا ۸ برس سلطنت کی اور پچاس سال زندہ رہا-
یہ بادشاہ شراب بہت پیتا تھا اور عیش دوست اور راگ رنگ کا نہایت شوقین تھا-
مگر محمد سقلی وزیر کے حسن انتظام و خوش لیاقتی سے اس مملکت مین کوئی فتور نہ ہوا-

فصل تیرھوین- مراد خان ثالث و محمد خان ثالث

سلطان مراد خان ۹۸۲ھ مین اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا اور اپنے پانچ بھائیون کو
قتل کیا اور مسجد ایا صوفیہ مین باپ کے برابر انکو مدفون کیا چار سو عیسائیون کو جو مقید تھے رہا کردیا
بہت سے امرا اور عمائد کو خدمات سے برطرف اور معزول کیا ۱۵۷۸ء مین تفلس پر فوج کشی کی اور
گرجستان (جمہوریہ) کو فتح کیا ۱۰۰۳ھ مین انتقال کیا ۲۰ برس سلطنت کی یہ سلطان متوسط القامت
تنومند تنگ چھوٹی داڑھی اور چھوٹی آنکھین رکھتا تھا نہایت عیش دوست تھا اور اسکے محل مین پانسو لونڈیان در
حرم تھین-

سلطان محمد خان ثالث باپ کی وفات کے وقت شہر مانیزیہ مین تھا صفیہ سلطانہ اسکی
مان نے مخفی طور پر اسکو باپ کے مرنے کی اطلاع دی- اور سلطان کے مرنے کو بالکل
مشتہر نہین کیا- جب سلطان محمد خبر سنتے ہی بارھوین دن پہونچا اور تخت پر بیٹھ گیا

اُسوقت بادشاہ کے مرنے کی خبر مشتہر ہوئی۔تخت پر بیٹھتے ہی کل اختیارات سلطنت اپنی ماں کے سپرد کردیے۔اور اُنیس بھائیون کو قتل کیا۔اور باپ کے برابر اُن کو دفن کیا۔باپ کی دس عورتون کو جو حاملہ تھین۔دریا مین غرق کردیا۔بادشاہ نمسا نے سلطان کے لشکر سے مقابلہ کیا۔اور اُسکو مغلوب کیا۔محمد خان نے اپنے سپہ سالار فرہاد پاشا کو قتل کرکے اُسکی جگہ سنان پاشا کو کہ اسی برس کا بڈھا تھا لڑائی پر پروانہ کیا۔مگر وہ بھی مغلوب ہوا۔آخرم ۲ شوال سنہ ۱۰۰۴ھ کو محمد خان بہ نفس نفیس متوجہ ہوا اور شہرار لو کو سات دن مین مسخر کرلیا۔اور شاہ نمسا کو بھگا دیا۔بہت سے عیسائیون کو قتل کیا۔سنہ ۱۰۱۲ھ ۱۶۰۳ء مین سلطان اور شاہ ایران سے مقابلہ ہوا۔سنہ ۱۰۱۲ھ مین سلطان نے علیل ہوکر وفات پائی۔عمر اس بادشاہ کی ۳۷ سال تھی اور نو برس بادشاہت کی۔مانیون بہت کھاتا تھا۔مگر شراب سے کنارہ تھا۔بہت سے شراب خانے موقوف کردیئے۔

فصل چودھوین سلطان احمد خان اول

سلطان احمد جب تخت پر بیٹھا اُس کی عمر تیرہ سال کی تھی جلوس کے بعد اُسکو معلوم ہوا۔کہ شاہ ایران نے سلطانی ملک مین مداخلت شروع کردی ہے اور بلدہ اریغان اور قلعہ قرص اور دوسرے قلعہ وغیرہ فتح کرلیئے۔اور رومی فوج مغلوب ہوئی۔اس لیئے وہ بذات خود مقابلہ کو نکلا۔اور شاہ کے لشکر سے مقابلہ کرکے واپس آگیا۔اس راہ مین برف اور سردی اور دوسری بیماریون سے بہت لوگ لشکر کے مرگئے۔اہل مجر (ہنگری) نے شاہ نمسا (یعنی شہنشاہ آسٹریا) کے ظلم کی شکایت کی۔سلطان نے اُن لوگون کی دلجوئی کی اور اُنھین مین سے ایک کو بادشاہ بنایا اور ہنگری کے تخت پر بٹھایا جس کی وجہ سے بہت سے ملک سلطانی جو شاہ آسٹریا کے قبضے مین آگئے تھے پھر روم کی سلطنت مین داخل ہوگئے۔

سنہ ۱۰۱۵ھ مین شہر پرصہ پر سلطان نے حملہ کیا۔بادشاہ نمسا نے صلح کرلی اور خراج

دے کر سلطان کو نائز الزام رخصت کیا۔ سلطان نے مراد پاشا کو سر جان پولاد حاکم اکراد اور امیر فخر الدین پر لشکر کشی کے لیے بھیجا۔ اور بہت سخت مقابلہ کے بعد جان پولاد بھاگ گیا۔ اور حلب کے متصل مارا گیا۔ حلب کے باشندون نے مقتولین کے سر مراد پاشا کے پاس بھیجدیے۔ امیر فخر الدین بھی مقابلہ مین ٹھہر نہ سکا۔ اور بھاگ گیا۔ مراد پاشا نے مظفر و منصور قسطنطنیہ کو مراجعت کی ۱۰۲۱ھ مین مراد پاشا ایران کی مہم پر بھیجا گیا۔ اور اُس نے شاہ کو شکست دی۔ اور تبریز کو لے لیا۔ شاہ نے صلح کر لی چند دنون مین مراد پاشا مر گیا نصوح پاشا اُسکی جگہ مقرر ہوا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ مین سلطان نے اغوائے مفتی قزلر اغا سے اُسکو مار ڈالا۔ اور اُسکی جگہ محمد پاشا کو مامور کیا چونکہ شاہ ایران نے حسب وعدہ صلح کے شرائط ادا نہین کیے لہذا سلطان نے فوج کو ایران روانہ کیا۔ جو برف و بارش کے صدمہ سے بہت نقصان اُٹھا کے ناکام واپس آئی۔ اس لیے محمد پاشا خدمت سپہ سالاری سے معزول اور اُس کی جگہ خلیل پاشا منصوب ہوا۔ ۱۰۲۵ھ ہجری مطابق ۱۶۱۶ء مین شاہ آسٹریا کا ایلچی باون ہرمان قسطنطنیہ مین آیا۔ سلطان کو معلوم ہوا کہ عیسائیان اسلامبول نے بقصد فساد و غدر بہت قسم کے ہتھیار اپنے مکانون مین جمع کیے ہین۔ لہذا اُنکی خانہ تلاشی کی گئی۔ اور چار عیسائی سردار گردن مارے گئے ایران کی تسخیر کے لیے بہت بڑا لشکر بھیجا گیا۔ مگر وہ شکست کھا کر واپس آیا۔ سلطان نے اس مرتبہ خود چڑھائی کا ارادہ کیا مگر انھین دنون مین کہ ۱۰۲۶ھ تھے سلطان نے رحلت کی۔ چودہ برس سلطنت کی۔ یہ بادشاہ جوان طبیعت عیش دوست تھا اُس کے زمانے مین تمباکو پینے کا رواج ہوا۔ جس کو تجار ہالنڈ ۱۶۰۵ء عیسوی مین لائے استنبول مین مسجد جامع احمدی اور حوض توپ خانہ انھین کا بنایا ہوا ہے۔ حرمین شریفین مین بھی اُن کے یادگار و آثار باقی ہین چنانچہ کوکب دری انھین نے روضہ مبارک پر چڑھایا تھا۔

فصل پندرھوین سلطان مصطفےٰ ابن سلطان محمد ثالث

سلطان احمد نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ مصطفےٰ اسکے بھائی کو تخت پر بٹھایا جائے چونکہ سلطان عثمان احمد کا بیٹا کم عمر اور تیرہ برس کا تھا۔ اس وصیت کی تعمیل تو ہوئی مگر چونکہ وہ چودہ برس تک عورتون مین قید رہا۔ اور سلطنت کا حوصلہ نہین رکھتا تھا۔ اس لیے امرانے اتفاق کر کے اُسکو قید کر لیا۔ اور۔ عثمان کو تخت پر بٹھایا۔

عثمان خان ثانی نے ۱۰۲۷ھ مین تخت پر بیٹھتے ہی خلیل پاشا کو فوج کے ساتھ ایران پر بھیجا۔ مگر وہ اردبیل تک گیا۔ اور شاہ عباس سے صلح کر کے واپس آگیا۔ سلطان نے خلیل پاشا کو معزول کر کے اُسکی جگہ چلبی پاشا کو مقرر کیا جو فن سپہ گری سے خوب ماہر تھا اور سکندر پاشا کو والی پولونیا کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا جہان چند لڑائیان خوب ہوئین بیس ہزار آدمی پولونیا کے مارے گئے۔ اور دس ہزار گرفتار ہو کر اسلامبول مین آئے۔ اور یہان وہ قتل ہوئے۔ روس و فرانس و پوپ روم نے ہر چند پولونیا کی مدد قرار واقعی کی۔ مگر سلطان کے لشکر پر فتحمند نہو سکے۔ اور مسلمان مظفر و منصور رہے عیسائیون نے جزیہ قبول کیا۔ یہ بادشاہ بھی عورتون کی صحبت کا بہت شائق اور عیش دست تھا۔ اور طبیعی میل و توجہ اسکی اُسی طرف تھی ایک دفعہ مفتی شہر کی لڑکی سے نکاح کیا اس حرکت سے ارکان دولت اور سرداران فوج اس سے بہت ناخوش ہوئے کہ اُس نے غیر کفو مین نکاح کیا۔ انھین دنون مین کہ ۱۰۳۱ھ مطابق ۱۶۲۲ عیسوی سے تھے سلطان نے عزم حج کا کیا۔ اور شہر کے باہر خیمہ ڈالا۔ سپاہ نے بلوہ کر دیا اور عثمان کو نہایت ذلت اور خواری سے قتل کیا۔ کیونکہ اُن کو یہ گمان تھا۔ کہ بادشاہ بحیلہ حج چاہتا ہے کہ نئی فوج فراہم کرے۔ اور پرانے لشکر کو تباہ کر ڈالے۔ مصطفےٰ خان کو پھر بادشاہ کیا لیکن بسبب اُسکی ناقابلیت کے شاہ ایران نے سلطان کے ملک پر دست اندازی کی اس لیے اُس کو پھر تخت سے اُتار کر ۱۰۳۲ھ مین ایک حرم مین مقید کیا اور مراد خان چہارم

سلطان احمد کے دوسرے بیٹے کو جو پندرہ سالہ تھا تخت پر بٹھلایا۔

فصل سولھوین سلطان مرادخان چہارم

سلطان مراد خان چہارم

مرادخان سنہ ۱۰۳۲ ہجری مین تخت پر بیٹھا۔ اور دوسرے دن وہ جلوس کے ساتھ مسجد ایوبی مین گیا۔ اور سلاطین عثمانیہ کی رسم کے موافق تلوار کمر مین باندھی۔ اور شاہ ایران کے غلبہ اور فوج سلطانی کی شکست کی خبر سُنکے اُس نے بہت بھاری فوج تیار کی اور بغداد بھیجی عجم اور روم کی فوجون مین بڑی بڑی لڑائیان رہین آخر رومیون نے بڑی ہولناک لڑائی کے بعد بغداد کو لیلیا بعد اُسکے شاہ عباس صفوی نے بغداد پر چڑھائی کی۔ اور بغداد کو سلطان سے چھین لیا۔ کہتے ہین کہ رومی اس قدر مارے گئے کہ بغداد کے ہر گلی اور کوچے مین خون کی ندیان بہتی تھین۔ ابوبکر پاشا۔ کو زندہ پکڑکر پنجرے مین قید کیا اور طرح طرح کے عذاب کے ساتھ دریائے دجلہ مین کشتی پر بٹھا کے جلادیا۔ نوری آفندی و عمر آفندی وغیرہ کو جو بڑے اکابر فوج سلطان کے تھے پھانسی دیدی اور محمد پاشا کو جو ابوبکر پاشا کا بیٹا تھا۔ خراسان بھیج کے مارڈالا۔ اور شاہ عباس بذات خود چند دنون بغداد مین مقیم رہ کر حافظ پاشا سے لڑتا رہا۔ اور موصل کو مسخر کرلیا۔ آخر حافظ پاشا چند لڑائیان لڑکر قسطنطنیہ۔ چلا گیا۔ اور وہان سے لڑائی کا سامان از سرنو کرکے پھر آیا۔ شاہ بھی بغداد مین آکر اُس سے مقابل ہوا۔ اور اسکو شکست دی سلطانی لشکر شکست کھاکر اسنبول واپس چلا گیا۔ حافظ پاشا نے بھاگتے وقت بہت بڑی توپ جسکا نام سلیمان۔ شاہ تھا اور بھاری ہونے کے باعث ساتھ نہ رکھ سکتا تھا۔ زمین مین۔ دفن کردی تھی۔ شاہ نے یہ خبر سُنکر اُسکو نکلواکر اصفہان بھیجدیا۔ اور چند مرتبہ رومیون سے لڑکے خود بھی۔ اصفہان چلا گیا۔ اور چند دنون کے بعد وفات پائی۔ جب شاہ عباس کی خبر وفات روم مین پہونچی تو خسرو پاشا ڈیڑھ لاکھ لشکر لیکر۔ ایران پر چڑھ آیا۔ اور ایرانیون کو شکست دے کے موصل کو پلٹ گیا۔

اس عرصہ مین روم کے سردارادر امرامین نہایت مخالفت پھیل گئی - اور ایک دوسرے کے خواہان آبرو وجان ہوے - اور ہزارہا مخلوق اس باہمی مخالفت کے سبب سے تباہ وہلاک ہوئی - خاص قسطنطنیہ مین سیکڑون گھر اور خانوادہ برباد ہوگئے امیر فخر الدین جو کوہ لبنان کا حاکم تھا فرانس سے ملگیا - کیونکہ وہ خسرو پاشا سے مقابل ہوا تھا اس وجہ سے سلطان نے مطمئن نہ تھا - سلطان کو جب اسکی سازش کا حال معلوم ہوا تو احمد پاشا کے تحت مین فوج اسکی تادیب کو روانہ کی - مگر جب احمد پاشا کو شکست ہوئی تو فیروزاد علی بحکم سلطان امیر کے مقابلے کے لیے مامور ہوا - اور اُس نے امیر کی فوج کو شکست دی - امیر علی امیر فخر الدین کے لشکر کا سردار مارا گیا - اور امیر فخر الدین زندہ گرفتار ہوا سلطان نے اسکی خطامعاف کردی - اور اپنے پاس بعزت رکھا - اس عرصے مین خبر ملی کہ امیر کے پوتے نے بیروت کو خراب و تاراج کردیا - اور احمد پاشا کو دمشق کے اطراف مین شکست دی سلطان یہ سنتے ہی برہم ہوگیا اور امیر فخر الدین کو قتل کرڈالا - اور اُسکے دونون بیٹون امیر مسعود اور امیر حسین کی بھی گردن مارنے کا حکم دیا - مگر پھر اُنکی جان بخشی کی سنہ ۱۰۴۸ھ مین سلطان مراد بہ نفس نفیس ایک لاکھ فوج لیکر بغداد پر چڑھ آیا راستہ مین اسکا وزیر بیرام پاشا مرگیا - اس کی جگہ طیار پاشا مامور ہوا - اور لشکر ایران سے سخت لڑائی ہوئی - طیار پاشا مارا گیا اور اُسکی جگہ مصطفےٰ پاشا وزیر ہوا - آخر پچاس ہزار ایرانی مارے گئے - اور بغداد فتح ہوگیا - ایک ہزار ایرانی زندہ گرفتار ہوے - اور سلطان کے روبرو اُنکی گردنین ماری گئین - اس فتح کے بعد سلطان نے اسلامبول کو مراجعت کی وہان پہونچکر بعارضہ بخار بیمار ہوا - اور اپنے چھوٹے بھائی ابراہیم کے قتل کا حکم دیا - لیکن مان نے اُسے چھپادیا - اور اُسکے قتل کی اطلاع سلطان کو دی سلطان نے نعش دیکھنے کو طلب کی مگر حکیم معالج نے کہا کہ آپ کے عارضے کو مضر ہے غرض اس طور سے ابراہیم کی جان بچی - الغرض ۱۶ شوال ۱۰۴۹ھ مین مطابق سنہ ۱۶۴۰ء کے سلطان نے انتقال کیا -

اس سلطان کی عمر ۳۲ برس کی تھی۔ اور ۱۷ برس سلطنت کی سواری کا نہایت شوقین تھا آٹھ سو گھوڑے خاصہ کے ہمیشہ اُسکے اصطبل مین رہا کرتے تھے۔

فصل سترھوین۔ سلطان ابراہیم خان

مراد کے مرتے ہی ارکان دولت ابراہیم خان کے پاس جو حرم مین قید تھے حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ کے بھائی نے انتقال کیا۔ آپ چلکر تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہون۔ ابراہیم کانپ اُٹھا۔ اور سمجھا کہ بھائی نے امتحاناً اسکا مافی الضمیر دریافت کرنے کو یہ پیغام بھجوا دیا ہے۔ کہا مین نے دنیا چھوڑ دی ہے مجھے بادشاہی نہ چاہیئے لیکن ارکین نے اُسکو اطمینان دلایا۔ اور سلطان کی نعش لاکر دکھائی اُسوقت وہ مطمئن ہوا۔ اور نعش کے دفن کا حکم دیا۔ اور مراد کا جنازہ سلاطین کیان کے موافق نہایت دھوم سے اُٹھا کل فوج و لشکر اور اُسکی سواری کے گھوڑے جنپر اُلٹی زینین لگائی گئی تھین ساتھ تھے۔ غرض بہ تجمل تمام جنازہ مدفن مین پہونچا اور دفن کیا گیا۔ بعد فراغت سردارون نے ابراہیم کو محبس سے نکالکر تخت روان پر سوار کیا۔ اور مسجد مین لائے۔ اور تلوار اُسکو حوالہ کی۔ اور توپون کی سلامی اُتاری گئی۔ یہ بادشاہ نہایت خفیف العقل اور کم حوصلہ اور بزدل تھا۔ سوا عورتون مین بیٹھنے کے اور کسی امر کا سلیقہ نہین رکھتا تھا۔ ساڑھے پانسو حسین لونڈیان اپنے حرم مین جمع کر رکھی تھین۔ اور دن رات اُنکی صحبت مین اپنے وقت عزیز کو برباد کیا کرتا تھا سلطنت کا کل کام مان اور وزیرون پر ڈالدیا تھا مگر وزیرون نے جو خیرخواہ تھے خوب انتظام کیا۔ اور دولت عثمانی کی آبرو کو برقرار رکھا۔ ۱۰۵۵ھ مین مطابق ۱۶۴۵ء کے عیسائیون نے سلطانی جہازون سے کچھ چھیڑ چھاڑ کی اسلیے چارسو جہازون کا بیڑہ اُنکی تادیب کے لیے لنگرگاہ قسطنطنیہ سے جزیرہ مالٹا کو روانہ ہوا۔ اور فتح اور کامیابی کے ساتھ لوٹ آیا۔ ۱۰۵۶ھ مین پھر عیسائیون سے لڑائی ہوئی مگر ارکان دولت کے حسن تدبیر سے کوئی خرابی واقع نہین ہوئی فوج کے افسرون نے جب بادشاہ اور وزیر احمد پاشا کو عیش و عشرت مین

اس قدر ڈوبا ہوا دیکھا۔ تو چاہا کہ سلطان کو قتل کر ڈالیں مگر اُسنے بہت سا روپیہ دے کر اپنی جان بچائی افسران فوج نے سلطان کے سات برس کے بیٹے کو بادشاہ بنایا اور ابراہیم کو محل مین قید کیا۔ دس روز کے بعد بعضے امیرون نے چاہا کہ بادشاہ کو باہر نکالیں مگر جن امرا نے اُسکو قید کیا تھا۔ اُنھون نے ۲۸ رجب ۱۰۵۸ھ مین ابراہیم کا کام تمام کر دیا اس بادشاہ کی عمر ۲۹ برس کی تھی نو برس بادشاہی کی حرکات ناسزا اُس سے بہت سرزد ہوئین شیخ الاسلام کی لڑکی کو بجبر چھین لیا۔ اور اسی سبب سے نیک چری نے یورش کی۔ اور اُسکو ہلاک کیا۔

فصل اٹھارھوین سلطان محمد خان چہارم

محمد خان چہارم سات برس کی عمر مین تخت نشین ہوے اُن کی مان کلثوم سلطانہ سلطنت کا کام کرتی تھین۔ ارکان سلطنت نے عورت کی سلطنت قبول اور گوارا نہ کی اور غدر کر دیا۔ اسلامبول مین نہایت تشویش پھیل گئی۔ آخر کو۔ کلثوم سلطانہ سلیمان خواجہ سرا کے ہاتھ سے ماری گئین۔ اور اُنکے پاس سے بہت سا روپیہ اور اشرفی اور چاندی اور سونا اور جواہرات اور قیمتی زیورات اور چاندی سونے کے برتن برآمد ہوے ۱۰۶۲ھ تک قسطنطنیہ مین بے امنی اور فساد پھیلا رہا۔ ۱۰۶۲ھ مین چالیس روز تک جابجا ملک روم مین زلزلہ آتا رہا جس سے بہت سی جانون اور مال کو نقصان پہونچا۔ ذیقعدہ ۱۰۶۳ھ سے جمادی الاول ۱۰۶۵ھ تک اراکین سلطنت مین باہم خوب لڑائیان اور کشت و خون ہوا کیا بادشاہ کی کم سنی کے باعث سے کسی پر رعب و داب نہ تھا جب کوپرلی محمد نام وزیر ہوا۔ اُسنے اپنی عقل و تدبیر سے ان سب خانگی فتنون کو فرو کیا۔ اور عیسائیون پر لشکر بھیجا اور اکثر لڑائیان فتح کین۔ جزیرہ تندوس وغیرہ کو مسخر کیا۔ ۱۰۶۶ھ مین سرب اور پولینڈ پر لشکر کشی کی اور ڈیڑھ لاکھ آدمی کو غنیم کے لشکر مین قتل کیا۔ اور مظفر و منصور مستقر سلطنت پر واپس آیا۔ تھوڑے ہی دنون مین اس صائب تدبیر وزیر کی خوش سلیقگی

اور حسن انتظام سے سلطنت روم کے انتظام اور اصلاح مین نمایان ترقی ہوئی مگر اسکی زندگی نے وفا نکی۔ پانچ برس تین مہینے دس دن وزارت کا کام کیا۔ اور ۱۷ ربیع الاول ۱۰۶۲ھ مین رحلت کی نزع کے وقت پادشاہ اُسکے پاس آیا۔ اور وصیت کی درخواست کی۔ وزیر نے کہا کہ سلطنت کے کامون مین عورتون کو دخل نہ دینا عورتون کی صحبت سے پرہیز کرنا اپنے لشکر کو راضی رکھنا۔ ایک آدمی بھی فوج سے کم نہ کرنا۔ عیسائیون سے ہمیشہ لڑتے رہنا۔ اور انکو کبھی مہلت نہ دینا سلطان نے اس وزیر کی وفات کے بعد اُسکے بیٹے احمد پاشا کو وزارت کا خلعت عطا کیا یہ بھی اپنے باپ کا ایسا ہوشیار اور مدبر تھا۔ ذیحجہ ۱۰۷۶ ہجری مین اُسنے قلعہ کریدیہ پر چڑھائی کی۔ اور جمادی الاول ۱۰۷۷ھ مین قلعہ کے متصل گیا۔ اس قلعہ پر بائیس ۲۲ برس سے سلطان کی فوج حملہ کر رہی تھی۔ مگر قلعہ کی استواری اور ذخیرہ جنگ و اسباب کی کثرت سے کبھی فتح نہوا تھا۔ احمد پاشا نے قلعہ کا محاصرہ کر کے توپون سے قلعہ والون کو پراگندہ کر دیا ۱۰۸۰ھ مین محصورین نے تنگ ہو کر امان طلب کی اور قلعہ خالی کر دیا۔ احمد پاشا کامیابی اور فتح کے ساتھ سلطان کے حضور حاضر ہوا۔ اور عنایات سلطانی سے اُسکے مرتبہ اور اعزاز مین ترقی ہوئی ۱۰۸۰ھ مین ملک روم مین طرح طرح کی آفتین نازل ہوئین علاوہ لڑائی اور کشت و خون کے متواتر زلزلون نے کتنے شہر دن کو نیست و نابود کر دیا بہت سے پہاڑ شق ہو گئے۔ وبائے طاعون سے لاکھون زن و مرد مر گئے برف باری اور سردی کی شدت سے کروڑہا چارپائے اور پرند ہلاک ہوئے۔ بیت المقدس مین ایک یہودی نے دعویٰ کیا کہ وہ مسیح ابن مریم ہے چونکہ یہ شخص نہایت گویا اور وجیہ اور شعبدہ باز تھا۔ یہودی و عیسائی گروہا گروہ اُسکے معتقد و مرید ہو گئے۔ حاکم بیت المقدس نے چاہا کہ اسکو گرفتار کرے۔ مگر وہ اسلامبول کو بھاگ گیا۔ یہان صدر اعظم احمد پاشا نے اُس کو قید کر لیا۔ ہزارہا عیسائی سیکڑون روپیہ دینے کے مجلس مین اُس کے پاس جاتے تھے۔ اور ملاقات کرتے تھے سلطان محمد خان بھی اُسکے ملنے کو گیا۔ اور کہا

کر مین تیرا امتحان کرتا ہون تو میدان مین کھڑا ہو۔ اور مین اپنے لشکر سے کہتا ہون کر وہ تجھپر تیر
چلا دین دیکھون تیر کا اثر تیرے بدن پر ہوتا ہے یا نہین۔ مسیح کاذب سلطان کے پانؤن پر
گر پڑا اور کہا کہ مین آپ کے امتحان کی طاقت نہین رکھتا ہون۔ سلطان نے اُسکے قتل کا
حکم دیا۔ مگر وہ اُسی وقت تائب اور مسلمان ہو گیا۔ اور بہت سے یہود اور عیسائی بھی مسلمان
ہو گئے۔ اسی طرح ایک نے دعوی کیا کہ وہ مہدی موعود ہے۔ وہ بھی قتل کیا گیا۔ سنہ ۱۶۷۳ء
مطابق سنہ ۱۰۸۴ھ مین ۲۔ رمضان المبارک کو سلطان محمد کے محل مین سلطان احمد
پیدا ہوا۔ اور چند روز تک اس تقریب مین عام خوشیان کی گئین سنہ ۱۰۹۲ھ مطابق سنہ ۱۶۸۱ء
کے احمد پاشا نے چھبیس برس وزارت کرکے اکتالیس سال کی عمر مین انتقال کیا۔ اور اُسکی
جگہ مصطفےٰ پاشا وزیر ہوا۔ اور سلطان نے اُسکو ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ شہر ویانا کی تسخیر پر
مامور کیا۔ جو ملک نمسا مین جسکو الیمانیی اسٹریہ بھی کہتے ہین ہے مصطفےٰ نے وہان پہونچکر
ممالک اطراف مین لوٹ اور قتال شروع کر دی چالیس ہزار قیدی پکڑکر سلطان کیخدمت مین
روانہ ہوے۔ اور قلعہ ویانا کا اُسوقت دارالسلطنت ملک جرمانیہ کا شمار کیا جاتا تھا اور
تمام یورپ کا مرکز تھا۔ محاصرہ کر لیا۔ اور قلعہ کے اکثر مکانون کو گولون سے اُڑا دیا۔ شبانہ روز
پینتالیس دن تک باہمدگر گولون کی بارش رہی۔ توپون کے دھوئین سے رات دن مین تمیز نہ تھی
ویانا کی فوج اور رعیت خوب لڑی۔ اور شاہان عیسائی سے مدد بھی طلب کی سنہ ۱۶۸۳ء مین
تمام یورپ مین ترکون کا ڈر پڑا۔ اسی ہزار فوج عیسائی مختلف قومون کی قلعہ کی مدد کو آئی۔ اُس
فوج کے سپہ سالار نے سلطان کی فوج کو دیکھکر کہا کہ افسر فوج کا ناتجربہ کار ہے۔ اسلیے کہ
نشیب مین اُسنے اپنے لشکر کو رکھا ہے۔ اور بلند مقامات کو بلا محافظت چھوڑ دیا ہے بیشک ہم
اُسپر غالب ہو جاوینگے۔ الغرض دونون لشکر ایک روز خوب لڑے صبح سے شام تک بہت ہی
سخت لڑائی ہوئی۔ ہزارہا آدمی طرفین کے خاک و خون مین مل گئے۔ شام کو دونون لشکرون
نے اپنے ڈیرون پر مراجعت کی۔ مگر روم کی فوج اس لڑائی سے نہایت خستہ و ضعیف

ہو گئی تھی۔ اپنے ڈیرے اور مقام چھوڑکر بھاگ گئی۔ صبح کو جب عیسائیون نے سُنا نہایت خوش ہوے۔ اور خالی خیمون پر جا پڑے۔ مال اور اسباب خوب لوٹا۔ اور اپنی فوج مین تقسیم کیا۔ سلطان اس بزدلی سے نہایت برہم ہوا۔ اور مصطفےٰ پاشا کو صدارت وزارت سے معزول کر کے اُسکی جگہ ابراہیم پاشا کو خلعت وزارت عطا کیا۔ اندنون مین پوپ روم نے تمام اقوام عیسائیون کو سلطان سے لڑنے پر ترغیب دی۔ اور جابجا سلطانی اور عیسائی لشکرون سے لڑائی ہوئی جس مین اکثر عیسائی کامیاب رہے۔ اور جب ہی سے عیسائیون کا زور بڑھا۔ سلطان نے جب ابراہیم پاشا کو وزارت کے لائق نہ پایا۔ تو اُسے موقوف کردیا۔ اور سلیمان پاشا کو اپنا وزیر بنایا۔ اور ۱۶۸۷؁ء مین عیسائیون کے مقابلہ کیا مگر پہلی ہی لڑائی مین بھاگ کر قسطنطنیہ چلا آیا۔ سلطان نے نہایت خفگی اور غیظ مین آکر اُسکو قتل کر ڈالا۔ اور سیاوش پاشا کو خلعت وزارت سے سرفراز کیا۔ اور یہ تمام سال آفات اور مکروہات مین گذرا۔ قحط سالی اور آتشزدگی سے بہت سا ملک خراب اور برباد ہو گیا بعد اسکے سپاہ نیک چری سلطان سے بگڑ گئی۔ اور چاہتی تھی کہ کچھ فساد برپا کرے اور سلطان کو تخت سے اُتار دے کہ سلطان نے خود تخت سے کنارہ کشی اختیار کی اور اپنے بھائی سلیمان خان ثانی کو سلطنت سپرد کر کے خود علیحدہ ہو گیا۔ اور سواے شکار کے اور کسی طرف توجہ و رغبت نہین کرتا تھا۔

فصل اُنیسوین۔ سلیمان خان ثانی

سلیمان خان ثانی

یہ سلطان ۱۰۵۲؁ھ ہجری مین پیدا ہوا۔ اور ۱۰۹۹؁ھ ہجری مین تخت پر بیٹھا۔ اُسکے جلوس کرتے ہی فوج باغی نے سیاوش کو اُسی کے مکان مین قتل کیا۔ اور تین سو آدمی اور بھی اس ہنگامہ مین مارے گئے۔ اور افسران فوج مین خانہ جنگی اور قتل و خون ہونے لگا۔ عیسائیون نے اسوجہ سے ہر طرف غلبہ کیا اور جسکو موقع ملا سلطانی ملک داب لیا اور کسی نے بیرونی دشمن کے دفعیہ پر توجہ نہ کی۔ اور کمان سے کرتے سلگر کی خانہ جنگیون

اور گشت و خون سے کسکو فرصت تھی۔ سیاوش پاشا کے بعد اسمٰعیل پاشا وزیر ہوا۔ اور تین مہینے کے بعد برطرف ہوگیا۔ اور اسکی جگہہ تکفور مصطفےٰ پاشا مقرر ہوا۔ ۱۶۸۸ع مین والی نمسا (اسٹریہ) نے شہر بلغراد اور بلگیریا کو لے لیا۔ ذوالفقار آفندی شاہ نمسا کے پاس سفارت پر بھیجا گیا۔ والی نمسا نے ایلچی سے درخواست کی کہ اسکو سجدہ کرے سفیر نے انکار کیا دس مہینے اسی درخواست مین گذر گئے۔ آخر سلطان سلیمان خان نے نہایت طیش مین آکر بذات خود مقابلہ کیا۔ اور بہت سخت لڑائی کے بعد فتح پائی۔ اور اپنا ملک غنیم سے واپس کر لیا۔ اور پھر کوپرلی مصطفےٰ پاشا کو ساتھ لیکر نمسا پر پھر چڑھائی کی خزانہ مین روپیہ نہ تھا اسی لئے تمام چاندی اور سونے کے برتنون کو روپیہ کر ڈالا اور فوجی مصارف مین اُن کو صرف کیا۔ کئی مقامات دشمن کے فتح کیے بلگیریا کو بھی فتح کر لیا بعد اُس کے قسطنطنیہ کو لوٹ آیا۔ ۲۶۔ رمضان ۱۱۰۲ہجری مین تین سال نو مہینے سلطنت کر کے مرض استسقا مین وفات پائی۔ مکانون کی تعمیر اور باغون کی آراستگی کا اُس کو بہت شوق تھا۔

فصل بیسوین۔ سلطان احمد خان ثانی

سلیمان خان کی وفات کے بعد جب احمد خان ثانی تخت نشین ہوا۔ ارکان دولت نے حیاتی زادہ حکیم کو مقید کیا اور اس پر دعویٰ کیا کہ اس نے سلطان کو بے آب و دانہ مار ڈالا۔ آخر کو اُسے قتل کیا۔ احمد خان نے کوپرلی مصطفےٰ پاشا کو والی نمسا کے مقابلہ پر بھیجا اور دونون لشکر مین مقابلہ ہوا۔ ناگاہ مصطفےٰ پاشا جو فوج مین سب سے آگے آگے جا رہا تھا۔ گولی کے لگنے سے مارا گیا۔ اور سلطان کے لشکر نے شکست اُٹھائی مگر اُسی دن سلطانی لشکر نے دریائی لڑائی مین عیسائیون پر فتح پائی۔ علی پاشا وزیر ہوا۔ مگر اُس کی بدمزاجی اور خشونت سے عام لوگ ناراضمند تھے۔ اِس لیے وہ بہت جلد معزول ہو کر

جزیرہ قبرس مین بھیجدیا گیا۔ اور حاجی علی پاشا۔ والی حلب وزیر ہوا سنہ ۱۱۰۳ھ مین جو تھائی شہر قسطنطنیہ مین آگ لگی ایک حصہ شہر کا بالکل خاک سیاہ ہو گیا۔ تب مصطفے وزیر ہوا مگر مصطفے پاشا بھی وزارت سے معزول اور احمد پاشا اُسکی جگہ وزیر مقرر ہوا۔ اور اُس نے اپنے عہد وزارت مین قطعاً ممانعت کر دی کہ کوئی عیسائی رنگین لباس زرد جوتہ سمور کی ٹوپی نہ پہنے گھوڑے پر سوار نہو۔ کالے کپڑے ہمیشہ پہنا کرے۔ سواری مین گدھا رکھے۔ تاکہ مسلمان اور عیسائی مین فرق معلوم ہو۔ چند دنون کے بعد احمد پاشا بھی وزارت سے معزول کر دیا گیا۔ اور علی پاشا اُسکی جگہ مامور ہوا۔ طرابلس شام کا والی تھا سنہ ۱۶۹۵ع مین مطابق سنہ ۱۱۰۶ھ کے سلطان کو مرض استسقا ہوا۔ اور اسی مین اُسنے رحلت کی تین برس آٹھ مہینے سلطنت کی

فصل اکیسوین [21] مصطفے خان ثانی

یہ بادشاہ سنہ ۱۱۰۶ھ مین تخت نشین ہوا اور جلوس کرتے ہی منادی کی کہ بندگان خدا کے واسطے ہرگز یہ بات مناسب نہین ہے کہ گھرون مین آرام سے بیٹھین کیونکہ عیسائیون نے مسلمانون کے ملک پر حملہ و ہجوم کر رکھا ہے ہمارے آبا و اجداد ہمیشہ عیسائیون سے برسر رزم رہے ہین مین انھین کے قدم بقدم مین بھی عیسائیون سے لڑونگا۔ مسلمانون پر واجب ہے کہ میری اطاعت کرین۔ بعد اسکے حسین پاشا کو امیر البحر کر کے جنگی جہاز عیسائیون کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ حسین پاشا نے بحر ابیض (بحر مارمورا) مین عیسائیون کو شکست دی۔ اور جزیرہ ساقز لیلیا اور وہان سے والی اسٹریہ سے مقابلہ کیا اور اسکو شکست عظیم دی عیسائیون کا توپخانہ چھین لیا اور اکثر قلعون کو منہدم کر دیا جاڑے کے موسم مین شہر ادرنہ مین ٹھہرا رہا۔ اور شروع گرمی مین جرانوج والی اسٹریہ کے مقابلہ مین بھیجکر فتح پائی عیسائی قیدی اور اُنکا توپخانہ جو لڑائیون مین چھین لیا تھا بڑے کر و فر بڑی شوکت اور دبدبے سے قسطنطنیہ مین داخل ہوا۔ اس عرصہ مین خبر ملی کہ مسکو (یعنی روس) نے قلعہ ازوف کو محاصرہ کیا ہے۔

سلطان

سلطان نے سپاہی فوج دشمن کے دفع کرنے کو بھیجی جس نے تیس ہزار روسیون کو ہلاک کیا۔ اور لڑائی فتح کرکے واپس آگیا۔ ہنوز یہان دم نہین لیا تھا کہ سنا کہ جرمنی فوج جمع ہورہی ہے۔ اسلیے سلطان نے پھر قصد کیا۔ اور الماس پاشا کو پہلے سے روانہ کیا۔ مگر الماس پاشا لڑائی مین مارا گیا۔ آخر کو شاہ لندن اور ہالینڈ نے بیچ مین پڑکر جرمن اور روم سے سنہ ۱۱۱۰ھ مین صلح کرادی۔ اور سلطان وہان سے آودرنہ کو واپس آیا۔ اور چند دنون شکار کھیلتا رہا۔ بعد اُس کے قسطنطنیہ مین داخل ہوا۔ فوج کے سردارون نے سلطان سے اس مصالحت کے سبب سے ناراضی ظاہر کی۔ اور بغاوت شروع کردی سلطان کو قید کرکے مجلس مین بھیجدیا۔ جہان اُس نے رحلت کی۔ جب فوج نے عذر کیا تو لوگون نے صلاح دی کہ بادشاہ اپنے بھائی سلطان احمد کو قتل کروا دے کہ فوج کے لوگ جو اُس پر گھمنڈ کررہے ہین راہ پر آجاوین گے مگر سلطان نے نہ مانا۔ اور یہ کہا کہ سلطنت سے معزول ہونا بدرجہا اس بات سے بہتر ہے کہ مین اپنے حقیقی بھائی کے خون سے اپنے ہاتھون کو رنگون اور نامۂ اعمال کا سیاہ دھبہ اپنے ساتھ آخرت کو لیجاؤن اُسکی عمر چالیس سال ۹ مہینہ سات دن تھی علوم کی تحصیل مین اپنا وقت زیادہ صرف کرتا تھا۔

فصل بائیسوین۔ احمد خان ثالث

یہ بادشاہ پینتالیس برس کی عمر مین تخت پر بیٹھا باغی فوج کے افسرون نے فیض اللہ آفندی شیخ الاسلام کو قتل کیا مگر سلطان نے سانس تک نہ لی جب پورے طور سے سلطنت پر قائم ہوگیا۔ بعض مفسدین کو قتل کیا۔ اور بعض کو معزول اور تھوڑی ہی مدت مین کئی وزیر بدلے آخر کو علی پاشا مستقل وزیر ہوے اور سنہ ۱۱۲۰ھ مین عیسائیون سے لڑائی ہوئی اور اُن کو شکست دی سنہ ۱۱۲۱ھ مین عیسائی بادشاہون مین باہم گرخوب

لڑائیاں ہوئیں پطرس اعظم شاہ ماسکو نے کارلوس شاہ سویڈن پر کہ نہایت سربرآوردہ تھا فتح پائی کارلوس نے سلطان روم کے یہاں پناہ لی۔ پطرس کو یہ بات نہایت گران معلوم ہوئی۔ اور سلطان سے اور اُس سے بگڑ گئی۔ سلطان نے محمد پاشا کو اُس سے لڑنے کے لیے روانہ کیا۔ اور محمد پاشا نے اُسکو شکست دی۔ یہانتک کہ پطرس قریب گرفتاری کے ہوا لیکن اُس نے قلعہ ازوف کو واپس دے کر صلح کر لی یہ بات کارلوس شاہ سویڈن کے خلاف تھی کہ ملک روس سے بھی اُتر بیٹھے اُس نے سلطان کو محمد پاشا کی طرف سے برانگیختہ کیا۔ سلطان نے اِسلیے اسکو موقوف کیا اور یوسف پاشا کو اُس کی جگہ مقرر کیا۔ ۱۱۲۳ھ کے آخر مین سلطان اور شاہ مسکو سے پچیس سال کے واسطے صلح ہو گئی۔ سلطان نے خفا ہو کر یوسف کو بھی برطرف کر دیا اور سلیمان پاشا کو مامور کیا کہ کارلوس کو اُس کے ملک مین پہونچا دے۔ اور اُسکے اخراجات کے واسطے بادشاہی خزانہ سے روپیہ دلوا دے کارلوس نے پہلے دس لاکھ روپیہ مانگے۔ وہ دلوا دیے گئے پھر اُس نے گیارہ لاکھ کا سوال کیا۔ سلیمان پاشا بگڑ گیا اور لشکر کو حکم دیا کہ سلطان کے ملک سے جبراً اُسکو نکال دین اُس وقت۔ کارلوس کے پاس تین سو سپاہی تھے جنھون نے چھبیس ہزار رومی فوج سے مقابلہ کیا۔ اور گرفتار ہوے۔ سلیمان نے کارلوس کو قلعہ دمیدطاش مین قید کیا اور چند دنون بعد دیموتیکا مین بھیجدیا۔ سلطان نے کارلوس کے خرچ کو کچھ درماہہ مقرر کر دیا۔ اور سلیمان کو اِس قصور پر کہ بے حکم سلطان کے اُس نے اس قدر زیادتی کی برخاست کیا اور ابراہیم پاشا کو مقرر کیا۔ اکیس دن بعد اُس کو بھی معزول کر کے علی پاشا کو وزیر بنایا۔ کارلوس نے اپنی بہن کی طلب پر سویڈن جانے کا قصد کیا۔ سلطان نے اُسکو بعزت و احترام ۱۱۲۶ ہجری مین رخصت کیا۔ اور چھ سو چاوش اُسکے ہمراہ کیے اور آٹھ گھوڑے با ساز و سامان مرصع اور قبا اور تلوار جواہر نگار خلعت مین دی کارلوس

سلطان کا ممنون اور مشکور اپنے گھر پہونچا۔
۱۱۲۷ھ میں فوج سلطانی نے اکثر بلاد بنادقہ پر فتح پائی۔ والی جرمن نے عہد شکنی کی اور رومی فوج سے لڑا علی پاشا مارا گیا۔ فوج نے شکست اٹھائی خلیل پاشا والی بغداد وزارت پر مامور ہوکر شہر ورنہ ہوتے ہوئے شہر بلگیریا میں آیا۔ اور والی جرمن سے لڑا اور شکست پائی۔ اس سبب سے سلطان نے اسکو موقوف کردیا۔ پھر محمد پاشا وزیر ہوا آٹھ مہینے کے بعد معزول ہوگیا۔ اور علی ابراہیم پاشا کے داماد کو وزارت ملی ۱۱۳۰ھ میں والی جرمن نے صلح کرلی۔ احمد خان کے عہد سلطنت میں ایک سو چالیس مرتبہ قسطنطنیہ میں آگ لگی۔ اور بہت سے مکان خاک سیاہ ہوگئے۔ مسکو (روس) اور والی پولونیا (پولینڈ) میں صلح ہوگئی۔ رومی لشکر نے ایران کی طرف توجہ کی نہاوند اور تبریز میں نادر روم کے لشکر سے لڑا۔ اور اسکو بھگا دیا۔ سلطان دوسرے لشکر کی ترتیب کر رہا تھا کہ دفعۃً فوج میں فساد عظیم برپا ہوگیا۔ ابراہیم پاشا مارا گیا۔ اور ۱۱۴۳ھ میں باغی فوج نے احمد خان کو تخت سے اتار کر محمود کو اسکی جگہ بٹھلایا۔ یہ بادشاہ ۷۶ سال چار مہینے دس دن زندہ رہا۔ ہر قسم کے خطوط لکھنے میں اسے خوب مہارت تھی۔

فصل تئیسویں۔ سلطان محمود اولؒ

جب سلطان محمود تخت نشین ہوا فوج میں اک ہنگامہ مچا ہوا تھا چھ ہزار سپاہی اور کئی پاشا و افسر اس فساد میں مارے گئے اور ابراہیم پاشا والی حلب وزیر ہوا۔ اور اس نے بلوائیوں کو سزا دینی شروع کی کسی کو قتل کسی کو معزول کسی کو قید کیا۔ لیکن وہ خود بھی تھوڑے ہی دنوں میں وزارت سے معزول کر دیا گیا۔ عثمان پاشا وزیر ہوکر دریا کی راہ سے مصر کو روانہ ہوا۔ اسپین کے جہازوں سے اور اس سے مقابلہ ہوا۔ سلطانی جہازات پراگندہ ہوگئے وزیر غنیم کے ہاتھ میں گرفتار ہوکر مالٹا بھیجا گیا جب جہاز مالٹا کے لنگرگاہ پر پہونچا شہر کے باشندے تماشا دیکھنے آئے۔ ایک فرانسیس جس کا

نام ارنود اور مالٹہ مین رہتا تھا۔ جہازون کو دیکھتا پھرتا تھا۔ ایک کونے مین اُسنے عثمان
پاشا کو زخمی اور بے سر و سامان دیکھا۔ اور حکام اسپین کو کچھ روپیہ دیکر عثمان پاشا کو اپنے
گھر لے آیا۔ اور اُسکا علاج کیا۔ اور جب وہ اچھا ہو گیا تو اُسے مصر لے گیا اور وہان سے
قسطنطنیہ لایا عثمان نہایت ممنون ہوا اور زر خطیر اُس فرانسیس کو دیکر رخصت کیا۔
۱۱۴۳ھ مین طوپال عثمان پاشا لشکر لیکر بقصد مقابلہ ایران اسلامبول سے نکلا۔
اور سواد بغداد مین ایران کے لشکر کو ہزیمت دی گروستان تک جا کر پلٹ آیا۔
پھر سلطان نے ابراہیم پاشا۔ احمد پاشا اور رستم پاشا کو فوجوں کے ساتھ ایران
بھیجا۔ ان لوگون نے کرمان شاہ و سنا اردلان و ہمدان وغیرہ پر فتح پائی اور
طہماسپ ثانی نے ایلچی بدرخواست صلح احمد پاشا کے پاس بھیجا۔ نادر شاہ نے
جو اُسوقت حاکم سیستان تھا طہماسپ ثانی کو تخت سے اُتار کر برائے نام اُسکے بیٹے شاہ
عباس ثالث کو تخت پر بٹھایا۔ اور سلطان کو لکھا کہ جس قدر ملک ایران کے تمہارے
قبضہ مین آ گئے ہین آپ اُسنے دست بردار ہو ورنہ لڑائی کے لئے تیار ہو اور قبل جواب
آنے کے لشکر لے کر متصل بغداد کے پہنچ گیا۔ اور سلطانی لشکر کو شکست دیکر دجلہ کے
پار ہوا اور بغداد کو محاصرہ کر لیا۔ سلطان نے طوپال عثمان پاشا کو اسّی ہزار
فوج کے ساتھ مقابلہ کو بھیجا ۱۱۴۵ھ ہجری مین دریائے دجلہ کے کنارے آپس مین خوب لڑائی
نو گھنٹہ تک رہی۔ آخر کو کھیت رومیون کے ہاتھ رہا۔ اور نادر بھاگ گیا اور بغداد
کا محاصرہ اُٹھ گیا سلطان نے یہ خبر سن کر متواتر تمام شہر قسطنطنیہ مین روشنی کی
اور ہر قسم کی عام خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ تین مہینے بعد نادر شاہ نے فوج جمع کر
کے پھر مقابلہ کیا۔ پہلی اور دوسری مرتبہ تو رومیون کو فتح ہوئی مگر تیسری مرتبہ اُن کو
شکست فاش ہوئی۔ طوپال پاشا میدان جنگ مین مارا گیا سلطان کو یہ خبر سنکر نہایت
افسوس ہوا اور علی پاشا کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ پھر اسمٰعیل پاشا کو انتخاب کر کے

اُسکے بعد ہی محمد پاشا کو روانہ کیا۔ اسی اُکھاڑ پچھاڑ مین ۶ صفر ۱۱۴۹ھ ہجری کو مسکو کے ساتھ ایک لڑائی ہوگئی نادر شا نے متواتر لشکر روم پر حملہ کر کے ہر بار شکست دی اور شہر کرکوک تک فتح کر لیا۔ سلطان محمود نے آخر کو صلح کر لی۔ اور سرحد روم و ایران وہی قرار پائی جو سلطان مراد کے وقت مین مقرر تھی۔ مسکو سے بھی اس شرط پر صلح ہوگئی کہ اُسکے جہاز بحر اسود مین نہ آوین۔ اور شہر و بلاد روم جو مسکو نے سابق مین لیلیئے تھے واپس کر دیے۔ اور قلعہ ازوف کو خود منہدم کر دیا۔ اور دوسرے عیسائی قوم کی طرح روم مین تجارت کے لئے مجاز رہے۔ اور یہ عہدنامہ دونوں کے وکلا مین مقام بلگیریا مین مرتب ہوا۔ شاہ جرمن نے بھی چند مرتبہ لڑ کر صلح کر لی۔ اور فرانسیس سے بھی باقرار ۲۷ سال کے صلح ہوگئی ۱۷۴۰ء مین شاہ سویڈن نے بھی مصالحہ کر لیا۔ ۱۱۰۸ھ مین سلطان محمود پیدا ہوا تھا اور ۲۲ صفر ۱۱۶۷ھ ہجری مین اس نے انتقال کیا۔

فصل چوبیسوین سلطان عثمان خان ثالث و مصطفےٰ خان ثالث

عثمان خان سوم مصطفےٰ خان ثانی کا بیٹا جو محمود اوّل کا بھائی تھا ۱۱۱۲ھ ہجری مین پیدا ہوا۔ اور محبس مین پڑا ہوا تھا۔ ۱۱۶۷ھ مین تخت سلطنت پر بیٹھا تنہائی اور خلوت کو نہایت پسند کرتا تھا۔ سعید افندی کو اپنا وزیر کیا۔ اور اس خوف سے کہ افسران فوج سلطان احمد خان کی اولاد کو بادشاہ نہ بنا دیں۔ محمد۔ اور بایزید اور خان کو قتل کر ڈالا۔ ۱۱۶۹ھ میں قسطنطنیہ۔ مین آگ لگی اور صدر اعظم کی حویلی اور دو ثلث شہر قریب ایا صوفیہ تک جل گیا۔ ۱۱۷۰ھ ہجری مین سعید افندی معزول اور محمد راغب پاشا۔ وزیر ہوا۔

انھیں دنوں مین ۱۵ صفر ۱۱۷۰ھ مین سلطان عثمان خان نے تین برس سلطنت کر کے جامع عثمان کو جسے محمود اول نے بنانا شروع کیا تھا تمام کر کے انتقال کیا۔

مصطفےٰ خان ثالث تخت پر بیٹھا اور اپنی بہن صالحہ سلطانہ کی شادی اپنے وزیر راغب پاشا کے ساتھ کر دی چونکہ وزیر نہایت ذی شعور تھا اُس کی ہمت ہمیشہ ملک گیری کی طرف مائل رہتی تھی مگر اجل نے اُسکو مہلت نہ دی اور جلد مر گیا۔ اُسکی جگہ حمزہ پاشا وزیر ہوا۔ اور چھ مہینے کے بعد معزول کر دیا گیا۔ اور مصطفےٰ پاشا اس کی جگہ مامور کیا گیا تو ڈیڑھ برس کے بعد وہ بھی برخاست ہوا اور ماہر پاشا چالیس روز تک وزیر رہا۔ اُسکے بعد علی پاشا صدر اعظم مقرر کیا گیا۔ اس عزل و نصب میں سنہ ۱۱۸۳ھ تک چند بار مسکو سے لڑائی ہوئی اور سلطان کے لشکر نے فتح پائی اور توپ خانہ روس کا چھین کر قسطنطنیہ میں لے آیا۔ ۵ ذیقعدہ سنہ ۱۱۸۷ ہجری مطابق سنہ ۱۷۷۳ عیسوی کے سلطان نے انتقال کیا۔

فصل پچیسویں۔ سلطان عبدالحمید خان ؒ

یہ بادشاہ سلطان مصطفےٰ ثالث کا بھائی اور سلطان احمد سوم کا بیٹا تھا سنہ ۱۱۳۷ھ میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۱۸۷ ہجری میں تخت پر بیٹھا۔ مزاج میں صلح پسندی تھی۔ تخت پر بیٹھتے ہی سنہ ۱۱۸۸ ہجری میں مطابق سنہ ۱۷۷۴ عیسوی کے عیسائیوں سے صلح کر لی۔ کیونکہ خانگی اور متواتر جھگڑوں اور بکھیڑوں کی وجہ سے اُسکی سلطنت میں نہایت ضعف آگیا تھا۔ اور لشکر اور فوج کی بغاوت سے ملک تباہ ہو رہا تھا۔ صلح کے بعد حسین پاشا کو باغیان مورہ کی گوشمالی پر روانہ کیا جس نے قرار واقعی اس فساد کو مٹا دیا۔ اور سرکشوں کو پوری سزا دی۔ مگر روس و جرمن نے آپس میں اتفاق کر کے سلطان پر چڑھائی کی۔ یوسف پاشا اور علی پاشا مقابلہ کے لیے مقرر کیے گئے۔ یوسف پاشا نے پہلے جرمن کی فوج سے مقابلہ کیا اور قلعہ شیشن کو مسخر کر لیا۔ اور علی پاشا نے بھی روس سے خوب مقابلہ کیا۔ اسی بادشاہ کے زمانے میں کریم خان زند نے بصرہ کو فتح کر لیا۔ مدت سلطنت اُسکی پندرہ سال تھی۔ اور عمر ۶۳ سال۔

سلطان عبدالحمید خان

فصل چھبیسوین۔ سلیم خان ثالث

یہ بادشاہ سنہ ۱۱۷۵ہجری مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۲۰۳ھ مین مطابق سنہ ۱۷۹۰ء کے تخت عثمانیہ پہ بیٹھا۔ اور اپنی تمام توجہ اُس نے بری اور بحری فوج کی آراستگی مین مصروف کی تھوڑے تھا دنون مین ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہوئی۔ اور شاہان جرمن اور روس سے لڑائی بھی چھڑگئی دو مہینے تک نہایت سخت لڑائی رہی۔ سنہ ۱۷۹۱ء مین سپہ سالار روس نے صلح کرلی۔ مگر ملکہ کتھرائن سلطانہ روس نے کہ اپنے شوہر پطرس سوم کو مار کر تخت پہ بیٹھی تھی۔ اس معاہدہ کو قبول نہ کیا۔ اور جرار لشکر قلعۂ اسمٰعیلیہ پہ بھیجا جس مین تیس ہزار رومی فوج رہتی تھی جب روسیون نے قلعہ پہ یورش کی۔ توپ اور گولیون سے اس قدر روسی مارے گئے۔ کہ قلعہ کی خندق لاشون سے پٹ گئی۔ چونکہ روسی کثرت سے تھے قلعۂ کی فصیل پر چڑھ گئے اور تین شبانہ روز قلعہ کے اندر ایسی لڑائی ہوئی کہ قلعہ کے راستون مین خون کی ندیان بہتی تھین۔ قلعہ کی عورات اور بچون نے بھی بڑی دلیری اور جرأت کی۔ اور سب مارے گئے۔ صرف ایک شخص اُس ہنگامہ سے بچ گیا۔ اور قسطنطنیہ۔ مین جا کر خبر کی رومی لشکر کو یہ خبر سُنکر نہایت جوش اور غیظ آگیا۔ اور چاہتے تھے کہ روسیون پر ٹوٹ پڑین۔ اور اپنے اُن مقتول بھائیون کا عوض جو قلعہ مین تھے لین مگر انگلستان اور پروش نے بیچ بچاؤ کردیا۔ یوسف پاشا اپنے عہدے سے موقوف کیا گیا اور محمد پاشا کہ چھیاسی برس کا بڈھا تھا وزارت پہ مامور ہوا۔ اُس کے بعد بونا پارٹ شاہ فرانس۔ اور انگریزون مین لڑائی شروع ہوگئی۔ اور کھیت فرانس کے ہاتھ رہا۔ اور فرانس نے سلطان سے دوستی اور صلح کرلی۔ سلطان نے بعض لوگ اپنے یہان کے فرانس روانہ کیے۔ کہ جنگی مدرسون مین تعلیم پاکر ترکی فوج کی بوضع ولایتی فوج کے تعلیم کرین۔ مگر سپاہ ینگ چری نے اُس کو پسند نہین کیا۔ اور سلطان کے حکم سے منحرف ہوگئے۔ الغرض سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین مسمی اور خان نے فوج باقاعدہ جس کا

نام فوج نظام ہو ترتیب دی۔ تقریبًا دو ہزار فوج با قاعدہ بسر کردگی مسعود آغا قسطنطنیہ میں تیار ہوئی جس نے جنگ کی جگہ میں نہایت بہادری ظاہر کی ۔ اور سولہ ہزار فوج نظام قرمان میں بہ تحت وافسری قاضی پاشا تیار ہوئی جس کو سلطان نے اسلامبول میں طلب کیا۔ راہ میں ایک شخص قاضی پاشا کے خیمہ میں اُسکے مارنے کو گھس آیا گر قاضی پاشا نہایت بہادر اور جری سپاہی تھا۔ بیدار ہوتے ہی اُسنے دشمن کو ٹھکانے لگا دیا۔ جب وہ مع لشکر شہر کے قریب پہونچا۔ ینک چری فوج نے شہر میں غدر مچا دیا۔ چند مکانات میں آگ لگا دی ۔ اور قہوہ خانہ اور مسجدوں میں جمع ہو کر آمادہ فساد تھے۔ سلطان نے مصلحت وقت کے لحاظ سے قاضی پاشا کو حکم دیا کہ وہ لشکر سمیت قرمان کو چلا جاوے۔ چونکہ انگریز اور فرانس میں صفائی نہ تھی۔ اس لیے انگریز چاہتے تھے کہ سلطان فرانس سے دوستی ترک کرے مگر سلطان نے قبول نہ کیا۔ سفیر انگلستان ناکام واپس گیا۔ اور انگریزوں نے غفلت میں اسکندریہ پر قبضہ کر لیا۔ مگر محمد پاشا والی مصر نے پھر اسکندریہ کو انگریزوں سے چھین لیا۔ اب انگریزوں نے مصالحت کی پھر سلسلہ جنبانی کی۔ اور اپنے واسطہ سے سلطان اور روس سے صلح کرا دی اس واقعہ کے بعد وزارت روم میں بہت تغیر و تبدیلی ہوئی ۔ اور کئی پاشا برطرف اور مقرر ہوئے۔ آخر میں حلبی ابراہیم پاشا وزارت پر مقرر ہوئے سنہ ۱۲۲۲ھ میں فوج ینکچری نے غدر کر دیا۔ بہت سے پاشا جو فوج نظام کی ترتیب میں سلطان کے شریک تھے مارے گئے ۔ اور سلطان کو معزول کر کے مصطفےٰ خان چہارم کو تخت نشین کیا۔ اس بادشاہ نے اٹھارہ سال سلطنت کی اور ۴۸ سال زندہ رہا۔

فصل ستائیسوین مصطفےٰ خان رابع بن سلطان عبدالحمید

مصطفےٰ خان چہارم سنہ ۱۲۲۲ھ میں تخت پر بیٹھا۔ یہ بادشاہ سنہ ۱۱۹۳ھ میں پیدا ہوا اس نے تخت پر بیٹھتے ہی تمام فوج قدیم کو ہر طرح تسکین دی ۔ اور تمام امورات جنگی و ملکی سلطنت کے

مصطفےٰ خان رابع بن سلطان

مفتی پاشا اور موسیٰ پاشا کو سپرد کر دیے اور چند دنوں بعد موسیٰ پاشا کو معزول اور طیار پاشا کو مقرر کیا لیکن نپولین بونا پارٹ کو سلطان سلیم خان کی معزولی سے بہت تاسف ہوا۔ اور روس سے اُسنے اتفاق اور صلح کر لی سفیر انگلستان قسطنطنیہ میں آیا۔ اور اپنے بادشاہ کی طرف سے دوستی اور خیر خواہی کا اظہار کیا۔ تھوڑے عرصہ میں مفتی۔ اور طیار پاشا میں بگڑ گئی طیار پاشا رستچک کو چلا گیا۔ اور وہاں کے حاکم کی مدد سے اسلامبول واپس آکر مفتی کو قتل کیا۔ اور اپنی عفو تقصیر سلطان سے چاہی جس کو سلطان نے بہ مجبوری قبول کیا۔ حاکم رستچک سے جس کا نام بیرقدار تھا ملاقات کی۔ اور کہا کہ لشکر کو چھاؤنی میں جانیکا حکم دو۔ بعد اُس کے بیرقدار نے صدر اعظم سے کہا جو کچھ ہم کہیں اُس کو مانو لیکن صدر اعظم نے کچھ تامل کیا اس پر بیرقدار نے اُسکو بھی گرفتار کیا۔ اور شہر کی طرف چلا اور شور کیا کہ سلطان مصطفیٰ خان معزول ہوے۔ اور سلطان سلیم اُسکی جگہ تخت پر بیٹھا۔ جب سلطان کو یہ خبر معلوم ہوئی۔ اُس نے سمندر کی راہ سے شہر میں داخل ہو کر سلیم خان کو قتل کیا اور اُس کی لاش چوراہہ پر پھکوا دی اور۔ محمود خان کو لانے کا حکم دیا۔ جب بیرقدار شہر میں داخل ہوا۔ اور سلیم خان کو پکارا دیکھا کہ اسکی لاش چوراہہ پر پڑا اسکو نہایت تاسف ہوا۔ اس عرصہ میں لوگوں نے کہا کہ محمود خان کی جلد خبر لو ورنہ وہ بھی مارا جائیگا تب بیرقدار نے محمود خان کو تخت پر بٹھایا اور مصطفیٰ خان کو قید کر لیا۔

فصل اٹھائیسویں۔ محمود خان ثانی بن عبد الحمید خان

یہ سلطان سنہ ۱۱۹۹ ہجری میں پیدا ہوا اور ۱۹ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۲۳ ہجری میں تخت عثمانیہ پر جلوہ افروز ہوا چونکہ نہایت اولوالعزم تھا تمام مفسدین اور سرکشوں کو جنھوں نے ملک میں بے امنی پھیلا دی تھی مغلوب کیا۔ سنہ ۱۲۳۷ھ میں شاہ ایران سے مقابلہ کیا۔ محمد رؤف پاشا ڈیڑھ لاکھ فوج کی افسری سے مہم پر بھیجا گیا۔ شاہ ایران کی طرف سے ولی عہد عباس مرزا لیکن تاتار فوج لیکر مقابلہ کو آیا۔ اور توپراق قلعہ کے میدان میں دونوں لشکر

مقابل ہوے۔ اور سخت لڑائی کی غلبہ ایران کو رہا۔ اور فوج روم مین بہت نقصان پہونچا آخرکار سلطان اور شاہ مین صلح ہوگئی چونکہ ینگ چری کی فوج کو بہت غلبہ ہوگیا تھا جسکو چاہتے سلطان بناتے اور معزول کرتے سلطان محمود خان ثانی نے چاہا کہ خوب استیصال کرے اسلیے اس نے بڑے ارکین کو اپنی طرف بلالیا۔ اور ۱۲۴۱ھ مین ایک دن ستر ہزار آدمی ینگ چری کے قتل کرڈالے جو بظاہر انسانی طاقت سے دشوار نظر آتا ہے اور اُس سرکش گروہ کو جس کے اختیار مین سلطان کا عزل و نصب تھا۔ بالکلیہ مستاصل کردیا اس مین شک نہین کہ یہ بڑا اہم کام تھا ایسی طاقتور قوم کو ایک دن مین نیست و نابود کردینا کچھ چھوٹی بات نہین ہے۔

۱۲۴۴ ہجری مین سلطان کو شہنشاہ روس سے مقابلہ کا اتفاق ہوا۔ اور شکست ملی۔ آخر کو صلح ہوگئی۔ اور سلطان کو تاوان جنگ فریق غالب کو ادا کرنا پڑا محمد علی پاشا والی مصر نے بھی اس سلطان کے عہد مین نہایت ترقی کی شامات و حلب و حجاز پر قابض ہوگیا اور سلطان نے اسی غم مین ۱۹ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ مین روز دوشنبہ کو انتقال کیا۔ اور ۳۱ سال سلطنت کی۔

فصل اٹھتیسوین سلطان عبدالمجید خان بن سلطان محمود

یہ بادشاہ ۱۹ شعبان ۱۲۳۷ھ مین پیدا ہوا۔ اور اپنے باپ کی وفات کے بعد ۲ جولائی ۱۸۳۹ء مین مطابق ۱۲۵۵ھ کے تخت پر بیٹھا اس بادشاہ کے عہد مین بڑے بڑے واقعات پیش آئے محمد علی پاشا نے جس نے خدیو مصر کا لقب لیا اسی عہد مین بڑی ترقی کی۔ لیکن آخرش انگریزون نے سلطان کا ساتھ دیا۔ اور ۱۲۵۶ھ مین حرمین شریفین محمد علی کے ہاتھ سے نکلکر پھر سلطان کے قبضہ مین آئی۔ اور قلعہ عکہ بھی محمد علی پاشا سے نکالکر سلطان کو دلوا دیا۔ اور یہ قرار پایا کہ محمد علی پاشا۔ صرف مصر اور اُس کے تابع پر نسلاً بعد نسل قابض رہے اور سلطان کے کل ملک کو خالی کردے ۱۲۶۳ ہجری مین۔

محمد علی پاشا اسلامبول مین گیا۔ اور تین دن وہان رہا سلطان نے اپنے روبرو اسکو بیٹھنے کا حکم دیا اور قہوہ کی پیالی عطا کی اگرچہ اُس نے تعظیماً نہ پی۔ دو لاکھ ریال اور تحائف قیمتی اُس نے سلطان کو پیشکش کیے۔ اور اسی قدر ریال سلطان نے اس کے خراج مین معاف کر دیے ایران اور سلطان سے بھی اُس نے مستحکم صلح کرا دی۔ اور اُسکی نسبت اُس نے بہت کچھ نشیب و فراز سمجھایا۔ اس عہد مین بہت بڑا واقعہ سیباستپول کی فتح ہے۔

سنہ ۱۸۵۳ء مین شہنشاہ روس نے چار لاکھ سپاہ کے ساتھ سلطان کے ملک پر چڑھائی کی۔ اور یہ پیام بھیجا کہ ہمارے ہم مذہب عیسائی بہت سے تمھارے ملک مین بستے ہین۔ اُن کے معابد اور مذہبی حکومت اور اُنکی عدالت ہم کو پہنچتی ہے۔ اور چند پرگنات روم کے مثل مالڈیویا اور والیشیا۔ جو سرحد روس سے ملے ہوئے تھے۔ اور جس مین پندرہ لاکھ آدمی آباد تھے دبا لیے سلطان نے عمر پاشا کی سپہ سالاری سے دو لاکھ فوج دشمن کے مقابلہ کو روانہ کی۔ نو مہینے تک خوب لڑائی ہوتی رہی طرفین کے دو لاکھ آدمی کام آئے۔ روس کے لشکر مین سے جو لوگ بچ گئے وہ سلطانی سرحد سے بھاگ گئے۔ لیکن پھر مقام سینوب پر بہم ہزار روسی اُترے اور وہان پہ پانچ ہزار ترکی فوج ایک دن مین ماری گئی۔ انگریز اور فرانس نے اتفاق کر کے سلطان کی مدد کی۔ اور چار سو جنگی جہاز اور ایک لاکھ لشکر نے کرمالطہ کی راہ سے گیلی پولی مین اُترے۔ اور سنہ ۱۸۵۵ء مین بندر اڈلیسہ پر روسیون سے مقابلہ ہوا۔ انگریزی اور فرانسیسی جہاز نے گولون سے کئی روسی جہاز جلا دیے۔ اور کئی غرق کر دیے اور تیرہ جہاز جن پر بارود اور گولہ وغیرہ سامان تھا پکڑ لائے۔ اسی عرصہ مین روسیون نے قلعہ سلسٹریا کو محاصرہ کیا جہان ترکون کی طرف آٹھ ہزار فوج تھی۔ اور لاکھ روسی فوج نے ڈینوب کو جہانگیر اکامل دو مہینے تک قلعہ لڑتا رہا۔ اور اہل قلعہ نے بڑی دلاوری کی روسیون کے کئی حملے رد کیے۔ آخر کو جب سپہ سالاران روس نے دیکھا کہ قلعہ تو غایت استحکام سے کسی طرح فتح نہین ہوتا۔ اور مفت مین فوج کٹی جاتی ہے۔ ناچار اُنھون نے دھاوا

کردیا اہل قلعہ نے اُنکے حملہ کو خوب روکا۔ اور پسپا کردیا۔ مارلوف سپہ سالار روس مارا گیا۔
اور قلعہ کی دیوار کے نیچے بہت سے سردار اور سپاہی روسیون کے کام آئے۔ اور غنیم کی سپاہ
بھاگی تیس ہزار روسی اُس جگہ مارے گئے۔ فرانس اور انگریزون نے اپنا جنگی بیڑہ جہازات
کا دریائے ڈینوب مین آگے بڑھایا۔ کریمیا کا ضلع جو روس کی حد مین ہے کنارہ کنارہ فتح
کرتے چلے گئے۔ اور البو توریا بدخشکی مین اپنا لشکر جو تقریباً پچاس ہزار تھا جا اُتارا اُدھر
مقابلہ مین بھی چون ہزار سپاہی۔ روس کے اکھٹے ہوئے فرانس نے پیش قدمی کی اور
انگریزون نے اُن کی تقلید کی۔ غرض بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ اور اسی دن روس نے
شکست فاش کھائی اور بھاگا۔ دو ہزار آدمی اس کے اس لڑائی مین کام آئے۔ اور تین
ہزار زخمی ہوئے انگریز اور فرانس کے چھ سو آدمی مقتول اور دو ہزار زخمی ہوئے دوسرے دن متفقہ
لشکر آگے بڑھا۔ اور بلاک لاوا کو چھین لیا۔ بہت روسی سردار قید کرکے قسطنطنیہ کو
بھیجدیے۔ وہان سے بڑھکر سیاستپول کو جو بڑا نامی اور مضبوط قلعہ روسیون کا تھا جا گھیرا
انجنیرون نے دمدمے باندھنے شروع کردیے راتون کو شبخون مارتے اور دن کو روسیون
سے مقابلہ ہوتا۔ سترھوین اکتوبر ۱۸۵۴ء مین جہازی توپین لندن سے یہان پہونچ
گئین۔ اور قلعہ پر گولون کی بارش ہونے لگی بلاک لاوا پر روسیون کی مدد بہت آگئی
اور انھون نے ترکون کو ہزیمت دی مگر انگریزون کی ہالندر رجمنٹ فوراً اُن کی مدد کو پہونچی
نہایت آہستگی اور ہنرمندی سے روس کی فوج کو شکست دی۔ دوسرے روز سوار
و پیادہ و توپ خانہ باہمدیگر مقابل ہوئے۔ اور کلہ بکلہ لڑائی ہونے لگی۔ ترکون نے اپنی
شجاعت اور مردانگی سے روسیون کے دانت کھٹے کردیے اتنے مین ایک اور تازہ دم
لشکر روسیون کا آگے بلاک لاوا اور سیاستپول کے درمیان مین حائل ہوگیا۔ لشکر
متفقہ دن کو جس قدر توپون سے قلعہ کی دیوار گرا دیتے تھے روسی رات کو اُسے پھر درست
کرلیتے تھے اس محاربۂ جنگ مین پانچوین نومبر ۱۸۵۴ عیسوی کو مقام انکرمان پر روس نے

انگریزی فوج پر سخت حملہ کیا۔اور ایسا یکایک پل پر سے اتر آئے کہ جبتک لڑائی نہین شروع ہوئی کسی کو خبر تک نہ ہوئی سخت لڑائی رہی۔انگریزی سپہ سالار نے روسی فوج کے قلب پر حملہ کیا۔ادھر لشکر فرانس نے دوسری طرف یورش کی۔بارہ گھنٹہ تک وہ مارکوٹ ہوئی کہ العظمۃ للہ آخر روسی بلاک لاوا کی طرف بھاگے ادھر فرانس کے توپخانہ سے گراب کے گولے چلنے لگے روسیون کے ساٹھ ہزار آدمیون سے نصف جیتے بھاگے ۲-مارچ ۱۸۵۵ء مین نکولس شاہ روس مرگیا۔اسکا بیٹا جانشین ہوا۔اُس نے پچاس ہزار فوج قلعہ اور محصورین کی مدد کو روانہ کی۔ادھر مخالف کو مدد پہونچ گئی ڈیڑھ لاکھ آدمیون نے سیباستیپول کو گھیر لیا۔نقب بھی قلعہ کے دروازہ تک پہونچ گئی اُسمین آگ دی گئی۔متفقہ لشکر نے دھاوا کیا۔اور قلعہ پر فتح کا نشان نصب کیا۔اس مین ترکون نے بڑی دلیری دکھائی۔الغرض بعد اس فتح کے پیرس مین وکلا اور سفیر شاہان یورپ اور ٹرکی کے جمع ہوئے۔اور صلح نامہ تیار ہوا لڑائی موقوف ہوئی۔قیدی اور ملک ایک دوسرے کے واپس کردیئے۔لندن مین ۵۶ء کو اس تقریب فتح مین بہت بڑا جشن ہوا یہی بڑا تاریخی واقعہ ہی جو ایام سلطنت عبدالمجید خان کو بہت دنون تک یاد دلاتا ہے۔اس بادشاہ کے عہد مین بڑا امر عظیم باقیات صالحات مین تعمیر مسجد نبوی ہے جو ۱۲۶۵ھ مین شروع اور ۱۲۷۷ھ مین تمام ہوئی ایک کرور دینار سے زیادہ خرچ ہوا پہلے اس مین چار دروازہ تھے اب ایک پانچوان دروازہ بنام باب مجیدی نیا بنوایا گیا اس سلطان کے عہد مین نصاریٰ اور اسلام مین بہت لڑائیان شام مین ہوئی جس مین مسلمانون کو ہی غلبہ رہا ۱۵-ذیحجہ ۱۲۷۷ھ مین سلطان نے اس دنیا سے رحلت فرمائی۔

فصل تیسوین سلطان عبدالعزیز خان بن محمود خان بن مرادخان

یہ سلطان ۹ جولائی ۱۸۳۰ء مین پیدا ہوا۔اور ۱۵-ذوالحجہ ۱۲۷۷ھ کو اپنے بھائی عبدالمجید خان کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا تخت پر بیٹھتے ہی اُس نے عربون کو قید سے

رہا کیا - اور اپنے جلوس کی اطلاع تمام سلاطین کو دی - اُس نے اپنے ملک میں بہت عمدہ عمدہ اصلاح جاری کی - اہلکارون کو جو نہایت کاہل و رخائن تھے موقوف کردیا اور لائق اور متدین لوگون کو منتخب کرکے انکی جگہ مامور کیا - بنادر کا اجارہ عیسائیون کو دیا جاتا تھا اس نے اپنے وقت مین موقوف کردیا - ملکی اور مالی کامون مین بھی بہت سی نئی اصلاحین کین - جنگی فوج اور جہازات مین بھی عمدہ ترتیب اور انتظام کیا شاہ ایران ناصر الدین - شاہ قاچار سے از سر نو دوستی اور اتحاد کو بڑھایا -

اپنے بھائی عبد المجید خان کے حرم کو جو سیکڑون تھین آزاد کردیا کہ جس سے چاہین عقد کرین سنہ ۱۲۸۰ھ مین قاہرہ مصر کا دورہ کیا - اور توفیق - پاشا کو جو محمد علی پاشا کا پوتا تھا خدیو مصر کا لقب عطا کیا سنہ ۱۲۸۴ھ کے اوائل مین سلطان نے یورپ کا سفر کیا بعد معاودت کے بوضع یورپ اصلاح کی - تار اور ریل جاری کی - مگران اصلاحات اور مصارف جنگ گذشتہ کا قرضہ بہت بڑھ گیا - اور خود سلطان کے ذاتی مصارف اس قدر بڑھ گئے کہ خزانہ کی حالت نہایت نازک ہوگئی - اس وجہ سے سارے علما اور امرا اور اراکین بگڑ گئے اور سلطان کے معزول کرنے کی سازشین باخود با ہونے لگین چنانچہ روز سہ شنبہ ۷ - جمادی الاول سنہ ۱۲۹۳ ہجری کی آدھی رات کو بعضے وزرا سلطان مراد کی خدمت مین حاضر ہوے اور اُن کو چھاؤنی مین لانے کی ترغیب دی - جب چھاؤنی مین داخل ہوے سبھون نے اُنکے ہاتھ پر بیعت کی - سلطان عبد العزیز کے محل مین جاکر کہا کہ آپ کو لوگون نے معزول کیا - اور مراد - آپکی جگہ تخت پر بیٹھا - لیکن ۱۱ جمادی الاول کو انھون نے خودکشی کی - انھون نے ۱۵ برس سلطنت کی -

سلطان مراد خامس

۷ - جمادی الاول سنہ ۱۲۹۳ھ کو تخت پر بیٹھے - انکے عہد مین - سرویہ اور مانٹی نگرو مین لوجہ فتنہ کے لڑائیان ہوتی رہین ۳۱ - اگست سنہ ۱۸۷۶ء کو سلطان بوجہ علالت دماغ فتوائے شیخ الاسلام

سلطان مراد خامس

وغیرہ کے مشورہ سے سلطنت سے علحدہ کردیے گئے اور سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ عبدالمجید خان کے دوسرے بیٹے تخت پر بیٹھے انکے عہد مین بوجہ انسداد غدر سرویہ اور بلغاریہ کے شاہ روس نے بسبب ہمدردی اپنے ہم مذہب کے ۱۲۹۴ھ مین فوج کشی کی سلطان کو مقابلہ کرنا پڑا عثمان پاشا غازی سپہ سالار روم نے ثابت کردیا کہ ابھی ترکون مین وہ بہادری جس سے تھوڑی فوج کے ساتھ کفار کے لشکر جرار کو شکست دے سکتے ہین موجود ہے پلونا کے مقام مین دو برس تک یہ لڑائی رہی آخرش تصفیہ ہوگیا تمام سلاطین یورپ ثالث ہوے لیکن انھون نے کچھ بددیانتی کی اور کئی صوبہ مثل مانٹی نگرو (جبل اسود) وسرویہ (سربیا) رومانیا کے آزاد کیے گئے اور انکا حاکم مستقل والی قرار پایا اور کسی کا ماتحت نہ ٹھہرایا گیا۔ صوبۂ بوسینہ ہرزگوینہ سلطنت اسٹریہ کے اور جزیرہ قبرس سلطنت انگریزی اور تونس سلطنت فرانس کے علاقہ کیا گیا۔

باب انیسوان

سال وفات	نام اکابر	مدفون
	خاندان اہل بیت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	محمد مصطفےٰ نبی آخر الزمان صلعم	مدینہ
۱۱ھ	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا	//
۱۳ھ	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	//
۲۳ھ	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	//
۳۵ھ	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	//
۴۰ھ	حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ	//

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۵۰ھ	حضرت امام حسن علیہ السّلام	مدینہ
سنہ ۶۱ھ	حضرت امام حسین علیہ السّلام	کربلا
سنہ ۹۵ھ	حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام	مدینہ
سنہ ۱۱۰ھ	حضرت امام محمد باقر بن زین العابدین علیہ السّلام	"
سنہ ۱۴۸ھ	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	"
سنہ ۱۸۳ھ	حضرت امام موسیٰ کاظم بن جعفر صادق علیہ السّلام	بغداد
سنہ ۲۰۳ھ	حضرت امام علی رضا بن موسیٰ کاظم علیہ السّلام	مشہد
سنہ ۲۲۵ھ	حضرت امام محمد تقی بن علی بن موسیٰ علیہ السّلام	بغداد
سنہ ۲۵۵ھ	حضرت امام علی نقی بن محمد تقی علیہ السّلام	سر من رائے
سنہ ۲۶۱ھ	حضرت امام حسن عسکری بن علی نقی علیہ السّلام	"
سنہ ۲۶۸ھ	حضرت امام محمد مہدی بن حسن عسکری علیہ السلام	"
	یہ بزرگ غائب ہو گئے اور بقول اثنا عشری یہ مہدی آخر الزمان ہیں لیکن سنت جماعت کہتے ہیں کہ مہدی آخر الزمان دوسرے ہیں۔	
سنہ ۹۰ھ	حضرت حسن مثنیٰ ابن حسن بن علی بن ابی طالبؓ	مدینہ
سنہ ۱۱۰ھ	حضرت عبداللہ کامل جنکو محض بھی کہتے ہیں بن حسنؓ	"
سنہ ۱۲۰ھ	حضرت موسیٰ الجون بن عبداللہ	"
سنہ ۱۳۰ھ	حضرت عبداللہ ثانی بن موسیٰ	"
سنہ ۱۴۰ھ	حضرت موسیٰ ثانی بن عبداللہ	"
سنہ ۱۴۵ھ	حضرت داؤد بن موسیٰ	"

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۳۰۰ھ	حضرت محمد اونی بن داؤد	جیلان
سنہ ۳۳۰ھ	حضرت یحییٰ زاہد بن محمد اونی	"
سنہ ۳۱۰ھ	حضرت عبداللہ ثالث بن یحییٰ	"
سنہ ۴۱۲ھ	حضرت ابی صالح بن عبداللہ	"
سنہ ھ	حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رح	بغداد
سنہ ۶۹ھ	حضرت سید سیف الدین عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادر جیلانی رح	"
سنہ ۹۳ھ	حضرت سعید ابن جبیر رح تابعی	واسط
سنہ ۳۳ھ	حضرت اویس قرنی رح تابعی	کوفہ
سنہ ۳۲ھ	حضرت عباس بن عبدالمطلب صحابی	مدینہ
سنہ ۱۷ھ	حضرت ابوعبیدہ بن الجراح صحابی	شام
سنہ ۵۱ھ	حضرت سعید ابن زید رضی اللہ عنہ	مدینہ
سنہ ۵۵ھ	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	"
سنہ ۳۲ھ	حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	"
سنہ ۲۵ھ	حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ	بصرہ
سنہ ۳۵ھ	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ	"
سنہ ۱۷ھ	حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ	مکہ
سنہ ۷۴ھ	حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ	مدینہ
سنہ ۶۶ھ	حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ	"
سنہ ۸۸ھ	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	"
سنہ ۳۹ھ	حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ	"

مدفن	نام اکابر	سال وفات
الحصہ	حضرت ابو عبید ثقفی۔	سنہ ۱۳ھ
شام	حضرت جعفر طیار ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ	سنہ ۸ھ
ایضاً	حضرت زید بن حارث متبنی رضی اللہ عنہ	ایضاً
"	حضرت عبداللہ رواحہ شاعر مداح رسول صلعم	"
دمشق	حضرت یزید بن ابی سفیان سالار رض	سنہ ۱۷ھ
ایضاً	حضرت شرحبیل بن حسنہ سالار رضی اللہ عنہ	"
"	حضرت ضرار بن الازور سالار رضی اللہ عنہ	"
"	حضرت یوتنا تابعی سالار رضی اللہ عنہ	"
"	حضرت واسن ابو الحول تابعی سالار رضی اللہ عنہ	"
"	حضرت رفیع ابن عمیرہ صحابہ سالار رضی اللہ عنہ	"
دربند	حضرت عبدالرحمن ابن ربیعہ سالار رضی اللہ عنہ	سنہ ۲۲ھ
اہواز	حضرت نعمان ابن بکری صحابی سالار رضی اللہ عنہ	سنہ ۲۱ھ
مدینہ	حضرت زید بن ثابت کاتب رسول صلعم	سنہ ۲۵ھ
"	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	سنہ ۳۳ھ
"	حضرت بلال رضی اللہ عنہ	سنہ ۱۹ھ
اہواز	حضرت براء رضی اللہ عنہ	سنہ ۲۲ھ
"	حضرت نسیم ابن مکرم رضی اللہ عنہ	"
"	حضرت وائل رضی اللہ عنہ	سنہ ۳۰ھ
"	حضرت ثابت بن زید رضی اللہ عنہ	"
"	حضرت عبداللہ بن سعد والی مصر رضی اللہ عنہ	سنہ ۳۰ھ

سالِ وفات	نام اکابر	مدفن
۳۷ھ	حضرت عمار یاسر سالار رضی اللہ عنہ	صفین
۴۲ھ	حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ	
۴۳ھ	حضرت عمرو بن العاص والی کوفہ فاتح مصر	مصر
۴۶ھ	حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ	قسطنطنیہ
۵۵ھ	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	مدینہ
۱۶ھ	حضرت سودہؓ زوجۂ رسول صلعم	"
۱۹ھ	حضرت ام حبیبہ زوجہ رضی "	"
۲۲ھ	حضرت حفصہ زوجہ رضی "	"
۲۳ھ	حضرت صفیہ زوجہ رضی "	"
۵۵ھ	حضرت میمونہ زوجہ رضی "	"
۵۶ھ	حضرت ام سلمہ زوجہ رضی "	"
۶۰ھ	حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم	کوفہ
ایضاً	حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان	دمشق
۶۴ھ	حضرت عقبہ نافعۃ الفہری رضی اللہ عنہ	تونس
۹۳ھ	حضرت انس بن مالک صحابی رضی اللہ عنہ	بصرہ
۳۸ھ	حضرت محمد بن ابی بکر تابعی	مصر
۷۷ھ	حضرت محمد حنفیہ بن علی کرم اللہ وجہہ تابعی	جزیرہ
۳۶ھ	حضرت علقمہ تابعی رضی اللہ عنہ	•
۹۵ھ	حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ تابعی	مدینہ
۱۵ھ	حضرت مثنیٰ بن ثابت رضی اللہ عنہ	عراق

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۱۱۰ھ	حضرت حسن بصری تابعی رضی اللہ عنہ۔	بصرہ
سنہ ۱۱۱ھ	حضرت عطا خیر التابعین رضی اللہ عنہ	کوفہ
سنہ ۱۲۰ھ	حضرت نافع ایضاً رضی اللہ عنہ	مدینہ
سنہ ۱۰۵ھ	حضرت سالم تابعی بن عبد اللہ بن خلیفہ عمر رضی اللہ عنہم	ایضاً
سنہ ۱۳۰ھ	حضرت خواجہ حبیب عجمی تابعی رضی اللہ عنہ	بصرہ
سنہ ۱۰۹ھ	حضرت حماد کوفی تابعی اُستاد امام اعظم رضی اللہ عنہ	کوفہ
سنہ ۱۰۷ھ	حضرت قاسم تابعی بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ۔	مدینہ
سنہ ۷۲ھ	حضرت مصعب تابعی ابن زبیر رضی اللہ عنہ زوجۂ سکینہ	کوفہ
سنہ ۷۳ھ	حضرت عروہ تابعی ابن زبیر رضی اللہ عنہ	مکہ
سنہ ۱۵۰ھ	حضرت امام اعظم نعمان کوفی رضی اللہ عنہ	بغداد
سنہ ۱۶۰ھ	حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ	کوفہ
سنہ ۱۶۴ھ	حضرت داؤد طائی رح	
سنہ ۱۷۴ھ	حضرت شقیق بلخی رح	بلخ
سنہ ۱۷۹ھ	حضرت امام مالک قاضی القضاۃ رح۔	مدینہ
سنہ ۱۹۲ھ	حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
سنہ ۱۸۹ھ	حضرت امام محمد بن حسن شیبانی قاضی القضاۃ رح	رے
سنہ ۱۸۷ھ	حضرت فضیل عیاض عارف حق رح	بغداد
سنہ ۲۰۰ھ	حضرت شیخ معروف کرخی عارف حق رح	کرخ
سنہ ۲۰۴ھ	حضرت امام شافعی رح۔	مصر
سنہ ۲۲۰ھ	حضرت بشر حافی عارف رح	بغداد

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۲۳۴ھ	حضرت خواجہ بایزید بسطامی عارف رحمۃ اللہ	بسطام
سنہ ۲۳۵ھ	حضرت حاتم اصم عارف رحمۃ اللہ علیہ	
سنہ ۲۴۰ھ	حضرت احمد خضرویہ مرید حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ	
سنہ ۲۴۱ھ	حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
سنہ ۲۴۵ھ	حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ	مصر
سنہ ۲۵۰ھ	حضرت اسمٰعیل بخاری صاحب صحاح رحمۃ اللہ علیہ	بخارا
سنہ ۲۵۳ھ	حضرت سری سقطی محدث رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
سنہ ۲۵۷ھ	حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ	
سنہ ۲۶۱ھ	حضرت ابوعبداللہ مسلم صاحب صحاح	بخارا
سنہ ۲۶۷ھ	حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ	شام
سنہ ۲۹۹ھ	حضرت ابوعبداللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ	
سنہ ۳۰۳ھ	حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
سنہ ۳۰۵ھ	شیخ منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ	
سنہ ۳۳۰ھ	شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
سنہ ۳۲۲ھ	امام احمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ	مصر
سنہ ۴۰۶ھ	حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ	
سنہ ۴۱۶ھ	ابوالقاسم فردوسی شاعر	طوس
سنہ ۴۲۴ھ	حضرت سالار مسعود غازی۔	بہرائچ ہند
ایضاً	حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ	خرقان
سنہ ۴۲۸ھ	حکیم بوعلی سینا	بخارا

حضرت سید علی ہجویری — لاہور

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۴۸۱ھ	حضرت شیخ ابو اسمٰعیل خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ	ہرات
سنہ ۴۸۵ھ	حضرت خواجہ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ	گرگان
سنہ ۴۹۰ھ	حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ	فارمد
سنہ ۵۰۵ھ	حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ	غزال
سنہ ۵۱۷ھ	حضرت امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ	”
”	حضرت خواجہ سید مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ	چشت
سنہ ۵۳۵ھ	حضرت حکیم سنائی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ	غزنی
سنہ ۵۳۳ھ	جاراللہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف	•
سنہ ۵۳۶ھ	حضرت شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ علیہ	جام
”	حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	ہمدان
سنہ ۵۳۰ھ	رشیدی سمرقندی عارف رحمۃ اللہ علیہ	جرجان
سنہ ۵۸۶ھ	حضرت شہاب الدین قتیل اللہ رح	
سنہ ۵۹۶ھ	سلطان الشعرا خاقانی شروانی رح	شروان
سنہ ۵۹۷ھ	اوحدالدین انوری شاعر	خراسان
”	حضرت شیخ نظام الدین گنجوی رح	گنجہ
”	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح	غجدوان
سنہ ۵۹۵ھ	حضرت خواجہ عارف لوگری رح	•
سنہ ۵۹۸ھ	شیخ ابو الفرج ابن جوزی محدث	•
”	ظہیر الدین فاریابی شاعر فارسی	فاریاب
سنہ ۶۰۶ھ	امام فخر الدین محمد رازی	طوس

مدفن	نام اکابر	سال وفات
•	حضرت خواجہ محمود فغنوی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۰۷ھ
رامیتن	حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۱۵ھ
خوارزم	حضرت شیخ مجدالدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۱۶ھ
"	حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۱۸ھ
نیشاپور	حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۲۷ھ
قونیہ	حضرت مولانا بہاءالدین رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۳۱ھ
بغداد	حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رح	سنہ ۶۳۲ھ
اجمیر	حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۳۳ھ
دہلی	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۳۴ھ
دمشق	حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۳۷ھ
•	حضرت علی لالہ رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۴۳ھ
قونیہ ارض روم	حضرت شمس الدین تبریزی رح	سنہ ۶۴۴ھ
•	حضرت سید برہان الدین محقق رح	سنہ ۶۴۵ھ
اطراف بخارا	حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رح	"
•	حضرت شیخ المشائخ سعدالدین حمویہ رح	سنہ ۶۵۰ھ
ملتان	حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی رح	سنہ ۶۶۷ھ
پٹن	حضرت فریدالدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۶۹ھ
قونیہ	حضرت مولانا جلال الدین رومی رح	سنہ ۶۷۲ھ
طوس	خواجہ نصیرالدین طوسی رح	سنہ ۶۷۲ھ
دمشق	شیخ فخرالدین عراقی رح	سنہ ۶۸۸ھ

مدفن	نام اکابر	سال وفات
•	ناصر الدین قاضی بیضاوی رح	سنہ ٦٩١ھ
شیراز	حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ	"
ناگور	حضرت قاضی حمید الدین ناگوری۔	سنہ ٦٩٥ھ
•	مولانا قطب الدین علامہ صاحب قطبی	سنہ ٧١٠ھ
تبریز	خواجہ ہمام الدین تبریزی شاعر۔	سنہ ٧١٣ھ
پانی پت	حضرت شیخ ابو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ٧٢٤ھ
دہلی	حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ٧٢٥ھ
"	حضرت امیر خسرو دہلوی شاعر رح	"
بخارا	حضرت خواجہ سید امیر کلال رح	سنہ ٧٥٠ھ
اردبیل	حضرت شیخ صفی الدین اردبیلی رح	سنہ ٧٣٥ھ
سمنان	حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی رح	سنہ ٧٣٦ھ
دہلی	حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رح	سنہ ٧٥٢ھ
مکہ	امام یافعی قطب مکہ رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ٧٥٦ھ
دہلی	حضرت اخی سراج رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ٧٥٨ھ
ہمدان	میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ٧٦٦ھ
•	شیخ جلال مشہور مخدوم جہانیان	سنہ ٧٨٥ھ
الہ آباد	شیخ شعبان الحق بیابانی رحمۃ اللہ علیہ	"
بہار	حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحیٰی منیری بہاری	سنہ ٧٧٢ھ
بخارا	حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رح	سنہ ٧٩١ھ
شیراز	حضرت شمس الدین محمد خواجہ حافظ	"

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۷۹۳ھ	ملا سعد الدین تفتازانی رح	۔
"	حضرت علاء الدین عطار رح	بخارا
سنہ ۸۰۳ھ	شیخ کمال خجندی	۔
"	حضرت خواجہ محمد پارسا رح	مکہ
سنہ ۸۱۶ھ	ملا سید محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ	سمرقند
سنہ ۸۰۰ھ	حضرت علاء الحق پنڈوی	پنڈوہ بنگال
سنہ ۸۰۸ھ	حضرت نور قطب عالم	۔
"	حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی	سمنان
سنہ ۸۲۵ھ	حضرت سید محمد گیسو دراز	گلبرگہ
سنہ ۸۱۹ھ	مخدوم شاہ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ	۔
سنہ ۸۳۴ھ	شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ	۔
سنہ ۸۳۵ھ	حضرت سید قاسم انوار رحمۃ اللہ علیہ	۔
سنہ ۸۳۸ھ	حضرت بدیع الدین شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ	مکنپور
سنہ ۸۴۰ھ	حضرت مولانا یعقوب چرخی رح	چرخ
سنہ ۸۹۵ھ	حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رح	سمرقند
سنہ ۸۹۹ھ	حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رح	جام
سنہ ۸۶۱ھ	علامہ کمال الدین ابن ہمام محقق	۔
سنہ ۹۱۰ھ	ملا حسین واعظ رحمۃ اللہ علیہ	۔
"	امیر کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ۔	۔
سنہ ۹۲۶ھ	خواجہ آصفی بن نعمت شاعر	۔

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۹۱۲ھ	مولانا عبدالغفور لاری	لار
سنہ ۹۲۵ھ	میر غیاث الدین شاعر	
سنہ ۹۳۶ھ	مولانا ہلالی استرآبادی	استرآباد
سنہ ۹۳۵ھ	حضرت خواجہ عبدالحق معروف بہ محی الدین احراری رح	سمرقند
سنہ ۹۵۴ھ	شیخ محمد رفیع الدین محدث اکبرآبادی رح	آگرہ
سنہ ۹۵۷ھ	مولانا ابوالخیر خوارزمی محقق رح	خوارزم
سنہ ۹۶۲ھ	مرزا اشرف وزیر شاہ طہماسپ صفوی رح	
سنہ ۹۶۸ھ	بیرم خان خانخانان - وزیر اکبر بادشاہ	گجرات
سنہ ۹۵۰ھ	حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	گنگوہ
سنہ ۹۷۰ھ	حضرت سید محمد غوث گوالیاری رح	گوالیار
سنہ ۹۷۵ھ	حضرت شیخ علی متقی گجراتی رح	گجرات
سنہ ۹۷۹ھ	حضرت سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ	فتحپور سیکری
سنہ ۹۸۱ھ	مولانا غزالی مشہدی ملک الشعرا	مشہد
سنہ ۹۸۷ھ	مولانا قاسم کاہی شاعر رح	جام
سنہ ۹۹۸ھ	حضرت شیخ جلال تھانیسری رح	تھانیسر
"	حضرت شیخ وجیہ الدین علوی رح	گجرات
سنہ ۹۹۹ھ	مولانا عرفی شاعر	آگرہ
"	حضرت خواجہ محمد یحییٰ احراری اکبرآبادی	"
"	حضرت شیخ عبدالقادر بدایونی رح	بدایون
سنہ ۱۰۰۴ھ	ملک الشعرا ابوالفیض فیضی	آگرہ

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۱۰۱۱ سنہ ہجری	علامہ عصر شیخ ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ	آگرہ
۱۰۱۲ سنہ ھ	حضرت خواجہ باقی باللہ خلیفہ حضرت کنگو خلیفہ خواجہ عبداللہ احرار	دہلی
”	حضرت عبدالواحد فاروقی سوسنتی مرید شیخ رکن الدین ابن حضرت عبدالقدوس گنگوہی رح	سرہند
”	حضرت مخدوم احمد چشتی نوآبادی بہاری	نوآباد
”	حضرت مخدوم اخوند شیخ چشتی نوآبادی	”
۱۰۳۰ سنہ ھ	شیخ بہاء الدین آملی شاعر	
۱۰۳۵ سنہ ھ	حضرت ملا شیخ احمد سرہندی رح	سرہند
۱۰۳۶ سنہ ھ	عبدالرحیم خان خانخانان بن بیرم خان	
”	ملک الشعراء طالب آملی	
۱۰۳۶ سنہ ھ	حضرت شاہ تیم اللہ نوآبادی رح	نوآباد
۱۰۳۳ سنہ ھ	حضرت خواجہ امیر عبداللہ قطب وقت رح	آگرہ
۱۰۴۳ سنہ ھ	شیخ بدیع الدین خلیفہ ملا احمد سرہندی رح	سہارنپور
”	حضرت شیخ پیر میرٹھی رح	میرٹھ
۱۰۴۵ سنہ ھ	حضرت شیخ میر لاہوری قادری رح	لاہور
۱۰۴۷ سنہ ھ	حضرت سید عبدالقادر بخاری اکبرآبادی	اکبرآباد
۱۰۵۲ سنہ ھ	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح	دہلی
۱۰۵۵ سنہ ھ	ملک الشعراء محمد جان قدسی	آگرہ
”	حضرت شیخ کبیر بالا پیر رح	
”	حضرت دیوان تاج الدین رح	نوآباد

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۱۰۵۰ ہجری	حضرت شیخ ناصر اکبرآبادی صاحب تصرف رح	آگرہ
سنہ ۱۰۵۰ ھ	حضرت ولی محمد نارنولی۔	نارنول
〃	حضرت میر نعمان اکبرآبادی	آگرہ
سنہ ۱۰۶۱ ھ	حضرت سیدنا امیر ابوالعلا حسینی الاحراری رح	〃
〃	ملک الشعرا ابی طالب کلیم	〃
سنہ ۱۰۷۰ ھ	حضرت ملا شاہ بدخشی قادری	لاہور
سنہ ۱۰۷۹ ھ	غنی کشمیری شاعر نازک خیال	کشمیر
سنہ ۱۰۸۰ ھ	حضرت سید نعمت اللہ نارنولی	نارنول
〃	ملک الشعرا مرزا صائب	
〃	شیخ محمد محسن فانی شاعر	
سنہ ۱۱۱۴ ہجری	حضرت شیخ محمد افضل خلیفہ سید محمد کالپی خلیفہ امیر ابوالعلا رح	الہ آباد
سنہ ۱۱۰۶ ھ	میر محمد زمان راسخ۔	سرہند
سنہ ۱۰۸۶ ھ	حضرت شاہ عنایت اللہ نوآبادی چشتی رح	نوآبادہ
سنہ ۱۰۸۱ ھ	حضرت امیر فیض العلا ابن امیر ابوالعلا رض	آگرہ
سنہ ۱۰۹۰ ھ	حضرت امیر نور العلا ابن امیر ابوالعلا رض	〃
〃	حضرت سید دوست محمد خلیفہ امیر ابوالعلا رض	برہانپور
سنہ ۱۱۰۲ ھ	حضرت امیر تاج العلا ابن امیر فیض العلا ابن امیر ابوالعلا رض	آگرہ
سنہ ۱۱۰۹ ھ	حضرت شاہ منور اللہ نوآبادی چشتی	نوآبادہ
〃	خواجہ ناصر علی سرہندی شاعر	سرہند
سنہ ۱۱۱۹ ھ	قاضی محب اللہ بہاری صاحب سلم و مسلم الثبوت رح	

مدفن	نام اکابر	سال وفات
فرخ آباد	حضرت امیر نوراللہ ابن امیر نورالعلا ابن امیر ابوالعلا رح	سنہ ۱۲۲۵ھ
جونپور	ملا شیخ احمد معروف بہ ملا جیون صاحب تفسیر احمدی و نورالانوار	سنہ ۱۱۳۰ھ
دہلی	حضرت شاہ محمد فرہاد خلیفہ سید دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۱۳۵ھ
״	حضرت میر اسداللہ خلیفہ شاہ محمد فرہاد رح	״
گوپامئو	حضرت مولانا برہان الدین خدانما خلیفہ شاہ محمد فرہاد رح	سنہ ۱۱۶۱ھ
نوآبادہ	حضرت مولانا شاہ امین اللہ نوآبادی چشتی	״
الہ آباد	حضرت شیخ خوب اللہ الہ آبادی رح	سنہ ۱۱۴۴ھ
دہلی	سراج الدین علی خان آرزو	سنہ ۱۱۶۹ھ
״	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلی رح	سنہ ۱۱۷۶ھ
بلگرام	حضرت سید محمد یوسف واسطی بلگرامی رح	سنہ ۱۱۷۲
داناپور	حضرت سید شاہ محمد یٰسین چشتی داناپوری	״
״	حضرت سید شاہ ولی اللہ داناپوری	سنہ ۱۱۸۵ھ
بنارس	شیخ علی حزین شاعر	سنہ ۱۱۸۰ھ
دہلی	حضرت مرزا مظہر جان جاناں رح	سنہ ۱۱۹۵ھ
״	حضرت خواجہ میر درد نقشبندی	سنہ ۱۱۹۴ھ
عظیم آباد پٹنہ	حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی	״
دہلی	حضرت مولانا فخرالدین چشتی دہلوی رح	سنہ ۱۱۹۹ھ
بلگرام	میر غلام علی آزاد بلگرامی	سنہ ۱۲۰۰ھ
عظیم آباد پٹنہ	حضرت رکن الدین تخلص عشق دہلوی عظیم آبادی	سنہ ۱۲۰۳ھ
״	حضرت مخدوم شاہ حسن علی عظیم آبادی۔	سنہ ۱۲۲۴ھ

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۱۲۲۵ھ	قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ	پانی پت
سنہ ۱۲۳۵ھ	مولانا بحر العلوم عبد العلی رحمۃ اللہ علیہ	ارکاٹ
〃	حضرت مولانا شاہ سید طیب اللہ بہاری رح	موڑہ
سنہ ۱۲۳۶ھ	حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ حسن دوست قدس سرہٗ	چھپرہ
سنہ ۱۲۲۹ھ	مولوی سلام اللہ محدث دہلوی رح	دہلی
سنہ ۱۲۳۳ھ	علامہ احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ	مصر
سنہ ۱۲۳۹ھ	حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح	دہلی
سنہ ۱۲۵۰ھ	حضرت سید شاہ شمس الدین حسین داناپوری	داناپور
سنہ ۱۲۵۴ھ	حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری	〃
سنہ ۱۲۵۶ھ	حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی	عظیم آباد پٹنہ
سنہ ۱۲۵۶ھ	حضرت خواجہ سید ابو البرکات عظیم آبادی	〃
سنہ ۱۲۶۷ھ	حضرت شاہ یحیٰی علی نو آبادی رح	صفی پور
سنہ ۱۲۶۴ھ	مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رح	مکہ
سنہ ۱۲۷۲ھ	مولانا سید شاہ وحید الدین احمد داناپوری	داناپور
〃	حضرت شاہ تراب الحق بہاری داناپوری	〃
سنہ ۱۲۷۸ھ	مولانا فضل حق خیر آبادی رح	خیر آباد
سنہ ۱۲۸۱ھ	حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم داناپوری	منیر
سنہ ۱۲۷۳ھ	حضرت سید شاہ فخر الدین معروف بہ شاہ مبارک حسین قدس سرہٗ	داناپور
سنہ ۱۲۸۳ھ	حضرت شاہ محمد واجد داناپوری	〃
سنہ ۱۲۸۵ھ	مولانا مفتی صدر الدین خان دہلوی رح	دہلی

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۱۲۸۵ھ	مولانا حافظ عبد الحلیم انصاری لکھنوی	لکھنؤ
سنہ ۱۲۸۹ھ	مولانا نواب قطب الدین محدث دہلوی	دہلی
سنہ ۱۲۹۳ھ	مولانا مفتی سعد اللہ مرادآبادی	مرادآباد
سنہ ۱۲۹۶ھ	مولانا شاہ عبد الغنی محدث دہلوی رح	مکہ
سنہ ۱۲۹۷ھ	مولانا احمد علی سہارنپوری محدث رح	سہارنپور
"	مولانا محمد قاسم محدث نانوتوی	نانوتہ
"	مولانا جمیل احمد بلگرامی	چھپرہ
سنہ ۱۲۹۸ھ	حضرت سید شاہ محمد سجاد تخلص ساجد داناپوری	داناپور
سنہ ۱۲۹۹ھ	حضرت سید شاہ علی حسین داناپوری	"
"	حکیم سید محمد کاظم داناپوری رح	"
سنہ ۱۳۰۱ھ	حضرت شاہ ولایت علی اسلام پوری رح	اسلامپور
سنہ ۱۳۰۲ھ	مولوی شاہ محمد وزیر تخلص عطا داناپوری	داناپور
سنہ ۱۳۰۴ھ	حضرت مولانا محمد سعید عظیم آبادی	عظیم آباد پٹنہ
"	حضرت مولانا عبد الحی ابو الحسنات محدث لکھنوی	لکھنؤ
سنہ ۱۳۰۶ھ	مولانا محمد حسن عظیم آبادی	عظیم آباد پٹنہ

نقشہ جدول خلفائے اسلامیہ عربیہ

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۱۱ھ	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	مدینہ طیبہ
سنہ ۱۳ھ	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	"

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۲۳ھ	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	مدینہ طیبہ
سنہ ۳۵ھ	حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ	" وکوفہ
سنہ ۴۰ھ	حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ	کوفہ

خلفائے بنی اُمیہ شامیہ

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۴۰ھ	معاویہ بن ابی سفیان	دمشق
سنہ ۶۱ھ	یزید بن معاویہ بن ابی سفیان	"
سنہ ۶۴ھ	معاویہ ثانی بن یزید	"
"	عبداللہ بن زبیر رض	مکہ
	مروان	دمشق
سنہ ۶۳ھ	عبدالملک بن مروان سنہ [illegible]ھ سے شام میں حکمران تھا۔	دمشق
سنہ ۸۶ھ	ولید بن عبدالملک	"
سنہ ۹۶ھ	سلیمان بن عبدالملک	"
سنہ ۹۹ھ	عمر بن عبدالعزیز بن مروان	"
سنہ ۱۰۲ھ	یزید بن عبدالملک	"
سنہ ۱۰۵ھ	ہشام بن عبدالملک	"
سنہ ۱۲۹ھ	ولید بن یزید بن عبدالملک	"
سنہ ۱۲۶ھ	یزید بن ولید	دمشق
سنہ ۱۲۷ھ	ابراہیم بن الولید	"
"	مروان بن محمد بن مروان	"

خلفائے عباسیہ بغدادیہ

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۱۳۲ھ	ابوالعباس محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔	انبار بغداد
سنہ ۱۳۶ھ	ابوجعفر منصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس	بغداد
سنہ ۱۵۸ھ	مہدی بن ابوجعفر	"
سنہ ۱۶۹ھ	الہادی بن المہدی	"
سنہ ۱۷۰ھ	ہارون الرشید بن مہدی	"
سنہ ۱۹۳ھ	امین بن ہارون	"
سنہ ۱۹۸ھ	مامون بن ہارون	"

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت	سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۲۱۸ھ	المعتصم باللہ بن ہارون	بغداد	سنہ ۴۶۸ھ	المقتدی باللہ	بغداد
سنہ ۲۲۷ھ	الواثق باللہ معتصم	"	سنہ ۴۸۷ھ	المستظہر باللہ	"
سنہ ۲۳۲ھ	المتوکل علی اللہ بن معتصم	"	سنہ ۵۱۲ھ	المسترشد باللہ	"
سنہ ۲۴۷ھ	المستنصر باللہ	"	سنہ ۵۳۰ھ	الراشد باللہ	"
سنہ ۲۴۸ھ	المستعین باللہ	"	سنہ ۵۳۱ھ	المقتفی لامر اللہ	"
سنہ ۲۵۲ھ	المعتز باللہ	"	سنہ ۵۵۵ھ	المستنجد باللہ	"
سنہ ۲۵۵ھ	المہتدی باللہ	"	سنہ ۵۶۶ھ	المستضی بنور اللہ	"
سنہ ۲۵۶ھ	المعتمد باللہ	"	سنہ ۵۷۵ھ	الناصر لدین اللہ	"
سنہ ۲۷۹ھ	المعتضد باللہ	"	سنہ ۶۲۲ھ	الظاہر باللہ	"
سنہ ۲۸۹ھ	المکتفی باللہ	"	سنہ ۶۲۳ھ	المستنصر باللہ	"
سنہ ۲۹۵ھ	المقتدر باللہ	"	سنہ ۶۴۰ھ تا ۶۵۶ھ	المستعصم باللہ	"
سنہ ۳۲۰ھ	القاہر باللہ	"	خلفائے عباسیہ مصریہ		
سنہ ۳۲۲ھ	الراضی باللہ	"	سنہ ۶۶۰ھ	مستنصر باللہ	قاہرہ
سنہ ۳۲۹ھ	المتقی باللہ	"	سنہ ۶۶۱ھ	الحاکم بامر اللہ	"
سنہ ۳۳۳ھ	المستکفی باللہ	"	سنہ ۷۰۱ھ	المستکفی باللہ	"
سنہ ۳۳۴ھ	المطیع للہ	"	سنہ ۷۴۰ھ	واثق باللہ	"
سنہ ۳۶۳ھ	الطائع للہ	"	سنہ ۷۴۲ھ	الحاکم بامر اللہ	"
سنہ ۳۸۱ھ	القادر باللہ	"	سنہ ۷۵۳ھ	المعتضد باللہ	"
سنہ ۴۲۲ھ	القائم بامر اللہ	"	سنہ ۷۶۳ھ	المتوکل علی اللہ	"

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۸۰۸ھ	المستعین باللہ	قاہرہ
سنہ ۸۱۵ھ	المعتضد باللہ	"
سنہ ۸۲۵ھ	سلیمان بن متوکل	"
سنہ ۸۵۴ھ	القائم بامر اللہ	"
سنہ ۸۶۵ھ	المستنجد باللہ	"
سنہ ۸۶۲ھ تا سنہ ۹۰۱ھ	المتوکل بن یعقوب	"
خلفائے قرطبیہ بنی امیہ مروانیہ		
سنہ ۱۳۹ھ	عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان۔	قرطبہ
سنہ ۱۷۱ھ	ہشام بن عبدالرحمٰن	"
سنہ ۱۸۰ھ	الحکم بن ہشام	"
سنہ ۲۰۶ھ	عبدالرحمٰن ثانی	"
سنہ ۲۳۸ھ	محمد بن عبدالرحمٰن	"
سنہ ۲۷۳ھ	المنتظر	"
سنہ ۲۷۶ھ	عبداللہ	"
سنہ ۳۰۰ھ	عبدالرحمٰن سوم بلقب خلیفہ	"
سنہ ۳۰۵ھ	خلیفہ الحکم	"
سنہ ۳۶۶ھ	ہشام	"

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
سنہ ۳۹۹ھ	محمد المہدی	قرطبہ
سنہ ۴۰۰ھ	سلیمان	"
سنہ ۴۰۱ھ	محمد مہدی جدید	"
سنہ ۴۰۳ھ	ہشام جدید	"
سنہ ۴۰۶ھ	حمود	"
سنہ ۴۰۸ھ	قاسم	"
سنہ ۴۰۹ھ	یحییٰ	"
سنہ ۴۱۴ھ سنہ ۴۱۹ھ	ہشام	"
فاطمین مصر وافریقہ کہ بلقب خلفا تھے		
سنہ ۲۹۸ھ	عبیداللہ	قیروان
سنہ ۳۲۵ھ	القائم ابوالقاسم	"
سنہ ۳۳۴ھ	المنصور	"
سنہ ۳۴۳ھ	المعز لدین اللہ اس نے سنہ ۳۵۷ھ میں مصر فتح کیا۔	مصر
سنہ ۳۶۵ھ	العزیز باللہ ابوالنصر	"
سنہ ۳۸۶ھ	الحاکم بامر اللہ	"
سنہ ۴۱۲ھ	الظاہر لاعزاز دین اللہ	"
سنہ ۴۲۷ھ	المستنصر باللہ	"
سنہ ۴۸۷ھ	المستعلی باللہ	"

سال تملک بعد ہجرت	نام خلفا یا سلاطین	محل خلافت
سنہ ۴۹۵ھ	الآمر باحکام اللہ	مصر
سنہ ۵۲۵ھ	الحافظ لدین اللہ	"
سنہ ۵۳۰ھ	الظافر باعداء اللہ	"
سنہ ۵۵۰ھ	الفائز بنصر اللہ	"
سنہ ۵۵۵ھ	العاضد لدین اللہ سنہ ۵۶۷ھ تک رہا اسوقت ابن ایوب صلاح الدین غالب آیا اور خلافت عباسیہ پھر مصر میں قائم ہوئی۔	"
	سلاطین عثمانیہ رومیہ ترکیہ	
سنہ ۷۲۶ھ	عثمان خان غازی سنہ ۶۹۹ھ سے بادشاہ ہوا بعد علاء الدین کیقباد سلجوقی کے قونیہ جا سے حکومت سے	قونیہ
سنہ ۷۶۱ھ	اورخان	بروسیا
سنہ ۷۹۱ھ	سلطان مرادخان	"
سنہ ۸۰۵ھ	سلطان بایزید یلدرم	"
سنہ ۸۲۴ھ	سلطان محمدؒ	ادرنہ
سنہ ۸۵۵ھ	سلطان مراد ثانی	ادرنہ

سال تملک بعد ہجرت	نام خلفا یا سلاطین	محل خلافت
سنہ ۸۸۶ھ	سلطان محمد ثانی	قسطنطنیہ
سنہ ۹۱۸ھ	سلطان بایزید ثانی	"
سنہ ۹۲۶ھ	سلطان سلیم	"
سنہ ۹۷۴ھ	سلطان سلیمان	"
سنہ ۹۸۲ھ	سلطان سلیم ثانی	"
سنہ ۱۰۰۳ھ	سلطان مراد ثالث	"
سنہ ۱۰۱۲ھ	سلطان محمد خان ثالث	"
سنہ ۱۰۲۶ھ	سلطان احمد خان	"
سنہ ۱۰۳۰ھ	سلطان مصطفےٰ خان	"
سنہ ۱۰۳۱ھ	عثمان خان خلع کیا گیا	"
	مراد خان بدرابع	"
سنہ ۱۰۵۸ھ	سلطان ابراہیم	"
سنہ ۱۰۹۹ھ	سلطان محمد رابع	"
سنہ ۱۱۰۲ھ	سلیمان خان ثانی	"
سنہ ۱۱۱۵ھ	سلطان مصطفےٰ خان ثانی خلع کیا	"
سنہ ۱۱۴۳ھ	احمد خان ثالث	"
سنہ ۱۱۶۷ھ	سلطان محمود خان	"
سنہ ۱۱۷۱ھ	عثمان خان ثالث	"
سنہ ۱۱۸۷ھ	مصطفےٰ خان ثالث	۱۲۰۰"

سال تملک بعد ہجرت	نام خلفا یا سلاطین	محل خلافت	سال تملک بعد ہجرت	نام خلفا یا سلاطین	محل حکومت
سنہ ۱۲۰۳ھ	سلطان عبدالحمید خان	قسطنطنیہ	دولت طباطبا علویہ حسینیہ		
سنہ ۱۲۵۵ھ	سلیم خان خلع کیا	〃	سنہ ۲۰۰ھ	محمد بن ابراہیم طباطبا سنہ ۱۹۹ھ سے	بصرہ
سنہ ۱۲۵۵ھ	مصطفےٰ خان	〃			
سنہ [redacted]ھ	سلطان محمود خان ثانی	〃	سنہ ۳۲۰ھ	مرتضیٰ محمد بن ابراہیم	〃
سنہ ۱۲۷۷ھ	سلطان عبدالحمید خان	〃	سنہ ۳۲۳ھ	ناصر احمد بن ابراہیم	〃
سنہ ۱۲۹۳ھ	سلطان عبدالعزیز خان	〃	سنہ ۳۲۹ھ	منتخب حسین بن ناصر	〃
	سلطان مراد رابع خلع کیا	〃	سنہ ۳۴۴ھ	ہادی محمد بن ناصر	〃
	سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہٗ۔	〃	سنہ ۳۵۰ھ	ہادی محمود بن ناصر	〃
			سنہ ۳۵۵ھ	رشید عباس بن ناصر	〃

نقشۂ جدول سلاطین اسلامیہ مصر

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت	سال جلوس	سلاطین	محل حکومت
دولت بنی طولون مصر			انکی سلطنت ۲۳ سال چند ماہ رہی		
				دولت اخشیدیہ مصریہ	
سنہ ۲۲ھ	احمد بن طولون	مصر	سنہ ۳۲۳ھ	اخشید محمد بن طغج ترکی فرغانی۔	مصر
سنہ ۳۲ھ	ابو الجیش خماردیہ	〃			
سنہ ۲۳۳ھ	ابو العساکر	〃			
سنہ ۲۹۲ھ	ابو موسیٰ ہارون	[redacted]	۱۴ سال	ابو القاسم ولد اخشید	〃
۱۰ یوم	ابو الغازی شیبانی	〃	۵ سال الم	ابو الحسن علی	〃

[illegible] [redacted] [illegible]

سال جلوس	سلاطین	محل خلافت
سنہ ۳۵۷ھ	کافور اخشیدی	مصر
یک سال	ابو الفوارس احمد بن علی	״
پھر جوہر قائد نے مہدی کی جانب سے آکر یہ سلطنت چھین لی اور نقص پھیل گیا عبید اللہ مہدی سے یہ حکومت شروع ہوئی جو بنی فاطمین کہلاتے تھے ان میں گیارہ نفر حاکم ہوئے دو سو اکہتر برس حکومت کی سنہ ۵۶۷ھ میں منقرض ہوگئی اور دولت ایوبیہ آئی۔ اُنھوں نے خطبہ عباسیہ پڑھا۔		
سال جلوس دولت ایوبیہ مصریہ جنھوں نے خلافت عباسیہ پھر قائم کی		
سنہ ۵۸۹ھ	ملک صلاح الدین ناصر بن ایوب	شام
سنہ ۵۹۵ھ	ملک عزیز عثمان	مصر
	ملک منصور محمد سنہ ۵۹۶ھ میں معزول ہوا۔	
سنہ ۶۱۵ھ	ملک عادل سیف الدین	
سنہ ۶۳۵ھ	ملک کامل محمد نے علم حدیث کو رواج دیا	

سال جلوس	سلاطین	محل خلافت
سنہ ۶۳۷ھ	ملک عادل ابوبکر	مصر
سنہ ۶۴۷ھ	ملک صالح ایوب	
سنہ ۶۴۸ھ	ملک اشرف موسیٰ خلع کیا۔ سنہ ۶۵۲ھ میں دولت ایوبیہ کو یہ ختم ہوئی یرشلم اور مصر کے مالک تھے۔	
	دولت ترکیہ مصریہ	
سنہ ۶۵۵ھ	ملک معز الدین ایبک	مصر
سنہ ۶۵۷ھ	ملک منصور علی	״
سنہ ۶۵۸ھ	ملک مظفر قطز المعزی	״
سنہ ۶۷۶ھ	ملک ظاہر رکن الدین بیبرس	
سنہ ۶۷۸ھ	ملک سعید محمد ناصر الدین برکت اللہ	
۱۰۰ یوم	ملک عادل بدر الدین قلامش	
دولت قلاؤنیہ ترکیہ مصریہ		
سنہ ۶۸۹ھ	ملک منصور ابو المعالی	مصر
سنہ ۶۹۳ھ	ملک اشرف صلاح الدین خلیل	

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۶۹۴ھ	ملک ناصر محمد	مصر
۲ سال ۳ ماہ ۹ یوم	ملک حسام الدین لاجین	〃
۶۹۸ھ	ملک ناصر محمد بار دوم	
غازان خان تتاری نے دمشق میں انھیں کے زمانے میں چڑھائی کی اس غزوہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ بھی شریک تھے۔		
۷۰۸ھ	ملک منصور رکن الدین بیبرس جاشنی گیر	مصر
	ملک ناصر محمد بار سوم ۷۴۱ھ میں مر گیا	〃
۲ مہینے	ملک منصور ابی بکر	〃
۴ سال	ملک اشرف کجک	〃
۷۴۳ھ	ملک صالح اسمٰعیل ابو الفدا۔	〃
۷۴۶ھ	ملک کامل شعبان	〃
۷۴۷ھ	ملک مظفر حاجی ۷۴۸ھ میں مر گیا۔	〃
۷۴۸ھ	ملک ناصر حسن خلع کیا۔	〃
۷۵۲ھ	ملک صالح۔	〃
۷۶۲ھ	ملک ناصر حسن بار دوم بادشاہ ہوا پھر مارا گیا۔	〃
۸۰۱ھ	ملک منصور محمد	〃

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۷۷۸ھ	ملک اشرف شعبان مارا گیا۔	مصر
۷۸۳ھ	ملک منصور علی	〃
اس خاندان میں ۱۴۱ برس سلطنت رہی		

دولت چرکسیہ مصریہ

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
	ملک ظاہر برقوق ۷۹۱ھ میں خلع کیا۔	مصر
	ملک منصور حاجی ۷۹۱ھ میں خلع کیا۔	〃
۸۰۱ھ	برقوق بار دوم	〃
۸۰۸ھ خلع کیا	ملک ناصر فرج ابو السعادت	〃
۸۱۵ھ مارا گیا	ملک منصور عبد العزیز	〃
〃	خلیفہ مستعین باللہ	〃
〃	خلیفہ داؤد	〃
۸۲۴ھ مارا گیا	ملک مؤید ابو النصر شیخ	〃
〃	ملک مظفر احمد ۷ ماہ	〃
〃	ملک ظاہر ابو الفتح	〃
۸۲۵ھ	ملک صالح محمد ۳ ماہ	〃

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
سنہ ۸۲۵ھ	ملک اشرف ابو النصر برسبائی۔	مصر
سنہ ۸۴۱ھ	ملک عبد العزیز ابو المحاسن سنہ ۸۴۲ھ میں مر گیا۔	״
سنہ ۸۴۲ھ	ملک ظاہر جقمق ابو سعید	״
سنہ ۸۵۷ھ	ملک اشرف ابو النصر اینال	״
سنہ ۸۶۵ھ	ملک مؤید احمد	״
״	ملک ظاہر ابو سعید خشقدم	״
سنہ ۸۷۲ھ	ملک ظاہر ابو سعید بلبائی	״
״	ملک ظاہر ابو سعید تمربغا	״
״	ملک اشرف ابو النصر	״
سنہ ۹۰۱ھ	ملک ناصر ابو السعادات	״
״	ملک ناصر محمد قایتبائی بار دوئم۔	״
سنہ ۹۰۴ھ	ملک ظاہر ابو سعید قانصوہ	״
سنہ ۹۰۶ھ	ملک اشرف جان بلاط	״
״	ملک عادل طومان بائی۔	״
سنہ ۹۰۷ھ	ملک اشرف ابو النصر قانصوہ	״

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
سنہ ۹۲۳ھ	ملک اشرف طومان بائی چرکس بعد ترک رومی سلطان سلیم کے عہد میں مصر پر مسلط ہوئے اور دولت مصر ختم ہوئی اور ترکوں کے وزرا حکومت کا کام کرتے تھے لیکن سلطان عبد المجید خان کے عہد میں محمد علی پاشا والی مصر نے سلطان سے بغاوت کی اور تصفیہ ایسا ہوا کہ مصر کی حکومت سلطان کے تحت میں رہے لیکن حکومت موروثی ہو کر اسی خاندان میں رہی چنانچہ اب اسی خاندان میں توفیق پاشا خدیو مصر ہیں۔	مصر

دولت طبرستانیہ علویہ حسنیہ

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
سنہ ۲۵۰ھ	حسن بن زید بن محمد بن اسمٰعیل بن حسن بن زید ابجوہ بن الحسن بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہ	رے اور دیلم

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۲۶۵ھ	قائم بالحق محمد بن زید بن محمد بن اسمٰعیل	رے اور دیلم
۳۰۰ھ	محمد مہدی حسن بن زید بن قائم بالحق	"
پھر یہ دولت ختم ہو گئی اور آل سامان غالب آ گئے۔		
ملوک یمن بنی زیاد وغیرہ		
۲۰۳ھ	ابراہیم بن زیاد بادشاہ ہوا مامون خلیفہ نے حاکم یمن بنایا۔	یمن
۲۲۰ھ	یادر بن ابراہیم بن زیاد	"
۲۵۰ھ	ابو الجیش اسحاق بن ابراہیم بن زیاد۔	"
	ابراہیم بن اسحاق بن	"
	ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم مارا گیا خاندان منقرض ہو گیا۔	"
پھر انکا ایک غلام نجاح نام مالک یمن ہوا اپنے نام کا سکہ جاری کیا۔ اسکی بہت اولاد تھی مستقل یمن کا حاکم ۴۰۳ھ ہجری مین ہوا		

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۴۵۲ھ مین مر گیا پھر اس کا بیٹا سعید احول قائم ہوا۔ اس سے قوم صلیحی نے ملک چھین لیا ۴۵۵ھ مین بنی نجاح بھاگ گئے ابو الحسن صلیحی علی بن محمد کا باپ یمن کا قاضی تھا۔ یہ خود بھی عالم تھا۔ سترہ برس اس نے حکومت کی۔ پھر سعید نے غلبہ پا کر ان کا سر کاٹ ڈالا زبید پر احمد ملک مکرم ۴۷۳ھ مین مستولی ہو گئے ۴۸۰ھ مین مر گئے ان کا بیٹا فاتک نام جانشین ہوا پھر منصور بن فاتک بلوغ سے پہلے حاکم ہوا پھر فاتک بن منصور اس کی جگہ قائم ہوا پھر ابن عم فاتک بن محمد بن فاتک حاکم تھا۔ یہ آخر ملوک یمن سے ہین پھر ملک ہاتھ مین خلفاے فاطمین کے چلا گیا۔ ان کے ہمعصر اور مابعد مین سادات حسنیہ نے یمن مین حکومت کی ہے اور اسکے بعد دولت ترکیہ عثمانیہ آئی		
آل طاہریان جیحون نے خراسان مین حکومت کی ہے		
سنہ ھ	طاہر بن حسین	خراسان

[illegible]

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
	بن مصعب فاتح بغداد بجانب مامون الرشید حاکم ہوا سنہ۱۹۰ھ میں مرگیا۔	
سنہ۱۹۰ھ	طلحہ بن طاہر خوارج سے لڑا اور شہید ہوا۔	خراسان
سنہ۲۱۳ھ	عبداللہ بن طاہر	״
سنہ۲۳۰ھ	طاہر بن عبداللہ بن طاہر	״
سنہ۲۴۸ھ	محمد بن طاہر بن عبداللہ سنہ۲۵۹ھ میں یعقوب بن لیث کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ خاندان ختم ہوا۔	״
	آل لیث	
سنہ۲۵۹ھ	یعقوب بن لیث حاکم سیستان اور خراسان ہوا پھر مرگیا۔	سیستان
سنہ۲۶۵ھ	عمرو بن لیث فارس کا بھی مالک ہوا۔	״
سنہ۲۷۸ھ	طاہر بن محمد بن عمرو لیث	״

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
	اپنے غلام کے ہاتھ سے سنہ۲۸۷ھ میں مارا گیا۔	

لیث ایک بدصورت آدمی تھا اس کے تین بیٹے تھے یعقوب۔ عمرو اور علی یعقوب نے چند آدمیوں کو فراہم کر کے پہلے غارتگری شروع کی درہم بن نصر اس وقت سیستان کا مالک تھا اس کے خزانے میں نقب زنی کی خزانہ کو بوروں میں باندھا اور اس میں جواہرات کے دھوکے میں نمک بھی بستہ کیا۔ لیکن جب ان پر ثابت ہوا کہ نمک ہے سب خزانہ چھوڑ دیا صبح کو درہم نے خزانہ کھلا دیکھکر تفتیش کی اور اشتہار دیا کہ جو چور ہو حاضر آوے انعام پاوے گا چنانچہ یعقوب بن لیث حاضر ہوا اور خزانہ چھوڑ جانا بسبب نمک کے بیان کیا درہم بہت خوش ہوا اور یعقوب کو اپنے مقربان سے بنایا اور یہاں تک اقبال یاور ہوا کہ بعد درہم کے سیستان کا حاکم ہوا اور خلیفہ متوکل سے فرمان حاصل کیا اور محمد بن طاہر حاکم خراسان کو لڑکر

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
قتل کیا۔		

آل سامان

اسد بن سامان کہ اولاد سے بہرام چوبین کے تھا خلیفہ مامون الرشید۔ کا مقبول نظر ہوا۔ اس کے چار بیٹے ایک نوح کہ سمرقند کا والی ہوا دوسرا۔ احمد کہ فرغانہ کا حاکم ہوا تیسرا۔ یحییٰ کہ شاش کا حاکم ہوا چوتھا۔ الیاس کہ ہرات کا والی بنا پھر۔ نوح مر گیا اس کے بعد احمد اس کا بھائی حاکم وہان کا بھی ہوا احمد کے بعد اس کے دو بیٹے نصر اور اسمٰعیل حاکم ہوئے نصر کو معتضد خلیفہ نے سنہ ۲۶۱ھ مین والی ماوراء النہر مقرر کیا اور نصر نے اپنے بھائی اسمٰعیل کو حاکم بخارا مقرر کیا پھر دونون مین لڑائی ہوئی اسمٰعیل غالب آیا نصر سنہ ۲۷۹ھ مین مر گیا اور اسمٰعیل حاکم مستقل ہوا اسی نے عمرو لیث کو قتل کیا اور خراسان کا بھی والی ہوا۔

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
سنہ ۲۸۴ھ	اسمٰعیل بن احمد سامانی	بخارا
سنہ ۲۹۵ھ	امیر نصر بن اسمٰعیل بن احمد	"
سنہ ۳۰۱ھ	امیر سعید ابوالحسن بن نصر بن احمد	"
سنہ ۳۳۱ھ	نوح بن نصر بن احمد	"
سنہ ۳۴۳ھ	ابوالفوارس عبدالملک بن نوح۔	"
سنہ ۳۵۰ھ	ابو صالح منصور بن نوح	"
سنہ ۳۶۵ھ	ابوالقاسم نوح بن منصور۔	"
سنہ ۳۸۷ھ	ابوالحارث منصور بن نوح اسکو سبکتگین نے مدد دی تھی۔	"
سنہ ۳۸۹ھ	عبدالملک بن نوح اسکو سبکتگین نے شکست دی اور سنہ ۳۹۵ ہجری مین وہ مر گیا۔ اور اس کا خاندان ختم ہوا۔ ان پہ ملوک غزنی غالب آئے۔	"

دولت دیالمہ جنکو آل وشمگیریان کہتے ہین

شمس المعالی قابوس بن وشمگیر کا نسب گیلان شاہ دت جا ملتا ہے وشمگیر نے

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
نوح سامانی کی خدمت میں رسوخیت پیدا کی اور جرجان کا حاکم ہوگیا۔		
سنہ ۳۸۸ھ	شمس المعالی قابوس سنہ ۴۰۳ھ میں خلع کیا۔	جرجان
سنہ ۴۰۳ھ	منوچہر بن قابوس سنہ ۴۲۱ھ میں مرگیا۔ ان پر آل سامان غالب آگئے۔	۔
آل ابو شجاع بویہ جو ملوک عراق تھے		
بویہ اولاد سے خسرو یزدجرد کی تھا۔ ایک متوسط درجہ کا آدمی تھا اس کے تین بیٹے ہوئے علی حسن اور احمد اور وہ درمیان قوم دیالمہ کے اوقات گذاری کرتے تھے جب ماکان طبرستان کا حاکم ہوا۔ بویہ اپنے بیٹے کے ساتھ اس کی ملازمی میں در آیا۔ وہ جب مارا گیا علی بن بویہ اس کی جگہ ہوا تو بویہ فارس کا حاکم بن گیا ۱۸ شخص اس خاندان میں ہوئے۔		
سنہ ۳۲۳ھ	علی بن بویہ	شیراز
سنہ ۳۳۸ھ	رکن الدولہ حسن بن بویہ سنہ ۳۳۹ھ میں مرگیا۔	۔

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
سنہ ۳۵۰ھ	معز الدولہ ابو الحسن احمد بن بویہ	شیراز
سنہ ۳۵۲ھ	عضد الدولہ بن رکن الدولہ سنہ ۳۷۲ھ میں مرگیا۔	کرمان
سنہ ۳۶۹ھ	بختیار بن معز الدولہ سنہ ۳۶۶ھ میں مرگیا۔	شیراز
سنہ ۳۷۲ھ	فخر الدین بن رکن الدولہ سنہ ۳۸۷ھ میں مرگیا۔	۔
سنہ ۳۶۶ھ	شرف الدولہ بن عضد الدولہ سنہ ۳۷۹ھ میں مرگیا۔	کرمان
سنہ ۳۷۹ھ	صمصام الدولہ ابو کالنجار بن عضد الدولہ سنہ ۳۸۸ھ میں مرگیا۔	بغداد
سنہ ۳۸۸ھ	بہاء الدولہ بن ابو آمر فیروز بن عضد الدولہ	۔
سنہ ۴۰۳ھ	مجد الدولہ ابو طالب رستم بن بہاء الدولہ ان کو محمود غزنوی نے مقید کیا اور سنہ ۴۲۰ھ میں حکومت ختم ہوئی۔	رے

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
سنہ ۴۱۰ھ	سلطان الدولہ امیر ہوا اور اپنے بجائی تاج الدولہ کو بصرہ کی امارت اور ابوالفوارس کو کرمان کی امارت دی۔	اہواز
سنہ ۴۱۳ھ	شرف الدولہ بن بہاء الدولہ	۔
سنہ ۴۱۵ھ	ابوکالنجار بن سلطان الدولہ سنہ ۴۴۰ھ مین مرگیا۔	شیراز
سنہ ۴۲۶ھ	جلال الدولہ ابوطاہر بن بہاء الدولہ امیر الامرا بغداد مین مقرر ہوا سنہ ۴۳۵ھ مین مرگیا۔	بغداد
سنہ ۴۴۰ھ	ملک رحیم بن ابوکالنجار اس کو طغرل بیگ سلجوقی نے قید کیا	۔
سنہ ۴۴۶ھ	ابومنصور بن کالنجار یہی مقید ہوا۔	۔
سنہ ۴۴۸ھ	ابوعلی بن ابوکالنجار اس نے الپ ارسلان سے فرمان حاصل کیا تھا سنہ ۴۸۷ھ مین مرگیا۔ یہ خاندان آل سلجوق کے ہاتھ سے ختم ہوا۔	۔
	ملوک غزنویہ	
	آل سامان مین سے عبدالملک بن نوح کے زمانہ مین الپتگین کہ ان کی غلامی مین تھا رہائی پاکر خراسان کی حکومت پر سرفراز کیا گیا۔ سولہ برس حکومت کرکے مرگیا۔ اس کے بیٹے ابواسحاق نے اپنے باپ کی جگہ حکومت کی لیکن چند روز مین مرگیا۔ تب لوگون نے سبکتگین کو کہ الپتگین کا غلام تھا اور آزاد ہوکر منصب امارت پر سرفراز ہوا تھا۔ تمام خراسان کا حاکم مقرر کیا اور اس نے الپتگین کی بیٹی سے نکاح بھی کرلیا پہلے ہندوستان کی طرف رخ اسی نے کیا اور کچھ ہندوستان پر مسلط ہوگیا تھا۔	
سنہ ۳۶۶ھ	سبکتگین	غزنی
سنہ ۳۸۷ھ	اسمٰعیل بن سبکتگین	۔
سنہ ۳۸۸ھ	سلطان محمود بن سبکتگین	۔

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت		سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
سنہ ٤٢١ھ	مسعود بن محمود	غزنی		سنہ ٤٥٤ھ	ابراہیم بن مسعود کہ الپ ارسلان کا داماد تھا۔	غزنی
سنہ ٤٣٢ھ	مودود بن مسعود	"		سنہ ٤٩٠ھ	ارسلان شاہ بن مسعود	"
سنہ ٤٤٠ھ	مسعود بن مودود	"		سنہ ٥١٢ھ	بہرام شاہ بن مسعود	"
سنہ ٤٤٢ھ	علی بن مسعود	"		سنہ ٥٤٧ھ	خسرو شاہ بن بہرام سنہ ٥٥٥ھ مین مرگیا۔	لاہور
سنہ ٤٤٣ھ	عبدالرشید بن مسعود	"				
سنہ ٤٤٤ھ	فرخ زاد بن مسعود	"				

سلطان محمود غزنوی بن سبکتگین ؒ

سلطان محمود غزنوی سلطان ناصر الدین سبکتگین کا بیٹا ہے۔ شروع مین چوتھی صدی ہجری کے ولایت غزنی پر حکومت کرتا تھا۔ اپنے باپ کی حیات ہی مین حصہ خراسان اور ماوراء النہر کا ہاتھ سے آل سامان کے لے لیا اور اپنے زمانہ مین تمام خراسان اور ماوراء النہر پر حاوی ہوگیا یہ ہمعصر القادر باللہ خلیفہ بغداد کا تھا اور ہندوستان مین جا کر۔ محرم سنہ ٣٩٣ھ مین راجہ جیپال سے پشاور مین لڑا۔ اور اُس پر غالب آیا الغرض سلطان محمود اسی طرح بارہ مرتبہ ہندوستان مین آیا اور ہر مرتبہ فتح عظیم حاصل کی اور بڑے بڑے ہاتھی اور بہت غنیمت ہاتھ آئی اور اکثر حصہ ہندوستان کو اپنے تصرف مین در لایا اور شہر متھرا مین بڑا بت خانہ تھا سلطان کے لشکر نے اس شہر کو غارت کیا اور بتخانہ جلا دیا ایک زرین بت کو توڑا اس مین ٩٨ ہزار تین سو مثقال پختہ زر نکلا اور ایک ٹکڑا یاقوت کا اس مین پایا جس کا وزن ٤٥ مثقال تھا سنہ ٤١٦ھ مین سومنات کا ارادہ کیا بعد لڑائی کے قلعہ کو مسخر کیا اور لوٹا اور بت خانون کی بنیاد اکھاڑی اور سومنات کا بت کہ بہت بڑا بت تھا اور لنبائی مین پانچ گز تھا غزنی مین لیجا کر جامع مسجد کی سیڑھی مین

لگایا لکھتے ہیں کہ سومنات ایک شہر ہے گجرات میں دریائے عمان کے کنارے پر اور اس شہر کے بت خانوں میں زرین بت تھے۔ اور سب سے بڑے بت کو منات کہتے تھے کہ زمانہ ظہور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس بت کو خانہ کعبہ سے نکالا۔ اور ہند والے لے گئے اور اس کے برابر زر و جواہر دیا اس بت کے واسطے جو بتخانہ بنایا گیا اس کا نام سومنات ہوا اور بعضوں نے لکھا ہے کہ یہ بت بہت پہلے سے ہندوستان میں موجود تھا یعنی سلطان محمود کے چار ہزار برس پہلے سے تھا۔ بہر تقدیر لڑائی کے روز اہل سومنات جوق جوق اس بت کے پاس جاتے اور رو کر اس سے مدد چاہتے تھے لیکن کچھ بن نہ پڑی پچاس ہزار ہندو اس معرکہ میں مارے گئے اور سلطان محمود بعد فتح کے بتخانہ میں آیا اس میں بڑا بت سومنات کا پایا جس کی لنبان پانچ گز تھی اور اس میں سے دو گز زمین میں گڑا تھا سلطان نے اپنے ہاتھ سے ایک گرز اس کے سر پر مارا اور وہ ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا اس میں کا غزنی کی مسجد کی سیڑھی میں ہے اور اس کے پیٹ سے زر و جواہر بہت نکلا۔ ہندو اس کو ہر رات میں گنگا کے پانی سے نہلاتے تھے اور روزانہ گنگا سے پانی لایا جاتا تھا۔ حاصل کلام بعد ان فتوحات عجیبہ کے سلطان محمود نے ۴۲۱ھ میں انتقال کیا۔ یہ علم دوست آدمی تھا ہر قسم کے اہل علم و ہنر اس کے پاس جمع تھے سلطان مسعود اس کا بیٹا اس کے بعد جانشین ہوا۔

دولت آل سلجوق

سلجوق کی نسل چونتیس واسطے کی درمیانگی سے افراسیاب سے ملتی ہے سلجوق نامے ایک شخص بیغوخان حاکم اتراک کے امرا سے تھا پھر بیغوخان سلجوق سے ناراض ہوا اس سبب سے سلجوق اس کی علداری سے باہر ہوا اور سمرقند میں آکر مع متعلقین مسلمان ہو گیا بعد چند روز کے ترکستان کے حاکم نے

سلجوق سے خراج طلب کیا اس نے سمرقند کے حاکم سے مدد لے کر ترکستان کے حاکم کو شکست دی اور بخارا کے اطراف مین جنگل مین اقامت کی اس کے چار بیٹے تھے میکائیل اسرائیل۔ موسیٰ اور ارسلان میکائیل وقت محاصرۂ ترکستان کے زخمی ہو کر مرگیا اُس کے دو بیٹے طغرل بیگ اور محمد جعفر تھے سلجوق نے ان دونون کو اپنا ولی عہد کر کے انتقال کیا۔ سلطان محمود نے سلجوقیون کی ترقی دیکھ کر اسرائیل کو قید کیا تھا۔ لیکن اس کے بیٹے سلطان مسعود نے بارہا سلجوقیون پر فوج کشی کی اور اکثر طغرل بیگ کے ہاتھ سے شکست اٹھائی سلجوقیون کے تین طبقے گذرے ہین سلجوقیہ خراسانیہ۔ سلجوقیہ کرمانیہ۔ اور سلجوقیہ رومیہ۔

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت	سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
سنہ ۴۲۹ھ	طغرل بیگ بن میکائیل	نیشاپور	سنہ ۵۲۸ھ	مسعود بن محمد	ہمدان
سنہ ۴۳۵ھ	الپ ارسلان بن جعفر بن میکائیل	"	سنہ ۵۴۷ھ	سلطان ملک شاہ بن محمود بن محمد	"
سنہ ۴۶۵ھ	ملک شاہ بن الپ ارسلان	"	سنہ ۵۴۸ھ	محمد بن محمود بن محمد	"
سنہ ۴۸۵ھ	برکیارق بن ملک شاہ	"	سنہ ۵۵۴ھ	سلیمان شاہ بن محمد بن ملک شاہ	آذربایجان
سنہ ۴۹۸ھ	سلطان محمد بن ملک شاہ	"			
سنہ ۵۱۱ھ	سلطان سنجر بن ملک شاہ سنہ ۵۵۲ھ مین مرگیا۔	بلخ	سنہ ۵۵۵ھ	رکن الدین سلیمان شاہ	"
			"	محمد بن سلجوق حاکم صفہان	صفہان
سنہ ۵۱۱ھ	محمود بن محمد بن ملک شاہ	ہمدان			
سنہ ۵۲۵ھ	رکن الدین طغرل بن محمد	"	سنہ ۵۷۱	رکن الدین طغرل ثانی بن ارسلان	

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
سنہ ۵۸۵ھ	میں علاء الدین تکش خوارزم شاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اور یہ خاندان ختم ہوگیا۔	
	آل سلجوق کرمانیہ	
سنہ ۴۳۳ھ	قادرد بن جعفر بن میکائیل بن سلجوق۔	کرمان
سنہ ۴۶۵ھ	سلطان شاہ بن قادرد	"
سنہ ۴۷۷ھ	توران شاہ بن قادرد	"
سنہ ۴۱۰ھ	ایران شاہ بن توران شاہ	"
سنہ ۴۹۵ھ	محمد بن ارسلان شاہ	"
سنہ ۵۲۵ھ	ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن قاورد	"
سنہ ۵۵۱ھ	محمد بن ارسلان شاہ	"
سنہ ۵۶۳ھ	محی الدین طغرل شاہ سنہ ۵۸۳ھ میں یہ دولت ختم ہوئی اور قوم غز اس ملک پر غالب آئی۔	"

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
	آل سلجوق رومیہ	
	قتلمش بن اسرائیل بن سلجوق الپ ارسلان بن سلجوق کی لڑائی میں گرفتار ہوا لیکن اس کا بیٹا سلیمان بن قتلمش جو لجہ نظام الملک وزیر کی کوشش سے ولایت شام کی فتح کے لئے روانہ ہوا اور اکثر ملک فتح کیے تب تتش بن الپ ارسلان کہ حاکم دمشق تھا اس کے مقابلہ کو آیا اس لئے اُس نے اس کے ڈر سے اپنے کو ہلاک کیا تب ملک شاہ سلجوقی نے یہ خبر سن کر اس کے بیٹے داؤد بن سلیمان کے نام فرمان بھیجا کہ قیصر روم سے محاربہ کرے اور اس نے قیصر روم پر ارض روم میں فتح پائی۔	
سنہ ۴۸۰ھ	داؤد بن سلیمان	ارض روم
سنہ ۵۰۰ھ	قلیج ارسلان بن سلیمان	"
سنہ ۵۴۰ھ	مسعود بن قلیج ارسلان	"
سنہ ۵۵۹ھ	قلیج ارسلان بن مسعود	"
سنہ ۵۷۹ھ	غیاث الدین کیخسرو بن قلیج ارسلان	معزول ہوا

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت		سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
۔۔۔ھ	سلیمان بن قلیچ ارسلان	ارض روم		۶۶۸ھ	کیخسرو بن سلیمان	
۶۰۳ھ	غیاث الدین کیخسرو دوبارہ	؍؍		۶۸۰ھ	مسعود بن کیکاؤس	
۶۰۹ھ	کیکاؤس بن کیخسرو	؍؍		۶۹۷ھ	علاء الدین کیقباد ۶۹۹ھ میں یہ دولت ختم ہوئی اور دولت آل عثمان کہ اِس خاندان کے نواسہ ہیں آغاز ہوئی۔	
۶۱۴ھ	علاء الدین کیقباد بن کیخسرو	؍؍				
۶۴۰ھ	کیخسرو بن کیقباد	؍؍				
۶۴۸ھ	سلیمان بن کیخسرو	؍؍				

واضح رہے کہ خاندان سلجوقیہ میں چار اشخاص بڑے نامی اور گرامی گذرے ہیں ان کا حال لکھا جاتا ہے **طغرل بیگ۔ الپ ارسلان ملک شاہ بن الپ ارسلان اور سلطان سنجر بن ملک شاہ**

طغرل بیگ جیسا ہم لکھ چکے ہیں سلجوق کا پوتا تھا اور اس کے بعد اِس کا جانشین ہوا اور نیشاپور کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا تمام ملک مثل خوارزم اور خراسان وغیرہ کے سلطان مسعود بن محمود غزنوی کے ہاتھ سے نکل گیا اور سلجوقیوں کے قبضہ میں آگیا اور ایک سال تمامی عراق کو مسخر کرکے بغداد میں پہونچا اور آل بویہ کو جو خلفائے بغداد پر حاوی ہوگئے تھے شکست دی خلیفہ قائم باللہ سے بیعت کی اور اپنی بہن خلیفہ کے نکاح میں دی اور خلیفہ کو حملوں سے امرائے عرب اور فاطمین مصر کے نجات دی اور اپنے کو حامیان اسلام سے ثابت کیا ۵۵ھ میں مرگیا اور اپنا نام زندہ چھوڑا

سلطان الپ ارسلان سلجوق

سلطان الپ ارسلان اپنے چچا طغرل بیگ کے بعد ۴۵۵ھ مین جانشین ہوا اوراس کا لقب خلیفہ قائم نے عضد الدین برہان رکھا اوراس کے انصاف کے باعث سے دجلہ کے کنارے سے جیحون تک خوب آبادی ہوئی اور اسکے ملک کی وسعت سب سلجوقیون سے زیادہ تھی اس نے اپنے اصلی وطن فرغانہ کو بھی فتح کیا اور بڑا مجاہد اور دیندار تھا۔ اسی کے زمانہ مین رومیون نے بڑی شکست اُٹھائی بغداد کی خلافت کے ضعف کے باعث سے قیصر روم کو بھی موقع ملا تھا اوراس نے انطاکیہ اوراشیاے کوچک وغیرہ پر دخل کرلیا تھا ان کے فتوحات ماصل کے وقت سے شروع ہوے تھے لیکن جب سلجوقیون کی ترقی ہوئی قیاصرۂ روم بہت ڈرے اس وقت ایک عورت یوڈوشیا روم پر قابض تھی اس نے حکومت کا اختیار ایک افسر کو جس کا نام رومانس تھا دے دیا اس نے تین لاکھ آدمیون سے مسلمانون پر فوج کشی کی اور بغداد کی طرف بڑھا الپ ارسلان بارہ ہزار آدمیون سے اس کے مقابلے کو گیا مابعد مین اور لوگ بھی اس کے ساتھ ہوے اور رومیون کو شکست فاش دی اور ان کے قیصر رومانس کو گرفتار کرلیا رومانس نے تین لاکھ ساٹھ ہزار دینار خراج دینا قبول کیا تب رہائی پائی اورالپ ارسلان نے صوبجات آرمینیہ اور گرجستان مین دخل کرلیا تب اس نے ترکستان کی طرف رخ کیا اور برزم اور خوارزم کا محاصرہ کیا جنھون نے بغاوت ظاہر کی تھی جب یوسف والی قلعہ خوارزم کی سزا مین وہ سلطان مصروف ہوا سلطان کے تیر نے خطا کی اور یوسف نے جھپٹ کر سلطان کا کام تمام کیا لیکن لوگون کے ہاتھ سے وہ بھی نہ بچا۔ الپ ارسلان نے دس برس حکومت کی اور اپنا نام زندہ چھوڑ ا ۴۶۵ھ مین مرا۔

سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان سلجوقی

اپنے باپ کے بعد ۴۶۵ھ میں تخت پر بیٹھا۔ یہ مثل اپنے باپ کے نیک نام تھا۔ اس خاندان سلجوقی میں یہ بہت بڑا بادشاہ ہوا۔ اسکے وقت میں تمامی ترکستان مثل فرغانہ اور کاشغر وغیرہ کے فتح ہوا۔ اور ماوراءالنہر پر متصرف رہا۔ اسوقت سلجوقیوں کی سلطنت کی چوحدی یہ تھی۔ پورب حد ملک چین اور ہند۔ دکھن حد بحر ہند پچھم حد بحر روم وافریقہ وریگستان عرب۔ اُتر حد کوہ قاف تھا۔ ۴۷۹ ہجری میں جب ملک شاہ سنجر میں تھا اُسکے گھر میں لڑکا پیدا ہوا۔ اسلیئے اُس نے اُسکا نام سلطان سنجر رکھا ملک شاہ کا وزیر خواجہ نظام الملک تھا۔ جسنے مدرسہ نظامیہ بغداد میں قائم کیا اُسکو بسبب خصومت کے حسن صباح نے کہ قوم دیالمہ سے تھا قتل کیا۔ ۴۸۵ ہجری میں ملک شاہ مرگیا۔ اور نیک نام چھوڑا۔

سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی

سلطان سنجر بن ملک شاہ اپنے دونوں بھائی برکیارق اور محمد کے بعد ۵۱۱ھ میں سلطان ہوا۔ اُسکے بھائی برکیارق نے اُسکو اپنے عہد میں خراسان کا حاکم مقرر کیا تھا بھائیوں کے عہد میں بیس برس نیابت کی جب سلطان کا لقب لیا اُسکے بھتیجے محمود بن محمد نے اطاعت سے انکار کیا۔ سلطان سنجر نے اُسپر فوج کشی کی۔ دونوں میں مقابلہ ہوا محمود کو شکست ہوئی۔ لیکن پھر معذرت کی سلطان نے قصور معاف کرکے عراق کی حکومت سپرد کی۔ پھر بہرام شاہ غزنوی نے کہ سلطان سنجر کا بھانجا تھا خراج نہیں بھیجا اُس کی طرف رُخ کیا۔ اُس نے عذر کیا اور خراج دیا۔ پھر بہرام شاہ غزنوی نے سام سوری غوری سے لڑائی کی۔ اور اُسکو شکست دی۔ وہ مرگیا اس کا انتقام اُس کے بھائی علاءالدین حسین جہانسوز غوری نے لیا غزنی پر فوج کشی کی تمام قبریں سوائے سلطان محمود کی قبر کے اکھاڑ ڈالیں۔ اور بہرام شاہ کو بھگا دیا۔

بہرام شاہ کی مدد کو سلطان سنجر آیا۔ اور علاء الدین کو شکست دی۔ اور اسکو گرفتار کر لیا پھر اسکو غور کا تخت بخشا۔ سلطان آخر میں اہل بلخ سے لڑا جس میں اسپر آفت پہونچی۔ اور اسی غم میں ۵۵۲ھ میں مرگیا۔ یہ بادشاہ عادل اور علم دوست تھا۔ بہت شعرا اسکے ساتھ جمع تھے۔ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بوجہ قدردانی کے اسی نے عریضہ لکھا تھا لیکن آپ نے آنا پسند نہ فرمایا۔ اس بادشاہ نے اکتالیس برس بادشاہت کی۔ اسکے مرنے کے بعد سلجوقیوں میں پراگندگی آئی۔ حاکم خوارزم نے قوت پکڑی اور کچھ ملک اسکا اسنے دبالیا اور کچھ غوریوں نے۔ پھر غوریوں سے بھی خوارزم شاہیوں نے چھین لیا۔

احوال خوارزم شاہیان

واضح رہے کہ نوشتگین ایک غلام تھا۔ اور ملک شاہ سلجوقی نے اسکے علاقہ میں طشت برداری کی تھی اور اسکا خرچ ملک خوارزم سے علاقہ رکھتا تھا۔ مابعد میں اسکا بیٹا محمد بن نوشتگین۔ اپنے باپ کے عہدہ پر قائم ہوا۔ اور اپنی خدمات سے راضی کرکے حکومت خوارزم کی ۴۹۰ھ میں حاکم ہوا۔

قطب الدین محمد خوارزم شاہ کا لقب لیا۔ لیکن سلطان سنجر کی خدمت میں حاضر ہوتا اور فرمانبردار رہتا۔ اسنے ۳۰ برس حکومت کی اور ۵۲۱ھ میں مرگیا۔

اتسز بن قطب الدین محمد اسکے بعد حاکم ہوا۔ یہ بھی سلطان سنجر کو ہدیہ وغیرہ دیتا تھا۔ اور ۲۹ برس حکومت کرکے ۵۵۱ھ میں مرگیا۔ یہ بڑا عاقل تھا۔ اور رشید وغیرہ اسکے وقت میں تھے۔

ایل ارسلان شاہ بن اتسز اپنے باپ کے بعد تخت پر بیٹھا۔ قریب ۱۷ برس کے حکومت کی۔ یہ بھی مثل باپ کے ہوشیار تھا۔ ۵۶۸ھ میں مرگیا۔

سلطان شاہ بن ایل ارسلان اپنے باپ کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اسکے برخلاف

بھائی علاء الدین تکش خان ایل ارسلان نے دعویٰ بادشاہی کا کیا سلطان شاہ کے مقابلہ کو تکش خان نے قراء خطائی یعنی خطا کے بادشاہ سے پناہ لی۔ اور اُسکی مدد سے سلطان شاہ کی مدد کو آیا سلطان شاہ سے عرصہ تک نزاع رہی۔ آخرش تصفیہ ہو کر سلطان شاہ خراسان کا حاکم مقرر ہوا اور ۵۸۸ھ میں مرگیا۔ تکش خان اُسکے بعد تمامی ملک سلجوقیہ کا مالک ہو گیا۔ اور تمام ملک کو اپنے بیٹوں پر تقسیم کیا۔ اور عراق پر بھی متصرف ہو گیا۔ خلیفہ ناصر الدین نے اُس کے انسداد کو لشکر بھیجا۔ لیکن لشکر نے شکست اُٹھائی۔ ۲۰ برس حکومت کی ۵۹۶ھ ہجری مین مرگیا۔

محمد خوارزم شاہ بن تکش خان بعد باپ کے جانشین ہوا۔ اس وقت سلطان غیاث الدین غوری اور اُسکے بھائی شہاب الدین محمد غوری نے جسنے ہندوستان کو فتح کیا تھا اور اپنے ایک غلام قطب الدین ایبک کو وہانکی حکومت پر چھوڑ کر چلا آیا تھا خراسان مین قوت پکڑی۔ اسلیئے محمد خوارزم شاہ نے اس طرف رخ کیا۔ اور آن مین خوب لڑائی رہی آخر محمد خوارزم شاہ کامیاب ہوا۔ اور خاندان غور ختم ہو گیا۔ اور جب ایران سے فرصت ہوئی تو توران کی فتح کا قصد کیا۔ اور بادشاہ قراء خطائی سے مقابلہ کیا۔ اور سمرقند اور بخارا کو فتح کیا۔ اور قراء خطائی کو شکست دی۔ تمام ملک غزنی اور غور اُسکے تصرف مین در آیا۔ اور شہاب الدین محمد غوری کے خزانے کی تلاش مین خلیفہ بغداد کا خط ملا جس مین ترغیب تھی کہ محمد خوارزم شاہ کی انسداد ہونی چاہیئے اسلیئے خلیفہ سے آزردہ ہو کر بغداد پر فوج کشی کی لیکن اکثر لشکر سردی کے باعث ہلاک ہوا اسلیئے قصد کو ملتوی رکھا پھر حضرت مجد الدین بغدادی کو دجلہ مین ڈالا پھر چنگیز خان تاتاری نے قاصد بھیجے اُنکو اپنے زعم مین قتل کیا۔ چنگیز نے فوج کشی کی اور باوجود بہادری اور چار لاکھ آدمیون کے لشکر کے مقابلہ کیا

اور خوف سے تاتاری مغول کے ایک جزیرہ مین پناہ لی لیکن مغول نے بادشاہی خزانہ پالیا اور جس شہر مین پہنچے قتل عام کیا۔یہانتک کہ محمد شاہ اسی غم مین سنہ ۶۱۷ھ مین مر گیا۔ اور ایسی جگہ مرا جہان کفن بھی نصیب نہ ہوا اُسکا بیٹا سلطان رکن الدین بن محمد خوارزم شاہ عراق کا حاکم تھا سنہ ۶۱۸ ہجری مین مارا گیا۔اُسکا دوسرا بیٹا سلطان غیاث الدین کرمان کا حاکم تھا۔ سنہ ۶۲۵ھ مین مارا گیا۔تیسرا بیٹا۔جلال الدین بن محمد خوارزم شاہ خراسان کا حاکم تھا۔جسنے چنگیز خان سے خوب مقابلہ کیا۔ اُسکی بہادری کی تعریف خود چنگیز خان نے کی۔آخر مین دریاے سندھ کو عبور کرکے ہند مین پہونچا۔پھر ہندؤن پر بھی جہاد کیا۔پھر اپنے بھائی غیاث الدین سے کرمان مین جاملا۔ سنہ ۶۲۸ھ مین مغلون کے ہاتھ سے مارا گیا۔

سال جلوس	نام ملوک	محل حکومت	کیفیت
سنہ ۴۹۰ھ	قطب الدین محمد خوارزم شاہ بن نوشتگین	خوارزم	
سنہ ۵۲۱ھ	اتزبن قطب الدین محمد	"	
سنہ ۵۵۱ھ	ایل ارسلان شاہ بن اتز	"	
سنہ ۵۶۸ھ	سلطان شاہ بن ایل ارسلان	"	
سنہ ۵۸۹ھ	سلطان تکش شاہ بن ایل ارسلان	"	
سنہ ۵۹۰ھ	سلطان محمد خوارزم شاہ	"	
سنہ ۶۱۱ھ	سلطان رکن الدین بن محمد خوارزم شاہ	"	سنہ ۶۱۸ھ مین مر گیا
سنہ ۶۱۰ھ	سلطان غیاث الدین والی کرمان	"	سنہ ۶۲۵ھ مین مر گیا
سنہ ۶۰۱ھ	سلطان جلال الدین والی خراسان	"	"

ا حوال -

احوال اتابکان موصل و شام

پہلا بادشاہ ان کا قسیم الدولہ ابن سنقر مملوک ملک شاہ سلجوقی کا تھا جب اس کا بھائی تتش حلب کا حاکم ہوا۔ اسکو اپنا نائب کیا۔ آپس میں بھڑائی ہوئی یہ قید ہوگیا پھر مارا گیا۔ اسکی جگہ اسکا بڑا بیٹا عماد الدین زنگی۔ زیر سایہ دولت سلجوقیہ والی واسط وغیرہ ۵۲۱ھ ہجری میں بنایا گیا۔ اتابک کہتے ہیں مربی اولاد ملوک کو۔ پھر اسنے عیسائیوں کے جہاد میں بزور شجاعت حلب۔ حماۃ۔ حمص۔ بعلبک وغیرہ پر غلبہ پایا۔ قلعہ جعبر کا محاصرہ کیا۔ وہاں بعض خواص نے اسکو قتل کیا۔

اُس کی جگہ سیف الدین اُس کا بیٹا موصل میں اور دوسرا بیٹا نور الدین شہید حلب میں فرمانروا ہوا جب سیف الدین مرگئے قطب الدین مودود اسکا بھائی حاکم موصل ہوا۔ نور الدین کا مذہب حنفی تھا۔ شریعت کا پابند نہایت تھا۔ عاشق جہاد تھا۔ کچھ اوپر پچاس قلعے نصارا کے ہاتھ سے بیت المقدس کے اطراف میں چھین لیے منجملہ اُنکے دمشق بھی تھا۔ بیمارستان کو دار الحدیث بنایا ٹیکس بند کردیا۔ اٹھائیس برس حکومت کی اسی کا سالار لشکر شیرکوہ تھا جس کا بھتیجا صلاح الدین ایوب تھا جس نے دولت فاطمین مصر کو کہ اثنا عشری مذہب رکھتے تھے ختم کیا۔ اور بیت المقدس وغیرہ بلکہ کل شام اور ایشیائے کوچک کو نصارا سے خالی کرایا۔ اور خود بہ لقب ملک ناصر بادشاہ ہوگیا۔ اور حجاز اور یمن بھی اُسکے تصرف میں درآیا۔ اور دولت ایوبیہ مصر وغیرہ میں قائم کی۔ اور بڑے عدل اور انصاف اور دینداری سے ملک کو معمور کیا۔ اور دولت اتابکہ بسبب غلبہ صلاح الدین اور تاتاریوں کے بالکل زائل ہوگئی۔

اتابک نور الدین کا بیٹا ملک صالح جانشینی کے وقت گیارہ برس کا تھا۔ ملک صلاح الدین نے جب دمشق پر فوج کشی کی تو وہ حلب کو بھاگا سنہ ۵۷۰ھ میں جانشین ہوا اور سنہ ۵۷۷ھ میں مرگیا۔

اتابک قطب الدین مودود بن زنگی اپنے بھائی سیف الدین کے بعد موصل کا بادشاہ ہوا۔ سنہ ۵۶۵ھ میں مرگیا۔ اتابک سیف الدین غازی بن قطب الدین مودود اپنے باپ کے بعد بادشاہ ہوا۔ فرنگیوں سے لڑکر سنہ ۵۷۶ھ میں شہید ہوا۔

اتابک عزالدین مسعود بن قطب الدین اپنے بھائی سیف الدین کے بعد موصل کا بادشاہ ہوا۔ اور ملک صالح کی وصیت کے بموجب حلب کا حاکم بھی یہی ہوا تیرہ برس حکومت کی سنہ ۵۸۹ھ میں مرگیا۔

اتابک ملک نورالدین ارسلان شاہ بن عزالدین اپنے باپ کی جگہ بادشاہ ہوا۔ گیارہ برس حکومت کی سنہ ۶۰۰ھ میں مرگیا۔

اتابک ملک قاہر عزالدین بن نورالدین ارسلان شاہ اپنے باپ کے بعد بادشاہ ہوا۔ اسکا وزیر بدرالدین تھا۔ ۱۵ برس حکومت کی سنہ ۶۱۵ ہجری میں مرگیا پھر اسکا وزیر بدرالدین حاکم ہوگیا پھر یہ دولت ختم ہوگئی۔

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
سنہ ۵۲۱ھ	اتابک عمادالدین زنگی والی حلب و موصل۔	حلب
سنہ ۵۳۰ھ	سیف الدین بن زنگی۔	موصل
"	نورالدین بن زنگی۔	حلب
سنہ ۵۵۹ھ	ملک صالح۔	"
سنہ ۵۷۷ھ	اتابک قطب الدین	حلب و موصل
سنہ ۵۷۶ھ	ملک عزالدین مسعود بن قطب الدین۔	موصل
سنہ ۵۸۹ھ	ملک نورالدین ارسلان بن عزالدین۔	"
سنہ ۶۰۰ھ	ملک قاہر عزالدین نورالدین۔	"
سنہ ۶۰۵ھ	بدرالدین وزیر۔ یہ دولت ختم ہوگئی۔	"

احوال اتابکان شیراز

جب سلطان ملک شاہ بن محمد بن محمود سلجوقی نے اتابک نورایہ کو قتل کیا۔ اور ایک برس حکومت کی اتابک سنقر بن مودود سلغری نے اُسپر خروج کیا۔ اور وہ بھاگا ۵۴۳ ہجری مین مظفر الدین سنقر شیراز مین بادشاہ ہوا۔ اور خانقاہ وغیرہ بنوائے اور بہت رفاہ کیا۔ تیرہ برس حکومت کی ۵۵۶ ہجری مین مرگیا۔

اتابک مظفر الدین زنگی بن مودود اُسکا بھائی تخت پر بیٹھا۔ بڑے عدل وانصاف سے ۱۴ برس حکومت کی ۵۷۰ ہجری مین مرگیا۔

اتابک مظفر الدین تکلہ بن زنگی اپنے باپ کی جگہ تخت پر بیٹھا اور بیس برس حکومت عدل وانصاف کے ساتھ کرکے ۵۹۱ ہجری مین مرگیا۔ اسی کا وزیر خواجہ امین الدین تھا کہ نہایت سخی تھا۔

اتابک مظفر الدین ابو شجاع سعد بن زنگی اپنے بھائی تکلہ کی جگہ جانشین ہوا اور شجاعت اور سخاوت مین لاثانی تھا۔ محمد خوارزم شاہ سے جسکے پاس چار لاکھ آدمی تھے خلیفہ بغداد کی حفاظت کے لیے لڑا۔ اُسکے پاس صرف سات سو سوار تھے۔ اور آخرش گرفتار ہوگیا جب محمد خوارزم شاہ نے وجہ حملہ کی دریافت کی تو کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ آپ کا لشکر ہے۔ محمد خوارزم شاہ نے اُسکی خاطرداری کی۔ اور اسپر تصفیہ ہوا کہ خوارزم شاہ کے بیٹے جلال الدین سے سعد زنگی کی بیٹی کی شادی ہو اور ثلث خراج اپنے ملک کا خوارزم شاہ کو دے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۳۳ برس حکومت کی اور ۶۲۳ ہجری مین مرگیا۔

اتابک ابو بکر بن سعد بن زنگی اپنے باپ کے بعد تخت نشین ہوا۔ اسکو جب چنگیز خان کے حملہ کا حال معلوم ہوا۔ اپنے بھائی کو مع تحفہ وہدایا کے چنگیز خان کے بیٹے اوکتا قاآن کے پاس بھیجا۔ اور اُسنے تحفہ قبول کیا اور خطاب عطا کیا۔ اور

جب ہلاکو خان نے بغداد فتح کیا۔ تو اتابک ابوبکر نے اپنے بیٹے کو مبارکباد کے لیے بھیجا لیکن جب وہ واپس آیا اور راستے باپ کے مرنے کی خبر سنی تو بارہ روز کے اندر وہ بھی بیمار ہو کر مرگیا۔ اتابک ابوبکر ہمعصر حضرت سعدی شیرازی کا تھا اور حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی مدح لکھی ہے۔ ۳۵ برس سلطنت کی اور ۶۵۸ھ ہجری مین مرگیا۔ پھر یہ دولت ختم ہو گئی۔

محل حکومت	نام ملوک	سال جلوس
شیراز	مظفر الدین سنقر بن مودود	۵۴۳ھ
"	مظفر الدین زنگی بن مودود	۵۵۶ھ
"	اتابک تکلہ بن زنگی	۵۷۰ھ
"	اتابک سعد بن زنگی	۵۹۱ھ
"	اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی ۶۵۸ھ مین مرگیا۔	۶۲۳ھ

دولت بنی طغتکین

یہ لوگ شام کے حاکم تھے ابو منصور طغتکین منجملہ مردم تتش سے تھا۔ جب یہ طبریہ سے نکلا مصحف عثمانی جسکو عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد طبریہ مین رکھوایا تھا اپنے ساتھ لیکر نکلا۔ اور جامع دمشق اموی مین رکھا۔ اسکے مرنے کے بعد اسکا بیٹا تاج الملوک ابو سعید بوری ملک کا والی ہوا ۵۲۶ھ مین مرگیا۔

اسکا بیٹا شمس الملوک ابوالفتح اسمٰعیل بن بوری صدر نشین ہوا۔ دو دن مین قلعہ باسیاس کفار کے ہاتھ سے نکال لیا۔ آخر کو ظالم ہو گیا۔ اس لیے مارا گیا۔ بجاے اسکے اسکا بھائی شہاب الدین محمود بن بوری قائم ہوا۔ یہ بھی ۵۳۳ھ ہجری مین مقتول ہوا۔ اسکے بعد ابوالمظفر محمد بن بوری حاکم ہوا۔ یہ ضعیف بسیرت تھا

سنہ ۶۴ھ میں مرگیا اسکا بیٹا لہ یبق اسکے بعد جانشین ہوا۔ یہ نابالغ تھا۔ اس کا کاربار ملک کا اتابک معین الدین چلاتا تھا۔ پھر اتابکیہ مستولی ہوگئے۔ دولت سلجوقیہ شام بلاد فراتیہ سے مٹ گئی۔

دولت بنی مرداس

پہلے سب سے ان میں صالح بن مرداس کلبی ۴۱۴ھ میں والی ملک حلب ہوا اس نے اس ملک کو ہاتھ سے امرائے حاکم بامراللہ فاطمی کے نکال لیا تھا۔ یہاں تک کہ جب وہ مارا گیا پہلے اسکا بیٹا محمود بن صالح پھر اسکا بھائی عطیہ بن صالح پھر نصر بن محمود پھر احمد بن نصر ۴۷۳ھ تک وہاں فرمانروا رہے پھر دیار حلب پر غلبہ شرف الدولہ مسلم بن قریش صاحب موصل کا ہو گیا۔ دولت بنی مرداس ختم ہوگئی ۵۰ برس ان کی حکومت رہی۔

دولت آل براق ملوک کرمان

سنہ ۶۲۱ھ سے ۷۰۳ھ تک نو نفر نے اس جگہ حکمرانی کی اول براق بارس حاکم کرمان خوارزم شاہ کی طرف سے رہا ۶۳۲ھ میں مرگیا پھر اسکا بیٹا رکن الدین مبارک بیٹھا۔ پھر سلطان قطب الدین ابن عم مستولی ہوگیا۔ ۶۵۵ھ میں مرگیا۔
پھر اسکا بیٹا سلطان حجاج حاکم ہوا۔ ۶۶۹ھ میں مرگیا پھر اسکا بھائی سلطان سیورغتمش بن قطب الدین قائم ہوا۔ ۶۸۱ھ میں معزول ہوکر رہا۔ بے اسکے مدت تک اسکی بہن شاہ خاتون حکمران رہی پھر سلطان مظفر الدین محمد ہوئے یہ ۷۰۳ھ ہجری میں مرگئے۔ انکی جگہ ابن عم انکا سلطان قطب الدین شاہ جہان قائم ہوا۔ یہ بڑا ظالم تھا۔ مغول نے اس سے ملک چھین لیا۔

ملک تونس و افریقہ

ان کو گمان ہے کہ یہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔ ان کے جد کا نام

ابو حفص عمر ابن کو ورث تھا۔ بعد فاطمین کے ۵۵۱ھ مین عبد المومن نے اپنے بیٹے محمد کو ولیعہد کیا۔ پھر عبد الواحد بن ابی حفص حاکم ہوا پھر ابو زکریا یحیٰے اس کا لقب امیر المومنین ہوا پھر محمد بن زکریا اسکا لقب منتصر ہے پھر یحیٰی بن یحیٰی سترہ دن حاکم رہا پھر ابو اسحاق ابراہیم بن یحیٰے بن عبد الواحد امیر ہوا۔ پھر ملک کو ایک شخص سے ابل بجاے نے لیا۔ اُسکا نام محمد بن عمارہ تھا۔ چار برس حاکم رہا پھر سلطنت حفصین مین ابی عمر بن یحیٰے ملک ہوے پھر عبد الرحمن ۲۰ پچیس دن بعد معزول کیے گئے پھر ابی عفیدہ بادشاہ ہوے۔ پھر ابو بکر بن عبد الرحمن مخلوع پھر ابو البقا۔ پھر ابو یحیٰی زکریا لحیانی پھر بلاد مغرب کو ابو بکر بن یحیٰی نے لیا اسکے بعد اُسکا بیٹا ابو فارس محمد عبد العزیز امیر ہوا وہ بازار مین مارا گیا پھر اُسکا بیٹا ثابت بن محمد جانشین ہوا۔ وہ بھی مارا گیا۔ تب فرنج طرابلس مغرب پر غالب آگئے۔ پھر ابو بکر بن محمد نے لشکر کو جمع کر کے فرنج کو شکست دی۔ اسکی جگہ علی بن عمارہ قائم ہوا۔ ۸۰۰ھ مین یحیٰے ابن ابی بکر نے امارت پائی ابو فارس نے اپنا قبضہ کر لیا دولت آل عمارہ ختم ہوئی ۸۳۳ھ مین ابو فارس مر گئے انکی جگہ منتصر ابو عبد اللہ محمد بن الامیر محمد المنصور حاکم ہوے۔ پھر انکا بھائی عثمان بن محمد امیر ہوا۔ پھر ان کے پوتے یحیٰے بن مسعود نے امارت پائی یہ عبد المومن کے ہاتھ سے مارا گیا پھر تونس عبد المومن بن ابراہیم بن عثمان نے لے لیا۔ اُس کے بعد اُس کا بھائی زکریا امیر ہوا ۸۹۹ھ مین دبا ے عام سے مر گیا پھر سلطنت ہاتھ مین محمد بن حسن کے آئی [illegible] لہو لعب وخمر مین مشغول رہتا تھا ۹۱۶ھ ہجری مین فرنج نے طرابلس نے لیا۔ ۴۲۔ برس انکے ہاتھ مین رہا۔ ان سے سنان پاشا اور رستم پاشا وزیر سلطان سلیمان خان رومی ترک نے ۹۵۸ھ مین چھین لیا۔ محمد بن حسن نے تیس برس سلطنت کی۔ پھر ان کا بیٹا سلطان حسن بیٹھا۔ سلطان سلیم خان نے سارا ملک

افریقہ مع تونس سنہ ۹۴۱ھ میں لے لیا۔ پھر فرنج نے لے لیا۔ پھر سلطان سلیم نے سنہ ۹۸۱ھ میں فرنج سے چھین لیا جب سے ابھی تک انھی خاندان میں ہے۔

دولت آل قرمان

یہ قرمان اصل میں ارمنی تھا پھر مسلمان ہو گیا۔ قرمان نے نزدیک سلطان علاء الدین کیقباد سلجوقی کے رسائی حاصل کی۔ سلطان نے اپنی بہن کا بیاہ اس سے کر کے والی بلاد لارندہ کا بنایا۔ اس نے بلاد سلفکہ کو فتح کیا۔ بعد وفات سلطان کے سارے ممالک پر مستولی ہو گیا۔ اور ان بلاد کا نام اپنے نام پر رکھا مدت تک سلطنت کی پھر اس کی جگہ علاء الدین اس کا بیٹا بیٹھا سلطان بایزید کی لڑائی میں مارا گیا۔ پھر محمد بلاد قرمان پر بجائے باپ کے حاکم ہوا پھر اسکا بیٹا ابراہیم مقرر ہوا سلطان مراد خان نے اپنی بہن اس کے نکاح میں دی۔ ابراہیم سنہ ۸۵۹ھ میں مر گیا۔ چالیس برس سلطنت کی۔ پھر اس کا بیٹا اسحاق قائم ہوا پھر اس کا بیٹا سلطان مصطفےٰ۔ اس پر یہ دولت ختم ہو گئی۔ یہ ملک ہاتھ میں دولت عثمانیہ کے آ گیا۔

دولت غوریہ

اصل میں اہل غور ترک ہیں۔ ملک خطا سے اکثر جبل غور میں آ کر بسے سنہ ۵۲۵ ہجری سے ان کی ابتدا ہوئی سنہ ۶۱۲ ہجری میں انتہا اول ملوک ان میں سیف الدین محمد بن الحسین بہرام شاہ غزنوی کا داماد ہے یہ مارا گیا اسکی جگہ اسکا بھائی سوری بن الحسین۔ ہوا۔ اسکو بہرام شاہ نے تہ تیغ کیا پھر اس کی جگہ علاء الدین حسن بن الحسین اسکا بھائی متولی ہوا۔ اسکا لقب جہانسوز ہے۔ یہ بھی بہرام شاہ سے بدلہ بھائی کا لینے گیا تھا۔ لیکن وہ بھاگ کر بلاد ہند میں چلا گیا۔ علاء الدین غزنی پر مستولی ہو گیا اور آگ لگائی۔ بلکہ سب کی قبریں کھدوا کر سوائے سلطان محمود کی قبر کے ہڈیوں میں بھی

آگ لگا دی۔ اسی سے جہانسوز کہلایا۔ اور بہرام شاہ کا تعاقب ہند تک کیا۔ اور اُس کو لاہور لا۔ پھر اسکے بیٹے خسرو شاہ سے لڑا اور اُس سے بھی غزنی چھین لیا۔ یہان تک کہ اُسنے پنجاب ہی مین رہنا قبول کیا۔ علاء الدین نے اپنا لقب سلطان اعظم رکھا سنہ ۵۵۱ھ مین مر گیا تیرہ برس حکومت کی۔

سیف الدین بن علاء الدین اپنے باپ کے بعد غور کا بادشاہ ہوا۔ اور نہایت عدل اور انصاف کیا۔ اور سخاوت کے واسطے مشہور تھا۔ لیکن صرف ایک برس کمی سے حکومت کی اور قوم غزنی کی لڑائی مین۔ ابوالعباس کے ہاتھ سے مارا گیا

تب غیاث الدین بن سام بن حسین اپنے چچیرے بھائی کی جگہ بادشاہ ہوا۔ ابوالعباس کو قتل کیا۔ اور تمام اطراف کے ملک مثل قندھار اور غزنی اور غرجستان اور ہرات اور نیشاپور بلکہ تمام خراسان اُسکے تصرف مین در آیا۔ اور اپنے بھائی شہاب الدین کو غزنی کی حکومت سپرد کی۔ غیاث الدین نے ۴۲ برس بادشاہت کر کے سنہ ۵۹۹ھ مین انتقال کیا۔ اُسکی عمر سٹھ سال کی ہوئی اُسکے بعد اُسکا بھائی شہاب الدین محمد غوری جانشین ہوا۔ اُسنے اپنے بھائی غیاث الدین کے حکم سے ہندوستان پر فوج کشی کی خسرو شاہ کو قتل کیا اور ملتان کو لے لیا۔ اسکے بعد آہستہ آہستہ ہندوستان مین بڑھتا گیا۔ آخرش ۵۸۸ ہجری مین راے پتھورا سے دہلی کے قریب پانی پت مین مقابل ہوا اور اُسکو شکست دے کر ہندوستان پر قابض ہو گیا۔ اور ہندوستان اپنے ایک غلام قطب الدین ایبک کے سپرد کر کے غزنی کو واپس آیا۔ اور خراسان کو اپنے اقران پر تقسیم کیا۔ پھر محمد خوارزم شاہ سے لڑا۔ جس مین شہاب الدین کو شکست ہوئی۔ لیکن پھر مصالحہ ہو گیا۔ پھر کوہ جودی کے بسنے والون کی تنبیہ کو کئی بار گیا۔ تیسری مرتبہ کی واپسی مین مقام دمیک مین

شہید ہوا۔ اسنے ہندوستان مین مستقل حکومت قائم کی۔ اسکے بعد اُسکا بھتیجا محمود بن غیاث الدین فرمانروا رہا۔ لیکن خوارزم شاہیون کا زور رہا اور سنہ ۶۰۷ھ مین مارا گیا۔

پھر بہاء الدین سام بن محمود۔ حاکم ہوا وہ بھی مارا گیا۔ سنہ ۶۰۹ ہجری مین یہ دولت ختم ہوئی۔ اور خوارزم شاہی غالب آئے۔ لیکن ہندوستان پر اُن کے مملوک برابر فرمانروا رہے۔

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت
سنہ ۵۲۵ھ	سیف الدین محمد بن الحسین	
سنہ ۵۴۰ھ	سوردن بن الحسین	
سنہ ۵۴۵ھ	علاء الدین حسن بن الحسین	
سنہ ۵۵۱ھ	سیف الدین بن علاء الدین	
سنہ ۵۵۶ھ	غیاث الدین سام بن حسین	
سنہ ۵۹۹ھ	شہاب الدین بن محمد غوری	
سنہ ۶۰۲ھ	محمود بن غیاث الدین	
سنہ ۶۰۷ھ	بہاء الدین بن محمود	سنہ ۶۰۹ھ مین یہ خاندان ختم ہو گیا۔

دولت چنگیزیہ تاتاریہ مغولیہ

دنیا مین ترک و تاتار سب قومون سے زیادہ ہین ان کی اصل ملک چین و تاتار ہین جسکو اسوقت منگولیہ اور منچوریہ کہتے ہین۔ روس اور تاتار روس یا جس کو سائبیریا کہتے ہین اور نوروے سویڈن ہے۔ انکو دشت قپچاق بھی کہتے ہین کل ملک جو ایشیا اور یورپ کے اتر ہے۔ اُن کے رہنے والون کو یافث بن نوح کی

اولاد سے بتلاتے ہین پہلے ان کی نسل ترک کہلاتی تھی۔ ان مین ایک بادشاہ الخنہ خان ہوا اسوقت ترک سب ایمان سے پھر گئے النخنہ خان کے دو بیٹے ہوئے ایک کا نام تاتار اور دوسرے کا نام مغل تھا جب دونون بیٹے شعور مند ہوے اُسنے اپنا ملک دونون پر تقسیم کیا۔ طبقہ تاتاریون مین سے جن شخصون نے اور طبقہ مغلون مین جو شخصون نے بادشاہی کی۔

پہلے تاتار خان پھر بوقا خان پھر تلجیہ خان پھر ایلی خان پھر اتسز خان پھر اتردو خان پھر سونج خان ہوا سونج خان کے عہد مین تور بن فریدون ماوراءالنہر اور ترکستان پر قابض ہو گیا مغول خان کا بیٹا۔ قرار خان تھا وہ تخت پر بیٹھا۔ اُسنے قراقرم کو دارالسلطنت بنایا۔ اُسکا بیٹا۔ اغور خان پیدا ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ اور باپ کو مار کر تخت پر بیٹھا وہ تمامی تاتار اور مغول پر حاکم ہو گیا۔ پھر کون خان بن ارغون پھر آئے خان بن ارغون پھر یلدز خان بن ارغور خان پھر منگلی خان بن یلدز پھر تنگز خان بن آئے خان۔ پھر ایل خان بن تنگز خان بادشاہ ہوا۔ اسی کے زمانے مین تور بن فریدون ماوراءالنہر اور ترکستان کا حاکم تھا تور بن فریدون اور سونج خان نے اتفاق کر کے ایل خان پر فوج کشی کی۔ اس مین سب مغول مارے گئے۔ صرف چند آدمی بچ گئے تھے کہ شب کے وقت بھاگے۔ اور ایک پہاڑ مین جا چھپے۔ وہین انکی نسل بڑھی تب انھون نے اپنے اصلی ملک کی طرف توجہ کی۔ اور الان قوا کو جس کو [illegible]لی بھی کہتے ہین۔ اپنا بادشاہ بنایا پھر اُسکا بیٹا بوزنجیر خان توران کا بادشاہ ہوا۔ پھر اُسکا بیٹا بوقا خان پھر تومنن خان بن بوقا خان پھر قائدو خان بن تومنن پھر بایسنقر بن قائدو خان پھر تومنہ خان بن بایسنقر بادشاہ ہوا۔ تیمور لنگ کا نسب اسی سے ملتا ہے۔ پھر قاجولی بہادر بن تومنہ خان پھر

ایلچیکدای

قبل خان بن تومنہ پھر تویلہ خان بن قبل خان پھر برتان بہادر بن قبل خان پھر یسوکا بہادر بن برتان بہادر پھر چنگیز خان بن یسوکا بہادر تخت نشین ہوا اسکی پیدائش سنہ ۵۴۹ھ مین تھی۔ وقت پیدائش کے اُس کا ہاتھ خون آلودہ تھا۔ عقلا منے خونریزی پر محمول کیا جب تیرہ برس کا ہوا۔ تو اُسکا باپ مرگیا۔ اس کا خاندان اسکی مملکت موروثی پر حاوی ہوگیا۔ تب اُسنے اورنگ خان کے تقرب مین اقتدار حاصل کیا۔ اور اُسکی مدد سے اپنی موروثی مملکت پر حاوی ہوگیا۔ پھر اور اختیار بڑھایا خود اورنگ خان سے لڑکر اُسکو شکست دی اور تمام تاتاریون کے ملک پر مسلط ہوگیا۔ ترکستان وغیرہ اُس کی حکومت مین دراآئے۔ اور شہنشاہ کا لقب لیا۔ محمد خوارزم شاہ سے لڑکر کل ملک خراسان۔ غزنی۔ ماوراالنہر اور بڑا حصہ فارس کا لے لیا۔ اور محمد خوارزم شاہ اُسوقت مین بڑے عروج پر تھا یہان تک کہ خلیفہ بغداد پر ایک امر کے باعث سے کہ وقت استیلا غیاث الدین غوری کے ظہور مین آیا فوج کشی کی خلیفہ بغداد نے چنگیز خان کو نامہ لکھا اور وہ اُسکو پاکر قراقرم سے روانہ ہوا۔ اور محمد خوارزم شاہ کو برابر شکست ہوتی گئی۔ یہان تک کہ وہ مر گیا۔ اور اُسکے بیٹے جلال الدین نے مقابلہ کیا۔ اور مغلون کو شکست دی لیکن جب چنگیز خان نے خود فوج کی افسری اختیار کی تو جلال الدین کو شکست ہوئی اور دریائے سندھ کو عبور کرکے جانبر ہوا۔ اس درمیان مین چنگیز خان کو جو شہر و دیار ملے سب مین آگ لگادی۔ اور تمام باشندون کو تہ تیغ بیدریغ کیا۔ خون کے پرنالے چلے۔ اور شہر قارون۔ ذوقاعہ۔ بارتوق۔ نور۔ بخارا۔ شہر انزار۔ شقناق۔ باوزکند۔ جند۔ خجند۔ فناکت۔ سمرقند۔ بلخ۔ ہرات۔ خوارزم۔ مازندران۔ رے۔ ہمدان۔ قم۔ قزوین۔ طوس۔ آذربائجان۔ اردبیل۔ تبریز۔ کرخ۔ گرجستان۔ دیار بکر۔ ربیعہ۔ مراغہ۔ عراق۔ خوے۔ بلقان۔ گنجہ۔ شماخی۔ نخشب۔ ترمذ۔ سنکرت۔ ساماند۔

طالقان۔ بامیان۔ خراسان۔ مرو۔ نیشاپور۔ غزنی۔ قبچاق۔ سوارق۔ ارس۔ دربند
سات برس کے عرصہ مین اُسکے قبضہ مین درآئے۔ اور بڑا قتل عام اور اکثر شہرون
کو ویران کیا۔ اور دربند کے راستے سے لوٹ کر بخارا مین قاضی اشرف اور
ایک کو واعظون مین سے طلب کیا۔ اور اسلام کے احکام دریافت کیے اُنھون نے
کہا کہ کلمۂ طیبہ۔ پڑھنا۔ نماز ادا کرنی۔ روزہ رکھنا۔ زکاۃ دینا اور حج بیت اللہ
بیان کیا۔ اُسنے اور سب باتون کو تسلیم کیا۔ لیکن اُسنے حج کے بہ نسبت کہا کہ تمام زمین
اللہ کی ہے۔ قاضی اشرف نے اسکو مسلمان کہا۔ اور واعظ نے انکار حج سے کافر کہا۔
اُسوقت اقلیم پارس مین ایک سو بادشاہ تھے لیکن کسی کو چنگیز خان کے مقابلے کی طاقت
نہ تھی۔ لکھا ہے کہ بلخ مین بارہ سو جامع مسجد اور اسی قدر حمام تھے۔ سب کو خاک کے
برابر کر ڈالا۔ اور مرو مین تیرہ لاکھ اور نیشاپور مین سترہ لاکھ سینتالیس ہزار آدمی۔
اور ہرات مین اُنیس لاکھ سات سو آدمی قتل ہوے۔ علیٰ ہذا القیاس اسی قدر آدمی
ہر شہر و بلاد مین مارے گئے۔ چنگیز خان۔ اپنے لشکر مین بیمار ہو کر ماہ۔ رمضان ۶۲۴ سنہ
ہجری مین مرگیا۔ اور پچیس برس سلطنت کی۔ اُس کی اولاد لونڈیون وغیرہ سے
قریب پانسو کے تھی۔ لیکن اُن مین چار بیٹے ممتاز تھے۔ سب سے بڑا۔

پہلا جوجی خان تھا جو دشت قبچاق (سائبیریا) کی حکومت پر بیٹھا۔

دوسرا چغتائی قاآن تھا جسکو خوارزم۔ ترکستان۔ خراسان اور ماوراء النہر
کی حکومت دی گئی۔ یہی تیمور کے خسر کا مورث تھا۔ اسی سے خاندان تیموریہ چغتائی
کہلاتا ہے۔

تیسرا اوکتائی خان قاآن اسکو چنگیز خان نے اپنا ولیعہد کیا تھا۔

چوتھا۔ تولی خان کہ اُس کو حکومت ملک خطا وغیرہ کی دی۔

لیکن تھوڑے عرصہ مین چنگیز خان کی اولاد اس قدر بڑھی کہ دس ہزار ہو گئی

جوجی خان بن چنگیز خان

یہ شخص چنگیز خان کے چھ مہینے پہلے مرگیا۔ اور سات بیٹے چھوڑے لیکن اسکی جگہ اسکا بڑا بیٹا باتو خان قائم ہوا جسنے ملک روس اور بلغار وغیرہ فتح کئے۔ اور ۶۵۳ھ مین مرگیا۔ اسنے قلعۂ فرنگ جو اب جرمنی مین ہے اسکا بھی محاصرہ کیا تھا۔ اور ہنگری دریائے ڈینیوب وغیرہ تک قبضہ کرلیا تھا۔ اسکے بعد اسکا بھائی برکہ خان بادشاہ ہو کر مسلمان ہوگیا اور اسکے خاندان مین وہان ۳۲۔ آدمیون نے بادشاہت کی۔

چغتائی قاآن بن چنگیز خان

اسکو چنگیز خان نے حکومت ماوراء النہر۔ خوارزم۔ بدخشان۔ غزنی۔ بلخ وغیرہ کی سپرد کی۔ یہ ۶۳۸ھ مین مرگیا۔ اسکی اولاد مین تیس آدمیون نے توران مین حکومت کی۔

اوکتائی قاآن بن چنگیز خان

یہ شخص اپنے باپ کے بعد اسکا جانشین ہوا۔ سبھون نے اسکی اطاعت کی۔ تیرہ برس حکومت کی۔ ۶۳۹ھ مین مرگیا اسکے بعد اسکی بی بی جانشین ہوئی جس سے سلطنت مین فتور پڑا۔ تب اسکا بیٹا کیوک خان جانشین ہوا۔

تولی خان بن چنگیز خان

یہ شخص اپنی فوجی افسری کے واسطے مشہور تھا۔ اور ممالک خطائی فتح کرکے مرگیا۔ اسکے چار بیٹے تھے منکو قاآن۔ ہلاکو خان۔ قوبلا قاآن۔ اور ارتق بوکا

۱۔ منکو قاآن نے چین اور ماچین جسمین برہما داخل ہے فتح کیا اور بیمار ہو کر ۶۵۵ھ مین مرگیا۔

۲۔ قوبلا قاآن اپنے بھائی کے بعد تخت خطا پر بیٹھا۔

۳۔ ارتق بوکا دوسرا بیٹا تولی خان کا قراقرم مین بجائے چھوٹے بھائی کے

تخت نشین ہوا۔ اور دونوں بھائیوں تویلا قاآن اور ارتق بوکا۔ مین لڑائی ہوئی۔
آخرش ارتق بوکا نے تویلا قاآن کی اطاعت کی۔ تویلا قاآن نے ۳۵ برس
حکومت کی ۶۹۳ھ مین مرگیا۔
تیمور قاآن بن جیم کیم بن تویلا قاآن اپنے دادا کی جگہ بیٹھا۔ اور چھ برس سلطنت
کرکے مرگیا۔ اور اُسکے بعد اُسکی اولاد مین پشت در پشت چودہ شخصون نے
بادشاہت کی۔

۴۔ ہلاکوخان بن تولی خان بن چنگیز خان۔

اُسکو اُسکے بھائی منکو قاآن نے واسطے فتح بلاد عرب کے تعینات کیا۔ وہ سوا لاکھ
آدمیون سے روانہ ہوا اور ۶۵۱ھ مین قراقرم سے چلا پہلے قلعۂ الموت کو کہ
طبرستان مین تھا قبضہ کیا۔ یہ رافضیون کے دخل مین تھا اُن کی بیخ کنی کرڈالی اور مؤیدالدین
محمد وزیر خلیفہ بغداد بھی رافضی تھا۔ اور ابوبکر بن خلیفہ مستعصم نے رافضیون کو
غارت کرایا۔ اس سبب سے مؤیدالدین کو بدلا لینا مقصود ہوا اور خفیہ ہلاکوخان سے
سازش کرکے عباسیون کو ذلیل کرانا چاہا۔ وزیر مذکور نے خلیفہ بغداد سے یہ بات پیش کی کہ
بالفعل اس قدر لشکر رکھنے کی ضرورت نہین ہے اُس مین تخفیف کی۔ اور جو باقی رہے
اُنکو کسی سمت روانہ کردیا۔ جب ہلاکوخان قریب بغداد کے پہونچا نہایت خوف ہوا۔
اہل شہر بغداد نے کہ قریب بیس لاکھ کے تھے۔ ہتھیار اُٹھانا چاہا۔ تب وزیر مذکور نے کہا کہ
مجھکو اجازت ہو تو ہلاکو کو راضی کرتا ہون۔ خلیفہ مستعصم اُس وقت اُسکے مکر کو نہ سمجھے
اور اُسکو اجازت دی جب ہلاکوخان کے پاس گیا گفتگو تنہائی مین اُس سے
باتین رہین۔ پھر واپس آکر خلیفہ سے کہا کہ ہلاکوخان مثل طغرل بیگ ترک کے آپکی
بیعت کو آیا ہے۔ اور اپنی بیٹی سے ابوبکر آپ کے بیٹے کی شادی چاہتا ہے اور آپکو مع
عمائد اور علماء وغیرہ کے ملاقات کے واسطے بلایا ہے۔ خلیفہ مستعصم۔ اس فقرے مین

آگئے اور اُسکے پاس مع علما و فضلا اور عمائد کے گئے اُسنے سب کو قتل کرایا۔ بغداد پر
قبضہ کرلیا خوب خزانہ ہاتھ آیا اور قتل عام کیا۔ پھر وہان سے مراغہ کی طرف بڑھا۔
سلطان بدرالدین حاکم موصل اور سلطان عزالدین بادشاہ ارض روم نے
اطاعت قبول کی۔ اُسکے بعد پھر ہلاکو خان ملک شام کی طرف بڑھا اور حلب کو لوٹا
اہل دمشق نے یہ سنکر قاصد اطاعت کے واسطے روانہ کیا۔ اُسی درمیان مین۔
منکو قاآن کے مرنے کی خبر پہونچی اور ہلاکو خان وہان سے لوٹا اور بشموت
بن ہلاکو نے موصل کو لوٹا لیکن جب دمشق کا قصد کیا تب ملک مظفر بادشاہ مصر کے ہاتھ
سے شکست اُٹھائی۔ یہ ملک مظفر غلامان نے خاندان صلاح الدین بن ایوب کے تھا جسنے
فرنگیون سے بیت المقدس وغیرہ لے لیا۔ الغرض ہلاکو خان دربند سے ہوکر جاتے
مین حضرت ابو یعقوب او محمد خواجہ دربندی کے تصرفات کو دیکھکر مسلمان ہوگیا۔
سنہ ۶۶۳ ہجری مین مرگیا ہلاکو کی جگہ اُسکا بیٹا ابقا قاآن تبریز مین تخت نشین ہوا وہ بھی
مصریون سے شکست کھاکر سنہ ۶۸۰ھ مین مرگیا۔ اُس کی جگہ اُسکا بھائی نکودار بن
ہلاکو خان تخت نشین ہوا وہ مسلمان ہوگیا۔ اور اپنا نام احمد رکھا سنہ ۶۸۳ ہجری مین مرگیا
اُسکی جگہ اُسکا بھائی ارغون خان بن ابقا خان تخت پر بیٹھا اور سات برس بادشاہت
کرکے سنہ ۶۹۰ھ مین مرگیا۔ اُسکی جگہ اُسکا بھائی کیخاتو خان بن ابقا قاآن تخت نشین ہوا
اور چار برس حکومت کرکے سنہ ۶۹۴ ہجری مین مرگیا۔ اُس کی جگہ اُسکا بھتیجا غازان بن
ارغون بن ابقا قاآن تخت نشین ہوا۔ اور مسلمان ہوکر سلطان محمود کا لقب لیا
دین کو رونق دی سنہ ۷۰۳ھ مین مرگیا۔
الجایتو خان بن ارغون خان بھائی کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اور اپنا نام سلطان
محمد خدابندہ رکھا۔ اُسکا حکم تمام شام۔ کرمان۔ سیستان۔ قبچاق۔ ارس۔ روس۔
بلغار۔ ماوراءالنہر۔ خطا۔ خوارزم۔ اور۔ گیلان پر جاری تھا۔ اور دین اسلام کو بہت

رونق ہوئی۔ تمام تاتاری اور مغول اسی کے باعث سے مسلمان ہو گئے۔ اسکے بعد سلطان ابوسعید خان بن سلطان محمد خدابندہ تخت نشین ہوا۔ یہ بارہ برس کی عمر میں بیٹھا۔ اٹھارہ برس بادشاہی کی ۔ سنہ ۷۳۶ ہجری مین مرگیا۔ اسکے بعد تمامی سلطنت مغول میں طوائف الملوکی آگئی۔ چنگیز خان کے خاندان سے جو جہان کا حاکم تھا وہ خود سر حاکم بن گیا۔ یہان تک کہ امیر تیمور گورکان کا زمانہ پہونچا۔

دولت ازبکیہ

ازبک ایک شخص اولاد سے چنگیز خان کے تھا کہ ماوراءالنہر کا حاکم رہا۔

دولت آل کرت

یہ لوگ بامروت اور دلیر ہوئے ہین۔ اصل انکی ترک ہے اور سلطنت خاندان سبکتگین سے انکو پہونچی۔ سلطنت بلخ اور ہرات اور غزنی اور کابل کی ہرتون ان سے متعلق رہی ہے اور آٹھ آدمی اس خاندان مین بادشاہ ہوے۔ اول ان مین ملک شمس الدین محمد بن ابا بکر کرت ہے۔ اور آخر ان مین کا ملک غیاث الدین ہے کہ اسکے ملک کا زوال امیر تیمور گورکان کے ہاتھ پر ہوا۔ اور ملک شمس الدین بھانجا ملک رکن الدین غوری کا ہے کہ وقت مین چنگیز خان کے تھا۔ ۳۳ برس حکومت کرکے سنہ ۶۷۶ھ مین مرگیا۔

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت	کیفیت
سنہ ۶۴۳ھ	ملک شمس الدین کرت	بلخ	تبریز مین مرگیا۔
سنہ ۶۷۶ھ	ملک شمس الدین کہین بن شمس الدین۔	ہرات	
سنہ ۷۰۵ھ	ملک فخر الدین بہین بن کہین۔	”	الجایتو خان سے لڑا۔ اور اسکا
سنہ ۷۰۶ھ	ملک غیاث الدین بن کہین۔	”	سالار لشکر مارا گیا۔
سنہ ۷۲۹ھ	ملک شمس الدین بن غیاث الدین۔	”	اسکے عہد مین مولانا محمد ابن حسام الدین متم
سنہ ۷۳۰	ملک حافظ بن شمس الدین		

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت	کیفیت
سنہ ۷۳۲ھ	ملک معزالدین حسین بن شمس الدین	ہرات	اسکے زمانہ مین مولانا مظفر ہروی تھے اور انھون نے قصیدہ بادشاہ کی مدح مین لکھا۔
سنہ ۷۷۱ھ	ملک غیاث الدین بن علی نواسہ معزالدین۔	"	یہ خاندان تیمور لنگ کے ہاتھ سے ۷۸۳ھ مین ختم ہوا۔

دولت آل مظفر

انمین کا پہلا شخص محمد مظفر ہے۔ اور انکی اصل خراسان ہے۔ اسکے باپ نے سلطان محمد خدا بندہ کے زمانے مین کچھ قوت پائی۔ اور امارت حاصل کی وہ دلاور اور شجاع تھا اور سلطان ابوسعید خان کے زمانے مین مرگیا۔ اُس کے بیٹے محمد مظفر نے اُسکی جگہ عہدہ امارت کا پایا۔ اور جب بعد مرنے ابوسعید خان کے انقلاب ہوا۔ محمد مظفر یزد پر متصرف ہوگیا۔ اور بادشاہ شیخ ابواسحاق کہ شیراز کا حاکم تھا اُس سے لڑا۔ اور اُسکو ہلاک کیا۔ اس شاہ شیخ ابواسحاق کا باپ شیراز کا حاکم ابوسعید خان کے عہد مین مقرر ہوا تھا۔ محمد مظفر اب فارس پر متصرف ہوا۔ اور جس طرف رُخ کرتا اُسکو فتح نصیب ہوتی۔ یہانتک کہ ۲۴ برس سلطنت کی تب اسکے بیٹے شاہ شجاع نے سنہ ۷۶۰ھ مین اُسپر بغاوت کی اور اُسکو قید کرکے اندھا کیا۔ شاہ شجاع اپنے فضائل مین یگانہ تھا۔ اور بعد محمد مظفر کے عراق عجم۔ فارس اور کرمان پر سلطنت کی لیکن اُسکے درمیان اور درمیان اسکے بھائی قطب الدین شاہ محمود کے کہ حاکم اصفہان تھا نزاع ہوئی۔ اس نزاع مین سلطان اویس نے کہ حاکم بغداد تھا اپنے داماد شاہ محمود کی مدد کی اور اسکو کامیابی ہوئی اور شیراز پر متصرف ہوگیا۔ پھر شاہ محمود سولہ برس حکومت کرکے اپنے بھائی شاہ شجاع کے زمانۂ زندگی مین مرگیا۔

آخر مین شاہ شجاع اور سلطان اویس سے لڑائی ہوئی اور شاہ شجاع کو کامیابی ہوئی۔ شاہِ شجاع کا انتقال ۷۸۶ھ مین ہوا۔ اُسکا وزیر خواجہ جلال الدین توران شاہ تھا جسکی تعریف خواجہ حافظ نے اپنے اشعار مین کی ہے۔

شاہِ شجاع کے بعد اُسکا بیٹا زین العابدین۔ تخت نشین ہوا۔ جب اُس نے تیمور کے زور شور کا حال سُنا اُسکے خوف سے تستر کی طرف گیا جہان اُسکا چچا شاہ منصور بن محمد حاکم تھا اُسنے ۷۹۱ھ ہجری مین شاہ زین العابدین کو قید کیا۔ اور خود بادشاہ عراق اور فارس وغیرہ کا ہوگیا۔ یہان تک کہ ۷۹۵ھ مین تیمور سے لڑا اور تیمور نے اُس کو شکست دی اور یہ خاندان ختم ہوا۔

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت
۷۱۸ھ	محمد مظفر	
۷۶۰ھ	شاہ شجاع بن محمد مظفر۔	
۷۸۶ھ	زین العابدین بن شاہ شجاع	۷۹۵ھ مین یہ خاندان ختم ہوا۔
۷۹۱ھ	منصور بن محمد مظفر	

تفصیل بادشاہان فارس یعنی ملک ایران

فارس یا پارس ایک وسیع ملک ہے۔ حد شرقی۔ بلخ و ہند۔ حد جنوبی۔ بحر عمان و ہند حد غربی۔ عرب و دیار بکر۔ حد شمالی چرکس و بدخشان اس مین بہت ولایات ہین۔ مکران سجستان۔ زابلستان۔ خراسان۔ استرآباد۔ کرمان۔ خورستان۔ بورستان۔ عراق عجم۔ طبرستان۔ آذر باجان۔ ایران شروان گرجستان۔ جیلان۔ داغستان۔ ان کے طبقات اور دولت کا حال اوپر

لکھا گیا ہے۔ سواے دولت صفویہ کے کرمان کے بادشاہون کا اور دوسرے مابعد کے بادشاہون کو بھی یہان لکھا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ جب اسلام آیا۔ پہلے ملوک بنی اُمیہ حاکم ہوے۔ پھر خلفائے عباسیہ اکثر ولایات کے حکام ہوئے۔ بعد وفات خلیفہ مامون الرشید عباسی کے۔ اکثر حکام زمین مستقل بن بیٹھے۔ طوائف الملوک ہو گیا۔ خراسان مین آل طاہر تھے۔ عراق مین دیالمہ تھے۔ غزنی مین آل ناصر غزنوی تھے سیستان مین آل لیث رہے۔ ماوراء النہر مین سلاجقہ ہوئے پھر خوارزم شاہیان آئے پھر چنگیز خان کا دور آیا۔ چنگیز خان کا لشکر فارس مین سنہ ٦٢٦ ہجری مین آیا اُس کا بیٹا اُس کے بعد تخت مغولستان پر بیٹھا۔ سنہ ٦٥٦ ہجری مین بغداد ہلاکو خان کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ سنہ ٦٥٧ھ مین ہلاکو خان شام کی طرف متوجہ ہو۔ سنہ ٦٦٣ھ مین مر گیا۔ ملک ایران اپنے پانچون بیٹون پر تقسیم کر گیا۔ پھر طوائف الملوکی ہو گئی۔ سنہ ٧٣٠ ہجری تک بابل مین ادیس جلابر حاکم رہا۔ سنہ ٧٦٦ ہجری تک عراق مین طغا تیموری تھے۔ سنہ ٧٨٦ھ تک خراسان پر سربدار تھے۔ سنہ ٧٥٤ھ تک شیراز مین انجوی اتابک تھے۔ پھر کرمان مین آل مظفر تھے۔ سنہ ٧٥٦ھ مین فارس مین انجوی حکمران تھے۔ سنہ ٧٨٣ھ مین تیمور نے ایران لے لیا۔ سنہ ٨٦١ھ مین سلطان ابو سعید آخرین تیموریہ تھا۔ سنہ ٩٠٦ھ سے دولت صفویہ شروع ہوئی۔ سنہ ١١٣٢ھ مین محمود غلجی غالب ہو گیا۔ سنہ ١١٤٨ھ مین نادر شاہ تخت پر بیٹھا۔ سنین جلوس اور اسماے ملوک تیمور سے تا محمد شاہ قاچار اس طرح پر ہین۔ واضح رہے کہ خاندان صفویہ حضرت سید صفی الدین اردبیلی کی اولاد سے ہین جنکا حال اوپر گذرا۔

سال جلوس	نام ملوک	کیفیت مختصر
سنہ ٧٨٢ھ	تیمور لنگ صاحبقران	
سنہ ٧٩٩ھ	شاہرخ مرزا ابن امیر تیمور	

سال جلوس	نام ملوک	کیفیت مختصر
سنہ ۸۵۰ھ	مرزا الغ بیگ بن مرزا شاہرخ	
سنہ ۸۵۳ھ	مرزا عبد اللطیف بن مرزا الغ بیگ	
سنہ ۸۵۴ھ	بابر مرزا بن بایسنقر بن مرزا شاہرخ	
سنہ ۸۶۱ھ	سلطان ابو سعید بن سلطان محمد بن میران شاہ	
سنہ ۹۰۸ھ	سید اسمٰعیل صفوی بن سلطان حیدر بن جنید	یہی شخص اول بادشاہ خاندان صفوی کا ہے جو سادات سے تھے اور ایران کے بادشاہ ہوئے
سنہ ۹۳۲ھ	سید طہماسپ صفوی بن اسمٰعیل صفوی	
سنہ ۹۸۳ھ	سید اسمٰعیل ثانی صفوی بن طہماسپ شاہ	
سنہ ۹۸۵ھ	سید محمود خدابندہ	
سنہ ۹۹۶ھ	سید عباس بن خدابندہ بن طہماسپ شاہ	
سنہ ۱۰۳۸ھ	سید شاہ صفی ثانی بن صفی مرزا بن عباس	
سنہ ۱۰۵۲ھ	سید عباس ثانی بن شاہ صفی	
سنہ ۱۰۷۷ھ	سید سلیمان 〃 بن عباس	
سنہ ۱۱۰۷ھ	سید صفی ثالث 〃 بن سلیمان	
سنہ ۱۱۳۵ھ	سید طہماسپ ثانی 〃 بن سلطان حسین	
	سلاطین ایران بعد خاندان صفوی	
سنہ ۱۱۳۷ھ	شاہ محمود دہقان	
سنہ ۱۱۴۰ھ	شاہ اشرف خان	
سنہ ۱۱۴۸ھ	عباس	

سال جلوس	نام ملوک	مختصر کیفیت
سنہ ۱۱۴۸ھ	نادر شاہ	یہ ایک لوٹیرا تھا پھر اُسنے سیستان کی امارت کے ذریعہ سے حاصل کی پھر ایران کا بادشاہ ہو گیا ہندوستان میں آیا خوب لوٹا۔ احمد شاہ ابدالی کے ہاتھ سے وقت واپسی ایران کے مارا گیا۔
سنہ ۱۱۶۱ھ	عادل شاہ	
سنہ ۱۱۶۳ھ	ابراہیم۔ شاہرخ۔ وسلیمان و اسمعیل۔	
سنہ ۱۱۷۳ھ	کریم خان زند	
سنہ ۱۱۹۳ھ	ذکی خان۔ ابوالفتح خان صادق خان علی مردان۔	
سنہ ۱۱۹۴ھ	حمزہ اسمعیل۔	
سنہ ۱۱۹۹ھ	جعفر خان	
سنہ ۱۲۰۰ھ	سید مرزا خان	
سنہ ۱۲۰۳ھ	لطف علی خان	
سنہ ۱۲۰۹ھ	محمد خان قاچار	
سنہ ۱۲۱۲ھ	فتح علی شاہ	
سنہ ۱۲۵۱ھ	محمد شاہ قاچار	
	اسوقت ناصر الدین شاہ قاچار حکمران ہیں۔	

احوال امیر تیمور گورکان اور اُسکے خاندانوں کا۔

واضح ہو کہ امیر تیمور گورکان صاحبقران کا نسب تومنہ خان سے کہ جد چہارم چنگیز خان کا ہے ملتا ہے۔ اور اُس سے امیر تیمور تک نو واسطہ ہوتا ہے تومنہ خان ترکستان کا بادشاہ تھا اُس کے دو بیٹے تھے قبل خان اور قاچولی بہادر

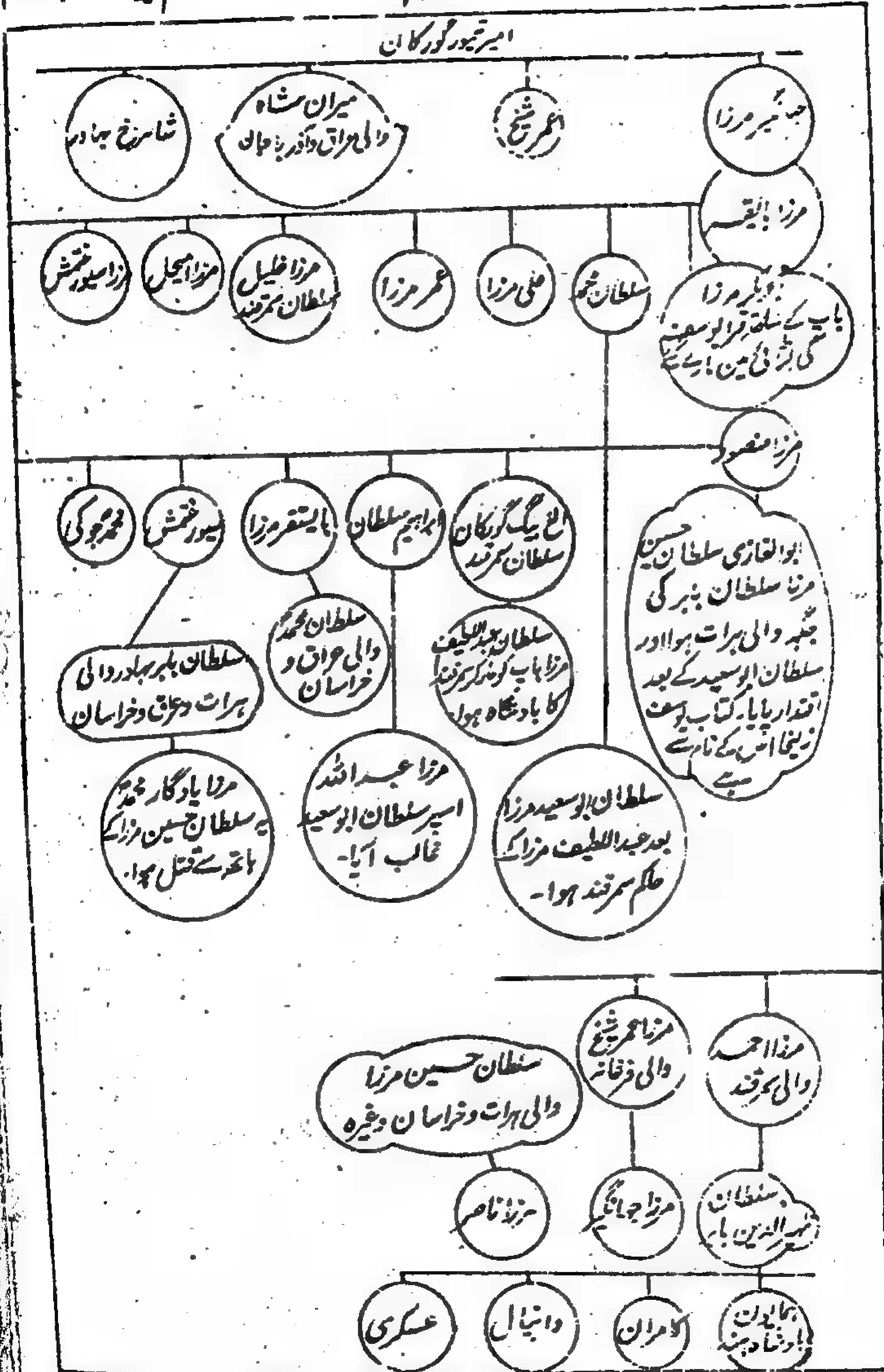
قبل خان کی اولاد مین چنگیز خان ہے اور امیر تیمور۔ قاچولی بہادر کی نسل سے ہی امیر تیمور کے باپ کا نام امیر طراغائی تھا۔ صاحبقران کی پیدایش ۷۔ شعبان ۷۳۶ھ مین موافق ۹۔ اپریل ۱۳۳۶ء مین ہوئی۔ شہر کش انکا مولد ہے۔ انکی مان کا نام تگینہ خاتون ہے۔ انہنے اپنی عمر کے چھبیسوین برس مین امیر حسین والی بلخ کی بہن سے شادی کی اور دونون نے مل کر تمام ترکستان اور ماوراء النہر مین امن قائم کی۔ لیکن آخر مین امیر تیمور اور امیر حسین کے درمیان مین تکرار ہوئی اور بیہ تیمور کی بی بی یعنی امیر حسین کی بہن کا انتقال ہوچکا تھا۔ اور امرا امیر حسین کی بدمزاجی سے تنگ تھے اسلئے انھون نے امیر تیمور کی مدد کی جس سے امیر تیمور کامیاب ہوا اور امیر حسین قتل ہوا اور ۷۷۱ھ مین موافق ۱۳۷۰ء کے بادشاہی کی ٹوپی سر پر رکھی۔ اور بلخ کو اپنے ہواخواہون مین سے ایک کے سپرد کر کے کش مین آیا اور وہان سے سمرقند کی طرف رخ کیا۔ اور اسکو اپنا پایہ تخت بنایا اور قلعہ اور عمارت بنانے کا حکم دیا۔ تھوڑے عرصہ مین تمام شہرون پر اس شہر کو فوقیت ہوگئی ۷۷۶ھ ہجری مین قمر الدین خان حاکم ترکستان کو مستاصل کیا۔ اور ۷۸۱ھ ہجری مین خوارزم کو مسخر کیا۔ اور دو سال کے بعد ہرات مع اپنے توابع کے اسکے قبضہ مین در آیا اور ۷۸۶ھ ہجری مین سلطانیہ تک قبضہ کیا۔ اور اسی سال آذربایجان کو مسخر کیا۔ اور گرجستان کو فتح کیا۔ اور بعد دو شنبہ ۷۸۹ھ کو اصفہان مین بسبب اس فساد کے کہ وہان کے لوگون نے کیا تھا قتل عام کیا۔ اور شیراز کو مسخر کر کے شروع مین ۷۹۵ھ ہجری کے شاہ منصور کو کہ مخالفت ظاہر کی تھی قتل کیا۔ اور آل مظفر پر کامیاب ہوکر فارس کو اپنے تصرف مین در لایا۔ اور اسکے بعد بغداد کی طرف گیا اور وہان کے لوگون کو قتل کیا۔ اور سلطان احمد جلایر والی بغداد روم کی طرف بھاگا اور بغداد کو امیر تیمور نے مسخر کیا اور ۷۹۶ھ ہجری مین تغتمش خان تاتاری کو کہ امیر کے حقوق کو بھول گیا تھا مغلوب کیا۔ اور تمام شمالی ملک پر مثل ارس اور مسکو اور چرکس اور قمق اور قیتاق دریے

صوبجات ملک روس کے اسوقت مین قبضہ مین دلایا۔ اور آذربا جان مین واپس آکر تمامی آذربا جان اور عراق مرزا میران شاہ اپنے بڑے بیٹے کو اور خراسان مرزا شاہرخ اپنے دوسرے بیٹے کو سپرد کیا۔ اور خود سمرقند پہونچا ننشہ ہجری مین ہندوستان کا قصد کیا۔ ۱۲ محرم کو ۸۰۱ھ مین دریائے سندھ کو عبور کیا۔ اور محمود شاہ لودی سے کو دہلی مین بادشاہی کرتا تھا لڑا۔ اور ہندوستان کو فتح کیا۔ اور دہلی مین اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور قتل اور غارت کرکے اور پندرہ روز دہلی مین رہکر ایران کی طرف متوجہ ہوا اور سمرقند کو پھر آیا۔ اور ۸۰۳ھ مین سیواس اور ہا طیہ اور املستان (جسکو سابئیریا کہتے ہین) کو فتح کرکے ملک شام کی طرف چلا۔ اور اُس اطراف کے تمام ملکون پر متصرف ہوگیا اور دمشق کو قبضہ کرکے اُس مین آگ لگا دی۔ اور ۱۹ ذیحجہ روز جمعہ کو ۸۰۴ ہجری مین انگوریہ کے حوالی مین بایزید یلدرم سے کہ ملک روم کا عثمانیہ سلطان تھا لڑا۔ اور اُسپر غالب آیا۔ اور چندروز بعد فتح کے ۸۰۵ھ شروع ہوا اسلیے اُسکی تاریخ غلبت الروم فی ادنی الارض مین پائی گئی یعنی تعارض کرستہ حرفی ہے اسکا اعلی حرف ا ہے اور ادنی حرف یعنے آخری حرف ضاد ہے۔ یہی ضاد تاریخ فتح ہوئی۔ الغرض بعد فتح روم کے۔ امیر تیمور نے بایزید کو گرفتار کیا۔ اور مقید رکھا پھر چاہا کہ اُسکو رہا کرین کہ خناق کے عارضہ مین اُسی سال مرگیا۔ امیر چاہتا تھا کہ باسفرس کو عبور کرکے قسطنطنیہ اور بقیہ بلاد روم پر حملہ آور ہون کہ گرجستان کی بغاوت کی خبر پہونچی اس لیے اس نے اس طرف کا قصد کیا ۸۰۶ھ مین گرجستان پہونچکر سب کو زیر و زبر کیا۔ اور کلیساؤن کو توڑکر مسجد بنایا پھر وہان سے سمرقند کو واپس گیا اور ملک چین کے فتح کرنیکا قصد کیا۔ چنانچہ ۸۰۷ ہجری مین راہ مین ختن کو سخر کیا اور مواضع اترار مین اقامت کی تھی کہ امیر تیمور بیمار ہوکر شب چہارشنبہ ۱۷ ماہ شعبان کو ۸۰۷ھ مین مطابق ۱۰ فروری ۱۴۰۵ عیسوی کے انتقال کیا۔ امیر کی وصیت کے بموجب اُس کی نعش سمرقند مین لائے۔

اور حضرت سید امیر کلال کے گنبد مین کہ امیر تیمور کو جنسے عقیدت تھی اور جو حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند کے پیر ہین دفن کیا تھا جقران نے ۳۵ برس سلطنت کی اور اس مختصر زمانے مین تمامی ملک مین مثل ایران - توران - ترکستان گرجستان - چین - ختن - فارس کاشغر - بدخشان - خراسان - خوارزم - اور مازندران - طبرستان - گیلان - آذربا جان - عراق عجم عراق عرب - کرمان - کچھ مکران - روم - شام - حجاز - اور ہندوستان ا کے خطبہ اور سکہ اسکے نام کا جاری ہو گیا - اسکے چار بیٹے تھے -

پہلا جہانگیر مرزا دوسرا عمر شیخ تیسرا امیران شاہ گورکان - چوتھا - شاہرخ بہادر اور لقب گورکان کا اسواسطے ہوا کہ اسکے معنے داماد کے ہین - جدامیر تیمور کی بی بی خاندان چغتائی چنگیزی سے تھی -

(بوجہ عدم گنجائش مقام بیان کا شجرہ صفحہ ۶۱۳ مین ہے)


امیر تیمور گورگان
جہانگیر مرزا
عمر شیخ
میران شاہ
والی عراق و آذربائجان
شاہرخ بہادر
مرزا بایقرا
سلطان محمد
علی مرزا
عمر مرزا
مرزا خلیل
سلطان سمرقند
مرزا ایجل
مرزا سیورغتمش
مرزا منصور
الغ بیگ گورگان
سلطان سمرقند
ابراہیم سلطان
بایسنقر مرزا
سیورغتمش
محمد جوکی
ابوالغازی سلطان حسین
مرزا سلطان بابر کی
جگہ والی ہرات ہوا اور
سلطان ابوسعید کے بعد
اقتدار پایا۔ کتاب یوسف
زلیخا اسی کے نام سے
ہے
سلطان عبداللطیف
مرزا باپ کو مار کر سمرقند
کا بادشاہ ہوا
سلطان محمد
والی عراق و
خراسان
سلطان بابر بہادر والی
ہرات و عراق و خراسان
مرزا یادگار محمد
یہ سلطان حسین مرزا کے
ہاتھ سے قتل ہوا۔
مرزا عبداللہ
اسیر سلطان ابوسعید
غالب آیا۔
سلطان ابوسعید مرزا
بعد عبداللطیف مرزا کے
حاکم سمرقند ہوا۔
مرزا احمد
والی سمرقند
مرزا عمر شیخ
والی فرغانہ
سلطان حسین مرزا
والی ہرات و خراسان وغیرہ
مرزا ناصر
مرزا جہانگیر
سلطان
ظہیر الدین بابر
ہمایوں
بادشاہ ہند
کامران
دانیال
عسکری

سلطان میران شاہ ابن امیر تیمور گورکان

میرزا میران شاہ ابن امیر تیمور کراپنے باپ کے عہد مین حاکم عراق تھا۔ شکار مین جانے سے گھوڑے سے گر پڑا جس سے سر مین سخت زخم پہونچا۔ اگرچہ علاج کیا گیا۔ لیکن اثر اُسکا کچھ باقی رہا جس کے باعث سے کام نہ ہو سکتا تھا۔ اس سبب اُس کا بڑا بیٹا ابو بکر مرزا اُسکا کام انجام دیتا تھا۔ اس درمیان مین ایک شخص قرا یوسف ترکمان نے کہ جبال عارف کا رہنے والا تھا اور اُسکو بادشاہی کی ہوس تھی اور اُسنے امیر تیمور کے زمانے مین بھی بغاوت کا قصد کیا تھا۔ لیکن امیر تیمور کے رعب سے ارض روم کی طرف بھاگ گیا جو سبب بایزید یلدرم کی لڑائی کا ہوا بہت آدمی فراہم کیے اور پھر سر اُٹھایا۔ اور اُسکی تنبیہ کو ابو بکر مرزا مع اپنے باپ کے چلا اور لڑائی ہوئی ۲۴۔ ذیقعدہ کو ۸۱۰ھ مین میران شاہ مارا گیا۔ اور مرزا ابو بکر کو شکست ہوئی اور بھاگا۔ میران شاہ کی عمر چالیس برس سات مہینے کی تھی۔ اور تین برس سلطنت کی۔ اُسکا بدلہ شاہرخ مرزا نے لیا۔ اور میران شاہ کے بیٹے سلطان خلیل کو شاہرخ نے سمرقند کا حاکم بنایا تھا۔ لیکن اراکین نے اُسکو قلعہ شاہرخیہ مین قید کیا۔ پھر شاہرخ نے سمرقند پر ہرات سے فوج کشی کی۔ اور دشمن بھاگ گئے اور سلطان خلیل کو رہا کر کے والی ہرات بنایا جہاں وہ مر گیا۔ اور سمرقند اپنے بیٹے الغ بیگ کے حوالہ کیا۔ اور الغ بیگ گورکان کے ساتھ سلطان خلیل نے اپنے بھائی سلطان محمد کو سپرد کیا۔ سلطان محمد کے دو بیٹے تھے سلطان ابو سعید اور منوچہر مرزا۔ سلطان محمد اپنے بیٹے سلطان ابو سعید کی سفارش اکثر الغ بیگ گورکان سے کرتا جو سلوک سے ساتھ پیش آتا۔ یہان تک کہ سلطان محمد ۸۴۹ھ مین مر گیا۔ اور سلطان ابو سعید الغ بیگ گورکان کے ساتھ رہا۔ جب الغ بیگ کے بیٹے مرزا عبد اللطیف نے اپنے باپ سے بغاوت کی اور اُس نے بزرگ باپ کو شکست دی اور قتل کرایا۔ خود بادشاہ

بنگیا لیکن صرف سات مہینے بادشاہت کی تھی کہ اُسکے ایک ملازم نے اُسکو بھی قتل کیا۔ تب
بعض اراکین نے سلطان ابو سعید کی مدد اُسکی جگہ کے لیے کی۔ اور مرزا عبداللہ
بن ابراہیم بن شاہرخ اپنے لیے اُس جگہ کا خواہان ہوا۔ آخر ش۔
سلطان ابو سعید اور مرزا عبداللہ میں لڑائی ہوئی جس میں سلطان ابو سعید
کامیاب ہوا۔ اور والی سمرقند دماورا النہر بنگیا۔

خاقان مرزا شاہرخ ابن امیر تیمور گورکان

مرزا شاہرخ بن امیر تیمور اپنے باپ کے بعد خوارزم۔ خراسان۔ قندھار۔
اور ایران اور کسی قدر ہندوستان کا مالک تھا۔ اُسکی پیدائش ہوا۔ ربیع الاول ۷۷۹ھ سنہ ہجری
میں تھی اور اکہتر برس کی عمر پائی۔ سات برس اپنے باپ کے سامنے خراسان کی بادشاہی کی تھی
اور تینتالیس برس باپ کے بعد مستقل طور سے ممالک توران۔ ایران۔ ہند۔ اور ترکستان میں سلطنت
کی۔ ہر روز ظہر کو واسطے ادائے نماز کے مسجد جاتا اتفاقاً ایک شخص نے کہ جسکا احمد نام تھا راہ میں
فریاد کی اور جب شاہرخ نے اُسکی طرف التفات نہ کی اُسنے ایک چھری بادشاہ کے
پیٹ میں ماری جس سے وہ مرگیا۔ سنہ وفات ۸۵۰ھ سنہ تھا مرزا شاہرخ کے بعد اُس کا
پوتا سلطان بابر بہادر ابن مرزا بایسنغر ابن مرزا شاہرخ ہرات کا والی مقرر کیا گیا تھا۔
اور اُسکے بھائی سلطان محمد کو عراق اور خراسان کا والی کیا تھا۔ بعد شاہرخ کے
سلطان بابر بہادر نے سلطان محمد سے لڑکر اُسکو قتل کیا اور ۸۵۵ھ سنہ میں عراق اور خراسان
پر بھی متصرف ہوگیا۔ اور ۸۶۱ھ سنہ میں مشہد میں انتقال کیا۔ اُسکی حکومت سات برس رہی

سلطان ابو سعید مرزا ابن سلطان محمد بن میران شاہ بن تیمور گورکان

سلطان ابو سعید کی پیدائش ۸۳۰ھ سنہ میں ہوئی۔ ہمیشہ مرزا الغ بیگ گورکان کے
ساتھ رہتا تھا۔ بعد مرزا الغ بیگ و اُسکے بیٹے عبداللطیف کے جب عبداللہ
بن مرزا ابراہیم نے سمرقند کے تخت پر چھینا چاہا ۸۵۵ھ سنہ میں سلطان ابو سعید نے

ابوالخیر ازبک کی مدد سے اسیر فوج کشی کی اور غالب آیا۔ اور ۸۵۵ھ ہجری مین پچیس برس کی عمر مین سمرقند کے تخت پر بیٹھا۔ اور اٹھارہ برس سمرقند اور ماوراءالنہر اور ترکستان مین بڑے رفاہ کے ساتھ سلطنت کی اور شاہزادہ اویس کو کہ چچیرا بھائی ابوالغازی سلطان حسین کا تھا قتل کرایا۔ اور بعد واقعہ بابر سلطان نے خراسان کا قصد کیا۔ اور اسکو بھی لیلیا اور گوہر شاہ بیگم کو کہ شاہرخ کی بیوہ تھی بسبب فساد کے قتل کرایا۔ اور اٹھارہ برس بادشاہی کی اور بڑے فتوحات حاصل کیے چنانچہ ترکستان اور ماوراءالنہر۔ اور بدخشان اور غزنی اور کابل اور قندھار اور کسیقدر ہندوستان اور کسی قدر عراق اور خراسان اسکے تحت تصرف مین تھا۔ ۸۷۲ھ مین مرزا جہان شاہ بن قرا یوسف ترکمان۔ جسکو شاہرخ نے حاکم آذربایجان مقرر کیا تھا۔ واسطے دفع کرنے اوزن حسن کے دیار بکر گیا تھا۔ اور مارا گیا۔ سلطان ابوسعید نے آذربایجان کی تسخیر کا قصد کیا۔ کہ بعد مرنے جہان شاہ ترکمان کے اوزن حسن کے قبضے مین در آیا تھا اوزن حسن نے ہر چند معذرت کی لیکن سلطان نے قبول نہ کیا۔ تب اسنے رسد کی راہ بند کردی جس سے سخت قحط کی صورت لشکر مین ہوئی۔ جانور سب دانے مر گئے۔ اور سلطان ابوسعید کو اوزن حسن کے آدمیون نے گرفتار کیا۔ پھر قتل کیا۔ اسنے ۸۷۳ھ مین فوت کی۔ اسکے بعد اسکا ملک اسکے بیٹون پر تقسیم ہوا۔ مرزا احمد کو سمرقند ملا۔ مرزا عمر شیخ کو اندجان یعنی فرغانہ۔ اور خراسان اور ہرات وغیرہ ابوالغازی سلطان حسین کو پہونچا۔

مرزا عمر شیخ بن سلطان ابوسعید

مرزا عمر شیخ ۸۶۰ھ مین سمرقند مین پیدا ہوا۔ سلطان ابوسعید اپنے سب لڑکون مین اسکو زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ اور اسی سبب سے اپنا ملک موروثی اور سوکہ اندجان اسکے حوالہ کیا تھا اسنے اپنی حکومت کے زمانے مین اسکو خوب مستحکم کیا۔ کہ دشمن

اور ہانسک کسی طرح نہ پہنچ سکے۔ بعد اپنے باپ کے ۸۹۹ھ میں ارکین اور امرائے اسکو اُس ملک کا بادشاہ بنایا جسکا دار السلطنت اندجان تھا۔ یعنی فرغانہ۔ یہ اکثر درویشوں کی صحبت میں حاضر ہوتا۔ چنانچہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار سے نہایت خلوص رکھتا تھا۔ ۸۹۹ھ میں انتقال کیا۔ ان کے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں۔ ایک ظہیر الدین محمد بابر جنہوں نے ہندوستان کو پھر سے فتح کیا۔ اور آگرہ دار السلطنت بنایا۔ دوسرا مرزا جہانگیر تیسرا مرزا ناصر۔

احوال بادشاہان ہندوستان

واضح رہے کہ جب شہاب الدین محمد غوری نے ہندوستان کو ۵۸۸ھ میں فتح کیا اپنی طرف سے ایک غلام کو جسکا نام قطب الدین ایبک تھا ہندوستان کے انتظام کے واسطے مقرر کر کے خود غزنی کو واپس گیا۔ اور ۶۰۲ہجری میں شہید ہوا۔ اُسکے بھتیجے محمود بن غیاث الدین نے بھی جو اُسکی جگہ بادشاہ ہوا قطب الدین ایبک ہی کو ہندوستان میں بحال اور برقرار رکھا۔ اور ۶۰۷ھ میں مارا گیا بلکہ کل خاندان غور تباہ ہوا۔ لیکن اسی سال قطب الدین ایبک نے بھی انتقال کیا۔ اور اُس کی جگہ اُس کا بیٹا آرام شاہ دہلی میں تخت نشین ہوا۔ الغرض ہندوستان کی بادشاہت اسیوقت سے خاص ہو گئی۔

محمد غوری کے وقت سے تا آنے بابر شاہ چغتائی تیموری کے اس ہندوستان میں دہلی کے تخت پر پانچ خاندان نے سلطنت کی۔ پہلے شاہان مملوک غور۔ دوسرے خاندان خلجی۔ تیسرے خاندان تغلق چوتھے خاندان سادات پانچویں لودی آگئے تب چغتائی آئے۔ نقشۂ ذیل سے بخوبی ظاہر ہوگا۔

بادشاہان ہندوستان کہ غوری اور مملوک غوریان تھے

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
سنہ ۵۸۸ھ	شہاب الدین محمد غوری۔	محمد غوری جسنے ہندوستان کو راے پتھورا سے ۵۸۸ھ میں لیا
سنہ ۶۰۲ھ	قطب الدین ایبک مملوک شہاب الدین محمد غوری۔	قطب الدین ایبک کو اپنا نائب مقرر کرکے غزنی کو واپس گیا اور سنہ ۶۰۲ھ مین مارا گیا۔
سنہ ۶۰۷ھ	آرام شاہ بن قطب الدین ایبک	ارا کین نے اُسکو ناقابل پاکر معزول کیا۔
	شمس الدین التمش داماد قطب الدین ایبک۔	یہ بزرگ زادہ تھے لیکن بخارا کی لڑائی مین قید ہو گئے کسی نے انکو بیچا۔ بڑے عادل اور اچھے بادشاہ تھے ملک کو وسعت دی۔
سنہ ۶۳۳ھ	رکن الدین فیروز شاہ بن شمس الدین التمش۔	یہ نا قابل تھا لوگ ناراض ہوے معزول کیا گیا پھر مارا گیا۔
سنہ ۶۳۵ھ	رضیہ سلطانہ بیگم بنت التمش	یہ بہت عادل تھی لیکن ایکے وقت مین بغاوت تھی اور والی سرہند نے اُسکو قید کیا۔ اور اُس سے نکاح کیا۔ اور دہلی کا رُخ کیا۔ اُس درمیان مین لوگون نے اُسکے بھائی کو دہلی مین تخت نشین کیا۔
سنہ ۶۳۷ھ	معز الدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش۔	معز الدین نے سُنا کہ رضیہ مع شوہر دہلی کی طرف آتی ہے اُس سے مقابل ہوا اور شکست دیکر مقتول کو جوا لاہور تک پہونچ کے شکست دی

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
سنہ ۶۳۹ھ	علاءالدین مسعود شاہ بن رکن الدین بن فیروز شاہ	مغول کو شکست دی۔ سلطان عیش میں معروف ہوا اُسکے چچا حاکم بہرایچ نے ملک لے لیا۔
سنہ ۶۴۴ھ	ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش	اس سے رانے مالوہ نے مقابلہ کیا اور شکست اٹھائی۔ اسنے کفار پر خوب جہاد کیا۔ اور سوائے ایک زوجہ کے دوسری نہ تھی۔ اور سوائے زوجہ کے کنیز تک نہ تھی۔ بڑا متقی تھا۔
سنہ ۶۶۴ھ	الغ خان ملقب بہ غیاث الدین بلبن	یہ شمس الدین التمش کا غلام اور داماد تھا۔ التمش نے اسکو امیر بنایا۔ بہت نیکنام تھا۔
سنہ ۶۸۵ھ	معز الدین کیقباد بن ناصر الدین بن غیاث الدین بلبن	غیاث الدین بلبن کا پوتا تھا۔ اسکا باپ لکھنوتی سے بیٹے کی ملاقات کو آیا لیکن ناکام رہا۔ عیش میں مبتلا ہو کر بیمار ہوا۔ اُسوقت ایک ملکزادہ نے جسکے باپ کو اُسنے قتل کیا تھا بدلا لیا۔ اور سنہ ۶۸۹ھ میں مر گیا
	بادشاہان خلجی دہلی	
سنہ ۶۸۹ھ	جلال الدین فیروز شاہ خلجی بن ناتح خان	یہ شخص بہادر پور کا حاکم تھا۔ وہاں سے آیا اور کیقباد کی جگہ تخت نشین ہوا اور اپنے بھتیجے علاءالدین کو کرلہ کی حکومت دی۔ وہاں اُسنے اقتدار پیدا کیا اور دہلی کی طرف آیا اور فیروز شاہ کو قتل کیا۔
سنہ ۶۹۵ھ	علاءالدین خلجی داماد و ابن محمد فیروز شاہ	اُسنے تمام ہندوستان کو فتح کیا۔ دکھن اُوزنگا۔ کچھ نہ چھوڑا۔ منتظم بہت اچھا تھا۔

کیفیت مختصر	نام سلاطین	سال جلوس
ملک کافور ۔ بختیار خلجی ۔ کا لا یپارٹ ۔ اُسکے سپہ سالار تھے ۔ اُسنے غلہ کا نرخ کم کرایا ۔	شہاب الدین بن علاء الدین تین ماہ تخت پر رہا ۔	سنہ ۷۱۵ھ
خسرو خان اپنے معشوق کے ہاتھ سے سنہ ۷۲۱ھ مین مارا گیا ۔ اور خسرو خان نے تاج شاہی اپنے سر پر رکھا ۔	قطب الدین مبارک شاہ بن علاء الدین ۔	؍؍
	بادشاہان تغلق	
ملک تغلق غیاث الدین بلبن کا غلام تھا ۔ خسرو خان کو قتل کر کے تخت پر بیٹھا تغلق آباد کا قلعہ کہ متصل دہلی کے ہے اسی نے بنایا ۔	سلطان غیاث الدین تغلق بن ملک تغلق ۔	سنہ ۷۲۱ھ
اُسنے ہندوؤں پر جہاد کیا ۔ اور عادل اور سلیم الطبع تھا تمام ہندوستان کو تصرف مین در لایا عالم سخی اور بہادر تھا ۔	سلطان محمد بن غیاث الدین تغلق	سنہ ۷۲۵ھ
اُسنے لکھنوتی کو فتح کیا ! ور قلعہ فیروز آباد تعمیر کیا ۔ تھا بہت رفاہ کیا	سلطان فیروز شاہ بن رجب ابن عم محمد شاہ ۔	سنہ ۷۵۲ھ
عیش مین ہوا سارا گیا ۔	غیاث الدین بن فتح خان بن فیروز	سنہ ۷۹۰ھ
سلطان فیروز نے لشکر کشی لکھنوتی سے کی اور کامیاب ہوا ۔ اُسکی سلطنت ۶ مہینے رہی	سلطان ابوبکر بن ظفر خان بن اسیر سلطان فیروز شاہ ۔	سنہ ۷۹۱ھ
اُسنے قلعہ محمد آباد جلیسر کے قریب بنایا ۔	سلطان محمد بن فیروز شاہ ۔	سنہ ۷۹۳ھ
ہمیشہ بیمار رہتا تھا مر گیا ایک مہینے بادشاہت کی ۔	علاء الدین سکندر شاہ بن محمد شاہ ۔	سنہ ۷۹۶ھ

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
سنہ ۷۹۶ھ	سلطان محمود بن محمد شاہ بن فیروز شاہ۔ امیر تیمور کے وقت مین بھاگ گیا۔ لیکن بعد جانے امیر تیمور کے پھر دہلی کا قصد کیا۔ اور قلعہ بند وہان کا سنہ ۸۱۵ھ مین بیمار ہوکر مرگیا پھر سید خضر خان نے خطبہ بنام اپنے پڑھا	اسوقت طوائف الملوکی اور بدنظمی پھیل گئی۔ یہان تک کہ سنہ ۸۰۱ھ مین امیر تیمور دہلی تک پہنچا لڑائی ہوئی سلطان محمود بھاگا۔ امیر تیمور نے دہلی کو لوٹا۔ پندرہ روز قیام کیا تب ایران کی طرف گیا۔
	بادشاہان خاندان سادات	
سنہ ۸۱۷ھ	سید خضر خان۔	اسنے خطبہ اور سکہ بنام امیر تیمور اور اُس کے بیٹے شاہرخ مرزا کے جاری رکھا زمانہ مین فیروز شاہ کے حاکم ملتان مقرر ہوا۔ اور دولت خان والی دہلی سے لڑکر اُسکو قید کیا۔ اور دہلی کے تخت پر بیٹھا۔
سنہ ۸۲۴ھ	سید معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ بن خضر خان۔	اسنے تیرہ برس سلطنت بڑے انصاف اور عدل سے کی۔ سید حارن کھتری وغیرہ نے اُسکو مسجد مین شہید کیا۔
سنہ ۸۳۷ھ	سید سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان۔	اس سے سلطان محمود شاہ خلجی کہ صوبۂ مالوہ کا بادشاہ بنگیا تھا۔ لڑا۔ ان خاندانون کا نیچے حال لکھا جائے گا۔
سنہ ۸۴۹ھ	سید سلطان علاء الدین بن	یہ بہت سُست تھا۔ امیر بہلول لودی

سال جلوس	نام سلاطین	مختصر کیفیت
	سید محمد	والی پنجاب نے سنہ ۵۵ھ مین فوج کشی کی اسکی سلطنت سات برس رہی اسی وقت تمام ہندوستان مین طوائف الملوکی ہو گئی۔

واضح رہے کہ بعد جانے امیر تیمور کے ہندوستان مین طوائف الملوکی ہو گئی اور دو مہینے تک دہلی کا تخت خالی رہا۔ نصرت خان بن فتح خان بن فیروز شاہ کہ سلطان محمود سے لڑا تھا تخت دہلی پر موقع پاکر بیٹھ گیا۔ لیکن پھر اقبال خان لودی بن ظفر خان سے سنہ [illegible]ھ مین شکست اٹھا کر میوات کی طرف بھاگا۔ اور مر گیا۔ گیارہ مہینے بادشاہت کی۔

اقبال خان سنہ [illegible]ھ مین دہلی کے تخت پر بیٹھا اور ملک دواب کو اپنے تصرف مین در لایا۔ لیکن بہت بڑا حصہ ہندوستان کا دوسرون کے تحت تصرف مین تھا۔ تمام دکھن بہمن سپاہیون کے دخل مین تھا۔ تمام گجرات پر ظفر خان اور تاتار خان قابض تھا۔ اور ملتان۔ اور دیپال پور ہاتھ مین سید خضر خان کے اور کڑا مادو،ح قنوج بہار بہرائچ۔ جونپور۔ ہاتھ مین ملک شرقی خواجہ جہان کے تھا جو سنہ [illegible]ھ مین مر گیا۔ اسکی جگہ مبارک شاہ ہوا سنہ [illegible]ھ مین اسکی جگہ اسکا بھائی سلطان ابراہیم شرقی جونپور کا بادشاہ ہوا۔ اقبال خان نے سنہ [illegible]ھ مین خضر خان حاکم ملتان پر فوج کشی کی۔ اور شکست اٹھا کر اسی سال قتل ہوا۔

سلطان محمود بن محمد شاہ تغلق کہ امیر تیمور کے خوف سے بھاگ گیا تھا۔ حسب طلب دولت خان بن اقبال خان پھر آکر دہلی کے تخت پر دوبارہ سنہ [illegible]ھ مین بیٹھا۔ اور سنہ [illegible]ھ مین مر گیا۔

دولت خان

دولت خان لودی بن سلطان محمود لودی سنہ ۸۱۵ھ میں اپنے باپ کی جگہ دہلی میں تخت نشین ہوا۔ سنہ ۸۱۷ ہجری میں سید خضر خان والی ملتان سے لڑائی ہوئی جس میں دولت خان قید ہو گیا اور خاندان سادات شروع ہوا۔ خاندان سادات کے بعد پھر خاندان لودی سنہ ۸۵۵ھ حضرت بہلول لودی سے شروع ہوا جس کا نقشہ درج ذیل ہے۔

آخر خاندان لودی

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
سنہ ۸۵۵ھ	سلطان بہلول لودی	اس سے اور سلطان محمود شاہ شرقی اور اُسکے بیٹے محمد شاہ سے لڑائی رہی جب محمد شاہ کے بیٹے سلطان حسین شرقی کی نوبت آئی اُسکو بار با ہزیمت ہوئی۔
سنہ ۸۹۴ھ	سلطان علاء الدین سکندر شاہ بن سلطان بہلول۔	اُسنے نہایت دینداری اور انصاف سے سلطنت کی۔ آگرہ کو دار السلطنت بنایا۔ اور مذہب اسلام کو قوت دی اور شاہ بنگالہ اور جونپور سے لڑا۔
سنہ ۹۱۵ھ	سلطان ابراہیم حسین لودی بن علاء الدین سکندر سنہ ۹۳۲ھ میں یہ خاندان ختم ہوا۔	اُسنے ۱۰ برس حکومت کی۔ آخر شش ظہیر الدین محمد بابر چغتائی نے اُس پر فوج کشی کی۔ اور بہت تھوڑی فوج سے غالب آیا۔ پانی پت میں لڑائی ہوئی۔

چغتائی تیموری ظہیر الدین
محمد بابر بادشاہ ہند ابن مرزا عمر شیخ ابن سلطان
ابو سعید

مرزا کامران والی کابل
مرزا ہندال والی الور
محمد ہمایوں ابن بابر شاہ ہند
مرزا عسکری والی سنبھل

۳
مرزا محمد حکیم والی کابل
جلال الدین محمد اکبر شاہ ہند
۲

۴
مرزا دانیال
شاہزادہ سلیم نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ ہند
سلطان شاہ مراد والی دکن مدفون برہان پور

شہریار
۵
سلطان خسرو باپ سے سلطنت کے لیے لڑا الہ آباد میں مدفون ہوا۔
شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ ہند
سلطان پرویز متوفی

۶
سلطان داور بخش
محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ہند
شاہ مراد والی گجرات اورنگ زیب کے ہاتھ سے قتل ہوا
دارا شکوہ ولیعہد
شاہ شجاع والی بنگال جنگ میں مارا گیا۔

سلیمان شکوہ سپہر شکوہ
شاہزادہ محمد اعظم شاہ والی دکن بہادر شاہ سے لڑکر مارا گیا۔
شاہزادہ محمد اکبر دارا بن زیب
شاہزادہ معظم شاہ عالم بہادر بادشاہ ہند
شاہزادہ محمد سلطان باپ کے سامنے مرگیا۔
شاہزادہ کام بخش والی بیجاپور
مرزا محی السنۃ

بیدار بخت
خجستہ اختر جہان شاہ
رفیع الشان
معز الدین محمد جہاندار شاہ ہند
عظیم الشان والی پٹنہ
۹

۱۱
۱۰
۱۲
فرخندہ اختر
رفیع الدولہ بادشاہ ہند بعد رفیع الدرجات
رفیع الدرجات بادشاہ ہند بعد فرخ سیر
عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی بادشاہ ہند بعد جہاندار شاہ
عز الدین

۱۵
محمد شاہ روشن اختر بادشاہ ہند بعد رفیع الدولہ
۱۳
شاہ عالم عالمگیر ثانی بادشاہ ہند
محمد کریم
فرخ سیر بادشاہ ہند
ہمایوں بخت
احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ ہند
۱۶
محمد اکبر شاہ ثانی ابن شاہ عالم بادشاہ ہند

نقشہ خاندان چغتائیہ تیموریہ جنہوں نے ہند مین سلطنت کی		
سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
سنہ ۹۳۲ھ	سلطان ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی بن عمر شیخ مرزا۔	اس بادشاہ کو اپنے ملک فرغانہ مین بہت معرکے پیش آئے آخرش اُسکو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ وہان سے بدخشان مین رہا پھر کابل فتح کیا پھر ہندوستان فتح کیا
سنہ ۹۳۷ھ	سلطان نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ بن بابر۔ بار اول۔	یہ بادشاہ دس برس ہند مین بعد باپ کے حکمران رہا۔ پھر شیر شاہ سے شکست اُٹھاکر ہندوستان سے بھاگا۔ پندرہ برس بعد پھر ہند مین آیا۔ صرف چھ مہینے حکمران رہا۔
سنہ ۹۴۷ھ	شیر شاہ افغان وغیرہ خاندان سور	شیر شاہ افغان تھا سہسرام اُسکی جاگیر تھی وہین مدفون ہے۔
سنہ ۹۶۲ھ	سلطان نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ بن بابر۔ بار دوم۔	دوبارہ صرف چھ مہینے تخت نشین رہا۔ سیڑھی سے گر کر مر گیا۔
سنہ ۹۶۳ھ	سلطان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ بن ہمایون۔	اُسنے باون برس سلطنت کی بڑا عدل و انصاف کیا۔
سنہ ۱۰۱۴ھ	سلطان نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ بن اکبر بادشاہ۔	اُسنے نور جہان بیگم سے عقد کرکے کل انتظام سلطنت اُسکے ہاتھ مین دے دیا۔
سنہ ۱۰۳۶ھ	سلطان شہاب الدین صاحبقران ثانی شاہ جہان بادشاہ بن جہانگیر	اِسکا زمانہ بڑی دولت اور رعایا کے آرام کا تھا۔ اُسکو عالمگیر نے معطل کیا۔

کیفیت مختصر	نام سلاطین	سال جلوس
سکو عالمگیر نے متواتر لڑائیوں مین شکست دی اور آخر مین قتل کیا۔	سلطان دارا شکوہ بن شاہ جہان بادشاہ۔	سنہ ۱۰۶۰ھ
اُسنے پچاس برس سلطنت کی ۔ دکھن کو سر کیا۔	سلطان محی الدین محمد اورنگ زیب بن شاہجہان ۔	سنہ ۱۰۶۷ھ
یہ اپنے بھائی معظم شاہ کی لڑائی مین قتل ہوا	سلطان اعظم شاہ بن اورنگ زیب	سنہ ۱۱۱۸ھ
اُسنے صرف چھ برس سلطنت کی۔	سلطان معظم قطب الدین بہادر شاہ بن اورنگ زیب ۔	سنہ ۱۱۱۹ھ
اُسنے گیارہ مہینے بادشاہت کی۔	سلطان معز الدین جہاندار شاہ بن بن بہادر شاہ عالم۔	سنہ ۱۱۲۴ھ
اُسنے چھ برس سلطنت کی لیکن بالکل سلطنت کے اُمور سادات بارہہ کے ہاتھ مین تھے۔	سلطان محمد فرخ سیر بن عظیم الشان بن بہادر شاہ۔	سنہ ۱۱۲۵ھ
صرف تین مہینے بادشاہت کا نام کیا۔	سلطان رفیع الدرجات بن رفیع الشان بن بہادر شاہ ۔	سنہ ۱۱۳۱ھ
" " "	سلطان رفیع الدولہ بن " بن "	سنہ ۱۱۳۱ھ
نے سادات بارہہ کو قتل کیا۔ نادر شاہ اسی کے عہد مین آیا۔	سلطان ناصر الدین محمد شاہ روشن اختر بن خجستہ اختر بن بہادر شاہ۔	"
احمد شاہ ابدالی اور مرہٹون کا زور ہوا۔	سلطان مجاہد الدین ابو النصر احمد شاہ بہادر بن محمد شاہ۔	سنہ ۱۱۶۱ھ
یہ بھی معزول کیے گئے ۔ انگریزون کا نمود اسی عہد مین ہوا۔	سلطان عزیز الدین عالمگیر ثانی بن جہاندار شاہ۔	سنہ ۱۱۶۷ھ

سال جلوس	نام سلاطین	مختصر کیفیت
سنہ ١١٧٣ھ	سلطان عالی گہر شاہ عالم بن عالمگیر ثانی۔	اسی عہد مین انگریز ہند پر مسلط ہو گئے۔
سنہ ١٢٢١ھ	سلطان محمد اکبر ثانی بن شاہ عالم	یہ نام کے بادشاہ تھے۔ انگریز وظیفہ دیتے تھے۔
سنہ ١٢٥٣ھ	سلطان سراج الدین محمد بہادر شاہ بن اکبر ثانی معروف بظفر شاہ	انکو انگریزون نے محبوس کرکے رنگون بھیجا۔ جہان یہ مرگیا۔ یہ خاندان ختم ہوگیا۔
سنہ ١٢٥٣ھ	قیصر ہند ملکہ وکٹوریہ فرنگن ساکن لندن ملک انگلستان یعنی برطانیہ۔	یہ قوم نصاریٰ سے ہے۔ انکا اصل ملک ایک چھوٹا جزیرہ ہے جسکو برطانیہ کہتے ہین قدیم زمانے مین انکے ملک پر رومی حکمران تھے۔ بعد رومیون کے سیکسن کہ قوم جرمن کی اولاد تھے۔ آئے۔ اُنکے بعد قوم نورمن کہ فرانس کے بعض صوبہ کے نواب تھے بادشاہ رہے۔

باب بیسوان

احوال خاندان چغتائی تیموری ہند

ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی

ظہیر الدین محمد بابر بن مرزا عمر شیخ بن سلطان ابو سعید مرزا بن سلطان محمد مرزا ابن میران شاہ بن امیر تیمور گورکان کی پیدائش ۶ محرم ۸۸۸ھ ہجری مین کہ مطابق ۱۵۔ فروری ١٤٨٣ء کے تھی۔ اُسکی مان کا نام قتلق نگار خانم تھا

یونس خان بادشاہ مغلستان کی بیٹی تھی - اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے کہ قطب وقت تھے اپنی زبان مبارک سے انکا نام ظہیر الدین محمد رکھا تھا۔ لیکن چونکہ مغول کی زبان پر یہ لفظ نہ آتا تھا اس لیے بابر کہتے تھے۔ اپنے باپ مرزا عمر شیخ کے مرنیکے بعد بارہ برس کی عمر میں اندجان مین کہ دارالسلطنت فرغانہ کا تھا تخت نشین ہوا اور جسقدر مشقت اور تردد ممالک کی تسخیر میں اُسکو پیش آیا وہ کم بادشاہون کو پیش آیا ہوگا۔ گیارہ برس ماوراءالنہر مین سلاطین ازبک کہ چنگیز خان کی اولاد سے تھے اور سلاطین چغتائی سے لڑا اور تین مرتبہ اپنے چچا احمد مرزا پر سمرقند کی فتح مین غالب آیا - اور اخیر مین جب سلاطین ازبک نے بڑا لشکر بخارا کی طرف روانہ کیا - اور ظہیر الدین محمد بابر نے اپنے مین اُسکے مقابلے کی طاقت نہ دیکھی فرار اختیار کیا - اور چونکہ مشیت یہ تھی کہ ہندوستان کی بادشاہت اُسکو ملے - اسلیئے وہ بدخشان کی طرف متوجہ ہوا - اور اُس پر متصرف ہوگیا - ربیع الاول کے آخر سنہ ۹۱۰ھ مین کابل پر بھی قبضہ کیا - اور سنہ ۹۱۳ھ مین قندھار کو مسخر کیا اور چونکہ اُس وقت تک تیمور کی اولاد کو مرزا کہتے تھے اُسنے کہا کہ اُسکے بعد مجھکو بادشاہ کہو اور اس سال کے آخر مین شاہزادہ محمد ہمایون کابل مین پیدا ہوا۔ سنہ ۹۲۷ ہجری مین خان مرزا حاکم بدخشان مرگیا۔ اسلیئے بابر نے ہمایون کو ۱۳ برس کی عمر مین اُسکی جگہ حاکم بدخشان مقرر کیا۔ سنہ ۹۳۰ھ مین بابر نے ہندوستان کے فتح کرنے کا قصد کیا - لاہور اور دیپالپور کو فتح کرکے واپس گیا۔ سنہ ۹۳۲ھ مین مطابق سنہ ۱۵۲۶ عیسوی کے ہندوستان پر پھر فوج کشی کی اور دہلی کے قریب بارہ ہزار آدمیون سے آپہونچا - پانی پت کے میدان مین - سلطان ابراہیم حسین سکندر لودی نے ایک لاکھ آدمیون سے مع جنگی ہاتھیون کے مقابلہ کیا اور مارا گیا - بابر تخت دہلی پر جانشین ہوا - اور اُس کی کامیابی کا سبب اتنی قلیل فوج سے یہ ہوا کہ بابر کے ساتھ توپ اور بندوق تھی جو اہل ہند کو معلوم ہی نہ تھی - بعد کامیابی کے بابر نے اپنے بیٹے ہمایون کو آگرہ -

رمانہ کیا کہ وہان کے خزانے پر قابض ہو۔ وہین راجہ بکرماجیت گوالیار کے راجہ نے ایک ہیرا نذر دیا جو بے بہا نکلا۔ الغرض بابر نے پانچ برس سلطنت کی ۹۳۷ھ ہجری مین مرگیا بخار کا عارضہ ہوا۔ یہ بادشاہ نہایت عقلمند اور ہوشیار ذی علم تھا۔ اسنے اپنا احوال آپ **واقعات بابری** مین لکھا ہے۔ اسکے اشعار فارسی اور ترکی مین بہت ہین دو دیوانون مین مجتمع ہین۔ یہ شعر اُسی کا ہے ؎

بازآے اے ہمائے کہ بے طوطی خطت	نزدیک شد کہ زاغ بردا ستخوان من

نہایت سادہ دل اور مترحم مزاج شخص تھا۔ دل مین کچ و پیچ کچھ نہ تھا۔ مصنوعات قدرت کو دیکھکر نہایت مسرور ہوتا۔ گل و گلزار سے صانع قدرت پر تسبیح پڑھتا۔ اور افسوس کرتا کہ اہل ہند اس ذائقہ سے بے بہرہ ہین۔ اپنے ارادون مین نہایت مستقل رہتا ایک معرکہ کا اُسنے قصد کیا۔ ایک منجم نے کہا کہ اس مین آپ کو شکست ہوگی۔ لیکن اس مین وہ کامیاب ہوا منجم کو بُلوایا۔ شرمندہ کیا۔ اور انعام دے کر رخصت کیا اور کہا کہ میرے علاقہ سے چلے جاؤ۔

بیماری کی وجہ یہ لکھی ہو کہ **ہمایون** نہایت بیمار تھا اور زیست کی اُمید منقطع تھی۔ علما نے خیر اندیشی کی راہ سے کہا کہ جو چیز شہزادے کو بہت مرغوب اور عزیز ہو وہ ایسی حالت مین اُسپر نثار کیجائے۔ اور اس سے اُنکا مقصد یہ تھا کہ ہیرے کی انگوٹھی جو شاہزادے کے ہاتھ مین ہے وہ نثار کیجائے۔ لیکن بابر نے کہا کہ ہم **ہمایون** کے باپ ہین ہم سے زیادہ کوئی چیز اُسکو عزیز نہو گی۔ چنانچہ یہ کہکر **ہمایون** کے پلنگ کے گرد تین مرتبہ پھرا اور کہا کہ اُسکی بیماری ہمکو آجائے۔ چنانچہ اُسی روز سے **ہمایون** کو افاقہ شروع ہوا۔ اور بابر بیمار ہوا۔ اور مرگیا۔ چھ مہینے لاش آگرہ مین رہی پھر حسب وصیت اُسکو کابل پہونچایا اور روضۂ **بابر** مین مدفون ہے۔

اسی عہد مین شمس الدین محمد روحی نے کہ عارف حق تھے ۹۰۴ھ ہجری مین۔ اور

اسی سال امیر کمال الدین حسین نے کہ بڑے عالم تھے اور مولانا حسین واعظ۔
صاحب تفسیر حسینی نے کہ حضرت جامی کے شاگرد اور مرید تھے سنہ ۹۱۰ھ ہجری مین اور خواجہ
آصفی بن خواجہ نعمت اللہ نے کہ بڑے شاعر تھے سنہ ۹۲۶ھ مین۔ اور مولانا عبداللہ ہاتفی نے
نے کہ حضرت جامی کے خواہرزادہ تھے اور مثل جامی کے عارف اور شاعر تھے سنہ ۹۲۷ھ
مین اور مولانا عبدالغفور۔ لاری نے کہ حضرت جامی کے شاگرد رشید اور خلیفہ تھے۔
سنہ ۹۱۲ھ مین۔ اور میر غیاث الدین نے بھی کہ بڑے شاعر اور فاضل تھے۔ اور مولانا اُمیدی
نے کہ شاعر تھے سنہ ۹۲۵ھ مین۔ اور شاہ اسمٰعیل صفوی نے کہ اول بادشاہ ایران کا خاندان
صفویہ سے تھا سنہ ۹۳۰ھ ہجری مین۔ اور مولانا ہلالی استرآبادی نے کہ بڑے شاعر تھے۔
سنہ ۹۳۱ھ مین اور حضرت خواجہ عبدالحق المشتہر بہ محی الدین نے کہ پوتے خواجہ عبید اللہ
احرار کے اور بڑے عارف تھے سنہ ۹۳۵ھ مین انتقال فرمایا۔

شاہ اسمٰعیل صفوی بن سلطان حیدر بن جنید اولاد سے حضرت سید شیخ
صفی الدین کے ہین کہ جنکا احوال تیسرے خلیفہ عباسیہ مصر کے تحت مین لکھا گیا ہے۔
اسمٰعیل صفوی کے دادا جنید اردبیل اپنے باپ کی جگہ مسند مشائخی پر بیٹھے اور اُن کا ارشاد
اسقدر بڑھا اور خلائق کا اجماع انکی طرف اتنا ہوا کہ عراقین کے حاکم مرزا جہان شاہ نے
کہ اولاد تیموری سے تھا اُنکے نکلنے کا اشتہار دیا۔ تب وہان سے دیار بکر کی طرف چلے
جہان کے حاکم حسن بیگ نے انکی خاطر کی۔ اور اپنی بہن سے انکا نکاح کر دیا۔ وہان
بھی اُنکے ساتھ درویشون کا بہت ہجوم ہوا۔ اور سنہ ۸۶۰ھ مین جہاد کے لیے گرجستان
کی طرف بڑھے اطراف کے بادشاہ مثل شروان شاہ وغیرہ کے ڈرے اور اُنکو شہید کیا تب
اُنکے بیٹے سلطان حیدر کا زمانہ آیا۔ حسن بیگ نے اپنی بیٹی اُنکے نکاح مین دی
اور اُنکے ساتھ بھی درویشون نے وہی ہجوم کیا۔ اُن کے ساتھ ترک بھی تھے جنکو اُنھون نے
سُرخ ٹوپی تقسیم کی اور اُسی سبب سے وہ سب قزلباش کہلائے۔ الغرض اُنھون نے

اپنے باپ کی طرح جہاد کا قصد کیا۔ اور شہید ہوئے۔ تین بیٹے چھوڑے جن مین سے ایک اسمعیل صفوی تھے۔ کہ ایران کے تخت پر بیٹھے جب اُنکے باپ ۸۹۳ھ مین شہید ہوئے۔ یہ ایک برس کے تھے۔ شروان شاہ کے ہاتھ مین گرفتار رہے۔ بعد کئی برس کے سلطان یعقوب کے خوف سے بھاگ کر گیلان مین بسر کرتے تھے۔ جب اُنکے باپ کے مریدون کو معلوم ہوا۔ وہان ہر طرف سے جمع ہوئے اور اُن کے باپ اور دادا کے خون کے انتقام مین بڑی کوشش کی۔ چنانچہ بڑا لشکر قزلباشون کا جمع ہو گیا۔ اور ۹۰۶ھ ہجری مین الوندبیگ حاکم شروان پر غالب آئے۔ اور تھوڑے عرصہ مین ایران کے اکثر حصون پر غالب آئے۔ اور شاہ اسمعیل صفوی کا لقب لیا۔ ایران مین اُسوقت سے اثنا عشری مذہب کو رونق ہوئی۔ اُنکے وقت مین فتوحات ملک مین برابر ترقی رہی ۹۳۰ھ مین اُنھون نے انتقال کیا۔

حضرت خواجہ عبدالحق بن خواجہ عبداللہ کلان بن خواجہ عبیداللہ احرار رضہ بڑے عارف کامل تھے یہ اپنے دادا حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کے مرید اور خلیفہ تھے اُنکے والد حضرت خواجہ کے سامنے انتقال کر چکے تھے۔ یہ بزرگ ظہیرالدین محمد بابر کے ساتھ ہندوستان مین تشریف لائے تھے۔ اور اُنکو لوگ محی الدین ثانی کہتے تھے بابر بادشاہ اُنکا معتقد تھا لیکن جب زمانہ آپکے انتقال کا قریب آیا۔ آپنے فرمایا ہندوستان کفرستان ہے یہان مرنا اچھا نہین اور شہر سمرقند مین پہونچکر انتقال کیا آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد یحیٰی جنکو خواجہ محمد یحیٰی بھی کہتے ہین ہندوستان مین رہے اُنکا ذکر اکبر بادشاہ کے عہد سلطنت مین کیا جائیگا۔ آپ کے تصرفات وغیرہ کا بیان اس مختصر کتاب مین کہان ہو سکتا ہے۔ مفصل حال اخبار الاصفیا مین درج ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

نصیر الدین ہمایون

نصیر الدین محمد ہمایون بن ظہیر الدین محمد بابر

نصیر الدین محمد ہمایون جیسا ہم اوپر لکھ چکے ہیں ۹۱۳ھ میں کابل میں پیدا ہوئے اور ۹۳۷ھ میں بعد باپ کے چوبیس برس کی عمر میں آگرہ میں تخت نشین ہوئے سب منصب دارون کو جگہہ مناسب دی اور اپنے بھائیون اور اقران کو جاگیر دی مرزا کامران کو کابل۔ قندھار اور غزنی۔ اور پنجاب دیا۔ اور صوبۂ سنبھل مرزا عسکری کو دیا۔ اور صوبہ الور مرزا ہندال کو دیا۔ یہ سب اپنے بھائی تھے۔ اور صوبۂ بدخشان مرزا سلیمان خان بن سلطان محمود بن سلطان ابو سعید کو بخشا۔ بعد تھوڑے عرصے کے ذریاے جمنا کی سیر کا قصد کیا۔ اور ایک کشتی زر سے بھری ہوئی لٹائی اسکی تاریخ کشتی زر نکلی چھ مہینے سلطنت کر کے قلعہ کالنجر کی تسخیر کا ارادہ کیا وہان کے حاکم نے بارہ من سونا اور دوسری چیزین پیشکش کر کے اطاعت قبول کی۔ اور دوسرے ممالک بھی بادشاہ کے تصرف مین در آئے۔ اور ۹۴۰ھ مین قریب دہلی کے ایک شہر آباد کیا جسکا نام دین پناہ رکھا۔ ۹۴۲ھ مین سام مرزا شاہ طہماسپ صفوی کے بھائی نے خواجہ کلان بیگ کو قندھار مین محاصرہ کیا۔ مرزا کامران نے لاہور سے فوج کشی کی اور سام مرزا کو شکست دی۔

چونکہ محمد زمان۔ مرزا ابن مرزا بدیع الزمان ابن سلطان حسین مرزا نے بغاوت کی اور سکہ اور خطبہ اپنے نام کا کر لیا۔ آخرش بھاگ کر سلطان بہادر گجراتی سے جا ملا۔ اسلیئے ہمایون نے ۹۴۳ھ مین سلطان بہادر گجراتی پر فوج کشی کی اُسکو شکست ہوئی اور مندو کی طرف بھاگا۔ تمام گجرات پر ہمایون متصرف ہوا پھر قلعۂ چانپانیر کو فتح کیا۔ پھر سلطان بہادر وہان سے بھاگ کر ڈایو کے بندرگاہ مین پہونچا۔ جہان فرنگیون کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ تھوڑے عرصہ مین قندھار سے صوبۂ بہار تک تصرف مین ہمایون کے در آیا۔ یہان تک کہ زمانہ کی گردش سے ۹۴۶ھ ہجری مین جو

کی راہ میں دریائے گنگا کے کنارے شیر شاہ افغان سے کہ قوم سور سے تھا اور اُسکے پیشتر ایک سپاہی تھا اور بعد ازان فوج کا افسر ہوا تھا صوبہٗ بہار مین شکست اُٹھائی۔ اور پھر دوسری شکست اُسی کے ہاتھ سے قنوج مین ۹۴۷ھ مین ہوئی۔ اور بھائیون کی مخالفت اور نااتفاقی سے تنگ آکر خراسان اور عراق کی طرف راہ لی۔ اُسکے بعد شیر شاہ کے خاندان کے پانچ شخصون نے پندرہ برس تک جیسا کہ نقشۂ ذیل سے واضح ہوگا بادشاہت کی۔ اُسکے بعد پھر ہمایون کے نصیب نے مدد کی اور ہندوستان کی بادشاہت پر جانشین ہوا۔

نقشۂ خاندان سور افغانی

سن جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
۹۴۷ھ	سلطان شیر شاہ بن حسن خان سور افغانی۔	اسکا اصل نام فرید خان تھا چونکہ شیر کو مارا تھا اسلیئے شیر خان کہلایا۔ جب بادشاہ ہوا۔ شیر شاہ کا لقب لیا اسکا دادا ابراہیم خان رنجیدہ ہوکر گھر سے یعنی افغانستان سے ہندوستان مین آیا۔ اور امرا کی خدمت مین نوکری کرتا تھا۔ اور اُسکا باپ جمال خان کے لشکر مین کہ حاکم جونپور تھا رہتا تھا۔ اور شہسرام اور خواص پور اُسکو جاگیر مین ملا۔ شیر شاہ کو بھی بابر نے پورب مین جاگیر دی تھی۔ اُسی ذریعہ سے اقتدار پاکر بہار اور بنگالہ پر متصرف

سن جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
		ہوا پھر ہمایون کو شکست دی۔ لاہور کے قریب نہایت مضبوط قلعہ بنایا۔ اُسنے بنگالہ سے پنجاب تک ایک سڑک ایسی بنائی کہ آج تک یادگار ہے اور ہر کوس پر مسجد اور سرائے تعمیر کی۔ یہ بڑا عقلمند تھا۔ قلعۂ کالنجر کی فتح مین جلکر مرگیا۔
سنہ ۹۵۳ھ	سلطان سلیم شاہ بن شیر شاہ	
سنہ ۹۶۱ھ	سلطان فیروز شاہ بن سلیم شاہ	
سنہ ۹۶۱ھ	سلطان محمد شاہ عدلی برادرزادہ شیر شاہ۔	
سنہ ۹۶۲ھ	سلطان ابراہیم شاہ۔	
سنہ ۹۶۲ھ	سلطان سکندر شاہ برادرزادہ شیر شاہ	

الغرض جب ہمایون بڑی حیرانی اور پریشانی کے ساتھ کئی برس بعد عراق پہونچا یہ قطعہ شاہ طہماسپ صفوی کے حضور مین گذرانا۔

خسروا عمریست تا عنقائے عالی ہمتم		قلۂ قاف قناعت را نشیمن کرده است
روزگار سفلۂ و گندم نمائے جو فروش		طوطی طبع مرا تا نغ بارزن کرده است
دشمنم شیر ست و عمری پشت بر من کرده بود		جائے از کین و عداوت ہدہدے با من کرده است
التماس از شاه آن دارم کہ با من آن کند		آنچہ با سلمان علی در دشت ارژن کرده است

شاہ نے اس خوشخبری کو سنکر حاضری کا حکم دیا اور توقیر اور منزلت کے سامان کا فرمان جاری کیا۔ اور یہ شعر مکتوب کے آغاز مین لکھا ؎

ہمای اوج سعادت بدام ما افتد	.	اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد	

چنانچہ ۹۵۱ھ مین بادشاہ سے ملاقات ہوئی۔ بھون نے ہمایون کی تعظیم کی اور شاہ والاجاہ ہمایون کے آنے کو مبارک سمجھکر لوازم بادشاہی بجالایا۔ اور مہمانداری مین کوشان ہمانشاہ کئی روز تک جشن رہا۔ اور ہمایون نے بے بہا الماس اور پچاس لعل بدخشانی نذر گزرانا بعد کئی روز کے شاہ طہماسپ نے سامان بادشاہت کا ہمایون کو عطا کیا اور اپنے بیٹے مراد مرزا کو مع بارہ ہزار سوار کے ہمایون کی مدد مین روانہ کیا ہمایون قندھار کی طرف متوجہ ہوا واضح رہے کہ جب ہمایون بادشاہ اس حیرانی مین تھا۔ مرزا کامران نے اُس سے جدا ہوکر سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔ اور غزنی عسکری مرزا کو دیا اور بدخشانکو سلیمان مرزا سے چھین لیا۔ اور قندھار کے قلعہ مین قید کیا۔ آخرش جب ہمایون نے امدادی لشکر سے قندھار کا محاصرہ چھ مہینے تک کیا۔ وہان کی حکومت مرزا عسکری کو کامران نے دی تھی سو وہ امان کے لیے قلعہ سے نکل آیا۔ ہمایون نے اُسکی خطا معاف کی قندھار پر قبضہ کرکے کابل کی طرف بڑھا۔ مرزا ہندال اور مرزا ناصر بابر کے بھائی مرزا۔ کامران سے بھاگ کر اثناے راہ مین ہمایون سے آملے۔

مرزا کامران ہمایون کی خبر سنکر کابل سے غزنی کی طرف بھاگا ہمایون ۹۵۲ھ مین بغیر لڑائی کے کابل پر متصرف ہوا۔ اور اپنے بیٹے اکبر اور بی بی کے دیدار سے جو مقید تھے مسرور ہوا۔ اکبر کا سن اسوقت تین برس کا تھا۔ اس درمیان مین سلیمان مرزا قید سے رہا ہوکر بدخشان پر متصرف ہوا جب۔ ہمایون ۹۵۳ھ مین بدخشان کی طرف گیا تیچھے مین مرزا کامران نے پھر کابل پر قبضہ کیا جب یہ خبر بادشاہ ہمایون کو ملی بدخشان مرزا سلیمان کے حوالہ کیا۔ اور قندھار مرزا ہندال کے سپرد کیا۔ اور مرزا ناصر کو کہ باعث فساد تھے قتل کیا اور کابل کی طرف چلے اور مرزا کامران سے لڑکر کابل کو ۹۵۴ھ ہجری مین پھر دخل کیا

اور مرزا کامران پھر بھاگا۔ بعد ان فتوحات کے بھی مرزا کامران اور مرزا عسکری سے بڑے بڑے قصور سرزد ہوے اور کئی مرتبہ ہمایون بادشاہ سے لڑے۔ ناچار ہمایون کو اُنسے لڑنا پڑا۔ یہانتک کہ مرزا ہندال قتل ہوے اور مرزا عسکری گرفتار ہوے مرزا کامران سُلطان آدم گکھر کے پاس پناہ گزین ہوا اُسنے قید کرکے ہمایون کے پاس بھیجا اور نکحول ہوے اور مکہ کو گئے۔ اور مرزا عسکری قید سے بھاگ کر بلخ پہونچے اور وہان سے مکہ کو گئے اور دونون مر گئے۔

جب ہمایون کو اطمینان بھائیون کی طرف سے ہوا۔ ہندوستان کا قصد کیا اور سنہ ۹۶۱ھ مین دیوان حافظ سے فال لیا۔ اور یہ شعر نکلا ؎

جلت از مرغ ہمایون طلب سایۂ او	زانکہ با زاغ و زغن شہپر دولت نبود	

اور لاہور تک بے نزاع قابض ہو گئے۔ افغانون مین انتشار آیا اور اطراف رہتاس مین پراگندہ ہو گئے ہمایون نے لاہور مین خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا۔ سرہند مین سکندر شاہ۔ افغان اسی ہزار آدمیون سے ہمایون کے مقابل ہوا لیکن اُسکو برابر شکست ہوتی گئی۔ یہ فتح سنہ ۹۶۲ھ مین ہوئی اور سکندر شاہ کوہ سوالک کی طرف بھاگا۔ اس فتح کے بعد ہمایون بادشاہ غرۂ رمضان کو دہلی مین داخل ہوا۔ اور سجدۂ شکر بجا لایا۔ اور خطبہ اور سکہ اپنے نام سے جاری کیا لیکن صرف سات مہینے زندہ رہا۔ اتفاق سے کوٹھے کی سیڑھی سے گرا اور مر گیا اور دہلی مین مدفون ہوا۔

اور قصۂ نظام سقہ کا یون ہی کہ ہمایون بادشاہ کو جب چوسا مین شکست ہوئی اور بھاگا گھوڑے کو دریا مین ڈالا۔ کہ دریا کے پار ہو۔ لیکن گھبراہٹ مین گھوڑا ران سے نکل گیا۔ اور نوبت غرق کی پہونچی کہ۔ نظام سقہ نے اپنی مشک کو ہوا سے بھر کر اور مضبوط باندھکر بادشاہ کے پاس پھینکی۔ جسکے ذریعہ سے بادشاہ ڈوبنے سے بچا

اسکے عوض بادشاہ نے اُسکو حکومت تمام ہندوستان کی ایک روز کے لیے بخشی۔ اسنے اسی عرصہ مین چمڑے کا سکہ جاری کیا کہ آج تک یادگار ہے۔

اسی ہمایون۔ بادشاہ کے عہد مین شاہ علاء الدین اکبرآبادی مجذوب تھے کہ بڑے عارف تھے ۹۵۳ھ ہجری مین اور شیخ محمد رفیع الدین محدث اکبرآبادی نے ۹۵۴ھ مین اور مولانا ابوالخیر خوارزمی نے کہ بڑے محقق اور طبیب کامل تھے ۹۵۷ھ مین اور مرزا اشرف کہ وزیر شاہ طہماسپ صفوی کے تھے اور نہر کربلا اُن کی بنائی ہے ۹۶۲ھ مین انتقال کیا۔

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی بن محمد ہمایون بادشاہ

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی پیدائش ۵۔ رجب ۹۴۹ھ ہجری مین مطابق ۱۵۔ اکتوبر ۱۵۴۲ء کے ہوئی۔ آنکی پیدائش کی جگہ امرت کوٹ متعلقہ ملک مارواڑ ہے جس وقت اُنکے باپ ہمایون شیرشاہ سے شکست اُٹھا کر بھاگے اور امرت کوٹ مین پہونچے۔ اُنکے ساتھ انکی بی بی حمیدہ بانو بیگم۔ بھی تھین جو حضرت شیخ احمد جام کی اولاد سے تھین۔ انھین سے محمد اکبر۔ بادشاہ پیدا ہوے۔ بعد وفات محمد ہمایون بادشاہ کے دوپہر دن کو دوسری ربیع الثانی ۹۶۳ھ ہجری مین مطابق ۱۵۵۶ء عیسوی کے چودہ برس کی عمر مین کلانور کے باغ مین باتفاق خانخانان بیرم خان اور دوسرے امراے کے۔ ہمایون کے حکم سے سکندرشاہ افغان کی مدافعت مین مصروف تھے تخت نشین کیا۔ اور منصب وزارت اور وکالت کا خانخانان بیرم خان کو عطا کیا گیا۔ اور جلوس کے پانچ روز بعد نوروز سال الٰہی کا ہوا کہ اکبر بادشاہ نے ایجاد کیا تھا پہلے سال جلوس مین سکندرشاہ افغان نے کوہ سوالک مین آدمی فراہم کیے اور یورش کی لیکن شکست اُٹھائی۔ دوسرے سال مین ہیموبقال نے کہ دعوے سکندرشاہ کی وزارت کا رکھتا تھا۔ بادشاہ اکبر کی غیبت مین حاکم دہلی پر فوج کشی

کی اور اُس پر قابض ہو گیا تھا۔ اسلیئے بادشاہ نے علی قلی خان سیستانی کو دہلی کی طرف روانہ کیا۔ پنجشنبہ کے روز ۲۔ محرم ۹۶۴ھ میں پانی پت کے میدان میں درمیان علی قلی خان اور ہیمو بقال کے لڑائی ہوئی۔ ایک تیر ہیمو کی آنکھ میں لگا اور اسکے سر تک کو چھید کر پار ہو گیا۔ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اُسکے گرد کے لوگ بھاگے اور خانخانان بیرم خان اُسکو گرفتار کرکے اکبر بادشاہ کے سامنے حاضر لایا۔ اور اُسکا کام تمام کیا۔ اکبر بادشاہ بھی اسوقت تک وہان پہونچ گیا تھا اور بادشاہ مع ارکین بڑی مسرت اور خوشی کے ساتھ مع اسباب غنیمت دہلی میں داخل ہوا۔ اور جتنی دولت کہ ہیمو نے شیرشاہ کے زمانے سے اسوقت تک فراہم کی تھی ضائع ہوئی۔

محمد بیرم خانخانان ہمایون بادشاہ کے بڑے خوانین سے تھے اور اکبر شاہ کے ابتدائی جلوس سے پانچ برس تک عہدۂ جلیل القدر وکالت اور وزارت کا اُس سے متعلق تھا۔ لیکن چونکہ اُسنے بادشاہ کو کم سن تصور کرکے جو چاہا بادشاہ کی بے اجازت کیا۔ یہ بات بادشاہ کو گران معلوم ہوتی تھی اور کچھ نہیں کہتا تھا۔ یہان تک کہ پانچ برس بعد جب قابو پایا اُسکو وزارت کے عہدے سے معزول کیا۔ اُس کی تقصیرات میں سے ایک یہ بھی تھی کہ تردی بیگ خان حاکم دہلی کو اس حیلے سے قتل کیا۔ کہ ہیمو کی لڑائی میں بھاگا اور یہ بلا اجازت بادشاہ کیا۔ حاصل کلام معزولی کے بعد کئی مرتبہ بیرم خان نے بادشاہ سے جنگ وجدل کیا۔ اور شکست اُٹھائی۔ آخر سب سے نا اُمید ہو کر عفو تقصیر چاہی اور حرمین شریفین کا قصد کیا۔ اور گجرات کی طرف چلا۔ راہ میں مبارک خان افغان نے کہ اسکا باپ بیرم خان کی لڑائی میں مارا گیا تھا۔ اُسکو قتل کیا۔ یہ واقعہ ۹۶۸ھ میں پیش آیا۔ یہ شخص شاعر اور بڑا قابل تھا۔ اسی کا شعر ہے۔

کان نمک جہان شد از تیغ بر وجہ	آن کز نمک شکر کند واز نمک شکر

لوگوں نے اُسکی نعش کو شیخ حسام کے مقبرہ مین دفن کیا۔ شیخ عبدالقادر بدایونی نے تاریخ وفات اس مصرعہ مین لکھی ع گفت گل در گلشن خوبی نماند۔ اور قاسم ارسلان نے یہ تاریخ لکھی ہی ؎

	بیرم بطواف کعبہ چون بست احرام در واقعہ یافت نیے تاریخش	در راہ شد از شہادتش کار تمام گفتا کہ شہید شد محمد بیرام ۹۶۸	

سنہ ۹۶۸ ہجری مین اکبر بادشاہ نے احمد شاہ گجراتی کے وارث سلطان محمود ثانی سے گجرات اور مالوہ فتح کیا۔

نقشہ خاندان شاہان گجرات

سنہ جلوس	نام بادشاہ	مختصر کیفیت
سنہ ۸۰۶ھ	تاتارخان بن ظفرخان۔	اسنے اپنا نام محمد شاہ رکھا اور خطبہ اور سکہ اپنا جاری کیا۔
سنہ ۸۱۰ھ	مظفر شاہ۔	
سنہ ۸۱۳ھ	احمد شاہ بن مظفر شاہ۔	
سنہ ۸۴۶ھ	محمد ۲ بادشاہ	
سنہ ۸۵۵ھ	قطب الدین۔	
سنہ ۸۶۳ھ	سلطان داؤد و سلطان محمود۔	
سنہ ۹۱۷ھ	سلطان بہادر۔	
سنہ ۹۴۳ھ	سلطان محمود گجراتی۔	
سنہ ۹۶۱ھ	سلطان احمد شاہ گجراتی۔	
سنہ ۹۶۸ھ	سلطان مظفر۔	اس سے جلال الدین محمد اکبر شاہ نے ملک لے لیا۔

خان اعظم نے جسکا نام شمس الدین خان تھا - اور - ہمایون کو چوسا کے مقام مین ڈوبنے سے بچایا تھا - ہمایون کے عہد ثانی مین نہایت معتقد رعہدہ پایا - اور پنجاب کی لڑائی کی فتح کے بعد - خان اعظم کا لقب ملا - اکبر بادشاہ نے اپنے زمانے مین وکالت کا منصب عطا کیا - اور پہلا وہی شخص ہے جس نے منصب ہفت ہزاری پایا اس منصب پر ادہم خان نے کہ وہ بھی منصب وکالت کا رکھتا تھا - حسد کیا - اور خان اعظم کو ۹۶۹ سنہ ہجری مین شہید کیا - بادشاہ نے اسکے مکافات مین ادہم خان کو کوٹھے پر سے گروا کر مار ڈالا - ایک نے تاریخ لکھی ہے

کاش سالے دگر شہید شدے		کہ شدے سال فوت جہان شہید	

اسی عہد مین محمد یوسف کابلی کہ نہایت خوشنویس تھا اور اکبر بادشاہ کا منشی تھا - ۹۷۰ سنہ مین مر گیا - اسکی وفات کی تاریخ اشرف خان نے لکھی کہ ع کجا شد یوسف مصرائے عزیزان -

۹۷۱ سنہ مین اکبر بادشاہ کے دو بیٹے توام پیدا ہوے - اور انکا نام مرزا حسن اور مرزا حسین ہوا - لیکن یہ نہ بچے -

خان زمان علی قلی خان اور بہادر خان بیٹے حیدر سلطان ازبک کے تھے اور دونون بھائی بہادر اور سخی تھے - اور حیدر سلطان بوجہ خیر خواہی کے ہمایون کے زمانے مین ممتاز تھا - اور محمد اکبر - بادشاہ نے بھی اس صلہ مین پورب کی جاگیر اور جونپور ان دونون کے لیے برقرار رکھی لیکن ان لوگون نے نمک حرامی کو راہ دی - اور فتنہ اور فساد برپا کیا - اور بادشاہ سے بغاوت ظاہر کر کے مرزا محمد حکیم کو کہ بادشاہ کا بھائی کابل مین حکمران تھا طلب کیا اور خطبہ اور سکہ اس کے نام کا جاری کیا - اس سبب محمد اکبر بادشاہ نے خانخانان منعم خان کو اکبر آباد کی حراست مین چھوڑ کر خود مرزا حکیم سے مقابلہ کو جو لاہور مین آگیا تھا - روانہ ہوا - جب

یہ خبر محمد حکیم مرزا کو ملی وہان سے بھاگا اور کابل پہونچا۔ اور اکبر بادشاہ نے وہان سے
پھر کر علی قلی خان اور اُسکے بھائی پر فوج کشی کی۔ اور قریب مانکپور کے کہ بیس کوس پچھم
الہ آباد سے ہی دریائے گنگا کے پار ہوا۔ علی قلی خان نے بھی فوج فراہم کی اور کئی روز
تک بادشاہ سے لڑا۔ یہان تک کہ روز دوشنبہ کو غرہ ذیحجہ کے سنہ ۹۷۳ھ مین دونون
بھائی مارے گئے۔ یہ لڑائی قریب الہ آباد کے ہوئی جسکو اُس وقت پریاگ کہتے تھے
اور جہان فتح نصیب ہوئی اُسکا نام فتحپور ہوا۔ اور وہ اسوقت الہ آباد سے چھ[۶]
کوس کے فاصلہ پر ہی شیخ ابو الفضل نے اول دفتر مین اکبر نامہ کے یہ حال لکھا ہی جس کو
اُسنے سنہ ھ مین اکبر بادشاہ کے نام سے تصنیف کیا ہی اُس مین لکھا ہی کہ الہ آباد کا نام
اکبر شاہ نے آلہ باس رکھا تھا۔

سنہ ۹۷۵ھ مین اکبر بادشاہ نے راجپوتانہ کے قلعۂ چتور کی تسخیر کا قصد کیا۔ اور اُسکا
محاصرہ کرکے سُرنگ کھود کر بارود سے اُڑا دیا۔ اور تیس ہزار راجپوت مارے گئے۔
بعد اِس فتح کے بادشاہ نے واسطے نیاز خواجہ معین الدین چشتی کے اجمیر مین دیگ
رومین بہت بڑی بنوائی۔

اِسی سال جونپور کا پل دریائے گومتی پر بنایا گیا کہ آج تک یادگار ہے۔ منعم خان
خانخانان نے کہ بعد معزولی بیرم خان کے عہدۂ خانخانان پر بحال ہوا سنہ ۹۶۷ھ
مین تمام جاگیر علی قلی خان کی جونپور اور بنارس اور غازیپور سے جمنا تک حضور سے
بادشاہ کے پایا۔ اسی خانخانان نے بہت مسجد اور عمارت تعمیر کرنے کے بعد گومتی کا
پل تیار کرایا۔ اور اُسکا مہتمم فہیم نامے اُسکا غلام تھا۔

رنتھنبور سنہ ۹۷۶ھ مین ایک مہینے مین قلعہ رنتن پور کو پھر فتح کیا۔ جسکو علاء الدین خلجی حاکم مانڈو
نے ایک برس مین فتح کیا تھا۔

سنہ ۹۷۷ھ مین بادشاہ نے قلعۂ اکبر آباد کی تعمیر کا پتھر سے حکم دیا کہ عرض اُس کا

تیس گز بادشاہی ہو اور ساٹھ گز بلند ہو۔ چنانچہ ایسا ہی بنایا گیا۔ اور ۹۷۳ھ میں تیار ہو گیا۔ چاروں طرف دروازہ بنایا گیا۔ آخری دروازہ ۹۷۶ھ میں بنایا گیا۔

واضح رہے کہ سلطان محمد مرزا کہ اولاد سے امیر تیمور کے تھے اُن کے تین بیٹے تھے الغ مرزا کہ ۹۷۵ ہجری میں مر گئے۔ اور ابراہیم حسین مرزا۔ اور محمد حسین مرزا۔ یہ دونوں مرزا اکبر بادشاہ سے باغی ہو کر کچھ آدمی فراہم کر کے گجرات کی طرف گئے اور اُس پر متصرف ہوئے۔ اور جانپانیر۔ اور سورت کو بھی لیلیا۔ اور ۹۷۷ ہجری میں قلعۂ بڑوچ پر قابض ہو گئے۔

اسی سال میں ملا نور الدین اسفیدونی نے کہ نواب ترخان کا لقب رکھتے تھے اور ہمایوں کے مصاحبوں سے تھے اور پرگنہ سفیدوں جاگیر میں رکھتے تھے۔ نہر شیخونی دریائے جمنا سے پچاس کوس کرنال کی طرف لے گئے جس سے زراعت کو بہت فائدہ ہوا۔ اور شیخونی اس لیے نام رکھا کہ شیخو کے لقب سے جہانگیر بادشاہ کو اکبر بادشاہ پکارا کرتا تھا۔ چونکہ شہزادہ سلطان سلیم جہانگیر بادشاہ کی پیدائش بسبب دعاء حضرت شیخ سلیم چشتی فتحپور سیکری کے سمجھا تھا۔ اور سلطان سلیم اسی سال پیدا ہوا تھا۔

۹۷۸ھ میں شہزادہ سلطان شاہ مراد اکبر بادشاہ کی محلسرا میں پیدا ہوئے اور یہ دونوں شہزادے فتحپور سیکری میں پیدا ہوئے۔ اس لیئے بادشاہ نے وہاں خوب عمارت تعمیر کرائی۔

۹۸۰ھ میں بادشاہ نے بسبب فساد مرزا ابراہیم حسین اور مرزا محمد حسین کے گجرات کی تسخیر کا قصد کیا۔ اور وہاں پہونچکر گجرات پر قابض ہو گیا وہاں سے مرزا ابراہیم حسین اور محمد حسین کہ سورت اور بڑوچ اور بردوہ۔ اور جاپانیر پر متصرف تھے۔ بندر سورت کے قلعہ میں متحصن ہوئے۔ بادشاہ نے وہاں پہونچکر محاصرہ کیا۔ ڈیڑھ مہینے تک محاصرہ رہا۔ پھر بھوں نے قلعہ کو بادشاہ کے حوالہ کیا۔

۹۸۰ھ

۹۸۲ھ میں اکبر بادشاہ کو خبر ملی کہ داؤد شاہ بادشاہ بنگالہ بن سلیمان کرانی کہ بعد قتل کرنے اپنے بڑے بھائی بایزید کے ولایت بنگالہ کا بادشاہ ہوا ہے اور شہر زمانیہ کو جس کو خان زمان علی قلی خان نے بسایا تھا لوٹا اور لودی خان کو کہ قلعہ رہتاس پر متصرف تھا مقید کیا اور مار ڈالا۔ اس خبر کو سنکر بادشاہ کشتی پر سوار ہو کر اکبر آباد سے چلا۔ القصہ ربیع الثانی کو حوالی میں قلعہ پٹنہ کے پہونچے۔ اور وہاں لڑائی ہوئی۔ داؤد شاہ وہاں سے کشتی پر سوار ہو کر بنگالہ کی طرف بھاگا۔ اور وہاں بعد چند روز کے ۹۸۳ھ میں مارا گیا۔ ۹۹۳ھ ہجری میں شاہزادہ سلیم شاہ کی شادی راجہ بھگوانداس اور اودے سنگھ کی بیٹی سے ہوئی۔ اور اسی سال محمد حکیم برادر اکبر بادشاہ کا انتقال ہوا جو کابل کا حاکم تھا۔ بادشاہ خود وہاں گیا۔ اور راجہ بھگوانداس۔ اور کنور مانسنگھ اسپر حاکم مقرر ہوئے راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے شاہجہان بادشاہ پیدا ہوئے ۹۹۴ھ میں راجہ بیربل نے کہ بادشاہ کے مقربین سے تھا انتقال کیا۔

مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے والی بلخ۔ عبد اللہ خان ازبک سے محاربہ کیا۔ جس میں اُسکا بیٹا۔ ابراہیم مارا گیا۔ ابراہیم کے بیٹے مرزا شاہرخ نے اقتدار اپنے دادا کے ملک میں پیدا کیا۔ اور مرزا سلیمان اپنے دادا کو معزول کرنا چاہا اس سبب سے وہ وہاں سے فرار ہوا۔ اور محمد اکبر بادشاہ کے حضور میں حاضر آیا۔ اُسنے مہربانی کی اور حج کی صلاح دی اور مرزا سلیمان حج کو گیا۔ پھر۔ عبد اللہ خان ازبک نے اقتدار پیدا کیا۔ اور مرزا شاہرخ سے بدخشان چھین لیا۔ اسلئے وہ بھی حضور میں۔ اکبر بادشاہ کے حاضر آیا۔ اور مدد چاہی۔ اُسوقت بادشاہ بسبب انتقال محمد حکیم کے کابل جاتا تھا یہ بھی ساتھ ہوا۔ اور مرزا سلیمان بھی کابل میں حاضر تھا۔ بادشاہ کی مدد سے مرزا سلیمان بدخشان پر قابض ہوا لیکن پھر ازبک کے خوف سے بھاگا اور مر گیا بادشاہ نے قلعہ الہ آباد بھی تعمیر کیا۔

الغرض اس بادشاہ کے عہد مین سلطنت کو بڑی ترقی ہوئی تمام افغانستان اور ہندوستان مین مین سوائے چند صوبجات دکھن کے جیسے بیجاپور احمد نگر گول کنڈہ - اس کی حکومت تھی - اور ملک کو عدل اور آسایش سے بھر دیا تھا - اور ہر قسم کے اہل علم و ہنر جمع تھے سب کی قدر کرتا تھا اکثر کتابین سنسکرت اور یونانی زبان سے فارسی مین ترجمہ کرائین - اور علما اور فضلا ہر مذہب کے جمع کرتا اور انکی بحث سنتا اور سب کو انعام واکرام اور خطاب سے مسرور کرتا - باوجود اسکے کہ خود علم سے بہرہ نہ رکھتا تھا لیکن شاعری کا ذائقہ تھا - اسنے ایسے قانون انتظام سلطنت کے لیے بنائے کہ عقل حیران ہے - اسکے وزرا سے راجہ بھگوانداس و مانسنگہ و ٹوڈرمل و ملک الشعرا ابو الفیض فیضی اور علامہ عصر ابو الفضل تھا - راجہ ٹوڈرمل دیوان عام تھا - اسنے باون برس سلطنت کی اور ۱۰۱۴ھ ہجری مین انتقال کیا -

اسی کے عہد مین کبیر داس کہ ہندی کا شاعر اور کامل تھا مر گیا - اسی کے عہد مین سید محمد غوث گوالیاری نے کہ عارف تھے ۹۷۰ھ مین اور حضرت شیخ علی متقی گجراتی نے کہ اولیاء اللہ سے تھے ۹۷۵ھ مین اور حضرت سلیم چشتی فتحپوری نے ۹۷۹ھ مین اور ملک الشعرا مولانا غزالی شہدی نے ۹۸۰ھ مین اور مولانا قاسم کاہی نے کہ بڑے شاعر تھے اور حضرت جامی کے شاگرد تھے ۹۸۸ھ مین - اور ملا حسین نقشی نے کہ کمالات ظاہری اور باطنی سے بہرہ تمام رکھتے تھے اور مہر کنی مین بے نظیر تھے ۹۸۹ھ مین اور اسی سال حضرت شیخ جلال تھانیسری نے بھی کہ بڑے عارف تھے - اور حضرت شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی نے کہ بڑے عالم صاحب تصانیف کثیرہ تھے اور سید محمد غوث گوالیاری نے ۹۹۸ھ مین اور ۹۹۹ھ مین مولانا عرفی نے کہ بڑے شاعر تھے اور اسی سال حضرت خواجہ محمد یحیی نے کہ بڑے عارف کامل اور اولاد سے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے تھے اور شیخ عبد القادر بدایونی نے کہ عارف اور شاعر تھے اسی سال اور ملک الشعرا ابو الفیض فیضی نے ۱۰۰۴ھ مین اور علامہ عصر ابو الفضل نے ۱۰۱۱ھ مین

انتقال کیا اور حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی نے اور عبدالاحد فاروقی سرہندی نے کہ مرید شیخ رکن الدین بن عبدالقدوس گنگوہی کے اور باپ شیخ احمد سرہندی کے تھے۔ ۱۰۱۲ھ مین انتقال کیا۔ اور اسی سال حضرت مخدوم احمد چشتی ساکن نوآبادہ بہار اور انکے بیٹے حضرت مخدوم اخوند شیخ نے کہ اس عاجز کے مورث ہین اور عارف کامل تھے انتقال کیا۔ حضرت خواجہ محمد یحیٰی کہ جن کو بعض لوگ خواجہ محمد یحیٰی کہتے ہین بڑے برگزیدہ عارف تھے۔ انکا نسب حضرت خواجہ عبیداللہ احرار سے ملتا ہی یعنی خواجہ محمد یحیٰی بن ابوالفیض بن خواجہ عبداللہ کلان بن خواجہ عبیداللہ احرار۔ یہ بزرگ مرید چچا حضرت خواجہ عبدالحق بن خواجہ عبداللہ کلان کے تھے جنکا ذکر بابر شاہ کے تحت سلطنت مین ارقام پایا ہی۔ خواجہ محمد یحیٰی بڑے خداشناس اور صاحب کمال تھے مفصل حال آپ کا اخبار الاصفیا مین درج ہے۔ آپ کی قبر اور ایک آپ کے مرید امیر عبداللہ کی قبر شہر آگرہ مین کنارے پر دریاے جمنا کے متصل راج گھاٹ کے واقع ہی آپ کی وفات ۱۲۔ ربیع الاول ۹۹۹ھ مین ہوئی اور آپ ہی امیر عبداللہ حضرت امیر ابوالعلا اکبرآبادی کے پیر ہین۔ اور خواجہ یحیٰی کے بھانجے تھے اور خلیفہ اور مولانا عرفی شاعر شہد کلام شیرین سخن تھا اس کے اشعار مین لطافت اور متانت بہت تھی۔ اصل مین یہ شاعر عدیم المثل شہر شیراز کا رہنے والا تھا۔ اور مصنف تذکرہ ہفت اقلیم لکھتا ہی کہ اوائل عمر مین یہ فاضل مشہور دکن مین وارد ہوا لیکن اُس جگہ بباعث انکی نہ ترقی ہونے کے اس طرف چلا آیا اور مسیح الدین ابوالفتح نے عرفی کی بہت خاطرداری کی اور بہت پرسان حال اُسکا رہا لیکن جب مسیح الدین نے وفات پائی اُسوقت عبدالرحیم خان خانخانان سپہ سالار شہنشاہ اکبر نے عرفی کی شہرت سُنکر طلب کیا۔ اور زمرہ مین بندگان خاص کے معزز کیا۔ اور بہت تواضع کی اور بعد چند روز کے مرض اسہال مین اس صفحہ روزگار سے جاتا رہا۔ اور بر وقت

وفات کے دور باعی پڑھیں انکو ذیل میں درج کرتا ہوں رباعی

عرفی دم نزع ست وہمان مستی تو	آخر بچہ مایہ بار بر بستی تو
فردا ست کرد وست نقد فردوس کجا	جویاے متاع است وتہیدستی تو
یارب بر غنوت بہ پناہ آمدہ ام	سر تا بقدم غرق گناہ آمدہ ام
چشمے بکرم بخش کہ از غایت شوق	بے دیدہ بامید نگاہ آمدہ ام

شیخ ابو الفیض فیضی بڑا عالم اور شاعر تھا شیخ مبارک فاضل کا بیٹا تھا۔ علوم وفنون اور شعر شاعری میں عدیم المثل تھا اور جدت طبع اور کثرت فہم میں کمال رکھتا تھا۔ خاقان محمد اکبر۔ اس شخص کو نہایت عزیز رکھتا تھا۔ اور شہنشاہ ہند نے خطاب ملک الشعرا کا عطا کیا۔ ایک کتاب علم اخلاق میں اسنے تصنیف کی کہ کوئی حرف اسمین منقوطہ نہیں ہے۔ اور تفسیر کلام اللہ کی بے نقط تصنیف کی اور اُسکا نام سواطع الالہام رکھا۔ اُسکے دیوانون میں پندرہ ہزار اشعار ہیں۔ اور قصۂ نل دمن کو بھی بادشاہ کے حکم سے نظم کیا۔ اور اُسکے برابر فصیح اور بلیغ دوسری کتاب کم ہے۔ اُسنے سنسکرت زبان ابھی بھیس بدلکر اچھے اچھے پنڈتون سے کاشی میں سیکھا۔ اور بہت کتابین ترجمہ کین۔ اور تصنیف کین اور کتاب نہلا وتی اور مہابھارت کو سلیس فارسی میں ترجمہ کیا۔ اکبر کے سنہ جلوس میں مرگیا۔

شیخ ابو الفضل اپنے وزیر کے ساتھ اکبر بادشاہ نے قدردانی کی اپنے جلوس کے انیسوین برس شیخ ابو الفضل شیخ مبارک کے بیٹے کو کہ فیضی سے چھوٹا تھا۔ اپنے پاس بلایا اور اُسکی ذہانت اور علم کو دیکھکر نہایت خوش ہوا۔ اور روز بروز بادشاہ کا مورد الطاف ہوا۔ اُسکا رتبہ امراے عظام اور وزراے کرام سے زیادہ ہوکر بادشاہ کا مقرب اس مرتبہ میں ہوا کہ بادشاہ کے مقرب اُسپر حسد کرنے لگے اور شاہزادہ سلیم درپے اُسکے ہوا کہ بیخ کنی کرے۔ اتفاقاً شیخ مبارک نے اپنی حیات مین کلام اللہ

کی تفسیر تصنیف کی تھی اور نام بادشاہ کا اُس مین درج نہ کیا تھا۔ شیخ نے باپ کے مرنے کے بعد چند نسخہ لکھوا اکثر ولایتون کی طرف بھجوائے۔ اور موافق رسم اہل دنیا کے اس کتاب کو اکبر بادشاہ کے نام سے مزین نہ کیا۔ اکبر بادشاہ اس بات کے دریافت ہونے سے بہت آزردہ ہوا۔ اور سب امرانے قابو پاکر اُسکی رنجش کو بڑھایا۔ پھر بعد چندے بادشاہ نے اُسکی طرف التفات کی اور اُسکو دکھن کی طرف ایک لشکر کا سردار مقرر کرکے روانہ کیا اس مہم کی انجام دہی کے بعد جب آگرے کو واپس آیا تھا۔ شہزادۂ سلیم نے کہ اُس سے عداوت قلبی رکھتا تھا واسطے قتل کرنے شیخ کے نرسنگھ دیو کو کہ اُسپر بھی بادشاہ کا عتاب تھا روانہ کیا اُسنے قریب شہر اجین کے اُسکا کام تمام کیا۔ بادشاہ نے یہ خبر سُنکر بہت رنج و الم کیا۔ اور شیخ کے بیٹے عبدالرحمن کو واسطے انتقام کے تعینات کیا چنانچہ اُسنے بدلہ لیا۔ الغرض شیخ ابوالفضل بڑا ذہین اور ذکی اور خوش کلام تھا۔ اُس کی تصنیف سے اکبر نامہ۔ آئین اکبری۔ اور ابوالفضل یادگار رہی۔

حضرت مخدوم احمد چشتی نوآبادی بہاری۔ یہ بزرگ بڑے عارف کامل تھے اور علامۂ وقت تھے اپنے وقت کے مولانا شرف الدین احمد بہاری رحمۃ اللہ علیہ تھے صاحب تصرف اور کرامت تھے اور یہ اول بزرگ ہین جنھون نے بڑے نوآبادہ صوبۂ بہار مین اقامت کی۔ انکے مورث موضع کچانوان مین اقامت گزین تھے یہ موضع بختہ اسٹیشن سے ایک کوس پورب اور دکھن گوشہ پر ہے انکا نسب حضرت سلیمان لنگر زمین ساکن کاکو بن مخدوم عبدالعزیز منیری بن امام محمد تاج فقیہ۔ تک سے پانچ واسطہ کی درمیانگی سے ملتا ہے۔ مخدوم عبدالعزیز کی قبر اپنے بھتیجے مخدوم حضرت احمد یحیٰی منیری کی بغل مین ہے سلسلۂ نسب کا یون ہے مخدوم احمد چشتی نوآبادی بن حضرت عبدالوہاب بن حضرت عبدالغنی بن حضرت عبدالملک بن حضرت تاج الدین

بن حضرت مخدوم عطار اللہ بن مخدوم سلیمان لنگر زمین کاکوی۔ یہ بزرگان بھی اپنے وقت مین بڑے عالم اور عارف کامل تھے اور اپنے اپنے وقت مین مرجع خلائق اور مشہد عام تھے آپ نے ۲۷ رجب کو انتقال فرمایا آپ کو بیعت خلافت چار واسطہ کی درمیانگی سے حضرت اخی سراج سے تھی حضرت مخدوم آخوند چشتی شیخ بن مخدوم احمد چشتی نوآبادی شل اپنے باپ کے برگزیدہ عالم عارف اور صاحب کرامات تھے۔ لیکن آپ نے اپنی اقامت چھوٹے نوآبادہ مین کہ بڑے نوآبادہ سے قریب ہے کی۔ آپ اپنے والد ماجد کے خلیفہ اور مرید تھے۔ اور چھوٹے نوآبادہ مین مدفون ہین جہان آپ کی اور دوسرے فرزندون کی بھی قبر ہے۔ یہ بزرگ بھی اس عاصی کے مورث ہین۔ آپ کی وفات ۹۔ ذیقعدہ کو ہوئی۔ اور اس تاریخ کو آج تک ایکا عرس تکلف سے ہوتا ہے۔ آپ کی اولاد سے ہنوز اس جگہ پر مقیم اور قابض ہین۔

ذکر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ بن محمد اکبر بادشاہ

محمد جہانگیر بادشاہ ۲۷ برس کی عمر مین سلطنت پر بیٹھا۔ اور نورالدین محمد جہانگیر کا لقب لیا اپنے باپ کے وقت مین شاہزادہ سلیم کے لقب سے ملقب تھا۔ باپ کے انتقال کے وقت اسکا بیٹا سلطان خسرو آگرہ مین موجود تھا۔ اور یہ آلہ آباد سے اسوقت پہونچا تھا ہنوز کشتی پر تھا کہ باپ نے انتقال کیا اور اکبر بادشاہ اپنے پوتے سلطان خسرو کو زیادہ عزیز رکھتا تھا اور شہزادہ سلیم سے ناراض تھا اور سوا ان دونون کے دوسرا وارث نہ تھا۔ بعضون نے چاہا تھا کہ سلطان خسرو کو اکبر بادشاہ کی جگہ جانشین کرین لیکن امرا نے یہ خیال کیا کہ باپ کے رہتے بیٹے کا جانشین ہونا فساد سے خالی نہوگا اسلیئے شہزادہ سلیم کو بلقب محمد جہانگیر بادشاہ تخت نشین کیا۔ ہرچند سلطان خسرو نے باپ سے بغاوت کی اور لڑا۔ اسکو شکست ہوئی اور مقید رہا سنہ ۱۰ھ مین مرگیا اور الہ آباد مین مدفون ہے بادشاہ نے ایک دربار عام کیا۔ اور تمام امرا و رؤسا کو فراہم کیا۔ اور خطاب و منصب سے

سرفراز کیا چنانچہ حضرت سیدنا امیر ابو العلا بھی کہ اسوقت اپنے نانا خواجہ فیضی کی جگہ ناظم صوبہ بردوان تھے اور منصب سہ ہزاری رکھتے تھے حاضر ہوئے اور لقب امیر ابو العلا خان کا پایا اور بڑے مقربان درگاہ جہانگیری کے تھے لیکن یہ بادشاہ کی نشہ خواری کی وجہ سے کنارہ کش ہوئے۔

الغرض بادشاہ نے چند زمانے تک امور سلطنت مین بڑی سرگرمی دکھائی اور ایک زنجیر عدل کی ایوان خانے مین لٹکائی اور ملک کو وسعت دی لیکن آخر کش نور جہان بیگم کا دور ہوا جسپر بادشاہ دل و جان سے فریفتہ تھا یہ عورت شیر افگن خان کی زوجہ تھی بادشاہ اس عورت کی فریفتگی کے باعث شیر افگن خان کی زندگی کا خواہان ہوا اسوقت یہ شیر افگن خان صوبہ بردوان مین جاگیر دار تھا اسکے قتل کے واسطے جہانگیر نے قطب الدین خان کو روانہ کیا اور اس نے اس بات کو شیر افگن خان کے روبرو بیان کیا اسکو غیرت آئی اور قطب الدین خان کا کام تمام کیا اسکے آدمیون نے شیر افگن خان سے بدلہ لیا اور اسکو بھی قتل کیا اور ناظم بردوان نے حسب فرمان جہانگیر نور جہان بیگم کو آگرہ روانہ کیا اور یہ بادشاہ کے نکاح مین در آئی اس زمانے سے جہانگیر امور مملکت کو بھول گیا اور انتظام ملک کا بالکل نور جہان بیگم کرتی اور سکہ اسکے نام کا جاری ہوا سے

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور	بنام نور جہان شاہ بیگم انکہ زر

اسکے بعد نور جہان سے بھائی آصف خان کی بیٹی شہزادہ شاہجہان کی زوجیت مین در آئی اور ممتاز محل لقب ہوا انھین سے شہزادہ دارا شکوہ اور شجاع اور اورنگ زیب پیدا ہوئے اور شیر افگن خان کی بیٹی جو نور جہان بیگم کے بطن سے تھی شہزادہ شہریار بن دانیال کے عقد مین در آئی کہ بھتیجا جہانگیر بادشاہ کا تھا جہانگیر نے اپنی آخر عمر مین کشمیر کا سفر کیا اور وہان سے واپس آتے زمین

بیمار ہوا اور راہ میں مر گیا ۱۰۳۶ھ میں لاہور میں دفن ہوا اور دریائے راوی کا کنارہ تھا قریب ساٹھ برس کے عمر ہوئی اور بائیس ۲۲ برس آٹھ مہینے سلطنت کی۔
واضح رہے کہ بادشاہ اکبر کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی اس لیے بادشاہ اکبر کو درویش کامل کی تلاش رہتی تھی چنانچہ حضرت سلیم چشتی فتحپوری کی شہرت اکبر بادشاہ سنکر آپکے پاس حاضر ہوا اور عرصہ دراز تک ان کی خدمت کی اور حاضر باش رہا اُن کی دعا سے جہانگیر بادشاہ پیدا ہوئے اس لیے بادشاہ کو ان سے بڑی عقیدت تھی اور انھیں کے نام پر جہانگیر کا نام شاہزادہ سلیم رکھا تھا اور ان کے حکم سے کئی مرتبہ پیادہ پا آگرہ سے اجمیر شریف تک مع اہلیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح کی قبر پر حاضر ہوا جہانگیر نے اپنے حالات اپنی کتاب تزک جہانگیری میں لکھے ہیں اور اسکو مذاق شاعری کا تھا۔
اسی عہد میں۔ شیخ بہاء الدین آملی متخلص بہائی نے کہ جامع کمالات اور فضائل اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے اور شاعر تھے ۱۰۳۰ھ میں اور حضرت شیخ احمد سرہندی نے کہ بڑے عالم اور صاحب کمالات تھے اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اپنے والد کے مرید اور حضرت باقی باللہ کے خلیفہ تھے ۱۰۳۵ھ میں اور اسی سال ملک الشعرا طالب آملی نے کہ شاہ جہانگیر سے لقب ملک الشعرا کا پایا اور عبدالرحیم خان خانخانان بن بیرم خان خانخانان نے ۱۰۳۶ھ میں انتقال کیا اور حضرت شاہ تیم اللہ نوآبادی کہ بڑے عالم اور عارف تھے اور حضرت مخدوم آخوند شیخ کے بیٹے تھے ۱۷ ذیحجہ ۱۰۳۲ھ کو وفات فرمائی آپ کا مزار اپنے والد کے بغل میں ہے اور اپنے والد کے خلیفہ تھے یہ بزرگ بھی اس کاتب کے مورث ہیں تلسی داس ہندی کا شاعر بھی اسی زمانہ میں تھا اور حضرت امیر عبیداللہ نے کہ عارف حق تھے ۱۰۳۳ھ میں انتقال فرمایا۔

ذکر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ بن جہانگیر بادشاہ

جہانگیر کے مرنے کے بعد امرا نے آصف خان سے جو شاہجہان کا خسر تھا موافقت کی اور وہ اپنی بہن نورجہان بیگم سے بدگمان تھا اس لیے اسکو نظربند کیا اور شہریار جو نورجہان بیگم کا داماد تھا اور شاہجہان کا چچیرا بھائی تھا اپنی زوجہ کے ذریعہ سے بادشاہی خزانے پر متصرف ہوا اور لاہور کے کارخانوں پر غالب آیا اور اپنا لشکر دریا کے پار کر کے امرا کا مقابلہ کیا اور پہلے ہی حملے مین شکست اٹھائی اور قلعہ بند ہوا ارادت خان نے قلعہ مین داخل ہو کر شہریار پر قبضہ پایا صبح کو امرا نے مصلحتاً داور بخش بن سلطان خسرو بن جہانگیر بادشاہ کو تخت پر بٹھایا اور شہریار کو مکحول کیا اُسوقت شاہجہان دکھن مین تھا اور بیجاپور کی فتح مین باپ کے حکم سے مصروف تھا باپ کی وفات کی خبر سنکر روانہ ہوا جب دہلی کے اطراف مین پہونچا حکم جاری کیا جس کے مطابق امرا نے داور بخش اور اُس کے بھائی گرشاسپ کو اور طہمورث اور ہوشنگ اور شہریار پسران دانیال کو قتل کیا آخرش شاہجہان آگرہ مین پہونچکر دوشنبہ کے روز ۸ جمادی الثانی کو سنہ ۱۰۳۷ھ مین تخت پر بیٹھا اور ہر ایک کو امرا سے خطاب اور منصب عطا کیا اور آصف خان بھی شہزادہ۔ محمد داراشکوہ اور محمد شجاع اور اورنگ زیب کو ہمراہ لیکر لاہور سے آگرہ مین پہونچے بادشاہ نے اُنکو بڑی عزت دی اور منصب وکالت اور وزارت کا عطا کیا اور دسوین رجب کو جشن نوروز ترتیب دیا اور اس مین ایک کرور اسی لاکھ روپیہ نقد و جنس اور چار لاکھ بیگھہ اور سوا سو موضع مستحقین کو انعام دیا اور سنہ ۵ جلوس مین بندر ہگلی قوم پرتگیس فرنگی سے لیکر قاسم علی خان صوبہ دار بنگالہ کے حوالے کیا اور قاسم علی خان سے کے

بعد اعظم خان صوبہ دار ہوا اور سنہ جلوس مین شاہجہان کے حکم سے جھنڈ بتخانے بنارس کے توڑے گئے یہ امر معرفت اورنگ زیب کے تعمیل پایا اور اکبر آباد مین تخت مرصع ایک کرور کے خرچ سے تیار ہوا۔ اور اُس کا نام تخت طاؤسی رکھا سنہ جلوس مین بادشاہ نے اجمیر کا قصد کیا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوے اور ایک مسجد سنگ مرمر کی روضہ کی پشت پر چالیس ہزار روپیہ کے خرچ سے تعمیر کرائی اور بعد اسکے ساٹھ لاکھ کے خرچ سے عمارت شاہجہان آباد تعمیر کرائی اور دس لاکھ روپیہ کے خرچ سے جامع مسجد بنوائی اور روضۂ تاج محل جس مین شاہجہان بادشاہ مع ممتاز محل کے مدفون ہین اکبر آباد مین اسی بادشاہ کا تعمیر کرایا ہے اور سب سنگ مرمر سے بنا ہے یہ عمارت دنیا مین لاثانی ہے اور جامع مسجد آگرہ کی بھی اسی کی تعمیر کرائی ہے سنہ ۱۰۶۷ ہجری مین قلعۂ بیدر اورنگ زیب کے ہاتھ سے دکھن مین فتح ہوا۔ اور اسی سال بادشاہ بیمار ہوا اور دارشکوہ اور اورنگ زیب و دوسرے بھائیون مین لڑائی ہوئی اور اورنگ زیب تخت نشین ہوا اور باپ کو قید کیا آٹھ برس اس کے بعد شاہجہان زندہ رہا۔

اسی بادشاہ کے دور سلطنت مین بلخ اور بدخشان بھی فتح ہوا تھا۔ اس نے آگرہ کے قلعہ مین مسجد تعمیر کرائی سب سنگ مرمر کی ہے اُسکا نام موتی مسجد ہے۔

واضح رہے کہ قلعۂ بیدر جس کو اورنگ زیب نے اپنے باپ شاہجہان کے عہد مین فتح کیا۔ بہمن شاہون کا تعمیر کیا ہوا تھا۔ جنکا خاندان یہان پہ مذکور ہوتا ہے۔

کیفیت	نام سلاطین	سنہ
	سلطان علاءالدین حسن کانگوی بہمنی	سنہ ۷۴۸ھ
	سلطان محمد شاہ بہمنی۔	سنہ ۷۵۹ھ
	سلطان مجاہد شاہ بہمنی۔	سنہ ۷۷۲ھ
	سلطان داؤد شاہ بہمنی۔	سنہ ۷۷۹ھ
	سلطان محمود شاہ بہمنی۔	سنہ ۷۸۰ھ
	سلطان غیاث الدین بہمنی۔	سنہ ۷۹۹ھ
	سلطان شمس الدین بہمنی۔	〃
	سلطان فیروز شاہ بہمنی پسر داؤد شاہ	〃
اسنے شہر بیدر تعمیر کیا۔	سلطان احمد شاہ بہمنی۔	سنہ ۸۲۵ھ
	سلطان علاءالدین بہمنی۔	سنہ ۸۳۸ھ
	سلطان ہمایون شاہ بہمنی۔	سنہ ۸۶۲ھ
	سلطان نظام شاہ بہمنی۔	سنہ ۸۶۵ھ
	سلطان محمد شاہ بہمنی۔	سنہ ۸۶۷ھ
سنہ ۹۳۲ھ میں یہ خاندان ختم ہوگیا۔	سلطان نظام شاہ بحری بہمنی۔	سنہ ۸۸۷ھ

اس خاندان بہمنی کے ضعف اور زوال سے رفتہ رفتہ پانچ خاندان قائم ہوئے
ایک[1] سلطنت عادل شاہیان جس کی بنیاد عادل شاہ نے سنہ ۱۴۸۹ء میں
ڈالی اسکا پایہ تخت بیجاپور تھا۔
دوسرے[2] سلطنت نظام شاہیہ جسکا بانی ایک شخص ملک احمد سنہ ۱۴۸۷ء میں
خود مختار بنگیا۔ اسکا دارالسلطنت احمد نگر تھا۔
سوم[3] سلطنت قطب شاہیہ جس کا بانی ایک شخص قطب الملک گذرا اس کا آغاز

سنہ ۱۵۱۲ء مین ہوا ان کا دار السلطنت گولکنڈہ تھا۔
چوتھے سلطنت عماد شاہیہ دارالقلعہ ملک برار اُسکو بادشاہ احمد نگر نے سنہ ۱۵۷۴ء عیسوی مین فتح کرلیا۔
پانچوین برید شاہیہ جو بیدر مین تھے۔
جاننا چاہیے کہ بہمن شاہیون کا پہلا بادشاہ ایک شخص حسن تھا یہ ایک غریب آدمی تھا حضرت نظام الدین اولیا نے اُسکو بشارت دی تھی کہ تجھکو ملک دکن مین بادشاہت ہوگی اس سبب سے وہ دکن کو گیا اور ایک برہمن منجم نے اُسکا قیافہ دیکھکر اعلان کیا کہ یہ بادشاہ ہوگا اور اسکے معاملات مین کوشان ہوا اور اس کو ترقی ہوتی گئی۔ اس برہمن کا نام کنگوہ تھا یہان تک کہ جب بدنظمی دہلی کی سلطنت مین آگئی دکن کے اہل لشکر نے اپنا بادشاہ علیحدہ مقرر کرنا چاہا اور اسی حسن کو بادشاہ تجویز کیا۔ حسن نے اپنے محسن برہمن کا نام بھی اپنے نام کے ساتھ ضم کیا اور سلطان علاؤالدین حسن کنگرہ بہمنی کا لقب لیا اس خاندان مین بادشاہت قریب دوسو سال کے رہی اور ان لوگون کا دار السلطنت مختلف رہا کبھی تو دولت آباد کبھی حیدرآباد کبھی احمدآباد بیدر اور یہ بڑے دغا باز ہوئے آخر مین جب خاندان مین کوئی نہ رہا تو ایک ایران کا شاہزادہ ابوالحسن کو اپنا داماد بنایا اور لقب تاناشاہ کا دیا اورنگ زیب نے اسی تاناشاہ پر فتح پائی۔
اسی خاندان برہمنی کے ہمعصر ایک اور ریاست خود سر ہندو کی بیجے نگر مین قائم ہوئی تھی۔ اسی خاندان کے راجہ نے انگریزون کو سنہ ۱۶۳۹ء عیسوی مین وہ زمین عطا کی جس مین شہر مدراس اب واقع ہے۔
اسی عہد مین میر ملا محمد باقر داماد نے کہ شاگرد شیخ بہائی تھے سنہ ۱۰۴۱ھ مین اور شیخ بدیع الدین صاحب سہارنپوری نے

سنہ ۱۰۴۲ھ شاہ محمد ہاشم سنہ ۱۰۵۹ھ شیخ الاسلام سنہ ۱۰۷۰ھ

نے کہ شیخ احمد سرہندی کے خلیفہ تھے سنہ ۱۰۳۲ہجری مین اور حضرت شیخ پیر میرٹھی نے
کہ جہانگیر بادشاہ کے مرشد تھے سنہ ۱۰۴۲ہجری مین اور نواب مہابت خان نے
کہ جہانگیر اور نورجہان کو قید کیا تھا اور شاہجہان نے اپنے عہد مین دہلی کا صوبہ دار بنایا
تھا سنہ ۱۰۴۴ھ مین اور شیخ میر لاہوری نے کہ ملا شاہ بدخشی - ان کے مریدان سے
تھے سنہ ۱۰۴۵ھ مین اور باقر خان نے کہ ناظم بنگالہ تھا اور خان زمان بہادر نے
کہ ناظم دکن تھا سنہ ۱۰۴۶ھ مین اور سید عبدالقادر بخاری اکبرآبادی نے کہ عارف تھے سنہ ۱۰۵۰ھ
مین اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کہ بڑے عالم اور محدث اور امام وقت تھے
سنہ ۱۰۵۲ھ مین انتقال کیا لمعات شرح مشکوٰۃ اور شرح سفر السعادت اور شرح
فتوح الغیب انکی یادگار ہے اور شیخ محمد صادق گنگوہی متخلص بہ صیاد نے کہ اولاد سے
شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے اور مرید اپنے چچا ابوسعید کے تھے اور عارف تھے سنہ ۱۰۵۲
ہجری مین اور اسی سال شیدا نے کہ شاعر تھا اور محمد جان قدسی نے کہ ملک الشعرا کا
لقب شاہجہان سے پایا تھا سنہ ۱۰۵۵ھ مین اور اسی سال مین شیخ کبیر بالاپیر نے کہ
شاہ قائم سلیمانی چارگڈھی کے بیٹے تھے قنوج مین اور اسی سال حضرت دیوان
تاج الدین نوآبادی بہاری نے کہ بڑے عارف کامل صاحب تصرف اور عالم
تھے اور اپنے باپ حضرت تیم اللہ چشتی کے خلیفہ تھے اور اس کاتب کے مورث
ہین اور حضرت شیخ ناصر اکبرآبادی نے کہ بڑے صاحب تصرف عارف کامل تھے
سنہ ۱۰۵۵ھ مین اور اسی سال حضرت ولی محمد نارنولی نے کہ عارف کامل تھے
اور میر نعمان اکبرآبادی نے کہ خلیفہ شیخ احمد سرہندی کے تھے سنہ ۱۰۵۸ھ مین اور حضرت
سیدنا امیر ابوالعلا حسینی الاحراری نے کہ بڑے عارف کامل اور قطب وقت تھے
سنہ ۱۰۶۱ھ مین وفات فرمائی اور اسی سال ملک الشعرا ابی طالب کلیم نے بھی انتقال کیا -
حضرت سیدنا امیر ابوالعلا ابن امیر ابوالوفا ابن امیر عبدالسلام رضی اللہ عنہ

قصبۂ متبرکہ سرملہ میں جب آپ کے دادا امیر عبدالسلام شہر سمرقند سے آگرہ کو آئے تھے ۶۹۰ھ سنہ میں پیدا ہوئے آپ کا نسب باپ کی جانب سے حسینی سید اور ماں کی طرف سے احراری خواجہ ہیں چنانچہ آپ کے والد امیر ابوالوفا حضرت خواجہ عبیداللہ کے پرپوتے خواجہ ابوالفیض کے نواسے تھے اور آپ کے دادا امیر عبدالسلام حضرت خواجہ مذکور کے بیٹے اور خواجہ عبیداللہ کلاں کے نواسے تھے اور آپ خواجہ فیضی جبیداللہ احرار کے پردتے کے نواسے تھے اور آبائی آپ کا نسب یوں ملتا ہے امیر ابوالعلا بن امیر ابوالوفا بن امیر عبدالسلام بن امیر عبدالملک بن امیر عبدالباسط بن امیر تقی الدین کرمانی بن امیر شہاب الدین بن۔ امیر عماد الدین بن امیر سید علی بن امیر نظام الدین۔ بن امیر سید محمد اشرف بن۔ امیر اعزالدین بن امیر اشرف الدین بن امیر سید مجتبیٰ بن امیر سید گیلانی بن امیر سید بادشاہ بن امیر سید حسن بن امیر سید حسین بن امیر سید محمد بن امیر سید عبداللہ بن امیر سید محمد بن امیر سید علی بن امیر سید عبداللہ بن امیر سید حسین بن امیر سید اسمٰعیل بن امیر سید محمد بن امیر سید عبداللہ بلہر بن حضرت امام زین العابدین بن حسین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ آپ کے اجداد سے اکثر بزرگان بڑے بڑے اولیا و عالی مقام گذرے ہیں چنانچہ امیر عماد الدین امیر حاج کے خوارق عادات اطراف کرمان میں نہایت مشہور ہیں اور امیر تقی الدین کرمانی خواجہ عبیداللہ احرار کے معاصر تھے حضرت خواجہ نے اُن کی نعش مبارک اپنے دوش مبارک پر رکھی تھی اسی سے اُنکی بزرگی سمجھنا چاہیئے جب آپ کے جد امیر عبدالسلام ہند میں آئے زمانہ اکبر بادشاہ کا تھا اس زمانے میں فتحپور سیکری میں بوجہ عقیدت شاہ سلیم چشتی کے اکثر وہاں رہتے تھے اس سبب سے امیر عبدالسلام بھی

وہاں اقامت پذیر ہوئے لیکن بعد چندے مکہ معظمہ کو تشریف لیگئے اور وہین انتقال فرمایا
آپ کے والد امیر ابوالوفا نے بھی عرصۂ قلیل مین انتقال فرمایا اور ان کی نعش لوگون نے
مدرسہ لعل دروازہ کے قریب دہلی مین دفن کی اس سبب سے آپ کے نانا حضرت
خواجہ فیضی نے آپ کی تعلیم کی اور چونکہ آپ ہونہار تھے تھوڑے دنون مین تمام علوم
اور فنون مین یگانۂ زمانہ ہوئے پھر آپ کے نانا خواجہ فیضی کو راجہ مان سنگھ نے اپنی طرف
سے ناظم بنگالہ مقرر کیا تو آپ انکے ساتھ وہان رہا کرتے تھے۔
آپ کا قد کشیدہ تھا چہرۂ مبارک سُرخ و سپید آنکھین بڑی بڑی رسیلی آواز نرم اور
خوش الحان تقریر نہایت شیرین اور بھاونی تھی۔
آپ کے نانا خواجہ فیضی جب کسی معرکہ مین شہید ہوئے تب راجہ مان سنگھ نے انکی جگھ
آپکو مقرر کرکے منصب سہ ہزاری ذات اور سہ ہزار سوار حضور سے بادشاہ کے
دلوایا انھین دنون مین آپ نے خواب مین تین بزرگون کو دیکھا کہ فرماتے ہین کہ کیا وضع
تم نے اختیار کی ہے بلکہ جو وضع ہماری ہے اختیار کرو ان مین سے ایک بزرگ نے
استرہ لیکر آپ کا سر مونڈا اور دوسرے بزرگ نے قمیص پہنائی اور تیسرے نے سر پر
عمامہ رکھدیا اس کا یہ اثر ہوا کہ آپ نے صبح کو حجام بلوا کر سر حلق کرایا اور ایک کفنا
بطور درویشون کے پہنا جب یہ خبر راجہ مان سنگھ کو پہونچی وہ خود آپ کے پاس چلا آیا اور
تسکین دی کہ ہم بہت جلد آپ کی ترقی کرینگے۔ برخاستہ خاطر نہو جیے آپنے جواب دیا کہ میرا
دل نہین معلوم کہ کیون اب دنیا کے کام مین نہین لگتا مجھکو معاف فرمائیے اور کسی کو یہ
خدمت عطا کر دیجئے تب اُسنے یہ کہا کہ مجھکو جو مہم داؤد شاہ والی حاجی پور سے
پیش آنے والی ہے شاید اسی خوف سے آپ گریز کرتے ہین تب آپ نے فرمایا
کہ جب راجہ صاحب کو یہ خیال ہے تو یہ مہم میرے ہی اوپر چھوڑ دیجاوے چنانچہ کسی وجہ
سے راجہ مان سنگھ اس مہم مین خود شریک نہو سکا اور آپ نے عظیم آباد پٹنہ

مین پہونچکر دریائے گنگ کو عبور کر کے داؤد شاہ سے مقابلہ کیا اور اُسکو شکست میناپور
مین دے کر عین معرکہ مین قتل کیا جب آپ واپس آئے راجہ مان سنگھ نے آپ کے
منصب کا اضافہ کیا لیکن اسی زمانے مین پھر آپ نے ایک بزرگ کو خواب مین
دیکھا کہ فرماتے ہین کہ ہماری وضع اختیار کرو اور آپ کا چہرۂ مبارک مثل آفتاب کے
روشن تھا اتفاقات وقت سے اکبر بادشاہ کا انتقال ہوا اور جہانگیر تخت نشین ہوا
اسکا حکم پہونچا کہ سب اُمرا حاضر آوین اور یہی حکم آپکے نام بھی تھا آپ نے اُسکو غنیمت
جانا اور روانہ ہوئے راہ مین ایک روز مقام منیر مین کہ پٹنہ سے ایک منزل پچھم ہی قیام
کیا وہان کے لوگون سے معلوم ہوا کہ بڑے بزرگ حضرت مخدوم دولت کہ فرزندون سے
مخدوم الملک شرف الدین احمد یحییٰ منیری کے ہین نہایت صاحب کمال اور عارف
ہین آپنے انسے ملاقات کی صحبت اُٹھائی اور فیضیاب ہوئے اور وہان سے اجازت
لیکر روانہ ہوئے اور آگرہ مین پہونچے تیر اندازی کے باعث آپکا وقار جہانگیر نے بہت
کیا لیکن نشہ کی حالت مین ایک پیالہ شراب کا آپکی طرف بڑھایا آپنے آنکھ بچا کر گرا دیا
لیکن بادشاہ نے کسی طرح دیکھ لیا اور عتاب کیا اسپر آپ نے ایک نعرہ کیا اور
بادشاہ کی نظرون مین دو شیر حملہ کرتے ہوئے معلوم ہوئے اور وہ بھاگا تب آپ
اپنے مکان کو چلے آئے اور اسی رات کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت سے خواب
مین مشرف ہوئے اور سُنا کہ فرماتے ہین کہ تمھارا کشود کار خواجہ معین الدین چشتی کے
مزار سے ہوگا چنانچہ صبح کو آپ نے اپنا کل اسباب لٹا دیا اور صرف ایک چادر
لنگی باندھکر روانہ ہوئے لیکن راہ مین خیال ہوا کہ دہلی کے بزرگون کے مزار سے
بھی مشرف ہوتے چلیے چنانچہ وہان سے ہوکر اور حضرت نظام الدین اولیا اور
حضرت قطب الدین بختیار کاکی کی درگاہ سے مشرف ہوکر اجمیر شریف پہونچے
روزانہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار پر آپ مراقب رہتے ایک روز

آپ نے حضرت خواجہ بزرگ کو ان آنکھون سے دیکھا کہ فرماتے ہین تم نے اتنی دیر کیون
کی تمھاری تعلیم بانسبت حضرت علیؑ کی تاکید ہے پھر آپ کو خدشہ ہوا کہ لوگ مزار کا
طواف کیون کرتے ہین حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جس طرح جانور کو بیمار کے گرد گھمانے
سے اس مین مریض کا اثر ہوتا ہے اسی طرح صاحب مزار کا اثر طواف کرنیوالے
مین آتا ہے اور تمنے جو طواف کیا اُسکا ظہور دیکھیو لیکن حضرت خواجہ نے آپ کو
آنکھون سے توجہ دی اور ایک چیز سرخ موتی کے دانہ کی ایسی آپکے منھ مین دیدی
جسکے نگلنے سے آپکا سینہ مثل آفتاب کے روشن ہوگیا اور آپسے فرمایا کہ یہ بڑی نعمت
تمکو ملی میرے زمانے مین مجھکو ملی تھی اب اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے تمکو عطا کی
تم اکبر آباد جاؤ اور لوگون کو خدا کی راہ بتاؤ تب آپ نے بیعت کی درخواست کی
حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تمھارے چچا حضرت امیر عبداللہ بن امیر عبدالسلام اگرچہ
منصب صوبہ داری پر صوبہ برہان پور کے متعین ہین وہ قطب وقت ہین انسے
بیعت کرو وہ بھی اکبر آباد مین آوین گے زندہ کے رہتے موتی کی بیعت کا کیا فائدہ
اور وہ تم کو سماع کی اجازت دینگے اگرچہ نقشبندیہ ہین اور سماع خود نہین سُنتے
چنانچہ آپ وہان سے اکبر آباد آئے اور اپنے چچا سے بیعت کی جنکو بیعت اور
خلافت اپنے ماموں خواجہ محمد یحییٰ سے تھی جنکا ذکر اکبر بادشاہ کے تحت سلطنت
مین لکھا گیا ہے الغرض حضرت امیر ابوالعلا کی شادی بھی حضرت امیر عبداللہ
کی لڑکی سے ہوئی اور آپ ان کی جگہ مسند مشیخت پر بیٹھے اور بہت لوگون کو
اپنے باطنی آب رحمت سے سیراب کیا اور بڑے بڑے تصرف آپ سے سرزد
ہوے منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ ملا محمد عمر آپ کے یارون مین تھے انکو وجد کی
حالت طاری تھی ایک نعرہ الا اللہ کا کیا اور جان بحق ہوگئے لوگون نے یہ خبر
آپ سے کہی کہ ملا محمد عمر مرگئے۔ آپ نے فرمایا ایسا کیا ہوگا میرے پاس لاؤ

جب آپ کے پاس لائے آپ نے ان کی طرف نظر پھیری اور وہ نعرہ کرتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

دوسری نقل یہ ہے کہ ایک ہاتھی شاہجہان بادشاہ کا بدمست ہوگیا تھا اور چھوٹ گیا تھا۔ جو سامنے آتا اُسکو ہلاک کرتا آپ ایک روز راہ مین جارہے تھے اور وہ ہاتھی مقابل مین آگیا لوگون نے آپ سے کہا کہ بھاگیے اور آپ نہ بھاگے اور ہاتھی کی طرف نگاہ گرم سے دیکھا وہ ہاتھی سُنک کے بھل بیٹھ گیا اور آپ اپنے مکان پر پہونچے پیچھے آپ کے وہ ہاتھی بھی آپ کے دروازے پر آبیٹھا آپ نے اسکے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور کہا کہ خلق اللہ کو آزار دینا نہین اچھا بلکہ آرام دینا چاہیے رلج گھاٹ پر جمنا کے کنارے گذارے کی کشتی نہین ہے تو وہان جا اور لوگون کو پار کیا کر تجھکو غذا ان سے ملا کرے گی۔

ایک اور واقعہ قابل سُننے کے ہے ایک روز آپ مسجد مین نماز کے واسطے وضو فرمارہے تھے اور آپ کے یاران حاضر تھے ایک جوگی ایک مینا کا پنجرہ لیے آپ کے سامنے سے گذرا آپ نے اس کو پاس بلوایا اور وضو کا پانی اس پنجرہ پر ڈالا وہ پنجرہ ٹوٹ کر اس مین سے وہ مینا نکل پڑی اور بصورت ایک عورت کے مشکل ہوئی۔ آپ نے جوگی سے کہا کہ کیون جوگی جی یہ کیا حرکت ہے آپ فقیری کا نام بگاڑتے ہین اس عورت نے بیان کیا کہ مین ہندو زمیندار کی بیٹی ہون اپنے دروازے پر کھڑی تھی یہ دیکھکر عاشق ہوگیا اور جادو سے مجھے مینا بناکر پنجرے مین رکھ لیا رات کو اصلی صورت بناکر میری بے حرمتی کرتا ہے۔ میری قسمت نے رہبری کی کہ یہان تک پہونچی اور وہ مسلمان ہوگئی وہ جوگی بھی شرمندہ ہوا اور آپ کے قدمون پر گر پڑا اور مسلمان ہوکر بڑا کامل ہوگیا اور دونون مین آپ نے عقد مابعد مین کردیا۔ انکا مزار بھی احاطہ سے باہر آپ کے مزار کے پائین مین ہے اور زیارت گاہ خلائق ہے ایسی

کرامتیں آپ کی بہت ہیں آپ اپنے وقت کے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجہ معین الدین چشتی تھے آپ کا مفصل احوال حضرت حیات اللہ منعمی نے حجۃ العارفین میں اور صاحب اذکار الابرار نے اذکار الابرار میں اور حضرت جدی حاجی سید شاہ عطا حسین منعمی القری دام برکاتہ نے اپنی کتاب نسبۃ العاشقین میں اور حضرت جدی مرشدی مولائی و شیخی حضرت مولانا محمد قاسم ابو العلائی القری البرکاتی داناپوری نے اپنی کتاب نجات قاسم میں تحریر فرمایا ہے الغرض حضرت سیدنا امیر ابو العلا رضی اللہ عنہ نے ۹ صفر کو ۱۰۶۱ھ ہجری میں انتقال فرمایا آپ کا مزار سنگ مرمر کا ہے اور اس پر سبحان ربی الاعلیٰ لکھا ہے نہایت پرفیض مزار ہے۔ اور آج تک تصرفات وہاں سے سرزد ہوتے ہیں اور ہر سال میلہ وہاں ہوتا ہے آپکے دو بیٹے تھے امیر فیض العلا اور امیر نور العلا اور یہ لوگ کامل اور آپکے خلفا اور جانشین بھی ہوئے آپکے پوتے حضرت امیر نور اللہ بن امیر نور العلا نے کہ بڑے عارف کامل اور شارح مثنوی مولانا روم کے تھے۔ اور اپنے جد اعلیٰ کے خلیفہ تھے یہ تاریخ وفات آپکی لکھی ہے

درسن الف و واحد و ستین	شد مقامش مقام علیین
یافت تاریخ او دل غمناک	رفت قطب زمان بعالم پاک
اے سراپا گناہ نور اللہ	چند پوئی پئے امور تباہ
چون توار دو دامان آن شاہی	جہد کن تا دہندت آن شاہی
خیز در راہ حق قدم درزن	دل ز سودائے ماسوا برکن

ذکر محی الدین اورنگ زیب محمد عالمگیر بادشاہ بن شاہجہان بادشاہ

اورنگ زیب نے خبر باپ کی بیماری اور انکی بے اختیاری کی سنکر مع لشکر

اورنگ آباد دکن سے طرف دار الخلافت اکبر آباد کے روانہ ہوا۔ اور راہ مین۔
احمد آباد گجرات سے اپنے بھائی سلطان مراد کو کہ وہان حکمران تھا۔ ساتھ لیا۔
اور جو امرا اور رؤسا کہ بیماری مین شاہجہان کے دارا شکوہ کی طرف سے متعین ہوے
تھے اُن کو راہ مین شکست دی اور اعز آباد مین پہونچے اور نامہ اور پیام
درمیان باپ اور بیٹے کے جاری ہوے اورنگ زیب اعز آباد مین خلاف
مرضی باپ کے تخت نشین ہوا اور شاہجہان آباد مین روز یکشنبہ۔
۲۴۔ رمضان کو ۱۰۶۹ھ مین تخت پر بیٹھا اور اپنا سکہ جاری کیا دارا شکوہ نے
کئی مرتبہ مقابلہ کیا لیکن شکست اٹھا کر آخر مقید ہوا اور مع اپنے بیٹے سلیمان شکوہ
اور سپہر شکوہ کے شہید ہوا۔ سلطان شجاع حاکم بنگالہ نے فوج کشی کی
اور اُس کو معظم خانخانان نے شکست دی اور صوبہ کوچ بہار اور آسام
کو فتح کیا۔ اور شائستہ خان ناظم بنگالہ مقرر ہوے اور اُنھون نے
ملک کا انتظام نہایت عدل اور انصاف سے کیا مسجدین مسافر خانے تعمیر کیے
اور ملک کا خراج بہت بڑھ گیا پھر شائستہ خان نے استعفا دیا اسکی جگہ ابراہیم
خان ناظم مقرر ہوے یہ سست آدمی تھا اسکے وقت مین رحیم خان افغان
نے کہ زمیندار کا نوکر تھا موقع پاکر فوج فراہم کی اور بغاوت کی اس لیے عالمگیر کے
پوتے عظیم الشان بن بہادر شاہ نے بڑے لشکر سے مقابلہ کیا اور رحیم خان کو قتل
کیا اور شہزادہ عظیم الشان صوبہ بنگالہ کا صوبہ دار ہوا اور دیوانی کا کام محمد افضل
کے متعلق ہوا اور خان مذکور کی کوشش سے تیس لاکھ روپیہ سرکاری
خزانے مین داخل ہوا اسکے بعد محمد ہادی خان نے اس قدر خزانے کو بڑھایا کہ چالیس
لاکھ تک پہونچا۔ ہر گاہ عظیم الشان عیش و عشرت مین غافل تھا اُسنے
اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگالہ مین چھوڑا اور دار الخلافت کی طرف روانہ ہوا

اثنائے راہ مین اپنے جد بزرگ کی وفات کی خبر سُنی۔
عالمگیر نے ۱۰۹۶ھ مین قلعہ بیجاپور کو فتح کیا اور ۱۰۹۷ھ مین حیدرآباد دکن اور قلعۂ گول کنڈہ کو فتح کیا اور ۱۰۹۸ھ مین قلعۂ ادونی کہ شہر بیدر سے بچاس کوس کے فاصلہ پر ہے فتح کیا۔
۱۰۹۹ھ مین سمبھاجی مرہٹہ کہ سیواجی مرہٹہ کا بیٹا تھا اور فتنہ اور فساد برپا کیا تھا قتل کیا گیا سیواجی کو عالمگیر نے ۱۰۷۶ھ مین قید کیا تھا لیکن وہ مفرور ہوا اور اپنے وطن مین پہونچکر پھر فتنہ و فساد برپا کیا اور اکثر ممالک اپنے تصرف مین لایا ان کی جگہ پونا اور ستارہ مین تھی یہ جگہ دکھن مین ہے ۱۱۱۱ھ مین عالمگیر نے قلعہ بسلت گڑھ اور قلعۂ ستارہ اور قلعہ پھرجڑنی کو دکھن مین فتح کیا۔
۱۱۱۸ھ مین عالمگیر بادشاہ اورنگ آباد مین مرگیا اور وہین مدفون ہوا اسی عہد مین ملا شاہ بدخشی نے کہ داراشکوہ کے پیر و مرشد اور میان شاہ میر لاہوری قادری کے مرید اور خلیفہ تھے ۱۰۷۰ہجری مین اور سرمد ارمنی نے کہ مرشد داراشکوہ کے تھے ۱۰۷۲ھ مین اور شیخ معصوم نے کہ شیخ احمد سرہندی کے بیٹے مرید اور خلیفہ اور بڑے عالم تھے ۱۰۷۹ھ مین اور غنی کشمیری نے کہ شاعر نازک خیال تھا اور شیخ محسن فانی کا شاگرد تھا ۱۰۷۹ھ مین اور سید نعمت اللہ نارنولی نے کہ عارف حق تھے اور سلطان شجاع کے پیر تھے اور مرزا صائب اور شیخ محمد محسن فانی نے کہ شاعر تھے ۱۰۸۰ھ مین اور میر محمد زمان تخلص راسخ نے کہ شاعر تھے ۱۰۸۰ھ مین اور حضرت عنایت اللہ نوری نے کہ عالمگیر بادشاہ کے پیر اور اپنے والد حضرت دیوان تاج الدین چشتی نوآبادی کے مرید اور خلیفہ تھے اور صاحب تصرف تھے ۱۰۸۶ھ مین اور انکے صاحبزادے حضرت منور اللہ نوآبادی نے کہ خلیفہ اپنے والد کے اور مثل انکے برگزیدہ تھے دراسکات کے مورث

ہیں سنہ ۱۱۰۵ھ ہجری مین اور اسی سال خواجہ ناصر علی سرہندی نے کہ بڑے شاعر تھے
اور حضرت سید دوست محمد نے سنہ ۱۱۰۵ھ مین کہ خلیفہ حضرت سیدنا امیر ابوالعلا
قدس سرہ کے تھے اور حضرت امیر نور العلا نے کہ بیٹے اور خلیفہ حضرت امیر ابوالعلا
کے تھے اور آپ کے دوسرے بیٹے اور خلیفہ نے جن کا نام امیر فیض العلا تھا
سنہ ۱۱۰۸ھ مین اور آپ کے پوتے امیر تاج العلا نے کہ اپنے والد امیر فیض العلا کے
خلیفہ تھے سنہ ۱۱۲۰ھ مین انتقال فرمایا۔

حضرت سید دوست محمد کی پیدایش صوبۂ برہان پور کے اطراف مین تھی۔
آپ نے علم ظاہر کی تحصیل دہلی مین کی بعد کمال علم ظاہر کے حق طلبی دل مین پیدا
ہوئی۔ بنگالے کی طرف اس لیے نکل گئے وہان حسب دل خواہ کوئی کام نہ نکلا
حضرت سیدنا امیر ابوالعلا کی فیض رسانی کا شہرہ سنکر آپ کے پاس حاضر ہوے
اور کالپی کی مصری بطور تحفہ کے لیگئے تھے وہ پیشکش کیا حضرت نے آپ کے
آنے کا سبب دریافت کیا اور اسی روز آپ کو تلقین کی اور توجہ عینی سے آپکا
دل روشن کیا آپ بادۂ معرفت کی مستی مین بیخود رہے یہان تک کہ نماز عصر اور
مغرب قضا ہوئی صبح کو حضرت سے بیعت کی اور خلافت پائی برہان پور مین
اقامت کرنے کا حکم ہوا اُس پر بھی آپ کی صحبت مین اجازت لیکر ایک برس حاضر
رہے۔ بڑے مخصوصین سے ہوئے برہان پور مین آپ کا بڑا ارشد ہوا مسافر
شاہ کے تکیے مین آپ کا مزار ہے آپ کے ممتاز خلیفہ مسافر شاہ محمود شاہ
اور حضرت شاہ فرہاد تھے آپ کی تصنیف سے پیم کہانی اور ملفوظات سینے
مکتوبات سیدنا ابوالعلا ہے۔

ذکر قطب الدین شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ
اورنگ زیب نے اپنے بعد تین بیٹے وارث چھوڑے تھے اعظم شاہ

کہ صوبۂ احمد نگر دکن کا والی تھا۔ اور شاہزادہ کام بخش کہ صوبۂ بیجاپور کے والی تھے اور قطب الدین معظم شاہ شاہ عالم بہادر کہ والی کابل تھا اور شاہزادہ محمد اکبر ایران مین باپ کی ناراضی سے بھاگا اور مرگیا اور سلطان محمد نے قلعۂ گوالیار مین انتقال کیا اور پانچ بیٹیان بھی تھین جن مین زیب النسا بیگم کہ بڑی عالمہ اور شاعرہ تھی ممتاز تھی۔

شاہزادہ اعظم شاہ نے صوبہ احمد نگر مین بارہ روز اپنے باپ کی وفات کے بعد حسب صلاح وہان کے امرا کے تاج شاہی سر پر رکھا اور اُس کا جانشین ہوا۔ جب معظم شاہ نے یہ سُنا کابل سے روانہ ہوا اور اس کے مقابلہ کو اعظم شاہ بھی روانہ ہوا معظم شاہ نے نامہ و پیام کیا کہ ملک تقسیم کرلیا جائے لیکن اعظم شاہ راضی نہ ہوا۔ اور درمیان دونون کے دھول پور مین لڑائی ہوئی جس مین اعظم شاہ کو شکست ہوئی اور مارا گیا اور معظم شاہ بہ لقب شاہ عالم بہادر شاہ آگرہ مین بجائے باپ کے سنہ ۱۱۱۹ھ مین جانشین ہوا عظیم الشان بن معظم شاہ بھی کہ والی بنگالہ تھا اس وقت باپ کی مدد کو آگیا تھا شاہزادہ کام بخش والی بیجاپور بھی اپنے بھائی بہادر شاہ سے لڑکر قتل ہوا اس وقت منعم خان بہ لقب خانخانان وزیر ہوا اور عہدہ وکالت کا اسد خان کو ملا اور عہدہ بخشی گری کا اُنکے بیٹے یعنے ذوالفقار خان کو بہ لقب امیر الامرا ملا بہادر شاہ عالم باخلق اور ذی مروت تھا سنہ ۱۱۲۴ھ مین مرگیا اسی سال حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی نے انتقال کیا یہ بزرگ بڑے عالم عارف اور شاعر تھے اور یہ حضرت سید محمد کالپی کے خلیفہ تھے جو حضرت سیدنا امیر ابو العلا کے خلیفہ تھے۔ انکا دائرہ الہ آباد مین مشہور ہے اور قاضی محب اللہ بہاری نے کہ سلم العلوم علم منطق مین اور مسلم الثبوت علم اصول فقہ مین ان کی تصنیف سے ہی اور عالمگیر نے ان کو پہلے قاضی لکھنؤ پھر قاضی اورنگ آباد پھر قاضی

کابل مقرر کیا اور لقب فاضل خان کا دیا اور انھون نے ثابت کیا ہے کہ جملہ علوم نقلی تفسیر وحدیث وغیرہ بے علم اصول کے ہرگز نہین آسکتا ۱۱۱۵ھ مین انتقال فرمایا۔

ذکر معز الدین جہاندار شاہ بن شاہ عالم بہادر شاہ

بعد مرنے شاہ عالم بہادر شاہ کے اسکے چار ون بیٹون معز الدین جہاندار شاہ اور رفیع الشان اور خجستہ اختر جہان شاہ ایک طرف اور عظیم الشان مین لڑائی ہوئی اور عظیم الشان قتل ہوا پھر تینون بھائیون مین لڑائی ہوئی اور ذو الفقار خان نے عظیم الشان اور جہان شاہ کا کام تمام کیا۔ معز الدین جہاندار شاہ کو تخت پر بٹھلایا ذو الفقار خان نے سلطان محمد کریم عظیم الشان کے بیٹے کو بھی قتل کیا اُس وقت شہزادہ فرخ سیر عظیم الشان کا دوسرا بیٹا راج محل بنگالہ مین تھا اپنے باپ کے مارے جانے کی خبر سنکر روانہ ہوا اور سید حسن علی خان والی صوبۂ بہار سے موافقت کر کے فوج فراہم کی اور اسی ذریعہ سے سید عبد اللہ والی الہ آباد سے موافقت کی اور دونون کو ہمراہ لیکر اکبر آباد کی طرف بڑھا جہاندار شاہ نے یہ خبر سنکر اپنے بیٹے اعز الدین کے ساتھ لشکر روانہ کیا اور خود بھی پیچھے سے روانہ ہوا مقام کجوہ مین اعز الدین سے اور فرخ سیر سے مقابلہ ہوا اور اعز الدین کو شکست ہوئی اور مارا گیا اکبر آباد مین۔ جہاندار شاہ کو بھی شکست ہوئی اور وہ بھاگا اسکی سلطنت صرف گیارہ مہینے کے لیے تھی۔

ذکر محمد فرخ سیر شاہ بن عظیم الشان بن بہادر شاہ

محمد فرخ سیر بعد فتحیابی کے اکبر آباد مین تخت نشین ہوا اور وہان سے شاہجہان آباد پہونچا ذو الفقار خان کو قتل کیا اور اپنے بھائی ہمایون بخت اور اعز الدین کو مکحول کیا اور سید عبد اللہ خان قطب الملک کے لقب سے وزیر ہوے اور ان کے بھائی سید حسن علی خان نے امیر الامرا کا لقب پایا اور

حسین علی خان کو صوبہ دار دکن کا بنایا اور لقب نظام الملک کا دیا اور قاضی عبداللہ تورانی کو کہ جہانگیر نگر کا قضا یا رکھتا تھا خطاب خانخانان میر جملہ کا دیا میر جملہ نے سادات کا اختیار دیکھکر حسد کیا اور بادشاہ سے تفرقہ ڈلوایا لیکن بادشاہ کی مان نے معذرت کی حسن علی خان نے راجہ راٹھور پر فوج کشی کی اسنے خراج دینا قبول کیا اور اپنی بیٹی نذر دی کہ فرخ سیر کے نکاح مین در آئی اور بڑا جشن ہوا لیکن سادات کے دل مین تفرقہ بڑھتا گیا یہان تک کہ ۱۱۳۱ھ مین موقع پر ان لوگون نے بادشاہ کو بے عزت کیا اور اندھا بنایا اور مقید کیا اور یہ سادات بارہہ کے تھے۔

اسی عہد مین ملا شیخ احمد المعروف ملاجیون جونپوری نے کہ عالمگیر کے اُستاد تھے اور تفسیر احمدی اور نور الانوار انھین سے ہی اور قاضی تھے ۱۱۳۰ھ مین انتقال فرمایا۔

ذکر رفیع الدرجات و رفیع الدولہ بن رفیع الشان بن بہادر شاہ

بعد معزولی فرخ سیر بادشاہ کے سادات نے رفیع الدرجات بن رفیع الشان کو تخت نشین کیا لیکن وہ ہمیشہ بیمار رہتا تھا اور تین مہینے کے بعد مر گیا۔

تب اُسکے بڑے بھائی رفیع الدولہ کو سادات نے تخت نشین کیا وہ بھی تین مہینے بعد مر گیا یہ لوگ برائے نام بادشاہ تھے کل اُمور سلطنت سادات بارہہ کے ہاتھ مین تھا۔

ذکر ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ بن خجستہ اختر جہان شاہ بن بہادر شاہ۔

بعد رفیع الدولہ کے سادات عبداللہ خان وغیرہ نے محمد شاہ کو شاہجہان آباد سے جہان وہ قید تھے آگرہ سے طلب کر کے تخت پر بٹھلایا انکا نام اصل مین روشن اختر تھا۔ ۵ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ہجری مین تخت نشین ہوئے

واضح رہے کہ بعد وفات اورنگ زیب باخودہا کے اختلاف کے باعث دکھن مین تسلط من نرہا اور سیواجی مرہٹے کے ورثا نے پھر زور کیا اور غارتگری کا شیوہ شروع کیا یہان تک کہ اکثر ممالک ہندان کے قبضہ مین آتے گئے اور تمام ہندوستان مین اسکے عہد سلطنت مین خلل آگیا۔

ابتداے سلطنت مین محمد شاہ نے عقلمندی اور ہوشیاری ظاہر کی یعنی سادات عبد اللہ خان اور حسن علی خان - کی دلجوئی مین مستعد رہا لیکن قابو پاکر آخرش ان دونون سادات کو قتل اور شہید کرایا حسن علی خان صوبہ دار دکن مین - ۱۱۳۲ھ مین اشارے سے محمد شاہ کے شہید ہوے لیکن سید عبد اللہ خان ۱۱۳۳ھ مین محمد شاہ سے لڑے اور آخرش قید ہوے اور آن کو زہر دیا گیا ان سادات کو معظم شاہ یعنے بہادر شاہ نے صوبہ دار بہار اور الہ آباد کا مقرر کیا تھا - اُنھون کے نہر پٹیسر گنج نہر شاہجہانی سے بنوائی ہے کہ انکی یادگار ہے اور خلق اللہ انکو شہید سمجھکر ان کے مزار کی منزلت کرتے ہین -

محمد امین خان بعد معزولی سید عبد اللہ خان کے وزیر ہوے اور لقب - اعتماد الدولہ کا پایا - لیکن ۱۱۳۳ھ مین وہ بھی مرگیا - اور اسکی جگہ عنایت اللہ خان وزیر ہوا اسی عرصہ مین نظام الملک اکثر ملک دکھن کو اپنے تصرف مین درلایا محمد شاہ کی شادی فرخ سیر کی بیٹی سے ہوئی کہ -

اسی عہد مین نادر شاہ بادشاہ ایران نے ۱۱۵۱ ہجری مین ہندوستان پر حملہ کیا پہلے قندھار پر قبضہ کیا پھر دہلی مین آیا اسوقت دو بڑے آدمیون کے ہاتھ مین ملک کی عنان تھی ایک نواب آصف جاہ نظام الملک والی دکن اور دوسرے برہان الملک سعادت خان والی اودھ -

برہان الملک نے بسبب تعصب امیر الامراے آصف جاہ نظام الملک کے

حسد کیا اور پردہ پردہ نادرشاہ کو اشتعال دی نادرشاہ نے دہلی مین آکر قتل عام کیا اور بڑا خزانہ فراہم کرکے اور اپنے بیٹے کی شادی محمد شاہ کے خاندان مین کرکے اور تخت طاؤسی کو لیکر اور صوبۂ قندھار کو داخل مالک ایران کرکے واپس گیا مگر ۱۱۶۰ھ ہجری مین مارا گیا۔

ایک شخص احمد شاہ ابدالی کہ درانی افغان تھا نادرشاہ کے لشکر مین تھا اور اسنے بعد قتل نادرشاہ کے اُسکے خزانے پر قابو پایا اور اس ذریعہ سے اپنی قوم افغان کو فراہم کرکے تمام افغانستان پر یعنی کابل قندھار۔ غزنی۔ اور ہرات پر قابض ہوگیا اور سات مرتبہ ہندوستان پر حملہ آور ہوا ایک مرتبہ محمد شاہ کے بیٹے احمد شاہ نے اپنے لشکر جرار سے سرہند مین اُسکو شکست بھی دی لیکن تاہم اُسکے بعد کئی مرتبہ حملہ آور ہوا۔ اور پنجاب پر قابض ہوگیا ۱۱۶۱ھ ہجری مین۔ محمد شاہ مرگیا۔

اسی عہد مین جناب حضرت شاہ فرہاد قدس سرہٗ کہ بڑے عارف کامل اور خلیفہ حضرت دوست محمد سید قدس سرہ کے تھے جو حضرت سیدنا امیر ابوالعلا کے خلیفہ تھے ۵ جمادی الاول کو ۱۱۴۵ھ ہجری مین اور ان کے ممتاز خلیفہ میر اسد اللہ قدس سرہ نے ۲۵۔ جمادی الثانی کو ۱۱۴۵ھ ہجری مین اور ان کے دوسرے ممتاز خلیفہ حضرت مولانا برہان الدین خدانما نے ۱۱۶۱ھ مین اور حضرت مولانا امین اللہ نوآبادی چشتی نے کہ خلیفہ اپنے والد بزرگ حضرت منور اللہ نوآبادی چشتی کے تھے اور بڑے عالم اور عارف و عامل اور اس کاتب کے مورث تھے ۱۱۶۱ھ ہجری مین اور شیخ خوب اللہ الہ آبادی نے کہ داماد اور بھتیجے اور خلیفہ حضرت محمد افضل الہ آبادی کے تھے ۱۱۴۴ھ مین انتقال فرمایا۔

حضرت شاہ محمد فرہاد قدس سرہ ایک امیرزادے تھے آپ کے والد صوبۂ

حضرت شاہ محمد فرہاد قدس سرہ

برہانپور کے حاکم ہو کر گئے تھے اور جناب سید دوست محمد قدس سرہ کے پاس واسطے دعا اپنی ترقی کے مع صاحبزادہ اپنے شاہ فرہاد قدس سرہ کے جایا کرتے تھے حضرت شیخ کی صحبت نے حضرت شاہ فرہاد کے دل میں اثر کیا تب آپ کے والد نے درخواست کی کہ یہ لڑکا آپ کی صحبت میں بہت حاضر رہتا ہے آپ اسکو اپنے پاس نہ آنے دیں شاید آپ کی طرح یہ بھی دنیا کو نہ چھوڑ دے آپ نے جواب دیا کہ میں فقیر ہوں کہاں کسی کو روک سکتا ہوں آپ خود انتظام کیجئے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ آپ چاہتے ہیں کہ بادشاہ کے دربار میں دست بستہ یہ لڑکا حاضر رہے اور اللہ تعالےٰ نے مقدر کیا ہے کہ بادشاہ اسکے دربار میں دست بستہ حاضر ہو پھر چند روز بعد میں حضرت شاہ فرہاد کے والد دہلی کے صوبہ دار ہوئے اور وہاں سے دہلی آئے تب بھی آپ نے اپنے پیر کی صحبت سے کنارہ کشی نہ کی بعد وفات اپنے پیر کے آپ دہلی میں تشریف لائے اور بڑے کاملین سے گذرے ہیں آخر میں آپ کا یہ حال ہوا کہ بادشاہ اکثر آپ کے مکان پر دست بستہ حاضر ہوتے اور دعا خیر اپنے حق میں چاہتے آپکو اسقدر بیخودی غالب رہتی کہ آپ بستر پر جیسے کوئی کھوئی ہوئی چیز تلاش کرتے ہیں جب لوگ پوچھتے کہ کیا چیز ڈھونڈھتے ہیں تو کہتے کہ فرہاد کو ڈھونڈھتے ہیں اور اکل و شرب آپ اپنے سے نہ چاہتے جب کوئی کھلاتا اور پلاتا تو کھا پی لیتے اکثر لوگ ایک یا دو توجہ میں غرق دریائے بیخودی ہو جاتے اور اپنے مقصد کو پہونچتے آپ کے تصرفات بہت ہیں۔

آپکے دو خلیفہ ممتاز ہیں ایک حضرت امیر اسد اللہ قدس سرہ کہ آپ کی جگہ پر دہلی میں جانشین ہوئے اور ایک عالم کو سیراب کیا اور دوسرے ممتاز خلیفہ آپکے حضرت مولانا برہان الدین خدانما قدس سرہ ہیں جن سے آپکے نواسے حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ کو فیض پہونچا ہے۔ اور عظیم آباد پٹنہ میں ان کا

مزار ہے آپ کے سوائے ایک لڑکے اور ایک لڑکی کے اور کوئی اولاد نہ تھی اور آپ کا مزار دہلی مین ہے۔

حضرت میر اسد اللہ قدس سرہ کہ مرید اور خلیفہ حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کے تھے ایام جوانی مین بادشاہ کی حضوری کے نوکر تھے اور اپنے طریقت کے کامون کو نہایت پوشیدہ طور سے انجام دیتے تھے یہان تک کہ کوئی نہین جانتا تھا اور آپ کی نسبت استغراقیہ تھی۔ یعنی بیخودی کی اس سبب سے جو شخص آپ کے پاس رہتا اسپر بیخودی اور بدحواسی غالب رہتی بادشاہ اپنے نوکرون کو اس بیخودی اور بدحواسی مین دیکھکر متعجب رہتا آخرش اسکو سبب معلوم ہوا اور آپ کی بزرگی کا قائل ہوا آپ کے منصب مین اضافہ کیا اور آپ سے کام لینا چھوڑ دیا جب آپ کو یہ معلوم ہوا آپ نے ترک منصب کیا اور توکل اختیار کیا اور شبانہ روز یاد الٰہی مین مصروف رہتے اور اکثر تنہائی مین بسر کرتے دو جوگی آپ کی حالت وجد مین حاضر آئے اور آپ نے ان کی طرف نظر توجہ سے دیکھا لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوا تب آپ نے ایک پتھر کی طرف دیکھا اور وہ پتھر پھٹ گیا بعد افاقہ کے آپ نے انسے کہا کہ تمھارا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت تھا آپ کا انتقال ۲۵ جمادی الثانی ۱۱۲۵ھ ہجری مین ہوا آپ دہلی مین مدفون ہین۔

حضرت مولانا برہان الدین خدانما قدس سرہ حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کے ممتاز خلیفہ ہین حضرت رکن الدین متخلص بہ عشق نے کہ آپ کے مرید اور ممتاز خلیفہ اور حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کے نواسے تھے یون تحریر فرمایا ہے کہ آپ کی پیدائش کی جگہ قصبہ گوپامئو ہے کہ اس بندر مین پورب مین ہے اور نشو و نما اور تحصیل علم ظاہری اور باطنی کی شاہجہان آباد مین کی اور بعد میر اسد اللہ قدس سرہ کے مسند ہدایت اور ارشاد پر رونق بخش رہتے جب آپ کو علم ظاہر

کی تحصیل سے فراغت ہوئی اور آپ کے علم کی شہرت پھیلی عالمگیر بادشاہ کا خواجہ سرا کہ منصب سہ ہزاری رکھتا تھا آپ کی شاگردی مین درآیا اور شرح ضیائی پڑھتا تھا اسی زمانے مین آپ کو تصوف کی کتابون کا شوق ہوا اور ان کو مطالعہ فرمایا کرتے مثل مثنوی مولانائے رومی و فصوص الحکم وغیرہ کے اور اس سے آپ کے دل مین اشتیاق اس علم کی تحصیل کا پیدا ہوا اور اولیاء اللہ کے دیکھنے سے جن کے بارے مین قول مشہور جند من جنود اللہ وارد ہے ذوق بھڑکا۔

حاصل کلام اسی درمیان مین وہ خواجہ سرا بدمزہ ہوا۔ اور اسکے مصاحبون سے ایک نے کہ جنکا نام میر احمد علی تھا ایک روز پانی کا آبخورہ لائے اور کہا کہ اسکو ایک درویش صاحبدل سے دم کرا کر لایا ہون اُسکو اعتقاد کے ساتھ نوش کیجیے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے اُمید قوی ہو کہ صحت ہو چونکہ حضرت مولانا برہان الدین قدس سرہ کو صاحبدل کی ملاقات کا اشتیاق تھا اس صاحبدل کا حال میر احمد علی سے پوچھا۔ اور کہا کہ اس دنیا کے حصول کے لیے تم نے کیون دروغگوئی اور خوشامد کی اُسنے جواب دیا کہ مین اپنی بات مین سچا ہون اور اگر آپ کا دل اس کی تحقیقات کا جویان ہو تو مین مقابلہ کر دینے کو حاضر ہون ان باتون سے آپ کو مقصود ان بزرگ کی زیارت تھی اس لیے آپ اس صاحبدل کی خدمت مین جانے کو آمادہ ہو گئے اور دونون آدمی جناب حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کے مکان پر حاضر ہوئے اتفاقاً اس رات کو آپ تمام شب بیدار تھے اور دن کو واسطے استراحت کے حویلی مین تشریف لے گئے تھے شیخ پیر محمد نے کہ آپ کے عزیزون سے تھے حضرت کے ساتھ مدارات اور گرمجوشی کی اور صورت حال عرض کی لیکن کہا کہ ممکن ہے کہ آپ کے آنے کی خبر اندرونی حویلی مین بھیجدون لیکن آپ کا اس وقت آنا تکلیف سے خالی نہوگا اس سبب سے آپ مع میر احمد علی کے واپس آئے اور ملاقات نہونیکو۔

استغنار معشوقی پر محمول کیا اور سمجھا کہ بیان سے کچھ مقدر ہے اور دیر ہونے سے اشتیاق بڑھا۔ دوسری مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت موصوف اپنے مرشد کے عرس مین گئے تھے اس روز بھی ملاقات نہوئی اور اشتیاق دو بالا ہوا تیسری مرتبہ کے جانے مین حضرت مذکور کی زیارت سے آپ مشرف ہوئے اگرچہ احتیاج بیان کی نہ تھی لیکن حسب عادت اس عالم کے حضرتؒ نے آپ سے سبب آنے کا پوچھا اور آپ نے اپنا مدعا حصول علم باطنی کا بیان فرمایا حضرت فرہاد قدس سرہ نے سمجھا کہ آپ ذی علم ہین اور پوچھا کہ آپ نے نتیجہ کیا سمجھا اور اللہ کا دیدار کس رنگ مین چاہتے ہین آپ نے فرمایا کہ اسکا دیدار از روے شریعت کے اس عالم مین ناممکن ہے لیکن متصوفین کے نسبت بیعت کا حصول لکھا ہے وہی چاہتا ہون اور کشف و کرامت کی خواہش نہین ہے تب حضرت مذکور نے یہ سنکر فرمایا کہ سلوک کی راہ مین قلت طعام۔ قلت منام قلت کلام۔ قلت صحبت باانام شروط ہے آپ نے فرمایا کہ یہ سب کام مجھسے نہین ہوتا مجھ مین صرف ایک درد طلب ہے اور آتش شوق ہمیشہ شعلہ زن ہے حضرت موصوف نے کہا کہ دیئے اور دہش مین اس عاجز کو کچھ اختیار نہین جو مقدر ہوگا ملیگا یہ کہکر آپ مکان مین تشریف فرما ہوئے جب آپ جانے لگے میر اسد اللہ قدس سرہ نے کہ آپ سے نو مہینے بیشتر سے فیضیاب تھے کہا صبح کو حضرت شیخ کی برزخ کا وقت مراقبہ سے تصور کیجئے گا اور اس سے یہ حال ہوا کہ آپ پر بیخودی طاری ہوئی جب پھر حاضر ہوے جمعہ کا روز تھا حضرت موصوف خبر سنکر تشریف لائے اور متوجہ فیض بخشی کے ہوئے آپ کے دل مین بیقراری پیدا ہوئی اور بڑی سوزش آئی یہانتک کہ سکر حقیقی غالب آیا اور آپ بڑے کاملین سے ہوئے آپکے خلفاء لکھن پورب اور پنجاب مین مدتون فیض بخش رہے آپ کی نسبت آگئی کی تھی۔ آپ کے ممتاز خلفاء سے حضرت شاہ عزت اللہ قدس سرہ

اور حضرت رکن الدین عشق قدس سرہٗ تھے۔

ذکر مجاہد الدین ابو النصر احمد شاہ بن محمد شاہ

احمد شاہ اپنے باپ کی وفات کی خبر پانی پت مین سُنکر شاہجہان آباد مین آیا اور تخت نشین ہوا اور ابو منصور خان صفدر جنگ کو وزیر بنایا احمد ابدالی نے تیسری مرتبہ لاہور پر فوج کشی کی اور وہان کے صوبہ دار معین الملک نے چار محال دے کر صلح کر لی چوتھی مرتبہ احمد ابدالی نے ہندوستان کا قصد کیا معین الملک سے مقابلہ کیا چار مہینے لڑائی رہی معین الملک کو شکست ہوئی احمد ابدالی نے معین الملک کے ساتھ سلوک کیا اور اسکو اپنی طرف سے نائب مقرر کیا اور ملتان اور لاہور تک ہندوستان کی سلطنت سے نکل گیا عماد الملک غازی الدین خان نے ہولکر ملہار اور صمصام الدولہ کو موافق کر کے احمد شاہ کو مع اسکی مان کے دسوین شعبان ۱۱۶۷ھ کو مقید کیا اور وزارت کا دعویٰ کر کے عزیز الدین عالمگیر ثانی کو تخت نشین کیا اور اسکی سلطنت سات برس رہی۔

ذکر عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی بن جہاندار شاہ بن شاہ عالم بہادر شاہ

عماد الملک نے محمد عالمگیر ثانی کو تخت پر بٹھلا کر بالکل انتظام سلطنت اپنے ہاتھ مین لیا اور شاہزادہ عالی گوہر کو مع دوسرے امرا کے ساتھ لیکر واسطے چھین لینے علاقہ پنجاب کے ہاتھ سے گماشتگان احمد ابدالی کے روانہ ہوا اور لودھیانہ مین پہونچ کر ایک خط اپنے مامون معین الملک کو بہ طلب اپنی منسوبہ اس کی بیٹی کے روانہ کیا اسنے اس لڑکی کو مع جہیز وغیرہ حوالے کیا تب لڑکی کی مان کو بھی طلب کیا اور نہ آنے پر زبردستی لے آیا اور آدینہ بیگ خان کو صوبہ لاہور کا والی مقرر کیا اور احمد شاہ ابدالی نے اس گستاخی کو سُنکر غصہ کیا اور پانچوین مرتبہ لاہور مین پہونچا اور آدینہ بیگ خان بھاگا اور ابدالی وہان سے شاہجہان آباد مین پہونچا

اور عالمگیر ثانی سے ملاقات کر کے لوٹ کے مال کی طرف دست درازی کی - اور ایک مینارہ کر اپنے بیٹے تیمور شاہ کی شادی عالمگیر ثانی کی بھتیجی سے کر کے سورج مل جاٹ کی تنبیہ کو روانہ ہو قلعہ بلم گڈھ اور متھرا کے آدمیون کو قتل اور غارت کیا - لیکن لشکر مین وبا آنے سے پھر دہلی مین آیا اور محمد شاہ کی بیٹی کو اپنے عقد نکاح مین لایا اور لاہور پہونچکر اپنے بیٹے تیمور شاہ کو وہان کا والی مقرر کیا اور خود قندھار پہونچا - اسی زمانے مین انگریزون کی کمپنی نے کہ کلکتہ اور اس کے اطراف مین تجارت کرتی تھی بدنظمی کے باعث اقتدار پیدا کر کے ناظم بنگالہ سے مقابلہ کیا اور پلاسی مین لڑکر اس صوبہ پر قابض ہو گئے اگر احمد ابدالی تک یہ خبر پہونچتی اور وہ پورب کا قصد کرتا تو تاریخ ہندوستان کی بدل جاتی - بعد جانے احمد شاہ ابدالی کے عماد الملک نے قوم مرہٹہ کو کہ بعد انتقال اورنگ زیب کے اقتدار پیدا کر کے بہت جلد اکثر حصون پر دکھن اور وسط ہندوستان کے قابض ہو گئے تھے طلب کر کے شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا پینتالیس ۴۵ روز بعد مصالحہ ہوا اور نجیب الدولہ جس کو احمد ابدالی نے وزیر مقرر کیا تھا قلعہ سے نکل کر کے سہارنپور کو گیا اور عماد الملک پھر سلطنت پر حاوی ہو گیا چونکہ بادشاہ اس کی طرف سے مطمئن نہ تھا اس لیئے شاہزادہ علی گہر کو ہانسی وغیرہ جاگیر مین دے کر بڑے بھاری لشکر کے ساتھ روانہ کیا عماد الدولہ نے بادشاہ کو قابو مین کر کے شاہزادہ کے نام سے طلبی کا رقعہ لکھوایا اور جب وہ آیا قلعہ مین داخل نہ ہونے دیا علی مردان خان کی حویلی مین فرود کیا اور قید کرنے کے لیے دس ۱۰ ہزار آدمیون سے اس مکان کا محاصرہ کیا شاہزادہ نے ایک طرف کی دیوار توڑ کر اپنے ساتھیون سے مقابلہ کیا اور بڑی دلیری دکھلائی اور بہتون کو مارا اور سہارنپور پہونچا اور وہان سے اودھ گیا - شجاع الدولہ نے کہ اودھ کا

حاکم تھا۔ استقبال کیا اور تدر گزرانی وہاں سے الہ آباد آیا۔ عماد الدولہ کو اس باعث سے نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ سے عداوت تھی اسلیئے مرہٹوں سے اتفاق کر کے نجیب الدولہ پر فوج کشی کی نجیب الدولہ نے چار مہینے تک مقابلہ مرہٹوں کا کیا اور جب شجاع الدولہ کو معلوم ہوا اُسنے بھی لکھنؤ سے آکر مرہٹوں کو قتل کیا اور شکست دی۔ اور شجاع الدولہ کو فتح اور فیروزی نصیب ہوئی تب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان افغان شجاع الدولہ سے ملے لیکن شجاع الدولہ نے باوجود فتحیابی کے احمد شاہ ابدالی کے آنے کی خبر سُنکر مرہٹوں سے صلح کر لی اور لکھنؤ کو واپس گیا چونکہ عماد الملک کو بادشاہ کی طرف سے اطمینان نہ تھا اس پیے پہلے اپنے ماموں انتظام الدولہ کو قتل کیا پھر بادشاہ کو قتل کر کے لاش دریا میں ڈالی اور بروز پنجشنبہ ۸ ربیع الثانی کو ۱۱۷۳ھ ہجری میں محی السنۃ بن کام بخش بن اورنگ زیب کو تخت نشین کیا اور لقب شاہجہان کا دیا عالمگیر ثانی نے پانچ برس آٹھ مہینے سلطنت کی۔

اسی عہد میں سراج الدین علی خان تخلص بہ آرزو نے کہ خاندان شاہی سے تھا اور حکومت بعض علاقہ کی بادشاہ کی طرف سے رکھتا تھا اور فارسی اور اردو کا بڑا نامی شاعر تھا ۱۱۶۹ھ میں انتقال کیا اور سید محمد یوسف واسطی بلگرامی نے کہ بڑے عارف اور عالم اپنے نانا حضرت سید عبد الجلیل بلگرامی کے مرید اور خلیفہ۔ اور اردو۔ فارسی اور عربی کے بڑے شاعر تھے اور حضرت سید شاہ محمد یسین۔ داناپوری قدس سرہٗ نے کہ ولی اللہ اور عارف کامل تھے ۱۱۷۲ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔

حضرت سید شاہ محمد یسین قدس سرہ داناپوری بیٹے حضرت سید شاہ محمد باصر قدس سرہٗ کے تھے اور خلیفہ اور نواسے حضرت سید جہانگیر رضوی داناپوری قدس

سرہٗ کے تھے آپ کے خاندان کے بزرگان ناناہالی اور دادہالی دونوں طرف سے
اکابروں سے تھے آپ کا جدی نسب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملتا ہے
اور وہ یوں ہے۔ حضرت سید شاہ محمد لیسین بن سید محمد باصر بن سید حسینی بن
سید اولیا بن سید صدر جہان بن سید قطب الدین بن سید نودی کالپی
بن سید جلال کالپی بن سید محمد کالپی بن سید جمال کالپی بن سید
علاءالدین بن سید تاج بن سید اسماعیل بن سید اسحاق لاہوری بن
سید داؤد بن سید یعقوب لاہوری بن سید یوسف طوسی بن سید عبداللہ
بن سید حسن بن سید ابوالقاسم بن سید ابراہیم مدنی بن سید اسمٰعیل بن
سید حسین بن سید علی رضا مدنی بن سید جعفر خراسانی بن سید محسن بن
سید ہاشم بن سید امام عبداللہ بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت
امام زین العابدین بن حسین بن علی کرم اللہ وجہہ اور ناناہالی نسب حضرت
امام علی رضا بن موسیٰ کاظم سے ملتا ہے اور وہ یوں ہے حضرت سید محمد لیسین۔ نواسہ
حضرت میر سید محامد بن سید جہانگیر۔ بن سید اکبر۔ بن قاضی عمادالدین بن
قاضی سید بڑے بن سید عالم بن سید ابوالفتح بن سید میر۔ بن سید محمد بن
سید زین العابدین بن سید مبارک بن سید علی شیر جاجنیری بن سید
علی اکبر بن سید علی اصغر بن سید عبداللہ بن سید زین العابدین بن سید محمد
بن سید نوح بن سید ابراہیم بن سید زین العابدین بن سید عبدالمطلب
بن حضرت امام علی موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد
باقر۔ بن امام زین العابدین۔

حضرت سید شاہ محمد لیسین قدس سرہٗ کے اجداد کرام سے حضرت سید شاہ اسحٰق
لاہوری قدس سرہٗ تھے کہ حضرت ابوالنصر بن عبدالرزاق بن سیدنا

شیخ عبدالقادر جیلانی کے خلفائے عظام سے تھے اور انکے بعد کے اجداد سے حضرت سید محمد گیسو دراز کالپی سے تھے کہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلفاء سے تھے اور شہر کالپی میں مدفون ہیں اور یہ علاوہ انکے ہیں کہ دکھن میں مقام گلبرگہ میں مدفون ہیں اور ان کے والد حضرت سید جمال کالپی خلیفہ حضرت سلطان جی نظام الدین بدایونی رضی اللہ عنہ کے خلفا سے تھے اور انکے والد حضرت سید علاء الدین خلیفہ حضرت بابا فرید شکر گنج کے تھے اور انکے والد حضرت سید تاج خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے تھے اور انکے والد حضرت سید اسمٰعیل لاہوری خلیفہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری کے تھے۔ آپ کے والد حضرت سید محمد باصر قدس سرہٗ اپنے آبائی سلسلہ چشتیہ میں کہ حضرت سید محمد کالپی سے نسلاً بعد نسلٍ ملتا ہے۔ اپنے والد کے مرید اور خلیفہ تھے۔

آپ کے اجداد سے حضرت سید **قطب الدین** - قدس سرہٗ بھی تھے کہ ابراہیم شرقی کے وزیر تھے اور یہ ابراہیم شرقی جونپور کا بادشاہ تھا اور سید قطب الدین کے بیٹے۔ حضرت سید صدر جہان والی بنگالہ داؤد شاہ کے وزیر تھے۔

حضرت سید صدر جہان اکبرآباد میں مدفون ہیں اور سید قطب الدین اور ان کے بھائی حضرت پھول شاہ قدس سرہ شہر عظیم آباد پٹنہ محلہ کچہری گلی میں مدفون ہیں۔ آپ کے اجداد فاسد سے حضرت قاضی سید عبدالفتاح عرف سید بڑے تھے کہ نورالدین جہانگیر بادشاہ کے عہد میں پرگنہ پھلواری کے قاضی مقرر ہوئے تھے اور سکونت داناپور میں محلہ پھلواری میں کہ اب نام سے محلہ شاہ صاحبان کے مشہور ہے اختیار کی۔ ان کو لوگ قاضی بڑے بھی کہتے تھے اور اس محلہ میں پہلے سے بھی شرفا رہتے تھے کیونکہ حضرت مخدوم شعیب قدس سرہٗ نے کہ ابن عم اور خلیفہ حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بہاری رض کے تھے تحریر فرمایا ہے کہ میں منیر سے شیخ پورہ جانے میں داناپور میں مقیم ہوا اور عزیزوں کے

دیدار سے دل خوش کیا الغرض عہدۂ قضا کئی پشت مابعد مین بھی اسی خاندان مین رہا اور اسکے بعد خاندان نبی پور پھلواری مین آیا اور آپ کے نانا حضرت سید محمد جہانگیر قدس سرہٗ بڑے عارف کامل تھے اور اپنے آبائی سلسلہ چشتیہ مین اجازت اور خلافت رکھتے تھے چونکہ حضرت سید شاہ محمد یسین قدس سرہٗ اپنے جد فاسد کی آغوش شفقت مین پرورش پائی اجازت وخلافت انھین سے لی اور بڑے کاملین سے گذرے ہین اکثر باتین بطور پیشین گوئی کے فرماتے اور اسکا ظہور ہوتا۔

آپکے والد حضرت سید محمد باصر قدس سرہٗ معظم شاہ بن عالمگیر شاہ کے اراکین خاص سے تھے ایک عمر ان کے ساتھ بسر کی پھر اتفاق علیحدگی کا ہوا جب معظم شاہ بادشاہ ہوا ان کو وزیر مقرر کیا لیکن بسبب پیری کے معذرت کی تب اس کے صاحبزادے کو عہدہ وزارت پر سرفراز کیا لیکن چونکہ عمر کم تھی اور جد فاسد کے عزیز تھے انھون نے جانے نہ دیا اور صغر سنی کی معذرت لکھی۔

آپ ہی کے اجداد فاسد سے حضرت میر سید علی شیر اجنیری شہید تھے کہ بہار مین مدفون ہین اور ان لوگون کا مادری نسب حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی سے بھی حضرت جدالرسول داتا پوری کے ذریعہ سے ملتا ہے اور عجب کیا کہ یہی بزرگان حضرت مخدوم شعیب کے وقت مین موجود ہون۔

حضرت سید شاہ محمد یٰسین قدس سرہٗ داناپوری

حضرت سید شاہ محمد ولی اللہ
حضرت سید شاہ غلام حسین قدس سرہٗ
حضرت سید شاہ شمس الدین قدس سرہٗ
سید جمال علی
حضرت سید شاہ قمرالدین حسین عظیم آبادی قدس سرہٗ
بی بی حفیظہ زوجہ شاہ تراب الحق
حضرت سید حکیم مراد علی
حضرت سید سلطان احمد شہید
سید فریدالدین احمد
سید عنایت اللہ
سید محمد ظہور مرحوم
ہدایت حسین
سید حسین
رجب علی
سید محمد نصیر الدین احمد
سید علیم الدین
سید فریدالدین
سید رحیم الدین

ذکر ابو المظفر جلال الدین محمد علی گہر شاہ عالم بادشاہ بن عالمگیر ثانی

شہزادہ محمد علی گہر نے اپنے باپ کی شہادت کی خبر موضع کھولی مین سنی اور
تخت نشین ہوا لقب شاہ عالم کا لیا منیر الدولہ کو سفیر مقرر کرکے احمد شاہ ابدالی
کے پاس بھیجا اور نجیب الدولہ والی سہارنپور اور شجاع الدولہ والی اودھ کو
خلعت سے سرفراز کیا اور اللہ پر بھروسا کرکے کامیابی کا منتظر تھا کہ کامگار خان وغیرہ
مع افواج بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بادشاہ سے انعام پایا۔
بعد جانے احمد شاہ ابدالی کے آدینہ بیگ خان کے اغواء سے سکھ اور مرہٹون نے
اتفاق کرکے تیمور شاہ بن احمد ابدالی کے بیٹے کو لاہور سے نکالا اور قوم مرہٹہ
ملتان تک مسلط ہو گئی اس لیئے موافق استدعا شاہ عالم کے احمد شاہ ابدالی
نے چھٹوین مرتبہ ہندوستان کا قصد کیا اور دریائے اٹک کو عبور کیا اس
خبر کو سنکر مرہٹے دہلی کی طرف واپس آئے اور احمد شاہ شاہجہان آباد کی طرف بڑھا
راہ مین پانی پت کے میدان مین دونون طرف کے لشکر مقابل ہوئے مرہٹون
کے بادشاہ پیشوا کہلاتے تھے اس کا بیٹا راؤ بھاؤ اس لشکر کا افسر تھا ایک
لاکھ آدمی مرہٹون کی طرف سے تھے اور تیس ہزار احمد ابدالی کے لشکر مین تھے
اور نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ دس ہزار آدمیون سے احمد ابدالی کی مدد
مین آئے سخت لڑائی ہوئی راؤ بھاؤ قتل ہوا مرہٹون کو ایسی شکست ہوئی کہ
پھر سر نہ اٹھا سکے اور ہولکر اور سیندھیا پونا کی طرف بھاگے احمد شاہ
دہلی مین پہونچا ہند کی سلطنت شاہ عالم کے واسطے قائم کی اور اس کے
بیٹے شاہزادہ جوان بخت کو نائب شاہ عالم مقرر کیا اور شجاع الدولہ کو
وزیر اور نجیب الدولہ کو امیر الامرا مقرر کیا اس وقت تک شاہ عالم
پورب مین تھا اور احمد ابدالی لاہور مین واپس آیا۔ اور وہان اپنی

طرف سے حاکم مقرر کرکے قندھار کو واپس گیا اور شجاع الدولہ اودھ کی طرف
گیا شاہ عالم عظیم آباد پٹنہ سے بنارس گیا اور شجاع الدولہ وہان ملازمت
مین حاضر ہوا اور وہان سے دونون دارالسلطنت کو گئے اور کالپی وغیرہ کو مرہٹون سے
خالی کرا کے اپنے نائب مقرر کیے اور ۱۱۷۵؁ ہجری مین خلعت وزارت کی
شجاع الدولہ کو بخشی اور اس کے بیٹے مرزا امانی کو داروغگی خاص سے سرفراز
کیا اور سورج مل جاٹ بعد جانے احمد شاہ کے نجیب الدولہ اور شہزادۂ
جوان بخت کو شکست دیکر اور اکبرآباد کے قلعہ دار سے سازش کر کے
اس پر قابض ہوگیا اور قوم سکھ نے احمد شاہ ابدالی کے نائب کو قتل کر کے
جسپا نامے کو لاہور مین حاکم مقرر کیا اس خبر کو سنکر احمد شاہ ساتوین مرتبہ ہند مین
آیا سکھ سب قریب دو لاکھ آدمیون کے سرہند مین بھاگے وہین پہونچکر قریب
بیس ہزار سکھون کو قتل کیا اور بہت اسباب لوٹ کا احمد شاہ کے ہاتھ آیا لیکن خراسان کی
بدنظمی کی خبر سنکر فوراً ہی وہان روانہ ہوا اس سبب سے لاہور ملتان اور ٹھٹھہ کا
بندوبست نہ کر سکا اور ان جگہون پر سکھ پھر قابض ہو گئے کشمیر بھی عبد اللہ خان نے
کہ احمد شاہ ابدالی کا سردار تھا فتح کیا تھا اور سکھ جیون سنگھ اور خواجہ کنجک کو وہان
چھوڑ کر چلا آیا تھا لیکن سکھ جیون نے خواجہ کو قتل کیا اور حاوی ہوگیا اس کی انسداد کو
احمد ابدالی نے نورالدین کو بھیجا اور اس نے سکھ جیون کو قید کیا اور وہی وہان کا
حاکم رہا پھر لاہور اور ملتان کے سکھون نے کشمیر کو دخل کیا اور رنجیت سنگھ
کے قبضہ مین بعد انتقال احمد ابدالی کے در آیا احمد ابدالی کا انتقال ۱۱۸۶؁ ہجری
مین ہوا جب کہ شاہ عالم اپنے باپ کی حیات مین تھے ان کو خبر ملی کہ
انگریزی کمپنی کہ کلکتہ مین تجارت کرتی تھی۔ اور علی وردی خان ناظم
بنگالہ کے حکم سے وقت فساد مرہٹون کے کارخانے کی کوٹھی

کے گرد حصن بنایا تھا اور اس کے بعد اُسکے نانی سراج الدولہ ناظم بنگالہ سے لڑکر صوبہ بنگالہ پر حاوی ہو گئے اور میر قاسم علی ناظم بنگالہ کا تعاقب پٹنہ تک کیا ہے اس سبب سے شاہ عالم والی پٹنہ کی مدد کو گئے۔ لیکن قبل پہونچنے کے انگریز قابض ہو چکے تھے اس لیے واپس آئے اور شجاع الدولہ سے ملاقی ہوکر میر قاسم علی خان کی مدد کو دونون صاحبان مقام بکسر مین آئے اور بکسر کے قلعہ مین کہ اب تک وہ موجود ہے مقیم ہوئے صاحبان انگریز جنھون نے ۱۱۷۰ھ مین مطابق ۱۷۵۷ء کے پلاسی مین سراج الدولہ پر فتحیاب ہوئے اور ۱۱۷۶ھ مین میر قاسم علی کو کہ داماد میر جعفر علی خان کا تھا پٹنہ مین شکست دی تھی لارڈ کلائو کے زیر حکومت بکسر مین بادشاہی لشکر سے مقابل ہوئے اور ۱۱۷۸ھ ہجری مین مطابق ۱۷۶۴ء عیسوی کے شجاع الدولہ کو شکست دی شجاع الدولہ اودھ کی طرف فرار ہوا اور شاہ عالم نے جب دیکھا کہ شجاع الدولہ کو شکست ہوئی انگریزون سے صلح کا پیغام کیا اور بنگالہ۔ بہار۔ اور اڑیسہ کی دیوانی بلکہ کل تحصیل وصول عدالت فوجداری بھی حوالہ کیا اور چھبیس لاکھ سالانہ خراج مقرر کیا اور چالیس ہزار سالانہ ناظم بنگالہ کے اخراجات کے واسطے مقرر ہوا۔ پھر ۱۱۸۴ھ مین انگریزون کی مدد سے مرہٹون کو کالپی وغیرہ سے نکالا اور اسی سال سے انگریزی عملداری ہندوستان مین سمجھنا چاہیے۔

مرزا نجف علی خان نے قلعہ اکبرآباد کو جاٹ سے چھین لیا اس لیے انکو لقب ذوالفقار الدولہ کا ملا۔

اسی حالت بدنظمی مین دکھن مین ایک صوبہ میسور ہے جہان کا راجہ ہندو تھا اسکا افسر لشکر ایک شخص حیدر علی تھا اس نے اقتدار پاکر راجہ کو مع اہل و عیال قید کیا اور خود وہان کا بادشاہ ہو گیا ۱۱۸۰ھ ہجری مین یہ واقعہ ہوا اس نے

کرناٹک کے نواب محمد علی بن نورالدین سے بھی جس کے علاقہ مین شہر مدراس واقع ہے جہان انگریز قابض تھے تکرار پیش کی جس کی وجہ سے انگریزون سے اور حیدرعلی سے برابر نزاع رہی اور بڑے بڑے معرکے پیش آئے جس مین اکثر حیدرعلی کامیاب رہا یہ شخص ۱۱۹۵ھ ہجری مین مرگیا اور اس کی جگہہ اسکا بیٹا ٹیپو سلطان جانشین ہوا اور وہ بھی برابر انگریزون سے لڑا آخرش یہانتک کہ ۱۲۱۳ھ مین انگریزون کی لڑائی مین شہید ہوا اور انگریزون نے صوبہ میسور کو راجہ قدیم کے خاندان مین حوالہ کیا۔

۱۲۲۱ھ ہجری مین شاہ عالم نے ۴۹ برس سلطنت کرکے انتقال کیا لیکن سوقت صرف نام بادشاہی کا رہ گیا تھا۔ شاہ عالم کے بعد انکے بیٹے۔

معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی بن شاہ عالم

شاہجہان آباد مین جانشین ہوئے اور ۱۲۵۳ھ ہجری مین انتقال کیا ان کے بعد ان کے بیٹے۔

ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بن محمد اکبر ثانی بن شاہ عالم

دہلی مین جانشین ہوئے ۲۹ ستمبر ۱۸۳۷ء تھی اور بیس برس بعد جب ۱۸۵۷ء مین غدر ہوا انگریزون نے ان کو قید کر کے رنگون مین بنگالہ بھیجا جہان وہ مر گئے اور خاندان تیموریہ کی حکومت ختم ہوگئی یہ بادشاہ اردو کا شاعر اور فقیر دل تھا۔ اسکا تخلص ظفر ہے اور دیوان ظفر مشہور ہے اسی شاہ عالم کے دور حکومت مین شیخ محمد علی حزین نے کہ فارسی کا شاعر خوش کلام تھا بنارس مین ۱۱۸۰ھ ہجری مین اور حضرت مرزا مظہر جانجانان دہلوی قدس سرہٗ نے کہ عارف حق اور عالم اور شاعر خوش کلام تھے ۱۱۹۴ھ مین اور اسی سال حضرت خواجہ میر درد نقشبندی دہلوی قدس سرہٗ نے کہ عارف حق اور اردو اور فارسی کے شاعر شیرین بیان تھے

اور اسی سال حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ نے کہ اولیار کبار سے تھے اور حضرت میر اسد اللہ قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے انتقال فرمایا اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کہ بڑے عالم محقق اور عارف تھے سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین اور میر غلام علی آزاد بلگرامی نے کہ بڑے عالم محقق عارف اور شاعر تھے سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین اور مولانا فخر الدین دہلوی چشتی نے کہ اولیار کبار سے تھے سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین اور حضرت رکن الدین عشق دہلوی عظیم آبادی نے کہ اولیار اللہ سے تھے سنہ ۱۲۰۳ھ مین اور حضرت شاہ ولی اللہ دانا پوری قدس سرہ نے کہ عارف حق تھے سنہ ۱۱۸۵ھ مین اور حضرت مخدوم شاہ حسن علی عظیم آبادی قدس سرہٗ نے کہ اولیار اللہ سے تھے سنہ ۱۲۲۳ھ مین انتقال فرمایا۔

حضرت مرزا مظہر جانجانان دہلوی علوی تھے۔ محمد بن حنفیہ کی نسل سے تھے۔ بڑے عالم فاضل محدث کامل فقیہ متبحر جامع فضائل ظاہری و باطنی عابد زاہد اور متوکل تھے حدیث کو حاج سیالکوٹی سے پڑھا اور دیگر علوم کو اپنے زمانے کے علما اور فضلا سے اخذ کیا مدت تک شیخ احمد مجدد الف ثانی کے خلیفہ کی مصاحبت کی اور ان سے افادہ صوری و معنوی حاصل کیا آپ کو قوت کشفیہ اور اتباع سنت نبویہ مین شان عظیم حاصل تھی آپکے اشعار اور مکاتیب نافع اور یادگار ہین وفات آپ کی سنہ ۱۱۹۵ھ مین ہوئی اور تاریخ وفات عاش حمیداً مات شہیداً سے نکلتی ہے۔

حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ نواحی پٹنہ کے رہنے والے تھے آپ مرید اور مجاز شاہ خلیل بہاری قدس سرہ کے تھے اور طریقۂ قادریہ مین بیعت کی تھی چونکہ آپ کا ظرف عالی تھا آپکو دوسرے طرق کے نعمات باطنی کا ہوا تب آپ دہلی تشریف لے گئے اور حضرت شاہ فرہاد ابو العلائی قدس سرہٗ کی فیض رسانی کا

شہرہ سنکر آپکے پاس حاضر ہوئے اور باریاب ہوئے لیکن حضرت شاہ فرہاد قدس سرہٗ کا جلد انتقال ہوا اسلیئے آپکے جانشین حضرت میر اسد اللہ قدس سرہ کی صحبت مین رہ کر اور اُنسے اس طریقہ ابو العلائیہ کا اکتساب کر کے آپکے بعدہٗ دہلی مین اُس مدرسہ مین جو کہ جامع مسجد کی پشت پر ہے مسند ارشاد پر بیٹھے اور پچاس برس تک ایک حال سے ایک عالم کو سیراب کرتے رہے آپ حضرت میر اسد اللہ قدس سرہٗ کے ممتاز خلیفون مین تھے آپکو فیض اویسی حضرت غوث الاعظم کا پہونچا تھا اور حضوری ہوتی تھی اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد منیر البہاری سے بھی اویسیت تھی آپ کے یارون سے ایک نے پوچھا کہ یا حضرت یہ جو مشہور ہے کہ اہل کمال اپنی صورت عنصری کو بدلتے ہین یہ صحیح ہے۔ ہمارے فہم مین تو غلط معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ جب اہل دل کا جسم ریاضت سے لطیف ہوجاتا ہے تو کچھ شک نہین کہ یہ بات ہو سکتی ہے تھوڑے عرصہ کے بعد آپ حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی زیارت کو تشریف لیچلے اور وہ سب یاران آپ کے ہمراہ چلے۔ آپ مقبرہ مین داخل ہوئے اسکے بعد جب وہ یار جس نے سوال کیا تھا داخل ہونا چاہا تو ایک شیر دیکھا اور ڈرا اور لیٹا ہوا اور سمجھا کہ آپ کو شیر نے کھا لیا اور اسی صورت سے شاید قضا تھی اور بھاگنا چاہا لیکن پھر آپ کو دیکھا کہ بلاتے ہین تب سمجھا کہ آپ ہی شیر کی شکل مین شکل ہوئے تھے آپ کے ایک مرید نے یہ عرض کیا کہ یا حضرت سُنتے ہین کہ غوث کے پاؤن ہاتھ جدا ہوجاتے ہین اور پھر ملجاتے ہین آپ کے بزرگون مین شاید یہ بات ہو لیکن اب تو محال معلوم ہوتی ہے اسی شب کو جو تہجد کے لیے اُٹھا تو آپ کے ہاتھ پاؤن جدا دیکھے سمجھا کہ کسی نے آپ کو شہید کیا اور چاہتا تھا کہ فریاد کرے کہ آپ بہ ہیئت مجموعی اُٹھ کھڑے ہوئے

اور اخفا کی تاکید کی جب مولانا فخر الدین دہلوی چشتی اورنگ آباد سے دہلی میں آئے آپ نے قبل آنے کے پیشین گوئی کی تھی اور فرمایا تھا کہ جب وہ آدین گے تو مین پورب کو جاؤن گا چنانچہ بعد آنے مولانا مذکور کے کہ قطب وقت تھے حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہٗ عظیم آباد مین آئے۔ یہان ایک بزرگ شاہ محمد فاضل مجددی رہتے تھے اور ہر بزرگ کا احوال بزور کشف بیان کرتے تھے جب آپ تشریف لائے ہر چند کشف کو دخل دیا دریافت سے عاجز رہے ایک روز آپ سے عرض کیا کہ مجھکو آپ کے مقام کا پتہ نہ لگا آپ نے فرمایا کہ مین آلودہ دامن ہون مجھکو اپنے پائخانے کی خبر نہین رہتی لیکن جس شخص کو طلب حق ہوتی ہے اسکی نگاہ مین کشف کی کچھ حقیقت نہین رہتی شاہ محمد فاضل اس تقریر کو سنکر بہت شرمندہ ہوئے اور کشف وکرامت کا خیال دل سے اٹھایا اور بارہ برس آپ کی صحبت مین رہے ان کی ترقی کی روک وہی کشف وکرامت کی طلب تھی آپ نے اس مرتبہ سے ترقی دی اور وہ کاملین سے ہوئے۔

گور بخش ایک نانک شاہی جوگی تھا۔ آپ کے حضور مین آیا اور عرض کیا کہ مجھکو آرزو تھی کہ کشن جی کا درشن ہوتا۔ آپ متبسم ہوئے اور اسکی طرف متوجہ ہوئے اور مراقب ہوئے۔ وہ بھی مراقب ہوا بعد تھوڑی دیر کے اس نے وجد کرنا شروع کیا بعد افاقہ کے اپنے بیان کیا کہ مین نے دیکھا کہ بندرابن پہونچا اور کشن جی مع اپنی گوپیون کے بانسلی بجارہے ہین اور اس بانسلی کی آواز سے کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نکلتا ہے اور رقص کرتے ہین مین بھی ان کے ساتھ رقص کرنے لگا آخرش آپ کی صحبت مین برابر وہ حاضر رہا اور بعد چندے ولی کامل ہوا۔

آپ تمام عمر مجرد رہے اور سوائے یاد الٰہی کے کچھ کام نہ تھا توکل پیشہ تھا۔

تین چار روز کے فاقہ کے بعد جو میسر آتا تناول کرتے۔ اور اکثر یاران طریقت جو آپ کے ساتھ رہتے تھے جب بھوک کی شکایت کرتے تو آپ فرماتے کہ خاصان حق کے لیے تو فقر و فاقہ آیا ہے اور انکی بھوک رفع ہو جاتی۔ آپ سال میں ایک عرس حضرت سید بابک امیر ابو العلا کا کرتے۔ محض بے سامانی میں جب یاران عرض کرتے کہ عرس کیونکر ہو سکے گا تو آپ وضو فرما کر دوگانہ ادا کرتے اور مناجات کے لیے ہاتھ اُٹھاتے اور سب سامان مہیا ہو جاتا۔ آپ کو اکثر وجد کی کیفیت سماع اور غیر سماع میں ہوتی اور اسکا اثر یاروں پر پڑتا۔ آپ کے بڑے بڑے خلفا گذرے ہیں ان میں سے ممتاز خلیفہ پانچ ہیں حضرت مخدوم شاہ حسن علی عظیم آبادی قدس سرہٗ اور حضرت رکن الدین عشق قدس سرہٗ اور حضرت مولانا حسن رضا رائے پوری اور حضرت صوفی شاہ دائم ڈھاکری اور حضرت شاہ غلام نبی الورسے قدس سرہٗ اور حضرت شاہ غلام حسین دانا پوری قدس سرہٗ بھی آپ کے خلفا سے تھے کتاب لمعات منعمی آپ کی یادگار ہے۔

حضرت مولانا فخر الدین دہلوی چشتی۔ دکھن کے رہنے والے تھے بڑے عالم اور عارف کامل تھے۔ آپ سے بہت تصرفات سرزد ہوئے ہیں آپ نے طریقہ چشتیہ کو زندہ کیا۔ حضرت سید محمد گیسو دراز آپ کے اوپر کے پیروں سے تھے اور آپ کے خلفا بھی نامی گرامی گذرے ہیں چنانچہ حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی کہ عارف و عالم اور شاعر شیرین کلام تھے آپ ہی کے خلفا سے تھے اور شاہ سلیمان صاحب بھی آپ کے خلیفہ تھے حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہٗ نے وقت آنے عظیم آباد کے میر اسد اللہ قدس سرہٗ کے صاحبزادے کو آپ کے سپرد کیا تھا۔ اور دہلی کے بادشاہ شاہ عالم اور اکبر ثانی وغیرہ آپ کے حضور میں عقیدت مند تھے۔ آپ کا مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے پائین میں ہے سنہ ۱۱۹۹ھ

کلب۔ آپ کے تصرفات سے یہ بھی ہے کہ کسی شہر کے اوباش نے جب آپ استراحت
مین تھے ایک مادرزادی فاحشہ عورت کو ننگا آپ کے بستر پر سُلادیا اور اس سے انکا
مطلب امتحان لینا تھا جب آپ بیدار ہوئے اور ایک نامحرم کو ہم بستر دیکھا آپ
نے آنکھیں بند کرلیں اور اپنی پگڑی اُتار کر اس کی تہمد باندھی اور فرمایا کہ اس
تہمد کی شرم اللہ رکھے اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ عورت تائب ہوئی اور بڑے
کاملین سے گذری۔

حضرت رکن الدین عشق تخلص نواسے حضرت شاہ فرہاد قدس سرہٗ کے
تھے آپ کا نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے آپ کو بیعت اور
خلافت حضرت مولانا برہان الدین خدانما قدس سرہٗ سے تھی اور خلافت
حضرت شاہ منعم قدس سرہٗ کے حضور سے بھی پائی ہے آپ ابتدا مین نوکری پیشہ
بہ وضع سپاہیون کے تھے۔ آپ اسی نوکری کے ذریعہ سے دہلی سے عظیم آباد
آئے اور جب حضرت شاہ منعم قدس سرہٗ کی فیض بخشی کا حال سُنا تو آپ کی خدمت
مین حاضر ہوئے جب گفتگو ہوئی تو معلوم ہوا کہ حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہٗ آپ
کے نانا کے فیض یافتہ ہین اس سبب سے آپ کے فیض صحبت سے کامل اور مکمل۔
ہوئے اگرچہ پہلے سے مولانا برہان الدین خدانما قدس سرہٗ کے فیض سے بہرہ ور
ہو چکے تھے حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہٗ کی مرضی سے آپ عظیم آباد سے دہلی تشریف
لے گئے اور حضرت مولانا قدس سرہٗ سے بیعت کر کے اور خلافت لے کر
واپس آئے اور مسند مشیخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ ایک عالم آپ کے فیض صحبت
سے فیضیاب ہوا۔ آپ نے بعد تکمیل علم باطن کے علم ظاہر کی تحصیل کی اور بڑے عالم ہوئے
اور اکثر مثنوی شریف کا درس فرماتے آپ اکثر بزرگون کا عرس فرماتے اور ایک خانقاہ
بنوائی کہ آج تک موجود ہے اور شاہ گھسیٹا کا تکیہ کہلاتا ہے اور آج تک۔

آپ کا عرس ہوتا ہے۔ آپ کے ممتاز خلفا سے حضرت سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہٗ عظیم آبادی اور مولانا عبدالرحمٰن شہر گھاٹی کے تھے۔ آپ کا دیوان اُردو مین بہت بڑا ہے کلام آپ کا نہایت شیرین ہے۔

حضرت سید شاہ ولی اللہ داناپوری قدس سرہٗ بیٹے حضرت سید شاہ محمد یٰسین داناپوری قدس سرہٗ کے ہین آپ بڑے عارف کامل تھے اجازت و خلافت اپنے جد فاسد حضرت شاہ مبارک نوآبادی قدس سرہٗ سے طریقہ چشتیہ مین تھی۔

نواب جعفر علی خان کم سنی مین آپ کے مدرسے مین طالب العلمی کرتے تھے لیکن جب صوبۂ بنگالہ کی نظامت ان کے علاقہ مین ہوئی تو انھون نے ایک فرمان آپ کو عطا کیا۔ ان کے اکثر مریدان مرشد آباد مین تھے۔ اور شاہ عالم نے آپ ہی کو فرمان بخشا تھا۔

حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہٗ کا مکان شیخپورہ مین کہ اطراف بہار مین ہے تھا۔ آپ حضرت مخدوم شعیب قدس سرہٗ کی اولاد مین ہین جن کا ذکر اوپر حضرت مخدوم الملک شرف الدین بہاری قدس سرہٗ کے ذکر مین بیان ہو چکا ہے یعنی حضرت مخدوم شعیب حضرت مخدوم شرف الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ اور بنی عم تھے یعنی حضرت مخدوم عبدالعزیز منیری کی اولاد سے مین اور اس سبب سے اس کاتب کے بھی ہم جد ہوئے۔

حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہٗ کو لڑکپن ہی سے زہد و پرہیزگاری کی طرف توجہ تھی۔ آپ اپنے جد بزرگ کے مزار پر اکثر حاضر ہوتے اور غلاف کی تہ مین ہاتھ دے کر بقدر ضرورت نقد پاتے اور لڑکون مین تقسیم کرتے ایک روز آپ کے والد نے دیکھا سمجھے کہ شاید کسی نے نذر درگاہ شریف پر گذرانی ہوا ور

اس لڑکے نے نگاہ بچا کر اٹھالی ہو اس لیے آپ کو تنبیہ کی آپ نے فرمایا کہ ایسا نہین
ہے بلکہ جب مجھکو حاجت ہوتی ہے چند بزرگ کے مزار کے غلاف مین ہاتھ دیتا ہون
بقدر ضرورت پالیتا ہون آپ کے والد نے منع فرمایا اور اس تاریخ سے آپ نے
اس کام کو ترک کیا۔ آپ نے لڑکپن ہی مین متواتر ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ
فرماتے ہین کہ نماز کی عادت کر لیکن اسپر بھی غافل رہے ایک روز انھین بزرگ
کو خواب مین دیکھا کہ بہت غصّہ ہین اور ایک تپانچہ مارا کہ نماز کیون نہین پڑھتا۔
اسی وقت نیند ٹوٹی غسل کیا اور نماز پڑھی جب سے نماز پھر کبھی قضا نہ ہوئی۔
آپ نے اسی بزرگ کو پھر خواب مین دیکھا کہ درود شریف کا ورد بتایا جس سے
آپ کو بہت فائدہ ہوا اور بہشت کی سیر خواب مین نصیب ہوئی اور ایک
نے بہشتی لوگون مین سے کہا کہ یہ دولت تجھکو بسبب درود کے نصیب ہوئی
جو تجھکو مخدوم شرف الدین بہاری قدس سرہ نے بتایا ہے۔ الغرض آپ بنظر
تحصیل علم ظاہر اور باطن کے شیخپورہ سے عظیم آباد مین آئے اور بڑے کمال کو
پہونچے اور آپ حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہٗ کی فیض رسانی کی خبر سُنکر آپ کی
خدمت مین حاضر ہوے اور طریقۂ قادریہ مین بیعت کرنی چاہتے تھے کہ مخدوم الملک
کو خواب مین دیکھا کہ اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر رکھا اور کہا کہ فردوسیہ مین بیعت کرو۔
چنانچہ آپ نے حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہٗ سے طریقۂ فردوسیہ مین بیعت
کی آپ کو کشف و کرامت بچپن ہی مین حاصل تھی بعد بیعت کے آپ بڑے
کاملین سے ہوئے اپنے وقت کے قطب زمانہ تھے آپ کے تصرفات بہت
ہین آپ کے چار خلفا ممتاز تھے حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ حضرت شاہ
یحییٰ علی مولانا شاہ عبدالغنی اور مولوی عمادالدین قدس اسرارہم آپ نے
عمر تجرد مین گذرانی۔

میر غلام علی آزاد بلگرامی بن سید نوح واسطی بلگرامی حسان الہند لقب تھا اور آزاد تخلص ۲۵ ماہ صفر ۱۱۱۶ھ میں پیدا ہوئے نسب آپ کا امام زید شہید بن امام زین العابدین سے ملتا ہے۔ ابتدا و شعور میں کتب درسیہ کو میر طفیل احمد بلگرامی سے پڑھا۔ اور کتب لغت و حدیث و سیر اور فنون ادب کو میر عبد الجلیل بلگرامی اپنے نانا سے تحصیل کیا اور عروض و قوافی وغیرہ کو اپنے ماموں میر سید محمد سے حاصل کیا اور سند صحیح بخاری اور صحاح ستہ وغیرہ کی شیخ محمد حیات مدنی سے اور سماعت بعض فوائد علم حدیث کی شیخ عبدالوہاب طنطاوی سے مکہ معظمہ میں جاکر حاصل کی اور طنطاوی نے آپکے عربی اشعار سنکر بڑی تحسین کی آپ نے رسم بیعت کو سید لطف اللہ بلگرامی سے حاصل کیا اور از روے طریقت کے آپ چشتی تھے آپ کے تصانیف سے مختلف علوم کی کتابیں بہت ہیں سات دیوان صرف عربی کے اور فارسی اور اردو دیوان اس کے علاوہ ہیں۔

محمد اکبر بادشاہ ثانی کے عہد حکومت میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے کہ بڑے عالم اور عارف مرزا مظہر جانجاناں کے خلیفہ تھے ۱۲۲۵ھ ہجری میں اور اسی سال مولانا عبد العلی بحر العلوم لکھنوی نے کہ بڑے عالم اور عارف تھے اور اسی سال حضرت شاہ طیب اللہ بہاری قدس سرہٗ نے کہ عارف کامل اور بیٹے حضرت مولانا شاہ امین اللہ نوابادی قدس سرہٗ کے تھے۔ اور مولوی سلام اللہ محدث دہلوی نے کہ اولاد سے شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے تھے۔ ۱۲۲۹ھ میں اور علامہ احمد طنطاوی نے کہ فقیہ عصر۔ وحید دہر۔ محدث جید۔ علامہ محقق فاضل مدقق ملک مصر کے تھے اور حاشیہ در المختار ان کی تصنیف سے ہے ۱۲۳۲ھ

ہیں اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے ۱۲۳۹ھ ہجری میں اور حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہٗ نے کہ خلیفہ اعظم حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہٗ کے تھے ۱۲۲۶ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔

حضرت طیب اللہ بہاری چھوٹے بیٹے حضرت مولوی شاہ امین اللہ نوآبادی کے تھے۔ آپ کو اپنے والد ماجد کی صحبت کا اتفاق نہ ہوا۔ آپ نے اپنے جدفاسد حضرت شاہ سید سیف اللہ قدس سرہٗ کی آغوش شفقت میں پرورش پائی اور انہیں کے مرید اور خلیفہ ہوئے۔ اور بڑے عارف کامل سے ہوئے اور حضرت شاہ سیف اللہ قدس سرہٗ موڑے میں کہ بہار کے محلوں سے ہے اقامت پذیر تھے اور اولاد امجاد سے حضرت مخدوم بندگی دانشمند قدس سرہٗ کے تھے جنکا مزار وہیں ہے۔ اور یہ حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بہاری قدس سرہ کے ہمعصر تھے۔ آپ کے بڑے بھائی شاہ بدر الحق قدس سرہٗ اپنے والد ماجد حضرت مولانا شاہ امین اللہ نوآبادی کے خلیفہ اور عارف کامل تھے۔ وہ اپنے والد کی آغوش میں پرورش پائے اور ان کا مزار بھی اپنے والد ماجد کی بغل میں ہے۔ انکے بیٹے مولانا شاہ محمد یعقوب نوآبادی قدس سرہٗ اپنے والد ماجد شاہ بدر الحق قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ اور مولانا شاہ محمد یعقوب قدس سرہٗ کے صاجزادگان شاہ مظہر الحق و شاہ غفور الحق اپنے والد کے خلیفہ تھے۔ اور جناب شاہ نصیر الحق و شاہ صفیر الحق۔ نوآبادی اپنے والد شاہ مظہر الحق کے مرید اور مجاز ہیں اور جناب شاہ نظام الدین نوآبادی اپنے والد شاہ غفور الحق کے مرید اور مجاز طریقہ آبائی چشتیہ میں الی الآن موجود ہیں۔

حضرت شاہ طیب اللہ بہاری کے کئی بیٹے تھے لیکن سب سے ممتاز شاہ تراب الحق تھے جو ما بعد میں بوجہ کدخدائی اپنے داناپور میں مقیم ہوئے ا

اور یہین آپ کا مزار بھی ہے - دوسرے بیٹون سے آپ کی اولاد موڑہ مین آجتک موجود ہین - یہ بزرگ بھی اس عاجز کے مورث ہین -

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بیٹے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ہین - آپ بڑے عالم فقیہ - محدث - عارف کامل تھے - آپ سے ایک عالم فیضیاب ہوا - اور اس دور آخر مین ایسا جامع آدمی بہت کم نکلا - آپ کی تصانیف کثیرہ ہین - اور بستان المحدثین اور فارسی کی تفسیر فتح العزیز وغیرہ آپ کی یادگار ہین - مولانا رفیع الدین دہلوی کہ آپ کے ایک برس پہلے انتقال کیا اور راہ نجات اُن کی تصنیف سے ہے - آپ کے بھائی تھے - اور مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی جنکا اُردو ترجمہ قرآن کا مشہور ہے آپ کے بھائی تھے اور تین برس بعد انتقال کیا -

حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہٗ اولاد امجاد سے حضرت عمر فاروق رضہ خلیفہ دوم کی ہین - آپ طبیب حاذق تھے اور علم ظاہری مین کمال حاصل کر کے حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہٗ کی نیفر سانی کا حال سُنکر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ فدوی چاہتا ہے - کہ اگر دنیا کی سلطنت نصیب ہو تو سکندر رومی ہون اور اگر حکمت طبابت قسمت مین ہو تو افلاطون و جالینوس وقت ہون اور اگر درویشی عنایت ہو تو بایزید وقت ہون - حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جو تم چاہتے ہو انشاء اللہ تعالے وہی ہوگا - لیکن شاہ حسن علی سے جا کر کہو - مطابق ارشاد کے مخدوم شاہ حسن علی کے پاس حاضر ہوئے اور صورت واقعہ کو بیان کیا - یہ سُنکر مخدوم شاہ حسن علی نے ایک نعرہ کیا جس کا یہ اثر ہوا کہ حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہٗ تین روز تک بیخود پڑے رہے اور بڑے کامل اکمل ہوئے - آپ سیف زبان تھے جو زبان سے

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی -

شاہ فرحت اللہ

نکلا اسکا ظہور ہوا۔ بہت تصرفات آپ سے سرزد ہوئے۔ آپ کے بڑے بڑے خلفاء ہوئے لیکن سب سے ممتاز آپ کے صاحبزادے حضرت حکیم شاہ مظہر حسین قدس سرہٗ اور حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہٗ عظیم آبادی تھے۔ جنھوں نے رسالہ مرشدہ میں آپ کے ملفوظات فراہم کیے ہیں اور حضرت شاہ مظہر حسین کے خلیفہ آپ کے بھتیجے اور داماد حکیم مہدی حسن تھے اور مرید اور مجاز آپ کے جناب حکیم فرحت حسن ہیں کہ الی الآن موجود اور آپ کے پوتے ہیں۔ آپ کا مزار محلہ کریم چک میں شہر چھپرہ کے ہے۔ اور حضرت سید شاہ علی حسین داناپوری ہیں۔

سلطان احمد بن سید شاہ غلام حسین بھی آپ کے خلفاء سے ہیں۔

ابوظفر بہادر شاہ کے دور میں بلکہ اسوقت تک جو گذرے ان میں سے حضرت سید شاہ غلام حسین۔ داناپوری قدس سرہ نے کہ بڑے بیٹے جناب سید شاہ ولی اللہ داناپوری کے اور خلیفہ حضرت شاہ محمد منعم۔ قدس سرہ کے تھے ۱۲۵۴ھ ہجری میں اور آپ کے چھوٹے بھائی سید شاہ شمس الدین۔ داناپوری قدس سرہٗ نے ۱۲۵۵ھ ہجری میں۔ اور حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہٗ نے کہ اولیاء کبار سے تھے اور عالم باعمل اور بیٹے سید شاہ شمس الدین حسین قدس سرہ کے تھے ۱۲۵۵ھ ہجری میں اور حضرت خواجہ سید ابوالبرکات۔ قدس سرہٗ نے کہ خلیفہ حضرت اعظم مولانا رکن الدین عشق عظیم آبادی قدس سرہ کے تھے ۱۲۵۶ھ ہجری میں اور حضرت شاہ یحییٰ علی۔ قدس سرہٗ نے کہ خلیفہ اعظم حضرت مخدوم شاہ حسن علی۔ قدس سرہٗ کے تھے ۱۲۶۱ھ ہجری میں اور مولانا شاہ محمد اسحٰق۔ محدث دہلوی نے کہ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کے نواسے اور عالم محقق تھے ۱۲۶۲ھ ہجری میں اور مولوی سید شاہ وحید الدین احمد داناپوری قدس سرہٗ نے کہ بیٹے سید شاہ غلام حسین داناپوری قدس سرہٗ اور خلیفہ حضرت خواجہ سید ابوالبرکات قدس سرہٗ کے تھے ۱۲۷۱ھ

مین اور اسی سال حضرت شاہ تراب الحق ۔ قدس سرہٗ نے کہ اس کاتب کے مورث اور
حضرت سید شاہ غلام حسین ۔ داناپوری قدس سرہ کے خویش تھے ۔ اور مولانا فضل حق
خیرآبادی نے کہ بڑے عالم تھے ۱۲۷۸ ہجری مین اور مفتی محمد صدرالدین دہلوی
نے کہ بڑے عالم تھے ۱۲۸۵ھ مین اور اسی سال مولانا حافظ عبدالحلیم انصاری ۔
لکھنوی نے کہ والد مولانا مولوی عبدالحی لکھنوی کے تھے کہ اولاد امجاد سے
حضرت ابوایوب انصاری کے تھے اور دونون صاحبان بڑے عالم اور محقق گذرے
ہین ۔ اور حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم داناپوری قدس سرہٗ نے کہ
نواسے سید شاہ غلام حسین ۔ داناپوری کے اور بیٹے شاہ تراب الحق ۔ قدس سرہٗ
کے تھے اور خلیفہ اعظم حضرت سید شاہ قمرالدین حسین عظیم آبادی قدس سرہٗ اور
مرید اور مجاز حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہٗ کے تھے ۱۲۸۱ھ مین اور
آپ کے برادر اوسط حضرت سید محمد واجد قدس سرہٗ نے کہ اس کاتب کے
مورث تھے ۱۲۸۳ ہجری مین اور حضرت سید شاہ فخرالدین حسین الملقب
بمبارک حسین قدس سرہٗ نے کہ بیٹے اور خلیفہ اپنے والد حضرت شاہ قمرالدین حسین ۔
قدس سرہ کے تھے ۱۲۸۷ھ مین اور مفتی مولانا سعد اللہ مرادآبادی نے کہ
بڑے عالم متبحر تھے ۱۲۹۴ ہجری مین اور مولانا نواب قطب الدین محدث دہلوی نے
کہ شاگرد مولانا شاہ محمد اسحٰق کے اور مؤلف اردو ترجمہ مشکوٰۃ کے ہین ۱۲۸۹ھ مین
اور مولوی شاہ عبدالغنی دہلوی نے کہ سجادہ نشین مرزا مظہر جانجانان
قدس سرہ کے تھے ۱۲۹۶ ہجری مین اور مولانا احمد علی ۔ محدث سہارنپوری نے
اور مولانا محمد قاسم محدث نانوتوی نے ۱۲۹۷ھ مین اور اسی سال مولانا جمیل احمد
بلگرامی نے کہ عالم باعمل اور سرکاری مدرسہ سارن کے مدرس تھے اور اس
کاتب کے استاد تھے ۔ اور حضرت مولانا سید شاہ حاجی محمد سجاد قدس سرہٗ نے

کر فیض یافتہ حضرت شاہ قمرالدین حسین قدس سرہٗ کے اور مرید حضرت شاہ ابوالبرکات قدس سرہٗ کے اور چھوٹے بھائی اور خلیفہ حضرت سیدنا شاہ محمد قاسم داناپوری قدس سرہٗ کے تھے ۱۲۸۱ھ ہجری مین سادہ حضرت سید شاہ علی حسین ۔ اور حکیم کاظم حسین قدس اسرارہما نے کہ عارف اور پوتے سید شاہ غلام حسین ۔ داناپوری کے تھے ۱۲۹۵ھ ہجری مین اور حضرت شاہ ولایت علی قدس سرہٗ نے کہ خلیفہ حضرت شاہ یحییٰ علی قدس سرہٗ کے تھے ۱۳۰۱ھ ہجری مین اور حضرت مولوی محمد وزیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہ والد اس کاتب کے اور بیٹے شاہ محمد واجد بن شاہ تراب الحق داناپوری کے تھے ۱۳۰۲ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔

حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری قدس سرہٗ ۱۱۶۹ھ ہجری مین پیدا ہوئے آپ کم عمر ہی تھے کہ آپ کے والد حضرت شاہ ولی اللہ ۔ داناپوری ابن حضرت سید شاہ محمد لیسین داناپوری قدس سرہٗ نے انتقال فرمایا ۔ آپ بچپن ہی سے نیک طینت اور ولی مادر زاد تھے ۔ آپ اپنے پھوپھا حضرت شاہ بساون کورجوی قدس سرہٗ کی بیعت مین حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہٗ کے حضور مین حاضر ہوئے اور طریقت کے حصول مین کوشان ہو ئے ۔ اور بیعت کر کے بڑے مدارج کو پہونچے ۔ آپ کو حضرت سید شاہ محمد لیسین داناپوری آپ کے جد نے حالت طفلی مین دیکھا تھا ۔ اور خبر دی تھی کہ یہ لڑکا بادشاہ کی گود مین بیٹھے گا ۔ اور ولی ہوگا ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ کہ شاہ عالم بادشاہ آپ کے والد حضرت شاہ ولی اللہ داناپوری کی درویشی کی خبر سنکر داناپور مین حاضر ہوا اور چند مواضعات واسطے خرچ آپ کے خانقاہ کے وقف کیے ۔ اور دعا چاہی اور حضرت شاہ غلام حسین داناپوری کو کہ چار برس کے لڑکے تھے گود مین لیا ۔ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت سید شاہ

شمس الدین حسین داناپوری۔ اُسکے بعد پیدا ہوئے۔ اور آپ کی آغوش شفقت
مین بعد پدر بزرگوار کے تعلیم پائی۔
حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری خلفاے حضرت شاہ محمد منعم
عظیم آبادی قدس سرہٗ کے ہوئے۔ اور آپ کے چار صاحبزادے تھے چارون
یکتائے زمانہ تھے۔ ایک حضرت مولوی وحید الدین احمد کہ بڑے عالم خوشنویس صوفی
باصفا تھے۔ آپ ممتاز خلیفہ حضرت خواجہ سید ابوالبرکات۔ قدس سرہٗ
کے تھے۔ دوسرے بیٹے سید شاہ فرید الدین احمد قدس سرہٗ تھے کہ مرید اور مجاز
اپنے والد بزرگوار کے تھے تیسرے بیٹے حضرت سید شاہ سلطان احمد شہید
تھے کہ بڑے ولی کامل اور خلیفہ حضرت مخدوم شاہ حسن علی اور حکیم شاہ
فرحت اللہ قدس اسرارہما کے تھے۔ چوتھے بیٹے حکیم مراد علی قدس سرہٗ کہ۔
طبیب حاذق۔ عالم۔ خوشنویس۔ اور صوفی باصفا تھے۔ آپ مرید حضرت سید
شاہ ابوالبرکات۔ قدس سرہٗ اور خلیفہ اپنے ابن عم حضرت سید شاہ قمر الدین حسین۔
قدس سرہٗ کے تھے۔ آپ کے خلفاسے آپ کے دو پوتے حضرت حاجی سید شاہ
عطا حسین بن حضرت سید سلطان احمد شہید اور حضرت حکیم محمد کاظم حسین
بن حکیم مراد علی قدس سرہٗ بھی ہین اور حضرت حکیم محمد کاظم حسین قدس سرہٗ آپکے
سجادہ نشین بھی ہوے تھے اور حضرت حاجی سید شاہ عطا حسین دام برکاتہ اپنے
خال محترم حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہٗ کے بھی صحبت یافتہ اور
خلیفہ ہین۔ اور الی الآن اپنے فیض رحمت سے طالبان حق کو سیراب کرتے ہین۔
الغرض آپ کا انتقال چھیاسی برس کی عمر مین ۱۲۵۲ ہجری مین ہوا۔
حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہٗ کی سکونت چنار گڈھ کے
اطراف مین تھی۔ ابتدا مین آپ سپاہی وغیرہ تھے۔ آپ کے بزرگان سادات

حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہٗ

عظام اور اولیاء کرام سے تھے۔ آپ پٹنہ کے اطراف میں بسبیل نوکری کے تھے کہ حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ کی فیض رسانی کی خبر سنکر آپ کے آستانہ پر حاضر ہوئے۔ اور زمین پر دو زانو بیٹھ گئے۔ آپ کے ساتھ دو اور اشخاص بھی طلب حق میں آئے تھے اور زمین پر بلا فرش بیٹھنے میں انکو تکلف ہوا۔ حضرت عشق قدس سرہ نے ان کی حالت دیکھکر فرمایا کہ ان میں ہونہار صرف آپ ہی ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ کی حالت ایک عرصہ تک مجذوبوں کی ایسی رہی اور اکثر جنگل وغیرہ میں نکل جاتے۔ ایک مرتبہ حضرت مخدوم بڑے سیستانی کے مزار پر حاضر ہوئے جو بہار کے کاغذی محلہ میں ہے۔ اور اسکے بعد سلوک کی راہ میں آئے۔ آپ سے اکثر تصرفات سرزد ہوئے۔ چنانچہ داناپور کے ایک جلاہے کے لڑکے کی نقل جو مر گیا تھا اور آپ کے بچہ اپکارنے سے زندہ ہوا مشہور ہے۔ اور اس تاریخ سے آج تک وہ بچا کہلاتا ہے اور اس عاجز نے اسکو دیکھا ہے۔ آپ خلیفہ اعظم حضرت رکن الدین عشق کے تھے۔ اور ایک عالم کو اپنے فیض باطن سے سیراب کیا۔ آپ کے خلفا سے آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت خواجہ سید شاہ ابوالحسن قدس سرہ تھے اور حضرت سید شاہ مولانا قمرالدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ اور حضرت خواجہ احمد حسین قدس سرہ حضرت عشق قدس سرہ کے صاحبزادے بھی آپ کے خلفاء عظام سے تھے لیکن آپ کے سامنے انتقال فرمایا تھا۔ آپ کے اقوال و ملفوظات کو حضرت سید شاہ قمرالدین حسین قدس سرہ نے رسالہ فائض البرکات میں کہ سراسر پُر اسرار ہے فراہم کیا ہے۔

حضرت شاہ یحییٰ علی قدس سرہ اولاد امجاد سے حضرت احمد ابدال کے ہیں۔ آپ کو ابتدائی تعلیم اپنے خال محترم حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری

سے ہوئی۔ آپ بھی مثل اپنے ماموں کے نیک طینت اور ولی مادرزاد بچپن ہی سے
تھے۔ آپ کی پیدائش بڑے نوادے میں ہوئی اور وہین آپ کا مزار بھی ہے۔ آپ کو
بعد تکمیل علم ظاہر کے اکثر اہل باطن صاحب کمال کی صحبت کی تلاش رہتی۔ اور اسی
تلاش میں آپ حضرت مولانا مخدوم حسن رضا قدس سرہ رائے پوری کے حضور
مین حاضر ہوئے۔ اور عقیدت مند تھے کہ انھوں نے انتقال فرمایا۔ آپ کو نہایت
تاسف ہوا۔ تب آپ نے اپنے جد احمد ابدال کے نام فاتحہ پڑھا اور سو رہے کہ اس
بارہ مین خواب مین کسی قسم کی بشارت حاصل ہو چنانچہ آپ نے حضرت احمد ابدال
کو خواب مین دیکھا کہ اشارہ ایک بزرگ کی طرف فرماتے ہین۔ کہ ان سے بیعت اور صحبت
حاصل کرو۔ اور اُنکا چہرہ نہایت نورانی تھا۔ اسی تلاش مین آپ عظیم آباد پہونچے لیکن
پتا نہ لگتا تھا۔ تب آپ نے اس بشارت کو اپنے ماموں حضرت سید شاہ
غلام حسین۔ داناپوری قدس سرہ سے ذکر کیا کہ وہ آپ کے اُستاد بھی تھے انھوں نے
حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کا نشان دیا۔ اور جب آپ وہان حاضر ہوئے
تو بجنسہٖ وہی حلیہ پایا جو خواب مین دیکھا تھا۔ طریقت کی تحصیل آپ کی صحبت مین کی در
بیعت کی۔ کامل اکمل ہوئے۔ ابتدا مین جذب نہایت غالب تھا۔ لیکن جب
شیخ کے حضور مین شکایت کی اور انھوں نے فرمایا کہ آیندہ سے ایسا نہو گا۔ تو آپ کو
سلوک کی کیفیت پیدا ہوئی۔ آپ سے تصرفات سرزد ہوئے۔ لیکن اخفا نہایت
مرکوز تھا۔ آپ کے خلفاء عظام سے مولانا اشرف علی آپ کے صاحبزادے اور
شاہ جمال علی۔ سجادہ نشین خانقاہ مخدوم شعیب قدس سرہ اور حضرت شاہ
ولایت علی۔ قدس سرہ اسلام پوری اور حافظ مولوی امیر الحسن عظیم آبادی تھے
دوسرے اور حضرت شاہ جمال علی اور حضرت شاہ ولایت علی قدس اسرارہما کے خلیفہ
اعظم جناب مولوی سید شاہ امین الدین احمد بہاری فردوسی دام برکاتہ ہین جنھون نے ان

بزرگون کے حالات فارسی نظم مین عمدہ طور سے لکھے ہین۔ اور حضرت مخدوم شرف الدین احمد قدس سرہ کے سجادہ نشین ہین۔ اور علم ظاہر و باطن مین یگانہ عصر ہین۔

حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین عظیم آباد پٹنہ مین پیدا ہوئے آپ کے والد حضرت سید شاہ شمس الدین حسین۔ داناپوری قدس سرہ تھے۔ جو حضرت سید شاہ محمد یٰسین قدس سرہ داناپوری کے پوتے تھے اور آپ حضرت سید شاہ عبد المنان قادری دہلوی کے نواسے تھے۔ حضرت سید شاہ عبد المنان قدس سرہ حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ اور آبائی سلسلہ طریقت و خلافت بہت صحیح طور سے اُن تک پہونچا تھا۔ بلکہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا خرقہ و نعلین شریف کہ بہت صحیح طور سے داناپور مین موجود ہے آپ ہی کا تھا۔ چونکہ اولاد ذکور سے کوئی نہ رہا۔ اس لیے نواسہ کو پہونچا۔ چونکہ حضرت سید شاہ شمس الدین حسین قدس سرہٗ کی حیات ہی مین آپ کو پہونچا۔ اس لیے داناپور مین لایا گیا۔ ہر سال یازدہم مین اس کی زیارت ہوتی ہے۔ الغرض چونکہ آپ ہونہار تھے۔ اس لیے ابتدا ہی سے آپ کو علم کی طرف التفات تھا۔ آپ نے ابتدائی احوال تھوڑا سا رسالۂ جواہر الانوار مین اس طرح تحریر فرمایا ہے۔ کہ چودہ برس کی عمر مین حضور مین مولانا سید شعیب الحق مسافر رحمۃ اللہ علیہ کے درس مین مستعد تھا۔ اور اُن کا مذہب کہ باطن مین وحدت وجود تھا اور ظاہر مین شہود فقط تھا اپنے عقیدے کو بطور متکلمین کے ظاہر کرتے تھے۔ بلکہ روافض اُن کو خارجی کہتے تھے اور مین کہ حقیقت سے نہین واقف تھا آٹھ برس تک بسبب اُن کی صحبت کے ویسا ہی تقلیدی عقیدہ ظاہر کا رکھتا تھا۔ اور اگر اپنے اُستاد کا قصہ لکھون تو قصہ کو طول ہوتا ہے۔ اور دوسری باتین غرض کی رہ جاتی ہین۔

حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ

جبکہ میں حلقہ میں بزرگان عرفان کے در آیا بعد مدت کے فہم کو انکی باتوں کے سمجھنے کی قابلیت ہوئی۔ باانیہمہ دل سے یقین وحدت وجود کا نہیں ہوتا تھا۔ آخر الامر میں صاحب دعوی ہوا۔ اور کچھ عرصہ تک اسی حالت پر رہا۔ بعد چند سال کے شہودیوں کا عقیدہ دل پر غالب آیا۔ مدت دراز تک اسی حال سے رہا۔ اور پہلا مضمون کفر معلوم ہوتا تھا۔ پھر طفیل سے شیخ کے ان مہلکات سے نجات پائی اور عقیدہ وجود مع الشہود دل پر ثابت ہوا۔ آپ لکھتے ہیں کہ پہلے آپ حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہٗ کے حضور میں حاضر ہوئے اور ایک مہینے تک داخل حلقہ رہے۔ لیکن فائدہ ظاہر نہ ہوا۔ اور آپ کا انتقال ہو گیا تب دو برس بعد آپ کی وفات کے حضور میں اپنے بھائی اور استاد حضرت شاہ یحییٰ علی قدس سرہٗ کے کہ ان کے خلفاء سے تھے۔ پہونچے۔ اور چار روز تک توجہ لی اور تاثیر ظاہر ہوئی۔ اور دل لگنے لگا۔ تب ان کے ارشاد کے موافق حضور میں صاحب تصرف وکرامات حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہٗ کے کہ خلیفہ اعظم حضرت رکن الدین عشق۔ قدس سرہٗ کے سے تھے حاضر ہوئے۔ اور وہ نسبت آگاہی کی رکھتے تھے۔ تین مہینے تک آپ کی صحبت میں حاضر رہے پھر آپ سے جدائی کا اتفاق ہوا لیکن فکر کہ مثل جان کے طریقت میں ہے اس وقت تک پیدا نہ ہوئی تھی۔ اور اسی درمیان میں۔ حضرت مخدوم حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ بسبب اس محبت کے کہ آپ کے والد کے ساتھ تھی آپ کو ساتھ لے گئے اور اپنے طریقے کی تعلیم کہ نسبت استغراقیہ منعمہ رکھتے تھے فرمائی۔ چھ مہینے تک آپ کی صحبت میں رہے اور وہ نسبت حاصل اور ملک ہو گئی۔ بعد وفات آپ کے پھر حضور میں حضرت سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہٗ کے سابق رابطہ کے ذریعہ سے حاضر

ہوئے۔ کئی برس کی صحبت مین قلب بیخودی اور استغراق سے آگاہی کی طرف پھرا۔
اور یہ نسبت بھی ملک ہوگئی۔
الغرض آپ بڑے کامل اکمل ہوئے۔ اور علم ظاہر مین کوئی آپ کا مقابل اپنے
زمانہ مین نہ تھا۔ جب حضرت سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہٗ گوالیار کی
طرف جہان آپ کا بہت رشد ہوا۔ جانے لگے تو آپ کو اپنا جانشین اور خلیفہ
کیا۔ اور آپ کو خلافت حضور سے حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہٗ کے بھی تھی
آپ سے بہت تصرفات سرزد ہوئے ہیں۔ آپ کے تصرفات اور ملفوظات کو
حضرت مولانا محمد قاسم داناپوری قدس سرہٗ نے اپنے رسالہ انوار قمریہ مین اور حضرت
حاجی سید شاہ عطا حسین دام فیضانہ نے اپنے رسالہ اسرار قمریہ مین مفصل تحریر
فرمایا ہے۔ آپ کے تصرفات سے ایک یہ بات تھی کہ اس شعر پر آپ کو وجد تھا
سے تیغ در کفش بدیدم ٭ خون مین بجوش آمد۔ اور ہر بن موسے خون کا فوارہ جاری
ہوا کہ اکثرون کے لباس خون آلودہ ہوگئے۔ بعد افاقہ کے یہ حالت زائل ہوگئی۔
ایک مرتبہ آپ کو پاخانہ کی حاجت تھی اور بارش شدت سے تھی کہ آدمی
کا باہر جانا مشکل تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے لیئے بارش رُک
جاتی چنانچہ بارش رُکی رہی۔ جب آپ فارغ ہوکر آئے۔ بارش شدت
سے ہوئی۔ ایک مرتبہ آپ کو کشتی پر چھپرہ پورب کو جانا تھا۔ اور ہوا مخالف
تھی۔ آپ نے فرمایا چلو پروا نی اور پورب کی ہوا چلنے لگی۔ ازین قبیل اکثر
آپ کی کرامتین تھین۔ آپ اپنے ہمعصرون مین نہایت ممتاز اور ہر دل عزیز تھے
آپ کی صحبت کی تاثیر نہایت تیز تھی اور اکثرون کو ایک دو توجہ مین پایۂ
تکمیل کو پہونچایا۔ آپ کی تصنیف سے رسالہ جواہر الانوار ہے۔ جسکے
دیکھنے سے اور اس پر عامل ہونے سے بشرطیکہ شیخ کی صحبت اتنی بھی حاصل

کیے ہوکر اسکی نسبت ملک ہو گئی ہو مرتبہ ولایت کو لاریب پہونچ سکتا ہے۔
تصوف مین بہت کتابین لیکن سب کا نہج ایک ہی ہے۔ لیکن یہ کتاب اپنے فن مین کسی کی مقلد نہین۔ آپ اپنے مرشد حکیم فرحت اللہ قدس سرہ کے عرس مین ۹۔ شعبان کو چہرہ تشریف لے گئے تھے اور اس مصرع پر آپ کو وجد تھا ع تیرے در پہ جو بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیر و حرم سے چھٹے + اسی حالت مین آپ نے فرمایا کہ یہ آخری حاضری ہے۔ اور افاقہ کے بعد واپس آگئے۔ اور ۲۱۔ شعبان سنہ ۱۲۵۵ ہجری مین انتقال فرمایا۔ وقت وفات کے آپ نے حضرت امیر خسرو دہلوی کے اس شعر کے معنے بیان کیے ؎ سلطان خوبان میرود گردش ہجوم عاشقان + چابک سواران یک طرف مسکین گدایان یک طرف + یعنی سلطان خوبان سے مراد روح لی۔ اور چابک سواران اور مسکین گدا سے مراد حواس ظاہری و باطنی لیے۔ اور کیفیت مین انتقال کیا۔ آپ کا مزار حضرت منعم قدس سرہ کے روضہ کے حلقہ مین ہے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ فخر الدین المشہور بہ مبارک حسین قدس سرہ شاگرد اور خلیفہ اپنے والد کے تھے۔ اور برگزیدہ مثل اپنے آبائے کرام کے تھے۔ آپ خوشنویس بھی تھے اور شاعری کا بھی ذائقہ تھا کلام آپ کا نہایت پاکیزہ تھا۔ مثنوی مولوی روم کا نہایت ذوق تھا۔ پوری مثنوی شریف اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائی ہے۔ آپکا شعر ہے۔ ؎ سب کچھ تو تو ہی ہے مین کون ہون کہان ہون + خود درمیان مین ناحق اک وہم ہون گمان ہون + آپکو اپنے جد امجد حضرت سید شاہ شمس الدین قدس سرہ سے بیعت اور خلافت تھی۔ آپکا انتقال چالیس برس کی عمر مین داناپور مین ہوا اور وہین آپکا مزار مبارک ہے۔ آپ کا بھی رشد خوب ہوا۔ آپ کے خلیفہ شاہ تجمل حسین داناپوری تھے حضرت سید مولانا شاہ محمد قاسم بیٹے شاہ تراب الحق داناپوری۔

[illegible]

ابن سید شاہ طیب اللہ بہاری کے تھے اور نواسے سید شاہ غلام حسین داناپوری کے تھے۔ آپ نے اپنے نانا کی آغوش شفقت میں تعلیم پائی اور یگانۂ عصر ہوئے۔ ولادت باسعادت آپ کی ۱۲۵۱ ہجری روز پنجشنبہ کو مقام داناپور میں واقع ہوئی۔ آپ کو تعلیم باطنی اپنے خال بزرگ حضرت سید شاہ قمرالدین حسین قدس سرہ سے ہوئی۔ اور بیعت و خلافت آپ کو حضرت مولانا سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ سے طریقہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ میں تھی۔ اور حضرت سید شاہ قمرالدین حسین سے بھی اجازت و خلافت تھی۔ لہٰذا آپ بھی مجمع البحرین تھے۔ جمال مبارک آپ کا ایسا تاباں تھا کہ مفتی صدرالدین۔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کی ہو وہ جناب شاہ محمد قاسم داناپوری قدس سرہ کو دیکھے۔ فصیح البیان ایسے تھے کہ مفتی اسداللہ جونپوری اور مفتی۔ ریاض الدین صاحب کاکوروی فرماتے تھے کہ ہم نے ایسا سلسلۂ کلام مسلسل سنا ہی نہیں۔ آپ خود بہت کم سلسلۂ کلام آغاز فرماتے تھے جب کسی نے کسی امر میں استفسار فرمایا تو جواب دیتے تھے۔ آپ کے خاندان میں کسی نے انگریزی نوکری کو آپ سے پہلے نہیں کیا تھا۔ پٹنہ سے حکام اکبرآباد جب صدر کے واسطے منتخب ہوئے۔ تو آپ نے بشوق زیارت مزار فائض الانوار حضرت سیدنا امیر ابوالعلا اکبرآبادی رضی اللہ عنہ کے انگریزی نوکری کی خواہش کی چنانچہ پہلے ہی مرتبہ آپ صدر دیوانی کے مثل خوان مقرر ہوئے اور آگرہ آباد تشریف لائے۔ دو برس وہاں مقیم رہے اس کے بعد صدر اکبرآباد کو منتقل ہوا۔ اور سترہ برس آپ حضرت سیدنا رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضر رہے۔ اور جو ہونا تھا ہوئے۔ آپ کی تصانیف سے نجات قاسم کہ تذکرہ سیدنا امیر ابوالعلا قدس سرہ کا ہے اور اعجاز غوثیہ کہ

تذکرہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور انشاء فرمان علیم
کہ زبان فارسی سلیس مین مرقوم ہے۔ اور چراغ مکتب ہے۔ آپ کے حالات مین لوگ
بیان کرتے ہین کہ مظفر علی شاہ اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز
بتقریب ادائے نذر حضرت سیدنا ابوالعلا اکبرآبادی رضی اللہ عنہ کا فاتحہ کیا۔
اور حسب عادت معمولہ عشا کے وقت پالکی پر سوار ہوکر درگاہ شریف پر
حاضر ہوئے۔ بعد فاتحہ پائین مزار مبارک مین مراقب ہوگئے چند ساعت کے بعد
حضرت کے جمال پاک سے مشرف ہوئے۔ مگر حضرت سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ عنہ
کی صورت پر متبسم ہوکر فرمایا اور ہاتھ بڑھایا کہ میرا حصہ دو۔ بس فوراً مراقبہ سے
افاقہ ہوگیا۔ اور نہایت کیفیت مین مکان پر آئے۔ صبح کو بے ساان اور گمان
حضرت سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آئے اور اُسی طرح متبسم ہوکر
اور ہاتھ بڑھا کر فرمایا کہ میرا حصہ دو۔
جناب میر طفیل علی صاحب آلہ آبادی ابوالعلائی دام مجدہ فرماتے تھے کہ
ایک روز چند مشائخ لکھنؤ کے وارد الہ آباد ہوئے۔ اُن حضرات کی دعوت
شاہ حجت اللہ صاحب کے دائرے مین تھی۔ اور مین بھی اُس دعوت مین
مدعو تھا۔ جب سماع شروع ہوا۔ تو اکثر بزرگون کو وجد ہوا۔ جب مجلس قریب اختتام
کے پہونچی۔ تو مجھے کیفیت آئی۔ مین نے براے العین حضرت رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو صدر مجلس مین متجلس پایا۔ اُس وقت مین نہایت بیتاب ہوکر آپ کے
قدم مبارک پر جاکر گرا اور بیہوش ہوگیا۔ جب افاقہ ہوا تو مجلس کا اور ہی
رنگ پایا۔ یعنی سب اہل مجلس مکیف تھے اور میرے گرد حلقہ کیے تھے۔
مین نے اِس واقعہ کی خبر آپ کے پاس کہ نینی تال مین جلوہ افروز تھے
کی۔ آپ نے اُسکے جواب مین سرفراز نامہ مجھے نگارش فرمایا

اِس مؤلف نے بھی اُس خط کو دست خاص کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔ نقل مکتوب سرور سینۂ دعاگویان راحت دلہاے مشتاقان سلمہ اللہ تعالے بعد سلام مسنون دعوات مشحون واضح باد کہ مکتوب رسید احوال معلوم گردید این جملہ فیضان حضرت محبوب جل وعلا سیدنا امیر ابوالعلا قدس اللہ سرہ ہست کہ از پس پردہ صورت بے معنی من جلوہ مے فرماید شکر این نعمت بجا آرند و ذکر اثبات نفی را با پاس انفاس مداومت دارند ترکیب آن خود مکشوف شدہ باشد اما احتیاطاً نوشتہ مے شود کہ وقتیکہ نفس اندر شکم رود از تصور لاالٰہ گویند و چون نفس بیرون آید از تصور الا اللہ گویند البتہ ازین شغل خوب دوام آگاہی حاصل مے شود آیندہ این فقیر را ہر آن و ہر زمان نزد خود دانند و بکار خود مشغول باشند انشاء اللہ ترقی ہاست زیادہ ایقان و عرفان روزے باد بالنون والصاد۔ راقم محمد قاسم از کوہ نینی تال ۲۵-۶- رجب حضرت جدی قدوۃ السالکین حاجی سید شاہ عطا حسین منعمی القمری داناپوری دام فیوضاتہ کہ خلیفہ اپنے جد محترم حضرت سید شاہ غلام حسین - داناپوری قدس سرہ اور اپنے عم مکرم حضرت سید شاہ قمرالدین حسین قدس سرہ کے الی الآن اور فیض بخش طالبان ہین اور صاحب تصانیف کثیرہ ہین اور مقام گیا مین مسند آرا ہین اپنے رسالۂ معمولات اشرف مین کہ بنام اپنے ایک خلیفہ مولوی اشرف علی سورتی کے تحریر فرمایا ہے یون لکھتے ہین کہ ایک روز شہر اکبر آباد مین جناب مولوی غلام امام شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر مجلس سماع تھی اور قوال نے یہ غزل شروع کی ؎ ہر دم آزردگی غیر سبب راچہ علاج ÷ ماگذشتیم زلطف تو غضب راچہ علاج ÷ جب اس شعر پر قوال پہونچا ؎ میتوان داشت نہان عشق زہر دم لیکن ÷ زردی رنگ رخ و خشکی لب راچہ علاج ÷ مجھے کیفیت آگئی

اور میری حالت اس شعر کے مثل ہو گئی۔ حاضرین مجلس مجھے دیکھکر منتشر الحواس ہوئے نبضیں ساقط ہو گئیں۔ انتظام انفاس میں فرق آگیا جناب مولوی غلام امام شہید نے فوراً حضرت کو یعنے شاہ محمد قاسم قدس سرہ کو اطلاع دی آپ فوراً پالکی پر سوار ہو کر تشریف لائے اور مجھے معانقہ صلبیہ سے مشرف فرمایا ایک گھنٹے کے بعد مجھے افاقہ ہوا۔

جناب مفتی صدرالدین صاحب ارشاد فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت سلطان جی کے عرس میں جناب حضرت سید شاہ محمد قاسم قدس سرہٗ کو کیفیت آئی اور ابوظفر شاہ بھی اُس مجلس میں موجود تھے۔ بائین مجلس میں کچھ ایسے لوگ جو اس مذاق سے بیگانہ تھے کھڑے ہوئے بنظر انکار آپ کی کیفیت کو دیکھکر تعجب کر رہے تھے۔ آپ نے اُن کی طرف دیکھکر ایک نعرہ فرمایا۔ اور یہ مصرع پڑھا ع اور بعد من دمن درا و چون بوے گلاب اندر۔ وہ کوئی آٹھ دس آدمی تھے سب بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اور پھر تو مجلس کا یہ رنگ ہوا کہ شاید ہی کوئی شخص گریہ و بکا سے خالی ہو۔ بہادر شاہ کو آپ کی ملاقات کا شوق ہوا مجھے آپ کی جناب میں دعوت کا پیام لیکر بھیجا مگر باانہمہ گویائی مُہر بر لب ہو گیا۔ اور کوئی تاویل آپ کی تاویلات سے عمدہ نہ معلوم ہوئی۔ اُس وقت آپ کی بیربائی اور علو مقامات کی حقیقت معلوم ہوئی۔ ایک روز آپ طامسین صاحب حاکم اول صدر دیوانی اکبرآباد کے اجلاس میں ایک مقدمہ کی مثل جس میں یہ لکھا تھا کہ ایک کہار نے ضلع باندا کے ایک کایستھ کے چھ برس کے لڑکے کا زیور اُتار کر ایک کنوئیں میں ڈالدیا تھا۔ اور چھ مہینے کے بعد وہ لڑکا اُس کنوئیں سے زندہ نکلا۔ اور اُس لڑکے کے بیان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ دائی جس نے اُسے پالا تھا شب و روز اُس تیرہ و تار چاہ بے آب میں اُسکے ساتھ تھی اور روز

کھیر پکا کر کھلاتی تھی اور حالانکہ وہ اُسکے باپ کے گھر میں ہمیشہ موجود رہی کبھی غائب نہ ہوئی۔ پڑھ رہے تھے۔ ایکبار آپ نے چند نعرے پے درپے کئے۔ اور شل طا مسین صاحب کی گود مین جا پڑی اور کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُسی حالت مین مکان پر تشریف لائے۔ دو روز تک آپ کو کیفیت رہی اور کچہری نہین گئے۔ اور اُدھر طا مسین صاحب کو بخار آگیا۔ تیسرے روز طا مسین صاحب نے مولوی غلام امام شہید کو بلا کر پوچھا کہ اُس روز مولوی محمد قاسم کو کون بیماری ہوئی تھی۔ اُنھون نے اُن کی اصطلاح کے موافق اُنکو سمجھا دیا۔

الغرض جب آپ اپنے وطن مالوف کو بعد پنشن لینے سرکاری عہدے کے واپس آئے۔ بسبب ناموافقت آب وہوا کے اکثر بدمزہ رہتے۔ بصارت ظاہری بالکل زائل ہو گئی تھی۔ تاہم آپ فرماتے تھے کہ وہ اوراد کہ جنکی مزاولت کی آرزو تھی خود بخود یاد ہو گئے۔ اور وقت علالت کے آپ کوٹھری مین تھے اُسپر بھی نور باطن کے زور سے جو شخص آنگن مین آتا اُسکا نام پکار کر کہتے کہ فلان آیا ہے۔ اور زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ بسبب ضعف کے دو آدمی کی اعانت سے پائخانہ کی چوکی تک جاتے تھے اور وقت آمد جذب کے بے اعانت اُٹھ کھڑے ہوتے اور کھڑے ہو کر آدھ گھنٹہ تک وجد کرتے۔ اور اس عاجز نے اِن واقعات کو عالم شعور مین خود دیکھا ہے۔ آپ نے روز پنجشنبہ سترھوین شوال کو ۱۲۸۱ ہجری مین انتقال فرمایا۔ چنانچہ شاہ محمد یحییٰ عظیم آبادی نے کہ بیٹے اور خلیفہ اپنے والد حضرت شاہ وجہ اللہ قدس سرہ کے تھے جو خلیفہ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہٗ کے تھے تاریخ وفات یون فرمائی تھی۔

قاسم کہ بود سید و سالار اہل فقر	رخت حیات خویش ز فانی سرا ببست
تاریخ زد و سال و مہ انتقال او	یوم الخمیس از مہ شوال ہفدہ است ۱۲۸۱

آپ کی وصیت کے موافق آپ کا مزار منور منیر شریف مین حلقہ مین حضرت مخدوم یحیٰی منیری قدس سرہٗ کے پائین مین ہے۔ آثار فیض مزار منور سے ہنوز جاری ہین۔ آپ کے خلفائے عظام سے جناب حضرت سید شاہ منیر الدین حسین رح بن حضرت سید شاہ مبارک حسین بن حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہٗ تھے حضرت سید شاہ محمد سجاد رضوان اللہ علیہم چھوٹے بیٹے حضرت شاہ تراب علی داناپوری بن حضرت شاہ طیب اللہ بہاری بن مولانا شاہ امین اللہ نوآبادی کے تھے۔ آپ کی پیدائش دوشنبہ کے روز صبح صادق کے وقت ۲۱۔ رجب ۱۲۳۱ھ ہجری کو مقام داناپور مین واقع ہوئی۔ تاریخ ولادت مظہر العجائب ہے۔ ابتداء سے آپ کو تصوف کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ اور زمانہ طفولیت مین بھی لہو و لعب کی طرف توجہ نہ رہتی تھی۔ تحصیل علوم ظاہری اور فن خوشنویسی کی اپنے خال خرد حضرت سید شاہ حکیم مراد علی۔ قدس اللہ سرہ العزیز سے کی۔ آپ جمیل الصورت اور وجیہ تھے آپ نے اپنے بڑے بھائی حضرت سیدنا شاہ محمد قاسم قدس سرہ کی آغوش شفقت مین پرورش پائی اور تعلیم طریقت آپ کو اپنے خال اقدس حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین حسین قدس اللہ سرہ سے تھی اور بیعت طریقۂ عالیہ ابوالعلائیہ نقشبندیہ مین۔ حضرت مولانا سید شاہ محمد ابوالبرکات قدس اللہ سرہٗ سے پائی۔ آپ کی عمر شریف کا بہت بڑا حصہ حضرت سیدنا شاہ محمد قاسم۔ قدس سرہ کے ساتھ اکبر آباد مین بسر ہوا اور انھین سے آپ کو خلافت بھی تھی اکبر آباد مین رہنے سے آپ اکثر حضرت سیدنا امیر ابوالعلا رضی اللہ عنہ

کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے اور فیوضات و لمعات سے بہرہ اندوز ہوتے رہتے آپ نے اپنی عمر مین پانچ حج کیے۔ پہلا حج آپ کا ۱۲۵۵ھ ہجری مین واقع ہوا۔ اور دو حج کر کے واپس آئے۔ اس مرتبہ آپ نے جب عالم مراقبہ مین مشغول تھے دیکھا کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنا دستِ شفقت سر مبارک پر پھیرا اور کہا کہ حج مبرور تمکو مبارک ہو۔ اور اُسکا اثر بھی ظاہر ہوا کہ روز بروز آپ کے تقویٰ اور ریاضت مین ترقی ہوتی گئی۔ آپ ہند مین واپس آتے ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کے روضۂ پاک پر اجمیر مین حاضر ہوئے۔ دوسرا سفر حج آپ کا ۱۲۸۹ھ ہجری مین تھا اور سنہ ۱۲۹۰ھ ہجری مین واپس آئے۔ تیسرا سفر حج آپ کا ۱۲۹۴ھ ہجری مین تھا۔ اس مرتبہ آپ کے ساتھ جناب خواجہ وحید جان صاحب مدظلہ بھی تھے کہ مولانا برہان الدین خدانما کی آل امجاد سے ہین۔

اور آخری سفر حج آپ کا ۱۲۹۶ھ ہجری مین ہوا۔ اس سفر مین آپ کی ہمرکابی مین جناب حضرت سید شاہ عزیز الدین حسین مدظلہ بھی تھے کہ صاحبزادے جناب حضرت سید شاہ فخر الدین حسین المشہور بہ شاہ مبارک حسین بن حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس اللہ سرہٗ کے اور آپ کے خلفائے عظام سے ہین اور فیض بخش مسند ارشاد ہین۔ اس سفر سے آپ کو بہت ضعف رہتا تھا۔ اکثر طبیعت بدمزہ رہتی تھی تاہم آپ اکثر بزرگون کے فاتحہ اور عرس مین شریک ہوتے کیفیت جذبیہ اکثر طاری ہوتی اور آپ کی آنکھون سے آثار فیض اور انوار مترشح ہوتے جو آپ کی کیفیت کو دیکھتا بے اختیار اُسکا دل کھنچ جاتا اور آپ کا معتقد ہو جاتا۔ اس زمانہ آخر مین ایسا فیاض شخص بہت کم ہوا۔ آپ کو تصرفات سے احتراز تھا اور دل مین نہایت درجہ کا اخفا اور بے ریائی تھی اہل دل کو آپ کے مقامات

رفیع کا حال مجلس سماع مین ظاہر ہوتا۔ جو آپ کی محفل فیض منزل مین بیٹھتا اُسکا دل نور
باطن سے روشن ہوجاتا۔ جب آپ حالت مین کوئی مضمون بیان فرماتے سننے والے
کو کثرت بکا ہوتی۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا کہ دل مین خطرہ آتے ہی اُس پر مشرف ہوکر
آپ نے بیان فرمادیا۔ آخر مین آپ نے ترک جلالی وجمالی فرمایا۔ اور غذا مین نہایت
تقلیل کی۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ بیماری طویل ہوکر مرنا پسند نہین آتا۔ دو ایک
روز کی بیماری مین اللہ اُٹھالے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ یعنی آپ اپنے جد حضرت
مخدوم اخوند شیخ کے عرس مین نوآبادہ تشریف لے گئے اور یہ عاجز اور
جناب حضرت سید شاہ رضی الدین حسین بن حضرت سید شاہ مبارک حسین۔
بن حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی کہ آپ کے خلفاء سے ہین اور مولوی
شاہ نظیر حسن صاحب داناپوری کہ آپ کے بھانجے اور مرید تھے ہمرکابی مین ساتھ
تھے ایک روز قبل اسکے بیس روپیہ کا ایک نوٹ آپ نے حضرت سید شاہ
رضی الدین حسین کو عنایت فرمایا اور کچھ کلمات مایوسی کے ساتھ کہے کہ ہمارا۔
مزار خام ہو اور چہلم وغیرہ مین تکلف نہ کیا جائے۔ اور خرچ تجہیز وتکفین اسی روپیہ
سے ہو جب نوآبادہ پہونچے اور آپ مجلس عرس مین شریک بھی ہوئے۔ اُسوقت
تک کچھ آثار علالت کے ظاہر نہوئے۔ دفعۃً آپ مجلس سے اُٹھکر اپنے خلوت خانہ
مین خلاف معمول تشریف فرما ہوئے۔ سب لوگ دیکھنے گئے۔ اور مستفسر حال
ہوئے۔ فرمایا کہ لرزہ کے ساتھ بخار آیا ہے۔ آپ کے اعزا تیمارداری مین مصروف
ہوئے اور آپ کی مرضی ہوئی کہ بہت جلد مکان کو لے چلو۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی
سب اعزا آپ کے ساتھ داناپور واپس آئے۔ اور یہ عاجز بھی ساتھ تھا اور
دیکھتا تھا کہ جناب سید شاہ رضی الدین حسین صاحب مدظلہ نہایت ہراسان
تھے اور مجھ سے اثنائے راہ مین فرمایا کہ حضرت نے چند کلمات اس قسم کے

کل فرمائے جس سے مایوسی ہوتی ہے۔ عاجز نے تشفی دی لیکن دانا پور پہونچکر تیسرے روز جب آپ کا انتقال ۱۴۔ ذیقعدہ کو ۱۲۹۰ھ ہجری مین ہوا۔ تو مفصل حال حضرت سید شاہ رضی الدین حسین مدظلہ سے معلوم ہوا۔ وقت انتقال کے بھی یہ عاجز حاضر تھا۔ تمام مکان آپ کے فیض نسبت سے معمور تھا اور بارہا آپ کو لوگون نے برا آئین اُسی مقام مین بعد مین دیکھا ہے۔ آپ کا مزار مبارک دانا پور مین ہے اور فیض ہنوز جاری ہے کئی آسیب زدون نے چلہ کش ہو کر صحت پائی۔ آپ کو شاعری کا بھی ذائقہ تھا۔ کلام آپ کا نہایت شیرین اور خوش کلام چنانچہ یہ اشعار آپ ہی کے زبان زد عام و خاص ہین

جفا و فا ہین یہ دونون پیار کی باتین	وہی یہ جانے جو جانے ہے یار کی باتین
اُس گل کے سوا گلشن دنیا مین نہین کچھ	دیکھون گے دکھلائی بھی دیتا ہے کہین کچھ

آپ کے خلفا مین سے ایک آپ کے صاحبزادے جناب حضرت سید شاہ محمد اکبر مدظلہ العالی ہین جنکو بیعت اور خلافت اپنے عم بزرگ حضرت شاہ محمد قاسم قدس سرہٗ سے بھی ہے اور آپ کے بعد اُنکے جانشین ہوئے لیاقت ظاہری و باطنی مین یگانہ ہین اور فن شعر مین لاثانی ہین۔ اور مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہین۔

حضرت سید شاہ محمد واجد۔ قدس سرہٗ فرزند اوسط حضرت شاہ تراب الحق قدس اللہ سرہٗ کے تھے آپ کا احوال عمی و استادی حضرت سید شاہ محمد اکبر مدظلہ العالی نے اپنے رسالہ نذر محبوب مین یون ارقام فرمایا ہے کہ آپ نے اپنے مامون حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہٗ سے اکتساب طریقت فرمایا۔ اور بیعت حضرت حکیم شاہ مظہر حسین کریم چکی قدس سرہ سے حاصل کی۔ اور اجازت و خلافت اپنے بڑے مامون حضرت مولانا سید شاہ وحید الدین احمد قدس سرہٗ سے حاصل کی کیفیت آپ کی ایسی پر مذاق اور با اثر تھی کہ دیدہ نہ شنیدہ جس نے ایک مرتبہ آپ کی کیفیت دیکھی عمر بھر متمنی رہا۔ اور ادراک و فہم خداداد تھا۔ اشعار

عبارت تصوف کے معنی اس لغت سے بیان فرماتے تھے کہ اطراف وجوانب اعتراضات معترضین منکرین سے بچے ہوے ہوتے۔ گفتگو مین وہ تاثیر کہ بے اختیار دل اُس طرف کھنچ جاوے۔ چونکہ کلکتہ مین آپ کا قیام بہت رہا اکثر لوگ اُس طرف کے آپ سے فیضیاب ہوئے۔ آپ کے خلفاے ایک شخص میر محمد وزیر ساکن کلکتہ تھے۔ آپ نے ۱۸ جمادی الثانی ۱۲۵۵ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار داناپور مین ہے اور اُس سے آثار فیض جاری ہین۔ آپ کو ذائقہ شاعری کا نہایت عمدہ تھا۔ کلام آپ کا نہایت پاکیزہ اور شیرین تھا۔ آپ کے کلام کو اہل لکھنؤ نے بھی پسند کیا۔ آپ کے اشعار سے یہ ہین۔

سنح دیکھ ترا ماہ شب چار دہم کا		دل چاک ہوا چاند شب بست ونہم کا
لخت دل پر داغ الگ بے آرے اڑ کے		شاید کہ بجھا اُسے یہ سور کی دم کا
باغ مین گر لالۂ صد برگ پھولا کیا عجب		کوہکن کا خون کیا کیا رنگ ابھی دکھلائیگا

حضرت مولوی شاہ محمد وزیر رحمۃ اللہ علیہ بیٹے حضرت شاہ محمد واجد قدس سرہ کے تھے۔ آپ کی تعلیم علم ظاہری حضرت مولانا وحید الدین احمد قدس سرہ اور حکیم کاظم حسین قدس سرہ سے تھی۔ اور تعلیم باطنی جناب حضرت سید شاہ فخر الدین حسین بن مبارک حسین بن حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی سے تھی۔ اور بیعت وخلافت آپ کو اپنے عم بزرگ حضرت سیدنا شاہ محمد قاسم قدس سرہ سے تھی۔ آپ نہایت حلیم اور سلیم الطبع تھے۔ اپنی اوقات عزیز بے فائدہ کنائع نہ فرماتے۔ طبیعت مین نہایت درجہ کی جفاکشی تھی۔ اور اکثر وقت اپنا بزرگون کے تذکرہ کو نظم کرنے مین صرف فرماتے۔ چنانچہ گلشن میلاد کو مولود سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات مین نظم فرمایا تھا۔ خود چھپوایا اور اُسکے بعد آپ کے معجزات کو نظم فرمایا اور ایک

حضرت مولوی شاہ محمد وزیر

ہوتی کتاب تمام ہو گئی- اور امام حسین علیہما السلام کے حالات کو نظم کیا اور اُس کا نام شہادتین کبریٰ رکھا- اور ابو مسلم مروزی خراسانی کے حالات بطور داستان کے فارسی سے ترجمہ کر کے اُردو مین لکھے- اور عبارت مسجع اور مقفیٰ مین تحریر فرمائے- یہ داستان چار جلدون مین لکھی گئی- لیکن ہنوز ان سب کی طبع کی نوبت نہ آئی تھی کہ انتقال کیا- آپ کی کیفیت سے لوگ اکثر متاثر ہوتے تھے- چنانچہ حضرت عمی شاہ الفت حسین بہاری فرماتے تھے کہ ایک روز آپ مسجد مین بہار کی مراقب تھے اور حالت ذوق و شوق مین نعرہ فرمایا- ایک عزیزون سے کہ منکر فقرا کی حالت سے تھا سنکر بیہوش گرا- اور بعد کچھ عرصہ کے اُس پر حالت وجد غالب آئی- اور آپ کے معتقدین سے ہوا- بعد وفات آپ کے آپ کے چھوٹے بیٹے کے عقد نکاح مین اکثرون کو آپس مین اختلاف ہوا- متواتر چند اشخاص نے فریقین کے آپ کو خواب مین دیکھا- اور امر مختلف فیہ کا تصفیہ فرمایا- آپ کی عمر ۵۵ برس کی ہوئی مزار آپ کا داناپور مین ہے- آپ اس کاتب کے والد ماجد ہین-

سلطنت ہائے موجودہ اہل اسلام

ہمارے اس زمانہ مین اسلام کی آزاد سلطنتین دنیا مین آٹھ معلوم ہوتی ہین- سلطنت عثمانیہ رومی ترکی- سلطنت ایران یا پارس- سلطنت مراکو مغربی- سلطنت ہوسا حبشی سوڈانی- سلطنت افغانستان- سلطنت بلوچستان- سلطنت امام مسقط زنگباری خارجی اور سلطنت نجد یعنی وسط عرب وہابی علاوہ انکے چھوٹی حکومتین مثل ریاست کے ہین-

پہلی سلطنت عثمانیہ رومی ترکی- سب اسلام کی سلطنتون مین ممتاز اور باشوکت ہے- اسکا دار السلطنت قسطنطنیہ ہے- جو قدیم زمانے مین رومی و

یونانیوں کا دار الحکومت تھا۔ اس سلطنت مین بعض حصے اقلیم یورپ اور ایشیا اور افریقہ کے داخل ہین جیسے رومانیہ۔ بلغاریہ وغیرہ یورپ مین اور ایشیا کوچک۔ ارمینیہ۔ حجاز عرب۔ یمن۔ الحصبہ عرب۔ عراق۔ عرب و عجم۔ اقلیم ایشیا مین اور ملک مصر۔ بارقہ اور ملک طرابلس مغرب اور ملک نینویہ اقلیم افریقہ مین ہین ملک مصر جسکے تحت مین مینویہ بھی ہے۔ بڑا ایک سلطنت عظیم ہے جسکا خراج قریب القریب ہندوستان کے ہے۔ اور خدیو مصر توفیق پاشا کے زیر حکومت اور از روے معاہدہ کے وہ سلطان کا باجگذار ہے۔ بالفعل بوجہ تعمیر نہر سویز نہر نیل کے اہل فرانس اور اہل انگریز سے بھی معاہدہ ہے۔ جسکے باعث کسی قدر انکی فوج بھی وہان رہتی ہے۔ سلطنت عثمانیہ کا حال اوپر لکھا گیا۔ یہان کا بادشاہ سلطان عبد الحمید خان ہے۔ ان کا مذہب سُنی ہے۔

دوسری بڑی سلطنت اسلام کی ایران یعنے فارس ہے جسکا دار السلطنت طہران ہے۔ یہ بھی اقلیم ایشیا مین داخل ہے اور اسکے بہت حصے ہین اس کا حال اوپر لکھا گیا۔ ان کا بادشاہ شاہ ناصر الدین خان قاچار ہے انکا مذہب شیعہ ہے۔

تیسری سلطنت مراکو ہے جسکا دار السلطنت مراکش ہے۔ یہ سلطنت عربون کی ہے۔ اور سلطنت شریفیہ کہلاتی ہے۔ یہ سلطنت انتہاے مغرب مین اقلیم افریقہ کے ہی جسکے پچھم بحر زخار اطلانتک ہے۔ اور اُسکے محاذی مین اندلس اور ملک اسپانیہ اور جزیرۂ انگلستان برطانیہ ہے۔ یہان کی حکومت اہل اسلام مین بنی امیہ کی خلافت مین آئی بعد خلفاے عباسیہ عالم ہوئے۔ پھر سادات حسنیہ جنکو ادریسیہ کہتے ہین فرمان روا ہوئے۔ پھر مرابطین آئے۔ پھر موحدیہ فاطمین

کا دَور ہوا۔ پھر عبدالمومن کے خاندان میں بادشاہت آئی۔ جو مہدویہ کا سپہ سالار تھا۔ اب ۱۲۰۶ھ ہجری سے سادات حسینیہ کہ ایک جانب سے عباسیہ ہیں حکمران ہیں۔ یہاں کے بادشاہ کا نام سید عبداللہ شاہ ہے اس ملک کے آدمی نہایت قوی اور سرخ و سپید ہوتے ہیں۔ اور قدیم اسلام کے خلافت کی یہی سلطنت نشانی ہے۔ اسلیے اہل یورپ یہاں کے بادشاہ کو شہنشاہ کہتے ہیں اس ملک کی وسعت ملک پارس کے برابر ہے۔ ان کا مذہب سُنی ہے۔

چوتھی۔ سلطنت ہوساکی ہے۔ کہ وسط افریقہ میں واقع ہے اُسکا دارالسلطنت قلاماط کانو ہے۔ یہاں کے لوگ حبشی ہوتے ہیں اور ملک سودان اسی کے تحت میں سمجھا جاتا ہے۔ جہاں سے مہدی سوڈانی کے لوگوں نے خروج کیا اور بعد خلافت بنی امیہ دمشق کے یہ ملک برابر آزاد رہا۔ ان سلطنتوں کا مفصل احوال اس طرف تک نہیں پہونچا۔ ان ملکوں کی وسعت بہت بڑی ہے۔ یہاں کا بادشاہ عبدالکریم شاہ شاہ ہے۔ کہ خاندان عباسیہ سے ہے۔ اور ان کا مذہب سُنی ہے۔

پانچویں سلطنت اسلام کی افغانستان ہے۔ یہ ملک۔ ایران سے چھوٹا ہے یہ ملک سابق میں ہندوستان کا اک جزو سمجھا جاتا تھا۔ لیکن۔ احمد شاہ ابدالی نے کچھ حصہ خراسان کا اور ہرات فتح کرکے ایک خاص سلطنت قائم کی۔ اُسکے بعد اُسکا بیٹا تیمور شاہ پھر پوتا شاہ شجاع تخت نشین ہوا۔ پھر دوست محمد اُسکے وزیر کو حکومت میسر ہوئی۔ پھر اُس کا بیٹا شیر علی تخت پر بیٹھا اب شیر علی کا بھتیجا عبدالرحمن خان والی افغانستان ہے ان کا مذہب سُنی ہے۔

چھٹی سلطنت بلوچستان ہے کہ افغانستان سے جنوب میں ہے۔ اور اُس سے

کسی قدر چھوٹی ہے۔ اسکا دارالسلطنت **قلات** ہے۔ ان دونوں ملکوں میں افغانستان بستے ہیں۔ ان کا مذہب بھی سنی ہے۔

ساتوین **سلطنت** امام مسقط کی عمان مین کہ جزو عربستان ہے اور ملک **رنگبار** مین ہے کہ اقلیم افریقہ مین لب ساحل شرقی کی طرف واقع ہے۔ یہان کا بادشاہ **شاہ بارگش** کہلاتا ہے۔ یہان کا مذہب خارجی ہے۔

آٹھوین **سلطنت** نجد کی ہے کہ وسط عربستان مین واقع ہے۔ انکا دارالسلطنت **ریاض** ہے۔ یہان کا مذہب وہابی یعنی غیر مقلد ہے۔

ان سلطنتون کے علاوہ چھوٹی حکومتین ہین۔ کہ کفار کی باج گذار ہین۔ جیسے **خان خیوا۔ خان بخارا۔ اور خان توقند** کہ روس کے تحت مین ایشیا مین ہین اور **تاتار چین** تحت مین چین کے ایشیا مین اور **تاتار روس** تحت مین روس کے ایشیا مین۔ اور ریاست۔ **حیدرآباد دکن**۔ اور۔ رام پور اور ٹونک تحت مین انگریزان ہند کے اور **طونس اور الجیریں** تحت مین **فرانس** کے افریقہ مین اور زنجبار تحت مین انگریزون کے۔ افریقہ مین۔

ریاست حیدرآباد دکن و اودھ

واضح رہے کہ یہ دونون ریاستین **محمد شاہ تیموری** سلطان دہلوی کے عہد سلطنت مین قائم ہوئین **نواب برہان الملک سید سعادت علیخان** اودھ کے صوبہ دار سنہ ۱۱۴۵ ہجری مین مقرر ہوئے۔ پھر انکے بعد ان کے بھانجے اور داماد **منصور علی خان** ہوئے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین یہ **احمد شاہ** کے وزیر ہوئے۔ پھر سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین بادشاہ اور وزیر مین نزاع ہوئی سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین **منصور علی خان** مر گئے۔ انکی جگہ **شجاع الدولہ** بیٹھے سنہ ۱۱۷۷ ہجری مین مقام بکسر مین انگریزون سے لڑے پھر سنہ ۱۱۸۸ ہجری انمین صلح ہو گئی سنہ ۱۱۸۸ ہجری مین حافظ رحمت خان سے

لڑے اور اُن کو قتل کیا۔ ملک کٹھیر کو صوبہ اودھ مین داخل کیا۔ سنہ ۱۱۸۹ ہجری مین مر گئے۔ اُنکی جگہ آصف الدولہ ہوئے۔ سنہ [illegible] ہجری مین رامپور سے لڑے سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین مر گئے۔ پھر چار مہینے کے لیے وزیر علی خان ہوئے۔ پھر سعادت علیخان بنارس سے آئے۔ سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین آدھا ملک انگریزون کو دے دیا۔ سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین زہر سے مارے گئے۔ ان کے بڑے بیٹے غازی الدین حیدر بیٹھے سنہ ۱۲۳۵ ہجری مین انگریزون نے بادشاہ کا خطاب دیا۔ سکہ اور خطبہ ان کے نام کا جاری ہوا۔ سنہ ۱۲۴۶ ہجری مین یہ مر گئے۔ نصیر الدین حیدر بادشاہ ہوئے سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین مر گئے۔ بادشاہ بیگم نے فریدون بخت کو بٹھایا۔ یہ انگریزون کو ناگوار ہوا۔ اُس کو اُتار کر محمد علی شاہ کو بٹھایا۔ یہ سنہ ۱۲۵۸ ہجری مین مر گئے۔ اُن کی جگہ امجد علی شاہ بیٹھے۔ یہ بھی سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین مر گئے ان کی جگہ واجد علی شاہ بیٹھے۔ اُن کو سنہ ۱۲۷۱ ہجری مین انگریزون نے معزول کیا اور کلکتہ مین نظر بند رکھا۔ یہان تک کہ سنہ ۱۳۰۵ ہجری مین مر گئے۔ ان کا بیٹا برجیس قدر کچھ عرصہ تک انگریزون سے لڑا پھر بھاگ گیا۔ اب انگریزون کا انتظام ہے۔

حیدرآباد سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین زمانہ محمد شاہ مین صوبہ دار دکن نواب آصف جاہ نظام الملک مقرر ہوئے۔ انکا نام میر قمر الدین فتح جنگ ہے۔ سنہ [illegible] ہجری مین پیدا ہوئے سنہ ۱۱۳۷ ہجری مین رئیس ہوئے۔ سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین مر گئے۔ انکے بعد انکے فرزند دوم۔ میر احمد نظام الدولہ ناصر جنگ آصف جاہ رئیس ہوئے۔ سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین فرانسیسیون کے ہاتھ سے مارے گئے میر غلام علی آزاد انکے اُستاد تھے۔ پھر انکے بڑے بیٹے فیروز جنگ مسند آرا ہوئے۔ یہ ۱۸ محرم سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین مر گئے۔ ان کی جگہ ہدایت محی الدین خان نواسے آصف جاہ کے بیٹھے۔ یہ بھی ہاتھ سے فرانسیسیون

کے اسی سال مارے گئے۔ انکی جگہ صلابت جنگ پسر دوم آصف جاہ مسند نشین ہوئے۔ ان کو ان کے چھوٹے بھائی نظام علی خان نے سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین قید کیا۔ یہ بیسوین ربیع الاول سنہ ۱۱۷۷ ہجری مین مر گئے۔ ان کی جگہ میر نظام علی خان سریر آرا ہوئے سنہ ۱۲۱۸ ہجری مین مر گئے ان کی جگہ ان کے بیٹے میر اکبر علی خان سکندر جاہ تخت نشین ہوئے۔ یہ ۱۷۔ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۴ ہجری مین مر گئے۔ ان کے بعد انکے بیٹے ناصر الدولہ فرخند علی خان۔ آصف جاہ چہارم بیٹھے۔ اور سنہ ۱۲۷۳ ہجری مین مر گئے۔ انکی جگہ انکے بیٹے میر تہنیت علی خان افضل الدولہ۔ آصف جاہ پنجم بیٹھے۔ انسے بہت خیر ہوئی۔ انھون نے سنہ ۱۲۸۵ ہجری مین وفات کی۔ انکی نماز مکہ معظمہ مین غائبانہ پڑھی گئی۔ اب انکی جگہ انکے بیٹے میر محبوب علی خان آصف جاہ ششم ہین۔ یہ ۵۔ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۳ ہجری مین پیدا ہوئے۔ اور ہنوز اپنے ملک پر فرمان روا ہین۔ آپ کو اللہ تعالیٰ مثل اپنے آبا کے صاحب اقبال اور خدا ترس پرہیزگار اور انصاف ور بناوے یہ ریاست ہندوستان مین سلطنت اسلام کی یادگار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ریاست کو ترقی روز افزون عطا کرے اور مہر اصل کمال اور علم و عمل کا مخزن بنادے۔

واضح رہے کہ اگرچہ اسلام کی سلطنت بعض ملک سے جاتی رہی ہے۔ جیسے ہند۔ تاتار چین۔ ترکستان۔ ماورار النہر۔ استراخان۔ قازان۔ سائبیریا۔ رومانیہ۔ ہنگیری۔ قرمان۔ گرجستان۔ سرویہ مونٹی نگرو۔ یونان۔ طونس اور الجیرس ہین۔ لیکن تاہم اہل اسلام کی تعداد مین ترقی روز افزون ہے۔ سوائے ایک ملک اسپانیہ یعنے اندلس کے جہان سے اسلام کا نام مٹ گیا۔ اگرچہ ایک زمانے مین وہان بڑے بڑے محدث مثل یحییٰ اندلسی اور قسطلانی شارح بخاری کے

اور فضلا اور عرفا مثل محی الدین ابن عربی کے گذرے - اور بڑے بڑے بادشاہ مثل عبدالرحمن اول اور سوم کے ہوئے - اور ملک کو عدل و انصاف سے بھر دیا تھا - اور علم اور ہنر کی بڑی قدردانی کی اور خوب ترقی دی - بڑا مدرسہ ہنر کا اور علم کا تعمیر کیا - اور بڑا کتب خانہ مردانیہ بنایا جس سے اہل یورپ نے اکتساب صنعت اور علم کیا - اور برابر ترقی کرتے رہے اور اہل اسلام مابعدمین با خود ہا کی تکرارمین سب بھول گئے - یہان تک کہ نہایت ترقی بخش اور مفید علوم کو بھی مثل علم جغرافیہ - تواریخ - کیمیا - طبیعی - ہیئت - ریاضی جبر مقابلہ - مساحت - جسکے گویا موجد خود اہل عرب تھے - فراموش کرکے اسکا نام بھی بھول گئے - اے برادران اسلام اب بھی وقت نہین گیا ہے - ہوش کرنا چاہیئے اور اصحاب اور تابعین کے زمانے کی تمثیل اور واقعات دیکھکر ہم سب کو کوشان ہونا چاہیئے - بلالحاظ غربت اور امارت کے ہمکو چاہیئے کہ ہم ان ضروری علوم اور دستکاری مین کمال پیدا کرین - اور نئے علوم تار برقی و انجن وریل وغیرہ کو سیکھکر خود دستگاہ پیدا کرین کہ انھین چیزون نے اہل یورپ کو اسقدر ترقی بخشی ہے -

یہی سب باتین سلطنت عثمانیہ مین رائج ہین جس سے وہ سلطنت بھی ممتاز ہے اور سلطنت ایران مین بھی انکا رواج پانے لگا -

خلاصہ علم جغرافیہ

چونکہ علم تاریخ کا مدار علم جغرافیہ پر ہے اس لیئے علم جغرافیہ کا خلاصہ یہان لکھا جاتا ہے - کل زمین دنیا مین پیمائش کی روسے چار کرور بچانوے لاکھ ساٹھ ہزار مسیل مربع ٹھہرکر پانچ حصون پر منقسم ہے - یورپ - ایشیا - افریقہ امریکہ - اوشنیا -

بیان زمین یورپ

یورپ کی پیمائشی زمین اڑتالیس لاکھ میل مربع ہے۔ یہان سولہ قومون کی سلطنت ہے۔ اس تفصیل سے سلطنت انگلستان۔ فرانس۔ ہالینڈ۔ بلجیم۔ جرمنی۔ شمول پروشیا۔ آسٹریا۔ سوئیزرلینڈ۔ اٹالی۔ اسپین۔ پورٹوگل۔ ترکی۔ یونان۔ ڈنمارک۔ سویڈن۔ ناروے۔ روس یہ کل سلاطین یہان کے عیسائی مذہب کے ہین۔ فقط سلطنت ترک اسلامی حکومت ہے۔ ترکی سلطنت جو اس علاقہ یورپ مین ہے پہلے پیمائشی زمین اسکی دو لاکھ میل مربع تھی لیکن جنگ ۱۸۷۷ء سے تین عیسائی صوبے آزاد اور سلطنت ترکی سے علیحدہ ہوگئے۔ تخمیناً ان آزاد شدہ صوبون کی پیمائشی زمین دس ہزار میل مربع ہے۔ بعد منہا کرنے دس ہزار میل کے اب صرف ایک لاکھ نوّے ہزار میل مربع زمین سلطنت اسلام ترکی کی یورپ مین شامل ہے۔ باقی سنتالیس لاکھ دس ہزار میل مربع زمین سلطنت عیسائی کی یورپ مین واقع ہے۔

بیان زمین ایشیا

ایشیا کی پیمائشی زمین ایک کرور پچھتر لاکھ میل مربع واقع ہے۔ اور آبادی یہان کی تخمیناً ستر کرور آدمی کی ہے۔ قومی سلطنت یہان کی یہ ہے۔
ایک سلطنت ترکی جس مین چودہ لاکھ پچاس ہزار میل مربع زمین صرف ایشیا کی داخل ہے اس زمین مین قدیم اقوام مغربی ایشیائی یعنی عرب و شامی و ایشیائے کوچک وغیرہ سب داخل ہے۔ عامۂ اس علاقہ کا مذہب اہل سنت والجماعت ہے۔
بعد اس سلطنت کے ایشیا مین سلطنت ایران ہے جسکی پیمائشی زمین پانچ لاکھ میل مربع ہے۔ یہ سلطنت بھی اسلامی مذہب شیعہ کی ہے۔
تیسری سلطنت اسلامی افغانستان ہے۔ زمین دو لاکھ میل مربع اس

سلطنت مین داخل ہی- اور مذہب اس سلطنت کا سنت والجماعت ہی-
چوتھی سلطنت اسی کے برابر- غرجستان کی ہے- کہ جسکی پیمائشی زمین ایک لاکھ
پچاس ہزار میل مربع ہی- مذہب اس سلطنت کا بھی سنی ہی-
پانچوین سلطنت اسلامی نیم آزاد یعنے زیر نگرانی- روس حکومت بخارا ہے-
کل لوگ اس حکومت کے تین خوانین کے ماتحت ہین خیوا- توقند- بخارا پیمائشی زمین
اس قومی حکومت کی پانچ لاکھ میل مربع ہی مذہب یہان کا عامۃ سنی ہے- کل خوانین
اطاعت روس مین داخل ہین-
چھٹی سلطنت ایشیاے مملکت ہندوستان ہے- پیمائشی زمین اس خطے کی پندرہ لاکھ
میل مربع سمجھی جاتی ہے- جس مین نو لاکھ میل مربع زمین خالصۂ حکومت انگریزی ہی-
باقی چھ لاکھ میل مربع زمین قبضے مین اُن روساکے ہے- جو حکومت انگریزی کو
مطلقاً کچھ نہین دیتے- اور ایسی حکومت صرف کشمیر- نیپال- بھوٹان- ٹونک-
مقبوضات قوم فرانس مقبوضات قوم پرتگال ہے- غالب رعایاے ہندوستان
ہندو مذہب ہین- قریب اُنیس کرور- اور مسلمان ساڑھے پانچ کرور ہین اور
پانچ لاکھ عیسائی ہین- اور پانچ لاکھ آتش پرست- یہود- نانک شاہی وغیرہ مین
سب پچیس کرور آدمی ہین-
ساتوین حکومت ایشیاے چین کی ہی جس مین چھبیس لاکھ میل مربع زمین ہے اس جگہ
عامۃ مذہب بدھ رائج ہے- اگرچہ اندرونی رعایاے چین مذہب اسلام وعیسائی وغیرہ
بھی رکھتی ہی- بادشاہ چین یعنے فغفور یہی مذہبی رعایا کا معبود سمجھا جاتا ہے- بادشاہ کی
عبادت صرف اُسی جگہ رائج ہے-
آٹھوین حکومت ایشیاے جاپان کی ہے- پیمائشی زمین اس حکومت کی
دو لاکھ ساٹھ ہزار میل مربع ہے- اس حکومت کا بادشاہ بھی بدھ مذہب کا ہے-

اپنی رعایا کا معبود سمجھا جاتا ہے۔
نوین حکومت ایشیائے جانب شمال توم وس کی ہی چھپن لاکھ میل مربع زمین اس حکومت مین شامل ہو مذہب رعایا کا اس حکومت مین زائد اسلام ہے۔ پھر عیسائی اور بدھ مذہب کے بھی کچھ لوگ ہین۔
مستثنائے ممالک ایشیائے ما نیشیا کے جزائر مین بھی اہل حکومت ہین۔ بیمائش مین ان جزائر کی آٹھ لاکھ پچاس ہزار میل مربع ہے۔ ان جزائر مین اسلام اور بدھ مذہب کا رواج ہی۔ حکومت مختلف اقوام عیسوی کی بھی یہان پر ہی۔

بیان زمین افریقہ

حصہ سوم۔ افریقہ کی زمین بطور پیمائش ایک کروڑ بیس لاکھ میل مربع ہی۔ باستثنائے ان چار پانچ حکومتون کے۔ کل افریقہ کی زمین زیر حکومت و تصرف اسلام ہے۔ اور وہ یہ ہین۔ ابیسینیا۔ یعنی حبش۔ عیسائی۔ و سینیگیمبیا۔ دگینی۔ جس مین یورپین بھی حکومت کرتے ہین وکیپ کالونی۔ نیٹال۔ جہان۔ انگلستان کی حکومت ہی اور مقام الجیریا۔ جہان فرانس کی حکومت سمجھی جاتی ہے۔ اور حکومتین اسلامی افریقہ مین مصر۔ نیوبیا۔ تونس۔ ٹریپولی یعنی طرابلس فزان۔ بارقہ۔ تکبرٹیا۔ ہین۔ اور حکومت اسلامی مین ملک مراکو۔ و ملک۔ ہوسا بھی شامل ہے۔

بیان زمین امریکہ

حصہ چہارم امریکہ جنوبی و شمالی بہ شمول جزائر کل بحساب پیمائش زمین کے ایک کروڑ پچاس لاکھ میل مربع ہے۔ اور اس کل خطے مین عامۃً یورپین سلطنتون کی اولاد ہے۔ اور امریکہ مین جسقدر غلبہ عیسائی و نیچری مذہب کا ہی اس قدر یورپ مین بھی نہین ہی۔ لیکن عیسائی یوروپین حکومتین حرف گیانا۔ اور کلمبیا۔ اور

کناڈا - اور بعض جزائر مین ہی - ان ملکون کو اولاً حکیم کلمبس نے دریافت کیا۔

بیان زمین اوشینیا

حصۂ پنجم اوشینیا ہے - اسکی پیمایشی زمین کل چالیس لاکھ میل مربع ہے اور یہ تین حصون مین منقسم ہے - ملیشیا - آسٹریلیا - پولینشیا - اس پورے حصہ ملیشیا مین ایک ثلث اسلام کی حکومت ہے - اور دو ثلث مین مذہب بدھ دیورمین کی حکومت ہے - اب حصے مین بارہ لاکھ میل مربع زمین مقبوضۂ عیسائی ہے - اور اٹھارہ لاکھ میل مربع مقبوضۂ اسلام ہے - اور دس لاکھ میل مربع مذہب بدھ کی حکومت مین ہے ۔

میزان کل مقبوضۂ زمین اہل مذاہب
چار کرور پچانوے لاکھ ساٹھ ہزار
٤٩٥٦٠٠٠٠ م

زمین مقبوضۂ مذہب عیسائی		زمین مقبوضۂ مذہب اسلام	
دو کرور پچھتر لاکھ دس ہزار		ایک کرور باون لاکھ نوے ہزار	
یورپ مین ستائیس لاکھ دس ہزار میل مربع افریقہ مین دس لاکھ میل مربع اوشینیا مین بارہ لاکھ میل مربع	ایشیا مین پچھتر لاکھ میل مربع امریکہ مین ایک کرور پچاس لاکھ میل مربع	یورپ مین ایک لاکھ نوے ہزار میل مربع افریقہ مین ایک کرور دس لاکھ اوشینیا مین اٹھارہ لاکھ میل مربع	ایشیا مین تینتیس لاکھ میل مربع امریکہ مین ندارد

زمین مقبوضہ مذہب بدھ				
یورپ مین	ایشیا مین	افریقہ مین	امریکہ مین	اوشینیا مین
ندارد	ساون لاکھ	ندارد	ندارد	دس لاکھ میل مربع

پورے مردم شماری مرتبہ ۱۸۹۰ء کے اشخاص دنیاوی بقید مذہب حسب ذیل منقسم ہین جملہ ایک ارب اکیس کرور دس لاکھ

مذہب عیسوی کے اشخاص — سینتیس کرور پچاس لاکھ

مذہب اسلام کے اشخاص — تیرہ کرور

مذہب یہود کے اشخاص ساٹھ لاکھ مذہب بدھ و ستارہ و بت پرست وغیرہ ستر کرور

نقشہ اسماے شاہان دنیاوی موجودہ حال بابت ۱۸۹۰ء بقید مذہب سلاطین جنکا دارالحکومت یورپ مین ہے۔

نمبر	نام	مذہب	نام دارالسلطنت
۱	سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ	مسلمان سُنی	قسطنطنیہ قوم ترک عثمانیہ سے ہین ملک ترکی روم کہلاتا ہے
۲	ابن الگزنڈر	عیسائی گریک چرچ	سنٹ پیٹرزبرگ ملک روس کا دارالسلطنت ہے
۳	فرڈرک۔	عیسائی رومن کیتھلک	برلن۔ دارالامارت جرمنی و پروشیا۔
۴	ملکہ وکٹوریہ	عیسائی پروٹسٹنٹ	لندن۔ دارالامارت انگلینڈ۔
۵	فرانسیس جوزف	عیسائی رومن کیتھلک	ویانہ۔ دارالامارت ملک آسٹریہ۔
۶	ہمبرٹ	ایضاً	رومہ۔ دارالامارت اطالیہ۔
۷	الفانسو ہمبرٹ	ایضاً	میڈرڈ۔ دارالامارت ملک اسپانیہ۔
۸	لیوسی	ایضاً	لسبن۔ دارالامارت پرتگال۔
۹	اسکر	عیسائی گریک چرچ	اسٹاک ہالم۔ دارالامارت سویڈن۔

۱۰	کرسچین	عیسائی رومن کیتھلک	کوپن ہیگن - دارالامارت ڈنمارک -
۱۱	ولیم	ایضاً	ایمسٹرڈام - دارالامارت ہالینڈ -
۱۲	لیوپولڈ	ایضاً	بروسلز - دارالامارت بلجیم -
۱۳	جولیس گریوی	ایضاً	پریذیڈنٹ قائم مقام بادشاہ - پیرس - ملک فرانس

یہ تیرہ نام اُن شاہان یورپ کے ہین جو بالفعل یورپ - مین سلطنت کر رہے ہین - جنکی سلطنت عامۃ دنیا مین پھیلی ہوئی ہے - انھین تیرہ اشخاص مین مشورت بصیغہ کانفرنس و کانگرس اکثر اُمورات اہم مین ہوا کرتی ہے - باہم ان سب کے آج کل عموماً صلح کا برتاؤ ہے - ان کے علاوہ شاہ لیوش حاکم مستقل حصہ بویریا - شاہ البرٹ حاکم مستقل خطۂ سیکزنی - شاہ چارلس حاکم مستقل خطۂ درتجرٹگ - شاہ فریڈرک حاکم مستقل خطۂ ویڈشن - شاہ چارلس حاکم مستقل خطۂ رومانیا - شاہ جارجس حاکم مستقل خطۂ گریک - یعنی یونان - شاہ میلن حاکم مستقل خطۂ سرویا - شاہ نکیٹا حاکم مستقل خطۂ مانتی نگرو -

یہ آٹھ اشخاص اگرچہ صاحب حکومت مستقل ہین - لیکن ان کو بمقابلے اُن تیرہ سلاطین کے چندان وجاہت ملکی نہین ہے - بلکہ ایک قسم کی ماتحتی ہے - لیکن ان سب سلطنتون مین پانچ بڑی سلطنتین ہین - انگلستان - روس - جرمن - فرانس - آسٹریا اور اطالیہ اور اسپین - اُس سے چھوٹی ہے ان سبھون مین سخت معاہدہ ہے کہ ایک دوسرے کے ملک کو تقسیم نہ کرین - صرف غیر مذہب عیسائی کے ملکون کو تقسیم کرسکتے ہین

اسماے سلاطین موجودہ جنکا دار السلطنت ایشیا مین ہے

نمبر	نام بادشاہ	مذہب	نام دار السلطنت
۱	شاہ ناصر الدین قاچار	سلمان شیعی	طہران دار الحکومت ایران-
۲	امیر عبد الرحمن خان	سلمان سنی	کابل دار الحکومت افغانستان-
۳	شاہ ٹسیچو	بدہ مذہب	پیکین دار الحکومت چین-
۴	شاہ مکاڈو-	ایضاً	جِدّو دار الحکومت جاپان-

اسماے سلاطین موجودہ حال جنکا دار الخلافت افریقہ مین ہے-

نمبر	نام بادشاہ	مذہب	نام دار السلطنت
۱	شاہ عبد اللہ	مسلمان سنی	مراکو دار الحکومت مراکش یا مراکو-
۲	شاہ جان	عیسائی رومن کتھولک	لیکن اب اسکے ملک حبشہ کو مہدی سودانی کے لوگون نے لے لیا-
۳	شاہ بارکش بن سعید	مسلمان خارجی	زنگبار سرحد مشرقی افریقہ-
۴	شاہ عبد الکریم	مسلمان سنی	قلاماڈ کانو دار الحکومت ملک ہوسا یعنی سوڈان

اسماے سلاطین موجودہ حال جنکا دار الحکومت امریکہ مین ہے-

نمبر	نام بادشاہ	مذہب	نام دار السلطنت
۱	ڈال پدرو	عیسائی رومن کتھولک	ریوڈی جنیرو دار الحکومت ملک برزیل-
۲	پرنس آرتھر	ایضاً	واشنگٹن دار الحکومت یونائیٹڈ اسٹیٹس

خاتمہ

مؤلف کتاب ہذا کا نام محمد کبیر بن مولوی محمد وزیری- نسباً شیخ ہاشمی اور حسباً حسینی سید ہر- سکونت قصبہ داناپور ضلع پٹنہ مین ہر اور یہی جگہ مولد بھی ہر- پیدائش مؤلف کی اٹھارھوین صفر کو ۱۲۶۹ھ مین ہوئی- نام تاریخی- ناظر حسن ہر- چنانچہ جد امجد نے یہ قطعہ تاریخ فرمایا ہر ؎

درخانۂ آن وزیر من شد ساجد دل ما بخواست تاریخ	طفلے چونکہ دلم چو بشگفت ہاتف ہمہ ناظر حسن گفت ۱۲۶۹

تعلیم ظاہری مؤلف کی حضرت جد امجد مولانا سید شاہ محمد قاسم داناپوری اور مولانا جمیل احمد بلگرامی سے تھی۔ حضرت مولانا شاہ محمد قاسم مصنف نجات قاسم اور اعجاز غوثیہ۔ وغیرہ کے ہین اور مولانا جمیل احمد بلگرامی فرزدق کے اُس قصیدہ کے شارح ہین جو حضرت امام زین العابدین۔ کی منقبت مین لکھا ہے۔ اور ضلع سارن کے سرکاری مدرسہ مین مدرس تھے۔ مؤلف نے انگریزی کی تحصیل ضلع سارن کے سرکاری مدرسہ مین کی تھی اور اُس کے بعد پٹنہ کے کالج مین تعلیم پائی۔ نسبت غلامی اور تعلیم باطنی کی جد محترم حضرت مولانا محمد قاسم و مولانا حاجی محمد سجاد داناپوری سے ہے۔ کدخدائی مؤلف کی ۱۲۹۰ھ ہجری مین ہوئی چنانچہ شاہ محمد یحییٰ عظیم آبادی نے یہ قطعہ تاریخ فرمایا ہے۔ ؎

وزیر من کہ کوس شاہی خود بر فلک افراشت بسال اندواجش بندہ یحییٰ نغز تاریخی	شد از نو شاہی فرزند دلبندش دلم خرم ز بے نوشتہ کبیر ابن وزیر من شدہ گفتم

تذکرۃ الکرام

تاریخ

خلفائے عرب و اسلام

(رسول کریم کے حالات و واقعات سے لے کر
دور حاضر تک کے خلفائے اسلام
اور صاحبانِ کمال کا تذکرہ)

مصنفہ
مولانا سیّد شاہ محمد کبیر ابو العلا داناپوری

نفیس اکیڈمی تیرتھ داس روڈ اردو بازار کراچی